آتش جنونیت
تحریر : سونی رائٹس

یہ تین سال بعد کا ہی منظر تھا جہاں اب سارہ کی شادی کو چھ ماہ ہو چکے تھے وہ میجر فرقان کے ساتھ بس ایک سمجھوتے کی زندگی گزارنے پر مجبور تھی کیونکہ فرقان کا رویہ اس کے ساتھ کچھ ٹھیک نہ تھا مگر اس بات سے شاہ گھرانہ بالکل لا علم تھا کہ ان کی بیٹی کے ساتھ سسرال والوں کا کیسا سلوک ہے۔۔

صبح ہو چکی تھی سارہ کو کل رات خبر ہوئی کہ اس کا بھائی علی فیصل شاہ دو ماہ بعد اب ترکی سے واپس آنے والا ہے جبکہ سارہ کو اپنے بھائی سے ملاقات کیے بھی تین ماہ ہو چکے تھے آج وہ اپنے بھائی کی آمد پر شاہ مینشن جانے کی خواہش دل میں

لیے اپنے کمرے میں چکر کاٹتے فرقان کی آمد کی منتظر تھی کہ اسے آگاہ کر کے اجازت لی جائے۔۔

فرقان اور سارہ کے درمیان عمر کا دس سالہ فرق تھا سارہ اپنے گھر کی لاڈلی نازوں سے پلی تھی جبکہ فرقان بچپن سے گھر والوں اور ٹریننگ کی سختیاں سہتے شدت پسند بن چکا تھا اسے ایک بہترین خوبصورت چیز نہیں بھاتی تھی جبکہ چہرے سے بے حد خوبرو تھا لیکن ہر خوبصورت چہرے کے پیچھے خوبصورت کردار اور خوبصورت فطرت نہیں ہوتی۔۔

بال باندھے لائٹ بلو ڈریس میں ملبوس وہ نازک سی لڑکی کمرے میں بے چینی کے باعث چکر کاٹنے میں مصروف تھی کہ اسی دوران وہ سخت مزاج کا حامل شخص بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے موبائل پر نظروں کو مصروف رکھے کمرے میں داخل ہوا۔۔

"فرقان۔۔ سنیں!!"

سارہ نے دروازے سے ہی دیکھ کر فوراً پکارا تھا۔۔

"ہاں۔۔؟"

وہ بے دھیانی میں جواب دے گیا کیونکہ نظریں فون پر تھیں۔۔

"مجھے آپ سے بات کرنی۔۔" سارہ نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنا چاہی۔۔

"جلدی بولو میرا وقت برباد مت کرو۔۔"

وہ نظریں اُٹھا گیا مگر یہ عمل کرنا اس پہ ناگوار گزرا تھا وہ بے دلی سے بولا۔۔

"بھائی آج آنے والے ہیں ترکی سے، میں سوچ رہی تھی کہ تھوڑی دیر کے لیے گھر چلی جاؤں کافی وقت ہو گیا میں گھر والوں سے نہیں ملی۔۔" وہ مدھم آواز اور التجائی انداز میں اجازت طلب کرتی بولی۔۔

کہیں جانے کی ضرورت نہیں آج بہت کام ہیں تمھیں۔۔!! اچھی طرح سمجھتا ہوں، پھوپھو آنے والی ہیں تو کاموں سے جان چھڑانے کا بہانا بنا رہی ہو۔۔"اس کی التجاء پہ بھی ترس نہیں کھایا گیا آج فرقان نے پھر اپنے رد عمل سے سارہ کو مایوس کیا تھا۔۔

"ایسا نہیں ہے، پھوپھو تو کل آنے والی ہیں۔۔"
وہ جواباً کچھ امید لیے پھر بولی۔۔
لیکن آج ہی سارے کام کرنے ہیں، میرے سامنے انجان مت بنو۔۔"وہ ماتھے پر بل ڈالتے رعب دار آواز میں بولا۔۔

"پلیز میں جلدی واپس آجاؤں گی دو ہی گھنٹوں میں۔۔"
اس نے اجازت طلب کرنے کی پھر کوشش کی تھی،اس کی مسلسل دلیلیں اب فرقان کو طیش دلا رہی تھیں وہ موبائل ٹراؤزر کی جیب میں کھسکھاتا دھم سے

دو چار قدم لے کر اس کے قریب پہنچا جس کو اپنے جانب بڑھتا دیکھ کر سارہ کا حلق خشک ہونے کو آیا تھا سانس اٹکنے لگی تھی۔۔

"میں نے تم سے کہا ناں کہ تم کہیں جا ہی نہیں رہی تو واپس آنے کی بات کیوں کر رہی ہو۔۔؟" وہ سارہ کے بازوؤں کو سختی سے تھامتے دانتوں کو بھینچ کر اپنا جملہ ادا کر گیا تھا۔۔

"ممم۔۔ مگر ففر رفر قان،، ببھائی۔۔ بھائی ناراض ہہو۔۔ ہو سکتے ہیں۔۔!!" سارہ نے سرگوشی نما لڑکھڑاتے لہجے میں سہم کر اپنی مجبوری بیان کی۔۔

"وہ میرا مسلہ نہیں ہے اور مجھے بحث نہیں کرنی ورنہ حشر کر دوں گا تمھارا۔۔" وہ دھمکی دیتا اسے بازوؤں سے جھٹک کر قریب موجود بستر پر گراتا کمرے سے دوبارہ روانہ ہوا۔۔

جس کے جاتے اس سہمی لڑکی کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے اس کے لیے یہ سمجھنا مشکل تھا کہ اسے آخر کس چیز کی سزا مل رہی ہے۔۔

وہ کچھ دیر یونہی بستر پر گری پڑی روتی رہی اس کا دھیان اب سائیڈ ٹیبل پر موجود اپنے موبائل کے کال ٹون سے بھٹکا گیا۔۔

وہ موبائل کی کالرٹون سن کر اپنا چہرہ آنسوؤں سے صاف کرتی اٹھ بیٹھی اور موبائل ہاتھ میں لیتی نام پڑھنے لگی جس کی اسکرین پر عالیہ بھابھی نام چمچمایا تھا۔۔

اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کال ریسیو کی۔۔

"!! ہیلو سارہ۔۔ ! تم آرہی ہوناں ہم ائیرپورٹ ساتھ جارہے ہیں اوکے۔۔"

عالیہ نے کال ریسیو ہوتے ہی جلد بازی میں پہل کی۔۔

بھابھی اصل میں میری طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے ابھی آنا مشکل ہوگا جب "
علی بھائی آجائیں گے تو ان سے ملنے شام تک پہنچ جاؤں گی۔۔" وہ سرد لہجے میں

عالیہ سے فون پر مخاطب ہوئی تھی اس نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اسے شام کی بھی امید نہ تھی۔۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔؟" سارہ کے جملے اور لہجے نے عالیہ کو فکر میں مبتلا کر دیا تھا۔۔

"جی میں ٹھیک ہوں بھابھی۔۔!" اس نے یک لمحہ آنکھیں موندے حلق تر کرتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"سارہ اگر کوئی بات ہو بتاؤ ورنہ مجھے تمھاری فکر ہو گی۔۔" عالیہ نے پھر ماتھے پر بل ڈالتے پوچھا تھا۔۔

"نہیں عالیہ بھابھی سب ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں شام کو ملتے ہیں۔۔" عالیہ کے سوالات سارہ کو مشکل میں ڈال رہے تھے وہ گفتگو مختصر کرتے کال کاٹ گئی جبکہ دوسری جانب عالیہ اس کی بات سے مطمئن نہیں تھی مگر آج اس کا دھیان

بھی ایک جانب نہ تھا۔۔ سارہ کے مسلسل اس طرح کے رویے کے باعث اس نے آج تہیہ کر لیا تھا کہ وہ سارہ کے متعلق حقیقت کو جان کر رہے گی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

صبح کا ہی وقت تھا اکرم خاندان میں چھل پہل تھی دانیال مسلسل اپنی محنت سے اپنی معیار زندگی کو کافی حد تک بہتر کر گیا تھا وہ اب تین کمروں پر مشتمل ایک چھوٹے سے بنگلے میں رہتے تھے جو دانیال نے پچھلے سال خریدا تھا وہ آج بھی علی کے ساتھ کام کرتا تھا اور اب وہ شاہ انڈسٹریز کا ایک اہم حصہ تھا۔۔
اپنے بیڈ روم میں موجود وہ سیاہ پینٹ پر آف وائٹ شرٹ کے بٹن بند کرتا سنگھار میز کے سامنے کھڑا تھا وہی چہرہ، کیلن شیو، سیاہ بال، چوڑی جسامت۔۔ وہ آج بھی خوبرو لگ رہا تھا۔۔

آرے تھوڑا جلدی کر لو یار لیٹ ہو رہا ہوں میں۔۔ کہاں ہو۔۔؟ سائرہ؟" وہ"
اپنے تمام بٹن بند کر کر اب کالر ٹھیک کرتا اپنی زوجہ سے مخاطب ہوا۔۔
دانیال کی والدہ عرفان کی پیدائش کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں
جبکہ عرفان اور فاطمہ دانیال کے دونوں بچے اب اس کی زندگی میں اس کے لیے
اہم مقصد تھے۔۔

"جی یہاں ہوں ذرا تحمل رکھیں۔۔"
سائرہ لیپ ٹاپ بیگ ہاتھ میں لیے کمرے میں داخل ہوئی جو آج زرد رنگ کے
شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی جسکی سادگی آج بھی دانیال کا
دھیان بھٹکانے کے لیے کافی تھی۔۔

جلدی آو یہاں۔۔" وہ کالر کی جانب اشارہ کرتے بولا۔۔"
یہ لیں۔۔" سارہ نے لیپ ٹاپ بیگ رکھ کر بیڈ پر پڑا سیاہ بلیزر کوٹ دانیال کو"
پکڑایا۔۔

آگر میں تحمل پہ آگیا تو پورا دن اس کمرے سے باہر جانے بھی نہ دوں گا۔۔"وہ" کوٹ پہنتے ہوئے اپنی زوجہ کا سراپا دیکھ کر ذو معنی انداز میں گویا ہوا۔۔

یوں دھمکیاں دینا آپ پر سوٹ نہیں کرتیں۔۔"سائرہ قریب آکر اس کا" کوٹ ٹھیک کرتے بولی تھی جس کی بات سن کر دانیال کے لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔۔

ابھی اگر جلدی میں نہ ہوتا تو بتاتا تمھیں۔۔"وہ بال ٹھیک کرتے اپنا دھیان" بھٹکا کر آئینے کی جانب دیکھتا گویا ہوا جس پر مسکراہٹ دابے سائرہ نے خاموشی اختیار کی۔۔

گھڑی کہاں ہے میری۔۔؟"وہ دوبارہ مخاطب ہوا۔۔"

"یہ میرے پاس ہی ہے ہر چیز۔۔!!" سائرہ نے ہاتھ بڑھائے تو اس کے پاس اب واقعی گھڑی رومال اور والٹ موجود تھا جو وہ بیڈ سے اٹھا چکی تھی۔۔

"دو۔۔!" دانیال نے ایک ایک کر کے ساری چیزیں لی۔۔

"تو آج آپ ائیر پورٹ جائیں گے۔۔؟" سائرہ نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔۔

"سب سے پہلے میں آفس جاؤں گا وہاں کام ختم کر کے وہیں سے ائیر پورٹ کے لئے نکلوں گا۔۔" دانیال نے اپنی روٹین بتائی تھی اس کی نظریں اب بھی خود پر تھیں وہ آئینے میں خود کو کو اپنے بالوں کو ٹھیک کر رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے خیال سے جائیے گا۔۔" وہ ہاتھ باندھتے اس کے پاس کھڑی بولی۔۔

"ہاں بچوں کو اسکول سے تم لے آنا یا میں ایسا کرتا ہوں کہ آفس پہنچ کر ڈرائیور سے کہہ دوں گا۔۔" دانیال نے کلائی پر گھڑی پہنتے سر جھکائے کہا۔۔

"!اُن کی فکر نہ کریں بس اپنا خیال رکھیں۔۔"

ہاں یہ بیگ دو۔۔"سائرہ کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتے گویا ہوا۔۔"

ٹھیک ہے شام کو ریڈی رہنا شام کو ملتے ہیں خدا حافظ۔۔"سائرہ کے گال پر" ہاتھ رکھتے وہ اپنا آخری جملہ ادا کرتے ہوئے بیگ تھام کر کمرے سے روانہ ہوا اور سائرہ بھی اس کے پیچھے مین گیٹ تک جاتے اسے رخصت کرنے لگی تھی۔۔

----------سونی رائٹس----------

شام ہونے کو تھی مگر اب تک ڈھلی نہ تھی یہ سرد موسم تھا جب شامیں جلدی ڈھل جایا کرتی تھیں آج کراچی میں کچھ چھوٹے بڑے پیمانے پر ہلچل سی تھی ایک جانب تمام رشتے داروں کو خبر تھی تو دوسری جانب احباب، میڈیا والے اور شاہ انڈسٹریز سے تعلق رکھنے والے تمام افراد بھی اس بات کا علم رکھتے تھے کہ

آج تقریباً پینسٹھ دن بعد شاہ انڈسٹریز کے مالک علی فیصل شاہ اپنے بیرونی ممالک کے سفر سے واپس آرہے ہیں۔۔

ائیر پورٹ پر کافی لوگ میڈیا والوں کے ہمراہ اس کے استقبال کے لئے موجود تھے مگر دانیال اکرم کی ہدایت پر اُنہیں ائیر پورٹ کے باہر تک ہی محدود رکھا گیا تھا علی شاہ کافی لمبے عرصے بعد یوں بیرونی ملک سفر پر گئے تھے جہاں ان کی شاہ انڈسٹریز میں غیر حاضری سے کچھ لوگوں کو فائدہ ہوا تھا اور کچھ لوگوں کو نقصان بھی۔۔

ائیر پورٹ کے اندرونی حصے میں دانیال علی کے اسسٹنٹ کچھ گارڈز اور علی کی زوجہ عالیہ شاہ بال باندھے لائٹ پنک تھری پیس آفس سوٹ پہنے اس کی منتظر تھی وہ اب شازمان ٹیکسٹائل کی اونر کی حیثیت سے بھی بزنس کی دنیا میں جانی جاتی تھی وہ آج بھی سب سے منفرد بے حد حسین بے مثال اور پر وقار شخصیت کی مالک تھی۔۔

علی بلا آخر اپنی دو ماہ کی بیرونی ممالک کی مصروفیات ختم کرنے کے بعد اپنے ملک کی سرزمین پر قدم رکھ چکا تھا وہ گارڈز کے ہمراہ اپنا سوٹ کیس اسسٹنٹ کو تھمائے چھ فٹ کا دراز قد سفید بھاری جسامت جسے اس نے طویل عرصے کی ورزش سے خوبصورت باڈی میں تبدیل کیا تھا پر سیاہ پینٹ اور ڈارک بلو شرٹ پہنے آستینیں کلائیو سے چڑھائے آنکھوں میں سیاہ چشمہ پہنے براؤن خوبصورت چمکتے بال جو اس وقت سفری تھکان سے کچھ بکھرے ہوئے تھے بالوں سے ہم رنگ اس کی چوڑی بھنویں سیدھی درمیانی ناک گہری شہد رنگ سی خاموش پر اسرار خوبصورت آنکھیں،، ہلکی براؤن تراشی گئی داڑھی جو آپ قدرے گہری تھیں اور ان میں چھپے وہ عنابی لب،، وہ بے حد پر کشش اور خوبرو مرد جو آج بھی آسانی سے ہر اس لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا جو اسے دیکھ چکی تھی۔۔

وہ باوقار انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے لوگوں کے پاس پہنچا جہاں اس کی آمد پر عالیہ کی نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ سجی تھی۔۔

"گڈ ایوننگ پارٹنر ویلکم بیک۔۔!" دانیال نے اسے دیکھ کر گلے لگتے نہایت پر مسرت لہجے میں استقبال کیا۔۔

"شکریہ ڈینی تمھیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔" وہ مسکرا کر خوش مزاجی سے گویا اور اپنی گرفت اپنے دوست پر مضبوط کر گیا۔۔

"یہاں کی ہر چیز تمھارے بغیر بڑی بے رونق تھی۔۔" خود سے الگ کرتے دانیال نے اسے مخاطب کیا جس پر مسکراتے علی نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور گردن موڑ کر عالیہ کی جانب دیکھتا قدم بڑھانے لگا۔۔

"ویلکم ہوم۔۔"
وہ پھول کا بکے پکڑاتے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئی۔۔
"تھینکس مائی لو۔۔" وہ بکے لے کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے مسکرایا۔۔

چلیں۔۔؟"عالیہ نے روانگی کی جانب اشارہ کرتے کہا۔۔"

"ایسے کیسے میڈیا والے آگے موجود تمھارا انتظار کررہے ہیں ان سے بچ کر کیسے جاؤگے۔۔؟"دانیال نے طنزیہ انداز میں علی کو مخاطب کیا تھا کیونکہ اسے بھی میڈیا کی موجودگی سے شدید چڑ تھی۔۔

"ان سے بچنے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ چلو۔۔"علی بکے اپنے اسسٹنٹ کو دے کر عالیہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا اور روانہ ہوا۔۔۔

وہ لوگ بلآخر ائیرپورٹ کے بیرونی حصے تک پہنچے، جہاں جمِ غفیر اس کا منتظر تھا مگر وہ حد سے زیادہ رش بھی اس کی مسکراہٹ کو ٹس سے مس نہ کرسکی وہ خوش مزاجی سے آگے بڑھتے میڈیا کے رپورٹرز تک پہنچا جنھیں وہاں موجود گارڈز دھکے دے کر دور کرنے کی کوشش کررہے تھے۔۔

علی نے گارڈز کو اشارہ کرتے ہوئے روکا اور خود رپورٹرز تک پہنچا۔۔

"سر سر آپ بتائیں آپ کا یہ دورہ کیسا رہا۔؟"

"سر آپ نے انٹرنیشنل بزنس مین آف دی ایئر کا ایوارڈ جیتا ہے آپ اسی مقصد کے تحت بیرونی ملک گئے تھے۔۔؟"

"سر کیا آپ کے بیرونی ملک دورہ ہمارے ملک کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے؟"

"سر کیسا لگ رہا ہے ایوارڈ جیت کر۔۔؟"

علی کو قریب پاتے ہی تمام رپورٹرز نے سوالات کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی جنہیں علی مسکرا کر تسلی سے سن رہا تھا اس کے پیچھے دانیال بھی عالیہ اور علی کے وفد کے ہمراہ موجود تھے۔۔۔

"میں۔۔میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ مجھے صرف اپنے بزنس ڈیل کے سلسلے میں ترکی جانا تھا کیونکہ سب کو پتا ہے شاہ انڈسٹریز نے وہاں بھی اپنا بزنس

اسٹیبلیش کیا ہے۔۔ملک سے باہر تھا یوں اتفاق سے ایوارڈ سیر یمنی بھی اٹینڈ کرنے کا موقع ملا، ،اٹ واس آوری گڈ اینڈ میمورایبل ایکسپیر یئنس فار می، ،اور یہ اب الحمدللہ ہر سال ہوتا ہے کہ میں نیشنل یا انٹر نیشنل ایوارڈ جیتتا ہوں یہ بات میرے لیے قابل فخر ہے اور یو نہی اپنے بزنس کو مزید بلندیوں پر لے جا کر مزید کامیابیاں سمیٹنا چاہتا ہوں جو یقیناً ملک کے لیے بھی بے حد مفید ہو گا۔۔شکریہ

"!!ایکسیوزمی۔۔

وہ رعب دار آواز میں اپنی بات مکمل کرتا اپنا چشمہ ٹھیک کر کے گارڈ کو اشارہ کر گیا جو اسے باحفاظت رش سے نکالنے کے لیے تیار تھا۔۔

"!!سر سر ہماری بات سنیں"

سر سننے میں آیا ہے کہ سلمان حقانی کے وفات کے بعد آپ ان کے بزنس کو"

"ٹیک اوور کر رہے ہیں۔۔؟

"سر حقانی کیس کے حوالے سے پھر پیش رفت سامنے آئی ہے۔۔۔؟"

"!!سر!!سر۔۔۔"

وہ گارڈز کے سہارے اپنے وفد کے ہمراہ رپورٹرز کے درمیان سے گزرتے اپنی کالی گاڑی تک پہنچا جہاں سے گزرتے ہوئے بھی صحافیوں کی جانب سے مختلف سوالات ان تینوں کے کانوں میں گونجے تھے جنہیں وہ سن تو چکے تھے مگر نظر انداز کر گئے۔۔

وہ تمام لوگ وفد اور گارڈز کے ہمراہ گاڑیوں میں سوار ہو کر ائیر پورٹ سے فوراً روانہ ہوئے۔۔

"بہت سوال کرتے ہیں یہ لوگ۔۔!" عالیہ جو گاڑی پیچھے سیٹ پر علی کے ہمراہ بیٹھی تھی تعجب سے گویا ہوئی جس پر آگے ڈرائیور کے ہمراہ موجود دانیال بھی مسکرا گیا۔۔

"انہیں اپنے لیے صرف مرچ مصالحہ چاہیے بس،، پتے کی بات سے ان کو کوئی غرض نہیں۔۔" علی جواباً سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

یار حقانی گروپ کے متعلق سوالات نے مجھے ذرا پریشان کر دیا ہے۔۔!!"""
دانیال صحافیوں کے سوال پر فکریہ لہجے میں تبصرے کرتا علی کو مخاطب کر گیا۔۔

تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں وہ ان کے خاندان کا آپسی معاملہ ہے"
کہ وہ کیا کرتے ہیں بزنس کے ساتھ۔۔ ویسے بھی وہ بزنس مشکوک ہے کوئی
"واضح طور پر نہیں بتا سکتا کہ آخر ان کا بزنس ہے کس چیز کا؟

ہاں یہ بھی ہے مگر ہمیں ان پہ نظر رکھنی چاہیے اب یا نہیں؟" علی کے جملے پر"
دانیال نے سوال کیا۔۔

ہاں ان پہ نظر رکھنا ضروری ہے۔۔" علی نے سنجیدگی سے سر اثبات میں ہلاتے"
گویا ہوا صحافیوں کے سوالات نے واقعی تمام لوگوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔"

دانیال اور علی گفتگو نے ماحول میں فکر و سنجیدگی پھیلا دی تھی اس دوران عالیہ نے علی کا اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کی ابھری ہوئی رگوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتے اسے محسوس کرنی لگی تھی۔۔اپنے ہاتھ کو اس کی گرفت میں پا کر وہ چہرہ عالیہ کی جانب کیے اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔۔

"ڈینی میں سوچ رہا تھا کہ مجھے ابھی میرے ہوٹل روم پر ڈراپ کر دو تو بہتر رہے گا کیونکہ مجھے وہاں سے کچھ سامان لینا ہے۔۔" وہ عالیہ کو تکتے دانیال سے مخاطب ہوا۔اس جملے میں اس کا ارادہ کچھ اور تھا جسکا بہانا عالیہ بخوبی ماتھے پر بل ڈالے سمجھ گئی تھی۔۔

"کوئی ضرورت نہیں۔۔" اس نے علی کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا جسے دانیال نے بھی سن لیا تھا۔۔

نہیں بھائی ہمیں سیدھا گھر جانا ہے اور یہ آنٹی کا حکم ہے آپنا سامان تم کل دیکھ لینا۔۔!!" عالیہ کا جملہ سن کر دانیال نے بھی علی کو صاف انکار کر دیا تھا دونوں نے انکار پر علی پھر گہرا مسکرایا جبکہ اس کی نظریں اب بھی عالیہ پر ہی ٹکی تھیں۔۔

عالیہ کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کئے بوسہ دے کر اسے خود کے قریب کر گیا آج وہ اپنے گھر والوں سے ملنے کے لیے بے چین اور اپنی زوجہ سے مل کر بے حد خوش تھا مگر یہ خوشی کب تک رہنے والی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

ائیر پورٹ پر چہل پہل علی کے جاتے ہی اب معمول کے مطابق ہو گئی تھی ایسے ہی ایئر پورٹ سے کچھ فاصلے پر کھڑا شخص سادہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس منہ پر سیاہ ماسک چڑھائے کیپیڈ موبائل کان سے لگائے کسی سے گفتگو کا منتظر معلوم ہوا۔۔

صاحب ابھی ائیر پورٹ سے نکلا ہے وہ۔۔!!"دوسری جانب سے کال ریسیو" ہونے کے بعد وہ مقابل کو کچھ دیر پہلے کے مناظر سے آگاہ کرنے لگا۔۔

یعنی وہ اپنے پیارے وطن واپس آچکا ہے۔۔!!"دوسری جانب سے کڑکتی" نوجوان کی رعب دار آواز اس شخص کو فون پر سنائی دی۔۔

جی صاحب۔۔!!"اس شخص نے دوبارہ تصدیق کرتے ہوئے مدھم آواز میں" کہا۔۔

ویری گڈ۔۔!!اب کل کی فلائٹ سے میں بھی حاضر ہوتا ہوں۔۔!!تیاریاں" ساری مکمل ہیں ناں۔۔؟"وہ نوجوان مکاری سے بھرپور لہجے میں سوالیہ بولا۔۔
جی صاحب سب تیاری ہو گئی ہے۔۔"ائیر پورٹ پر موجود شخص نے اثبات" میں سر ہلاتے نوجوان کی ایک اور بات کی تصدیق کی۔۔

زبردست۔۔۔تو ملتے ہیں پھر اسی ہفتے۔۔!!"گھپ اندھیرے میں راکنگ" چیئر پر بیٹھا وہ نوجوان اپنا آخری جملہ ادا کرتے کال کٹ کر گیا۔۔

علی فیصل شاہ۔۔!!تم اس بار اپنی آمد پہ بہت برا پچھتانے والے ہو۔۔!!"" "" راکنگ چیئر پر بیٹھا یہ نوجوان خود سے مخاطب ہوتا علی کے لیے اپنا غصہ ظاہر کرتے ہوئے اپنے دانتوں کو بھینچ کر اپنے اسی موبائل جو ہاتھ میں موجود تھا پر زور دیتے ہوئے گویا ہوا مگر یہ نوجوان آخر اب کون تھا اور علی سے بھلا کیوں الجھنا چاہتا تھا یہ بات صرف وہی نوجوان ہی جانتا تھا۔۔

۔

شام مکمل طور پر ڈھل چکی تھی اور علی اپنا حفاظتی قافلہ لیے اب شاہ مینشن پہنچا تھا جہاں مینشن کے اندر قطار در قطار گاڑیاں کھڑی کی گئی ملازموں نے علی کی گاڑی کا دروازہ کھولا جس کے نتیجے میں علی اپنے بڑے سے مینشن کی زمین پر قدم

رکھتے گاڑی سے باہر نکلا اور اپنی زوجہ کے ہمراہ گیٹ سے ہوتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا مینشن کے لاؤنج میں پہنچا جہاں کچھ ہی فاصلے پر کھڑی شبانہ بیگم آنکھوں میں انتظار کی چمک لیے کھڑی تھیں۔۔

"السلام و علیکم امی۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔؟" وہ اپنی والدہ کو سامنے دیکھ کر قدموں کی رفتار بڑھاتے ان کے قریب پہنچ کر مخاطب ہوا۔۔

"و علیکم السلام میری جان، تمھیں دیکھ لیا بالکل ٹھیک ہوں اب۔۔"
شبانہ بیگم اپنا سر اس کی چوڑی چھاتی سے لگاتی گویا ہوئی اور آنکھیں نم لیے چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔۔ اتنے میں گلابی فراک پہنے چھوٹی امرحہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتے دوڑ کر اپنے والد کے قریب پہنچی۔۔

"بابا۔۔" امرحہ نے اپنے والد کو اپنی ننھی زبان سے پکار کر اپنی انتظار کی کیفیت سے آگاہ کیا۔۔

"ارے میرا بچہ، میری جان، کیسا ہے میرا بے بی۔۔ ٹھیک ہو ناں آپ؟" علی اسے اپنے گھٹنوں کے قریب کھڑا دیکھ کر خود کے مخاطب ہونے پر فوراً حیرت اور بے شمار پیار و شفقت کے جذبات لیے اسے گود میں اٹھا کر چہرے پہ بوسہ لیتے گویا ہوا۔۔

"یش بابا۔۔!" امرحہ نے اپنا ننھا سا سر اثبات میں ہلاتے جواب دیا۔۔

"آئی ریلی مسڈ یو میرا بچہ۔۔" علی امرحہ کی ہتھیلی کے پشت پر بوسہ دیتے اپنے مزید قریب کر کے خود میں سموتے اپنے جذبات ظاہر کرنے لگا۔۔

"علی تم فریش ہو جاؤ اس کی باتیں تو چلتی رہیں گی۔۔" عالیہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہدایت دی جس پر اس نے مدھم سا اثبات میں سر ہلایا جبکہ عالیہ کچن کی جانب روانہ ہوئی۔۔

عشرت سنو۔۔!" عالیہ ملازمہ کو مخاطب کرتے اس کے ہمراہ باورچی خانے کی" جانب چل پڑی اتنے میں علی کی ثمینہ پھوپھو بھی گھر میں ہلچل کی کیفیت سن کر لاؤنج تک پہنچی۔۔

آ گئے تم۔۔" علی کو دیکھ کر ثمینہ بیگم نے اسے پر مسرت انداز میں مخاطب کیا" جو اپنی بیٹی کو گود میں اٹھائے اس وقت اپنی والدہ سے گفتگو میں مشغول ہوا تھا۔۔

السلام و علیکم پھوپھو کیسی ہیں آپ۔۔" وہ ثمینہ بیگم کی آواز پر ان کے قریب" پہنچ کر احترام سے ہلکا سر جھکائے گویا ہوا۔۔

و علیکم اسلام بہت یاد کیا تمھیں۔۔" ثمینہ بیگم نے شفقت سے اس کے سر پر" ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔۔

مجھے بھی سب کی بہت یاد آرہی تھی۔۔"علی اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے پر خلوص" جذبے سے بولا۔۔

"سفر کیسا رہا تمھارا۔۔؟"

"سب کچھ ٹھیک تھا بہت کچھ بتانا ہے آپ لوگوں کو۔۔"

ثمینہ بیگم کے سوال پر وہ پر مسرت لہجے میں جواباً گویا ہوا جس کی گفتگو پاس کھڑی شبانہ بیگم بھی سن کر مسکرا رہی تھی اسے اندازہ ہوا کہ اس کے بیٹے کی موجودگی گھر میں کس قدر رونق کا باعث ہے۔۔

"تم پہلے فریش ہو جاؤ ہم یہیں ہیں آج ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔۔"

"ہاں بیٹا جاؤ یوں تھوڑا سا ریلیکس ہو جاؤ گے اور امرحہ کو مجھے دو۔۔"

ثمینہ بیگم نے علی کو مخاطب کرتے کہا جس پر شبانہ بیگم نے بھی ان کی بات دہرائی اور علی بھی سر اثبات میں ہلا کر امرحہ کو اپنی والدہ شبانہ بیگم کے حوالے کرتے سیڑھیوں سے ہوتا کمرے کی جانب روانہ ہوا۔۔

یہ تو میرے پاس آئی گی آجاؤ میری گڑیا۔۔"ثمینہ بیگم نے امرحہ کو مخاطب کرتے گود میں اٹھایا اور صوفے کی جانب بڑھیں جبکہ شبانہ بیگم نظروں سے یہاں وہاں کسی کو تلاش کرنے لگی جہاں لاؤنج میں ان کے اور ثمینہ بیگم کے علاوہ کوئی نہ تھا۔۔

"دانیال بھی آیا تھا ناں کہاں ہے وہ بلاؤ اسے۔۔؟"
شبانہ بیگم بلاآخر نظروں سے تلاش کرنے کے بعد ملازم سے گویا ہوئی جو لان سے اندر آرہا تھا شبانہ بیگم کے حکم پر اثبات میں سر ہلاتے دوبارہ لان کی جانب بڑھا۔۔

امی آپ نے بلایا۔۔؟" کچھ ہی لمحات میں دانیال لاؤنج میں داخل ہوتے شبانہ بیگم سے مخاطب ہوا وہ شبانہ بیگم کو اپنی والدہ کے وفات کے بعد والدہ کا درجہ

دے چکا تھا کیونکہ اُنہوں نے اور ان کے خاندان نے ہی ہر مشکل میں دانیال کو سنبھالا تھا۔۔

دانیال باہر کیا کر رہے ہو مجھ سے ملے بھی نہیں؟"شبانہ بیگم شکوہ کرتے "بولی۔۔

کام دیکھ رہا تھا اور ابھی۔۔مجھے گھر جانا ہو گا بچوں کو اور سائرہ کو لے کر آؤں گا، " عالیہ نے کہا تھا کہ انہیں بھی آج ڈنر کے لیے یہیں موجود ہونا چاہیے۔۔"وہ پیچھے ہاتھ باندھتے مودبانہ انداز میں جواب دے گیا۔۔

ہاں ہاں ضرور میں بھی تم سے یہی کہنے والی تھی ٹھیک ہے جلدی سے سب کو "لے آؤ۔۔"

جی بس ابھی نکل رہا ہوں۔۔"شبانہ بیگم کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتے " ہوئے پلٹ کر رخصت ہوا۔۔

-----------------سونی رائٹس-----------------

عشائیے کے بعد کمپنی کے میٹنگ روم میں تمام افراد کرسیوں پر براجمان تھے، یہاں بند کمرے میں آج شام ہی سلمان حقانی کے بزنس کا فیصلہ ہونا تھا۔۔یہ فیصلہ بے حد اہم تھا اس مقصد کے لیے حقانی گروپ کی تمام لیگل ٹیم، شئیر ہولڈرز، پارٹنرز اور خاندان کے افراد موجود تھے جن میں سلمان حقانی کے صرف دو بھائی شامل تھے زاہد اور امجد۔۔

آج نہایت افسوس کا منظر تھا کہ جس بزنس کے لیے حقانی نے حرام حلال کی پرواہ نہ کی تھی آج اسی بزنس کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کو سب غیر بیٹھے تھے اور سلمان حقانی کے اپنے خاندان کا کوئی فرد موجود نہ تھا اگر وہاں موجود کوئی بھی شخص اس بات کو سمجھتا تو یہ بات اور یہ منظر اپنے آپ میں ایک بہت بڑا سبق تھا اور حلال و حرام سے متعلق اس فانی دنیا کی بہت بڑی عبرت تھی۔۔

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ حقانی کیمیکلز کو سنبھالنے کے لیے اس وقت یہاں سلمان حقانی کے خاندان کا کوئی فرد موجود نہیں لٰہذا۔۔!!"

حقانی گروپ کی لیگل ٹیم کا ہیڈ مسٹر فراز کالے کوٹ میں وکیل کا لباس پہنے اپنا نظر کا عینک اتارتے ہوئے اپنے سامنے موجود فائل کا جائزہ لینے کے بعد فائل بند کر کے کمرے میں تمام افراد کو مخاطب کرتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"میں سلمان کا بھائی ہوں لٰہذا یہ کمپنی مجھے سونپنا بہتر فیصلہ ہو گا۔۔!!"

اس کا جملہ کاٹتے ہوئے رعب دار آواز میں زاہد حقانی نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اپنا اظہار خیال کیا۔۔

"اور ہم ان کے وفادار وکلاء ہیں ہم ایسا ہونے نہیں دے سکتے۔۔!!" زاہد کا جملہ مکمل ہوتے ہی دوسرا سینئر وکیل سنجیدگی سے زاہد کا خیال رد کرتا دوٹوک الفاظ میں انکار کر گیا۔۔

وفادار وکلاء؟ دیکھیے پیارے وفادار وکلاء حالات کی سنگینی کو سمجھنے کی کوشش" کیجئے۔۔!! میشل حقانی اس وقت ذہنی بیمار ہیں وہ اس بزنس کو سنبھالنے کے قابل نہیں جبکہ فہاد حقانی ساری عمر ملک سے باہر ہی رہتا ہے وہ صرف اپنے والد کی "وفات پر تین دنوں کے لیے پاکستان آیا تھا پہلی اور آخری دفع۔۔

زاہد پر وکیل کا صاف انکار ناگوار گزرا تھا وہ طنزیہ ٹون میں اپنے دلائل سے کمرے میں موجود تمام افراد کو قائل کرنے لگا جسے تمام افراد غور اور خاموشی سے سن رہے تھے۔۔۔

تو اس وقت اس کمپنی کو سنبھالنے کے لیے صرف میں یعنی زاہد حقانی کا ہونا ہی" موزوں ہے۔۔! بھروسہ رکھیے میں اپنے بڑے بھائی کا بزنس کامیابی کی بلندیوں پر لے جاؤں گا اپنی بیٹی میشل کی زندگی کو بھی بہتر بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش "کروں گا اور یہ میرا یہاں موجود تمام افراد سے وعدہ ہے۔۔

اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ باندھتے اکڑ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا اب جواب کا منتظر تھا۔۔

"آپ نے ہماری مکمل بات نہیں سنی مگر ہم معذرت خواہ ہیں ہم آپ کو یہ کمپنی نہیں سونپ سکتے۔۔" مسٹر فراز نے زاہد کی بات مکمل ہونے پر بے زاری سے گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

"کیوں نہیں دے سکتے۔۔؟" زاہد بد مزاجی سے ماتھے پر بل ڈالتے ٹیبل پر اپنا ہاتھ پٹختے ہوئے ٹیبل کے قریب ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔

"کیونکہ یہ کمپنی فہاد حقانی کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔۔!!" فراز نے جواباً سخت لہجے میں آواز بلند کرتے کہا ان دونوں کی نوک جھونک کو کمرے میں موجود تمام افراد گہری دلچسپی سے سن رہے تھے۔۔

"اگراس کمپنی کی بھاگ دوڑ مجھے نہ دی گئی تواس کادیوالیہ ہونے سے کوئی نہیں روک پائے گااور یادرکھنا یہ فیصلہ اس بزنس کو ہمارے دشمن شاہ انڈسٹریز کے سامنے پلیٹ میں پیش کرنے کے مترادف ہے۔۔!!"

زاہد نے تمام افراد کو مخاطب کرتے ہوئے مستقبل میں ممکنہ خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا مگراس گفتگو کا مقصد بھی تمام افراد کوڈراکر بزنس پر قبضہ کرنے کا تھاجس میں وہ کسی بھی شخص کی حمایت حاصل نہ کرتے ہوئے ناکام رہاکیونکہ میٹینگ روم میں موجود تمام افراد فہاد حقانی کو بزنس سونپنے کے حق میں تھے مگر کیوں تھے یہ بھی اپنے آپ میں ایک الگ راز تھا۔۔

"ایساہر گزنہیں ہوگا کیونکہ جناب فہاد حقانی صاحب اسی مہینے واپس آرہے ہیں اپنے والد کے بزنس کو سنبھالنے اور یہاں اُسی کی تیاریوں کے حوالے سے میٹینگ بلائی گئی ہے تاکہ لیگل طور پر اُنہیں بزنس سونپا جاسکے لیکن آپ نے ہماری بات سنے بنا اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کردیا۔۔"

دوسرے سینئر وکیل نے زاہد کی بات کا تفصیلی اور واضح جواب دیتے اس کی تمام غلط فہمیوں کو دور کیا۔۔

آگر ایسا ہے تو پھر مجھے بلانے کی زحمت کیوں کی۔۔؟"زاہد طیش میں آتے اپنی" کرسی سے اٹھ کھڑا ہوتا غرایا۔۔

آپ حقانی گروپ کے پارٹنر ہے آپ کو آگاہ کرنا ضروری تھا۔۔"وکیل نے" تحمل سے جواب دیا۔۔

اور وہ امیر باپ کی بگڑی اولاد ہے نہایت اڑیل اور نکما۔۔ جس نے اپنی ساری" زندگی عیاشی میں گزاری ہو،، جسے بزنس کا بی بھی نہ آتا ہو دیکھتے ہیں کہ وہ اس بزنس کیسے سنبھالتا ہے ایک ایسا بزنس جو پہلے سے ہی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔۔!!"

زاہد دونوں ہاتھوں کو ٹیبل پر سختی سے رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے وکیل کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سخت انداز میں اپنے جملے ادا کرتا طیش میں میٹنگ روم سے روانہ ہوا وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ اس کی تمام باتیں درست تھیں مگر اس کے حق میں کوئی نہ بول سکا سب اسے بے بسی کی تصویر بنے صرف جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ اپنا گلابی بلیزر کوٹ اتار کر بیڈ پر رکھتی اپنے لیے وارڈروب سے کاٹن کا ہلکا ہرا رنگ شلوار قمیض سوٹ نکالے اسے بھی بیڈ پر رکھ گئی جہاں پہلے سے علی کے لیے بھی ہالف سلیوز سرخ ٹی شرٹ سیاہ ٹراؤزر سمیت موجود تھی وہ اسکے کپڑے اٹھا کر واشروم میں لٹکانے کے لیے بڑھی اتنے میں آہستہ سے دروازہ کھلنے کی آواز اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

اس نے ٹھہر کر دروازے پر آہٹ کو محسوس کرتے فوراً پلٹنے کا فیصلہ کیا جس کے پلٹنے سے قبل ہی اسے پیچھے کی جانب کندھوں سے جکڑ لیا گیا نازک کاندھوں پر سخت اور بھاری ہتھیلیوں کی پکڑ مضبوط تھی اس نے گردن موڑ کر دیکھا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ علی ہی تھا۔۔

اہہ ڈرا دیا تم نے تو مجھے۔۔"وہ گہری سانس کھینچتے بولی۔۔"

کیوں میں کمرے میں نہیں آسکتا۔۔؟"وہ مدھم آواز میں عالیہ کا رخ اپنی" جانب کرتا گویا ہوا۔۔

بالکل آسکتے ہو مگر اس طرح چھپکے سے آنے کی کیا ضرورت۔؟"وہ اسکی" جانب پلٹ کر آئی برو اچکاتے سوالیہ بولی۔۔

چھپکے سے نہیں دبے پاؤں آیا ہوں پورے دو مہینے بعد۔۔"اس کے بالوں کا" لٹ کان کے پیچھے کرتا اس سے ہمکلام ہوا۔۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔۔ خیر تمھارا سارا سامان رکھ دیا ہے میں نے، کپڑے سارے وارڈروب میں سیٹ کر دیے ہیں اور ابھی کے لیے بھی یہ کپڑے نکال دیے اسے لو اور جلدی سے فریش ہو جاؤ سب نیچے تمھارا ویٹ کر رہے ہیں۔۔"

عالیہ اپنے بالوں سے اس کی چھیڑ چھاڑ دیکھ کر اس کے ارادے بھانپتی دھیان بھٹکانے کے لیے گویا ہوئی اور اسے اس کے کپڑے بھی تھما گئی جسکی باتیں وہ بڑے غور سے سنتے اپنی گہری شہد رنگ آنکھیں اس کے چہرے پر مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔

"اینڈ بائے داوے تمھارے سارے پسند کے کھانے بھی بنائے گئے ہیں آج۔۔ سو اگر اتنی موٹیویشن کافی ہو تو ذرا جلدی کرنا۔۔" وہ علی کو خاموش پا کر اگلا جملہ ادا کرتی بیڈ کی جانب بڑھتے ہوئے اب اپنے کپڑے اٹھانے لگی۔۔

تمھیں خود کو اتنا تھکانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔"اسے خود سے دور جاتے" دیکھ کر علی اس کی کلائی تھامتے ہوئے اسے فوراً اپنی جانب کھینچتا جوابا گویا ہوا۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔؟"وہ علی کا جملہ نظر انداز کرتی اس کی حرکت پر ششدر رہ" گئی۔۔

اور کیا کہا میں نے۔؟"وہ اپنی بات کی جانب دوبارہ اس کا دھیان کرنے لگا۔۔" کیوں ضرورت نہیں تھی کیا تم میری زمہ داری نہیں ہو۔۔یہ سب تو ضروری" ہے اور سب کچھ میں نے بہت دل سے کیا ہے۔۔"وہ برہمی سے بولی۔۔

جانتا ہوں کہ دل سے کیا ہے۔۔"علی نے بھنویں اٹھاتے اثبات میں سر ہلایا" جبکہ کلائی اب بھی اس کے گرفت میں تھی اور دوسرے ہاتھ میں کپڑے تھے۔۔

"آچھااب چھوڑو بھی،، باتوں میں نہ الجھاؤ مجھے،"

وہ اپنی کلائی کو آزاد کرنے کی کوشش میں گویا ہوئی۔۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں۔۔؟ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے تم نے مس کیا یا نہیں۔۔؟""""

اس نے اپنے ہاتھ میں موجود کپڑے صوفے کی جانب اچھالے اور اپنی زوجہ کو کمر سے تھام کر سوال کرنے لگا۔۔

یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے چھوڑو مجھے۔۔"وہ اس کی مسلسل حماقتوں پہ"" حیراں تھی مگر اس کے پاس آج علی کو خود سے دور کرنے کا کوئی ٹھوس جواز نہ تھا۔۔

بتا رہی ہو یا نہیں۔۔؟"اس نے عالیہ کو مزید اپنے قریب کرتے ہوئے سوال" کیا۔۔

"عع۔۔ علی یہ صحیح وقت نہیں ہے۔۔" اس کی حالت اب بگڑنا شروع ہوئی تھی وہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا کر لڑکھڑاتی آواز میں انکاریہ بولی۔۔

"اگر ہم ساتھ ہیں تو ہر وقت صحیح ہے۔۔!!" علی نے اس کی ٹھوڑی اوپر کیے مسکراتے کہا۔۔

"د۔دددیکھو میری بات سنو۔۔"

"صرف وہی سنوں گا جو میں سننا چاہتا ہوں۔۔" علی نے فوراً اسکا جملہ کاٹتے کہا۔۔

"مجھے مس کیا۔۔؟" وہ اپنا سوال دوبارہ دہرا گیا۔۔

"نما سرگوشی جھکائے نظریں وہ"؟۔۔گا ہو کیا نہیں ہے لگتا کیا تمھیں ۔۔تنت بولی اس کی دھڑکنیں اپنی رفتار سے تیز دھڑکنے لگی تھیں اسکا سرگوشی میں کہا گیا جملہ علی کو کسی سحر میں جکڑے اس پہ خمار سا طاری کر گیا تھا۔۔

"آئندہ ۔۔ہے گزرا سے مشکل کتنی وقت اپنا نے میں کہ سکتی نہیں بھی سوچ تم میں تمھاری اور بابا کی باتوں میں نہیں آؤں گا۔۔ تم سے اک لمحے کی علیحدگی بھی اذیت ناک ہے میرے لیے۔۔" وہ آنکھیں موندے اس کی کان کی لو پر لب رکھتے خمار سے بھرپور لہجے میں سرگوشی کرتا بولا جس کی اس عمل پر عالیہ آنکھیں میچ کر سہمتی اس کے کالر کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی۔۔

"ہے علاج کوئی کا اس کیا ہے رہا جا بڑھتا بدن دن سے تم عشق میرا محترمہ زوجہ تمھارے پاس۔۔؟" وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیے اس کے لبوں پر اپنی لو دیتی نگاہیں ٹکائے سوالیہ سرگوشی کر گیا۔۔

خاموش کیوں ہو گئی۔۔؟"اس نے عالیہ کے چہرے کو دیکھا جواب بھی گہری سانسیں بھرتی آنکھیں میچھے ہوئے تھی اسکا چہرہ بھی سرخ پڑ چکا تھا جس کی حالت دیکھ کر وہ اپنے عنابی لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ سجائے پھر سوال کر گیا جبکہ عالیہ کی کمر اب بھی اس کے دونوں ہاتھوں کے گرفت میں تھی وہ اس وقت اپنے روبرو ہلکان ہوتی اس خوبصورت لڑکی پہ ترس کھانا چاہتا تھا مگر اس کا دل یہ عمل کرنے پہ راضی نہیں تھا۔۔

اسی کشمکش میں اس کے کچھ لمحے گزارنے کے بعد دروازے پر مدھم سی دستک ہوئی" بابا۔۔ماما۔۔!!"

دستک کے فوراً بعد انہیں معصوم سی آواز سنائی دی جو یقیناً اس کی صاحبزادی امرحہ شاہ کی تھی جس کی آواز سن کر عالیہ بھی چونکتے آنکھیں وا کیے علی کو خود سے دور کرنے لگی۔۔

"افففف امرحہ۔۔"

وہ بے زاری سے گہری سانس کھینچتے بولا اور اسی لمحے عالیہ کو خود سے الگ کر گیا۔۔

"تم اپنی سانسیں بحال کرواسے میں دیکھتا ہوں۔۔"اس نے عالیہ کو مخاطب کرتے جملہ ادا کیا جس پر جواباً عالیہ اس کے بازو پر تھپڑ مارتے ماتھے پر بل ڈال گئی۔۔

"بچے کیا کر رہے ہو یہاں۔۔؟"علی نے دروازہ کھولتے دیکھا تو وہاں صرف امرحہ نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ دانیال کے دونوں بچے عرفان اور فاطمہ بھی موجود تھے۔۔

"بابا،،السلام وعلیکم چاچو۔۔"امرحہ اور عرفان نے ہم آواز ہو کر علی کو مخاطب کیا۔۔

"واعلیکم السلام عرفان صاحب آگئے آپ۔۔؟"علی دروازے پر ان کا راستہ روکے ہوئے جواباً گویا ہوا۔۔

"عالیہ آنٹی کہاں ہیں۔۔؟"

"ارے۔۔؟؟"

عرفان نے اپنا راستہ بند ہوتا محسوس کیا جس پر وہ سوال کرتا دروازے کو زور دے کر اندر کی جانب داخل ہوا جس کی زبردستی پر علی بھی ششدر رہ گیا۔۔

"السلام وعلیکم آنٹی یہ آپ کے لیے لایا ہوں۔۔!" عرفان کمرے میں داخل ہوتا عالیہ کو دیکھتے ہی مخاطب کرتے اپنی چھوٹی سی مٹھی اس کے آگے بڑھا گیا وہ چھوٹا سا بچہ جس کی عمر اب پانچ سال ہونے کو تھی مگر ہوشیاری میں وہ اچھے اچھوں کو پیچھے چھوڑ دیتا تھا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔اسمیں کیا ہے۔۔؟" وہ پھر سے اپنے کپڑے بیڈ سے اٹھاتی ماتھے پر بل ڈالتے تعجب سے سوال کرنے لگی۔۔

کینڈی ہے۔۔آپ کو ماما بلا رہی ہیں۔۔" ننھے عرفان نے عالیہ کے سوال پر " مٹھی کھولی اور اپنی آمد کی وجہ بھی بتائی۔۔

او تھینک یو عرفان۔۔ماما آگئی آپکی۔۔؟" عرفان کی مٹھی کھلنے پر دریافت " ہونے والی ٹافی کو دیکھتے ہی عالیہ مسکرا کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی پیار بھرے انداز میں اس کے گھنے بالوں کو بگاڑتے ہوئے سوال کر گئی جس کا یہ عمل دیکھ کر علی اپنی مٹھیاں بھینچتے آنکھیں چھوٹی کیے اس منظر کو قریب کھڑا جھیل رہا تھا۔۔

یہ بھی میری بیوی پہ لائن مار رہا ہے۔۔اوہیلو یہ کینڈی اپنی بہن فاطمہ کو دو۔۔"" "" اول جملے میں خود سے سرگوشی کرتا وہ دوسرے جملے میں عرفان کو مخاطب کر گیا جس کی بات سن کر عالیہ نے آنکھیں موندتے نفی میں سر ہلا یا۔۔

"انہوں نے اپنے حصے کی کھالی ہیں۔۔انہیں میں روز دیتا ہوں عالیہ آنٹی کو تو صرف آج ہی دی ہے۔۔" عرفان نے سنجیدگی سے جواب دیا وہ بے خوف ہو کر بولا گویا عالیہ کو متاثر کر رہا ہو۔۔

"چلو بچوں نیچے چلتے ہیں۔۔آپ کی ماما سے بھی ملنا ہے مجھے۔۔" عرفان کے جملے پر علی نے اس کی جانب قدم بڑھائے کے اتنے میں عالیہ زمین سے اٹھ کر تینوں بچوں کو مخاطب کرتے انہیں دروازے کی جانب بھیجنے لگی۔۔

"اسکا باپ تو اتنا ٹھرکی نہیں ہے یہ کس پہ چلا گیا ہے۔۔؟" وہ عرفان کو اکڑاتے ہوئے دروازے تک چلتا دیکھ کر خود سے گویا ہوا جسکا جملہ پاس گزرتی عالیہ کے سماعتوں سے بھی ٹکرائی۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہو بچہ ہے وہ۔۔ آدھے گھنٹے میں ریڈی ہو جاؤ مجھے اور کچھ" نہیں سننا اوکے۔۔۔" وہ پلٹ کر حکم دیتے لہجے میں علی سے گویا ہوئی اور اپنے کپڑے اٹھائے بچوں کے ہمراہ کمرے سے روانہ ہو گئی۔۔

کوئی دوسرا چارہ بھی نہیں ہے اب۔۔" وہ بیزاری میں خود سے گویا ہوا ایک بار" پھر اس کا قیمتی لمحہ بچوں کی نذر ہوا تھا وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے صوفے سے اپنے کپڑے اٹھائے ڈریسنگ روم کی جانب بوجھل قدموں بڑھا۔۔

-------------سونی رائٹس-----

تمام افراد کھانے کی میز پر موجود تھے عالیہ بھی سائرہ سے گفتگو میں مشغول تھی جبکہ اب علی بھی سرخ ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے اپنی کرسی پر آکر براجمان ہوا مگر اس نے محسوس کیا کہ فیصل شاہ کی سربراہی کرسی خالی پڑی ہے۔۔

یہ کیا بھئی بس اتنے ہی لوگ ؟" وہ تعجب سے سب کو مخاطب کرتے گویا ہوا۔۔" بابا کہاں ہیں؟ سارہ نہیں آئی؟ تمھاری فیملی بھی نہیں آئی۔۔؟" اپنے پہلے جملے کے فوراً بعد اگلے جملے میں اپنی والدہ اور زوجہ کو مخاطب کر گیا۔۔

بابا یورپ گئے ہیں نیکسٹ منتھ آئیں گے جانتے تو ہو۔۔" عالیہ نے ماحول کو" سنجیدہ نہ کرنے کے مقصد سے مدھم آواز میں کہا۔۔

"اور باقی سب ؟؟"

فیملی والے کل آئیں گے ان کا کہنا ہے کہ آج تم تھکے ہو گے ریسٹ کرو گے کل" تسلی سے ملنا بہتر ہے۔۔" عالیہ نے اسے جواب دیا۔۔

"اور سارہ۔۔؟ وہ کیوں نہیں آئی ؟"

علی پھر سرد لہجے میں سوال کر گیا جس کا لہجہ اب کھانے کی میز پر ماحول کو گرما رہا تھا تمام افراد خاموشی سے اس کی جانب دیکھتے سوچ میں مبتلا ہوئے علی کے اس

سوال پر عالیہ بھی اب نظروں کا رخ شبانہ بیگم کی جانب کیے کشمکش میں مبتلا ہوئی کیونکہ اس کے پاس کوئی ٹھوس جواب نہ تھا۔۔

"امی میں کچھ پوچھ رہا ہوں سارہ کیوں نہیں آئی؟ تین مہینے ہونے کو ہیں، میں اس سے ملا تک نہیں۔۔ آرے شادی کروائی ہے فروخت تھوڑی کیا ہے اس کو۔۔!"

علی سب کی خاموشی پر لہجہ سخت کیے اپنی والدہ سے گویا ہوا جس کی قدرے بلند اور سخت آواز پر تمام افراد کے چہرے پر تاثرات بدلے عالیہ نے بھی آنکھیں موندلیں۔۔

""کیسی باتیں کر رہے ہو بیٹا کل آئے گی وہ میری بات ہوگئی تھی اس سے۔۔""

والدہ تسلی دیتے اس کا مزاج ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں جواب دیا۔۔

"علی ریلیکس امی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔اس کی آج طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے نہیں آئی،، کل وہ بھی آجائے گی۔۔" عالیہ اس کے ہاتھ پر اپنی ہتھیلی رکھ کر سہلاتے تسلی دینے لگی۔۔

"طبیعت بھی انہوں نے ہی بگاڑی ہو گی۔۔امی میں ابھی جا کر ان کی طبیعت درست کر کے اسے لے کر آتا ہوں۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالتے جملہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"نہیں بیٹا ابھی کہیں نہیں جاؤ گے تم۔۔ کل وہ خود آجائے گی۔۔" شبانہ بیگم نے اسے حکم دیتے لہجے میں کہا۔۔

"ابھی اتنا غصہ ٹھیک نہیں ہے بھائی۔۔ کل جب وہ آجائیں آپ ان سے خود پوچھ لیجیے گا۔۔" سائرہ نے بھی علی کو مخاطب کیا جس کے جملے پر عالیہ نے اثبات میں ہلایا اور علی بھی اپنی جگہ دوبارہ بیٹھ گیا۔۔

"علی ہمیں فلحال صبر سے کام لینا ہو گا۔۔اب تو ویسے بھی رات ہو چکی ہے۔۔"

"بیٹا اپنا موڈ خراب مت کرو۔۔"

دانیال اور ثمینہ بیگم نے بھی علی کو تسلی دی جس پر وہ گہری سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

مجھے اس فرقان کے تیور کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتے۔۔ ہمیں اس چیز کو" سیریس لینا ہو گا۔۔" علی نے سرد لہجے میں سب کو مخاطب کرتے کہا اور اس کی بات واقعی درست تھی۔۔

۔

۔

اگلے دن کی دوپہر ہونے کو تھی زاہد حقانی اپنے بنگلے میں اپنے خاندان کے ہمراہ موجود تھا وہ غیر شادی شدہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا جس کی عمر

پینتالیس سال تھی اپنے بڑے بھائی ماجد کے ہمراہ اس کے گھر میں رہتا تھا ماجد ایک چھوٹے درجے کا تاجر تھا جو اپنے کاروبار کے ذریعے اپنے خاندان والوں کا پیٹ پالتا تھا اس کی بھی ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹا وہ سلمان حقانی سے عمر میں بڑا تھا مگر سلمان کی خود غرضی کے سبب ماجد کے تعلقات اپنے چھوٹے بھائی سے بے حد خراب تھے۔۔

زاہد جو ٹی وی لاؤنج میں موجود تھا اسے ملازم نے اطلاع دی کہ گیسٹ روم اس سے ملنے کچھ لوگ آئیں ہیں جس کی اطلاع پر وہ گیسٹ روم کا رخ کر گیا۔۔

تم لوگوں نے پھر سے یہاں آنے کی زحمت کیوں کی۔۔؟"زاہد سانولی رنگت" کے حامل چہرے پر کلین شیو میں پینٹ شرٹ پہنے کمرے سے داخل ہوتے مہمانوں کو دیکھ کر برہمی سے گویا ہوا وہ مہمان وہی لیگل ٹیم کے افراد تھے جنہوں نے سب کے سامنے زاہد کو شرمندہ کرتے ہوئے فہاد کا ساتھ دیا تھا۔۔

"ہمیں مسٹر فہاد سلمان کی جانب سے کچھ ای میل موصول ہوئے ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ حقانی کیمیکلز کے سی ای او کی پوسٹ سنبھالیں۔۔" وکیل نے فائل کھول کر رعب دار آواز میں نہایت سنجیدگی سے کہا۔۔

"کیا۔۔؟؟ کل تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے تم لوگ۔۔؟" وہ حقارت آمیز تاثر دیتے بولا اور صوفے پر براجمان ہوا۔۔

"جی وہ اس بزنس کے آفیشل مالک بن چکے ہیں اس لیے اب ان کے حکم کے مطابق ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔۔"

وکیل نے اپنے جوابی وار میں پھر سے زاہد کو آگ بگولہ ہونے پر مجبور کیا جبکہ فہاد کی جانب سے کیا گیا یہ فیصلہ اس وقت کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا بظاہر یہ نہ سمجھ آنی والی پیچیدہ صورتحال تھی لیکن اس کے پس پشت بھی مقاصد موجود تھے۔۔

یعنی اب خیرات میں دی گئی ایک نوکری کی حیثیت سے اس کرسی کو میں قبول" "کروں فہاد کا نوکر بن کر۔۔؟؟ شاید اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔
زاہد واقعی طیش میں آتا بولا اور اپنے لفظوں میں پیشکش کو ٹھکرا گیا۔۔

جیسی آپ کی مرضی ہم آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیں گے اور ممکن ہے وہ کل" اپنی آمد کے بعد آپ سے ملاقات کریں۔۔"وکیل سیاہ فائل بند کرتا اپنی جگہ سے اپنے اسسٹنٹ سمیت اٹھ کھڑا ہوا۔۔

جب وہ آئے گا تبھی بات ہو گی اب۔۔"زاہد نے ماتھے پر بل ڈالے کہا جس پر" وکیل اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے روانہ ہوا وہیں کمرے کے دروازے کے پاس اس کا سامنا ماجد سے ہوا جو تعجب سے وکیل کو جاتا دیکھ کر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ تو وہی لوگ تھے ناں۔۔"وہ جاتے ہوئے تینوں افراد کو تعجب"" سے دیکھ کر کمرے میں آتے اپنے بھائی مخاطب ہوا اور اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

بھائی جان فہاد اپنے باپ کے اس غیر قانونی بزنس کا ہم پہ رعب جھاڑ رہا ہے" کہتا ہے سی ای او کی کرسی دینی ہے مجھے۔۔"وہ بدمزاجی سے جوابا گویا۔۔

تو تم نے کیا کہا۔۔؟؟"ماجد نے حیرت سے سوال کیا۔۔"

میں نے صاف انکار کر دیا۔۔جب میں اس کے کام میں دلچسپی ظاہر کر رہا تھا" "تب دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال دیا مجھے اور اب۔۔

"!!بیوقوف انسان یہ تو بہت بڑی خوش خبری تھی۔۔"

ماجد نے اس کی بات کاٹتے اپنا ماتھا پٹختے اسے کوسا۔۔

کیسی خوشخبری۔۔؟"مقابل نے تعجب سے پوچھا۔۔"

"اس نے مالک بنتے ہی پہلا احمقانہ فیصلہ کر دیا ہے ذرا اب تم سوچو ایسے انسان سے ایک اچھا بزنس مین بننے کی کیا توقع ؟"ماجد نے جواباً فہاد کے فیصلہ پر تمسخرانہ انداز میں تبصرہ کیا جسے مقابل میں موجود اس کا بھائی بڑے غور سے اس کی بات سن رہا تھا مگر جواب نہ دیا۔۔

"اسے علم نہیں ہے کہ سی ای او بنتے ہی ہم اس کے بزنس میں کس قدر اپنی مداخلت کر سکتے ہیں اس احمق کے اس فیصلے سے فائدہ اٹھاؤ اس سیٹ کو اپنے ہاتھوں سے جانے مت دینا۔۔"
امجد نے پھر اپنی اگلی بات کہتے بھائی کو ہدایت کی اس کے دل میں بھی لالچ کی چنگاری بھڑکی تھی۔۔

"مگر امجد بھائی اس کے کاروبار میں اب بچا ہی کیا ہے وہ تو گرتی ہوئی ایک دیوار کی مانند ہے اگر ہم اس کا حصہ بن بھی جائیں تو ہمیں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا اور اسی حوالے سے میں کل رات بھر سوچتا رہا۔۔" زاہد نے چوکنا ہو کر یک دم اپنی رائے ظاہر کرتے گویا ہوا۔۔

"بہت فائدہ ہے سب سے پہلے ہم اس بزنس کو پوری ایمانداری سے دوبارہ کھڑا کریں گے یوں فہاد کا اعتماد ہم پہ بحال ہوتا چلا جائے گا لیکن جب کمپنی کامیابی پہ پہنچ جائے گی تب یہ سارا کچھ فہاد سے چھین لیں گے قانون بھی کچھ نہیں کر پائے گا کیونکہ محنت ہماری ہوگی۔۔" ماجد مدھم آواز میں گویا ہوا اسکے ذہن میں مکمل پلان تیار ہو چکا تھا مگر وہ اس بات سے انجان تھا کہ وہ جو سوچ رہا ہے ایسا ممکن ہے بھی یا نہیں۔۔

"ہمم سوچا جا سکتا ہے اس بارے میں۔۔" زاہد گہری سوچ میں محو ہوتے اثبات میں سر ہلا کر جواب دے گیا۔۔

سوچنے کا وقت نہیں ہے ہمیں صرف ایک موقعے کی تلاش تھی کب تک "
دوسروں کے ملازم بنتے رہیں گے ہمیں اگر اپنے دن پھیرنے ہیں تو یہ موقع ہاتھ
"سے جانے نہیں دینا چاہئے۔۔

اس نے زاہد کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے شاطرانہ مسکراہٹ ظاہر کرتے کہا یقیناً وہ بھی ایک غلط سوچ رکھنے والا شخص تھا اور دھوکے بازی ان کے خون میں شامل تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر کا وقت اب شام میں بدلنے کو آیا تھا شاہ مینشن میں آج خوب چہل پہل تھی کیونکہ زمان خاندان پورا آج علی سے ملنے شاہ مینشن پہنچا تھا وہ تمام افراد شام کی چائے کے بعد گھر کے لاؤنج میں بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔۔

"تو کام کیسا چل رہا ہے تمھارا۔۔؟" دستور عالم نے علی سے سوال کیا۔۔

"بہت بہتر مالک کی عطا اور ہماری کاوش ہے۔۔" علی نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ نگاہیں اس کی دروازے پر تھیں کیونکہ وہ ذہن میں اپنی بہن کا خیال لیے دروازے کو بڑی بے چینی سے تک رہا تھا جسے دستور نے بھی محسوس کیا۔۔

"کیا بات ہے تم دروازے کی طرف بار بار کیوں دیکھ رہے ہو کیا کسی اور نے بھی آنا تھا۔۔؟" دستور نے بلاآخر جو محسوس کیا اس متعلق ذکر کرتے سوال پوچھنے لگا جس کے سوال پر کئی افراد کی توجہ علی کی جانب ہوئی۔۔

"ہاں۔۔؟ نہیں نہیں بس میں ویسے ہی کچھ سوچ رہا تھا۔۔" وہ واقعی سوچ کے بھنور سے نکل کر دستور سے مخاطب ہوا۔۔

"اور تم نے کیوں منہ پھلایا ہے بھئی۔۔؟" دستور نے عالیہ سے سوال کیا جو والدہ کے پاس ذرا برہم بیٹھی تھی۔۔

"ظاہر ہے جب امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو آپ لوگ مجھے بتاتے کیوں نہیں ہے۔۔؟" وہ اپنی برہمی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں اس بات پہ تو میں بھی ناراض ہوں کیا ہم پرائے ہو گئے ہیں۔۔؟" علی بھی اپنا دھیان گفتگو کی جانب کرتا گویا ہوا۔۔

"نہیں ہم سب ہیں ناں امی کا خیال رکھنے کے لیے تم لوگوں خواہ مخواہ پریشان کرنا ضروری ہے۔۔؟" دستور نے دونوں کو مخاطب کیا جس پر خانم بیگم نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

"شاید آپ بھول رہے ہیں کہ امی ہیں میری۔۔" عالیہ نے نہایت سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

آرے بھئی کیوں بچوں کی طرح لڑ رہے ہو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔" خانم بیگم عالیہ کے بدلتے مزاج کو دیکھ کر گویا ہوئی۔۔

اگر آئندہ ہم سے اپنی طبیعت کا احوال چھپایا تو ہم ناراض ہو جائیں گے کیونکہ " میرا اس چیز پہ پھڈا ہے ہر بات برداشت ہے مگر یہ نہیں۔۔"علی نے زمان خاندان کو مخاطب کرتے کہا دریں اثناء میں لاؤنج کے گیٹ سے فرقان کے ہمراہ سارہ بھی گھر میں داخل ہوئی۔۔

سارہ۔۔!"شبانہ بیگم نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر مخاطب کیا اور سیڑھیوں سے اتر کر " اس کے پاس پہنچی۔۔

دیکھو سارہ آگئی۔۔"عالیہ نے علی کی توجہ دروازے کی جانب مبذول کراتے " کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

میری جان۔۔کیسی ہو۔۔؟"شبانہ بیگم نے سارہ کو گلے لگاتے کہا اتنے میں علی " عالیہ بھی دروازے تک پہنچے تھے جہاں علی نے فرقان کو کھڑا دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا۔۔۔

تعجب کی بات ہے۔۔"وہ فرقان کو دیکھ کر خود سے گویا ہوا۔۔"

"السلام و علیکم بھائی۔۔"
وعلیکم السلام۔۔"وہ علی کے قریب پہنچ کر ادب سے جھکتے اسے مخاطب کر گئی"
جس کے جواب میں علی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرقان کو گھورا۔۔

اگر اب تم نہ آتے تو شاید کچھ ہی لمحوں میں میں آجاتا۔۔"وہ بلا آخر مسلسل" فرقان کو گھورنے کے بعد اس سے رعب دار آواز میں مخاطب ہوا۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں بھائی میں تو اسے کل ہی لانے والا تھا بس اس کی طبیعت" خراب ہو گئی سردی لگ رہی تھی اسے تو یہاں لانے کے بجائے ہاسپٹل لے گیا

کل۔۔"فرقان نے چہرے پر منافقانہ مسکراہٹ سجائے جھوٹی وضاحت پیش کی۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔؟"

جی جی بھائی اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔"فرقان کی بات نظرانداز کرتے ہوئے" اس نے سارہ سے سوال کیا جس پر سارہ جواب دیتے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

بھائی آج پھوپھو آئیں گی تو اس لیے آج میں اسے تھوڑی دیر کے لیے لایا ہوں" مگر اگلی بار زیادہ وقت کے لیے لاؤں گا پکا۔۔"فرقان نے پھر علی سے مخاطب ہو کر اسے طیش دلایا جس کی بات سن کر وہ انگار آنکھیں اٹھا کر نظریں فرقان کی جانب کر گیا۔۔

ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔۔!"شبانہ بیگم نے فرقان کی بات سے اتفاق کیا۔۔"

سارہ آج کہیں نہیں جائے گی جب میرا دل چاہے گا میں اسے تمھارے گھر لے آؤنگا اپنی پیاری پھوپھو سے سارہ کی ملاقات پھر کبھی کرا لینا۔۔" علی اپنے بھاری ہتھیلی کو فرقان کی پشت پر مارتے مدھم بناوٹی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دوٹوک الفاظ میں انکار کر گیا۔۔

علی۔۔!" شبانہ بیگم نے اپنے بیٹے کو پکارتے داماد کی بے ادبی کرنے سے منع کیا۔۔

تم اب جاؤ۔۔ خیریت سے جانا۔۔" علی نے فرقان کو دروازے سے رخصت ہونے کا کہا جس کے باعث فرقان کے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں تو سارہ کو بھی خوف لاحق ہونے لگا۔۔

"لیکن بھائی۔۔!!"

"سارہ خاموش ہو جاؤ یہ تمھارا ہی مسلسل منع کرنے کا نتیجہ ہے کہ وہ سر پہ چڑھ گیا اور تمھارا تمھارے گھر والوں سے ملنا بند کر دیا۔۔"

فرقان کے جاتے سارہ نے علی کو مخاطب کیا جس پر وہ اس کی بات کاٹتے اسے ڈانٹنے لگا اسے کل کا غصہ تھا جو اس نے آج فرقان کی آمد پر اتارا۔۔

"اچھا موڈ خراب مت کرو ہمارے گھر پہلے سے مہمان موجود ہیں چلو آجاؤ سارے۔۔" شبانہ بیگم نے سب کو مخاطب کرتے عالیہ اور نرمین کو اپنے ساتھ لاونج میں موجود مہمانوں کے پاس لے گئی۔۔

"بیواقوف لڑکی کچھ دنوں کے لیے بابا بھائی ملک سے باہر کیا چلے گئے تم نے تو خود کو لاوارث ہی سمجھ لیا۔۔رونا بند کرو اور چلو آجاؤ۔۔"
علی اپنی بہن کا چہرہ ہاتھوں میں لیے اس کے آنسو صاف کرتا مطمئن کر کے اپنے ہمراہ لے جانے لگا اسے فرقان سے اچھے کی امید نہیں تھی جبکہ وہ اپنی بہن کی

خوف پر بھی متعجب تھا آخر اس مسلئے کو کیسے حل کرنا ہے وہ اب یہی سوچ ذہن میں لیے تھا مگر اسے علم نہیں تھا کہ آگے مزید بے شمار مشکلات اس کی منتظر ہیں۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آج علی کو پاکستان آئے اب تیسرا دن ہو چکا تھا اور تمام چیزیں معمول پر آنے لگیں اس کا آج اپنے شاہ انڈسٹریز میں دو ماہ بعد آج پہلا دن تھا جبکہ دوسری جانب آج ہی فہاد سلمان کو پہلی بار اپنے والد کا کام سنبھالنے کے لیے مستقل طور پر پاکستان آنا تھا صبح کا وقت تھا اور ائیر پورٹ پر معمول کے مطابق چہل پہل تھی ایسے میں ایک شخص تن تنہا اپنا لگج تھامے وہ بھاری وجود کا حامل خاموشی سے ائیر پورٹ سے باہر آیا۔۔

چھ فٹ سے نکلتا اس کا قد چوڑی جسامت پر وہ سفید اور نیلے امتزاج رنگ کی ڈیزائنگ ہالف سلیوز ٹی شرٹ پہنے جس سے اس کے ابھرے مسلز نمایاں ہو رہے تھے سفید ٹراؤزر اور پیروں میں سفید جاگرز پہنے سبز رنگ گہری پراسرار آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے سیاہ تراشی گئی ہلکی داڑھی، اسی سے ہم رنگ گھنے چمکتے بال، لمبی کھڑی ناک، سیاہ بھنویں، پتلے عنابی لب اور اسکے چہرے کی وہ سفید رنگت۔۔وہ شخص بلاشبہ نہایت حسین تھا۔۔

فہاد حقانی۔۔!! بچپن ہی سے وہ ملک سے باہر رہنے والا شخص جس نے باہر ہی اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مختلف ممالک کا سفر کیا اس نے دنیا بھر کی رنگینیاں دیکھی تھیں وہ سبز رنگ پراسرار آنکھوں والا خوبرو نوجوان جو ہر لڑکی کو پل بھر میں متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا، اپنے باپ کی بگڑی ہوئی اولاد نہایت عیاش خود پسند اور ہمیشہ ہر محنت سے خود کو بچانے والا شخص تھا مگر یہ حیرت کی بات تھی کہ آج وہ اپنے والد کے کاروبار کو سنبھالنے نکلا تھا۔۔

اپنا لگج لیے وہ لیے ائیر پورٹ سے باہر آ کر دونوں جانب نگاہیں پھیریں کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کر گیا جو منہ پر ماسک سیاہ اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے تھری پیس براؤن رنگ آفس سوٹ میں دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچا اور اس کے ہاتھ سے بیگ چھین کر خاموشی سے اپنے ہمراہ گاڑی تک لے جانے لگا۔۔

"!!خوش آمدید سر۔۔"

"ویلکم ٹو پاکستان سر۔۔"

ماسک چڑھائے شخص نے اور ڈرائیور نے فہاد کو گاڑی میں سوار ہوتے ہی استقبالیہ لفظوں میں مخاطب کیا۔۔

تھینک یو۔۔" وہ رعب دار آواز میں اپنا پہلا جملہ ادا کیا۔۔"

"آج سے آپ کا شیڈول میں تیار کروں گا میرا نام حمزہ ہے اور میں آپ کا۔۔"

اسسٹنٹ ہو۔۔ جانتا ہوں میں۔۔ فراز نے بتا دیا تھا سب کچھ۔۔"وہ آنکھوں سے چشمہ آتار کر اپنے اسسٹنٹ کی بات کاٹتے ہوئے بھاری آواز میں بولا۔۔

جی سر۔۔!!"تھری پیس سوٹ میں ملبوس اسسٹنٹ حمزہ جو اس کے برابر میں ہی براجمان تھا مدھم سی آواز میں جواباً گویا لتے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

میرے یہاں آنے کی خبر کس کس کو ہوئی۔۔"فہاد سامنے دیکھتے سوالیہ گویا ہوا اس نے اب تک اپنے اسسٹنٹ کو نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا۔۔

سر آپ کے شئیر ہولڈرز کو اور ٹیم ممبران کے ساتھ ہمارے کچھ ایمپلائیز کو۔۔"حمزہ نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔۔

میڈیا کو تو نہیں ہوئی۔۔"وہ کھڑکی سے گزرتے منظر کو دیکھ کر پھر سے سوال کر گیا۔۔

فلحال نہیں ہوئی۔۔"حمزہ نے جواباً کہا۔۔"

"ویری گڈ،، آج مجھے زاہد حقانی سے ملنا ہے سب سے پہلے۔۔!!"فہاد نے اپنے چچا سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا نظریں اب بھی کھڑکی سے باہر کے مناظر پر تھی وہ پاکستان کی سڑکیں تعمیرات ثقافت یعنی عوام کے لباس کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔۔

"مگر سر آپ سفر سے تھکے آئیں ہیں آپ کو آج آرام کرنا چاہیے۔۔"حمزہ نے فکریہ انداز میں مشورہ دیا۔۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں اس کے لیے مجھے تمھارے مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔۔"بلاآخر فہاد پر اب اپنے اسسٹنٹ کا جملہ ناگوار گزرا تھا وہ گردن موڑ کر اپنے اسسٹنٹ حمزہ کو دیکھتے ہوئے رعب دار آواز میں گویا ہوا جس

پر حمزہ کی نظریں جھک گئی جبکہ یہ جملوں کا تبادلہ گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھا ڈرائیور بھی غور سے سن رہا تھا۔۔

آرام کرتے کرتے ہی تو کمپنی کا یہ حال ہوا ہے۔۔!!" اپنے سابقہ جملے پر غور" کرتے ہوئے فہاد نے آنکھیں موند کر خود کو پر سکون کرتے اگلے جملے میں وضاحت دی۔۔

ٹھیک ہے سر جیسا آپ کہیں۔۔!!" حمزہ نے مدھم آواز میں جواب دیا جبکہ" ڈرائیور کو فہاد کی وضاحت دینا پسند آئی وہ سوچنے لگا کہ فہاد دوسرے مالکان کی طرح اپنے ملازمین کو ڈانٹنے میں یا ان پر غصہ ہونے میں تسکین نہیں بلکہ خود شرمندگی محسوس کرتا ہے۔۔

آفس چلیں گے ہم وہاں چینج کروں گا ناشتہ بھی وہیں مینج کر لینا اور زاہد صاحب" "کو انفارم کر دو آج کا ناشتہ میرا انہی کے ساتھ فکس ہو گا ہمارے آفس میں۔۔

فہاد نے اپنی اگلی منزل کا تعین کرتے اگلے کام کا ارادہ ظاہر کیا اس بار اس کا لہجہ نرم اور آواز مدھم تھی۔۔

اوکے سر۔۔"حمزہ نے اثبات میں سر ہلاتے حکم کی تعمیل کا فیصلہ کیا۔۔"

--------------سونی رائٹس--------------

وہ لوگ آفس پہنچے تھے جہاں تمام اہم افراد سے مختصر سا تعارف کرانے کے بعد وہ سلور پینٹ پر سفید شرٹ اور سلور بلیزر کوٹ پہنے اپنے کیبن میں آفس کی کرسی پر بیٹھا بے حد خوبرو لگ رہا تھا۔۔
اپنے سامنے ٹیبل پر موجود تصویر جس میں اسکے والدین اور بہن میشل تھی اپنے اس مکمل خاندانی تصویر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔
وہ اس تصویر میں محو ہوتے اپنی آنکھیں سرخ اور نم کر گیا تھا آج اس پورے خاندان میں وہ اکیلا رہ گیا تھا یہ سوچ اس کے اندر وجود کو کسی بھڑکتے کوئلے کی

مانند جلا رہی تھی اسی لمحے میں اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی جو اسے اس تکلیف دہ خیالات کے بھنور میں سے باہر کھینچ لائی۔۔

تو آخر کار آ ہی گئے تم۔۔ فہاد سلمان حقانی۔۔!!" زاہد دستک کے بعد کمرے میں داخل ہوتا طنزیہ انداز میں گویا ہوا جسے دیکھ کر فہاد فوراً اپنی نم آنکھیں صاف کرتا اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

جی آنکل۔ سچ کہوں آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔۔" وہ آگے بڑھتے زاہد کے گلے لگ کر پر مسرت لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

میں نے تمھیں دیکھ لیا مجھے بھی تسلی ہوئی۔۔" گلے سے لگے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے زاہد نے کہا مگر اس کے لہجے میں منافقت تھی جس کے لیے اس کے ذہن کو اس کے بھائی ماجد نے تیار کیا تھا۔۔

مجھے امید ہے کہ تم سلمان بھائی کا یہ بزنس سنبھال لوگے اور جو کامیابیاں ان" سے رہ گئیں وہ تم سمیٹوں گے آج آگر بھائی ہوتا تو تمھیں یوں دیکھ کر بے حد خوش ہوتا۔۔" وہ فہاد کو خود سے الگ کرتا اس کے کندھوں کو تھامے اس پر جھوٹا فخر ظاہر کیے بولا۔۔

آپ کے بغیر اس بزنس کو سنبھالنا ممکن نہیں۔۔!!" فہاد نے مودبانہ انداز" میں جواب دیا۔۔

یہ بزنس تمھارا ہے۔۔" زاہد نے سنجیدگی سے کہا مگر چہرے پر مدھم بناوٹی" مسکراہٹ تھی۔۔

وہ تو دنیا کو دیکھانے کے لیے ہے آنکل اصل میں تو آپ اس بزنس کے ہیڈ" "ہوں گے پلیز آنکل منع مت کیجئے گا مجھے آپ کی ضرورت ہے۔۔

فہاد کے جملے میں الگ سی گزارش پوشیدہ تھی اور یہ بات زاہد کو دل ہی دل میں مزید خوش کر رہی تھی۔۔

"فکر مت کرو تم میری اولاد کی طرح ہو میں ہمیشہ ہر قدم پر ہر طرح سے تمھارے ساتھ ہوں۔۔" زاہد نے اسے جھوٹی تسلی دی اور پھر گلے سے لگایا۔۔

"آئیں آنکل بیٹھتے ہیں آپ سے کافی باتیں کرنی ہیں۔۔!!" فہاد اب صوفے کی جانب اشارہ کرتا خود بھی براجمان ہوا۔۔

"ہاں ضرور سب سے پہلے ہمیں بزنس کو دوبارہ کھڑا کرنا ہو گا اس کے بعد اپنے دشمن شاہ انڈسٹریز سے نمٹنا ہو گا۔۔" زاہد نے اسے مراحل وار سمجھانے کی کوشش کی۔۔

نہیں آنکل مجھے کسی سے دشمنی نہیں کرنی میں دشمنی نبھانے نہیں اپنا بزنس" ٹھیک کرنے آیا ہوں ہاں آگر ان کو میرے ساتھ کام کرنے میں دلچسپی ہو تو میں "ان کی جانب دوستی کا ہاتھ ضرور بڑھانا چاہوں گا۔۔

فہاد نے زاہد کی دوسری بات کو رد کرتے ہوئے واضح الفاظ میں انکار ظاہر کیا جسے سن کر زاہد کو بے حد تعجب ہوا اور ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کے بھائی کا دیا ہوا احمق لفظ کا خطاب واقعی فہاد پر ٹھیک بیٹھتا ہے اس نے آج خود بھی فہاد کو اس کی باتوں سے بزدل اور احمق جانا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہونے کو تھی آج تین دن بعد عالیہ شاہ اپنے آفس آئی تھی تھری پیس لائٹ بلو آفس سوٹ پہنے کھلے بالوں میں وہ حسین لڑکی اپنی آفس کی کرسی پر براجمان لیپ ٹاپ پر نگاہیں مرکوز رکھے ہوئے کشمکش کا شکار تھی اسے جس چیز کی تلاش تھی وہ لیپ ٹاپ میں موجود نہیں تھا۔۔

دوسری جانب آفس کے کمرے میں ہی بک شیلف کے قریب کھڑا فائلز ٹٹولنے میں مصروف یہ شخص عالیہ کے ٹیکسٹائل ملز کے چالیس فیصد شیئرز کا مالک اسکا بزنس پارٹنر اور بہترین دوست عارض جہانگیر جو عمر میں عالیہ سے دو سال چھوٹا تھا مگر خوش شکل خوش اخلاق تھا یہی وجہ تھی کہ عالیہ کے ساتھ وہ ڈیڑھ سال سے کام کرتا تھا اور عالیہ نے بھی اس پر اپنا بھروسہ ظاہر کیا تھا۔۔

عارض بات سنو تم سے میں نے کہا تھا کہ تین دنوں میں جو بھی میٹنگز وغیرہ" ہوں گی اسے تم ہینڈل کرو گے تو کیا ہوا پھر اس کا۔۔؟" عالیہ نے کافی دیر تک لیپ ٹاپ میں چھان بین کے بعد ناکامی کا سامنا کرتی اب گہری سانس لیے مقابل سے مخاطب ہوئی۔۔

ہاں کچھ میٹنگز میں نے اٹینڈ کرلی تھیں میں آپ کو ان کی بریف ای میل میں" بھیج دوں گا۔۔" وہ بک شیلف کے قریب کھڑا اپنے کام میں محو بولا۔۔

یعنی اب تک نہیں بھیجی۔۔افففف اور میں بلاوجہ اسے تلاش کرنے میں اپنا" وقت ضائع کر رہی ہوں۔۔؟" وہ عارض کا جواب سن کر خود پر تعجب ظاہر کرتی بولی۔۔

سوری میں نہیں بھیج سکا اور ابھی مجھے ذرا گھر جانا پڑے گا کچھ ضروری کام ہے" لیکن آج ہی بھیج دوں گا آپ فکر نہ کریں۔۔" وہ بلاآخر سیاہ رنگ کی فائل بک شیلف سے نکال کر اسے کھول کر تکتے ہوئے مؤدبانہ انداز میں بولا اور فائل بند کر کے کیبن سے روانہ ہونے لگا۔۔

عالیہ نے جواباً اثبات میں سر ہلا کر عارض کو مطمئن کرتے کیبن سے رخصت کیا اور ساتھ ہی لیپ ٹاپ بند کرنے لگی مگر اسی دوران اس کا موبائل بجنا شروع ہوا جس کی اسکرین پر مائی مین کا نام چمکا جسے دیکھ کر وہ اپنی ساری اُلجھنیں بھلاتی ہوئی مسکرا گئی۔۔

ہیلو۔۔کوئی کام نہیں ہے کیا تمھیں۔۔؟؟"وہ مسکرا کر کال ریسیو کرتے" بولی۔۔

آج دو ماہ بعد میرا آفس کا پہلا دن تھا تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کام نہ ہوں؟ مگر"
"مسئلہ یہ ہے کہ میرا کام میں دل نہیں لگ رہا۔۔
وہ اپنے آفس میں راکنگ چیئر پر ٹیک لگائے آنکھیں موند کر خماری لہجے میں بولا جو سفید شرٹ اور شتری رنگ پینٹ پہنے تھا اور اسی سے ہم رنگ اسکا بلیزر کوٹ اس کے قریب ہینگ تھا۔۔

دل لگانے کی کوشش کرو۔۔!!"وہ پھر مسکراہٹ دبائے مدھم سا جوابا گویا"
۔۔

چھوڑو کام کو میں تمھارے پاس آرہا ہوں ابھی لنچ ساتھ کریں گے۔۔"وہ" آنکھیں کھولے اپنا ارادہ ظاہر کرتے بولا۔۔

ٹھیک ہے آ گر فری ہو تو آ جاؤ۔۔"اس نے جواب دیتے ہوئے گفتگو مختصر کی" دریں اثناء میں آفس کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

جی آ جائیں۔۔"کال کاٹتے وہ دستک کا جواب دے گئی جس پر اس کی اسسٹنٹ" کمرے میں داخل ہوئی۔۔

میم مسٹر فہاد سلمان نے آپ سے ملاقات کے لیے اپوائنٹمنٹ کا کہا ہے وہ" ارجنٹلی آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔۔؟؟"اسسٹنٹ نے عالیہ کو مواد بانہ انداز میں پیغام دیا۔۔

یہ فہاد کون ہے۔۔؟"وہ تعجب سے سوال کرنے لگی۔۔"

"جی یہ سلمان حقانی کے اکلوتے صاحبزادے ہیں جو آج ہی پاکستان لوٹے ہیں۔۔"عالیہ کی اسسٹنٹ نے فہاد کے حوالے سے مختصر سا تعارف پیش کیا۔۔

"وٹ۔۔؟"حقانی نام سن کر عالیہ یک دم چونکتے بے حد حیرت زدہ ہوئی اس کے ذہن میں ایک لمحے کو تمام ماضی گردش کرنے لگا وہ مزید الجھن کا شکار ہوئی اس کے ذہن میں سینکڑوں سوالات اِس ایک تعارف پر جنم لینے لگے آخر وہ ماضی اتنے سالوں بعد اب ان سے کیا چاہتا ہے یہ سوچ کر وہ خوف زدہ ہوئی۔۔

۔

۔

"عالیہ کا فون نہیں لگ رہا ہے۔۔؟"وہ رعب دار آواز میں اس کی اسسٹنٹ سے فون پر سوالیہ گویا ہوا۔۔

جی وہ ایک ضروری میٹینگ میں بزی ہیں۔۔!!"اسسٹنٹ نے موادبانہ انداز"
میں جواب دیا۔۔

آچھا۔۔؟ٹھیک ہے اسے اطلاع کردینا کہ میں میری کچھ مصروفیات آگئی ہیں تو"
آج نہیں آفس نہیں آسکوں گا۔۔"علی نے اپنا پیغام عالیہ تک پہنچانے کا کہا۔۔

اوکے سر۔۔!"اسسٹنٹ نے جواب دے کر گفتگو تمام کی۔۔"

آپ کیوں ملنا چاہتے تھے مجھ سے؟"وہ اپنے آفس کی کرسی پر براجمان ٹانگ پر"
ٹانگ رکھے ماتھے پر بل ڈالتے نہایت سنجیدہ لہجے میں اپنے سامنے اسسٹنٹ حمزہ
کے ہمراہ کرسی پر بیٹھے فہاد سے مخاطب ہوئی۔۔

یہ آپ کا بزنس ہے ناں۔۔؟"وہ آفس پر نظریں دوڑاتے ہوئے بولا۔۔"

جی بالکل۔۔!! عالیہ نے اسی سخت ٹون میں جواب دیا۔۔"

میں آج ہی پاکستان آیا ہوں آپ کو خبر تو ہوئی ہو گی اس حوالے سے۔۔!!""" آفس سے ہوتی نظریں اب عالیہ پہ ٹکی تھیں وہ مدھم مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔۔

بالکل ہوئی ہے مگر اس سے آپ کے یہاں آنے کی وجہ واضح نہیں ہوتی یو ہیف" تو ایکسپلین اٹ پروپرلی بائے یور سیلف۔۔!!" وہ پھر اسی لہجے میں بولی جبکہ ماتھے پر بل برقرار تھے۔۔

آف کارس آول ایکسپلین اٹ ٹو یو۔۔ مجھے یہاں ایک کلاتھنگ برینڈ کی" اوپننگ کرنی ہے چونکہ آپکا ٹیکسٹائل کا بزنس ہے تو آپ کے ساتھ اس پارٹنر شپ کو بلٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔" بلا آخر مزید بات گھمائے بنا وہ مدعے پر آیا۔۔

اور یلی۔؟اور آپ نے کیسے سوچ لیا کہ آپ کی آفر میں ایکسپٹ کر لوں" گی۔۔؟"اس نے تمسخرانہ مسکراتے ہوئے فہاد سے کہا۔۔

کیا آپ مجھے جانتے نہیں میں شاہ خاندان کی بہو ہوں جن کے ساتھ کیس چل " رہا ہے آپ کا۔۔؟"وہ مزید بولی۔۔

جی جی میں آپ کو اچھے سے جانتا ہوں اور وہ کیس اب کلوز ہو جائے گا کیونکہ " مجھے دشمنیاں نہیں نبھانی اپنے بزنس پہ فوکس کرنا ہے۔۔
اور جہاں تک بات ہے ہماری پارٹنرشپ کی تو ہم دونوں خاندانوں کو لڑوانے والے کچھ لوگ اور اسپیشلی میڈیا والے جو الٹی سیدھی خبریں ہمارے متعلق پھیلاتے ہیں یہ تمام ان لوگوں کے منہ پر ایک بہترین جواب ہو گا۔۔!!"فہاد نے اپنے ارادے عالیہ کے سامنے پیش کرتے اپنی پارٹنرشپ کا مقصد واضح کیا جسے سن کر عالیہ بیزاری سے اپنی نگاہیں پھیرتے گہری سانس کھینچ گئی۔۔

ہماری ٹیم کو آپ کے ساتھ کوئی کام نہیں کرنا۔۔!!"اس نے بیزاری سے مگر" دوٹوک الفاظ میں انکار کر دیا تھا۔۔

کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے۔۔؟"فہاد نے لہجہ سرد کرتے ہوئے پوچھا۔۔"

"جی بالکل یہی فیصلہ ہے۔۔آپ جا سکتے ہیں۔۔"
عالیہ نے جواباً تحقیر آمیز لہجے میں کہا،اس کے اس طرح رویے پر فہاد مزید کوئی بات بڑھائے بغیر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوااور اپنے بلیزر کوٹ کا بٹن بند کرنے لگا اس دوران اس کی نظریں عالیہ کے چہرے پر تھیں وہ پلک جھپکائے بنا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ عالیہ لیپ ٹاپ میں مصروف ہوئی اتنے میں وہ اپنا بٹن بند کرتے ہوئے اسسٹنٹ کے ہمراہ آفس سے روانہ ہو گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شاہ انڈسٹریز کے مین آفس میں کام بڑے عروج پر جاری تھا اتنے میں وہ سانولی رنگت اور پتلی جسامت کی حامل لڑکی سیاہ و سفید تھری پیس آفس سوٹ میں ملبوس اپنے کاندھوں تک آتے سیاہ کرلی بال لیے لفٹ سے نکل کر دانیال کے کیبن کی جانب روانہ ہوئی تھی۔۔

بینش زیدی صاحبہ۔۔!! کہاں گھوم رہی ہیں آپ۔۔؟" اسے پیچھے سے جانی" پہچانی سی آواز سماعتوں سے ٹکراتی سنائی دی جس پر وہ بیچینی سے فوراً پلٹی کہ آیا یہ جس شخص کی آواز ہے کیا وہ یہاں اب آچکا ہے یا مزید انتظار درکار ہے۔۔
وہ پلٹی اور اس نے اپنے سامنے اسی شخص کو پایا جس کی اسے توقع تھی جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

علی۔۔!! وٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔۔ تم آگئے۔۔!" وہ فوراً حیرت انگیز لہجے" میں گویا ہوئی۔۔

فائنالی۔۔آہی گیا میں۔۔!"وہ مسکرایا۔۔"

"کیا کر رہے تھے ابھی، کہاں تھے، کب آئے ہو، مجھ سے ملے کیوں نہیں، کوئی خبر بھی نہیں دی، آفس آگئے اور مجھے پتا ہی نہیں۔۔؟"وہ پر مسرت انداز سوالات کی بوچھاڑ کر گئی۔۔

"ارے ارے سانس تو لے لو۔۔ابھی تو میٹینگ روم سے آرہا ہوں اور اسی چکر میں عالیہ کے ساتھ لنچ کا پلان بھی گیا میرا۔۔خیر تم بتاؤ، کہاں سے آرہی ہو اور بیٹا کیسا ہے تمھارا۔۔؟"

"سب ٹھیک ابھی آختر صاحب کی ہوٹل سائٹ دیکھنے گئی تھی وہاں کی میزمنٹ کرلی ہے اس پہ دو دن بعد کام شروع ہو گا۔۔"وہ جواباً اپنے مصروفیات کا احوال سناتی گویا ہوئی اور علی کے ہمراہ اس کے آفس کے لیے قدم بڑھانے لگی۔۔

یہ بینش زیدی تھی جو فرقان کی کزن تھی جس کی تین سال قبل اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کی تھی اس کا ایک چھ سالہ بیٹا ہارون تھا اور یہ ابھی کچھ ماہ قبل نوکری کی تلاش میں شاہ انڈسٹریز کو جوائن کر گئی تھی مگر اس اچھے اخلاق کے سبب آفس میں سب کے ساتھ بہترین تعلقات بنا چکی تھی۔۔

ٹھیک ہے مجھے اس حوالے سے آگاہ کرتی رہنا۔۔" وہ ہدایت کرتا بولا جس پر" بینش نے اثبات میں سر ہلایا وہ سانولی رنگت کی حامل خوش شکل تھی جسکی عمر تینتیس برس تھی یعنی علی کی ہم عمر اور عالیہ سے بڑی۔۔

ویسے میرے پاس تمھارے لیے ایک ایڈوائس ہے خود کو عالیہ کے کام سے" جوائن کرنے کی۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔۔

آچھا تو بتاؤ ذرا۔۔؟" جواباً علی نے آئی برو اچکایا۔۔"

تم اس کے ساتھ مل کر کلا تھنگ کے ریلیٹڈ کوئی ڈیل سائن کر وایک ایسا"

پروجیکٹ جس میں دونوں کا فائدہ ہو اور دونوں بزنس کسی پوائنٹ پر ایک

"!!دوسرے سے جڑ جائیں۔۔

وہ دونوں علی کے کیبن پہنچے تھے جہاں علی اپنی راکنگ چیئر پر جبکہ بینش اس کے

مقابل بیٹھ کر مشورہ دیتی گویا ہوئی۔۔

زبردست۔۔!!اس بارے میں مجھے خیال کیوں نہیں آیا۔۔"علی نے پرجوشی"

سے کہا اس کے لہجے سے ظاہر تھا کہ اسے بینش کی بات پسند آئی ہے۔۔

یہ ضروری تو نہیں کہ ہر خیال صرف تمھیں ہی آئے۔۔"بینش نے مسکراتے"

ہوئے جواب دیا۔۔

ہاہاہا میں یہ ٹھاٹ عالیہ سے شیئر کروں گا۔۔"علی نے اثبات میں سر ہلاتے"

ایک جاندار قہقہ لگاتے اپنا جملہ مکمل کیا۔۔

"!! لازمی کرنا اور مجھے بتانا اس رائے پر اس کا کیا جوب ہے۔۔"

سونی رائٹس--------------------------------------

سارہ کا فون نہیں لگ رہا ہے۔۔اپنے بھائی کے آتے ہی پر لگ گئے ہیں اس"
"!!کو۔۔
فرقان بیچینی اور غصے کی کیفیت لیے لاؤنج میں چکر کاٹتے کان سے موبائل
لگائے خود سے گویا ہوا۔۔

"!!تم بھی ذرا نیچی اڑان اڑو ورنہ اسکا بھائی۔۔"
نہیں ڈرتا میں اس کے بھائی سے آنے دو اس بار اس لڑکی کی عقل ٹھکانے پر"
"!!رکھ دوں گا۔۔

لاؤنج کے صوفے پر براجمان اخبار پڑھتے اس کے والد نے اسے تنبی کی جیسکا جملہ فوراً کاٹتے ہوئے وہ چِلا کر جواباً گویا ہوا۔۔

"ہیلو کہاں تھی تم۔۔!!" دوسری اس کے کان سے لگے موبائل پر کال ریسیو ہوئی تھی جس کے سبب اس کے قدم تھمے اور بدمزاجی سے بولا۔۔

"فون چارج پر تھا میں امی کے پاس تھی۔۔" سارہ نے مدھم آواز میں جواب دیا۔۔

"گھر آنے کا ارادہ نہیں لگتا تمھارا کیا ہمیشہ کے لیے گھر بٹھادوں۔۔؟" فرقان نے دھمکی آمیز الفاظ اور سخت لہجے میں کہا۔۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو ایک ہی دن گزرا ہے اور آپ مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں۔۔" سارہ تعجب سے گویا ہوئی۔۔

اپنے بھائی سے کہو کہ جلدی گھر پہنچائے تمھیں۔۔!!"اس نے سارہ کا جملہ نظر انداز کیا اتنے میں فرقان کے والد کے اشارے پر اس کی زوجہ بھی کچن سے لاؤنج میں پہنچی۔۔

وہ اتنی جلدی نہیں مان رہے۔۔"سارہ نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔"

تو دباؤ ڈالو اس پر ورنہ تمھارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔"فرقان نے پھر وہی لہجہ اپنایا اور اپنا جملہ کہتے مقابل کی وضاحت سنے بنا کال کاٹ گیا۔۔

تم کیوں اسے دھمکی دے رہے ہو اس کا کیا قصور ہے۔۔؟"والدہ نے بے بسی سے سوال کیا فرقان کے والدین کی گرفت اپنے بیٹے پر ڈھلی تھی کیونکہ وہ گھر کا واحد کفیل اور بڑا بیٹا تھا۔۔

اسی کے زور پر تو اس کے بھائی کود بانا ہے یہ امیر زادے خود کو بہت بڑی چیز " سمجھتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کی کمزوری میرے ہاتھ ہے۔۔ "!!

وہ اپنے کہے جملے کے دوران خباثت بھری مسکراہٹ ظاہر کرتے گویا ہوا شاہ مینشن کے دروازے پر علی کے ہاتھوں سے ہوئی کی گئی تذلیل پر اب فرقان کے ذہن میں بھی بدلے کی آگ کے سبب برائی گردش کرنے لگی تھی اس کا ارادہ اب کچھ بڑا کرنے کو تھا مگر کامیابی اس کا مقدر بننے والی تھی یا نہیں یہ صرف آنے والا وقت جانتا تھا۔۔

-----------سونی رائٹس-----------

وہ لوگ ایک سنسان فام ہاؤس پہنچے جو شہر سے بہت فاصلے پر واقع تھا وہ لوگ دوپہر سے سفر طے کرتے اب شام کو اپنی منزل پہ پہنچے تھے۔۔

"سر آج آپ نے آتے ہی کام شروع کیا آرام نہیں کیا اب گھر پہنچ کر آرام کیجئے گا۔۔"حمزہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے گاڑی بنگلے میں داخل کی اور اپنے قریب بیٹھے فہاد کو مودبانہ انداز میں مخاطب کیا جسے فہاد نظر انداز کر گیا۔۔

"سر آپ کافی دیر سے سارے راستے خاموش رہے ہیں کچھ تو کہیں اب تو ہم پہنچ بھی گئے۔۔"حمزہ نے گاڑی کھڑی کی اور باہر نکل کر دوبارہ گویا ہوا جسے پھر نظر انداز کرتے فہاد سیدھا دروازے کی جانب طیش میں بڑھتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوا۔۔

لاؤنج میں داخل ہوتے وہ اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر پٹخ گیا اور آگلے صوفے پر براجمان ہوتا گہری سانسیں بھرنے لگا جبکہ بنگلہ نہایت سنسان اور بے حد خوفناک معلوم ہو رہا تھا شام کے باعث بنگلے میں مدھم اندھیرا چھا رہا تھا اتنے میں گاڑی روک کر دروازے بند کرنے کے بعد حمزہ بھی لاؤنج میں داخل ہو کر فہاد کو دیکھنے لگا۔۔

"جانتے تو ہو تم کہ ابھی کیا ہوا ہے میرے ساتھ۔۔؟؟اپنی پہلی بزنس ڈیلینگ میں فیل ہوا ہوں میں۔۔" فہاد نے حمزہ کو آتے دیکھ کر چونکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے دونوں بازوؤں سے تھامتے جھنجوڑ کر مخاطب کیا اس نے اپنی بات میں عالیہ کی جانب سے انکار کا ذکر کیا تھا جبکہ وہ اس وقت اپنے عمل سے بے حد جنونی معلوم ہو رہا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں سر ابھی تو شروعات ہے آگئے بہت سفر باقی ہے کامیابیاں آہستہ آہستہ ملتی ہیں۔۔!!" حمزہ نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں اسے سمجھایا۔۔

"ہاہاہاہا کامیابی۔۔؟ارے مل چکی ہے کامیابی۔۔سنا تم نے جیری۔۔!!پہلی کامیابی۔۔!!بہت بڑی کامیابی۔۔ہاہاہا۔۔" فہاد نے وحشیانہ قہقہ لگاتے حمزہ کو مخاطب کرتے ہوئے اسے بازوؤں سے جھٹک کر پیچھے دھکیلا اور واپس اپنے صوفے پر بیٹھ کر ایک اور قہقہ لگا گیا۔۔

میں سمجھا نہیں سر۔۔؟" وہ انجان بننے بولا۔۔"

"حمزہ۔۔ حمزہ۔۔ حمزہ۔۔!! یہاں ہم دونوں کے علاؤہ کوئی نہیں ہے اس لیے اب ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔۔!!" فہاد نے مدھم سا گردن حمزہ کی جانب کرتے ہوئے اس سے نرم لہجے میں مسکراکر بولا جس پر حمزہ نے نہ کوئی ردعمل دیا اور نہ چہرے پر کوئی تاثر۔۔۔

"تم نے کبھی اس لڑکی کو آج سے پہلے اس طرح دیکھا تھا اتنے قریب سے۔۔ تم بھی تو ساتھ ہی تھے ناں میرے۔۔" اس نے اپنے جملے میں حمزہ سے عالیہ کے متعلق سوال کیا تھا۔۔

"جی نہیں سر میں نے اُنہیں ہمیشہ بزنس میگزین میں دیکھا تھا۔۔!!" حمزہ نے ہاتھ پیچھے باندھ کر جواب دیا۔۔

"کیسی ہے کچھ اندازہ ہوا۔۔؟" فہاد نے سوال کیا اس کی نظریں اب بھی حمزہ کی جانب تھیں۔۔

"جی؟" حمزہ جملہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

"آرے وہ کس قدر خوبصورت ہے۔۔!! ساری دُنیا کی لڑکیاں دیکھی ہیں میں نے مگر اس جیسی آج تک نہیں دیکھی بیوٹی ود برین۔۔!!" فہاد وضاحت دیتے ہوئے اپنی اس ملاقات کو یاد کرتا محو سا گویا ہوا۔۔

"جی سر اس لیے تو وہ کامیابی سے اپنا بزنس سنبھالے ہوئے ہیں۔۔!" حمزہ نے تعریفی کلمات ادا کیے۔۔

ہاں آؤ بیٹھو اور مجھے سر نہیں سرکار کہو۔۔ سرکار۔۔ کتنی دفع کہوں"
تمھیں۔۔!!"فہاد پر حمزہ کی تعریف ناگوار گزری وہ اسے نظرانداز کرتے بات بدل گیا اور اپنے سامنے موجود صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا۔۔

جی بہتر سرکار۔۔"حمزہ اثبات میں سر ہلاتے صوفے پر براجمان ہوا۔۔"

تم نے بہت ساتھ دیا ہے میرا جیری۔۔!! میں آپ کا اسسٹنٹ ہوں۔۔ہاہاہاہا"
"!! بڑی اچھی ایکٹنگ کرتے ہو۔۔
فہاد اپنے اگلے جملے میں تمسخرانہ انداز سے حمزہ کی نقل اتارتے قہقہہ لگا گیا۔۔

جی سرکار ہمیشہ دوں گا بس حکم کریں۔۔"حمزہ نے شرمندہ ہوتے کہا۔۔"

حمزہ تم وفادار رہنا میرے تو یونہی مالامال کرتا رہوں گا تمھیں اور اگر نہیں رہے"
تو اپنی جان پہ ظلم کروگے تم کیونکہ کیونکہ میں جان نہیں لیتا مگر زندہ بھی نہیں

چھوڑتا۔۔"اس نے حمزہ کو اپنے مقابل بیٹھا کر دھمکی آمیز الفاظ میں کہا جس کے ایک ہی دھمکی پر حمزہ حواس پاختہ ہوا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ فہاد کو اچھے سے جانتا تھا۔۔

جی سر کار میں سالوں سے ہمیشہ آپکا وفادار ہوں آپ کے بہت احسانات ہیں مجھ " پر، میں ہمیشہ آپ کا وفادار رہوں گا۔۔" وہ سنجیدہ لہجے میں مدھم آواز کے ساتھ فہاد کو مطمئن کرنے لگا۔۔

جیری تم نے جس طرح سب کو ڈرا کر رکھا داد تو بنتی ہے۔۔"
پہلے مجھے ائیر پورٹ سے علی کے آمد کی خبر دی پھر شئیر ہولڈرز کی میٹینگ میں سب کو ڈرا کر چپ کروا دیا تاکہ سیٹ زاہد کو نہیں مجھے ملے اور پھر زاہد کے سامنے شریف بن کر اسے سی ای او کی کرسی دینے کا پلان۔۔۔!! سب زبردست رہا۔۔
"بیچارہ زاہد اسے تو خبر بھی نہیں کہ اسے یہ سیٹ کیوں دی گئی ہے۔۔

فہاد نے اب ہر راز سے پردہ اٹھانا شروع کیا تھا یہ واقعی وہی شخص تھا جو ماسک چڑھائے علی کی آمد کی اطلاع فون پر فہاد کو دے گیا تھا اور فہاد بھی وہی ہے جو علی کے لیے بہت بڑی مصیبت بننے والی ہے۔۔

"اسی لئے دی گئی ہے کہ آگر ہم کسی گھپلے میں پھنسیں گے تو سب سے پہلے اسے آگے کریں گے ہر بار بلی کا بکرہ وہی بنے گا۔۔" حمزہ نے جواباً کہا۔۔انہوں نے اپنے اصل عزائم ظاہر کیے یقیناً یہ لوگ زاہد ماجد سے بھی بڑے دھوکے باز تھے اور انہیں علم بھی نہ تھا کہ وہ کس قدر بری طرح فہاد کے جال میں پھنس چکے ہیں۔۔

"ہاہاہا۔۔ بالکل سب کچھ آپ کے پلان کے مطابق ہوا ہے مگر ابھی تو شروعات ہے جیری۔۔!! ابھی تو مجھے آئے صرف چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔۔" فہاد نے بڑے پر اطمینان لہجے میں کہا۔۔

مجھے تو اس شخص کو خالی کرنا ہے بالکل خالی۔۔!!" وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور" مزید بولا جس پر حمزہ خاموشی اختیار کیے اسے سن رہا تھا۔۔

میری بہن نے کیا ہی کیا تھا؟ صرف محبت اس انسان سے محبت۔۔!! اور اس" نے کیا کیا بدلے میں۔۔؟؟ میرا سارا خاندان اجاڑ دیا۔۔!! میرے باپ کے بزنس کو تباہ کر کے رکھ دیا، میرے باپ کو بہن کو جیل میں ڈال دیا، میری بہن کو ذہنی مریض بنا دیا، میرے باپ کی جیل کے سلاخوں میں گھٹ گھٹ کر جان چلی گئی، مجھ سے میرا پورا ہنستا بستا خاندان چھین لیا اس۔۔ اس ایک شخص نے۔۔!! "!! لیکن اب۔۔؟ اب اس کی باری ہے۔۔

وہ قدم بڑھاتا لاؤنج کی دیوار پر نصب آئینے میں اپنا عکس دیکھتا گویا ہوا اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں چہرے پر پسینے عیاں تھے وہ اپنے لہو میں کوئی ابلتا ہوا لاوا محسوس کر رہا تھا اور اس کے وجود میں بدلے کی بدترین آگ تھی۔۔

اس نے اپنا بھاری ہاتھ سامنے نصب آئینے پر دے مارا تھا جس سے یک دم اسکا ہاتھ زخمی ہوا اور اس سے خون رسنا شروع ہوا۔۔

سرکار یہ کیا کیا آپ نے اتنا خون بہہ رہا ہے۔۔!!" فہاد کو یہ عمل کرتے دیکھ کر" حمزہ دوڑتے اس کے پاس پہنچا اور فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

اس کی بیوی کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اس وقت کس قدر ایک پرفیکٹ" زندگی جی رہا ہے مگر اب آگیا ہوں میں اس کی زندگی کو جہنم بنانے کے لیے اور یہ ہادی کا وعدہ ہے کہ میں اُس سے اس کا سب کچھ چھین لوں گا اس کی محبت، اس کا سکون، اس کی شہرت، اس کی دولت، اس کے رشتے، اس کی خوشیاں، ہر چیز سے "!!خالی کردوں گا میں تمھیں علی شاہ۔۔

وہ اپنی زخمی مٹھی بھینچ کر درد کی شدت کو خود میں سموتا خود سے گویا ہوا جسے پاس کھڑا حمزہ بلیزر کوٹ میں رومال ڈھونڈتے ہوئے سن رہا تھا۔۔

حمزہ نے رومال نکال کر اس کے ہاتھ پر باندھا اور کمرے کی جانب دوڑتے ہوئے فاسٹ اینڈ باکس لینے کے مقصد سے روانہ ہوا۔۔

حمزہ کے علاوہ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ فہاد کے اس خوبصورت چہرے اور اِس شرافت دار بیوا قوف ظاہر کرنے والے شخص کے پیچھے کس قدر گھناؤنا خطرناک حیوان چھپا بیٹھا ہے۔۔

فہاد واقعی ایک بے حد جنونی وحشی اور نفسیاتی شخص تھا جس کے اندر کی آگ کسی عام کی دشمنی سے بھی کئی گناہ زیادہ خطرناک تھی اور یہ خطرہ علی فیصل شاہ کے مقدر کا حصہ بننے والی تھی۔۔

۔

۔

شام کا وقت تھا عالیہ اپنے کام کا اختتام کرتی اب آفس سے گھر کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کرنے لگی تھیں، اپنے آفس کی کرسی پر بیٹھی لیپ ٹاپ میں مصروف تھی دریں اثناء میں اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

ارے تم نے تو کہا تھا کہ نہیں آؤ گے ؟تو پھر فرصت مل گئ تمھیں۔۔؟"اس" نے آفس کے دروازے پر دستک کے بعد علی کو داخل ہوتے دیکھا تو وہ چونکتے مسکرا کر گویا ہوئی۔۔

میں ابھی ابھی ایک بہت زبردست خیال لے کر آیا ہوں۔۔"وہ پرجوشی سے" کہتے اپنے بلیزر کوٹ کا بٹن کھول کر عالیہ کے مقابل میں آ بیٹھا۔۔

کیسا خیال۔۔؟"اس نے آئی برو اچکاتے پوچھا۔۔"

"!عالیہ ہمیں مل کر کام شروع کرنا چاہیے۔۔"

کام تو ہم کرتے ہیں۔۔"وہ جواباً بولی۔۔"

آرے شاہ انڈسٹریز اور شازمان ٹیکسٹائل کا کوئی مل کر پراجیکٹ پلان کرتے" "ہیں ٹرسٹ می بہت اچھا تجربہ ہو گا بہت فائدے مند۔۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر تمھارا کنسٹر یکشن کا بزنس ہے تعمیرات ڈیزائن کرتے ہو اور "
"ہم کپڑوں کا کام کرتے ہی ہیں کیسے پاسبل ہو گا کوئی پراجیکٹ ؟
وہ تعجب سے سوالیہ گویا ہوئی۔۔

یہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہم ایک بہت بڑی آراضی خریدیں گے جہاں میری "
طرف سے کنسٹر یکشن ہوں گی وہاں ہم ڈیزائننگ کلاتھ کی مین برانچ کھولیں
لیں گے تمھارا ٹیکسٹائل سے کلاتھنگ برینڈ کا سفر شروع ہو گا جو دونوں کی پارٹنر
"! شپ سے وجود میں آئے گا اور پھیلتا جائے گا۔۔
علی نے اسے تفصیل سے سمجھایا جس پر اس کا دھیان کچھ دیر پہلے ہوئی فہاد سے
ملاقات کی جانب گیا وہ گہرے سکتے میں ڈوب کر رہ گئی۔۔

علی۔۔!" وہ حیرت زدہ ہوتی محض مقابل کا نام پکار گئی۔۔ "

"کیا ہوا تمھیں یہ آئیڈیا پسند نہیں آیا۔۔؟" علی اسے حیران دیکھ کر تعجب سے سوال کرنے لگا۔۔

"ابھی فہاد نے بھی اسی ڈیل پر بات کی تھی جسے میں نے ریجکٹ کر دیا وہ اس کے بارے میں کیسے جانتا تھا۔۔؟" وہ اُسی حیرت بھرے انداز میں بولی۔۔
"فہاد کون۔۔؟" علی نے سوال کیا۔۔

"دوپہر کو سلمان حقانی کا بیٹا فہاد آیا تھا اپنا بزنس پروپوزل لے کر۔۔!" عالیہ نے بلا آخر اپنے شوہر کو دوپہر کا احوال سنا دیا۔۔

"وٹ۔۔؟اس کی ہمت کیسے ہوئی؟ کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کہا؟ تم ٹھیک ہو ناں اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔۔؟اور تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔؟"
حقانی کا نام سنتے وہ حیرت اور غصے کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ سوالات کی بوچھاڑ کر گیا۔۔

تم اپنے آئیڈیا کو لے کر اتنے ایکسائیٹڈ تھے اس لیے میں نے سوچا بعد میں بتا" دوں۔۔اس نے صرف پارٹنر شپ کی بات کی جو میں نے نہیں مانی اور بس وہ انکار سن کر خاموشی سے چلا گیا کچھ دیر پہلے ہی گیا ہے۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں مکمل احوال بیان کرتے جواب دیا۔۔

ہمم یقیناً اس کے ذہن میں کچھ چل رہا ہو گا خیر احتیاط کرنا یا مجھے انفارم کرنا اور" "گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اوکے۔۔
وہ سنجیدہ لہجے میں تسلی دیتے گویا ہوا اس پر فہاد کی آمد بہت تعجب ہوا اس کے ذہن میں بھی بے شمار سوالات اب گردش کرنے لگے تھے مگر وہ خود کو پر سکون ظاہر کر رہا تھا تا کہ عالیہ مزید پریشان نہ ہوں۔۔

علی مجھے ماضی کا سوچ کر بہت ڈر لگ رہا ہے، کہیں اس نے بدلا لینا چاہا تو۔۔؟" "کہیں وہ پھر سے تمھیں کچھ۔۔؟

کچھ نہیں ہو گا مجھے ،نہ میں اس باران کے خاندان والوں کی کوئی چال کامیاب ہونے دوں گا تم اب ساتھ ہو میرے میں کسی بھی مسئلے سے لڑ سکتا ہوں بالکل بے فکر رہو۔۔!!"

عالیہ نے سہمتے ہوئے خدشات ظاہر کرتے کہا جس پر اس کی بات کاٹتے علی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے قریب کھڑے ہو کر اسے تسلی دینے لگا وہ علی کی تسلی پر خاموشی سے محض سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اگلے دن کی صبح کا اختتام ہونے لگا تھا فہاد اپنے اسسٹنٹ اور ڈرائیور کے ہمراہ آج ایک ری ہیب سینٹر پہنچا جہاں اس کی بہن میشل ایک سال سے زیرِ علاج تھی وہ علی کی شادی اور سلمان حقانی کی موت کے بعد گہرے صدمے سے دوچار تھی اس کی ذہنی حالت ان دو واقعات کے بعد بے حد متاثر ہوئی تھی جسے بہتر بنانے

کیلیۓ اسے یہاں رکھا گیا تھا اس کی حالت میں کچھ خاص بہتری نہیں تھی مگر وہ بظاہر خود کو بہتر اور ٹھیک دکھانے کی کوشش ہمیشہ کرتی تھی تاکہ اِسی بہانے اُسے یہاں سے آزادی مل سکے۔۔

سفید پینٹ کے ساتھ ہلکی گلابی شرٹ پر آستین چڑھاۓ سبز رنگ گہری آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگاۓ وہ سیاہ جوتوں میں مقید پیروں سے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا ریسیپشنٹ سے مل کر اپنی بہن کے کمرے کی جانب اسسٹنٹ کے ہمراہ روانہ ہوا جہاں وہ اکیلی بستر پر ٹیک لگاۓ خاموش بیٹھی تھی۔۔

وہ جو پانچ سال پہلے تھی وقت کے ستم نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا آج وہ بالکل ویسی نہ تھی وہ خوبصورت خوش شکل لڑکی جسے خود پر کبھی ناز تھا ہر دم اپنا خیال رکھنا والی وہ مضبوط اعصاب کی مالک اپنی ہر زمہ داری خود اٹھانے والی آج خود سے بالکل غافل معلوم ہوئی،اس کی ان خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں کے گرد اب سیاہ ہلکے پڑ چکے تھے وہ سفید چہرہ اب زرد رہنے لگا تھا وہ کندھوں تک آتے

سیاہ چمکتے بال بھی اس کے چہرے کی طرح مرجھائے ہوئے تھے اس کے لباس میں بھی تبدیلی تھی وہ پینٹ شرٹ کو ہمیشہ ترجیح دینے والی لڑکی آج بے حد عام سے نارنجی شلوار قمیض میں ملبوس اپنے مرجھائے بالوں کے سبب سر کو دوپٹے سے ڈھکی ہوئی تھی۔۔

میری پیاری بہن۔۔" وہ کمرے کا دروازہ کھولتے لپک کر میشل کے پاس پہنچتے" گویا ہوا جبکہ اسسٹنٹ حمزہ دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔۔

ہاد۔۔ہادی۔۔" وہ چونک کر بستر سے اٹھتی اپنے بھائی کے گلے لگی۔۔"
تمھیں بہت مس کیا میں نے۔۔" وہ مزید بولی اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو" فہاد کی شرٹ کو نم کر گئے تھے۔۔

میں نے تمھیں بہت مس کیا، کیسی ہو تم۔۔؟" وہ اسے خود سے الگ کرتا اس " کے آنسو چہرے سے صاف کرتے گویا ہوا جبکہ اسکی خود کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔۔

"مم۔۔مجھے کیا ہونا ہے۔۔دد۔دیکھو بالکل ٹھیک ہوں ناں میں؟"
میشل نے نادانی سے اپنی جانب اشارہ کرتے کہا اور دوبارہ بستر پر بھائی کے ہمراہ بیٹھی۔۔

ہاں بالکل ٹھیک ہو تم یہ دیکھ کر خوشی ہوئی مجھے۔۔!" فہاد نے اس کی حالت " دیکھ کر صبر کا گھونٹ بھرا تھا مگر اسے میشل کو جھوٹی تسلی بھی دینی تھی وہ جعلی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلاتے بولا۔۔

تو پھر یہ لوگ مجھے جانے کیوں نہیں دیتے۔۔؟ مجھے گھر جانا ہے میں تنگ ہو چکی ہوں۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔" وہ جو ہر وقت نکلنے کی بات کرتی تھی اب بھی لمحہ بھر گزرتے فہاد سے اپنی آزادی کے لیے التجائیں کرنے لگی۔۔

"ہادی۔۔ ہادی پلیز مجھے گھر لے چلو۔۔ آج میں تمھیں اکیلے جانے نہیں دوں گی میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں ہادی پلیز۔۔" وہ فہاد کے بازوؤں کو سختی سے تھامتے جھنجوڑ کر مزید بولی جسے فہاد بے بسی سے خاموش بستر پر اس کے سامنے بیٹھا سن رہا تھا جبکہ میشل بچوں کی طرح آنسو بہائے بولے جا رہی تھی۔۔

"اچھا بس بس خاموش ہو جاؤ۔۔ ابھی۔۔ ابھی۔۔۔ سنو بات سنو میری ابھی فلحال ٹریٹمنٹ چل رہا ہے تمھارا۔۔ جب تم مکمل ٹھیک ہو جاؤ گی تمھیں یہ لوگ خود گھر جانے کی اجازت دیں گے۔۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتا اسے تسلی دیتے گویا ہوا یہ منظر دروازے کے قریب کھڑا حمزہ بھی دیکھ رہا تھا۔۔

"نن۔ نہیں۔۔ نہیں مجھے یہاں رہنا ہی نہیں ہے میں ٹھیک ہوں۔۔ یہاں ایک سال سے میرا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے میں تھک چکی ہوں۔۔" وہ تسلی پر بھی صاف انکار کر گئی۔۔

"میشل میری بات سنو تھوڑا صبر سے کام لو اب میں آگیا ہوں ناں یہیں ہوں اور تم سے یہاں ملنے آتا رہوں گا مجھے کافی کام ہے جب بزنس کے ایشوز سے نکل آؤں تو تمھیں بھی یہاں سے لے جاؤں گا ابھی اپنا بہت خیال رکھو اور خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرو تاکہ جلدی تمھیں یہاں سے لے جایا جا سکے۔۔" وہ اپنے ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامتے اسے پھر مطمئن کرنے لگا۔۔

"ہادی پلیز۔۔!!" میشل نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔۔

"تسلی رکھو میں یہی ہوں ہفتے میں دو تین بار آیا کروں گا تمھارے پاس۔۔" اس نے سرد لہجے میں سنجیدگی لاتے کہا۔۔

"ٹھیک ہے میں اس وقت کا انتظار کروں گی۔۔! فہاد کے لہجے سے سہم کر وہ مایوسی میں گویا ہوئی۔۔

"ابھی مجھے چلنا ہو گا لیگل ٹیم کے ساتھ میری میٹینگ ہے۔۔"

"جلدی واپس آنا۔۔"

اس نے پھر میشل کا چہرہ تھامتے اجازت لیتے کہا جس پر وہ مختصر سا جملہ ادا کر گئی جس کے جواب میں فہاد نے اثبات میں سر ہلایا اور اسسٹنٹ کے ہمراہ کمرے سے روانہ ہوا اور ڈاکٹر کے کلینک کا رخ کر گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"میشل کی حالت میں بہتری کیوں نہیں آرہی۔۔؟" وہ ری ہیپ سینٹر کے کلینک میں موجود ڈاکٹر سے رعب دار آواز میں سوال کر گیا۔۔

"کیونکہ وہ ہمیں کچھ کرنے نہیں دیتی ضد کرتی ہیں چلاتی ہیں چیزیں توڑتی ہیں کسی بات پر عمل نہیں کرتی۔۔" ڈاکٹر نے شکایتی انداز میں جواب دیا۔۔

ہمممم۔۔ میں اُسے سمجھاؤں گا مگر اب مزید کتنا وقت لگے گا مجھے اسے گھر لے کر جانا ہے۔۔" وہ پھر سوالیہ بولا۔۔

"وقت تو اب بھی درکار ہے اس بارے میں ہم کچھ کہہ نہیں سکتے مگر آپ چاہیں تو اسے ابھی بھی لے جا سکتے ہیں۔۔" ڈاکٹر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

"جو بھی کرنا ہے جلدی کرو آخر کس چیز کی کمی ہے۔۔؟" فہاد نے ڈاکٹر کی لے جانے والی بات کو نظر انداز کرتے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔۔

"اُنہیں آپ سمجھا دیں تاکہ ہمارے ساتھ تعاون کرے وہ۔۔" ڈاکٹر نے پھر سرد لہجے میں کہا جس پر محض اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فہاد کرسی سے اٹھا اور ڈاکٹر کے کمرے سے روانہ ہوا۔۔

جب یہ سب دیکھتا ہوں تو مزید خون کھولتا ہے میرا۔۔"وہ ری ہیپ سینٹر سے" نکل کر گاڑی کی جانب بڑھتا حمزہ سے گویا ہوا۔۔

خود کو پر سکون رکھیں سر کار۔۔"حمزہ نے جواب دیا۔۔"

جیری تم نہیں جانتے کتنا غصہ ہے مجھے اس علی پہ۔۔"وہ جبڑا بھینچ کر سختی سے" بولا۔۔

"جانتا ہوں۔۔"

تم اب دیر نہیں لگاؤ گے میری بات غور سے سنو۔۔اس کی ماں پہ اب نظر رکھنا" شروع کرو اسے اب ختم کرنا ہے بہت خوشیاں دیکھ لی اس نے اب اور نہیں۔۔" وہ آنکھوں پر چشمہ چڑھا کر حمزہ کو حکم دیتے گویا ہوا۔۔

آپ بے فکر رہیں سب ہو جائے گا۔۔"حمزہ نے تسلی دی اور گاڑی کے پچھلے" سیٹ کا دروازہ کھولا۔۔

جلدی ہو جانا چاہیے۔۔" فہاد جملہ ادا کرتے گاڑی میں سوار ہوا اور وہ لوگ وہاں سے روانہ ہونے لگے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دو پہر کا وقت ہوا تھا وہ اپنے پرائیوٹ جیٹ میں اسی لمحے اپنی منزل پر پہنچا تھا جیٹ کی سیڑھیوں سے اترتا وہ اب اپنی گاڑی میں سوار ہونے کو تیار تھا جس کی خود کی گاڑی کے ارد گرد سیکورٹی گارڈز کی چار گاڑیوں سمیت کچھ اہم افراد اس کے استقبال کو کھڑے تھے۔۔

مختصر سی گفتگو اور استقبال کے بعد وہ اپنے گہرے نیلے بلیزر کوٹ کو کلائی پر ڈالے وہ فوراً اپنی سیاہ گاڑی تک پہنچا اور اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا۔۔

"اپنے بیٹے سے ملنا چاہوں گا میں۔۔!!" نہایت بھاری رعب دار آواز میں اس نے اپنے پاس بیٹھے شخص کو مخاطب کیا۔۔

ڈرائیور۔۔!"اس شخص نے اگلی سیٹ پر براجمان ڈرائیور کو مخاطب کیا جس" کے لیے یہ اشارہ کافی تھا وہ اثبات میں سر ہلاتے گاڑی روانہ کر گیا۔۔

دوپہر لنچ بریک کے بعد آج پھر آفس میں کام شروع ہو چکا تھا جہاں علی اپنے آفس کیبن میں موجود سارے پراجیکٹس کی تفصیلات کا معائنہ کر رہا تھا ایسے میں دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی جانب متوجہ ہو کر جواب دیتا اس سے پہلے وہ بھاری جسامت کا حامل شخص چہرے پر مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوا جو اپنا نیلا کوٹ اب پہنے ہوئے تھا۔۔

باباوٹ آپلیزینٹ سرپرائز۔۔"علی نے پرجوشی سے دیکھ کر فوراً اپنا سارا کام" چھوڑتے انہیں مخاطب کیا اور کرسی سے اٹھ کر والد فیصل شاہ کے گلے لگا۔۔

کیسا ہے میرا شیر۔۔"والد نے پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔۔"

"بالکل ٹھیک ہوں آپ کو دیکھ کر بہت بہت خوشی ہوئی آپ بتادیتے میں لینے آ جاتا۔۔" وہ والد سے الگ ہوتے پر مسرت لہجے میں بولا۔۔

"تو سرپرائز کا مزہ کہاں رہتا پھر۔۔؟"فیصل شاہ نے آئی برو اچکاتے اپنے فرزند سے کہا۔۔

"جی یہ بھی ہے آئیں ناں بابا اور مجھے بتائیں سب کچھ کیسا رہا آپ کا سفر کام وغیرہ ۔۔" وہ صوفے کی جانب اشارہ کرتے والد سے سوال کر گیا۔۔

" سب کچھ بالکل ٹھیک تھا مگر تمھیں یوں خوش دیکھ کر بے حد سکون ملا مجھے ۔۔"فیصل شاہ نے جواب دیا اتنے میں آفس کے دروازے پر پھر دستک ہوئی۔۔

"اسلام وعلیکم سر۔۔!"اسسٹنٹ ماریہ نے کمرے میں داخل ہوتے فیصل شاہ کو دیکھ کر موادبانہ انداز میں مخاطب کیا۔۔

"واعلیکم السلام بچے۔۔!"انہوں نے ماریہ کو جواباً مخاطب کیا۔۔"

"سر میٹینگ کی ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔۔"ماریہ نے اپنے آنے کا مقصد ظاہر کرتے علی سے گویا ہوئی۔۔

"سب کینسل کر دو۔۔!"علی نے پرجوشی سے کہا جس پر ماریہ اور فیصل شاہ کو بھی تعجب ہوا۔۔

"آرے یہ کیا بات ہوئی کام پہ نو سمجھوتہ۔۔"فیصل شاہ نے علی کو مخاطب کرتے کہا۔۔

"سر آپ کے پندرہ منٹ میں آرہے ہیں۔۔"

"اوکے سر۔۔"

فیصل شاہ نے آگلے جملے میں ماریہ کو مخاطب کر کے روانہ کیا۔۔

"بابا آج آپ آئے ہیں آپ سے اہم کچھ بھی نہیں۔۔"

"میں تمھیں دیکھنے آیا تھا اب گھر جا رہا ہوں اپنی زوجہ سے بھی تو ملنا ہے۔۔"

ہاہاہا چلیں ٹھیک ہے۔۔" والد کی بات پر اس نہ ایک قہقہ لگایا تھا والد کی آمد پر "

اسے کچھ تسلی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی اسے لگا کہ کسی بھی مسائل سے نمٹنے کے

لیے اسے ایک سہارا مل چکا ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام مکمل ڈھلی تھی اور تمام شاہ خاندان آج کھانے کی میز پر خوش گوار ماحول

بنائے بیٹھا تھا آج سارہ نرمین اور فیصل شاہ کی موجودگی سے خاندان مکمل معلوم

ہو رہا تھا۔۔

آج یوں سب کو ساتھ کھانے پر دیکھ کر مجھے کافی خوشی ہو رہی ہے کہ ہم ہر حال"

"میں ساتھ ہیں۔۔

"اور ہمیشہ رہیں گے۔۔۔"

"ان شاءاللہ۔۔"

ثمینہ بیگم نے رشک کرتے سب کو مخاطب کیا جس پر علی نے جواب دیا اور باقی افراد نے بھی یک زبان ہو کر کہا۔۔

"بابا میں نے آپ کے کہنے پر فہاد سے ملنے کا فیصلہ کیا مگر کیا یہ ٹھیک رہے گا۔۔؟" علی نے پانی کے گلاس کا گھونٹ بھرتے اپنے والد کو مخاطب کیا۔۔

"تم اچھے خاصے سمجھدار انسان ہو اس کے ساتھ ایک ہی ملاقات میں جان جاؤ گے کہ وہ کس طرح کا شخص ہے اس کا موقف اور مقصد جاننے کا موقع ملے گا تمھیں۔۔" فیصل شاہ نے جواباً بھاری آواز میں کہا جس کی بات پر باقی افراد متوجہ ہوئے۔۔

"اس بات کا اندازہ بھی ہو جائے گا کہ وہ کاروباری لحاظ سے کس طرح کی ذہنیت رکھتا ہے۔۔" فیصل شاہ نے مزید کہا جس پر علی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ارے بھئی کھانے پر بھی کاروباری باتیں۔۔؟" شبانہ بیگم نے فیصل شاہ سے شکوہ ظاہر کرتے کہا۔۔

"ٹھیک ہے بیگم ہم کچھ گھر کی باتیں کر لیتے ہیں۔۔"
"علی تم ابھی آئے ہو ترکی سے۔۔" فیصل شاہ نے اپنے ایک جملے میں اپنی زوجہ اور اگلے جملے میں فرزند کو مخاطب کیا۔۔
"جی کچھ ہی دن ہوئے ہیں۔۔" علی نے جواب دیا جسے ساتھ بیٹھی عالیہ بھی سن رہی تھی۔۔

"یعنی تم نے ٹھان رکھی ہے کہ کام کے علاؤہ کچھ نہیں کرنا ترکی میں بھی کام یہاں آتے ساتھ بھی کام شروع کر دیا۔۔" والد نے برہمی ظاہر کرتے کہا جس پر سننے والوں کو تعجب ہوا۔۔

"ظاہر سی بات ہے بابا اور ہم کیا کریں گے۔۔؟"

"میرا خیال تھا کہ تم یہاں آ کر اپنی بیوی کے ساتھ چھٹیاں گزارنے کے لیے کہیں گھومنے پھرنے نکل گئے ہو گے جو کہ تمھیں کرنا چاہیے تھا۔۔" فیصل شاہ کی اس بات کو سنتے علی نے مسکراہٹ دبائی تھی جبکہ عالیہ بھی ضرورت سے زیادہ آنکھیں کھولے اس جملے پر حیرت زدہ تھی۔۔

"بابا کام کافی زیادہ تھا اوپر سے عالیہ بھی اپنے کام میں مصروف ہے۔۔" علی نے والد کو جواباً مودبانہ انداز میں مخاطب کیا۔۔

"میرا اب بھی مشورہ ہے کہ تمھیں جانا چاہیے کام تو ہوتے رہیں گے۔۔۔!!" فیصل شاہ نے پھر اصرار کیا تھا۔۔

"چلیں سوچتا ہوں اس بارے میں۔۔" وہ عالیہ کی جانب دیکھ کر مسکراتے گویا ہوا جو اسی کو تکتے ہوئے اب نظریں چرا رہی تھی۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

رات کے کھانے کے بعد وہ لوگ اپنے کمرے میں موجود تھے جہاں سفید شلوار قمیض رات کا آرام دہ سوٹ پہنے اپنے بالوں کا جوڑا باندھے عالیہ بستر پر بیٹھی لیپ ٹاپ آن کیے ہوئے تھی جبکہ علی سیاہ ٹراؤزر لائٹ بلو ٹی شرٹ میں صوفے پر لیٹا کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

"میں نے سوچا ہے کہ کل سے ہم اپنے اس پراجیکٹ پر کام شروع کریں جو ہم دونوں نے مل کر کرنا ہے۔۔!!" لیپ ٹاپ نگاہیں مرکوز کیے وہ بے دھیانی سے گویا ہوئی۔۔

"بالکل کل دوپہر اپنی ٹیم کو لے کر میں آؤں گا تمھارے آفس وہیں میٹینگ میں سب طے کر لیں گے۔۔" علی کتاب بند کر کے اٹھ بیٹھا اور عالیہ کی جانب متوجہ ہو کر بولا۔۔

"گڈ۔۔ ویسے اس طرح تمھارے ساتھ کافی عرصہ بعد کام کروں گی۔۔" اس نے ایک لمحے کے لیے لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کر اپنے براؤن چمکتے بالوں سے نکلتی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔
علی اس کی مسکراہٹ اور کیے گئے عمل کو محو سا دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور بستر کی جانب بڑھتے اس کے قریب آ بیٹھا۔۔

"اور مجھے امید ہے کہ تمھیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے بالکل بوریت نہیں ہو گی۔۔" اپنا بھاری ہاتھ بڑھاتے اس نے وہ ملائم لٹ اب دوبارہ اپنے ہاتھ سے کان کے پیچھے کی کرتے ذو معنی الفاظ میں گویا ہوا۔۔

یہ بات تم وہیں اپنی جگہ پر بیٹھ کر بھی کر سکتے تھے۔۔"وہ لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کراب علی کی جانب متوجہ ہوتے گویا ہوئی۔۔

"کب تک ہم کام کی باتیں کرتے رہیں گے تمھارے تھوڑے سے دھیان کا مستحق میں بھی تو ہوں ناں مجھ پر بھی ذرا دھیان دو۔۔" علی نے لیپ ٹاپ بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر کہا اور مزید عالیہ کے قریب ہوا۔۔

"بالکل مستحق ہو۔۔میں نے کب کہا کہ نہیں ہو۔۔"وہ مدھم سا مسکراہٹ دبائے گویا ہوئی۔۔

"تو پھر کیا خیال ہے؟ بابا کے سیکنڈ ہنی مون والے مشورے پر عمل کرنا چاہیے ہمیں۔۔؟"اس نے عالیہ کی ملائم گردن پر ہتھیلی رکھتے مخمور لہجے میں کہا۔۔

انہوں نے گھومنے پھرنے کا کہا تھا۔۔!!"ماتھے پر بل ڈالتے وہ مدھم مسکرا کر" جواباً بولی۔۔

ایک ہی بات ہے بس یہاں سے نکلنا اہم ہے ہر مسلے ہر کام سے آزادی مل" "جائے گی جہاں ہمیں کوئی ٹینشن نہیں ہو گی۔۔
اپنا جملہ کہتے وہ اسکا چہرہ اپنے قریب کرنے لگا۔۔

یو نو وٹ آئیڈیا اچھا ہے مگر میرے پاس ٹائم نہیں ہے بہت زیادہ کام ہے مجھے" بھی اور تمھیں بھی سو اس لئے کم از کم چھ مہینوں تک تو کام سے چھٹیوں کا سوچنا "بھی مت۔۔

عالیہ نے اپنی بات کہتے اسکا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر لیپ ٹاپ اسٹڈی ٹیبل کی جانب لے جانے لگی۔۔

"یعنی میں تمھارے لیے اہم نہیں ہوں کام اہم ہے۔۔"

علی بھی کھڑا ہو کر چہرے پر سنجیدہ تاثرات لاتے برہمی سے گویا ہوا۔۔

ایسا کیسے کہہ سکتے ہو تم۔۔ چلیں گے میں نے منع تو نہیں کیا۔۔"وہ لیپ ٹاپ" رکھ کر علی کے مقابل کھڑی ہوتی اسے راضی کرنے کی کوشش میں بولی جس کے نرم لہجے پر وہ زیادہ دیر سنجیدہ نہ رہ سکا۔۔

"اہہ"
وہ مسکرا کر یک دم اسکی کلائی تھامتے اپنے قریب کر گیا جس کی اچانک اس حرکت پر وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کی چوڑی چھاتی سے جا لگی اس دوران عالیہ کے منہ سے نہایت مدھم دبی سی چیخ برآمد ہوئی۔۔

کوئی بات نہیں سوئیٹ ہارٹ میں یہاں بھی اپنی شدتیں تم پر نچھاور کر سکتا" ہوں۔۔"علی اس کے بالوں کا جوڑا کھول کر اس کے گال پر بوسہ دیتے ذو معنی الفاظ میں گویا ہوا جبکہ لبوں پر ہلکی سی تبسّم بھی ظاہر تھی۔۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گے او کے۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالتے اُسے آنکھیں دکھاتی" بولی مگر بھالا اسے کیا خبر کہ اس کا منع کرنے کا انداز بھی علی کو اپنی جنونیت ظاہر کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔۔

"کون روکے گا مجھے۔۔"

وہ آئی برو اچکاتے سوالیہ بولا اور عالیہ کو اپنی گود میں اٹھا کر بستر کی جانب بڑھا۔۔

وہ اسے بستر پر لیٹا کر اپنا بھاری وجود لیے کسی دیو کی مانند اس پر چھایا۔۔

"اہہ۔۔ تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے ہو پلیز سونے دو مجھے۔۔"

اس نے عالیہ کے کان کی لو پر اپنے لب رکھے جس کے عمل پر وہ سہمتی سسکتی لڑکھڑاتی آواز میں التجاء کرتی بولی۔۔

"مجھ پر آج تمھاری کوئی بات اثر نہیں کرنے والی کیونکہ آج میرا خود پر کوئی اختیار نہیں۔۔"

وہ اسکی میچیں آنکھوں پر لب رکھتے خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی کرتا گویا ہوا اسے اندازہ تھا کہ اس لڑکی کی جان اب حلق میں اٹکی پڑی ہے کیونکہ عالیہ کی دھڑکنیں اپنی رفتار سے تیز دھڑکنے لگی تھیں وہ آنکھیں میچے گہری سانس لیتے خود پر ضبط رکھے ہوئے تھی جبکہ علی اس کے وجود کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے اپنا سر اس کی گردن میں دے گیا، آج اس کی رات بے حد حسین ہونے والی تھی آج طویل عرصے بعد اسے کچھ راحت میسر آنے والی تھی۔۔

۔

۔

صبح ہوئی تھی عالیہ آف وائٹ ڈیزائنر آفس سوٹ پہنے ہلکے میک اپ کے ساتھ کھلے بالوں میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اب ہاتھ پر گھڑی باندھنے میں مصروف تھی وہ اپنے کام پر جانے کے لیے بالکل تیار ہو چکی تھی۔۔

کچھ ہی لمحوں میں ڈریسنگ روم سے نکلتا علی اپنے نم بالوں کو سکھانے کے بعد سفید شرٹ کے بٹن بند کرتا اس کی نظریں آئینے کے سامنے کھڑی اپنی خوبصورت زوجہ پر پڑی جسے دیکھ کر وہ مسکراتے اس کے قریب پہنچ کر پشت سے کمر کو تھامتے اپنی گرفت میں لے گیا۔۔

"کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے۔۔" وہ یک دم چونکتے ہوئے بولی اور برہمی سے آئینے میں علی کا عکس دیکھنے لگی۔۔

"تم سے میری سانسوں کی روانی کا تعلق جڑا ہے۔۔
تمھیں کبھی بھی چھوڑنا ممکن نہیں

مجھے بے انتہا محبت ہے تم سے

جس کی کوئی حد نہیں

جس کا کوئی اختتام نہیں

"جس پر میرا کوئی اختیار نہیں۔۔

وہ مخمور لہجے میں اس کے کندھے پر لب رکھنے کے بعد گویا ہوا۔۔

"تو محبت کیا کہتی ہے کہ اپنی محبوب کو ستا کر رکھو۔۔؟ میں نے تو کبھی ایسا نہیں کیا۔۔" وہ تعجب سے آئینے میں دیکھ کر بولی۔۔

"کیونکہ تمھیں محبت جتانا نہیں آتا۔۔!!" وہ آنکھیں موندے کان کے قریب سرگوشی کرتا گویا ہوا۔۔

"نہیں کیونکہ مجھے تم ترس آتا ہے۔۔" عالیہ نے اسے جواب دیا اور پلٹی۔۔

مگر شامت تو تمہاری ہو گی۔۔" وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اس کی مغرور ناک سے ناک رگڑتے ذو معنی الفاظ میں گویا ہوا۔۔

"چھوڑو اب مجھے کام کی دیری ہو رہی ہے، رات بھی ایسی گزار دی، اب صبح صبح بھی وہی کر رہے ہو۔۔ باز آجاؤ۔۔!!" وہ اس کی چوڑی چھاتی پر ہتھیلی سے زور دیتی خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش میں گویا ہوئی۔۔

"آگر نہ آیا تو۔۔" علی اس کی ٹھوڑی انگلیوں سے تھام کر اوپر کرتا سرگوشی نما بولا اتنے میں کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی جسے سن کر مجبوراً علی کو اس سے فاصلہ کرنا پڑا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"

دستک کے بعد ملازمہ عشرت کمرے میں داخل ہوئی جسے دیکھ عالیہ نے سوال کیا۔۔

امرحہ ناشتہ نہیں کررہی ہے۔۔!!" عشرت نے فکریہ لہجے میں جواباً کہا۔۔"

آرے مگر کیوں۔۔؟"اس بار علی نے سوال کرتے پوچھا۔۔"

پتا نہیں بڑی باجی نے آپ کو بلایا ہے۔۔" عشرت اپنے جواب میں عالیہ کو"

مخاطب کرتے بولی۔۔

ہاں ٹھیک ہے میں آرہی ہوں۔۔" عالیہ نے اثبات میں سر ہلاتے عشرت کو"

رخصت کیا۔۔

"کیا ہوا امرحہ کو۔۔؟"

پتا نہیں میں دیکھتی ہوں۔۔" علی کے فکریہ لہجے میں سوال پر عالیہ نے جواب"

دیا اور کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

مکمل صبح ہوئی تھی اور شاہ آفس میں کام کی شروعات ہو چکی تھی ایسے میں دانیال فہاد کا نمبر نکلوا کر علی کو دیتا مختصر سی گفتگو کے بعد علی کے کمرے سے روانہ ہوا۔۔

علی آج سفید شرٹ پر گرے پینٹ اور بلیزر کوٹ پہنے اپنے آفس کی راکنگ چیئر پر بیٹھا موبائل کان سے لگائے ہوئے تھا۔۔

ہیلو۔۔؟؟" مقابل نے کال ریسیو کرتے تعجب سے جواب دیا۔۔"

تو پاکستان آچکے ہو تم۔۔؟" علی نے رعب دار آواز میں نہایت سنجیدگی سے" کہا۔۔

جی بالکل مگر میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔"دوسری جانب سے کال پر موجود" فہاد نے نہایت معصومانہ انداز میں کہا جو اس وقت اپنی گاڑی میں سوار آفس کے لیے روانہ ہو رہا تھا۔۔

جس کی ٹیکسٹائل سے تم کلابریٹ کرنا چاہتے تھے وہ بیوی ہے میری۔۔!!"""
علی نے لہجہ سخت کرتے کہا تو فہاد نے بھی ذہن پر زور ڈالتے کڑیوں سے کڑیاں ملائی۔۔

علی۔۔؟"وہ الجھن کا شکار آنکھیں سکھیڑ کر محض ایک نام پکارتا خاموش ہوا۔۔"
درست!۔۔"علی نے اسی ٹون میں جواب دیا۔۔"

او علی سر۔۔اٹس امیزنگ۔۔میں نے سوچا نہیں تھا آپ یوں رابطہ کریں گے۔۔!"مقابل کی شناخت ہو جانے پر فہاد نے اپنا لہجہ یک دم بدلتے مزید نرم کیا۔۔

تم سے ملنا چاہوں گا میں۔۔!!" علی نے مختصراً کہا۔۔"

ضرور میری بھی یہی خواہش ہے پلیز ایک بار مل لیجیے مجھ سے۔۔" فہاد نے" غصے سے مٹھی بھینچتے لہجے میں منافقانہ نرمی لائے گزارش کرتے کہا۔۔

ٹھیک ہے میری اسسٹنٹ تمھیں آج ہی ملاقات کی ساری تفصیل دے دیں" گی۔۔" علی نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا اسے فہاد کے اندازِ گفتگو پر تعجب بھی ہوا۔۔

" بالکل ٹھیک ہے انتظار رہے گا۔۔"

"آخر یہ کیوں ملنا چاہتا ہے۔۔؟"

فہاد نے جواباً کہا اور فوراً کال کٹ ہو گئی جس پر وہ کان سے موبائل ہٹا کر حیرت بھرے انداز میں خود سے گویا ہوا مگر واقعی کسی بھی چیز کو فلحال سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سہ پہر ہوئی تھی اور شازمان ٹیکسٹائل کے میٹینگ روم میں بائیس افراد اکٹھا مشاورت کرنے بیٹھے تھے بینش پراجیکٹر کے ذریعے سے ساری تفصیل سمجھانے کے بعد اب اپنی جگہ پر آ بیٹھی جس کی بریفنگ کے بعد اب عالیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔

"جیسا کہ پروجیکٹر پر دی گئی تفصیلات سے آپ سب بخوبی جان چکے ہونگے ہمارا اس میٹنگ روم میں اکھٹا ہونے کا مقصد۔۔!!" عالیہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نہایت سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی جسے سامنے بیٹھا علی بھی محویت سے تکنے لگا۔۔

"ہم شاہ انڈسٹریز کے ساتھ مل کر ایک کلاتھنگ برانڈ لانچ کرنے کے پروجیکٹ پر آج ایک ڈیل سائن کرنے جارہے ہیں۔۔" وہ تمام ممبران کو مخاطب کرتے مزید بولی جس پر کچھ افراد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"جس کی افتتاحی بریفنگ اب بینش زیدی صاحبہ کچھ مزید تفصیل پیش کریں گی جس سے یہ کام سمجھنے میں آپ لوگوں کے لیے آسانی ہو گی۔۔" وہ اپنا جملہ مکمل کر کے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔۔

"بالکل آپ سب کو اس بارے میں جان کر بے حد خوشی ہو گی کہ دونوں بزنس کی کلابریشن سے دونوں پارٹنرز اور ممبرز کو بہت فائدہ ہونے والا ہے اور یہ کئیں لحاظ سے ایک تاریخی پراجیکٹ ہو گا۔۔"

شاہ انڈسٹریز کی جانب سے اس پراجیکٹ کا بجٹ ستر فیصد تک ڈسائیڈ کیا گیا ہے" "کانٹریکٹ کے مطابق مستقبل میں اس رقم کے اندر ردوبدل ممکن ہو گی۔۔ بینش نے خوشگوار لہجے میں تفصیل دیتے کہا اسے خوشی اس بات کی بھی تھی کہ اس کے آئیڈیے کو سراہا گیا تھا۔۔

میں چاہوں گا کہ عالیہ اپنے ٹیم ممبران کا اور ان کے کام کے حوالے سے ان کا" تعارف کروایں۔۔!!" علی نے بینش کی بات ٹوکتے بیگم کو مخاطب کیا جس مقصد کے تحت وہ صرف عالیہ کو بولتے ہوئے سننا چاہتا تھا اس بات کے میٹنگ روم میں گونجتے ہی کئیں ممبران نے زیر لب مسکراہٹ دبائی۔۔

جی ویسے تو بہت سارے کام کرنے والے شامل ہوں گے مگر اہم کی بات کی" جائے تو بجٹ اور کنسٹریکشن کی نگرانی کا زمہ بینش زیدی صاحبہ اور ان کی ٹیم سنبھالیں گی اور آئی ٹی ایکسپرٹ طلال صاحب کے ساتھ ان کے جونئیر ممبر

ارسلان یہ پوسٹرز ایڈیٹنگ اور گرافِکس کا کام کریں گے۔۔ جبکہ یہ لوگ شاہ انڈسٹریز کی طرف سے ہیں۔۔"

علی کے اصرار پر وہ پھر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور لیپ ٹاپ پر نگاہیں مرکوز کیے تفصیل دیتے گویا ہوئی جسے دوبارہ علی نے محویت سے دیکھا شروع کیا۔۔

"شازمان ٹیکسٹائل کی طرف سے برانڈ کی پروموشن اور ماڈلنگ کے کام کی زمہ داری فریحہ مبین اور تانیہ کی ہو گی، کپڑے کی فراہمی اور چیکنگ کا کام عارض اور امجد کے ساتھ اس کی ٹیم کی کے زمہ ہو گا۔۔" وہ مختصر سی تفصیلات دیتی اب نگاہیں لیپ ٹاپ سے اٹھا کر علی کی جانب کرتی بولی۔۔۔

"زبردست تو کام کی شروعات کرتے ہیں۔۔ماریہ سائن۔۔"

وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے گویا ہوا اور ماریہ سے کانٹریکٹ ڈاکیومنٹ کے حوالے سے سوال کر گیا جس پر ماریہ اپنی جگہ سے اٹھ کر فائل علی کے سامنے رکھتے کھول گئی۔۔

جی سر یہاں سائن کرنے ہیں۔۔!!"ماریہ نے دستخط کی جگہ پر انگلی رکھ کر علی" کو مخاطب کیا اتنے میں عالیہ کا فون وائبریٹ کرنے لگا۔۔

میم۔۔!!"ماریہ نے عالیہ سے کانٹریکٹ کے دستخط لینے کے لیے سوال کیا" جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہڑبڑی میں دستخط کر گئی اور موبائل پر آتی نرمین کی کال ریسیو کر کے میٹینگ روم سے باہر روانہ ہوئی۔۔

سب کو بہت مبارک ہو اس کام کی شروعات ہم کل سے کریں گے۔۔""" عارض نے تمام ساتھیوں کو مخاطب کرتے پر جوشی سے کہا۔۔
خیر مبارک، میرا خیال ہے کہ آج سائٹ پر بھی تعمیرات کا سامان پہنچادیا"
"جائے۔۔
سب ہو جائے گا۔۔!!"علی نے بینش اور عارض کو مخاطب کیا جس پر بینش" نے اثبات میں سر ہلاتے علی کو مطمئن کیا اور میٹنگ کے اختتام پر ممبران میٹنگ

روم سے باہر روانہ ہوئے۔۔یہ پراجیکٹ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل تھا کہ یہ علی کے لیے ایک تنکے کا سہارا بننے والا تھا۔۔

عالیہ تمام افراد کے نکلتے اب خود دوبارہ میٹنگ روم میں داخل ہوئی۔۔
علی مجھے گھر جانا ہو گا زمین بتا رہی ہے کہ امی کی طبیعت بہت خراب ہے۔۔"وہ" اپنی فائل اور ضروری سامان اُٹھائے علی سے مخاطب ہوئی جہاں عارض بھی موجود یہ گفتگو سن رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں زمان "
ہاؤس۔۔"اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا علی گویا ہوا۔۔
نہیں تم فلحال اپنا کام کرو آگر ضرورت پڑی تو میں تمھیں کال کرلوں گی۔۔""
وہ مختصر سا جملہ کہتی گویا جلد بازی میں روانہ ہوئی جسے پریشان سا دیکھ کر علی بھی گہری فکر میں مبتلا ہوا۔۔

"آج پہلی اور اہم ملاقات ہے اس سے اس کے اعتبار کو بڑھانے میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔!!"
شام ڈھلنے کو تھی وہ ہر اپنے آفس کے کمرے کی چیز ٹھیک کرتا اب واپس اپنی کرسی پر براجمان ہوتے حمزہ سے گویا ہوا جو اس کے کرسی کے قریب کھڑا تھا۔۔
"میں سمجھ چکا ہوں آپ کی بات۔۔!!" حمزہ نے پیچھے ہاتھ باندھے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔۔

"بالکل میں بھی یہی چاہتا ہوں اور تم سے میں نے کہا تھا کہ اس کی ماں۔۔!!"
"اس کی فکر مت کریں میں نے لوگ لگا دیے ہیں اس کام پہ جو چوبیس گھنٹے اب شاہ خاندان پہ نظریں جمائے ہوں گے جیسے ہی موقع ملے گا وہ لوگ موقع سے فائدہ اٹھالیں گے۔۔!!"

حمزہ فہاد کی بات کاٹتے ہوئے جواباً بولا اس کا لہجہ وہی موادبانہ تھا لیکن ان کے ارادے نہایت خطرناک تھے۔۔

ہمیشہ کی طرح تم نے اس بار بھی مایوس نہیں کیا۔۔" حمزہ کے اطمینان دلانے پر" فہاد خوشی سے سرشار ہوتا نگاہیں حمزہ کی جانب کرتا مسکرا کر گویا ہوا۔۔

آگے بھی نہیں کروں گا۔۔" حمزہ نے جواباً مسکراتے جواب دیا اتنے میں آفس" روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

سر مسٹر شاہ آچکے ہیں۔۔" ریسیپشنٹ سے بھیجے گئے ورکرز پیغام دیتے" کہا۔۔۔
بھیجوا نہیں فوراً۔۔" فہاد اپنا کوٹ ٹھیک کرتا ٹھیک سے بیٹھتے گویا ہوا کچھ ہی" لمحوں میں علی اپنے دوسرے اسسٹنٹ لقمان اور وفادار گارڈ کے ہمراہ اب فہاد کے کیبن میں داخل ہوا۔۔

"اسلام و علیکم سر کیسے ہیں آپ۔۔" فہاد اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے قریب کھڑا اس کا استقبال کرتے مووادبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔

"وعلیکم اسلام ہمیشہ کی طرح بہترین ہوں۔۔" علی نے رعب دار آواز میں کہتے بلیزر کوٹ کا بٹن کھول کر آفس کرسی کے سامنے کرسی پہ اسسٹنٹ کے ہمراہ براجمان ہوا۔۔

"بہت خوب سن کر خوشی ہوئی۔۔ آپ سے ملاقات کی بہت خواہش تھی مجھے سر۔۔" فہاد بھی آفس کی کرسی پر بیٹھ کر گویا ہوا اس کا لہجہ منافقانہ تھا یہ صرف حمزہ جانتا تھا۔۔

"تو خواہش پوری کر دی میں نے تمھاری۔۔!"

جی بالکل۔۔" علی نے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بھاری آواز میں کہا جس پر فہاد نے"
اثبات میں سر ہلاتے جواب دیا۔۔

میں تمہیں یہاں اپنے آنے کا مقصد بتاتا ہوں اور مدعے پر آتا ہوں۔۔!!" علی"
نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔۔

"جی سر۔۔"

جیسا کہ تم جانتے ہوں شاہ اور حقانی انڈسٹریز کے بیچ کچھ قانونی مسئلے چل رہے"
ہیں جن سے تم بخوبی واقف ہو گے۔۔!!" علی اس کی آنکھوں میں اب آنکھیں
گاڑھے پر بھاری آواز اور اعتماد لہجے میں بولا۔۔

بدقسمتی سے ایسا ہی ہے مگر سر میں چاہتا ہوں کہ یہ کیس نزاب ختم ہوں اس"
سے میرے کاروبار کی ساخت بہت متاثر ہو رہی ہے آپکا احسان ہو گا آگر آپ
اس معاملے میں میرے ساتھ تعاون کریں۔۔" فہاد نے مودبانہ انداز میں پھر

گزارش کرتے کہا تھا وہ علی کو اس لمحے اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔

"جانتا ہوں کہ تمھارے بزنس میں یہ ایک بہت بڑی روکاوٹ ہے اور یہ کیسز کے ختم ہو جانے سے تمھارے بزنس کو بوسٹ ملے گا۔۔" علی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

"بالکل ایسا ہی ہے۔۔"

"تمھاری نیت اور اخلاص دیکھ کر میں نے ابھی اور اسی وقت یہی فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمام قانونی مسئلے جو تمھارے بزنس پر اثر انداز ہو رہے ہیں اُنہیں ٹھیک کرنے میں ہم تمھارا ساتھ دیں گے۔۔"

علی نے مزید کہا وہ اپنی بات میں کہیں نہ کہیں فہاد کے پہلے مقصد کو کامیاب کر رہا تھا علی کے جواب پر وہ دل ہی دل میں خوشی سے سرشار ہونے لگا جبکہ علی لہجوں اور رویوں کو بھانپنے والا شخص آج فہاد کے لب و لہجے اور منافقانہ انداز سے مات کھاتے اسے پہچان نہ سکا جس سے ظاہر تھا کہ فہاد کس قدر خطرناک اور شاطر شخص تھا۔۔

"مگر میری ایک شرط ہے۔۔!!" علی فوراً فہاد کی دل میں پوشیدہ خوشی پر پانی پھرتا مزید بولا۔۔

"کیسی شرط۔۔؟" فہاد نے تعجب سے پوچھا۔۔

"تم ایک لیگل ڈاکومنٹ سائن کرو گے یہ ایک مستقل کانٹریکٹ ہوگا جس کے مطابق تم وعدہ کرو گے کہ شاہ انڈسٹریز اور شاہ خاندان سے ہمیشہ کے لیے دور

رہو گے انہیں تمہاری طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا آگر تم نے کہیں نہ کہیں یہ کانٹریکٹ توڑا تو اس کی سزا بھی بہت سخت ہو گی۔۔ "!!

یہ بات سچ تھی کہ علی فہاد کی منافقت سے ناواقف تھا مگر وہ اس خاندان کے کسی فرد پر اندھا اعتماد بھی نہیں رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے حقانی خاندان کو اپنے عزیز رشتوں سے دور رکھنے کا ایک قانونی حل سوچا۔۔

"جی جی بالکل بے فکر ہو جائیں میرا فوکس ویسے بھی اپنے کام پر ہی ہے، میری تو بہ یے مجھے دشمنیوں سے اور بدنامیوں سے ڈر لگتا ہے۔۔" فہاد نے نہایت شریفانہ انداز میں اپنی بات کہتے ہوئے علی کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔۔

"ویری گڈ تو میں کل ہی تمہارے کام کی شروعات کرتا ہوں۔۔ "!!

"بے حد۔۔۔ بے حد شکریہ آپ کا سر۔۔" فہاد نے علی کا ہاتھ جو اس نے ٹیبل پر رکھا تھا اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامتے خوشامدی لہجے میں کہا۔۔

-

-

کل عالیہ کے آفس سے نکلنے کے بعد رات اس کی والدہ کے ساتھ زمان ہاؤس میں گزری تھی اور اب اگلے دن کا آغاز ہو چکا تھا شاہ انڈسٹریز کے مین آفس میں اپنے کیبینب کے راکنگ چیئر پر بیٹھا علی فیصلہ شاہ اپنی چوڑی جسامت پر آف وائٹ شرٹ اور اس پر براؤن بلیزر کوٹ اور پینٹ پہنے ہوئے تھا کپڑوں سے ہم رنگ اس کے چمکتے گھنے بال اور اسی رنگ کی وہ خوبصورتی سے تراشی گئی ہلکی داڑھی میں وہ آج بھی نہایت حسین مرد لگ رہا تھا جس نے اپنی اتنی بے انتہا دولت حسن اور خوشیوں پر کبھی غرور نہیں کیا وہ ہر ایک کے لیے خود کو عام ظاہر کرنے والا شخص تھا لیکن وہیں دشمنوں کے لیے سخت خوف کی علامت بھی تھا اور اس بات سے حقانی خاندان بہ خوبی واقف ہو چکا تھا مگر اپنے بدلے کی آگ میں اندھا بن کر باز نہیں آ رہا تھا۔۔

علی کو اپنے موبائل پر بینش کی کال موصول ہوئی جس کی ٹون سن کر وہ اپنے سامنے موجود لیپ ٹاپ سے نظر ہٹاتے موبائل اُٹھائے کال ریسیو کر گیا۔۔

ہاں بینش بولو۔۔!!" وہ رعب دار بھاری آواز میں گویا ہوا جبکہ اس کا دھیان" لیپ ٹاپ پر تھا۔۔

ہیلو میں سائٹ پر موجود ہوں کام شروع ہو چکا ہے۔۔" بینش کل کے" پراجیکٹ کی پیش رفت بتاتے گویا ہوئی تھی۔۔

زبردست۔۔!! آچھا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں ابھی ایک میٹینگ" ہے۔۔" علی نے حوصلہ افزائی کرتے کہا کہ اتنے میں اسے آفس ٹیلی فون پر کال موصول ہوئی اور وہ گفتگو مختصر کر گیا۔۔

"!! ہیلو۔۔"

"!سر مسٹر فہاد سلمان آپ کا آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہے ہیں۔۔"

"!او ہاں میرے ذہن سے نکل گیا تھا اسے میرے پاس بھیجو فوراً۔۔"

"او کے سر۔۔"

اس نے ٹیلی فون پر لابی میں موجود ریسیپشنٹ سے بھی گفتگو ختم کرنے کے بعد اپنے موبائل کو اٹھا کر ایک میسج ٹائپ کرنے لگا اتنے میں اب دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اسلام و علیکم سر میں وقت سے پہلے تو نہیں آگیا۔۔؟"دروازے پر دستک دینے" کے بعد فہاد فوراً سے داخل ہوتا مواد بانہ انداز میں گویا ہوا اور آج بھی اس کا اسسٹنٹ حمزہ جبکہ وکیل فراز اس کے ساتھ تھا۔۔

وعلیکم اسلام ٹھیک وقت پر آئے ہو ایک اچھا بزنس مین بننے کے لیے پہلی شرط" وقت کی پابندی ہی ہے۔۔!!" علی نے رعب دار آواز میں ٹیبل پر موجود کرسٹل بال گھماتے ہوئے کہا۔۔

جی سر یہ میرا وکیل ہے فراز۔۔!!" فہاد کرسی پر علی کے مقابل میں بیٹھا فراز کا" تعارف کروا گیا۔۔

ہیلو نائس میٹنگ یو۔۔"فراز ہاتھ بڑھاتے علی سے مخاطب ہوا جس پر ہاتھ " ملاتے ہوئے علی محض اثبات میں سر ہلا گیا اور دریں اثناء میں پھر سے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

ہیلو گڈ مارننگ سر۔۔!!"دستک دیتے ہی دوروازے سے ایک سیاہ کوٹ میں " وکیل کا لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں فائلز لیے شخص برآمد ہوا جس نے خوشگوار لہجے میں علی کو مخاطب کیا۔۔

"!!ہاں وقاص آؤ بیٹھو۔۔"

یہ وقاص ہے شاہ انڈسٹریز کے لیگل ٹیم کا اہم ممبر۔۔!!"علی نے وکیل کو" مخاطب کرتے فہاد سے بھی تعارف کروایا۔۔

"ہیلو۔۔" وکیل اپنی کرسی پر براجمان ہوتے فہاد اور باقی افراد سے چہرے پر مدھم مسکراہٹ لیے مخاطب ہوا۔۔

"سب تیار ہے۔۔؟"

"یس سر ایوری تھنگ از ریڈی۔۔!!" علی کے سوال پر اسکا وکیل فائل کھولتے سر اثبات میں ہلا کر جواب دے گیا۔۔

"آپ نے سب کچھ ایک رات میں کر دیا۔۔واقعی آپ آپنے قول کے پکے ہیں سرکار۔۔!!" وکیل کی جانب سے مثبت جواب سن کر فہاد دل میں بہت خوش ہوا اور ظاہری خوشامدی لہجے میں گویا ہوا۔۔

تمہارا بزنس بھی اہم ہے ایسے فارغ بیٹھنے تو تم پاکستان نہیں آئے ہو تمہارا "
وقت کیوں ضائع کیا جائے۔۔؟" علی نے اسے رعب دار آواز میں سنجیدگی سے
جواب دیا۔۔

آپ انمول ہیں سر۔۔!!" فہاد نے پھر خوشامدی لہجے کو اپنایا۔۔"
یہ ڈاکیومنٹ ریڈی ہیں اس پر اور اس دوسرے پر سائن کرنا ہے۔۔ آپ کو"
"چاہیں تو اسے پڑھ سکتے ہیں۔۔
وکیل وقاص نے فہاد کو مخاطب کرتے فائلز پکڑائی جسے دیکھتے فہاد نے پہلے
پڑھنا شروع کیا اس میں وہی شرائط تھیں جس کا ذکر علی نے کیا تھا اس نے شاہ
انڈسٹریز کے ساتھ کام کرنے سے بھی حقانی گروپ پر پابندی کی شرط لگائی تھی
مگر شازمان ٹیکسٹائل کا ذکر نہیں تھا کیونکہ اس کے کاروباری حقوق عالیہ اور
عارض کے پاس تھے۔۔

سارے ڈاکومنٹ کو کچھ دیر غور سے پڑھنے کے بعد فہاد نے فراز سے پین مانگ کر ان پر بلا آخر سائن کر دیا اور پھر دوسری کیسز بند کرنے کی فائل کا ڈاکیومنٹ علی کو دیا گیا جسے تسلی سے پڑھ کر علی نے بھی اس پر سائن کرتے فہاد کے لیے کافی حد تک آسانی کر ڈالی۔۔

"سر آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔۔!!" فہاد نے زو معنی الفاظ میں علی کا ہاتھ تھام کر اسے مخاطب کیا جس کے جملے کا دوسرا مطلب اس وقت صرف فہاد جانتا تھا اب اس صورتحال سے آگے نکل کر اور قانون کے شکنجے سے بچ کر وہ کیا کرنے والا تھا۔۔؟

یہ بھی بہت جلد وقت سامنے لانے والا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سائٹ پر دورہ کرنے کے بعد علی گاڑی کے پچھلے سیٹ پر بیٹھا راستے میں سفر کرتا اب کچھ دیر تک فارغ تھا سہ پہر ہو چکی تھی تب اسے خانم بیگم کی خیرت دریافت کرنے کا خیال آیا اور وہ موبائل کوٹ کی جیب سے نکالتا نمبر ملا کر موبائل کان سے لگا گیا جہاں کچھ بیلز کے بعد کال ریسیو ہوئی۔۔

ہیلو اسلام وعلیکم امی۔۔" علی نے پہل کرتے خانم بیگم کو مخاطب کیا۔۔" وعلیکم اسلام بیٹا کیسے ہو۔۔" وہ ہاسپٹل میں موجود ڈاکٹر کے کلینک سے نکلتی" تھری پیس سوٹ میں خود پر شال اوڑھے ہاتھ میں پرس پکڑے وہ فون پر گویا ہوئی۔۔

میں ٹھیک ہوں مگر آپ ٹھیک نہیں ہیں اب کیسی طبعیت ہے آپ کی عالیہ تو" بہت پریشان تھی۔۔" علی نے خانم بیگم کو مخاطب کرتے کہا۔۔

وہ خوامخواہ پریشان ہو جاتی ہیں میں ٹھیک ہوں۔۔" خانم بیگم علی کو بھی جھوٹی" تسلی دیتے گویا ہوئیں۔۔

آپ سے پیار جو اتنا کرتی ہیں وہ آپکی ذرا سی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی کم از کم" اس کی خاطر ہی اپنا خیال رکھیں۔۔!!" علی نے آپنے جملے میں خانم بیگم کو نصیحت کرتے کہا جس کی نصیحت پر وہ حیرت سے مسکرا گئی۔۔
"ہاں ہاں ضرور فکر مت کرو تم۔۔"

بہت شکریہ کے آپ نے میری بات مان کی خیر میں ابھی گھر آ رہا ہوں آپ" "سے ملنے آپ بتائیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہے تو لے کر آؤں۔۔؟
علی نے خانم بیگم کو مخاطب کرتے آپنے آگلے ادارے سے آگاہ کیا۔۔

بیٹا میں ہاسپٹل میں ہوں اس وقت ریگولر چیک اپ کے لیے آئی ہوں ابھی" "ایک ٹیسٹ ہے تو آدھے گھنٹے میں فارغ ہو جاؤں گی۔۔

آپ اکیلی کیوں آئی ہیں چلیں مجھے فوراً سے ایڈریس میسج کریں میں ابھی آپ" کے پاس آتا ہوں پھر ساتھ گھر پہنچیں گے۔۔" علی نے برہمی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔۔

"!! بلاوجہ کی زحمت ہو گی تمھیں۔۔"
"!! آرے امی کے لیے کیسی زحمت یہ تو آپ مجھے ہرٹ کر رہی ہیں۔۔"
"ٹھیک ہے آجاؤ میں ایڈریس بھیجتی ہوں۔۔"
اس کے ڈرامے بازیوں پر وہ پھر سے مسکراتے ہامی بھر گئی کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ یہ شخص کس قدر ضدی ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

حقانی گروپ کے آفس کی چھت پر وہ دیوار پر ہتھیلیاں ٹکائے اپنے ارد گرد کے عمارتوں اور نیچے چلتے ہوئے لوگوں کے معاملات پر نظریں جمائے تھا ہر کسی کو

سڑک پر اپنی منزل کے لیے پہلے پہنچنے کی جلدی تھی ہر کوئی اپنی گاڑی جو ایک دوسرے سے آگے نکال رہا تھا جسے فہاد بڑی محویت سے دیکھ رہا تھا۔۔

اتنے میں پاس موجود حمزہ کے موبائل پر کال موصول ہوئی۔۔
"ابھی کال ٹریس کی ہے وہ امی کو لینے جا رہا ہے۔۔"
مقابل نے کال ریسیو ہوتے ہی پہلے جملے میں مدعے کی بات کہہ دی۔۔

خبر پکی ہے ؟"حمزہ نے اسپیکر پر کال ڈالتے سوال کیا جسے اب فہاد بھی سننے لگا۔۔

"بالکل پکی ابھی کال سنی ہے ہم لوگ نے وہ ہسپتال جا رہا ہے مگر کیسے جائے گا یہ ہم کو معلوم نہیں مگر آپ بولو تو ہم لوگ اپنا کام شروع کرتا ہے۔۔!!" مقابل کے جملوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی گینگسٹر کے گینگ سے تعلق رکھتا ہے۔۔

ہمیں اس خوبصورت موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے تم اپنا کام شروع کرو اور اگلی "
کال مجھے کامیابی کی خبر دینے کے لیے آنی چاہیے۔۔!!" فہاد نے حمزہ کے فون پر
مقابل کا جملہ سن کر شاطرانہ مسکراتے اسے مخاطب کیا۔۔

بے فکر رہیں ہادی سائیں۔۔" مقابل نے بھی مسکرا کر جواباً فہاد کو مطمئن کیا اور "
کال منقطع کر دی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

علی گاڑی لے کر ہاسپٹل کے قریب پہنچا جہاں خانم بیگم بھی گیٹ تک آ پہنچی
تھیں۔۔
اسلام و علیکم امی آئیں بیٹھیں۔۔" علی نے خانم بیگم کو مخاطب کرتے کہا جسے "
دیکھ کر وہ آگے بڑھتے گاڑی کے دروازے تک پہنچی علی ڈرائیور کو پیچھے سیکورٹی

گارڈز کی گاڑی میں بٹھا کر خود ڈرائیو کرتے ہاسپٹل پہنچا اور اس بات کو خانم بیگم نے محسوس کیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔" وہ اگلی سیٹ پر علی کے برابر آ بیٹھی اور جواباً گویا ہوئی۔۔"
آپ یہاں باہر کیوں کھڑی تھیں ہاسپٹل میں ویٹ کرتی میں تو آ ہی رہا تھا۔۔""
علی نے سوال کرتے خانم بیگم کا دھیان بھٹکا دیا تھا۔۔
ابھی نکلی ہوں میں۔۔" وہ بھٹکتے دھیان کے ساتھ سیٹ بیلٹ لگا گئی مگر اسے مکمل لاک نہ کیا محض بند ہونے کے گمان پر مطمئن ہوتی وہ علی سے جواباً گویا ہو گئی۔۔

چلیں ٹھیک ہیں بس اپنا بہت خیال رکھیں کیونکہ عالیہ کی جان بستی ہے آپ"
"میں۔۔اور۔۔
"!!اور تمھاری جان عالیہ میں بستی ہے۔۔ہے ناں۔۔"

علی نے گاڑی موڑی اور اپنا جملہ ادا کرنے لگا جس کی بات کاٹتے خانم بیگم نے مسکراتے اسکا بقیہ جملہ مکمل کیا۔۔

ہاہاہامیں کہنے والا تھا کہ اور اسی طرح میری جان بھی آپ میں بستی ہے کیونکہ" آپ بھی امی ہیں میری۔۔!! بے حد عزیز ہیں آپ مجھے۔۔" خانم بیگم کے جملے پر علی کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا جبکہ اس نے اپنے جملے میں وضاحت بھی دی۔۔ ہمم بات پلٹ دی تم نے مجھے خوش کرنے کے لیے۔۔!" خانم بیگم نے اس کی" شرارت بھانپ کر جواب دیا جس پر علی نے محض سامنے سڑک پر نظر رکھتے مدھم مسکراہٹ ظاہر کی مگر کوئی جواب نہ دیا۔۔

مگر مجھے اصل خوشی تبھی ہوتی ہے جب تم اس کے ساتھ ہوتے ہو۔۔!!""" خانم بیگم نے علی کی خاموشی پر مزید کہا۔۔

میں ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں۔۔" علی نے سامنے دیکھ کر جواب دیا۔۔"

یہی بات مجھے ہمیشہ مطمئین کیے رکھتی ہے کہ تم نے اس کا ہاتھ تھاما ہے۔۔!!"
اسے کبھی اکیلا مت چھوڑنا۔۔ کبھی بھی تم دونوں کسی کی باتوں میں آکر الگ مت
"ہونا یہ میری نصیحت ہے تمھیں۔۔

خانم بیگم نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا ان کے لہجے میں عالیہ کے لیے فکر ظاہر تھا
ان کے جملے سے یوں محسوس ہوا گویا وہ اب پل بھر میں عالیہ سے کہیں دوری
اختیار کرنے جا رہی ہوں۔۔

جی امی آپ بالکل فکر نہ کریں ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے اور یونہی آپ کو تنگ"
کرتے رہیں گے۔۔" علی نے خانم بیگم کے ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ رکھتے انہیں
مطمئن کرتے کہا۔۔

یہ تنگ کرنا میری صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔۔" وہ جواباً مسکرا کر گویا"
ہوئی۔۔

-

۔

"آبے نشانہ باندھ جلدی۔۔"

"!!کوشش کر رہا ہوں میں۔۔ مگر یہ گاڑی آ رہی ہے سامنے۔۔"

علی کے گاڑی کا پیچھا کرتے ہوئے فہاد کی بھیجی گاڑی میں سوار وہ تین مسلح افراد ایک دوسرے سے گویا ہو رہے تھے وہ علی کی گاڑی کو نشانہ بنانا چاہتے تھے مگر علی کی سیکورٹی گارڈز کی گاڑی آڑے آ رہی تھی۔۔

انھوں نے بہت صبر سے کام لیتے اب مکمل طور پر خود کو اس خطرے کو مول لینے کے لیے تیار کر لیا تھا سامنے ڈرائیو کرتے شخص نے تیزی سے گاڑی باہنی جانب موڑتے ہوئے اپنی گاڑی کو علی کی گاڑی سے ذرا فاصلے تک پہنچایا ان کا مقصد صرف خانم بیگم کو نقصان پہنچانا تھا۔۔

جہاں علی کی گاڑی کے قریب پہنچ کر باقی دونوں ساتھیوں نے موقع پاتے ہی یک دم علی کی گاڑی پر پستول نکال کر گولیوں کی بوچھاڑ کر ڈالی جو علی کو بھی بری طرح بدحواس کر گئی۔۔

یااللہ خیر یہ گولیاں کیوں چل پڑیں۔۔" خانم بیگم نے خوف زدہ ہو کر علی سے" سوال کیا جو اس صورتحال کو سمجھنے سے بالکل قاصر تھا۔۔
کون ہے یہ۔۔؟" وہ خود سے سوال کرتا ایک لمحہ اُس گاڑی کو دیکھنے لگا مگر انہیں" پہچان نہ سکا پھر اس نے اپنی گاڑی کی اسپیڈ بڑھانا چاہی۔۔

گولیاں باہنی جانب کھڑکی کے کانچ کو توڑتی ہوئی یک دم خانم بیگم کے باہنے ہاتھ کی جانب دل پر لگی جسے علی نے دیکھ کر آنکھیں پھاڑے خانم بیگم کو پکارا اسی لمحے کچھ ایک آدھ گولیاں گاڑی کے ٹائر پر چلائی گئی جس سے گاڑی کا توازن بے ترتیب ہوا جبکہ کانچ کے ٹوٹنے سے چہرے اور ہاتھ پر علی کو بھی چوٹ لگی تھی علی حالات کو قابو کرنے کی کوشش میں تھا لیکن اس کے قابو میں اب اس کی گاڑی

بھی نہ رہی تھی بدلے میں گارڈز نے اس حرکت پر فوراً جوابی کارروائی کرتے مسلحہ افراد کی گاڑی کو نشانہ بنایا مگر وہ بہت تیزی کے ساتھ خود کو کافی حد تک بچا کر اپنا کام کرتے فرار ہوئے اور ان یہ صورتحال محض چند لمحوں کی تھی مگر ان چند لمحوں میں بے انتہا نقصان ہو چکا تھا۔۔

علی خانم بیگم کو زخمی حال میں دیکھ کر مزید پریشان اور خوف زدہ ہو رہا تھا وہ گاڑی سڑک پر قریب کسی ہاسپٹل تک پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا مگر نہ گاڑی کے بریک کام کر رہے تھے نہ ہی ٹائر، ساتھ ہی سڑک پر حادثات اور جانی نقصان سے بچنے کی کوشش بھی کر رہا تھا مگر اس کے ہارن سے ایک آدھ گاڑیاں سنبھل سکی دریں اثناء میں علی کی گاڑی باہنی جانب مڑ کر بے قابو ہوتی ایک مضبوط بڑے ٹرک سے بری طرح ٹکرائی جس کے باعث زخمی بے حال خانم بیگم سامنے کی جانب جنبش کھاتے شیشہ توڑتے ہوئے گاڑی سے باہر کو نکلی انہوں نے سیٹ بیلٹ ٹھیک سے نہیں لگایا تھا جس کے باعث شیشے سے لگ کر ان کا سر بھی بے حد متاثر ہوا جبکہ ٹرک سے ٹکراؤ پر علی کو بھی ماتھے پر بری طرح چوٹ لگی وہ فوراً

گاڑی سے باہر آکر بد حواسی سے خانم بیگم کے قریب پہنچا جن کا وجود لہو میں لت پت آدھا گاڑی کے فرنٹ شیشے سے باہر کو بے سدھ ہو کر ٹوٹے کانچ کے ریزوں پر نکلا پڑا تھا یہ منظر علی کے لیے بے حد خوف ناک تھا۔۔

امی۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے تھوک نگلتا خانم بیگم کے قریب پہنچ کر محض ایک" لفظ ادا کر گیا۔۔

امی۔آنکھیں کھولیں۔۔ سم بڈی ہیلپ۔۔" خانم بیگم کا سرخ خون آلود چہرہ" اس کی آنکھوں کے سامنے تھا وہ خانم بیگم کے کندھے پر اپنا کپکپاہٹ کا شکار ہاتھ رکھتے ان سے مخاطب ہوا اور ارد گرد لوگوں سے چیخ کر مدد مانگنے لگا مگر کوئی اب تک اس کے اتنے قریب موجود نہ تھا جو اس کی مدد کر سکے۔۔

مم۔میرا سس۔سفر تمھارے سس۔ساتھ اچ۔۔اچچ۔۔اچھا گزرا ہے" مم۔میرا سفر یی۔یہیں تک تتتھ۔۔تھا۔۔ مم۔۔میری عع۔۔عالیہ کا خخخ۔خیال ررر۔رکھنا۔۔" وہ بہ مشکل آنکھیں کھول کر علی سے اپنے آخری

الفاظ کہتی مخاطب ہوئیں اتنے میں دیگر لوگ بھی جمع ہونا شروع ہوئے اور گارڈز کی گاڑی کے کچھ افراد بھی دوڑتے ہوئے علی کے قریب پہنچے جبکہ کچھ گارڈز مسلحہ گاڑی کا پیچھا کرنے کو نکلے تھے۔۔

امی آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا میں۔۔۔ پلیز ہیلپ۔۔۔!! پلیز ہلیپ" اس۔۔" وہ خانم بیگم اور لوگوں سے مخاطب ہوا لوگ اور گارڈز مدد کو آگے بڑھے۔۔

سر آپ کے ماتھے سے بھی خون رس رہا ہے۔۔"گارڈز نے علی کے ماتھے کی" جانب اشارہ کرتے کہا جو واقعی کافی زخمی ہو چکا تھا۔۔
تم چھوڑو اسے جلدی ہاسپٹل چلو امی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔" علی نے چلا کر" کہا دیگر گارڈز نے خانم بیگم کو اٹھا کر دوسری گاڑی میں لیٹایا اور وہ ہاسپٹل کی جانب تیزی سے گاڑی بھگاتے روانہ ہوئے۔۔

وہ لوگ ہاسپٹل پہنچے تھے جہاں خانم بیگم کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا جبکہ مسلسل گارڈز کے اصرار پر آپریشن تھیٹر کے باہر ہی کھڑے کھڑے علی کے سر اور ہاتھ کی بھی پٹی کرائی گئی۔۔

پٹی ہوتے ہی وہ بیچینی سے ارد گرد کے چکر لگاتے ڈاکٹر کا منتظر تھا جہاں کچھ ہی لمحوں میں ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے دوبارہ باہر نکلا۔۔

"!ڈاکٹر میری ماں کی حالت اب کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی ناں۔۔"

علی ڈاکٹر کو دیکھتے ہی لپک کر ان کی جانب بڑھ کر ان کے کندھوں کو سختی سے تھامتے بدحواسی میں سوال کرنے لگا۔۔

"ہم معذرت خواہ ہیں شاہ صاحب ہم نے اپنی جانب سے ہر کوشش کی مگر ہم انہیں بچا نہیں سکے۔۔!!" ڈاکٹر نے نظر کا عینک اتارتے سرد لہجے میں کہا۔۔

کیا۔۔؟" علی نہایت تعجب سے گویا ہوا اسے ڈاکٹر کی بات ذرہ برابر بھی یقین نہ آیا۔۔

"ان کے چہرے، سر اور گلے کی جانب کانچ لگنے کے باعث بہت زیادہ چوٹیں آئی تھیں ان کے دل کے قریب بھی ان کو گولی لگی تھی جس کی وجہ سے بلڈ بھی کافی ضائع ہو چکا تھا آپ نے اگر آنے میں جلدی بھی کی ہوتی تب بھی انہیں بچانا ممکن نہیں تھا۔۔!!"

ڈاکٹر نے علی کو دوبارہ وضاحت دی اور کندھا سہلاتے اسے ہمت دیتا چہرے پر افسردگی لیے روانہ ہوا۔۔

علی کو اپنے اس ایک گھنٹے میں ہونے والے واقعات پر یقین نہیں آ رہا تھا وہ شدید سکتے میں مبتلا اپنا جسم کو بے سدھ محسوس کرتا لڑکھڑاتے زمین پر گر پڑا جہاں گارڈز نے فوراً گھٹنے کے بل بیٹھ کر اسے سنبھالا۔۔

یہی بات مجھے ہمیشہ مطمئین کیے رکھتی ہے کہ تم نے اس کا ہاتھ تھاما ہے۔۔!!"
اسے کبھی اکیلا مت چھوڑنا۔۔ کبھی بھی تم دونوں کسی کی باتوں میں آ کر الگ مت ہونا یہ میری نصیحت ہے تمھیں۔۔"

وہ زمین پر بے بسی سے بیٹھ کر کچھ دیر کے پہلے کے مناظر سوچنے لگا اس کے کانوں میں کچھ لمحے قبل کہی گئی خانم بیگم کی بازگشت سنائی دی اس کی گہری شہد رنگ سی آنکھیں پلک جھپکانا بھول گئی تھیں وہ ساکت زمین پر بیٹھا تھا اس کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے آج سے پہلے وہ کبھی اتنے بڑے حادثے کا شکار نہ ہوا تھا وہ بے حد غمگیں تھا اس کی دھڑکنیں مدھم تھیں چہرے پر پسینے تھے کپڑوں پر خون تھا ہاتھ پیر ٹھنڈے تھے وہ کیوں خوف زدہ تھا وہ تو علی تھا ناں ہر مسلے سے لڑ جانے والا مگر آج وہ یک دم خانم بیگم کے چلے جانے اور ان کی کمی کو محسوس کرتے غمزدہ تھا جبکہ عالیہ کے رد عمل سے خوف زدہ تھا وہ دنیا بھر سے لڑ سکتا تھا سوائے اس سرپھری لڑکی کے جسے اب تک علم نہیں تھا کہ وہ اپنا قیمتی اثاثہ کھو بیٹھی ہے۔۔

ممم۔ میرا سس۔ سفر تمھارے سس۔ ساتھ اچ۔۔ اچچ۔۔ اچھا گزرا ہے"

ممم۔ میرا سفر یی۔ یہیں تک تتتھ۔۔ تھا۔۔ ممم۔۔ میری عع۔۔ عالیہ کا

"خخخ۔ خیال ررر۔ رکھنا۔۔

خانم بیگم کے آخری الفاظ اس کے سماعتوں میں گونج رہے تھے موت کا بھیانک منظر اس نے پہلی بار اپنی آنکھوں کے سامنے اتنے قریب سے دیکھا تھا وہ موت جسکی بظاہر وجہ بھی اس وقت وہ خود بنا ہوا تھا اسے اندازہ ہوا کہ ایک ہی پل میں اس نے عالیہ کو زندگی بھر کا اتنا بڑا خسارا دے دیا۔۔

۔

۔

وہ اپنے آفس میں میٹنگ روم سے نکل کر سکھ کا سانس لیتی اب داخل ہوئی تھی کہ اتنے میں اس کی ہتھیلی میں مقید موبائل بجنا شروع ہوا۔۔

وہ موبائل پر دستور عالم کا نام چمچماتا دیکھ کر اپنی آفس کی کرسی پر آ بیٹھی اور کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگا گئی۔۔

تم کہاں ہو اس وقت۔۔؟" مقابل کی پریشان کن آواز کال ریسیو ہوتے ہی" عالیہ کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

اپنے آفس میں! ابھی گھر ہی آرہی ہوں امی کا بتائیں طبیعت کیسی ہے اب ان" کی۔۔" عالیہ نے پہلے ہی جملے میں خانم بیگم کا سوال کیا جو مقابل کو ہڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔۔

تت۔ تم فوراً گھر کے لیے نکلو میں تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔۔"اس نے خود کو پر" سکون رکھنے کی کوشش کی اور عالیہ سے مخاطب ہوا۔۔

بھائی سب ٹھیک تو ہے۔۔؟" عالیہ کو دستور کے جملے پر تشویش لاحق ہونے لگی" تھی اس نے اب حالات کے متعلق سوال کیا۔۔

"!ہاں بس تم گھر کے لیے نکلو کچھ اہم بات کرنی ہے تم سے ،اپنا خیال رکھنا۔۔"

اوکے آرہ۔۔!!کال کاٹ دی؟" دستور نے اپنا جملہ ادا کرتے عالیہ کی بات" سنے بنا کال منقطع کر دی جس پر عالیہ کو تعجب ہوا وہ اپنے خدشات دور کرنے کے لیے اپنا اہم سامان لیتی بنا مزید کام کیے گھر کے لیے روانہ ہوئی جبکہ اس وقت شام ڈھلنے کو آئی تھی سردیوں کا موسم اور بارش کا سماں بننے والا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

خبر مل چکی ہے۔۔!!"حمزہ لان سے ہوتا ہوا موبائل کوٹ کی جیب میں" کھسکھا تا مدھم روشنی والے سنسان سے وحشت ناک بنگلے کے لاؤنج میں تیزی سے داخل ہو کر گویا ہوا۔۔

"تو کیا بنا پھر۔۔؟امید ہے اچھی خبر ہو گی۔۔" کھڑکی کی جانب کھڑا سگار کا دھواں چھوڑتا گہرے بادلوں اور شام کے ڈھلتے اندھیرے کو محویت سے تکتا موسم کا جائزہ لیتا فہاد بھاری آواز میں جواباً گویا ہوا۔۔

"وہ لوگ کامیاب ہو گئے۔۔!" حمزہ گہری سانسیں لیتا اسے مثبت جواب دے گیا جسے سن کر فہاد کے ہونٹوں پر مدھم سی شاطرانہ مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔۔

"بہت خوب۔۔۔!!" وہ سگار کا کش لے کر پلٹا اور پر اطمینان لہجے میں مسکرا کر گویا ہوا۔۔

"آج کا دن بہت لکی تھا میرے لیے، آج میرے ہر کام آسانی سے ہوتے چلے گئے۔۔" وہ قدم بڑھاتے صوفے کی جانب آتا اس پر براجمان ہو کر پر سکون انداز میں مزید بولا۔۔

ہاں بس مجھے خدشہ ہے کہ وہ لوگ پکڑے نہ جائیں۔۔"حمزہ ہاتھ پیچھے باندھے فکریہ لہجے میں آہستہ سے اپنا خدشہ فہاد سے گوش گزار کر گیا۔۔

"میری بلا سے اب وہ جہنم میں جائیں ہمارا کام ہو چکا ہے اب وہ جانے اور پولیس جانے۔۔!"وہ بھاری رعب دار آواز ٹانگ پر ٹانگ رکھے بولا۔۔

"مگر ان کی گواہی یا ثبوت میں ہم بھی پھنس سکتے ہیں۔۔!"حمزہ فکریہ لہجے میں گویا ہوتا کچھ قدم لیتا فہاد کے قریب آیا جس پر بلا آخر فہاد نے نظر اٹھا کر حمزہ کو دیکھا اس کی نظریں شروع میں خونخوار معلوم ہوئیں مگر حمزہ کے چہرے پر فکریہ تاثرات دیکھ کر وہ مدھم مسکرایا۔۔

"کم آن جیری تم تو ایسا بیہیو کر رہے ہو جیسے یہ کوئی پہلا تجربہ ہو ہمارا۔۔؟یہ خوف تو کچے کھلاڑیوں کو ہوتا ہے، میں تو ہادی ہوں۔۔!اتنی معمولی چیزوں کے بارے میں سوچنا مجھے زیب نہیں دیتا۔۔"وہ بھاری خماری آواز میں حمزہ کو تسلی

دیتا گویاہوا یہ بات واقعی ایک حقیقت تھی کہ وہ بہت خطرناک انسان تھا مگر آج تک کسی کی گرفت میں نہ آسکا تھا۔۔

جی ٹھیک فرمایا۔۔"حمزہ نے سرد لہجے میں کہا۔۔"

آج جشن کی رات ہے۔۔!!ہماری پہلی اور بہت بڑی کامیابی ہمارے ہاتھ لگی" "ہے کیسز بھی بند ہوگئے اور میرے بچوں اتنا بڑا کام بھی کردیا۔۔
حمزہ کا مرجھایا چہرہ دیکھ کر وہ سگار کا کش لیتا اپنی جگہ سے دوبارہ کھڑا ہوا اور اس کے پاس پہنچ کر کندھا تھپتھپاتے گویا ہوا۔۔

اسے کہتے ہیں سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔!علی شاہ۔۔!!یہ" تو شروعات ہے۔۔ابھی تو بہت کچھ برداشت کرنا باقی ہے۔۔ہادی کے اگلے سرپرائز کا انتظار کرنا۔۔"حمزہ کی خاموشی پر وہ دوبارہ علی کو مخاطب کرتا خود سے

گویا ہوا جس سے ثابت تھا کہ آج کی حرکت بھی ہادی کے بدلے کی آگ کو ٹھنڈا نہ کر سکی تھی وہ مزید وار کرنے کو بھی بالکل تیار تھا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

رات ڈھل چکی تھی اور اندھیرے میں عالیہ کی گاڑی اب زمان ہاؤس پہنچی تھی جہاں وہ گاڑی رش کے سبب باہر کھڑی کر گئی اسے گھر کے باہر پولیس اور میڈیا کی گاڑیاں دیکھ کر بہت خوف سا محسوس ہوا جبکہ گارڈز نے فوراً دوڑتے عالیہ کو حصار میں لے کر میڈیا والوں سے بچاتے ہوئے مینشن میں داخل کروایا۔۔

السلام علیکم اتنا رش کیوں ہے گھر میں۔۔ باہر میڈیا والے بھی آئے ہوئے ہیں" کیا بات ہے۔۔؟" گھر میں داخل ہوتے اس نے فوراً دروازے پر کھڑے گارڈ سے سوال کیا مگر گارڈ جواب دینے سے قاصر خاموش کھڑا تھا اتنے میں عالیہ کی نظر لان میں کھڑے شاہ خاندان پر پڑی۔۔

"بابا السلام علیکم آپ سب بھی یہاں ؟ کیا ہوا ہے۔۔؟ بھائی نے کال کی تھی مجھے کہاں ہیں وہ۔۔؟" عالیہ نے فوراً فیصل شاہ کے قریب پہنچتے ہی حیرت زدہ ہو کر کئیں سوالات کیے۔۔

"واعلیکم اسلام بیٹا اندر رہے وہ۔۔"فیصل شاہ نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

لان میں کافی لوگ موجود تھے سب نے خود پر ضبط رکھا تھا جبکہ زمان خاندان کے تمام افراد لاؤنج میں موجود تھے اور علی نظریں جھکائے سب سے الگ ایک کونے میں آنسوؤں سے نم سرخ آنکھیں لیے کھڑا تھا وہ آج اس پورے مجمے میں اس حادثے کا واحد سبب تھا جو کافی دیر سے زمان خاندان جو اپنی صفائی دیتے دیتے تھک چکا تھا اس وقت وہ ہر شخص کے حقارت بھری نظروں کا شکار تھا اسے کبھی زندگی میں اس منظر کی توقع نہیں تھی مگر وقت نے تو اسے یہ دن بھی دکھانا تھا جہاں وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی بہت بڑا مجرم تھا۔۔

"مجھے کوئی کچھ بتا کیوں نہیں رہا، یہاں ہوا کیا ہے؟ بتاؤ تو سہ۔۔! علی۔۔؟"

فیصل شاہ کے جواب میں عالیہ نے لان میں سب پر نظر دوڑاتے برہمی میں چلا کر سب کو مخاطب کرتے سوال کیا اسی دوران اس کی نظریں علی پر پڑی جسے دیکھتے ہی اس کی زبان لڑکھڑا کر جملہ وہی روک گئی اس نے بدحال زخمی اور خون الود لباس میں علی کو دیکھا تو اس کی جان نکلنے کو آئی اس کے پیر بھی لڑکھڑانے لگے اسے پہلی نظر میں لگا گویا علی کو کچھ ہوا ہے وہ اپنے حواس بحال کرتی علی کی جانب دوڑی۔۔

علی یہ کیا ہوا ہے تمھیں۔۔؟ یہ سر پر چوٹ کیسے لگی اور کپڑوں پر اتنا خون۔۔؟" وہ آنکھیں پھاڑے اس کی حالت دیکھ کر خوف زدہ ہوتی سوال کرنے لگی جبکہ مقابل کھڑا خاموش اس کی آمد پر چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا سامنے کھڑی لڑکی میں اس کی زندگی تھی اور آج اسے تکتے ہوئے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اپنی زندگی گنوا بیٹھا ہے۔۔

"کچھ بولتے کیوں نہیں علی کیا ہوا ہے تمھیں۔۔"اس نے علی کے بھاری بازوؤں کو تھام کر جھنجوڑتے سوال کیا جس سے وہ خیالات کے بھنور سے باہر آ گیا۔۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔دستور بھائی اندر ہیں۔۔"آنکھیں جھکا کر نہایت پست آواز میں گویا ہوتا عالیہ کو دستور کا پتا بتا کر اس کے سوالات سے اپنا پیچھا چھڑانے لگا۔۔

"عالیہ۔۔!"دستور لان میں اپنی بہن کی آواز سن کر لاؤنج سے نکلتا اسے مخاطب کرتے ہوئے اس کی توجہ اپنی جانب کرا گیا جس کی پکار پر وہ پلٹتے فوراً بھائی کی جانب دوڑ لگا گئی دستور کی پکار کے بعد یک دم آسمانی بجلی کڑکنے لگی اور آسمان سے پانی کے قطرے آہستہ آہستہ برسنا شروع ہوئے۔۔

"عالم بھائی۔۔بھائی سب ٹھیک ہے ناں؟کیوں بلایا آپ نے اتنی جلدی میں، کوئی کچھ بھی نہیں بتا رہا، میرا دل بیٹھا جارہا ہے پلیز آپ بتادیں کیا ہوا ہے۔۔" دستور کے بازو تھامتے سوالات کی بوچھاڑ کرتی وہ نہایت فکریہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"میری بات غور سے سنو۔۔" دستور نے اس کا چہرہ تھامتے خود پر ضبط رکھ کر کہا جسے ماتھے پر بل ڈالے وہ واقعی غور سے سننے لگی۔۔

"امی جس کی امانت تھی اس کے پاس آج واپس چلی گئی ہیں۔۔!" دستور نے خود کو مضبوط کرتے ذومعنی الفاظ استعمال کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں اپنی نم آنکھیں گھاڑتے بہ مشکل اپنا جملہ ادا کیا۔۔

"کیا۔۔؟امی کس کی امانت تھی اور کہاں چلی گئی ہیں۔۔؟" وہ تعجب سے بولی

اسے دستور کا جملہ ٹھیک سے سمجھ نہ آیا تھا مگر دستور نے جواباً کوئی رد عمل نہ دیا

اس کی آنکھوں سے جاری آنسوں بھی اب بارش میں چھپ گئے تھے۔۔

"ایک منٹ کیا مطلب۔۔یہ کیسا بے ہودہ مزاق ہے؟ کہنا کیا چاہتے ہیں

آپ۔۔؟" دستور کی خاموشی افسردگی اور غمزدہ ماحول کو آہستہ آہستہ سمجھتے

ہوئے وہ یک دم بے یقینی دستور کے ہاتھ چہرے سے جھٹک کر کہتی دستور کو

ڈانٹنے لگی۔۔

"یہ حقیقت ہے۔۔! تمھیں صبر بھی کرنا ہوگا۔۔" وہ عالیہ کے بازوں تھامے

سرگوشی نما بولا ارد گرد موجود کھڑے تمام لوگ خاموشی سے یہ تکلیف دہ منظر

دیکھتے مزید غمگیں ہونے لگے جبکہ وہ برستی بارش اب مزید تیز ہو چکی تھی۔۔

"میں نہیں مانتی اس حقیقت کو۔۔ ہٹیں اندر رہی ہوں گی امی۔۔" وہ دستور کے ہاتھ ایک بار پھر بازوؤں سے جھٹک کر دوڑتی لاؤنج کا رخ کر گئی۔۔

"امی آپ سن رہی ہیں ناں بھائی آج کتنی فضول باتیں کر رہے ہیں۔۔ ام۔۔امی ۔۔" لاؤنج میں داخل ہوتے وہ پر امید انداز میں بولی تھی لیکن اگلے ہی لمحے لاؤنج میں داخل ہو کر اس کی نظر زمین پر رکھے ماں کے جسد خاکی پر پڑی یہ ایک ناقابل یقین منظر تھا منظر دیکھتے ہی اس کے دل میں زوردار جھٹکا محسوس ہوا سانس مدھم پڑ گئی وہ آنکھیں پھاڑے ساکت کئیں لمحوں تک اپنے سامنے موجود اس منظر کو غیر یقینی انداز سے دیکھ رہی تھی۔۔

"ام۔امی۔۔امی اُٹھیں یار آپ یہاں کیوں لیٹی ہیں۔۔امی۔۔امی آنکھیں کھولیں۔۔!!" وہ والدہ کا جنازہ دیکھ کر اس کے قریب بیٹھتی بے یقینی سے بولی اس کے ذہن نے سامنے موجود اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے یکسر انکار کیا۔۔

عالیہ میرا بچہ۔۔"شیر زمان پیچھے سے اس کے کندھے تھامے اسے حوصلہ" دینے کی کوشش کر رہا تھا جو بالکل خشک آنکھیں لیے شدید حیرت میں مبتلا ساکت بیٹھی تھی یہ سب اس کے لیے واقعی بہت اچانک اور غیر یقینی تھا یہی وجہ تھی کہ اسکا صدمہ بھی بہت بڑا تھا مگر اب بھی اسے ایک اور حقیقت کا سامنا کرنا باقی تھا۔۔

بابا۔۔ بابا پلیز آپ ہی ان سے کہہ دیں کہ اٹھ جائیں۔۔"اس نے والد کو" جھنجوڑتے التجائی انداز میں کہا۔۔

میری جان وہ جا چکی ہے سچ کو تسلیم کر لو، رو لو تاکہ دل ہلکا ہو جائے تمھارا۔۔"""
والد نے اس کا چہرہ تھامتے سرخ نم آنکھیں اس کی آنکھوں میں گھاڑتے کہا۔۔

ایسے کیسے جا سکتی ہیں؟"اس نے سخت لہجے میں چلا کر فوراً جواب دیا جس کی" آواز مینشن کے لاؤنج میں گونجی تھی۔۔

"بابا میں نے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں امی سے اتنے دنوں بعد آئی ہوں میں، اٹھائیں ان کو فوراً۔ امی اُٹھیں ناں۔۔" عالیہ نے والد سے دوبارہ کہا جس کی حالت دیکھ کر شیر زمان کی آنکھوں سے بھی آنسوں جاری ہوئے وہ عالیہ کا سر اپنے سینے کے قریب کرتے اسے سنبھالنے لگا لیکن وہ کہاں کسی کی بات ماننے والی تھی وہ خود کو والد سے الگ کرتی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور دوبارہ لان کی جانب بھاگی جبکہ شیر زمان بے بسی سے اپنی زوجہ کے جسد خاکی کے قریب بیٹھا آنسو بہانے لگا۔۔

"علی۔۔ علی تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اندر چلو، تمھاری بات وہ مانیں گی۔۔ اسے اٹھنے کو کہو،" وہ لان میں دوبارہ اپنے شوہر کے پاس پہنچتی اسے مخاطب کر گئی جو مسلسل بارش میں کھڑا اب مکمل بھیگ چکا تھا وہ واحد شخص تھا جو عالیہ کو اپنی ماں کے بعد بہت عزیز تھا صرف وہی تھا جو عالیہ کو ایسی صورتحال میں سنبھالنے کی صلاحیت رکھتا تھا مگر آج وہ ساکت خاموش کھڑا تھا۔۔

علی چلو ناں ان سے کہو کہ میں ان کے بغیر نہیں جی پاؤں گی اٹھاو ناں امی "
کو۔۔" وہ بلا آخر التجائیں کرتی تھک کر اپنا ماتھا اس کی چوڑی چھاتی سے لگاتی گویا
ہوئی۔۔

اب اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی مگر بارش کے سبب محسوس نہ ہوئی تھی
جبکہ اس کا علی سے التجاء کرنا اپنا ماتھا اس سے ملحق کرنا اور اس کا جملے علی کے دل
میں زہریلے تیر کی مانند چبھے تھے وہ مٹھیاں بھینچے خود پر ضبط رکھنے کی کوشش کر
رہا تھا۔۔

عالیہ ممم میں۔۔!" وہ ہمت جمع کرتے اپنی سچائی کا ذکر اپنی زوجہ سے کرنے لگا"
مگر ابھی وہ کہنا شروع ہی ہوا تھا کہ اسی لمحے پولیس کے ہمراہ گفتگو میں مصروف
دستور کی نظریں بھی عالیہ پر پڑی جسے علی کے قریب دیکھ کر وہ گفتگو ادھوری
چھوڑتے ہوئے اس کی جانب بڑھنے لگا۔۔

عالیہ سنبھالو خود کو۔۔" وہ پیچھے کندھوں سے عالیہ کو تھام کر علی سے الگ کرتا" گویا ہوا وہ الگ ہو کر حیرت سے سامنے موجود اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس نے کسی بھی بات پر کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا اسے آج اس حرکت پر اپنا شوہر اجنبی سا محسوس ہوا۔۔

تم کچھ بولتے کیوں نہیں۔۔؟"اس نے تعجب بھرے انداز میں علی سے سوال" کیا جسے دستور بھی اب گھور رہا تھا۔۔

"!عالیہ اندر چلو پلیز۔۔"

بھائی ایک منٹ۔۔" دستور نے عالیہ کو تھام کر لاؤنج کی جانب کھینچنے کی" کوشش جس پر وہ اپنے قدم مضبوط کیے جواباً گویا ہوئی جبکہ اس کی نظریں اب بھی علی پر ٹکی تھیں۔۔

عالم صاحب۔۔ ہمیں جیسے ہی خبر ہوئی تو ہم حاضر ہو گئے مگر مجھے لگتا ہے اب" کاروائی آپ لوگوں کی جانب سے تاخیر کا شکار ہے ہمارا وقت برباد کر رہے ہیں "آپ لوگ۔۔

پولیس انسپکٹر جس سے دستور نے گفتگو ادھوری چھوڑی تھی وہ اپنی برہمی ظاہر کرتا دستور کے قریب پہنچ کر گویا ہوا جبکہ عالیہ انسپکٹر کی گفتگو نظر انداز کرتی مسلسل ساکت کھڑی علی کو تک رہی تھی۔۔

سرسری اس معاملے کی تحقیقات کی ہے مزید گہری اور تفصیلی تحقیق پرچہ درج" کرانے کے بعد ہو گی۔۔ باقی تو آپ بھی اس بارے میں باخبر ہو ہی چکے ہوں گے کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا۔۔؟"انسپکٹر اپنی ٹھوڑی مسلتے علی کی جانب تکتا دستور سے گویا ہوا۔۔

جی انسپکٹر اشرف حقیقت جان چکا ہوں میں۔۔"دستور نے بھی سرخ آنکھوں" سے علی کی جانب گھورتے ہوئے کہا۔۔

"عالم صاحب آگر آپ پوسٹ مارٹم کی اجازت دیتے ہیں تو باڈی ہمیں تحویل میں لینی ہو گی اور اسی مقصد کے لیے شاہ صاحب ہمیں آپ کو اپنے ساتھ لے کر جانا ہو گا۔۔"

"وٹ۔۔؟"انسپکٹر اشرف نے دستور کو مخاطب کیا اور علی کو ساتھ لے جانے کا کہا جس پر تعجب سے عالیہ گویا ہوتی انسپکٹر کو دیکھنے لگی۔۔

"اس بات کی کیا تک بنتی ہے انسپکٹر۔۔؟"فیصل شاہ نے اشرف کا جملہ سن کر رعب دار آواز میں سختی سے سوال کیا۔۔

"بڑے شاہ جی۔۔ آپ کو شاید علم نہیں مگر ابھی آپ کے علم میں اضافہ کیے دیتے ہیں۔۔"اشرف تحقیر آمیز لہجے میں فیصل شاہ سے گویا ہوتا علی کے قریب پہنچا۔۔

تو شاہ صاحب بتائیے آپ کی گاڑی اس بڑے سے ٹرک سے کیسے ٹکرائی اور یہ "
حادثہ کیسے پیش آیا۔۔" وہ علی کی جانب دیکھتے سوالیہ گویا ہوا جو نظریں پھیرتا خاموش کھڑا تھا بارش بھی اسی طرح اپنے زوروں پر برس رہی تھی جبکہ عالیہ اب ماتھے پر بل ڈال کر انسپکٹر اشرف کی جانب دیکھتے اس معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ظاہر سی بات ہے یہاں تو ان سے جوابات دیے نہیں جا رہے انہیں تفصیلاً سوال "
جواب کے لیے ساتھ تو لے کر جانا پڑے گا۔۔" اشرف نے اپنے دوسرے جملے میں فیصل شاہ کو مخاطب کیا جو ماتھے پر بل ڈالے اسے انگار آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ انسپکٹر اشرف نے عالیہ کی خود پر پڑتی تعجب بھری نظروں پر اس کی الجھن سلجھانے کے لیے پھر علی سے مخاطب ہونے لگا۔۔

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جس گاڑی میں عالم زمان کی والدہ سوار تھیں وہ آپ کی" گاڑی تھی جو آپ ہی چلا رہے تھے اور وہ ٹکرائی اس ٹرک سے یوں یہ حادثہ پیش آیا۔۔؟"

"کیا۔۔؟؟؟"

اشرف نے علی سے سوال کرتے حقیقت کو عالیہ کے روبرو کیا جس پر وہ شدید حیرت زدہ ہوتی یک لفظ ادا کر گئی جبکہ دستور نے اشرف کے جملے پر کرب سے آنکھیں میچیں۔۔

انسپکٹر صاحب میں آپ کے ساتھ کہیں بھی چلنے کے لیے تیار ہوں۔۔" علی" نے نظریں جھکائے سرگوشی نما کہا۔۔

"زبردست تو چلو۔۔"

ویٹ۔۔!!!" اشرف علی کو جواب دیتا پلٹ کر قدم بڑھانے لگا جس پر عالیہ" چلاتے گویا ہو کر ان کے بڑھتے قدموں کو ٹھہرا گئی۔۔

یہ میں نے کیا سنا۔۔؟"وہ علی کے روبرو کھڑی ہوتی سرد لہجے میں سوال کرنے لگی۔۔

"یہ۔۔یہہ۔یہ سب کچھ تتتت۔۔تمھاری وجہ سے ہوا ہے؟؟"اس نے پھر بے یقینی سے کہا مگر مقابل خاموش تھا کیونکہ اسے عالیہ کے صدمے کا اندازہ تھا اسے علم تھا کہ اس کے پاس فلحال خود کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں اور محض لفاظی پر وہ سرپھری لڑکی آج یقین نہیں کرنے والی۔۔

""""تم سے بار بار کچھ پوچھ رہی ہوں، بت بنے کیا کھڑے ہو؟جواب دو مجھے۔۔ وہ اپنا ضبط کھوتی علی کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتے شیرنی کی مانند غرائی۔۔

"یہ سب تم نے کیا ہے ناں۔۔"وہ علی کا گریبان جھٹک کر پیچھے دھکیلتے بولی مگر علی اب بھی خاموش تھا اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر شبانہ بیگم کا کلیجہ بھی منہ کو آرہا تھا وہ فیصل شاہ کے بازو پر زور ڈالتے اس معمالات کو سنبھالنے کا اشارہ دے رہی تھی جبکہ وہاں ہر کوئی اب اس منظر کو دیکھ کر پریشان تھا۔۔

"!بیٹا۔۔"

"اس وقت میں صرف آپ کے بیٹے سے مخاطب ہوں۔۔اور مجھے وہی جواب دے گا۔۔!"فیصل شاہ نے عالیہ کو مخاطب کیا تھا جس کی بات کاٹتے وہ سخت لہجے میں جواباً بولی اس کے لہجے سے ظاہر تھا کہ وہ اس وقت کس قدر غصے میں ہے اسکا وہی ماضی کا غصیلہ روپ آج پھر سب کے سامنے تھا۔۔

علی انسپکٹر نے کیا کہا؟ وہ گاڑی تمھاری تھی یا نہیں۔۔؟"اس نے پھر سخت لہجے" میں علی کو مخاطب کرتے سوال کیا جس پر علی نظریں جھکائے مدھم سا اثبات میں سر ہلا گیا یہ عمل دیکھتے ہی سرخ آنکھیں پھاڑے غصے میں بپھری لڑکی کی اس اقرار پہ سانسیں کچھ لمحوں کے لیے گویا بند ہو چکی تھیں اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی یہ اسے دوسرا بڑا دھچکا لگا تھا۔۔

اس نے علی کے چہرے کو اس کے کپڑوں کو اس کی حالت کو کچھ لمحے ساکت کھڑے دیکھا پھر اپنی ماں سے کی گئی آج کی گفتگو کو یاد کیا، کل کی گزری رات کو یاد کیا جو آخری ثابت ہوئی اور اس سب کی وجہ اس وقت بظاہر اس کے مقابل

میں کھڑا یہ شخص یعنی اس کا شوہر تھا جو ابھی ابھی اقرار بھی کر چکا تھا وہ تمام منظر ذہن میں لاتے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی، جس سے وہ بے پناہ محبت کرتی تھی آج اسکا بنا اس کے سامنے کھڑا تھا، اس کے جرم کا خیال آتے ہی عالیہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا۔۔

"عالیہ۔۔!!

"عالیہ یہ کیا طریقہ ہے۔۔"
"شوہر ہے وہ تمھارا۔۔"
اس کی اس حرکت پر لان میں موجود سب آنکھیں پھاڑے ششدر ہو کر اسے پکارنے لگے۔۔
عالیہ یہ کیا کر رہی ہو۔۔" دستور نے اپنی بہن کو دیکھنے اسے دانٹ کر پیچھے" ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ قدم مضبوط جمائے علی کی جانب ساکت کھڑی دیکھ رہی تھی۔۔

"تو اس لیے مجھے اپنے کپڑوں پر لگے اس خون کا جواب تم نہیں دے پا رہے تھے کیونکہ یہ میرا خون تھا۔۔!!" وہ ساکت کھڑی سخت لہجے میں بولی۔۔

"اتنا بڑا نقصان کیسے کر دیا تم نے میرا۔۔" وہ دوبارہ غراتے علی کو پیچھے کی جانب دھکیل گئی۔۔

"یہ بد قسمتی سے ایک غلطی ایک اتفاق تھا مگر یہ پورا سچ نہیں ہے۔۔" وہ اتنی دیر میں اپنا پہلا جملہ ادا کرتے بولا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوں بھی جاری ہوئے اور رات کے اندھیرے میں بارش بھی تیز کڑکتی بجلی کے ساتھ برس رہی تھی۔۔

"اتفاق؟؟ میری زندگی میں سب سے امپورٹنٹ پرسن کو تم نے موت کی بھینٹ چڑھا دیا تمھیں یہ محض اتفاق اور چھوٹی سی غلطی لگتی ہے۔۔؟" وہ پھر سختی سے گریبان تھامے شیرنی کی مانند بپھری علی کا جملہ اسے مزید طیش دلا گیا تھا۔۔

"گناہ کیا ہے تم نے بہت بڑا گناہ۔۔" وہ مزید بولی۔۔

جانتا ہوں میں تمھارا گناہگار ہوں جو سزا دینا چاہو مجھے قبول ہے۔۔"وہ اس کی" آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے اثبات میں سر ہلاتے گویا ہوا۔۔

علی کیا کہہ رہے ہو بیٹا یہ سب کچھ تم نے نہیں کیا ہے۔۔!"فیصل شاہ علی کی" بات کاٹتے اس کی حمایت میں بولا۔۔

سزا تو تمھیں ضرور ملے گی۔۔ مگر اس وقت ابھی کے ابھی دفع ہو جاؤ یہاں سے" ۔۔"عالیہ فیصل شاہ کا جملہ نظرانداز کرتے علی کے گریبان کو جھٹک کر گویا جبڑا بھینچتی گویا ہوئی۔۔

چلیے انسپکٹر صاحب۔۔"وہ نظریں جھکائے اشرف کو مخاطب کرتے لان سے" روانہ ہوا جس پر اشرف بھی اثبات میں سر ہلاتے اپنی نفری لیے علی کے ہمراہ چل پڑا۔۔

دوسری جانب علی کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی عالیہ لڑکھڑاتی زمین پر گر پڑی اس کے ہاتھ ایک ہی دن میں قریبی رشتوں سے خالی ہو چکے تھے اپنی زندگی میں اسے اتنے بڑے طوفان کی کبھی امید نہ تھی مگر وقت کسی کا اپنا نہیں ہوتا یہ آزمائش بھی اس کے مقدر کا حصہ بننا تھی۔۔

عالیہ۔۔عالیہ سنبھالو خود کو۔۔"سائرہ عالیہ کے قریب پہنچ کر اسے تھامتے گویا" ہوئی۔۔

"علی بیٹا رو کو۔۔"
بیٹا ایسے نہیں جا سکتے، تم نے کچھ نہیں کیا ہے ہمیں اصل مجرموں تک پہنچنا" ہے۔۔"فیصل شاہ نے دوڑتے علی کو روک کر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

بابا یہ گناہ تو مجھ سے ہی ہوا ہے، گاڑی میری تھی، میں چلا رہا تھا، سزا کا اصل" "!! حقدار بھی میں ہی ہوں۔۔

"!! نہیں بیٹا روکو۔۔"

علی سرد لہجے میں جواب دیتا مزید کچھ سنے بنا روانہ ہوا۔۔

۔

۔

کربناک دن گزرنے کے بعد اب رات کے دس بج چکے تھے آسمان نے گہری سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی یہ سردیوں کی سنسان راتیں تھیں جہاں سڑکوں پر صرف سرد ہوا کا گشت تھا جبکہ بارش بھی تھم چکی تھی زمان اور شاہ خاندان کی آنکھوں کی طرح آج شہر کی زمین بھی نم تھی۔۔

علی تفتیشی افسر اور انسپیکٹر اشرف سمیت تفتیشی کمرے میں افسردہ کرسی پر بیٹھا تھا کمرے میں مدھم روشنی ایک ٹیبل اور تین کرسیاں موجود تھیں۔۔

"جی تو شاہ صاحب شروع سے بتائیے کہ کیا ہوا۔۔"
اشرف نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔۔

"میں نے گاڑی میں امی کو کال کی تھی خیریت دریافت کرنے کے لیے انہوں نے کہا کہ وہ ہاسپٹل میں ہیں۔۔"

"ہاں ہاں اسکا مسلہ نہیں وہ کال ڈیٹا ہم نکال لیں گے آپ آ گئے کا بتائیے۔۔"
علی کی بات کاٹتے تفتیشی افسر نے فوراً اپنا جملہ ادا کیا۔۔

"میں کال کے بعد ہاسپٹل پہنچا اور انہیں ریسیو کر کے ہم زمان ہاؤس کا رخ کر گئے مگر راستے میں کچھ لوگوں نے ہم پر حملہ کیا۔۔" علی نے سرد لہجے میں انکشاف کیا جس پر اشرف اور تفتیشی افسر نے ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھا۔۔

کچھ لوگوں نے۔۔؟ یہ بات آپ نے پہلے گوش گزار نہیں فرمائی۔۔؟''''
اشرف نے استہزائیہ انداز میں پوچھا اسی دوران دروازے کے قریب کچھ آہٹ اور شور کی آواز محسوس ہوئی جس پر سب کا دھیان دروازے کی جانب ہوا۔۔

شاہ جی۔۔!! چھوڑو مجھے تمھیں اندازہ نہیں ہے کہ ایک سینئر پولیس والے کو روکنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔۔''
دانیال کا وہی دوست انسپکٹر فہیم وردی میں ملبوس پولیس اہلکار کو انگار نظروں سے دیکھتا سخت لہجے میں بولا۔۔

صاحب اندر بہت اہم تفتیش چل رہی ہے انسپکٹر اشرف کا خاص حکم ہے کہ کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔۔'' اہلکار نے مودبانہ انداز میں جواب دیا مگر اس وقت کوئی بھی دلیل اور جواب دانیال و فہیم کے مزاج پر اثر انداز کہا ہونے والے تھے وہ بے انتہا غصے کا شکار سرخ چہرہ لیے اہلکار کو دیکھ رہے تھے گویا ابھی غضبناک اثر سے اہلکار کو دبوچ ڈالیں گے۔۔

بکواس بند کرو شاید تم مجھے جانتے نہیں ہو۔۔ ہٹو۔۔ اندر آنے دو ہمیں۔۔ علی" کہاں ہو تم۔۔۔" فہیم نے اہلکار کا گریبان پکڑ کر غضبناک تاثر عیاں کرتا گویا ہوا جبکہ ساتھ ہی دانیال نے دروازے کے باہر ندا لگائی۔۔

کون ہے باہر؟ کیا جاہلانہ شور مچار کھا ہے۔؟" تفتیشی افسر نے مسلسل آہٹوں" سے اکتا کر کہا۔۔

دانیال ہو گا اسے اندر آنے دو۔۔" علی نے آواز کی شناخت پر سرد لہجے میں حکم" صادر کرتے انداز سے کہا۔۔

علی کے جملے پر تفتیشی افسر ماتھے پر بل ڈالتے اُسے دیکھنے لگا اس پر علی کا انداز بے حد ناگوار گزرا تھا مگر وہ لوگ باخوبی جانتے تھے کہ وہ ملک کی جانی مانی شخصیت ہے اس سے جھڑپنا یعنی سیدھا اپنے لیے مصیبت مول لینے کے مترادف ہے۔۔

بھیجوا نہیں۔۔!" تفتیشی افسر نے اشرف کو حکم دیتے کہا جس پر وہ بدمزاج انداز میں کرسی سے اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے رکوانے کی۔۔" دروازہ کھولتے اس نے فہیم کو" دیکھا جو انگار آنکھوں سے اشرف کو گھورتا دھمکی آمیز انداز میں بولا۔۔
مجھے الہام ہوا تھا کہ تم آرہے ہو۔۔"اشرف نے اسپاٹ لہجے میں کہا اور دروازہ" کھلا چھوڑ کر واپس اپنی کرسی پر آبیٹھا جبکہ در کھلتے ہی فہیم اور دانیال فوراً داخل ہوتے علی کے قریب پہنچے۔۔

اسلام و علیکم شاہ جی۔۔انہوں نے آپ کو تنگ تو نہیں کیا۔۔؟" فہیم نے علی کو" مودبانہ انداز میں مخاطب کیا جسکا جملہ سن کر افسر کے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں۔۔

وا علیکم اسلام فہیم سب کچھ ٹھیک ہے تم نے زحمت کی آ کر۔۔" علی نے اشرف سے نظریں ملائے بغیر سرد لہجے میں کہا۔۔

"آپ مسلئے میں پھنسے ہو اور ہم غیر حاضر رہیں ایسا کیسے ممکن۔۔؟"

تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔" دانیال نے علی کے کندھے پر ہتھیلی رکھتے فکریہ لہجے میں" پوچھا۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔" اثبات میں سر ہلاتے اس نے دانیال کو دیکھ کر سرد" لہجے میں کہا۔۔

اب مزید سلام دعا بعد میں کر نا ابھی ہم اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہیں اور تم اس" میں دخل اندازی کر رہے ہو جو مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔" افسر فہیم کو کچھ لمحوں تک برداشت کرنے کے بعد اپنا ضبط کھوتا اسپاٹ لہجے میں بولا جس پر اشرف نے بھی ہاتھ باندھتے کرسی پر ٹیک لگا کر فہیم کو گھورنا شروع کیا۔۔

شاہ جی میں تو آپ پہ حیران ہوں اس جیسے آدمی کے منہ لگ رہے ہیں آپ؟ یہ" آپ کا اسٹینڈرڈ نہیں ہے۔۔ آپ گھر جائیں آرام کریں سارا مسئلہ ہم سلجھا دیں گے۔۔" فہیم آفسر کی بات نظرانداز کرتے اس کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے علی سے گویا ہوا جس پر آفسر نے بے بسی سے اپنی مٹھیاں بھینچیں کیونکہ فہیم اپنے عہدے کے لحاظ سے اعلیٰ درجے پر پہنچا تھا۔۔

فہیم یہ کوئی چھوٹا مسلہ نہیں ہے مجھے ابھی اشرف کو ساری تفصیلات بتانے دو تم" سے بعد میں بات کروں گا۔۔" علی نے مدھم آواز اور سنجیدہ انداز میں کہتے گفتگو کا اختتام کرنا چاہا۔۔

سن لیا۔۔؟ اب مہربانی کرو یہاں سے جاؤ اور ہمیں اپنا کام کرنے دو۔۔! ویسے" بھی تمھارا ٹرانسفر ہو چکا ہے تو یہاں تمھاری موجودگی کا کوئی خاص سبب نہیں بنتا۔۔" اشرف نے علی کا جملہ مکمل ہوتے ہی فوراً کہا جسے ماتھے پر بل ڈالے فہیم سننے لگا۔۔

سبب نہیں بنتا؟" فہیم نے تعجب سے کہا۔۔"

غلط فہمی کا شکار ہو تم۔۔ تمھاری غلط فہمی دور کرتے ہوئے بتاتا چلوں کہ بھلے ہی" ٹرانسفر ہو چکا ہو مگر ابھی بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہوں اور مجھے آگر علم ہوا کہ تم نے شاہ صاحب سے کوئی غیر مناسب رویہ اختیار کیا ہے تو خود کا انجام سوچ لینا پھر۔۔" فہیم اشرف کی کرسی پر جھکتے اسے سرگوشی نما انداز میں دھمکی دیتا بولا۔۔

"کیا مطلب ہے تمھارا۔۔؟"

"!جو سمجھے ہو۔۔وہی۔۔"

چلو دانیال۔۔" وہ اپنی وردی ٹھیک کرتے اسپاٹ لہجے میں جملہ ادا کرتے" کمرے سے باہر کی جانب دانیال کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

رات کے بارہ بجنے کو تھے فہیم دانیال کے ہمراہ ایک خوبصورت فام ہاؤس پہنچا تھا جو شہر سے کچھ تھوڑے فاصلے پر واقع تھا فام ہاؤس کی حالت سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی تعمیر ابھی کچھ ہفتے پہلے کی گئی ہے۔۔

وہ لوگ فام ہاؤس کے پار کینگ ایریا میں گاڑی کھڑی کرتے دروازے کی جانب رخ کر گئے فام ہاؤس میں بارش کے بعد گیلی سبز گھاس مدھم روشنی سرد ہوا اور خاموش ماحول میں بے حد پر سکون اور خوشگوار منظر تھا جسے تعجب سے دیکھ کر وہ دونوں دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوئے تعجب یہ بھی تھا کہ مین گیٹ اور لاؤنج کے دروازے کھلے تھے مگر وہاں کوئی گارڈ یا ملازم موجود نہ تھا۔۔

شاہ جی آپ نے ہمیں یہاں کیوں بلایا۔۔؟"لاؤنج میں اس نے علی کو صوفے" پر براجمان دیکھتے مخاطب کیا جواب خون آلود لباس بدل کر فل سلیوز زردی

شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے آتش دان میں آگ جلائے لاؤنج میں بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔

"ہاں آؤ بیٹھو یہ فام ہاؤس ذرا سیف ہے یہاں کا کسی کو علم نہیں میڈیا والے یہاں نہیں پہنچ سکتے اس لیے تم دونوں کو یہیں بلایا۔۔" وہ نہایت سنجیدہ لہجے میں رعب دار آواز کے ساتھ گویا ہوا۔۔

"اچھا کیا تم نے مگر تم ٹھیک تو ہو ناں مجھے تمھاری بہت فکر تھی۔۔" دانیال صوفے پر اس کے قریب بیٹھ کر فکریہ لہجے میں سوال کرتا بولا۔۔

"آج کا دن میری زندگی کا سب سے خوفناک دن تھا ایک طوفان آیا اور لمحے بھر میں سب کچھ برباد کر کے چلا گیا۔۔" اس نے نہایت سرد مہری اور غمزدہ ہو کر کہا اس کی آنکھیں شام کا منظر یاد کرتے پھر نم ہوئی تھیں۔۔

امید رکھو سب کر دیں گے ہم لوگ۔۔"دانیال نے خود کو علی کے قریب" کرتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیتے کہا۔۔

شاہ جی یہ جس نے بھی کیا ہے وہ ہم سے بچ نہیں پائے گا۔۔"فہیم نے دانتوں" کو پسوڑتے سخت لہجے میں علی کو امید دلاتے کہا جس پر علی نے خاموشی سے محض اثبات میں سر ہلایا۔۔

آپ مجھے بتائیں آپ کو کسی پہ شک ہے۔۔؟"فہیم نے پھر کہا۔۔"

میری کسی سے کھلی دشمنی نہیں نہ ہی پچھلے دنوں کسی سے کوئی کاروباری" جھڑپ ہوئی۔۔"علی نے ذہن پر زور ڈالتے محویت سے کہا۔۔

علی تم بھول رہے ہو حقانی کا بیٹا بھی آیا ہے۔۔"دانیال نے جھٹ سے نشاندھی" کی جس کے جملے کو فہیم بھی آنکھیں چھوٹی کیے مزید دلچسپی سے سننے لگا دانیال کا شک اور اس کا اندازہ بالکل درست تھا مگر وہ اب تک فہاد سے ملاقات نہ کر پایا تھا ورنہ فہاد کے لب و لہجے کو دیکھ کر کبھی اس پر شک نہ کر پاتا۔۔

ممکن ہی نہیں۔۔اس سے دو دفع مل چکا ہوں میں ،اپنے باپ سے بہت مختلف "
اور اچھا انسان ہے دوسری بات یہ کہ کل ہی اس واقعے سے تین گھنٹے پہلے میں
نے اس کے ہاتھوں کانٹریکٹ سائن کروایا ہے وہ اسے کسی صورت نہیں توڑ
سکتا۔۔" علی اس کی منافقت پر یقین کرتا دلیل دے کر دانیال کا شک یک سر
صاف الفاظ میں رد کر گیا۔۔

شاہ جی مجھے اس کانٹریکٹ کی کاپی درکار ہو گی اور مجھے یہ بتائیں جب آپ پہ حملہ "
ہوا تو آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا۔۔؟" فہیم نے سوال کیا۔۔
" نہیں دیکھ پایا ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔۔"
افففف۔۔!" علی کے نفی میں جواب پر فہیم نے اکتاتے زور سے اپنی ہتھیلی ٹیبل "
پر پٹکی۔۔

تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے۔۔!" دانیال نے" ماتھے پر بل ڈال کر علی کے جملے پر غور کرتے ہوئے اس کے جملے کی تشریح کر گیا جس پر فہیم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"مجھے حیرت ہے انہیں میری ہاسپٹل پہنچنے کی خبر آخر کہاں سے ملی۔۔؟"

شاہ جی یہ جاننے کے لیے تو ہمیں آپ کے ہمراہ موجود گارڈز کو پکڑنا ہو گا۔۔"" فہیم نے علی کو مخاطب کرتے ہوئے گزارشی انداز میں کہا۔۔

"جو بھی کرنا ہے کرو مگر اس معاملے کی تہہ تک پہنچو۔۔"

علی نے پریشان کن لہجے میں اجازت دیتے کہا وہ اس بار بری طرح دشمن کے وار کا شکار ہوا تھا یہ بات اس کے لیے بھی تعجب کا باعث تھی۔۔

دھیان رہے فہیم یہ انویسٹیگیشن ہم لوگ خفیہ رکھیں گے اس حوالے سے" "میڈیا یا پولیس والوں کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔۔

بے فکر رہو۔۔!" دانیال کی ہدایات پر فہیم اسے یقین دلاتے مطمئن کر گیا"
انہیں گمان تھا کہ میشل کے کیس کی طرح وہ اس معاملے کو بھی جلد سلجھا لیں گے
مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس بار انکا سامنا ہادی نامی بلا سے ہوا ہے جو آج تک
کسی کے ہاتھ نہ آسکا ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اس واقعے کو آج دو دن گزر چکے تھے جو انتہائی المناک اور دونوں خاندانوں کے
لیے یہ نہایت سیاہ دن تھے۔۔

عالیہ شاہ آج بھی اپنے کمرے میں زمین پر اپنی والدہ کی پوٹریڈ تصویر کے آگے
گھٹنوں میں سر دیے غم سے نڈھال بیٹھی تھی جو اُسی دن کے آفس والے لباس
سفید شرٹ گلابی پینٹ میں بکھرے بندھے بال سرخ آنکھیں مرجھایا چہرہ لیے
دو دن سے مسلسل روتے روتے خود کو کمرے میں بند کیے ہلکان کر چکی تھی۔۔

شیر زمان نے ان دو دنوں میں ساتویں دفع سائرہ کو اس کے کمرے کی طرف بھیجا جو مسلسل چھ مرتبہ ناامید ہو کر واپس آجایا کرتی تھی کیونکہ عالیہ پر کسی کی بات کسی کا دلاسہ کچھ بھی اثرانداز نہیں ہو پارہا تھا۔۔

دروازے پر دستک دے کر سائرہ کھانے سے لدی ٹرے ہاتھوں میں تھامے عالیہ کے کمرے میں داخل ہوئی جسے زمین پر بیٹھا دیکھ کر اس نے تکلیف سے گہری سانس کھینچی اور خود کو پرسکون کرتے اس کے جانب بڑھی۔۔

"عالیہ بس بھی کرو، سب تمھیں لے کر بہت پریشان ہیں، تم نے دو دنوں سے کچھ نہیں کھایا، پلیز آج تھوڑا سا کھالو۔۔"
وہ ٹرے زمین پر رکھ کر اسے التجائی انداز میں آمادہ کرنے کی کوشش کرتے گویا ہوئی جس کی آواز سن کر عالیہ نے گھٹنوں میں دیا سر باہر نکالا۔۔

"عالیہ۔۔تم سن رہی ہوناں پلیز تھوڑا سا کھالو۔۔"سائرہ نے پھر کہا جس کے جواب میں اسے صرف خاموشی کا سامنا کرنا پڑا۔۔

"یہ لو پلیز۔۔"سائرہ نے نوالہ بنا کر عالیہ کے چہرے کے قریب کرتے پھر سے التجائی انداز میں کہا۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔۔"اس کا ہاتھ کا رخ موڑتی مدھم آواز میں بولی۔۔

"ایسا کب تک چلے گا یار؟خود بھی مرنا چاہتی ہو؟مگر یہ ضرور سوچ لینا کہ تمھارے بعد امرحہ کا کیا ہوگا۔؟"سائرہ نے برہمی سے کہا اس نے آج عالیہ کو یاد دلایا تھا کہ وہ خود بھی کسی کی ماں ہے۔۔اپنی بیٹی کا ذکر سن وہ تڑپ سے چونکی اور سائرہ کی جانب دیکھنے لگی۔۔

"میں جانتی ہوں کہ صدمہ بہت بڑا ہے مگر کسی کی نہ سہی امرحہ کی خاطر خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اسے تمھارے بغیر کچھ بھی کرنا

نہیں آتا تمھیں اس کی خاطر تو جینا ہے ناں۔۔" سائرہ نے عالیہ کا کندھا تھامتے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی جس کی یہ بات وہ ساکت بیٹھی پلک جھپکائے بنا غور سے سن رہی تھی۔۔

"امرحہ۔۔امرحہ۔۔!!میری بیٹی۔۔کہاں ہے وہ اس وقت۔۔؟"
پر سکون رہو وہ میرے گھر پر ہے عرفان اور فاطمہ کے ساتھ۔۔"اپنی بیٹی کے" ذکر پر وہ تڑپ کر پریشان کن لہجے میں گویا ہوئی جس کے جواب میں سائرہ نے اسے مطمئن کرتے کہا۔۔

اسے لے آؤ بھائی سے کہو اسے لے آئے۔۔!"وہ بے چینی ظاہر کرتے بولی۔۔"

ہاں میں کہتی ہوں بھائی سے اور یہی تمھیں سمجھا رہی ہوں اپنے صدمے میں تم" سب کچھ یہاں تک کہ اپنی اولاد بھی بھول گئی ہو ایسا مت کرو جو جزبات

تمھارے ہیں خانم آنٹی کے لیے وہی جذبات امرحہ کے بھی ہیں تمھارے لیے
اس بات پر تھوڑا غور کرو۔۔!"

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس طرح اچانک میں اپنے اتنے قریبی رشتوں کو کھو بیٹھوں گی۔۔" اس نے غمزدہ ہوتے کرب سے آنکھیں میچ کر کہا اسی دوران اس کے آنکھوں سے آنسوں چھلک کر زمین کی نذر ہوئے۔۔

"خود کو پلیز سنبھالو۔۔" سائرہ نے اسے آپنے قریب کرتے دلاسہ دیا۔۔

"اس شخص سے محبت مجھے بہت مہنگی پڑی ہے سائرہ۔۔! اس کی محبت میں مجھے ایک بار پھر خسارا ہوا ہے اور یہ خسارا میرے لیے ہر چیز سے بڑا ہے جسے میں کبھی نہیں بھول سکتی۔۔!!"

وہ سائرہ کے گلے لگ کر علی کے ذکر میں اپنی محبت پر پچھتاوا ظاہر کرتے ہوئے روتے گویا ہوئی اس کے پچھتاوے سے ظاہر تھا کہ اس حادثے کے باعث اسکے ازدواجی تعلق میں بے انتہا دوریاں جنم لے چکی ہیں۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آرے آپ یہاں۔۔؟" عارض آفس کے کمرے میں بغیر دستک دیتے داخل" ہوا تو آفس کی کرسی پر عالیہ کو پا کر حیرت میں مبتلا ہوا جبکہ عالیہ اسکی آواز سن کر چونکتی خیالات کے بھنور سے باہر آئی۔۔

"!مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی آپ آفس آئیں گی۔۔"
وہ عالیہ کی خاموشی پر تعجب سے دوبارہ گویا ہوتا آفس کی ٹیبل تک پہنچا۔۔

عارض تم نہیں سمجھ سکتے کہ کس تکلیف میں ہوں۔۔ گھر بھی اب کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اسی لیے بھائی نے یہی مشورہ دیا کہ کچھ وقت آفس میں رہوں۔۔"

وہ سرد لہجے میں مدھم آواز کے ساتھ بولی گویا تکلیف کے باعث اس کے آواز کی سکت بھی ختم ہو چکی ہو۔۔

"میں بالکل سمجھتا ہوں۔۔ وقت مشکل ہے مگر یہ وقت بھی گزر جائے گا۔۔!"

وہ دلاسے کے بول بولتا اسے مستقبل کی اچھی امید دے گیا جسے سن کر وہ نظر انداز کر گئی اسی دوران عالیہ آفس روم کی ٹیلیفون گھنٹی بجنا شروع ہوئی۔۔

"ہیلو۔؟"

آپ سے ملاقات کے لیے فہاد سلمان آئے ہیں۔۔" عالیہ نے ٹیلیفون کان سے لگا کر کہا جس پر ریسیپشنٹ نے اسے ہادی کی آمد کی اطلاع دی۔۔

"اب کیوں آیا ہے یہ۔۔۔؟ ٹھیک ہے بھیجو۔۔!" وہ دل میں پہلا جملہ خود سے کہتے اگلے جملے میں ریسیپشنٹ کو جواب دے کر فون بند کر گئی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟" عارض نے عالیہ کے چہرے پر بدلتے تاثرات دیکھ کر سوال کیا۔۔

"فہاد ملنا چاہتا ہے پھر سے۔۔!"

"تو آپ فکر کیوں کر رہی ہیں کوئی بھی الٹی سیدھی حرکت کرے گا تو اسے میرا اور گارڈز کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔" عارض نے عالیہ کو مطمئن کرتے کہا۔۔

"عارض مجھے کسی چیز خوف نہیں ہے مگر اس کی بار بار آمد پر حیرت ہو رہی ہے مجھے۔۔" وہ اپنا جملہ مکمل کر ہی پائی تھی کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی اور فہاد بلو شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ پہنے سیاہ پینٹ اور سیاہ چمکتے جوتوں میں مقید پیرو سے قدم لیتا کمرے میں داخل ہوا۔۔

"اسلام و علیکم مس عالیہ۔۔! کیسی ہیں آپ۔۔؟" وہ چہرے پر منافقانہ خوش مزاجی سجائے ہوئے مقابل سے گویا ہوا جس کی چمچہ گیری پر عارض بھی اسے مشکوک نظروں سے گھورنے لگا۔۔

"اب کیوں آئے ہو۔۔؟" عالیہ نے اسپاٹ لہجے میں سوال کیا۔۔
"بتاتا ہوں انسان کچھ پہلے ذرا دعا سلام ہی کر لیتا ہے۔۔" وہ کرسی پر عالیہ کے مقابل بیٹھتا پر اطمینان لہجے میں گویا ہوا جبکہ قریب کھڑا عارض اسے اب بھی گھور رہا تھا۔۔

"تھوڑی بہت جان پہچان بنی تھی آپ سے اسی ناطے تعزیت کو آیا ہوں۔۔" وہ عالیہ کی خاموشی پر اسے آمد کی وجہ بتاتا موادبانہ انداز میں بولا۔۔
"مجھے نہیں لگتا کہ تمھیں اس زحمت کی ضرورت تھی" اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے مقابل کو جواب دیا۔۔

اِسے زحمت نہیں کہتے آپ کے دکھ کے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں،، میں اُس" خسارے کا ازالہ تو نہیں کر سکتا مگر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میری اور میری کمپنی کی پوری معاونت آپ کے ساتھ ہے کسی بھی قسم کی نیڈ ہو آپ ضرور یاد کیجئے آپ کا تعاون کرتے ہوئے مجھے خوشی ہو گی کہ میں آپ کے کسی کام تو آیا۔۔"اپنی بات کہتے ہوئے فہاد نے نہایت شاطرانہ انداز کے ساتھ اپنے الفاظ میں پر خلوص جذبے کا مظاہرہ کرتے مقابل کے دل و دماغ میں اپنی جگہ بنانے کی پہلی کوشش کی۔۔

اور اس مہربانی کی وجہ۔۔؟"عالیہ نے آئی بروا چکاتے پھر تعجب سے سوال" کیا۔۔

میرے کاروبار کو دوبارہ کھڑا کرنے میں اور میرے قانونی مسئلے ختم کرنے میں" آپ کی خاندانی کمپنی نے میری بہت مدد کی ہے اس لیے میں بھی بدلے میں آپ کے کام آنا چاہتا ہوں۔۔!"اس نے اپنے جملوں کے جال میں عالیہ کو مزید الجھایا۔۔

"ہم نے مدد کی ہے۔؟" وہ حیرت زدہ ہوتی بولی۔۔

"جی بالکل۔۔" فہاد نے اثبات میں سر ہلاتے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا دریں اثناء میں پھر سے دروازے پر دستک ہوئی اور عالیہ کا دھیان بھٹکا۔۔

"عارض۔۔!" دستک کے بعد وہ لڑکی پکار لگاتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔ یہی وہ ماڈل فریحہ تھی جو شاہ انڈسٹریز اور شازمان ٹیکسٹائل کے پراجیکٹ کا کام کرنے والی تھی اس نے پہلے بھی کئیں پراجیکٹ پر شاہ انڈسٹریز کے ساتھ کام کیا تھا وہ واقعی ایک پرکشش لڑکی تھی سنہری کندھوں تک آتے اس کے بال سفید رنگت بڑی بڑی سیاہ آنکھیں چھوٹی ناک اور خوبصورت عنابی لب وہ آج گلابی سلک شرٹ اور سفید پینٹ پہنے ہاتھ میں فائل تھامے کھلے بالوں لیے کمرے میں داخل ہو کر عارض کی جانب بڑھنے لگی۔۔ جبکہ مدھم مخالف جنس کی آواز پر فہاد نے بھی چونکتے گردن موڑی۔۔

"گڈ مارننگ عالیہ۔۔!"فریحہ نے عارض کی جانب بڑھتے عالیہ کو دیکھا جسے رک کر وہ مخاطب کر گئی عالیہ نے جواباً محض اثبات میں سر ہلایا جبکہ فریحہ کی نظریں اس کے مقابل میں بیٹھے شخص پر ٹھہر گئی وہ سبز آنکھوں والا خوبرو نوجوان جو مدھم مسکراہٹ لیے فریحہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ پلک جھپکائے بنا کئیں لمحوں تک ہر چیز سے بے نیاز ہو کر فہاد کو محویت سے دیکھ رہی تھی جسکا محو ہونا عارض نے محسوس کیا۔۔

"فریحہ صاحبہ۔۔؟آپ کوئی مجھ سے کوئی کام تھا۔۔؟"وہ شیلف کے قریب کھڑا مؤدبانہ لہجے میں گویا ہوتا اسے خیالات کی دنیا سے فوراً باہر کھینچ لایا۔۔

"جی۔۔؟اہہم۔۔ہاں۔۔یہ۔۔یہ ماڈلز کی ڈیٹیل ہے اسے دیکھو اور جو بھی مناسب لگے اسے سلیکٹ کر کے مجھے بتادو۔۔"وہ حواس بحال کرتے عارض کی جانب بڑھتے فائل تھما کر گویا ہوئی جبکہ فہاد اب بھی نظروں سے اسکا تعاقب کر رہا تھا۔۔

"ٹیکسٹائل میں ماڈلز۔۔؟" فہاد مدھم سا کسی کو مخاطب کیے بنا تعجب سے گویا ہوا۔۔

"جی کیونکہ کلاتھنگ برانڈ لانچ ہو گا اسی ٹیکسٹائل کا۔۔" فریحہ نے اس کی مدھم سی آواز بھی سن کر فوراً کہا۔۔

"اوو۔۔خوش خبری ہے یہ تو۔۔!" فہاد نے عالیہ کی جانب دیکھتے مسکرا کر کہا جو ماتھے پر بل ڈالے خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ میں دیکھ کر آپ کو آئی میل میں تفصیل بھیج دوں گا ابھی مجھے ذرا میٹنگ میں جانا ہے۔۔!" عارض نے فریحہ کی دی گئی فائلز کا جائزہ لینے کے بعد کہا جس پر فریحہ نے اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے رخصت لی۔۔

میں بھی اجازت چاہوں گا آپ زیادہ پریشان مت ہوں اس حادثے پر صبر "

"کریں کیونکہ سب نے جانا ہے اللہ خانم صاحبہ کی مغفرت فرمائے۔۔

"!آمین۔۔"

فریحہ کے کمرے سے نکلتے ہی فہاد بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا بلیزر کوٹ کا بٹن بند کرتے بولا جس پر عالیہ نے اسے جواب دیا۔۔

اسے اندازہ تھا فریحہ اس کی شخصیت سے ایک ہی نظر میں بے حد متاثر ہوئی ہے اور وہ اب اسی بات کا فائدہ اٹھانے چلا تھا۔۔

کمرے سے نکل کر اس نے ارد گرد نگاہیں پھیریں جہاں کچھ فاصلے پر کونے میں کھڑی آفس اسٹاف سے فائل لے کر گفتگو میں مصروف تھی۔۔

فہاد نے اپنی نگاہوں سے اس کے سراپے کا جائزہ لیا جو واقعی ہر لحاظ سے خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔۔وہ گفتگو تمام کرتے سامنے سے اسی کی جانب بڑھنے لگی مگر اسکا دھیان فائلز پر تھا جسکی بے دھیانی محسوس کرتے اس نے بلیزر

کوٹ کے جیب میں ہاتھ ڈالتے بزنس کارڈ نکال کراسی کی جانب تیزی سے روانہ ہوااور لمحے بھر میں اس سے ٹکراکر ساری فائلز زمین پر بکھیر گیا۔۔

اوام سوسوری۔۔!"اس افتادہ حرکت پر فریحہ نے نظر اٹھا کر فہاد کو دیکھااور" اپنا غصیلہ لہجہ یک دم بدلتے کہا۔۔

ریلی سوری مس فریحہ غلطی میری ہے میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔۔"وہ" مواد بانہ انداز میں مخاطب ہوااور جھک کر اس کی فائلز سمیٹنے لگا ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں موجود اپنا بزنس کارڈ اس نے ایک فائل میں ڈالا جس کے اس عمل کو وہ نہ فائل یک جان کرنے میں مصروف ہو کر نہ دیکھ سکی۔۔

کوئی بات نہیں۔۔"تمام فائلز دوبارہ سمیٹ کر وہ کھڑی ہوتی بولی۔۔"

"شکریہ ہیو آ نائس ڈے۔۔!" وہ بھی کھڑا ہو کر ایک انداز سے اپنا بلیزر کوٹ جھٹکتے ہوئے ٹھیک کرتا لبوں پر مسکراہٹ سجائے گویا ہو کر اس کے پاس سے اپنی خوشبو چھوڑتا گزرا۔۔

۔

۔

دستور عالم اپنے کمرے میں صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ میں مصروف تھا جبکہ دوپہر ہونے کو آئی تھی دریں اثناء نرمین بھی جوس کا گلاس تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

"یہ لیں۔۔" اس نے صوفے کی جانب کھڑے ہو کر گلاس دستور کے سامنے بڑھایا جس کی آواز سن کر وہ سر اٹھاتے اپنے سامنے اس خوبصورت لڑکی کو تعجب سے دیکھنے لگا۔۔

"یہ کس لیے۔۔؟"

"میں دیکھ رہی ہوں آپ ان دنوں ٹھیک سے کھانا نہیں کھاتے اس لیے جوس لائی ہوں۔۔"وہ صوفے پر بیٹھتی گویا ہوئی۔۔

"مگر میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔!"اس نے سرد لہجے میں کہتے دوبارہ لیپ ٹاپ پر سر جھکاتے مصروف ہوا۔۔

"ایسا کیوں کہہ رہے ہیں اپ انہی باتوں کی وجہ اب مجھے بہت فکر ہونے لگی ہے آپ کی۔۔"نرمین گلاس اپنے سامنے ٹیبل پر رکھتی فکریہ لہجے میں برہم ہوتی بولی۔۔

نرمین کی فکراور برہمی بھرے لہجے پر وہ پھر سے لیپ ٹاپ سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

تو تمھیں میری فکر بھی ہوتی ہے۔۔" وہ نزمین کے گال پر ہاتھ رکھ کر انگوٹھے سے سہلاتا مخمور لہجے میں مدھم سا گویا ہوا۔۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔" نزمین کے ماتھے پر برہمی کے باعث سلوٹیں ابھریں۔۔

"اچھا پریشان تو مت ہوں کچھ دیر میں پی لوں گا۔۔" دستور اسے مطمئین کرتا بولا اب اسکا سرد لہجہ بھی خوشگواری میں بدلا تھا جبکہ ہاتھ اب بھی گال کی زینت بنا تھا۔۔

"میں جانتی ہوں آپ بہت زیادہ اپسٹ ہیں میں آپ کے دکھ کا مداوا تو نہیں کر سکتی مگر آپ کے ساتھ ہوں ہمیں اس آزمائش پہ صبر کرنا ہوگا صبر کریں اور امی کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔۔" اس نے دستور کے بھاری ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

"ہاں صبر تو ہے، اور بہت صبر ہے کیونکہ جانتا ہوں کہ کچھ بھی رب کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا لیکن ایسی گھڑی میں تم میرے ساتھ کھڑی ہو اس سے بہت اطمینان ملتا ہے مجھے۔۔! میں ازدواجی لحاظ سے بہت خوش قسمت ہوں۔۔" وہ نرمین کے ہاتھوں ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے جواباً گویا ہوا۔۔

"! میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں آپ پریشان مت ہوں۔۔"

"جانتا ہوں۔۔ مگر میں عالیہ کو لے کر پریشان ہوں مجھے اس کی بہت فکر ہے اُسے صبر نہیں آرہا اور اس وقت وہ بالکل اکیلی ہے تم بخوبی سمجھ رہی ہو گی کہ وہ کس قدر تکلیف سے گزر رہی ہے ہم سب سے زیادہ تکلیف میں ہے وہ اور اس کی یہ کیفیت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔"

وہ فکریہ لہجے میں اپنی پریشانی کی اصل وجہ بیان کرتا بولا۔۔

ایک بات کہوں۔۔ آپ سب شاہ بھائی سے بلاوجہ بدگمان ہو رہے ہیں انہوں" نے یہ سب نہیں کیا۔۔"نرمین عالیہ کے ذکر پر علی کا تذکرہ چھیڑتی محتاط انداز میں گویا ہوئی۔۔

میں اس کا نام بھی نہیں سننا چاہتا مگر تم مجھے عزیز ہو اس لیے تمھیں وضاحت" دیتا چلوں کہ ہم اس سے بدگمان نہیں یہ بات تو بالکل صاف ہے کہ اس حادثے کی وجہ وہ خود بنا اس لیے ہم اس سے ناراض ہیں کیونکہ ہمیں اس سے یہ امید نہیں تھی۔۔"دستور علی کے ذکر پر اپنا لہجہ پھر سے سرد کیئے گویا ہوا جس کے جملوں کو وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

میں تو اصل مجرموں کی تلاش میں ہوں جرم ثابت ہو جانے اور اصل مجرموں" کو سزا مل جانے پر میں علی کو معاف بھی کر دوں گا مگر عالیہ امی سے بہت اٹیچھڈ تھی وہ امی کی لاڈلی تھی شاید وہ علی کو معاف نہ کرے۔۔

مگر وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے الگ وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے میں انہیں ایک کرنے کی پوری کوشش کروں گی اور میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی میرا ساتھ دیں۔۔

ہاں میں کوشش کروں گا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

فہاد اپنے بنگلے کے ڈائننگ ہال میں سربراہی کرسی پر بیٹھا رات کے کھانے کا لطف اٹھا رہا تھا جہاں کچھ ہی لمحوں بعد حمزہ بھی پہنچا۔۔

چمکتے فرش پر اس کے قدموں کی تھاپ سن کر فہاد نے گردن اٹھائی اور اپنے سامنے کی جانب حمزہ کو آتے دیکھا۔۔

"تو کیا خبر لائے ہو آج۔۔؟" وہ اپنی کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے اونچا ہوتا رعب دار آواز میں حمزہ سے مخاطب ہوا۔۔

"ابھی تک وہ گینگ پولیس کی پکڑ میں نہیں آسکا ہے۔۔ حمزہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔۔

"بہت خوب! تو اب آگے کا تمھیں میں سمجھاؤں گا یا تم خود جانتے ہو کہ کیا کرنا ہے۔۔؟" وہ حمزہ سے اپنی نظریں پھیرتا بولا۔۔

"ہمارے لوگ اس گینگ سے رابطے کی کوشش میں ہیں جیسے ہی ان کی موجودگی کی خبر مجھ تک پہنچے گی وہیں میں انہیں ختم کروادوں گا۔۔" حمزہ اس کے جملے اسے واقف ہوتا سنجیدہ لہجے میں مدھم سا بولا اور ہاتھ پیچھے باندھے ادب سے کھڑا ہوا۔۔

بالکل اس لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ ہمارا کوئی پہلا تجربہ نہیں ہے جو تم اتنا" خوف کھا رہے ہو۔۔ جسٹ چل مین۔۔!" فہاد اطمینان سے سر جھکائے کھانے کی جانب متوجہ ہوتا آخری لفظوں میں مسکرا کر بولا۔۔

خوف تو نہیں مگر پولیس کے ہتھے چڑھنے سے پہلے ہمیں ان لوگوں کو ڈھونڈنا" "ہوگا۔۔

حمزہ کا لہجہ سنجیدہ تھا اسے اندیشہ تھا کہ اس بار یہ کیس پاکستان کے سب سے طاقتور بزنس مین کے بیٹے کا ہے جس کے لیے پولیس بھی جان توڑ محنت کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔

"تمھیں ایک مشورہ دوں۔۔؟"

فہاد اس کی بات نظر انداز کرتے نوالہ منہ میں ڈالتے سر جھکائے بے فکری سے بولا۔۔

"جی کیا مشورہ ہے؟"

"! تم ان کے خفیہ ٹھکانے کا مبارک دورہ کرو۔۔"

"مگر مجھے نہیں کہ لگتا کہ وہ وہاں ہوں گے۔۔"

فہاد کے مشورے پر وہ جواباً بولا۔۔

ضرور ہوں گے وہ شہر سے باہر ہے سیف جگہ ہے! خود جاؤ گے تو بہتر" ہو گا۔۔؟" فہاد نے اگلے جملے میں سوالیہ لہجہ اختیار کیا جبکہ وہ اب بھی اپنی خوراک تناول کرنے میں مشغول تھ۔۔

نہیں مجھے خطرہ مول لینے کا شوق نہیں۔۔" فہاد کے تمسخرانہ انداز میں سوال پر" حمزہ نے برہمی سے کہا۔۔

"ہاہاہا جیری جیری جیری۔۔کب بنو گے تم ہادی؟ میرے ساتھ رہ کر بھی اتنا خوف۔۔"حمزہ کے جملے پر وہ اپنا کھانا روک کر ایک جاندار قہقہ لگا گیا جو اس سنسان بنگلے میں وحشت بن کر گونجا جبکہ حمزہ نے اسکی بات کو نظرانداز کرتے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔۔

"ویسے تم نے انہیں کیا کہہ کر اس نہ ممکن کام کے لیے راضی کیا تھا۔۔؟"فہاد نے مزید کہتے سوال کیا اور بات کا رخ بدلا۔۔

"میں نے ان سے کہا تھا کہ اچھی رقم ملے گی اور تمام گینگ کو آؤٹ آف کنٹری سیٹل کریں گے جہاں پولیس کی رسائی نہ ہو۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا مگر نظریں فہاد پر نہیں تھیں۔۔

خوب۔۔! مگر تم سے میں نے علی کی ماں کا کہا تھا تم اس لڑکی کی ماں کے پیچھے" کیوں پڑے۔۔؟" وہ اگلا نوالہ بناتے سر جھکائے پھر سوال کر گیا جسکا جواب وہ پہلے سے جانتا تھا۔۔

سرکار علی کی ماں کا دکھ اِس دکھ سے ذرا چھوٹا ہوتا خانم جی بھلے اُس کی ماں نہ ہو" مگر وہ اس طرح بہت برا پھنسا ہے۔۔" شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے فہاد کو جواب دیا۔۔

دماغ تیز ہوا ہے تمھارا۔۔!!" خباثت بھری مسکراہٹ میں فہاد بھی اپنا گال" ایک جانب سے کھینچ گیا دریں اثناء اس کا ٹیبل پر پڑا فون بجنے لگا جہاں ایک نامعلوم نمبر سے کال آرہی تھی۔۔
کال کی رنگ پر وہ دونوں چونکے اور ان کی توجہ بھی اسی جانب ہوئی فہاد نے ٹشو سے ہاتھ اور منہ پونچھتے موبائل اٹھایا اور کال ریسیو کی۔۔

ہیلو۔۔؟" وہ رعب دار آواز میں گویا ہوا۔۔"

جی مسٹر فہاد بات کر رہے ہیں؟ آپکا کارڈ میری فائل میں رہ گیا تھا۔۔" مقابل" سے مدھم اور نازک سی زنانہ آواز فہاد کے سماعتوں سے ٹکرائی وہ کارڈ کا ذکر سن کر مقابل کو پہچان گیا کہ وہ ماڈل فریحہ ہے وہ فوراً شاطرانہ مسکرا گیا یہ سوچتے کہ اسکا وار کام کر گیا ہے۔۔

جی وہ جلد بازی میں آپ کے پاس آ گیا مجھے یاد نہیں رہا سوری۔۔!" وہ مدھم سا" خوشگواری میں بولا۔۔

یہ آپکا نمبر ہے۔۔۔؟" فریحہ نے سوال کیا۔۔"
یس میرا ہی ہے اب نمبر مل گیا ہے تو میرے خیال سے ہمیں کام کے حوالے" سے بھی بات کرنی چاہیے۔۔!" فہاد نے گفتگو اور تعلق کو بڑھانے کی غرض سے ایک اور داؤ پھینکا۔۔

"کیسا کام۔۔۔؟" وہ تعجب میں مبتلا ہوتی گویا ہوئی۔۔"

"اپنے بزنس کو مزید اسٹیبلش کرنے کے لیے میں آپ کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں۔۔" فہاد نے وضاحت کی جس کی باتیں قریب کھڑا حمزہ بھی دلچسپی سے سن رہا تھا۔۔

"او سن کر خوشی ہوئی پھر تو ہمیں ملنا چاہیے۔۔!" فریحہ نے اس کی اگلی چال کامیاب کرتے جواب دیا جس کے جملے پر وہ حمزہ کو دیکھتے گہرا مسکرایا۔۔

"جی کل میں آپ کو ایڈریس سینڈ کروں گا آپ آفس آئیں گی تو مجھے اچھا لگے گا۔۔" وہ منافقانہ شرافت کا روپ دھارتے بولا۔۔

"اوکے دین سی یو ٹو مارو۔۔!" فریحہ نے ہامی بھرتے گفتگو مختصر کرتے کہا اور کال منقطع کر دی۔۔

"آپ کسی لڑکی سے بات کر رہے تھے۔۔!" حمزہ نے کال پر گفتگو ختم ہونے کے بعد اندازہ لگاتے کہا۔۔

"ہاں یہ میرا پاکستان میں پہلا شکار ہے۔۔" وہ مسکرایا۔۔
"فریحہ نام ہے اسکا غضب کی لڑکی ہے بہت شاندار اور خوبصورت۔۔!" وہ ماڈل کی تعریف میں مزید بولا جسے حمزہ بھنویں اٹھائے سن رہا تھا۔۔

"تو آپ نے اپنے دل بہلانے کا ساماں ڈھونڈ ہی لیا۔۔!" حمزہ نے ز و معنی انداز میں کہتے خباثت بھری مسکراہٹ ایک میں گال کھینچا۔۔

جیری صرف دل بہلانے کا نہیں اپنا کام آسان کروانے کا۔۔"ہاتھ سے اسے پہلو میں موجود کرسی پر براجمان ہونے کا اشارہ کرتے کہا۔۔

"مطلب میں کچھ سمجھا نہیں۔۔"وہ اشارے پر یک دم کرسی کی جانب آتا تعجب سے بولا۔۔

"اب تک علی کے ساتھ اس حادثے کے بعد جو بھی ہوا وہ کافی نہیں ہے مجھے اس کی کی سیچویشن پر بالکل مزہ نہیں آیا اس لیے اسے ایک اور گیم میں پھنسانا ہے ۔۔"وہ بھاری مدہوش سے انداز میں بولا۔۔

"اتنی جلدی وار مت کیجئے گا ہمیں مسئلہ ہو سکتا ہے۔۔!"حمزہ نے مشورہ دیا۔۔

"کوئی مسلہ نہیں ہوگا اس لڑکی کو اِسی لیے تو پھنسا رہا ہوں۔۔!"وہ جواباً ایک آنکھ جھپکاتے اپنا جملہ مکمل کر گیا۔۔

"اوو..! مگر یہ ہے کون۔۔؟"

"یہ ماڈل ہے جواب ان دنوں اپنی ٹیم کے ساتھ شاہ انڈسٹریز کے لیے کام کر رہی ہے۔۔!"حمزہ کے سوال پر فہاد سنجیدگی سے بولا۔۔

"سمجھ گیا۔۔!!"حمزہ کرسی پر اطمینان سے ٹیک لگائے مسکرایا۔۔

"میں شاہ انڈسٹریز میں اپنا ہاتھ ڈالنے کے لیے اس کا استعمال کروں گا لوہا گرم ہے اب کسی بھی طرح سے مجھے دوسرا وار بھی جلد کرنا ہوگا جس سے اس کی ساری ریپوٹیشن خاک ہو جائے۔۔"وہ مٹھی بھینچتا آنکھیں سرخ کیے بولا اس کا لہجہ اب سخت تھا اس کی آنکھوں کی سرخی میں ظاہر تھا کہ وہ مزید اب بھی علی کی کس قدر تکلیف کا منتظر ہے۔۔

مانناپڑے گا سرکار جہاں ہماری سوچ ختم ہوتی ہے وہاں سے آپکی شروع ہوتی "

ہے۔۔!"

حمزہ اس کا مزاج بدلنے کے لیے اس کی تعریف کرتا بولا تھا جبکہ دوسری جانب فریحہ اس بات سے لاعلم ہے کہ وہ جس فہاد کو معصوم سا حسن کا مجسمہ جان رہی ہے حقیقت میں وہ کتنا خوفناک ہے جس نے کبھی اپنی حقیقت کسی کے سامنے نہیں کھولی یہ حقیقت جب کھلے گی تب کیا ہوگا یہ تو وقت ہی بہتر بتا سکتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

صبح اپنے آب وتاب کے ساتھ ہوتی سورج کی روشنی کو زمین کے ہر کونے میں پھیلا گئی تھی یہ اس حادثے کے ایک ہفتے بعد کی صبح تھی جہاں شاہ منشن میں وہ تین دن بعد کل رات ہی اپنے فام ہاؤس سے گھر لوٹا تھا اور اسی وقت سے خود کو کمرے میں مقید کر چکا تھا۔۔

وہ اس کمرے میں رات سے موجود اب ایک ذہنی اذیت سے گزر رہا تھا وہ اس کمرے میں اس گھر میں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن سات دنوں سے وہ گھر سے لاپتہ تھا جسکے باعث اس کے والدین کو بھی فکر ہونے لگی اور یہی سوچ کر اس نے گھر کا رُخ کیا۔۔

اس کمرے سے آخری مرتبہ اس کی بیوی صبح آفس کے لیے اس کے ساتھ روانہ ہوئی تھی پھر اگلی رات اس نے زمان ہاؤس میں اپنی ماں کے ساتھ گزاری تھی جو بدقسمتی سے اس کی ماں کی آخری رات ثابت ہوئی۔۔

وہ کمرے بستر پر بدحال سا سرخ آنکھیں لیے بیٹھا کمرے کی در و دیوار کا جائزہ لے رہا تھا جہاں کی ہر چیز اسے اپنی بیوی کی یاد دلا رہی تھی۔۔

اس نے افسردگی سے ڈریسنگ ٹیبل پر نگاہیں ٹکائی جہاں عالیہ کی چمکتی زرد چوڑیاں بکھری پڑی تھیں اس کا میک اپ، اس کا لیپ ٹاپ، فائلز، کتابیں، اس کے کپڑے، اس کا سارا سامان سب کچھ یہی پر تھا صرف وہی نہیں تھی۔۔

وہ غمزدہ چہرہ لیے یونہی ہر شے کو اپنی نظروں سے گزار رہا تھا کہ دریں اثناء میں اس نے بیچین ہوتے اپنا سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا اور عالیہ کو ملانے لگا جس نے اسے بلاک کر رکھا تھا اسی لمحے دروازے پہ بھی دستک ہوئی جس کے بعد فیصل شاہ آہستگی سے قدم بڑھاتے داخل ہوئے جس نے بیڈ پر بیٹھے علی کو موبائل کان سے لگائے بیچین دیکھا۔۔

"! چلو ناشتہ کر لیتے ہیں میں تمھیں لینے آیا ہوں۔۔"

بھوک نہیں ہے مجھے !" وہ موبائل میں محو دوبارہ نمبر ملاتے ہوئے خفگی لہجہ " اختیار کر گیا۔۔

رات کو بھی تم نے کچھ نہیں کھایا کل سے خود کو قید کر کے رکھا ہے ایسے تو کوئی"

"مسلہ حل نہیں ہونے والا۔۔

"بابا عالیہ میرا فون نہیں اٹھا رہی۔۔!" وہ ہر چیز سے بے نیاز والد کی بات نظر انداز کرتے نہایت فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"مجھے اس سے ملنا ہے بابا کوئی طریقہ تو ہوگا۔۔!" والد کی خاموشی پر وہ بیچینی سے مزید بولا۔۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم فلحال اس کا سامنا مت کرو۔۔" والد نے سرد لہجہ اپناتے اسے جواب دیا۔۔

"یہ ممکن نہیں ایک ہفتہ ہوگیا میں نے نہ اپنی بیٹی کو دیکھا ہے نہ اپنی بیوی سے ملا ہوں۔۔ مجھ سے نہیں رہا جا رہا بابا۔۔"

خود کو سنبھالو میری جان امرحہ کا مجھے دانیال نے بتایا تھا وہ ٹھیک ہے اور عالیہ کو" ابھی تھوڑا وقت دو۔۔ یہ بہت بڑا حادثہ ہے اس لیے اُسے سنبھلنے میں وقت لگے گا۔۔!" وہ بیڈ پر بیٹھ کر علی کا کندھا تھامتے تسلی دینے لگا۔۔

مگر اسی لیے تو رابطہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس تکلیف میں اکیلے کیوں رہے اُسے" میری ضرورت ہے تو مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے ناں۔۔" علی اپنی دلیل پیش کی۔۔

بھولو مت وہ تم پہ غصہ ہے اس وقت تم اس کے پاس کسی بھی صورت نہیں جا" سکتے۔۔ بہتر ہے کہ ابھی صبر کرو اور اس کیس پر تھوڑا دھیان دو۔۔" وہ والد کا جملہ سن کر اپنے بستر سے کھسکتا کھڑا ہوا اور فون پینٹ کی جیب میں ڈالے کمرے سے روانہ ہونے لگا۔۔

"علی؟ کہاں جا رہے ہو۔۔؟"

آتا ہوں بابا۔۔" والد نے اسے جاتے دیکھ سوال کیا مگر وہ مختصر سا گویا ہوتے " کمرے سے نکلتے والد کو سوچ میں مبتلا کر گیا۔۔

----------------سونی رائٹس----------------

دو پہر ہوئی تھی اور شازمان ٹیکسٹائل کے آفس میں کام کی گھما گھمی تھی عالیہ بھی بھورے رنگ کا آفس سوٹ پہنے اپنے کام میں مصروف تھی اسی دوران اُسے اپنے کمرے کے باہر سے کچھ آوازیں سنائی دینے لگی گویا کوئی مزاحمتی عمل سر انجام دے رہا ہو۔۔

یہ شور کیسا ہے۔۔" جب آوازیں مزید بڑھی تو وہ لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کر " خود سے بڑ بڑائی اور اپنے پاس موجود ٹیلی فون اٹھا کر ریسپشنیٹ کو ماجرہ جاننے کی غرض سے کال ملا گئی۔۔

"ہیلو یہ کیا ہو رہا ہے باہر۔۔؟" عالیہ نے کال ریسیو ہوتے سخت لہجے میں کہا۔۔

"میم شاہ صاحب آئے ہیں میرے اور گارڈز کے منع کرنے کے باوجود وہ آپ کے آفس کی طرف چلے گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔۔" ریسپشنیٹ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔۔

"ہمم اٹس او کے تھینکس فار انفارمینگ۔۔!" علی کا ذکر سن کر اس کا گلا خشک ہوا تھا وہ سرد لہجے میں گویا ہوتی گفتگو مختصر کر کے فون واپس اپنی جگہ پر رکھ گئی۔۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں آنکھوں نمی اتری اسے اپنی والدہ پھر سے یاد آنے لگی اس نے مٹھیاں بھینچ کر گہری سانسیں لیتے خود کو پر سکون کیا اور سامنے موجود لیپ ٹاپ کی چمکتی اسکرین جواب اسے چبھنے لگی تھی اسے فوراً بند کیا وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھاتی کہنیاں ٹیبل پر ٹکا گئی۔۔

عالیہ۔۔!"وہ بغیر دستک کے چند ہی لمحوں میں کمرے تک پہنچ کر فوراً داخل ہوا اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں وہ نارنجی ہاف سلیوز ٹی شرٹ اور جینز کی پینٹ میں بکھرے بالوں کے ساتھ اسی حلیے میں عالیہ کے آفس پہنچا تھا۔۔

وہ سر اٹھا دروازے کی جانب اس شخص کو کھڑا دیکھ کر ساکت سی ہو گئی یہ وہی شخص تھا جو سات دن قبل کہیں اسے دکھائی دیتا تھا تو عالیہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر جاتی تھی۔۔

وہ پلک جھپکنا بھول گئی تھی آج ایک ہفتے بعد اس نے علی کو دیکھا تھا جسکا سر سے پیر تک سرسری جائزہ بھی لینے لگی وہ جانتی تھی کہ دن کے وقت علی کبھی بھی ایسے حلیے میں نہیں رہتا تھا وہ آفس سوٹ یا فل سلیوز شرٹ میں ہمیشہ تیار ہوا کرتا تھا۔۔

اوگاڈ۔۔ تمھیں دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی تھیں۔۔ خدا کا شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو۔۔"وہ خوشگوار لہجے میں بولا جس کی بھاری آواز عالیہ کو چونکتے خیال سے یک دم باہر کھینچ لائی۔۔

وہ قدم آگے بڑھانے لگا جبکہ عالیہ بھی اپنی کرسی سے فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

کیوں آئے ہو یہاں۔۔؟"وہ سخت لہجے میں مخاطب ہوئی۔۔"

"یہ کیسا سوال ہے تم سے بات کرنے آیا ہوں میری جان۔۔"
علی نے وہی لہجہ اپنایا تھا مگر اندر سے اس کا دل کچھ خوفزدہ سا تھا جس خوف کو وہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

لاسٹ ٹائم تو تمھارے منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہیں ہو رہا تھا اور آج بات کرنے آئے ہو۔؟"عالیہ اسی کی جانب قدم بڑھاتے سرد لہجے میں طنزیہ بولی۔۔

وہ وقت سب کے لیے مشکل تھا۔۔ایک بہت بڑا صدمہ۔۔!جو ابھی بھی تازہ" ہے۔۔"علی نے بھی سرد لہجے میں افسردگی سے آواز کو پست کرتے کہا جس کے جملے پر وہ علی سے منہ پھیر گئی۔۔

"مگر جو تب نہیں کہنے کی نہ ہمت ہوئی نہ موقع ملا وہ اب کہنا چاہتا ہوں۔۔" وہ مزید بولا مگر عالیہ منہ پھیر کر ہاتھ باندھے خاموشی سے اس کا مواقف سن رہی تھی اس غصیلی لڑکی میں آج اتنا صبر کیسے آگیا یا اسکی خاموشی کسی طوفان کی آمد سے پہلے کا پیغام ہے یہ سوچتے ہوئے علی حیران و پریشان تھا۔۔

"!تمھیں پتا ہو گا کہ میں ہاسپٹل سے گھر ہی آرہا تھا امی کے ساتھ۔۔"
امی نہیں خانم بیگم۔۔!اُنہیں امی مت کہو،وہ صرف عالیہ زمان کی اور دستور"
"!عالم زمان کی امی ہیں۔۔

وہ ہمت کرتا عالیہ کی خاموشی کے جواب میں پھر سے بولنا شروع ہوا مگر اس بار عالیہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی بات کاٹی۔۔

"ہماری گاڑی پر فائرنگ ہوئی تھی جس سے آئی تھنک تین ٹائرز پنکچر ہوئے اور گاڑی ڈِس بیلنس ہو کر ٹکرائی۔۔!" اس نے عالیہ کی بات نظرانداز کرتے شرمندہ سے سر جھکائے سرد لہجے میں مختصر سا اپنے حادثے کا احوال سنایا جس کے جملے پر عالیہ اپنی ماں کو یاد کرتی کرب سے آنکھیں میچ گئیں۔۔

"اتنا سب کچھ ہوا تو تم کیوں نہیں مرے۔۔؟" عالیہ نے آنکھیں وا کیے نفرت و حقارت بھری انگار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اس جملے کو سن کر علی یک دم سر اٹھاتے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا ششدر سا رہ گیا۔۔

امم۔۔امی۔۔امی نے سیٹ بیلٹ نہیں باندھی تھی جس سے ان کو زیادہ" نقصان ہوا۔۔" وہ لڑکھڑاتی مدھم سی آواز میں وضاحت دیتا گویا ہوا اس کے حواس عالیہ کے ایک جملے نے درہم برہم کر دیئے تھے۔۔

او۔۔تو ان کی غلطی تھی ہے ناں۔۔؟ تم بالکل بے قصور ہو۔۔یہ بتانے آئے" ہو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنی انگار نگاہوں سے اس کا چہرہ تکتی بولی۔۔

میری غلطی ہے مجھے ڈرائیور سے گاڑی چلانے کا اختیار نہیں لینا چاہیے تھا میری" غلطی ہے مجھے سیٹ بیلٹ ان کی چیک کرنی چاہیے تھی میں جانتا ہوں ان سب کا "زمہ دار کہیں نہ کہیں میں بھی ہوں۔۔

وہ آیا اپنے صلح کی غرض سے تھا مگر اب سر جھکائے اپنے گناہوں کو گنتا اس کا اعتراف کرنے لگا اس دوران اس کی آنکھیں نم ہوئیں مگر بلا آخر عالیہ اسے باتوں باتوں میں اسی بات تک لے ہی آئی تھی جو وہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔۔

"تو پھر تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی۔۔!" وہ ہاتھ باندھے ہوئے سختی سے بولی جبکہ اس کی نظروں کا مذکر اب بھی اس کا وہ مجرم ہی تھا۔۔

"میں جانتا ہوں تم بہت غصہ ہو مجھ پر، اس لیے جو چاہے سزا دے دو مگر مجھ سے ایسا بیہیو مت کرو میں نہیں سہ سکتا۔۔" وہ التجائی لہجے میں بولا۔۔

"سزا؟ تم سے محبت کرنے کا گناہ میں نے کیا ہے، اس لیے سزا بھی مجھے ملنی چاہیے ۔۔!" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی اس کی آنکھوں میں بھی نمی چمکی تھی۔۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔" علی نے نفی میں سر ہلاتے قطعاً انکاریہ کہا۔۔"

"یو نو وٹ؟ اچھا کیا تم نے جو تم یہاں آگئے ورنہ ایک دو دنوں میں تمھیں پیغام بھجوانے ہی والی تھی۔۔" وہ گہری سانس کھینچے خود پر ضبط رکھ کر اپنے آنسوؤں کو گرنے سے روکتے گویا ہوئی۔۔

"کیسا پیغام۔۔؟" علی کا لہجہ متعجب تھا۔۔

"یہی کہ مجھے تم سے طلاق چاہیے۔۔!!" وہ اپنی مٹھیاں بھینچتے بولی اسکا لہجہ نہایت سنجیدہ تھا مگر اس کے دل نے بھی یہ لفظ ادا کرنے کے لیے بہت ہمت جمع کی تھی اس کے ذہن میں اپنی ماں کا گناہگار اس نے خود کو بھی ٹھہراتے اس فیصلے کو مان کر اپنے لیے یہ عمر بھر
والی دوہری اذیت کی سزا مختص کی تھی۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا؟ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟" وہ آنکھیں پھاڑے شدید حیرت میں مبتلا ہوا عالیہ کا جملہ اس کے دل پر پہاڑ بن کر ٹوٹا اس کے پیرو سے زمین کھسکی، اُسے کبھی اس مطالبے کی توقع نہ تھی۔۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔"

"ہوش میں تو ہو۔۔؟ طلاق؟ ارے! اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کر دی تم نے۔۔" وہ غیر یقینی سا اس کے چہرے کو تکتا گویا ہوا۔۔

"اپنے ہوش میں رہ کر تم سے کہہ رہی ہوں کہ تمھارے ساتھ رہنا میرے لیے اب بالکل بھی پاسبل نہیں ہے۔۔!"
"تمھیں تو اندازہ بھی نہیں کہ اس وقت میں کتنی مشکل سے خود پر ضبط رکھ کر تمھیں اپنی آنکھوں کے سامنے برداشت کر رہی ہوں۔۔"

"عالیہ سمجھنے کی کوشش کرو ہم سب ٹھیک کر دیں گے میں جانتا ہوں تم ناراض ہو مگر اس بات کا یہ حل نہیں ہے میں تمھیں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔۔" وہ تمام باتیں نظر انداز کرتا اس کے قریب پہنچ کر اسے بازوؤں سے تھامتے جھنجوڑ کر التجاء کرتا بولا۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے تم نے اپنے جرم کو قبول کیا ہے شکر کرو کہ تم پر قتل کا کیس " نہیں کر رہی میں لیکن آگر تم طلاق کے لیے راضی نہیں ہوئے تو پھر میں خود خلع کا کیس کروں گی۔۔" عالیہ ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں بولی اس کے جملے میں اس کے فیصلے کی پختگی واضح تھی۔۔

عالیہ سزا مانگی تھی میں نے تم سے موت نہیں۔۔اچھے سے جانتی ہو کہ " تمھارے بغیر علی کا کوئی وجود نہیں ہے پھر بھی ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔" وہ اسے مزید قریب کرتے اپنی محبت کا یقین دلا کر سمجھانے لگا جبکہ اس کی آنکھیں نم تھیں اسکا خوف اس کی توقع سے بڑھ کر سچ ہوتا اس کے سامنے آیا تھا۔۔

چھوڑو مجھے اس طرح تم میرا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔۔" وہ اس کی چوڑی چھاتی پر " ہتھیلی سے زور دیتے خود کو الگ کرنی کی کوشش میں بولی۔۔

لیکن میں بھی تمھیں کبھی خود سے الگ نہیں ہونے دوں گا۔۔!"اس کے"

ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے پست آواز میں عزم ظاہر کرتا گویا ہوا جس کے عمل پر وہ

شیرنی مزید بپھری۔۔

میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔اب آگر میرے قریب آنے کی کوشش کی تو"

میرے گارڈز تمھاری ہڈی پسلی ایک کر دیں گے۔۔میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے

"تواب بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤاور دوبارہ یہاں کا رُخ کبھی نہ کرنا۔۔

عالیہ اُسے دھکیل کر الگ کرتی جھوٹی سختی دکھاتے اسے بھی خود سے بدگمان

کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔۔

جس کے لہجے اور لفظوں پر علی مزید حیران ہوا اسے اپنے روبرو کھڑی یہ لڑکی آج

بے حد اجنبی معلوم ہوئی جس میں اُسے اپنی بیوی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔۔

-

-

دانیال گاڑی میں سوار پولیس اسٹیشن سے اب اپنے آفس کے لیے روانہ تھا اس کا گزر شازمان ٹیکسٹائل کے آفس کے قریب سے ہوا جہاں اس نے باہر افسردگی سے آفس کو تکتے ہوئے علی شاہ کو دیکھا وہ حیرت میں مبتلا ہوتا فوراً وہیں گاڑی روک گیا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو آؤ گاڑی میں بیٹھو کسی نے دیکھ تو تمھاری جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔" دانیال نے اس کے قریب گاڑی کھڑی کرتے اسے مخاطب کیا جس کی ایک ہی آواز پر وہ خاموشی سے آ بیٹھا۔۔

"کیا کرنے گئے تھے تم اُس کے آفس۔۔ دانیال نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

"میں بات سلجھانے گیا تھا۔۔اس نے بات ہی ختم کر دی۔۔!" وہ سر جھکائے اپنے گود میں اپنے ہاتھوں کو دیکھتا سرد لہجے میں مدھم سا بولا۔۔

"اتنی آسانی سے نہیں مانے گی وہ، کیا اس کی نیچر سے واقف نہیں ہو تم بلا کی ضدی ہے۔۔" دانیال نے سڑک پر نظر رکھے جواب دیا۔۔

"جس چیز سے ڈرتا تھا میں وہی ہو رہا ہے۔۔!" علی نے دانیال کی بات کو نظر انداز کرتے کہا۔۔

"کیا ہوا ہے؟ آخر کیا بات ہوئی تمھاری؟" دانیال نے فکریہ لہجے میں پوچھا۔۔
"اس نے مجھ سے طلاق مانگ لی ہے۔۔!" علی نے افسردگی سے دانیال کی جانب اپنی سرخ نگاہیں کیے بولا۔۔

"کیا؟ اتنا بڑا فیصلہ۔۔؟" دانیال کو اس کی بات سنتے اپنے ہی سماعتوں پر شبہ ہوا حیرت میں مبتلا ہوتے اس نے علی کی جانب دیکھ کر گاڑی کو سائیڈ پر روکا۔۔
"وہ آج مجھے کہیں سے بھی میری عالیہ نہیں لگی۔۔" اس نے پھر سر جھکایا۔۔

اتنی میچور لڑکی سے اس بیوا قوفانہ فیصلہ کی توقع نہیں تھی مجھے۔۔!" وہ عالیہ" کے فیصلے پر تعجب ظاہر کرتے حیرانگی سے گویا ہوا جس کی بات علی نے خاموشی سے سنی مگر کوئی جواب نہ دیا۔۔

خیر تم پریشان مت ہونا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا علحیدگی کی نوبت نہیں" آئے گی۔۔" وہ علی کی افسردگی اور خاموشی دیکھ کر اس کا کندھا تھپتھپاتے دلاسہ دیتے گویا ہوا اور گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کرنے لگا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

فہاد اپنے آفس کے کیبن میں آف وائٹ شرٹ اور خاکی پینٹ پہنے ہوئے تیار بیٹھا گہری سوچ میں مبتلا تھا کہ دریں اثناء میں اس کے دروازے پر دستک سنائی دی۔۔

"یس۔۔!" وہ خیالات سے نکل کر چونکتے دستک کے جواب میں بولا۔۔

اس کی آواز سن کر دروازہ کھولتی وہ سلک ہلکے گلابی رنگ شرٹ اور سفید پینٹ میں سنہری بال کھلے لیے ہاتھ میں تازہ پھولوں کا بکے تھامے آفس کمرے میں داخل ہوئی۔۔

"ارے فریحہ صاحبہ پلیز آیئے ناں۔۔!" دروازے سے اس حسین دوشیزہ کی آمد پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا گویا ہوا۔۔

ہاؤ آر یو؟ آئی ہوپ میں نے ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا۔۔!" اس نے ٹیبل کے قریب پہنچ کر بکے فہاد کو تھماتے کہا۔۔

"ارے نہیں میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا پلیز ہیو آ سیٹ۔۔!" وہ اپنے مقابل کرسی کی جانب اشارہ کرتا بولا اور خود بھی اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔

تھینکس فور فلاورز۔۔!" وہ کرسی پر خاموشی سے بیٹھی اس دوران وہ مزید" بولا۔۔

فریحہ نے رسماً مسکراکر اثبات میں سر ہلاتے کمرے کا جائزہ لیا جو علی کے آفس سے قدرے چھوٹا تھا جہاں ہر چیز ترتیب سے رکھی گئی تھی۔۔

نائس آفس سب کچھ بہت اچھا ہے۔۔!"اس نے چاروں جانب نظر دوڑانے" کے بعد نگاہیں فہاد پر ٹھہرائی تو وہ کچھ متعجب ہوئی کیونکہ فہاد محو سا نا جانے کب سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

اتنے بڑے بزنس کے اونر ہو پہلی نظر میں مجھے ایسا نہیں لگا تھا اتنے ڈاؤن ٹو" ارتھ۔۔"فریحہ نے مزید کہا خود پر پڑتی وہ بے باک نظروں سے کترائی اور باتوں سے مقابل بیٹھے سبز رنگ آنکھوں کے حامل اس خوبرو شخص کا دھیان بھٹکانے لگی۔۔

"بس رب کا کرم ہے اس کی عطا ہے باقی ابھی تو اس بزنس کی شروعات ہے اِسے مزید آگے لے کر جانے کا خواہشمند ہوں۔۔" وہ فریحہ کے جملے پر محویت سے نکلتا بھاری آواز میں خماری سا گویا ہوا اور مسکرایا۔۔

"ہمم ایمپریسو!" اس نے رسماً خوشگوار لہجے میں کہا۔۔

فہاد نے اسے کچھ بیچین سا پایا گویا وہ پر سکون نہ ہو یہ دیکھ کر وہ موضوع بدلتے ہوئے ٹیلی فون ہاتھ میں اٹھا گیا۔۔

"آپ کیا لیں گی چائے کافی۔۔!" ٹیلی فون کان سے لگاتے اس نے فریحہ سے پوچھا۔۔

"بلیک کافی۔۔!"

"دو بلیک کافی بھجوا دیں۔۔!"

فریحہ نے بے تاثر چہرہ لیے جواب دیا جسے سن کر فہاد فون پر گویا ہوتا فون بند کر گیا اور اب پھر سے فریحہ کے چہرے پر تاثرات کا جائزہ لینے لگا۔۔

"ویسے تو میری کیمکل انڈسٹری اور ریسرچ سینٹر ہے مگر میں اپنی تھیم سے کچھ یونیک کی طرف جانا چاہتا ہوں۔۔!" فہاد نے کہا۔۔

"جیسے کہ؟" مقابل نے متعجب ہوتے پوچھا۔۔
"کلا تھنگ برانڈ۔!" فہاد نے جواب دیا۔۔

"او نائس مگر یہ تمہارے لیے تھوڑا مشکل ہو گا کیونکہ عالیہ شاہ الریڈی اس بزنس پہ کام کر رہی ہیں کیا آپ ان سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔۔؟" فریحہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"نہیں میں انہی کے ساتھ بزنس کرنا چاہتا ہوں۔۔!" اس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا جس کے پیچھے کیا عزائم پوشیدہ تھے یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔

اچھا۔۔تو مجھے شازمان ٹیکسٹائل کے آفس میں دیکھ کر تم اب یہ چاہتے ہو کہ " میں وہاں تمھارے پراجیکٹ کی بات کروں ان سے ؟" وہ بلا جھجھک بولی۔۔وہ سمجھ چکی تھی کہ اپنے کام کو آسان بنانے کے لیے فہاد اسکا استعمال کر رہا ہے مگر یہ حقیقت بھی اس کے سمجھنے کے لیے ناکافی تھی۔۔

آگر ایسا ہو جائے تو ہر کسی کو اس ڈیل سے فائدہ ہو گا آپ کو بھی ایکسٹرا کام مل " سکتا ہے اور ہمیں ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو جاننے کا موقع مل جائے گا۔۔!"

وہ مسکرایا اور اپنی بات میں اس کا خیال درست ثابت کرنے لگا جس پر فریحہ اثبات میں سر ہلا گئی مگر حقیقت سے اب ناآشنا تھی۔۔یہ حالات فریحہ کو سوچنے پر مجبور کر رہے تھے اسے فہاد میں دلچسپی بھی کافی تھی جس ناطے وہ اسے منع کرنے سے کترا رہی تھی اور یہی بات فہاد کے لیے مفید تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اسٹڈی روم میں اندھیرا کیے وہ راکینگ چیئر پر بیٹھا نم آنکھیں موندے ٹیک لگائے محو سا خیالات کے بھنور میں غرق تھا اسی دوران فیصل شاہ کی اسٹڈی روم آمد ہوئی وہ خاموشی سے آکر بیٹے کو دیکھتا اس کے مقابل موجود کرسی پر آبیٹھا۔۔

"تو تم شازمان ٹیکسٹائل گئے تھے۔۔!" فیصل شاہ نے ہاتھ باندھتے سنجیدگی سے کہا جس کی آواز پر وہ آنکھیں کھول کر چہرہ والد کے روبرو کر گیا۔۔

"آپ سے کس نے کہا۔۔؟" علی نے مدھم سی آواز میں جواب دیا جن کے دھیرے سے کہے گئے مکالمے بھی اس گہرے خاموش کمرے میں گونجتے محسوس ہوئے۔۔

جس کے ساتھ گھر آئے تم اسی نے بتایا ہے مجھے۔۔"فیصل شاہ نے اپنے جملے" میں دانیال کی جانب اشارہ کرتے کہا مگر علی نے بات سن کر نظرانداز کرتے دوبارہ ٹیک لگا کر سر راکینگ چیئر کے سرے سے ملحق کر گیا۔۔

کیا بات ہوئی تمھاری۔۔؟"فیصل شاہ نے اس کی خاموشی پر اسے دوبارہ" مخاطب کیا۔۔

جس کے ساتھ آیا ہوں اس نے یہ بتایا کہ کیا بات ہوئی۔۔"وہ آنکھیں" موندے اسی حال میں سرد لہجہ اپناتے والد سے گویا ہوا۔۔

"اتنے چڑچڑے کیوں ہو رہے ہو کیا ہوا ہے۔۔؟"
باباوہ مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑنا چاہتی ہے۔۔"اس نے آنکھیں وا کیے کہا۔۔'

یہ تو ممکن نہیں۔۔!"فیصل شاہ کا لہجہ پر اطمینان تھا۔۔"

ممکن نہ ہوا تو خلع لے گی مجھ سے۔۔" وہ پھر آنکھیں موند گیا جس کے اس عمل " سے اس کی آنکھ کا آنسو کنپٹی سے ہوتا ہوا کان کی جانب گرتا اس کے کالر نے جذب ہوا۔۔

بابا میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ !"اس نے والد کی خاموشی پر سر راکینگ " چیئر سے الگ کرتا والد کو دیکھ کر مزید کہا۔۔

یہ کیا بچوں جیسا برتاؤ کر رہے ہو ؟"اسے علی کے مزاج اور پر نم آنکھیں دیکھ کر " تکلیف ہوئی وہ اپنے فرزند کو سمجھاتا تعجب لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

علی شاہ ہو تم۔۔ ! پاکستان کا کامیاب ترین بزنس مین ایسے نہ امید ہو کر، ڈر کر، " بچوں کی طرح رو رہا ہے تم ایسے تو نہیں تھے۔۔ ؟" والد اسے اس کی شخصیت یاد دلاتا برہمی سے ٹیبل پر اپنا بھاری ہاتھ پٹخ گیا۔۔

"بابا میرا رتبہ جو بھی ہو مگر میرا کل اثاثہ تو وہ ایک لڑکی ہے میری، میری ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں لیکن اس سے نہیں لڑ سکتا اس سے سانسیں جڑی ہیں میری، آگر وہ الگ ہوئی مجھ سے تو مر جاؤں گا۔۔"اس نے دل کے ہاتھوں مجبوری اور اپنی بے بسی افسردہ لہجے میں بیان کی۔۔

" کیا فضول باتیں کر رہے ہو یہ کیسا عجیب جنون سوار ہے تم پر؟ مانتا ہوں کہ تمھیں اس سے محبت ہے مگر کسی مشکالات کے آ گئے یوں ڈر کر سہم کر رہنے سے مشکلات حل نہیں ہوتی۔۔ حالات سخت ہیں مشکلات زیادہ ہیں مگر اس کا مقابلہ کرنا ہو گا تمھیں میں تمھارے ساتھ ہوں۔۔"

فیصل شاہ کو بخوبی اندازہ تھا کہ اس کے لخت جگر کی کیفیت اس وقت کیا ہے مگر وہ اسے صبر دلانے کے لیے ڈانٹ کا سہارا لے رہا تھا یہ سب کے لیے تکلیف دہ مراحل تھے جو اس ایک شخص کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔۔

میں خود بات کروں گا اس سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

لیکن خود کو اپنی بیٹی کی خاطر سنبھالنے کی کوشش کرو۔۔!" علی کی خاموشی پر وہ اپنی جگہ سے اٹھتا علی کی جانب بڑھا اور اس کا کندھا تھپتھپاتے تسلی دیتا اسے اپنے قریب کت گیا جس پر علی نے مدھم سا اثبات میں سر ہلایا۔۔

۔

۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا مجھے امید ہے مگر خود کو سنبھالنا ہو گا تمھیں، ایسے نہیں رہ سکتے تم کیونکہ آپ تم اکیلے نہیں ہو ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو امرحہ جڑی ہے تم سے تو تمھیں میچور اور مضبوط بننا ہے ہر صورتحال میں۔۔"

"اس طرح گھر میں بیٹھ کر چھپ کر تم سب کے سامنے خود کو گناہگار ثابت کر رہے ہو، اٹھو اور سب کو بتادو کہ تم نے یہ جرم نہیں کیا ہے ہر کسی کا سامنا کرو اس کیس کے پیچھے پڑو تاکہ اصل مجرم سب کے سامنے آئے اور اسے سزا مل سکے۔۔"

عالیہ کے مطالبے کو دو دن گزرے تھے علی اپنے آفس کیبن میں راکنگ چیئر پر بیٹھا ذہن میں الجھنوں کا انبار لیے اپنے والد کی باتوں کو یاد کرتا خود کو حوصلہ دے رہا تھا۔۔

گڈ مارننگ۔۔" کیبن کے دروازے پر دستک ہوئی جہاں دستک کے بعد ہرے" رنگ کے آفس سوٹ میں ملبوس بینش کمرے میں داخل ہوئی مگر علی اس کی آمد کو محسوس نہ کر پایا۔۔

ہیلو؟ کہاں کھوئے ہوئے ہو۔۔؟"وہ دوبارہ گویا ہوئی مگر اس بار آواز قدرے" بلند تھی۔۔

جو اتنے مسائل میں الجھا ہو اس کا کہیں بھی کھو جانا بالکل جائز ہے۔۔!"وہ" چونک کر اس کی جانب دیکھتا سرد لہجے میں بولا اتنے میں بینش اس کے مقابل کرسی پر آ بیٹھی۔۔

ہمم اب کیسے ہو۔۔ تمھیں یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔"وہ علی کا جملہ نظریں" جھکائے نظرانداز کرتے اب اس کی جانب دوبارہ دیکھ کر گویا ہوئی۔۔ علی واقعی اس حادثے کے بعد ایک پہلی بار آفس آیا تھا۔۔

"شکریہ، تم کیسی ہو۔۔ کام سب ٹھیک چل رہا ہے ناں؟"
میں ٹھیک ہوں مگر کام کو وہ حادثہ تھوڑا متاثر کر گیا ہے۔۔"وہ سنجیدہ لہجے میں" افسوس کے ساتھ بولی جس کے جملے پر وہ دوبارہ سوچ میں پڑ گیا۔۔

مگر فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم سب سنبھال لیں گے۔۔! تمھارا آج کا" شیڈیول سیٹ کروادوں۔۔؟"علی کی خاموشی پر وہ دوبارہ اسے مطمئن کرتی بولی ساتھ ہی سوال بھی کر گئی تاکہ علی اسے پلٹ کر کوئی جواب دے کوئی گفتگو کرے۔۔

آج کام کا دل نہیں چاہ رہا اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔! "وہ ایک ہی جملے میں اپنی" گفتگو تمام کر گیا۔۔

ٹھیک ہے کوئی بات نہیں کم از کم تم یہاں آ تو گئے۔۔ کام ہوتے رہیں گے " ڈونٹ وری۔۔! "بینش نے اب کمرے سے روانگی کے لیے کرسی سے اٹھتے اس کی حوصلہ افزائی کرتے کہا۔۔

آنا پڑا، وجہ صرف میری بیٹی ہے ورنہ جینا چھوڑ دیتا میں مگر اب زندہ رہنے کا" ایک مقصد جڑا ہے مجھ سے اور وہ مقصد امرحہ ہے۔۔! "وہ مغموم لہجے میں گویا ہوتا بینش کی روانگی میں کچھ لمحوں کی تاخیر کر گیا۔۔

اس لیے کہتے ہیں کہ اولاد بھی زندگی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔۔! "وہ" امرحہ کے ذکر پر مدھم مسکرائی۔۔

تم بھی آج اُسی سچویشن میں ہو جس میں برسوں سے میں رہ رہی ہوں۔۔اپنی" زندگی صرف اپنے بیٹے کی خاطر جی رہی ہوں میں۔۔!"وہ کرسی کے قریب کھڑی سرد لہجے میں مزید بولی۔۔

اب اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ کتنا مشکل ہے۔۔!"اس نے نظریں اُٹھا کر بینش کی" جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔

علی کے لیے یہ وقت آسان بالکل نہ تھا لیکن والد کے حوصلے اور امرحہ کا خیال اسے فلحال مشکل سے لڑنے کی طاقت دے رہا تھا۔۔
یہ تو اس کے لیے صرف آزمائش کا آغاز تھا اور اس کھٹن سفر میں وہ اپنی ہمت اور حوصلے کو اسی طرح برقرار رکھنے والا تھا یا اب مقابلے میں ہار سے اس کا سامنا ہونے جا رہا تھا اس کا علم تو صرف وقت کو تھا۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

صبح کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا فہاد حقانی ناشتے کے بجائے کافی سے حلق تر کرتا سکون سے صوفے پر بیٹھا فریحہ سے گفتگو میں مصروف اس سے اپنے مطلب اور غرض کا احوال دریافت کر رہا تھا جو ابھی شازمان ٹیکسٹائل کے آفس پہنچی تھی۔۔

"آپ کی بات ہوئی عالیہ سے؟" وہ آفس میں صوفے پر بیٹھا کافی کا مگ ہونٹوں سے لگائے گھونٹ بھرتا فون پر مقابل سے سوال کر گیا۔۔

"اب تک نہیں ہو سکی آج کوشش کروں گی کہ ہو جائے۔۔!" لابی سے لفٹ کی جانب قدم لیتے وہ ائیر بڈز کانوں میں لگائے جواباً گویا ہوئی۔۔

"تین دن گزر گئے آج بات ہو جائے تو بہتر ہو گا۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تم اس کام کو لے کر اتنے بےچین کیوں ہو۔۔؟" وہ لفٹ تک پہنچ کر اس میں اکیلی کھڑی کال پر مخاطب تعجب سے سوال کر گئی۔۔

"میری کمپنی کا وقت ضائع ہو رہا ہے اس لیے کہا۔۔!" اس نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا، گویا جواب تلاش کر رہا ہو۔۔

"بالکل فکر مت کرو میں ضائع نہیں ہونے دوں گی۔۔" فریحہ نے اسے نرم لہجے میں تسلی دی جس کا نرم لہجہ سن کر اس کی نیت ڈگمگانے لگی وہ جو صوفے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا فریحہ کے لہجے کو سن کر بےچین ہوتا فوراً اٹھ بیٹھا۔۔

"تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔؟" فہاد نے بنا سوچے بے ساختہ کہا۔۔
"ہاں؟" فریحہ بھنویں آپس میں بھینچ کر تعجب ظاہر کرنے لگی۔۔

"میرا مطلب آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔۔!"اس نے اپنا سر پٹختے اب دوبارہ اپنا جملہ مؤادبانہ انداز میں دہرایا۔۔

"اٹس اوکے تم بھی تم بول سکتے ہو۔۔"وہ مسکراتے گویا ہوئی جو فہاد کے پچھلے جملے کے لفظوں میں اٹک گئی تھی۔۔

"تو پھر ملو گی مجھ سے؟"اس نے سنجیدگی سے کہا اور مگ دوبارہ ہونٹوں سے لگایا۔۔

"ابھی نہیں، خوش خبری کے ساتھ ہی ملنے آؤں گی۔۔!"فریحہ نے جواباً کہا اس دوران وہ لفٹ سے نکل کر آفس کی جانب روانہ ہوئی۔۔

"میں انتظار کروں گا۔۔!"وہ شاطرانہ مسکرا کر گویا ہوا اور اپنی گفتگو کا اختتام کرتے کال منقطع کر گیا اس کے دماغ میں فریحہ کو لے کر اس وقت جو بھی چل رہا تھا وہ کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس-----

"بیٹا کہاں ہو اس وقت۔۔!"شبانہ بیگم نے فون پر فکریہ لہجے میں علی سے سوال کیا۔۔

"آفس میں ہی ہوں سب خیریت تو ہے ناں؟"وہ والدہ کے لہجے پر پریشان ہوتا بولا۔۔

"میں سارہ سے کال پر گفتگو میں مصروف تھی باتوں کے دوران وہ اچانک چیخی اور پھر اس کا فون بند ہو گیا۔۔! مجھے بہت فکر ہو رہی ہے اس کی، تم اس کے پاس ہو آؤ ناں۔۔"شبانہ بیگم نہایت فکر میں بولی جس کی بات قابل کو مزید پریشان کر گئی۔۔

"آپ اس کے گھر کے نمبر پر فون کر لیں ناں۔۔!"علی نے جواباً کہا مگر اندر سے وہ بھی والدہ کی بات پر بےچین ہوا۔۔

"کوئی نہیں اٹھا رہا اس کا گھر کا نمبر، بیٹا تم ہو آؤ مجھے بھی تسلی ہو جائے گی ویسے بھی اس کا گھر تمھارے آفس سے زیادہ دور نہیں ہے۔۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہوں میں چلا جاتا ہوں اس کے گھر۔۔!" وہ اثبات میں سر ہلاتا والدہ کے اصرار پر گفتگو مختصر کر کر فوراً آفس سے روانہ ہوا۔۔

۔

۔

"فرقان کمرے میں چھپکلی ہے۔۔ وہاں چھپکلی کہاں سے آئی۔۔؟" سارہ اپنے کمرے سے لاؤنج میں بھاگتی اپنے حواس بحال کرتی بولی۔۔

"میں نے رکھی ہے؟ جو مجھ سے پوچھ رہی ہو۔۔" لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف فرقان نے بے دھیانی سے کہا۔۔

"تم چیخی کیوں تھی۔۔!" فرقان کی والدہ اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں سارہ کو دیکھتی مخاطب کر گئی۔۔

"امی چھپکلی آگئی ہے میرے کمرے میں۔۔!" اس نے شرمندہ ہوتے کہا جس پر والدہ نفی میں سر ہلاتی دوبارہ کمرے کی جانب روانہ ہوئی۔۔

"فرقان میرا فون بھی ٹوٹ گیا ہے۔۔ آپ مجھے اپنا موبائل دیں مجھے صرف امی کو انفارم کرنا ہے۔۔!" اس نے دوبارہ فرقان کو مخاطب کرتے نرمی سے کہا۔۔

"آفرین ہے تمھارے خاندان پر! بیٹا قتل کرتا ہے اور بیٹی چھپکلی سے ڈرتی ہے۔۔؟" وہ استہزائی لہجے میں کہتا ہنس پڑا۔۔

فرقان پلیز! علی بھائی کو اب اس بات میں گھسیٹنے کی کیا تک بنتی ہے؟" وہ متعجب ہوتی بولی۔۔

ویسے سچ بتاؤ تمھارے بھائی نے اپنی ساس کا قتل کیا ہے ناں۔۔؟" وہ تحقیر آمیز لہجے میں کہتا پھر مسکرایا جس کے لفظ سارہ پر ایک بار پھر ناگوار گزرے۔۔

"یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ بنا ثبوت کے بنا کوئی حقیقت جانے آپ اتنا بڑا الزام کیسے لگا سکتے ہیں بھائی پر۔۔!" وہ لہجے کو سخت کیے بولی۔۔

"تمھارے بھائی پہلے سے ہی ایک پراسرار سا اور نہایت منافق شخص تھا، جہاں تک ثبوت کی بات ہے تو ٹی وی چینلز پر ثبوت خود ہر جگہ گردش کر رہے ہیں۔۔!" وہ سرد لہجے میں کہتا اخبار لپیٹ کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"وہ پورا سچ نہیں ہے بھائی نے کچھ نہیں کیا۔۔!" وہ بے بسی سے بولی۔۔

"چور کب کہتا ہے کہ میں نے چوری کی ہے۔۔؟"

آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئے آپ جیسی ذہنیت رکھنے والوں سے بحث کرنی ہی نہیں چاہیے۔۔" وہ گفتگو کا اختتام کرتے پلٹی۔۔

اپنی اوقات میں رہو۔۔!" فرقان پر اس کا جملہ ناگوار گزرا وہ یک دم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا بھاری رعب دار آواز میں بولا جبکہ اس کے ماتھے پر کچھ سلوٹیں بھی ابھریں۔۔

میں اپنی اوقات سے واقف ہوں آپ بھی تو اپنی حد میں رہیں! پتا نہیں کیسی عجیب بے تکی باتیں کر رہے ہیں۔۔" وہ بڑھتے قدم روکتی دوبارہ فرقان کی جانب پلٹتے بولی۔۔

بے تکی؟ یہ گھٹیا پن تمھارے خاندان کی حقیقت تھی جو آج کھل کر سب کے سامنے آئی ہے مگر اب سچ میں کہہ رہا ہوں تو برا لگ رہا ہے؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنے لفظوں سے سارہ کا صبر آزما رہا تھا۔۔

"فرقان میں نے آپ سے کہا اپنی حد میں رہیں۔۔!"

"مجھے میری حد سکھا رہی ہو۔۔؟" وہ اس کی کلائی سختی سے پکڑے اس پر اپنے بھاری ہاتھ کا زور آزمانے لگا۔۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ انسان ہیں تو انسانوں جیسی حرکتیں کریں۔۔!" جو اپنے گھر والوں کی پریشانی میں پہلے ہی غمزدہ تھی فرقان کے لفظ اور عمل اس کا صبر تمام کر گئے وہ اس پر چلاتے اپنا ہاتھ جھٹک کر اس کی گرفت سے آزاد کر گئی۔۔

فرقان اس کی اتنے عرصے میں پہلے بار کی گئی مزاحمتی عمل پر آنکھیں پھاڑے ششدر رہ گیا، یہ وہ سارہ تو ہے ہی نہیں جو فرقان کا ہر عمل ہر زیادتی خاموشی

سے سہم جایا کرتی تھی، اس لڑکی میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی وہ چند لمحوں تک آنکھیں پھاڑے اسی سوچ میں غرق تھا۔۔

تو تمھیں میں انسان معلوم نہیں ہوتا ہاں ؟ رکو ابھی تمھارا یہ گمان میں حقیقت " میں بدلتا ہوں۔۔! " فرقان سختی سے اس کی ٹھوڑی اپنی بھاری ہتھیلی کی گرفت میں لیتا جبڑا بھینچتے بولا اور اگلے ہی لمحے اس پر اپنا بھاری ہاتھ اٹھا گیا جس کے وار کا خدشہ ذہن میں لیے وہ آنکھیں میچ کر سہم گئی۔۔

فرقان۔۔! " وہ سارہ کے نازک گال پر اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑنے ہی والا " تھا کہ دریں اثناء لاؤنج کی دہلیز پہ کھڑا علی اس پر غرایا۔۔

فرقان اپنا وار روک کر دروازے کی جانب علی کو آتا دیکھ کر ایک بار پھر ششدر رہ گیا جبکہ سارہ اپنے ہی محافظ کے وار سے خود کو بچاتے اپنے بھائی کی جانب لپکی۔۔

"کیا ہو رہا ہے ؟" اسی دوران شور شرابہ سن کر اب فرقان کی والدہ دوبارہ لاؤنج میں آتی سوالیہ گویا ہوئی۔۔

"خبردار! میری بہن پر بھول کر بھی ہاتھ اٹھانے کی غلطی کی تو زندہ نہیں ملو گے تم کسی کو۔۔!" علی آنکھوں میں سرخی لیے اس کے قریب پہنچا۔۔

"او تو قاتل ایک اور قتل کے ارادے سے کھلا گھوم رہا ہے۔۔!" فرقان تمسخرانہ انداز میں کہتے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جس کے لہجے پر علی کا خون کھولنے لگا اس نے پلٹ کر فرقان پر ہاتھ اٹھایا مگر اس کا وار اپنے ہاتھ سے روکتا فرقان اس کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔

"تمھاری اتنی ہمت ؟ سب کو شاید تم نے زمان خاندان سمجھ لیا ہے جو تمھارے جرم پہ بھی خاموش رہے مگر میں فرقان ہوں مجھے ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ کاٹ دوں گا۔۔" وہ علی کا ہاتھ جھٹک کر گراتا جبڑا بھینچتے بولا۔۔

اور میری بہن پہ تونے یہ ہاتھ اٹھایا تو تجھے زمین میں زندہ گاڑھ دوں گا میں۔۔""""
علی اپنا چہرہ اس کے قریب چہرے کے قریب کیے سرخ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گڑھ کر پست آواز میں بولا۔۔
یہ جملے سننا تھا کہ فرقان نے علی کے منہ پر مکا جڑتے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا جس پر وہ بری طرح لڑکھڑایا۔۔
بھائی آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟"سارا اس کے قریب پہنچتے فکریہ لہجے میں گویا" ہوئی جس کا جملہ سن کر فرقان علی کو دیکھتا شاطرانہ مسکرایا۔۔

فرقان جانتا تھا کہ علی کی کمزوری فرقان کی دسترس میں ہے علی اس وقت اکیلا آیا ہے اور وہ کھڑا ابھی فرقان کے گھر میں ہے جہاں وہ علی کی ذرا سی مزاحمت اسے نہایت مہنگی پڑ وا سکتا ہے مگر وہ یہی چاہتا تھا کہ سارہ کے بھائی سے سارے بدلے چن چن کر لیے جائیں کیونکہ آج اس کے ہاتھ یہ سنہری موقع جو لگ چکا تھا۔۔

علی کسی بھی رد عمل کی پرواہ کیے بغیر خود کو سنبھالتا اس کے قریب بڑھا اور اسے جوابا مکا مارتے زمین بوس کر گیا، اسی لمحے فرقان نے پکار لگا کر اپنی مدد کے لیے لان میں مین گیٹ پر کھڑے گارڈ کو بلایا جو ایک ہی پکار پر فرقان کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔۔

گارڈ علی کی آنکھوں میں سرخی اور فرقان کو زمین پر پڑا دیکھ کر فوراً علی کا گریبان ایک ہاتھ سے پکڑتے باہر کی جانب گھسیٹنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ اس مضبوط شخص کا ایک بھی قدم اپنی جانب اٹھوانے میں ناکام رہا ہے لیکن بدلے میں علی کی جانب سے اس کا گریبان پکڑنے کے نتیجے میں ایک گارڈ گو ایک زور دار تھپڑ رسید گیا کیا۔۔

اتنے میں فرقان صوفے کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا شو پیز کا گملا اٹھا کر علی کے پیچھے کی جانب سے سر پر وار کر گیا۔۔

یہ عمل ہونا تھا کہ علی آنکھوں میں مزید غصہ لیے فرقان کی جانب پلٹا اور اپنا اتنے دنوں کا پوشیدہ سارا اس پر اتارنے کے لئے باقاعدہ جھڑپ کا آغاز کر گیا۔۔

"بھائی پلیز مت لڑیں۔۔پلیز۔۔"

"یہ کیا کر رہے ہو ارے ان کو چھڑاؤ۔۔"

"!بھائی۔۔"

"علی رک جاؤ بس کرو۔۔"

"بھائی بس کر دیں۔۔"

اس جھڑپ کو سارہ اور فرقان کی والدہ چیختے چلاتے روکنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ناکام تھے۔۔

دونوں کو ڈھیر کرنے کے بعد وہ اپنے نچلے لب کے کنارے سے خون صاف کرتے گہری سانسیں بھرتا اپنی بہن کے پاس پہنچا۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔!" وہ اسپاٹ چہرہ لیے بولا۔۔"

بھائی میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔"سارہ نے انکار یہ کیا اسے خدشہ تھا کہ آگر" آج وہ یہاں سے چلی گئی تو ہمیشہ کے لیے اس پر یہاں کے در بند ہو جائیں گے مگر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔۔

بیوا قوف مت بنو، چلو میرے ساتھ۔۔!"وہ سارہ کے انکار پر لہجہ سخت کیے" بولا اور اسے کلائی سے تھام کر لاؤنج سے روانہ ہوا۔۔

بیٹا تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔"فرقان کی والدہ اس کے قریب زمین پر بیٹھتی فکریہ" لہجے میں گویا ہوئی۔۔

اس کا بدلہ اُسے سود سمیت چکانا پڑے گا۔۔"وہ والدہ کے جملے کو نظر انداز کرتا" درد سے چور زمین پر لیٹا علی کو جاتے ہوئے اس کی پشت کی جانب دیکھ کر جبڑا بھینچتے گویا ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر ہونے کو تھی اپنے اہم کاموں سے فراغت کے بعد اس نے عالیہ کے آفس پہنچ کر دروازے پر دستک دی۔۔

دستک کے بعد وہ نیم دروازے کھولے کمرے میں داخل ہونے لگی جہاں آج بھی عارض عالیہ کے مقابل کرسی پر بیٹھا کاروباری گفتگو میں مصروف تھا۔۔

آؤ فریحہ بیٹھو۔۔!" دروازے کے قریب اسے دیکھ کر عالیہ نے مخاطب کرتے" عارض کے پہلو میں رکھی کرسی کے جانب اشارہ کیا۔۔

ام سوری میں نے آپ دونوں کو ڈسٹرب کر لیا شاید۔۔!" وہ شرمندہ ہوتی" کمرے میں داخل ہو کر گویا ہوئی۔۔

نہیں نہیں تم بتاؤ کیا کام ہے۔۔؟" عالیہ نے اس سے سوال کیا جس کا جواب" سننے میں اب عارض نے بھی دلچسپی ظاہر کی۔۔

"میں نے سارے بزنس سلاٹس چیک کیے ہیں مگر مجھے جو ڈیل بیسٹ لگی اسے تمھارے ساتھ شیئر کرنا چاہتی ہوں۔۔!" وہ کرسی پر براجمان ہوتی عالیہ سے جواباً مخاطب ہوئی۔۔

"ہاں بتاؤ۔۔؟"

"مسٹر فہاد چاہتے ہیں کہ وہ ایک کلاتھنگ برانڈ کی کلابریشن کریں آپ کے ساتھ اور اس میں ہمارا بہت فائدہ ہو گا۔۔!" وہ بلا آخر فہاد کے اصرار پر اب اسی کی تجویز عالیہ کے سامنے پیش کر گئی جس کا نام سنتے عارض بھی ششدر رہ گیا۔۔

"اسے ہم ریجیکٹ کر چکے ہیں اور ہمارا ابھی پراجیکٹ اب شاہ انڈسٹریز کے ساتھ چل رہا ہے شاید آپ بھول گئیں ہیں۔۔!" اس سے پہلے کے عالیہ کوئی رد عمل ظاہر کرتی عارض نے فوراً فریحہ کو سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

اچھے سے یاد ہے مجھے مگر اس پراجیکٹ کو اب کمپلیٹ کرنا زیادہ پاسبل نہیں" کیونکہ دونوں کمپنیز کے ریلیشن اس حادثے کے بعد خراب ہو گئے ہیں اس پر اپنا پیسہ اور ٹائم لگانا بے مقصد ہو گا۔۔!" فریحہ جواباً سرد لہجے اپناتے بولی جس کے جملے نے پھر سے عالیہ کے زخموں کو کریدا اور یہی اس کا مقصد تھا کہ وہ پرانی بات یاد کرتے طیش میں آکر شاہ انڈسٹریز کے بجائے عالیہ فہاد کے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو جائے۔۔

کوئی ریلیشن خراب نہیں ہوا اس پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے مجھے ہر ویکلی" رپورٹ ملتی رہتی ہے۔۔!" عارض نے فریحہ کو لاجواب کرنا چاہا۔۔

یو نو وٹ؟ اچھا کیا تم نے جو تم یہاں آگئے ورنہ ایک دو دنوں میں تمھیں پیغام") "بھجوانے ہی والی تھی۔۔

"کیسا پیغام؟"

"!!یہی کہ مجھے تم سے طلاق چاہیے۔۔"

"ابھی کچھ دیر پہلے تم نے اپنے جرم کو قبول کیا ہے شکر کرو کہ تم پر قتل کا کیس نہیں کر رہی میں لیکن اگر تم طلاق کے لیے راضی نہیں ہوئے تو پھر میں خود خلع کا کیس کروں گی۔۔")

"عارض فریحہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔ ہم اب شاہ انڈسٹریز کے ساتھ آگے نہیں چل پائیں گے۔۔" علی سے کی گئی آخری گفتگو میں اپنے مطالبے کو یاد کرتی وہ بے ساختہ بولی۔۔

"مگر ہمیں اس طرح بہت نقصان ہو گا۔۔!" عارض نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے عالیہ کو مخاطب کیا۔۔

"اب میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ اس پراجیکٹ پر کام روک دو اور ایک ہفتے میں لیگلی اس پراجیکٹ کو ختم کر دو۔۔!" عالیہ نے اس کی بات نظر انداز کرتے سرد لہجے میں جواب دیا جبکہ فریحہ کو دلی تسلی ہوئی۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟اس طرح وہ ہم سے انویسٹ کیے گئے رقم کا مطالبہ کریں گے جو ہمارے پاس نہیں ہے اس وقت۔۔! ہمارے ٹیکسٹائل مل کو نقصان ہو گا سمجھنے کی کوشش کرو۔۔" عارض اب اسے دلیل کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"ہاں تو ٹھیک ہے ناں اس نقصان کی بھرپائی ہم حقانی کیمیکلز کی مدد سے کر دیں گے۔۔" عالیہ نے فریحہ کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر فریحہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

"فریحہ تم مجھے اس حوالے سے ساری ڈیٹیلز ای میل کرو اور مسٹر فہاد کو کہو کہ مجھ سے آ کر ملیں۔۔!"
عالیہ نے اب فریحہ کو کھل کر مخاطب کرتے مکمل رضامندی ظاہر کی۔۔

اوکے۔۔تھینک یو سو مچ کہ میری سجیشن پر عمل کیا۔۔"وہ مسکراتے" پر مسرت انداز میں گویا ہوتے اب کرسی سے اٹھ کر کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

عالیہ یہ وہی فہاد ہے جسے ہم شروع سے انکار کرتے آئے ہیں اب کیسے ہامی بھر "سکتی ہو؟ یہ نہایت خطرناک ہے اس نے تمھیں کوئی نقصان پہنچادیاتو۔۔؟

عارض اب نقصان کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے جو نقصان میں نے" اٹھانے تھے اٹھا لیے وہ نقصان جو مجھے اس شخص نے دیئے ہیں اب اس سے بڑے نقصان کوئی نہیں دے سکتا مجھے ،اس پروجیکٹ سے شاہ انڈسٹریز کو بھی جواب مل جائے گا کہ ہمیں ان کے ساتھ کام کرنے میں اب کوئی دلچسپی نہیں "۔۔

وہ عارض کی بات کاٹتے اسپاٹ لہجے میں بولی اس کا یہ فیصلہ کتنا بہتر اور کتنا غلط تھا اس کا اندازہ اسے جلد ہونے والا تھا۔۔

اگلی صبح ہوئی وہ بنا ناشتہ کیے اپنا بلیزر کوٹ ٹھیک کرتا زینے اتر کر اب لاؤنج میں پہنچا اور کام پر روانگی کے لیے تیار تھا۔۔

السلام و علیکم "وہ جملہ کہتا جواب سنے بنا لاؤنج سے دروازے کی جانب بڑھا۔۔"

واعلیکم السلام علی رکو بیٹا ناشتہ تو کرلو۔۔!"لاؤنج میں ڈائننگ ٹیبل کے قریب سربراہی کرسی پر براجمان فیصل شاہ نے اسے جواباً مخاطب کیا۔۔

بابا آفس جارہا ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔"والد کے جواب پر اس کے تیزی سے بڑھتے قدم کچھ لمحوں کے لیے رکے اور وہ والد سے گویا ہوا۔۔

اتنی دیر سے اٹھے ہو کہ ناشتے کے لیے نیچے نہیں آئے اب سیدھا آفس جارہے ہو۔۔؟"ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر براجمان والدہ نے بھی برہمی سے علی کو

مخاطب کرتے کہا جبکہ ثمینہ بیگم اور والدہ کے پہلو میں بیٹھی سارہ بھی بے تاثر افسردہ چہرہ لیے یہ مکالمہ سن رہی تھی۔۔

رہنے دیں امی آگر دل چاہے گا تو وہیں کر لوں گا۔۔" وہ مختصر جواب دیتا" دروازے کی جانب بڑھا جہاں ڈاکیومنٹ ڈیلیوری والے شخص سے اس کا سامنا ہوا۔۔

یہ کس کا ہے۔۔" ڈیلیوری والے شخص کے ہاتھوں میں فائل نما خاکی لفافہ " دیکھ کر علی تعجب سے سوالیہ بولا اسی دوران سارہ بھی ناشتے کی ٹیبل سے اب اپنے کمرے کی جانب روانہ ہونے لگی۔۔

یہ سارہ شاہ میم کے لیے آیا ہے یہاں سائن کر لیجیے۔۔" وہ شخص علی سے جواباً" گویا ہوا جس کے منہ سے اپنا نام سن کر سارہ پلٹی اور دروازے کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" علی کے قریب پہنچتے سارہ اس شخص سے لفافہ لے کر تعجب سے گویا ہوئی اس دوران وہ شخص علی سے دستخط لینے کے بعد روانہ ہوا

"ڈ۔۔ڈائیورس پیپرز؟" لفافہ کھول کر دیکھنے پر اسے اندازہ ہوا کہ اسے فرقان کی جانب سے طلاق کے کاغذات موصول ہوئے ہیں جسے تکتے وہ آنکھیں پھاڑے بے ساختہ بولی۔۔

"کیا۔۔؟"

"یا اللہ خیر۔۔!"

علی نے اس کے لفظوں پر تعجب ظاہر کیا جبکہ والدہ شبانہ بیگم بھی سارہ کا جملہ سن کر کرسی سے اٹھتی فوراً دروازے کی جانب آئی۔۔

"سارہ سنبھالوں خود کو۔۔" وہ لڑکھڑائی جسے علی نے سہارا دیتے کہا۔۔

اب تو خوش ہیں ناں آپ۔۔" وہ خود کو علی سے دور کرتی برہمی سے جواباً" بولی۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟" علی نے سارہ کے لہجے اور لفظوں پر تعجب ظاہر کیا۔۔"
ٹھیک کہہ رہی ہوں یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔! کیا ضرورت تھی اس" کے گھر میں گھنس کر اسے اتنا مارنے کی۔۔" وہ دبے دبے لہجے میں علی پر غرائی۔۔اس دوران ثمینہ بیگم اور فیصل شاہ بھی لاؤنج کے دروازے تک پہنچے۔۔

" وہ تم پر ہاتھ اٹھا رہا تھا یہ تو شکر ہے میں وہاں پر پہنچ گیا ورنہ۔۔"
"کیا پہنچ گیا؟ میرا گھر برباد کرنے کے لیے پہنچے ناں؟"
اس نے علی کا جملہ کاٹتے کہا۔۔

سارہ بڑا بھائی ہے وہ یہ کس طرح بات کر رہی ہو۔۔!"فیصل شاہ نے رعب دار" آواز میں بیٹی کو تنبیہ کی۔۔

معمولی سی بات تھی،بحث ہماری یونہی لگی رہتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے لیکن" آپ کے لاڈلے بیٹے نے اس پر ہاتھ اٹھا کر معاملات دو سیکنڈز میں خراب کر دیئے۔۔!"وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی جس کے ایسے لہجے کو گھر والوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔۔

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے آگر میں علی کو نہ بھیجتی تو ایسا نہ ہوتا۔۔"" شبانہ بیگم آنکھیں نم کیے مغموم لہجے میں بولی جس کے جملے پر ثمینہ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے اسکا کندھا تھامے حوصلہ دینے لگی۔۔

امی کیا ہو گیا ہے یار آپ لوگ اس بات کو اتنا سیریسلی کیوں لے رہے ہیں" طلاق تھی اچھا ہوا جو ہو گئی اس رشتے میں ویسے بھی کچھ نہیں بچا تھا۔۔!" علی

نے سب کو مخاطب کرتے سرد لہجے میں کہا مگر اس وقت یہ بات درست ہونے کے باوجود بھی سارہ پر یک سر ناگوار گزری۔۔

طلاق آگر سیریس چیز نہیں لگتی آپ کو تو جائیں ناں بھابھی کو بھی ان کے" مطالبے پر اب دے کر آئیں۔۔!" سارہ نے بدمزاجی سے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔۔

سارہ اپنی حد میں رہو۔۔!" فیصل شاہ اپنا لہجہ سخت کیے بولا۔۔"

اسکا گھر اپنے ہی ہاتھوں تباہ کیا ہو گیا اب یہ کسی اور کا بھی بسنے نہیں دے گا۔۔"

"اپنی بیوی کے غم اپنے ہوش گنوا بیٹھے تو سارا غصہ میرے شوہر پہ نکال دیا۔۔؟ وہ اپنے غم میں سارے لحاظ بھولتی علی پر بری طرح برس پڑی۔۔

سارہ چپ ہو جاؤ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟" ثمینہ بیگم بھی اس کے لہجے پر حیران" ہوتی بولی۔۔

اپنے کمرے میں اس سے پہلے کہ میں اپنا ضبط کھو دوں۔۔"فیصل شاہ بھی" رعب دار آواز میں ماتھے پر بل ڈالے سارہ کو حکم دے گیا۔۔

بابا کہنے دیں اسے۔۔وہ اس وقت دکھی ہے۔۔!"فیصل شاہ کے حکم پر علی" انہیں ٹوکتے سارہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے مدھم سا گویا ہوا۔۔

آپ کی ہمدردی نہیں چاہیے مجھے جو کرنا تھا آپ کر چکے میرا گھر اجاڑنے کا بہت" شکریہ۔۔!"وہ سخت لہجے میں کہتی اپنے چہرے پر بہتے آنسو رگڑتے کمرے کی جانب بھاگی۔۔

۔

۔

کل رات ہمیں شازمان ٹیکسٹائل کی طرف سے ای میل موصول ہوئی ہے،وہ" پروجیکٹ کو لیگلی طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں مگر میرا یہ خیال ہے کہ ہم عالیہ سے نہ سہی لیکن عارض سے پروجیکٹ کے معمالات سلجھالیں۔۔تو اگر تم اجازت دو تو

میں آج سہ پہر شازمان آفس چلا جاؤں۔۔!" علی کے آفس میں اس کے مقابل کرسی پر براجمان گہرے نیلے رنگ کے شرٹ اور سیاہ پینٹ میں ملبوس دانیال نے تفکرانہ انداز میں کہا۔۔

وہ اپنی بات مکمل کر چکا تھا مگر اسے احساس ہوا کہ اس کی اتنی طویل بات کے ایک بھی لفظ پر مقابل کا دھیان نہیں تھا جسے محسوس کرتا وہ ماتھے پر بل ڈال گیا۔۔

علی تم سن رہے ہو ناں۔۔؟" دانیال نے اب بلآخر اس سے سوال کیا۔۔ مگر" علی اپنے ذہن میں موجود الجھنوں کے گہرے بھنور میں ڈوبا ہوا تھا جو دانیال کے اس جملے پر بھی دھیان نہ دے سکا۔۔

علی۔۔!" دانیال نے اب بلآخر ٹیبل پر ہتھیلی مارتے اس کی توجہ حاصل کر" لی۔۔

"کیا ہوا کیا بات ہے بہت پریشان لگ رہے ہو؟" علی کو خیالات کی دنیا سے نکال کر اب وہ ایک اور سوال کر گیا۔۔

"سارہ بھی مجھ سے بدگمان ہو گئی ہے۔۔!" وہ ذہن کی الجھنوں کو زباں پہ لاتا سرد لہجے میں بے ساختہ بولا۔۔

"مگر کیوں تم تو اس کے آئیڈیل ہو۔۔" دانیال کو اس کے جملے پر تعجب ہوا۔۔

"اب نہیں رہا۔۔!" اس نے مختصراً کہا۔۔

"ہر چیز میرے کنٹرول سے باہر ہو رہی ہے کسی کام کو کرنے کی میری نیت ٹھیک ہو تب بھی اُس عمل کو کرنے کے نتائج بھیانک ملتے ہیں،، بہت پریشان ہو گیا ہوں۔۔"

علی مزید بولا اور اپنے جملے کے آخر میں اس نے اپنا سر پکڑا۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ مگر سارہ کو کیا ہوا۔۔؟" دانیال کو اس کی مشکلات کا اندازہ تھا مگر وہ بھی اس کی بات کو ٹھیک سے نہ سمجھ پایا۔۔

"کل میں فرقان کے گھر گیا جہاں وہ میری بہن پہ ہاتھ اٹھانے کی جسارت کرنے والا تھا بدلے میں میری اس سے ہاتھا پائی ہوئی۔۔" اس نے نہایت سنجیدگی سے پچھلے دن کا احوال سنایا۔۔

"پھر؟" ماتھے پر بل ڈالے دانیال اس کی بات کو محویت سے سنتے جواب دیا۔۔

"میں سارہ کو اسی وقت اپنے گھر لے آیا مگر آج۔۔!" علی اپنا جملہ کہتے اچانک رکا اور آنکھیں موندلیں۔۔

"کیا ہوا آج۔۔؟ بتا بھائی سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟" علی کے لہجے سے دانیال کو معملات کی سنگینی کا اندازہ ہونے لگا ساتھ ہی اس کی پریشانی میں بھی اضافہ ہوا۔۔

"""آج اس نے طلاق کے کاغذات بھجوائے۔۔آج سارہ کو چھوڑ دیا اس نے۔۔!
اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے اس نے نہایت افسردگی سے
دانیال کو جواب دیا۔۔
"وٹ۔۔؟یہ کوئی مذاق ہے کیا؟ یا شادی کو کوئی گڈا گڑیا کا کھیل سمجھ رکھا ہے
لوگوں نے۔۔" دانیال کو علی کی بات مزید حیرت زدہ کر گئی وہ اپنے جملے میں
عالیہ کی جانب بھی اشارہ کر گیا۔۔

"کیا کہوں سب کچھ میرے ہاتھوں سے پھسلتا جا رہا ہے میری محبت، میری اولاد،
میری بہن، میری ماں خانم امی، ہر کسی کو آہستہ آہستہ کھو رہا ہوں میں۔۔!" وہ
اپنے آپس میں الجھائے ہوئے ہتھیلیوں کو کھول کر ان کی لکیروں کو تکتا مغموم
لہجے میں گویا ہوا۔۔

حوصلہ رکھو! یہ آزمائش کا وقت ہے، تمھیں صبر سے کام لینا ہوگا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔! کوئی ہو نہ ہو میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں اور ہر چیز کو ٹھیک کرنے میں اپنی جان لگا دوں گا تیرے لیے۔۔" دانیال نے اسے اپنے بہترین لفظوں میں دل کی گہرائی اور نہایت مخلصی سے تسلی دی تھی جسے سن کر علی بھی مدھم سا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر ہوئی تھی وہ دونوں شہر کے مشہور کیفے میں آمنے سامنے براجمان ایک دوسرے سے گفتگو کا آغاز کر گئے۔۔

میرے پاس تمھارے لیے ایک گڈ نیوز ہے۔۔" فریحہ نے بیٹھتے ہی بے تابی" سے اپنا پہلا جملہ ادا کیا۔۔

سناؤ پھر۔۔!" فہاد اپنے سبز بلیزر کوٹ کا بٹن کھولتے کرسی پر براجمان ہوا۔۔"

"عالیہ پراجیکٹ کے لیے مان گئی ہیں۔۔!" اس نے فہاد کے سوال پر فوراً کہا۔۔"

ریلی۔۔" فہاد کی تو جیسے برسوں پرانی دلی مراد پوری ہوئی ہو نہایت پرجوشی "

سے اپنا یقین آخز کرنے کے لیے بولا۔۔

ہاں مگر شاہ انڈسٹریز کے ساتھ پراجیکٹ ختم ہونے والا ہے تو اس میں مجھے "

تھوڑا نقصان ہوگا۔۔ وہ اُسے اپنے جملے میں ڈھکے چھپے انداز سے اپنا احسان جتاتے

بولی۔۔

وہ میں پورا کر دوں گا۔۔!" وہ ذو معنٰی انداز میں اس کا چہرہ تکتے بولا۔۔"

وہ کیسے۔۔؟" فہاد کے جملے پر وہ بھنویں اٹھائے سوالیہ بولی اس دوران لڑکی "

فریحہ کے ٹیبل کی جانب آتے معلوم ہوئی۔۔ کرلی براؤن کندھوں تک آتے

بال نارنگی شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے آنکھوں میں نظروں کا عینک چڑھائے ہوئے

وہ لڑکی بھی پرکشش لگ رہی تھی۔۔

"فریحہ تم یہاں۔۔؟"لڑکی فریحہ کے ٹیبل تک پہنچ کر اسے مخاطب کر گئی جس پر اس کے تاثرات میں بدلے اور لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔

"یس یہ کیفے میرا فیورٹ ہے تم یہاں کیسے۔۔؟"اس نے مسکراتے لڑکی کو جواباً مخاطب کیا ان کی گفتگو کو فہاد تعجب سے دیکھنے میں محو ہوا۔۔

"میں نے اپنی کلائنٹ کو یہاں بلایا تھا مگر وہ آئی نہیں اس لیے اب واپس جا رہی ہوں۔۔ بائے دا وے یہ کون ہے؟"اس نے فریحہ کو مخاطب کرتے اب فہاد کے متعلق سوال کیا جسے سن کر فہاد بھی مدھم مسکرایا۔۔

"یہ فہاد ہے۔۔ہی از مائی فرینڈ۔۔!اور فہاد یہ سمیرا ہے میری اور بینش کی دوست۔۔!"فریحہ نے لڑکی کے سوال پر دونوں کا آپس میں تعارف کروایا۔۔

او نائس ٹو میٹ یو پلیز ہمارے ساتھ بیٹھیں ناں۔۔"فہاد نے جواباً مصافحہ کرتے سمیر کو مخاطب کیا۔۔ سمیرا انجینئرنگ کے شعبے سے منسلک بینش کی دوست تھی۔۔

"نہیں مجھے ذرا جلدی ہے۔۔"سمیرا نے رسماً مسکرا کر کہا۔۔

"آرے آجاؤ یار بیٹھو ناں۔۔"وہ فریحہ کے اصرار پر اثبات میں سر ہلاتی اس کے پہلو میں براجمان ہوئی جسے فہاد گہری سوچوں کو ذہن کا حصہ بنائے بڑی محویت سے دیکھ رہا تھا۔۔

"تو آپ بینش کی فرینڈ ہیں۔۔!"فہاد نے مخمور سے لہجے میں سمیرا کو تکتے مخاطب کیا۔۔

جی علی فیصل، میں اور بینش ہم نے پچھلے سال ایک ساتھ بہت کام بھی کیا"
ہے۔۔"اس نے مسکراتے اپنی واقفیت شاہ انڈسٹریز سے ظاہر کرتے ہوئے
فخریہ انداز میں کہا۔۔
یہ وہ واحد انڈسٹری تھی جو ملک میں بے حد مقبول تھی اور ہر کاروباری شخصیت
کے نظروں کا ہمیشہ مرکز رہتی تھی۔۔

علی؟یعنی شاہ انڈس۔۔!"وہ شدید حیرت زدہ ہوتا بولا۔۔"
یس انفیکٹ ہی از مائی یونیورسٹی فرینڈ کل میری اس کے آفس میں ملاقات ہوئی"
تھی اپسٹ تھا بہت۔۔!"اس نے فہاد کی حیرت پر مزید فخر سے کہا۔۔

ہاں وہ ذرا پریشان ہیں۔۔" فہاد پھر سے کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔۔"
فہاد کا دماغ اب پھر ایک نئے انداز سے کھیل شروع کرنے کو بے تاب ہوا، سمیرا
کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ انجانے میں اس معصوم سے چہرے کے پیچھے کس قدر

خطرناک حیوان کو معلومات فراہم کر رہی ہے جو نہ صرف علی کے لیے بلکہ اس کی خود کی جان کا بھی دشمن بننے جا رہا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"شاہ جی آپ کی پاور کا اندازہ ہے ہمیں ورنہ ہم آج آپ کے بیٹے کو سلاخوں کے پیچھے کر دیتے۔۔!"

"اپنی حد میں رہو انسپکٹر۔۔!" فیصل شاہ اپنی بھاری رعب دار آواز سے اپنے آفس میں مقابل کرسی پر براجمان انسپکٹر اشرف کو کچھ لمحوں کے لیے خاموش کرا گیا۔۔

"شاہ جی! ہم یہاں چنے کھانے نہیں آئے ہیں آپ کو آگاہ کرنے آئے ہیں جتنا جلدی ہو سکے اس بات کو تسلیم کریں اور اپنے بیٹے پر لگام ڈالیں وہ کسی کی بھی

جان لے سکتا ہے۔۔"اشرف اپنے طنزیہ جملوں سے فیصل شاہ کا ضبط مسلسل آزمارہا تھا۔۔

تم شاید اس کی شخصیت سے واقف نہیں ہو۔۔وہ ایک معروف بزنس مین ہے" کوئی گینگسٹر یا غنڈہ نہیں جس کے بارے میں تم میرے ہی سامنے اس طرح کے "!الفاظ استعمال کر رہے ہو۔۔

فیصل شاہ بلآخر اس کے طنز کے جواب میں اسے علی کی شخصیت سے واقف کرواتا گویا ہوا فیصل شاہ بھی بخوبی جانتا تھا کہ اس کے بیٹے نے کوئی جرم نہیں کیا مگر ثبوت نہ ہونے کے باعث اس وقت وہ علی کو بے گناہ ثابت کرنے میں بھی ناکام تھا۔۔

میں بالکل جانتا ہوں کہ وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے مگر اس مہینے میں یہ اس کا" دوسرا بڑا کیس سامنے آیا ہے کہ وہ لوگوں کی جان لینے کے درپے ہے، پہلے مسز "زمان اور اب فرقان شاہ۔۔

بکواس کر رہا ہے وہ۔۔"فیصل شاہ انسپکٹر کے جملے میں فرقان کے ذکر کو یک سر رد کرتا انسپکٹر کا جملہ کاٹ گیا۔۔

"اٹیمپٹ آف مرڈر کے چارجز لگائے ہیں فرقان نے آپ کے بیٹے پر، وہ فرماتے ہیں کی علی شاہ نے اُسے اُسی کے گھر میں جان سے مارنے کی کوشش کی وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں ہے اور ایسی حرکتوں کے سبب معاشرے کے لیے خطرہ ہے لہذا اُسے جلد از جلد قانون کی گرفت میں لایا جائے۔۔"

اشرف نے وہی الفاظ دہرائے جو فرقان نے اس سے کہے تھے فرقان اپنے وار کا بدلہ بہت چالاکی سے لے رہا تھا ایک جانب اس نے سارہ کو چھوڑ کر علی سے بدگمان کر دیا تو دوسری جانب وہ علی کو سلاخوں کے پیچھے دھکیلنے کے لیے اس پر پرچہ بھی کٹوا گیا۔۔

شاہ صاحب فرقان نے ساتھ یہ بھی کہا کہ آگر ہم نے چھوٹے شاہ جی کو نہیں" پکڑا تو وہ اپنے گھر کی سی سی ٹی وی فوٹیج میڈیا میں دے دیگا اور پولیس ڈپارٹمنٹ کی بدنامی ہو گی۔۔"اشرف نے سنجیدگی سے کہتے اپنی مجبوری کو بھی شاہ کے سامنے بیان کیا۔۔

"کیا۔۔؟اس کی اتنی ہمت۔۔یہ تمھیں بھی دھمکا رہا ہے۔۔"
جواباً شاہ نے تعجب سے کہا۔۔

شاید ایسا ہی ہے اب آپ بتائیں آپ کے پاس کوئی حل ہے اس بات کا۔۔؟""
وہ سرد لہجے میں کہتا اب طنز کرنے سے باز آیا تھا۔۔

"میں اس بارے میں علی سے بات کروں گا،میں اسے سمجھاؤں گا۔۔"

آپ کے پاس کل تک کا وقت ہے ہم تب تک کوئی بیچ کا راستہ نکالنے کی" کوشش کرتے ہیں۔۔!" شاہ کے جملے پر وہ اثبات میں سر ہلاتا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا جملہ کہہ کر اسے مطمئن کرنے لگا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"کیا ہوا اتنے اپسٹ کیوں ہو۔۔؟"

سائرہ نے کمرے میں آتے دانیال سے سوال کیا جو پیر لٹکائے بستر پر بیٹھا مٹھیوں میں بستر کو بھینچے آفس میں ہوئے علی کی گفتگو کو یاد کرتا شدید فکر کی کیفیت میں مبتلا تھا۔۔

کب سے یونہی بیٹھے ہو تم؟ آتے ہی کمرے میں آ گئے نہ بچوں سے ملے نہ مجھ" "سے بات کی، آفس میں سب ٹھیک تو ہے ناں؟

سائرہ بستر پر دانیال کے پہلو میں بیٹھتی اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اس سے مخاطب ہوئی اور اسے خیالات کے بھنور سے باہر کھینچ لائی۔۔

"عارض نے بتایا کہ عالیہ حقانی کے بیٹے کے ساتھ کام کرنے کے لیے مان گئی ہے۔۔!" وہ سائرہ کی آواز پر چونکتے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔۔

"ہمم یہ تو واقعی بری خبر ہے۔۔!" سائرہ نے اثبات میں سر ہلاتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"مجھے تو اب اس لڑکی کی سمجھداری پر حیرت ہوتی ہے ایسے بے تکے فیصلے آخر یہ کر کیسے سکتی ہے۔۔؟" دانیال نے اب اپنے جملے میں سخت لہجے کو اپناتے ہوئے کہا۔۔

"!فلحال وہ تھوڑی جذباتی ہوئی ہے شاید اس لیے۔۔"

"مگر بزنس کے فیصلے جزبات میں آکر نہیں کیے جاتے اُسے اندازہ نہیں کہ یہ جزبات اسے کتنا نقصان دے سکتے ہیں۔۔!!" وہ سائرہ کا جملہ کاٹتے اُسی لہجے میں بولا۔۔

"جب ایک پروجیکٹ توڑ کر کسی نئ اور ایسی کمپنی کے ساتھ کام کرنے پر راضی ہوا جائے جو پہلے سے قانون کے شکنجے میں پھنسی ہوئی پر اسرار خفیہ اور غلط کاموں میں ملوث ہو تو ان پر اعتبار کرنا خود کو بھی ڈوبو دینے کے مترادف ہے۔۔" وہ مزید بولا جس کی بات پر سائرہ نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ایک یہ مسئلہ ہے تو دوسری جانب سارہ کو بھی فرقان نے علی سے محض ایک جھڑپ کے نتیجے میں چھوڑ دیا۔۔"
"کیا۔۔؟ دانیال یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔؟ ان سب اس کی کیا غلطی تھی۔۔"
دانیال سرد لہجے میں اگلی خبر سنا کر سائرہ کو شدید حیرت میں مبتلا کر گیا جس پر آنکھیں پھاڑے یقین کی کوشش کرتے بولی۔۔

"جنکی غلطی نہیں ہوتی ہمیشہ پستے وہی ہیں۔۔! یہ سب کچھ تو ایسے ہو رہا ہے گویا کسی کے ہاتھ میں ہم سب کٹھ پتلیاں بن کر رہ گئے ہوں جیسے ہر چیز کو کوئی کنٹرول کر رہا ہو۔۔؟"

وہ ماتھے پر بل ڈالے دو ہفتوں کے حالات پر نظر ڈالتا محویت سے بولا جس کی بات اب سائرہ کو بھی سوچنے پر مجبور کر گئی۔۔

"سب کچھ میرے ہاتھوں سے پھسلتا جا رہا ہے میری محبت، میری اولاد، میری بہن، میری ماں خانم امی، ہر کسی کو آہستہ آہستہ کھو رہا ہوں میں۔۔!"

دانیال کے کانوں میں اپنے جگری دوست کی بازگشت سنائی دیتی اسے مزید بےچین کیے جا رہی تھی دانیال کا اندازہ ٹھیک تھا کہ سب کچھ محض اتفاق نہیں، کوئی بڑی پلاننگ کے تحت شاہ خاندان کے پیچھے پڑا ہوا ہے مگر وہ کون ہے اس حقیقت سے وہ اب بھی بہت دور تھا۔۔

جیری مجھے اس لڑکی سمیرا کی ساری تفصیل چاہیے اس کی علی سے کتنی گہری دوستی ہے کب ملتی ہے یہ کیا کام کرتی ہے کہاں رہتی ہر تفصیل۔۔ "!!"

اگلی صبح ہوئی فہاد اپنے آفس کے کیبن میں بیٹھا فریحہ سے پچھلی سہ پہر کی ملاقات کے بعد اپنے اگلے پلان پر عملدرآمد کرنے کے لیے اسسٹنٹ حمزہ سے گویا ہوا۔۔

ٹھیک ہے، بے فکر ہو جائیں سرکار۔۔"حمزہ جواباً مسکراتے اثبات میں سر ہلا کر" فہاد کو مطمئن کر گیا۔۔

حمزہ سے جواب ملنے کے بعد اب وہ لیپ ٹاپ پر مصروف ہوا جہاں پر نظر پڑتے اس کے تاثرات یک دم بدلے اس نے لیپ ٹاپ پر ای میل پڑھنے کے بعد اپنے بلیزر کوٹ سے موبائل نکال کر کال ملاتے فون کان سے لگا گیا۔۔

"وہ یہ کیا بھیجا ہے آج کی میٹنگ کینسل کیسے کر سکتے ہیں آپ لوگ۔۔؟" وہ فکر یہ لہجے اور متعجب انداز میں مقابل سے فون پر گویا ہوا۔۔

"سر میٹنگ کینسل ہو گئی ہے کیونکہ عالیہ میم کی طبیعت خراب ہے وہ آج نہیں آئی آفس اس لیے آپ کو ای میل بھیجی گئی ہے۔۔" مقابل سے نسوانی آواز مؤدبانہ انداز میں فہاد کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

"تو عارض صاحب سے کہیں وہ میٹنگ اٹینڈ کر لیں ہمیں پراجیکٹ پر کام شروع کرنا ہے۔۔!" فہاد نے جواباً کہا۔۔

عارض سر مصروف ہیں ان سے ملاقات ممکن نہیں۔۔"فہاد کے جملے پر مقابل" کے جواب نے اسے طیش دلایا وہ مٹھی بھینچتے ماتھے پر بل ڈالے اپنے غصّے کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

۔

۔

آگلے دن کی شام ڈھلی تھی اس کے گھر میں ہر چیز ٹوٹی پڑی تھی گھر کا نقشہ بکھرا ہوا تھا گویا کسی عمل کے ہونے پر بری طرح مزاحمت کی گئی ہو، وہ ایک کونے وہ سہم کر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی موبائل کان سے لگائے مقابل کے جواب کی منتظر تھی۔۔

ہیلو۔۔؟"بلا آخر کال ریسیو ہوئی اور مقابل کی جانب سے رعب دار آواز میں" جواب موصول ہوا جو کان میں ائیر بڈز ڈالے سڑک پر تیزی سے اپنی گاڑی دوڑاتا اب گھر کی جانب رواں تھا۔۔

"ہمہ۔۔ ہیلو۔۔ عع۔۔ علی۔۔!" علی کے جواب پر اس نے سہم کر کہا جس کے منہ سے مرد کا نام سنتے اس کے سامنے کسی دیو قامت شخص کا سایا چھاتا اس کے قریب بڑھنے لگا۔۔

"کیا ہوا سمیرا تم ٹھیک تو ہو۔۔؟" علی نے اس کی سہمی آواز پر فکریہ لہجے میں سوالیہ کہا اور اپنی گاڑی کی رفتار کو مدھم کیا۔۔

"کک۔۔ کچھ۔۔ کچھ لوگ ممم۔۔ میرے گھر میں زبردستی گھس آئے ہیں ممم۔۔ مجھے تمھاری مدد چاہیے پلیز بچالو مجھے پلیز۔۔!" وہ دیو قامت شخص کا خود پر بڑھتا سایا اور اپنی جانب اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر تھوک نگلتی علی سے دوبارہ گویا ہوئی۔۔

اچھا میری بات سنو تم بالکل پریشان مت ہوں گھبراؤ مت میں ابھی آرہا ہوں "
تمھارے پاس۔۔" وہ سمیرا کو تسلی دیتا سڑک سے اپنی گاڑی یوٹرن گھما کر سیمرا
کے گھر کی جانب دگنی تیزی سے روانہ ہوا۔۔

وہ بلا آخر مختصر سا سفر طے کرتا سمیرا کے گھر پہنچا جہاں داخلی مین دروازہ کھلا
تھا۔۔
تعجب میں مبتلا ہو کر علی نے اس کے گھر کے باہر اپنی گاڑی روکی جہاں کوئی
سیکورٹی گارڈ موجود نہیں تھا وہ فوراً گاڑی سے نکلتا گھر کے اندورنی حصے میں داخل
ہونے لگا۔۔
اس نے گھر میں داخل ہو کر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا لاؤنج کا رخ کیا۔۔

لاؤنج میں داخل ہو کر وہ گھر کا بکھرا حال دیکھتے شدید حیرت زدہ ہوا۔۔
سمیرا۔۔! سمیرا کہاں ہو تم۔۔" وہ اسے پُکارتا لاؤنج میں تلاش کرنے لگا۔۔"

وہیں لاؤنج میں تلاشتے اس کی نظر صوفے کے پشت کی جانب زمین پر پڑے ہاتھ پر ٹھہر گئیں اسے اندازہ ہوا کہ صوفے کے پیچھے کوئی لیٹا ہوا ہے۔۔

وہ قدم بڑھاتے صوفے تک پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی صوفے کی پشت کی جانب سمیرا کا ہی بے سدھ وجود پڑا تھا۔۔

سم۔۔! سمیرا آنکھیں کھولو۔۔او گاڈ۔۔ سمیرا آنکھیں کھولو بات کرو مجھ" سے۔۔ کیا ہوا یہاں۔۔؟" وہ اسے دیکھ کر آنکھیں پھاڑے حیرت سے اس کے قریب بیٹھا اس کا چہرہ تھپتھپاتے گویا ہوا۔۔

سمیرا کی حالت واقعی پریشان کن تھی اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے گویا کسی نے بے دردی سے پھاڑے ہوں آنکھیں کھلی تھیں چہرہ سرخ تھا جسے دیکھ کر وہ شدید پریشان ہوتا فوراً اپنا بلیزر کوٹ اتار کر اس کے وجود کے اوپری حصے کو ڈھک کر پھر سے اس کا چہرا تھپتھپانے لگا۔۔

علی کو یہاں آئے بس چند لمحے ہی ہوئے تھے سمیرا اور اس کے گھر کا حال دیکھ کر وہ اس قدر پریشان ہوا کہ اس کے دماغ نے اسے کوئی بھی حل بتانے سے صاف انکار کر دیا سمیرا کے گھر والے بیرونی ملک مقیم تھے جبکہ آج اس کے گھر میں ملازمین بھی موجود نہیں تھے وہ اکیلا سمیرا کے قریب بیٹھا دو لمحوں تک حل سوچنے کے بعد فوراً موبائل پینٹ کی جیب سے نکالتا اٹھنے لگا کہ اسی دوران گھر کے لاؤنج میں کچھ مزید قدموں کی آہٹ بھی اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

آہٹ سن کر اس نے ماتھے پر بل ڈالے اس نے لاؤنج کے دروازے کی جانب دیکھا تو وہاں سے پولیس نفری انسپکٹر اشرف کے ہمراہ برآمد ہوئی جسے دیکھتے ہی علی نے شکر کا کلمہ پڑھ کر سکھ کا سانس اندر کھینچا۔۔

شکر ہے آپ لوگ آ گئے۔۔" وہ زمین پر ہتھیلی رکھ کر کھڑا ہوتا خوش مزاجی" سے بولا۔۔

"گرفتار کر لو اسے۔۔"اشرف نے اہلکار کو حکم دیتے علی کی جانب اشارہ کر کے اسپاٹ لہجے میں کہا۔۔

"وٹ؟ یہ کیا کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟ چھوڑیں مجھے۔۔!"علی انسپکٹر اشرف کے جملے اور اہلکار کی حرکت پہ آنکھیں پھاڑے ششدر ہوتا بے ساختہ بولا۔۔

"ارے ایک سیکنڈ یار یہ کس جرم میں کس وجہ سے گرفتار کر رہے ہیں آپ لوگ مجھے آخر میں نے کیا کیا ہے؟"اس کے سابقہ جملے پر اہلکار اب بھی خاموشی اختیار کیے اسے ہاتھ پر ہتھکڑی پہنا رہا تھا کہ غصے سے اپنا ہاتھ جھٹک کر وہ دبے دبے لہجے میں غراتے گویا ہوا۔۔

مسٹر علی فیصل شاہ! آپ کو سمیرا جاوید کے قتل اور زیادتی کیس میں گرفتار کیا" جارہا ہے۔۔" اشرف نے بلا آخر علی کے غرانے پر مجبوراً اسے وجہ بتاتے اسپاٹ لہجے میں کہا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہیں آپ لوگ دماغ ٹھیک ہے؟ تمھیں اندازہ بھی ہے کہ " کون ہوں میں؟ اصل مجرم کو پکڑنے کے بجائے اپنی آسانی کے لیے جو بھی جائے وقوعہ پر ملے اسے گرفتار کر لو گے۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے غصے میں انسپکٹر سے مخاطب ہوا۔۔

بہت اچھی طرح جانتا ہوں آپ کو مگر آپ کی تسلی کے لیے آپ کو ثبوت سنا" دیتے ہیں۔۔!" اشرف اپنے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا گویا ہوا اور موبائل پر ریکارڈنگ آن کر کے موبائل علی کے کان کے قریب کر گیا۔۔

"ہہ۔۔ ہیلو۔۔پپپ پولیس۔۔ اسٹیشن۔۔ یہہ۔۔ یہاں ممم۔۔ میرے گھر میں علی فیصل ممم۔۔ میرے گھر میں گھس آیا ہے اور مجھ سے زبردستی کرنے کی کک۔۔ کوشش کر رہا ہے آپ پلیز جلدی یہاں آئیں اور مجھے بچا لیں میری جان کو بہت خطرہ ہے۔۔" علی نے غور سے انسپکٹر اشرف کے موبائل پر ریکارڈنگ سنی جو واقعی سمیرا کی آواز تھی جسے سن کر علی کے پیر وتلے سے زمین نکل گئی اسے اندازہ ہوا کہ آج وہ ایک اور نہایت بڑی مصیبت میں بری طرح پھنس چکا ہے وہ بے یقینی سا اشرف کو دیکھنے لگا اس کی آنکھیں پلک جھپکانا بھول گئی تھیں۔۔

"ہو گئی تسلی۔۔" اشرف دوبارہ موبائل جیب میں ڈالتا بے فکری سا بولا۔۔

"آرے یہ جھوٹ ہے اس نے مجھے کال کی تھی اس نے خود یہاں بلایا تھا تیس منٹ پہلے یہ کہہ کر وہ مصیبت میں ہے میں ابھی یہاں آیا ہوں۔۔" وہ اپنی صفائی پیش کرتا بولا مگر اس وقت محض لفاظی پر کہاں کوئی یقین کرنے والا تھا۔۔

اہلکار اسے ہتھکڑی پہنا کر اب اپنے ساتھ لے جانے لگے جہاں اب نہ علی کی مزاحمت کام آ رہی تھی نہ ہی کوئی صفائی۔۔

"! مجھے پھنسانے کی کوشش کی جا رہی ہے انسپکٹر سمجھنے کی کوشش کریں۔۔"

آپ کا خانم بیگم کے حوالے سے الریڑی ایک کیس ہمارے پاس چل رہا ہے" اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور اپنی مینٹل کنڈیشن کو دیکھتے ہوئے یہ کیس بھی "آپ کا ہی لگتا ہے۔۔
اشرف نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے پر اطمینان انداز سے کہا گویا یہ گرفتاری اس کی بھی مسرت کا باعث ہو۔۔

یہ کیا کہہ رہو کچھ ہوش ہے ؟ ابھی اس فلور کی اس گھر کی ہر جگہ کی سی سی ٹی وی" فوٹیج چیک کرو خود اندازہ ہو جائے گا کہ میں ابھی آیا ہوں۔۔" وہ ثبوتوں کی

جانب اشرف کا دھیان لاتا اسے یقین دلانے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اہلکار علی کو کھینچتے ہوئے لاؤنج کے دروازے تک پہنچا چکے تھے۔۔

وہ بھی ابھی چیک کرلیں گے مگر فلحال آپ ہمارے ساتھ چلیے۔۔"اشرف" گفتگو مختصر کرتا جائے وقوعہ کی تفصیل اکھٹی کرنے اور جگہ کو سیل کرنے کے عمل کو تیز کرنے کے لیے علی کو وہاں سے لے جانے گا یہ بات اب بھی قابلِ غور و فکر تھی کہ آخر یہ سب اچانک کیوں ہوا اور اب علی کا ان سب سے نکلنا کیسے ممکن ہو گا۔۔

------------سونی رائٹس------------

علی۔۔!"رات ڈھلی تھی وہ اپنے بستر پر گہری نیند میں سوئے اچانک اپنے" شوہر کا نام پکارتے اٹھ بیٹھی اس کی دل کی دھڑکنیں اسے تیز محسوس ہوئیں اس کے دل نے اسے ایسا پیغام پہنچایا گویا علی کسی مصیبت میں ہے وہ گہری سانسیں

لیتی خود کو پر سکون کرنے لگی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کی جانب ہاتھ بڑھا گئی۔۔

اس نے ہاتھ بڑھانا ہی چاہا کہ دماغ نے اسے فوراً روکا اور وہ سائیڈ ٹیبل سے محض پانی کا گلاس اٹھا کر پانی پینے لگی اسی دوران اس نے اپنی بیٹی کو بستر پر اپنے قریب لیٹا دیکھا جو آنکھیں کھولے خاموشی سے اپنی ماں کے نیند سے بیدار ہونے کی منتظر تھیں۔۔

امرحہ۔۔؟" عالیہ نے اسے پکارا جسے سن کر اس چار سالہ ننھی کلی کے لبوں پر" تبسم ظاہر ہوئی۔۔

ام سوری آپ کو میں نے جگا دیا۔۔" عالیہ گلاس دوبارہ سائیڈ رکھتے امرحہ پر" جھکتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے گویا ہوئی۔۔

آپ کب ٹھیک ہونگی۔۔؟" وہ معصومیت سوال کرتی مدھم آواز بولی۔۔"

"تھوڑا بخار ہے طبیعت جلد ٹھیک ہو جائے گی کچھ دن میں آپ پریشان مت ہوں۔۔" عالیہ اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے سر پر ہاتھ پھیرتے تسلی دے کر گویا ہوئی۔۔

"! جلدی ٹھیک کریں ناں۔۔"

"اور اتنی بھی کیا جلدی۔۔؟" امرحہ کے اجلت بھرے جملے پر اس نے ماتھے پر بل ڈالتے سوال کیا۔۔

"کیونکہ ہمیں واپس گھر بھی تو جانا ہے میرے سارے ٹوئس وہاں پڑے ہیں۔۔!" اس نے اپنی والدہ سے متفکرانہ لہجے میں کہا۔۔

والدہ اس کی معصومیت پر مسکرائی اسے اندازہ ہوا کہ امرحہ کو اپنی والدہ کی نہیں بلکہ اپنے کھلونوں کی فکر ستائے جا رہی ہے۔۔

ہم ٹھیک ہو جائیں تو آپ کے لیے نئے کھلونے لے آئیں گے۔۔"اس نے" امرحہ کو اپنے قریب کرتے کہا۔۔

نہیں ماما مجھے وہیں جانا ہے اسی گھر میں سب ہے وہاں بابا بھی اکیلے ہیں۔۔"اس" نے اپنے جملے میں علی کا ذکر کیا جس پر عالیہ کے چہرے سے ساری مسکراہٹ یک دم غائب ہوئی یہ وہی تھا جسکا خیال اسے ابھی ابھی گہری نیند سے بیدار کر گیا تھا۔۔

امرؤ میری جان بابا اکیلے نہیں ہیں ان کے پاس ان کی فیملی ہے ان کے ماما بابا" ہیں۔۔"اس نے یک لمحہ آنکھیں موندے خود کو پر سکون کرتے پیار بھرے لہجے میں اپنی بیٹی کو مخاطب کیا۔۔

مگر ہم تو نہیں ہیں ناں ان کے پاس اور میرے پاس بھی نہیں ہیں بابا۔۔"اس" ننھی کلی نے انجانے میں ایک اور دلیل پیش کرتے عالیہ کے سارے ضبط پر دوبارہ پانی پھیرنے کی کوشش کی۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہو بس ہم ہی ادھورے رہ گئے ہیں۔۔"امرحہ کے جملے پر وہ" مغموم لہجے میں خود سے مدھم آواز میں ہمکلام ہوئی اور دوبارہ بستر سے ٹیک لگاکر آنکھیں موندے اپنی آنکھوں میں کہیں آنسوؤں کو درہم برہم کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام تھی۔۔

مجھے بابا کی بہت یاد آرہی ہے اتنے دن دور تو ہم کبھی نہیں رہے بابا سے۔۔!"" امرحہ معصومیت سے کہتے اپنے جذبات کا اظہار کر کے مقابل کے دل میں درد و تکلیف کا طوفان پھر سے برپا کرنے لگی تھی۔۔

بابا بھی ہمیں مس کر رہے ہوں گے ناں ماما۔۔ کیا آپ کو بابا کی یاد نہیں آتی؟""

وہ مزید بولی جس کے جملے پر بلا آخر عالیہ کی موندی آنکھوں کے کناروں سے آنسو کے قطرے بر آمد ہوئے۔۔

بتائیں ناں۔۔ ہم گھر کب جائیں گے۔۔"امرحہ کو گمان ہوا گویا مسلسل اس کی" بات نظر انداز کرتے اس کی والدہ سو چکی ہیں اپنے ننھا ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھتی وہ دوبارہ گویا ہوئی۔۔

وہ اپنے ہاتھ میں امرحہ کی ننھی ہتھیلی محسوس کرتی آنکھیں وا کیے آنسو پونچھ کر اٹھی اور تکیا بستر پر ٹھیک سے رکھتے اس پر سر پھیرتے امرحہ کے چہرے کو تکنے لگی جس کی امیدوں سے بھری سنہری آنکھیں اسے پھر سے علی کی یاد دلا رہی تھیں۔۔

بیٹا آپ ابھی سو جائیں میری طبیعت ٹھیک نہیں"

فلحال۔۔"وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولی۔۔

مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔۔"اس نے اپنے ننھے سے ماتھے پر بل ڈالتے کہا۔۔"

"!امرحہ ضدمت کرو ابھی سو جاؤ پلیز۔۔"

نہیں بابا کے پاس لے چلیں مجھے۔۔!"وہ اپنا سر عالیہ کے ہاتھ سے دور کرتی" احتجاجاً بولی۔۔

ٹھیک ہے کل ڈرائیور کے ساتھ جا کے مل لینا اپنے بابا سے۔۔"عالیہ نے اس پر" بلینکٹ ٹھیک کر کے اُسے مطمئن کرنا چاہا۔۔

نہیں مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔۔"اس نے اپنی خواہش ظاہر کی جسے سن کر" عالیہ نے کوئی رد عمل نہ دیا۔۔

"مجھے ابھی اس گھر جانا ہے بابا کے پاس۔۔" وہ اپنی بات نظر انداز ہونے کے نتیجے میں اٹھ کر بیٹھتے غصیلے لہجے میں بولی آخر وہ بیٹی بھی اسی کی تھی جسے غصہ اپنی ماں سے وراثت میں ملا تھا۔۔

"اتنی رات کو ہم کہیں نہیں جا سکتے ابھی سو جاؤ شاباش۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہلکان ہو چکی تھی اب لہجہ نرم کیے آخری کوشش کرتی بولی۔۔

"نہیں سونا مجھے۔۔ گھر جانا ہے۔۔"

"امرحہ۔۔!" اپنی بیٹی کے غصّے اور ضد کے آگے بے بس وہ اس پر محض چیخی جسکا ردعمل امرحہ پر یک سر ناگوار گزرا وہ آنکھیں نم کیے بستر سے کھسک کر اترنے لگی جسکی کلائی عالیہ نے تھام کر اسے روکنے کی کوشش کی۔۔

"بہت گندی ہیں۔۔ آپ بابا کو بھی مس نہیں کرتیں مجھ پر بھی غصہ کرتی ہیں۔۔" وہ اپنی کلائی چھڑا کر شکوہ کناں لہجے میں آنسو بہاتی کمرے سے باہر دوڑی

جس کے جملے عالیہ کو سوچنے پر مجبور کر گئے اسے اندازہ ہوا کہ امرحہ کی کوئی ناجائز خواہش نہیں ہے مگر وہ پھر بھی اسے پورا کرنے سے قاصر ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کا ہی وقت تھا علی کو لاک اپ میں بند کیے انسپکٹر اشرف اب اپنے گھر روانہ ہونے والا تھا آج اس نے اپنے ٹائمنگ سے زیادہ کا وقت ڈیوٹی میں گزارا تھا۔۔ وہ اپنا سامان ترتیب سے کرنے کے بعد اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ اسے سامنے اسے اسے فہیم دانیال اور فیصل شاہ آتے نظر آئے وہ بااثر ورسوخ لوگ بھی اس کے چہرے پر ذرہ برابر شکن لانے کا نا بنے ان تینوں کو آتا دیکھ کر وہ پرسکون انداز میں دوبارہ ایک شان سے اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔

علی۔۔!"۔۔شاہ جی۔۔" فہیم اور دانیال نے اسے پکارتے سلاخوں تک پہنچ کر" چہرے پر شدید فکر کے تاثرات لیے کھڑے علی کو تکنے لگے جو آف وائٹ شرٹ

پہنے آستینیں چڑھائے بکھرے بالوں میں زمین پر بیٹھا گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا۔۔

بیٹا یہ سب کیا ہے تم ٹھیک تو ہو ناں کیسے ہوا یہ سب۔۔"فیصل شاہ بھی" سلاخوں کے قریب پہنچ کر اپنے صاحب زادے سے گویا ہوا۔۔

یہ مجھے عالیہ کو تکلیف دینے کی سزا مل رہی ہے، اسی لائق ہوں میں۔۔"وہ سر" اٹھائے مغموم لہجے میں بولا۔۔

فضول بات نہ کرو۔۔!"فیصل شاہ پر علی کا مایوس کن لہجہ ناگوار گزرا۔۔"

کیس ابھی کمزور ہے کوئی خاص ثبوت نہیں اس لیے ہم شاہ جی کو چھڑا سکتے" ہیں۔۔"فہیم نے دانیال اور فیصل شاہ کو امید دلائی جسے عقب میں کرسی پر براجمان اشرف سن تمسخرانہ مسکرا گیا۔۔

ہاں اگر ایسا ممکن ہے تو جلدی کرو فہیم بیٹا۔۔"فیصل شاہ فہیم کی امید پر اسے "عمل درآمد کے لیے کہہ گیا فیصل شاہ کو ہر حال میں بس اپنا بیٹا ان سلاخوں سے نکالنا تھا جن کی بات پر عمل کرتا اثبات میں سر ہلا کر فہیم روانہ ہونے لگا۔۔

فہیم رکو۔۔!"علی نے اسے جاتے دیکھ کر فوراً پکار لگاتے روکا جس سے مزید "فہیم کے قدم آگے نہ بڑھ سکے۔۔

"!کہی نہیں جاؤ گے تم۔۔"

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ شاہ جی۔۔؟"وہ پلٹ کر علی کے جملے پر تعجب بھرے "انداز میں سوال کرنے لگا جس کا جواب سننے کو اب شاہ اور دانیال بھی منتظر تھے۔۔

میں تو ویسے بھی ایک گہری اندھیر گلی میں قید ہو گیا ہوں تو یہاں سے رہائی پانے "
کا بھی کیا فائدہ۔۔اس وقت مجھے نہیں نکلنا یہاں سے،اس کیس کو چلنے دیتے
"ہیں۔۔

وہ نہایت سنجیدگی سے کہتا سلاخوں کے قریب پہنچ کر کھڑا ہوا۔۔

شاہ جی بھروسہ رکھیں ہمت مت ہاریں سب ٹھیک ہو گا۔۔!"فہیم علی کو تسلی "
دیتا اس کے قریب پہنچا اتنے میں اشرف بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ڈی ایس پی صاحب !زیادہ جلدی مت کیجئے،یہاں سے رہائی ممکن نہیں ہے "
کیونکہ ثبوت میرے پاس ہیں کہ جناب نے اس بار لڑکی کے ساتھ زیادتی کا بڑا
"ہاتھ مارا۔۔

"اپنی بکواس بند کر۔۔"

اشرف نے خباثت بھری مسکراہٹ سے اپنا گال کھینچا جس کے جملے پر سرخ ہوتا
دانیال اسکا گریبان پکڑ کر اس پر غرایا۔۔

میرا بیٹا ایسا نہیں ہے۔۔"فیصل شاہ بھی ماتھے پر بل ڈالتے اس پر اپنی آنکھوں" میں غضب لیے بولا۔۔

دانیال چھوڑو اسے۔۔ہمارا مطلب صرف ضمانت کروانا ہے تھوڑا صبر" رکھو۔۔!"فہیم دانیال کو کندھوں سے تھامے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے لگا۔۔

بھئی رہائی تو نہیں ملے گی قتل کا کیس ہے کوشش کر کے دیکھ لو۔۔"اشرف" ٹانگ پر ٹانگ رکھے دوبارہ شان سے بیٹھ کر بولا جسکے لہجے سے دانیال اور فہیم کا دوبارہ خون جوش مارنے لگا۔۔

بھولو مت کہ یہ کیس کمزور ہے جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔۔!"دانیال اس کی" جانب بڑھتے بولا جسکے کندھے پر فہیم اپنی گرفت مضبوط کرتا اسے اشرف کے قریب جانے سے روکنے لگا۔۔

"ہاں تو ثبوت لے آؤ اور لے جاؤ اپنے شاہ جی کو۔۔!" اشرف کرسی کے کناروں پر کہنیاں ٹکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کو آپس میں الجھائے طنزیہ انداز میں بولا۔۔

"جب مجھے یہاں سے نکلنا ہی نہیں ہے تو رہائی پر بحث کیسی۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے سب کو مخاطب کرتا انگار آنکھوں سے اشرف کو دیکھنے لگا۔۔

"علی تُو نے کچھ نہیں کیا ہے تو اس طرح کی باتیں کر کے خود کو قصوروار ثابت مت کر۔۔!" دانیال اب اسے اس کی مسلسل ضد پر ڈانٹتے بولا۔۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔۔" فہیم دانیال کی کلائی تھامے اسے پولیس اسٹیشن سے باہر لے جانے لگا جہاں کچھ لمحے سوچ کے بعد فیصل شاہ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

"میں جانتا ہوں علی کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔۔مجھے عالیہ کو سب بتانا ہو گا وہی اس کی یہ بے تکی ضد ختم کروا سکتی۔۔!"فیصل شاہ پولیس اسٹیشن کے باہر خود سے گویا ہوتا بنا کسی سے کچھ کہے گاڑی میں سوار ہوا۔۔

"آنکل کہاں جا رہے ہیں؟"فیصل شاہ کو روانہ ہوتا دیکھ دانیال متعجب انداز میں فہیم سے گویا ہوا۔۔

"جانے دو انہیں۔۔ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں انہیں اپنی طرف سے کوشش کرنے دو۔۔"

-------------سونی رائٹس-------------

صوفے پر براجمان لیپ ٹاپ میں مصروف دستور عالم اپنے کام میں محو و مگن معلوم ہو رہا تھا جبکہ امرحہ لاؤنج میں اس کے بچوں کے ساتھ کھیل میں مصروف ہوئی اسے اندازہ ہی نہ تھا کہ رات کے گیارہ بج چکے ہیں اور اس کے سونے کا وقت بھی تیزی سے گزر چکا ہے۔۔

چھوٹے صاحب۔۔!" لاؤنج کے دروازے پر فیصل شاہ کے ہمراہ ملازم کھڑا"
دستور کو پکارنے لگا۔۔
دستور کی توجہ فوراً ملازم کی جانب ہوئی جہاں اس نے علی کے والد کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے قریب پہنچا۔۔

جمال تم جاؤ۔۔!" وہ ملازم کو رخصت کرتے ہوئے فیصل شاہ کی آنکھوں میں"
بے مروتی سے دیکھنے لگا۔۔

"آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔؟" دستور سرد لہجے میں شاہ سے مخاطب ہوا اسی دوران عالیہ بھی اب امرحہ کو منانے اور سلانے لے جانے کے لیے اپنے کمرے سے لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔

"مجھے عالیہ سے ملنا ہے کچھ بات کرنی ہے۔۔!" شاہ نے افسردگی سے کہا۔۔

"وہ سو رہی ہوگی۔۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو واپس جانا چاہیے۔۔" دستور نے بے مروتی سے کہا آج کے اس کے لہجے پر فیصل شاہ کو حیرت نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دستور کی آنکھوں پر علی کی جانب سے بدگُمانی کی پٹی بندھی ہے۔۔

"بھائی اندر آنے دیں انہیں۔۔!" لاؤنج میں کھڑی عالیہ نے فیصل شاہ کو دروازے کے قریب کھڑا دیکھتے ہی دستور کو مخاطب کیا۔۔

دادا جی۔۔" عالیہ کی آواز پر امرحہ بھی دروازے کی جانب تکتے شاہ کو پیار بھرے لہجے میں مخاطب کرتی فوراً دوڑی۔۔

"کیسی ہے میری گڑیا۔۔ تمھیں تو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس گئیں تھیں میری۔۔!" شاہ نے مسکراتے امرحہ کو گود میں اٹھا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا جسے دیکھ کر دستور جو شاہ کا راستہ روکے تھا امرحہ کی خوشی دیکھتے وہ راستے سے ہٹا اور صوفے کی جانب بڑھتا اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے بچوں کو لیتا کمرے کا رخ کر گیا۔۔

"السلام و علیکم بابا آپ اس وقت۔۔؟" عالیہ فیصل شاہ کے قریب پہنچ کر سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی مگر اس کے لہجے میں شاہ کے لیے کوئی بے مروتی نہ تھی شاہ نے بھی محسوس کیا کہ وہ پر خلوص لہجے میں بولی تھی۔۔

امرحہ کو لے کر جاؤ۔۔" عالیہ نے اپنی ملازمہ کو مخاطب کرتے شاہ کی گود سے امرحہ کو اتروا کر کمرے میں لے جانے کا کہا۔۔

"بیٹا میں تم سے اپنے بیٹے کی زندگی مانگنے آیا ہوں۔۔! میں جانتا ہوں تم ہی اسکی تمام امیدوں کو جگانے کا ذریعہ ہو تم ہی اس کا حوصلہ ہو اسے اس وقت تمہاری بہت ضرورت ہے۔۔" وہ ملتجی انداز میں بولا اپنی اولاد کے کرب کو یاد کرتے اس مضبوط شخص کی آنکھوں میں بھی نمی اتری تھی جبکہ اس وقت عالیہ اور شاہ کے علاوہ لاؤنج میں کوئی نہ تھا۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالتے تعجب سے بولی۔۔

"وہ بلاوجہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔۔! اشرف نے علی کو سمیرا کے قتل کے کیس میں گرفتار کر لیا ہے۔۔" شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔۔

وٹ۔۔؟"وہ شاہ کا جملہ سن کر نہایت ششدر رہ گئی۔۔"

"وہ بہت افسردہ ہے، میں جانتا ہوں وہ بے گناہ ہے بے قصور ہے مگر وہ اپنا آپ بے قصور ثابت نہیں کروانا چاہتا اب۔۔بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تم اسے سمجھاؤ کہ وہ یہ لڑائی لڑنے پر راضی ہو جائے۔۔!"

وہ اپنی بات مکمل کرتا عالیہ کو قائل کرنے لگا جو ششدر کھڑی خاموشی سے اب شاہ کہ باتیں سن رہی تھی۔۔

"ساری رنجش اور ناراضگی کو کچھ وقت کے لیے سائیڈ پر رکھ کر میرے بچے کو بچا لو اسے ہر طرف سے پھنسایا جا رہا ہے وہ بالکل ہار مان چکا ہے اسے تمھارے حوصلے کی ضرورت ہے آگر اسے ہم نے وقت پر نہیں سنبھالا تو تم اب اگلا جنازہ اپنے شوہر کا اٹھتا دیکھو گی۔۔!"

وہ مزید بولا جس کے آخری جملے میں عالیہ نے سر اٹھا کر آنکھیں پھاڑے شاہ کی آنکھوں میں غیر یقینی سے دیکھا۔۔

-

-

"بابا آپ فکر نہ کریں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

اس نے سرد لہجے میں خود کو سنبھالتے شاہ کو تسلی دی۔۔اسے یہ خبر اتنی پریشان کیوں کر گئی تھی وہ تو اس شخص کی پرواہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔کیا اسکے اتنا سب کرنے کے باوجود بھی عالیہ کے دل میں کہیں نہ کہیں اس کی محبت زندہ تھی؟یہی سوچیں اب اسے پھر سے مضطرب کرنے لگیں۔۔

"بس مجھے یہی کہنا تھا اب چلتا ہوں۔۔!میری بات پہ غور ضرور کرنا۔۔اپنے رب کے بعد مجھے تم سے بہت اُمیدیں ہیں۔۔!"

شاہ نے مغموم لہجے میں کہا اس کی آنکھوں میں واقعی عالیہ سے بے تحاشا اُمیدیں نظر آ رہی تھیں جسے عالیہ نے بھی محسوس کیا۔۔

شاہ اپنا جملہ کہہ کر دروازے کی جانب پلٹا جبکہ عالیہ اس کی پشت کو تکتے اسے بے بسی سے جاتا دیکھ رہی تھی وہ اس وقت بہت کچھ کہنا چاہتی تھی شاید اِسی لمحے وہ شاہ کے ہمراہ علی کے پاس پہنچ کر اسے گلے لگاتے تسلی دینا چاہتی تھی اس کے اور اپنے غم کو ختم کرنا چاہتی تھی اور اس خواہش نے اس کے دل کے کسی ننھے سے کونے میں جنم لیا، جسے وہ فوراً اَبری طرح کچل کر افسردہ چہرہ لیے بوجھل قدموں کمرے کی جانب روانہ ہوئی۔۔

("بیٹا میں تم سے اپنے بیٹے کی زندگی مانگنے آیا ہوں۔۔! میں جانتا ہوں تم ہی اسکی تمام امیدوں کو جگانے کا ذریعہ ہو تم ہی اس کا حوصلہ ہو اُسے اس وقت تمہاری بہت ضرورت ہے۔۔")

("وہ بہت افسردہ ہے، میں جانتا ہوں وہ بے گناہ ہے بے قصور ہے مگر وہ اپنا آپ بے قصور ثابت نہیں کروانا چاہتا اب۔۔بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تم اسے سمجھاؤ کہ وہ یہ لڑائی لڑنے پر راضی ہو جائے۔۔!")

"سرای رنجش اور ناراضگی کو کچھ وقت کے لیے سائیڈ پر رکھ کر میرے بچے کو بچالو اسے ہر طرف سے پھنسایا جارہا ہے وہ بالکل ہار مان چکا ہے اسے تمھارے حوصلے کی ضرورت ہے آگر اسے ہم نے وقت پر نہیں سنبھالا تو تم اب اگلا جنازہ اپنے شوہر کا اٹھتا دیکھو گی۔۔!"

وہ کمرے میں آکر امرحہ کو بھی سلا چکی تھی کافی دیر بھی گزر گئی تھی رات کے دو بجنے لگے مگر اس کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی ذہن میں علی کے لیے بے انتہا پریشانی اور فکریں تھیں وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ آخر ایسی کونسی مصیبتیں ہیں جو شاہ کو اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے یہاں زمان ہاؤس کی دہلیز پہ کھینچ لائی تھیں۔۔
وہ مانتی تھی کہ علی اس سے محبت کرتا ہے مگر وہ ایک مضبوط شخص ہے ہر مسلے سے لڑنا بھی جانتا ہے تو آج ایسا کیا اور کیسے ہو گیا کہ اس نے بھی حالات کے آگے ہار مان لی۔۔

وہ یہ سوچ کر بھی پریشان تھی کہ وہ شاہ کی خاطر آگر علی کا ساتھ دے گی یا اسے بچائے گی تو وہ پھر سے علی کی جانب مائل ہو گی وہ خود اس سے دور نہیں رکھ پائے گی آخر وہ بھی کوئی انجان شخص تو نہ تھا اس کے لیے اس کی زندگی میں زبردستی گھس کر اس کی ذات کا حصہ بننے والا وہ پہلا اور آخری مرد تھا۔۔

وہ ساری رات انہیں سوچوں میں گم اپنی بیماری بھول چکی تھی۔۔اسے اب صبح کا بے صبری سے انتظار تھا کہ وہ اس معاملے کو ٹھیک سے سمجھے اور اس کا حل نکالنے کی کوشش کرے۔۔

اس نے خود سے تہیہ کر لیا کہ وہ شاہ خاندان کی ہر ممکن مدد کرے گی مگر وہ خود کو اس شخص کی محبت سے دور رکھے گی یہ اس کے لیے پھر سے دوہرا امتحان تھا جہاں اس نے زبردستی اپنے تمام جذبات کو بھی دفن کرنا تھا اور اپنی محبت کا ساتھ بھی دینا تھا۔۔

اگلی صبح ہوئی عالیہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتی اجلت میں اپنے آفس کے کمرے میں پہنچی وہ آج بلیک بیل بوٹم جینزاور سلک کی ہلکے گلابی رنگ شرٹ پر سیاہ کوٹ پہنے ہوئے لائٹ میک کے ساتھ کھلے بال لیے تھی اپنے کمرے میں آتے اس نے عارض کو انٹر کام پر بلایا۔۔

آجاؤ عارض۔۔!"اس کے دروازے پر دستک ہوئی جسکا اس نے فوراً جواب دیا" اور خود پینٹ کی دونوں اطراف جیب میں ہاتھ ڈالے پریشان آفس کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔

آپ کی تو طبیعت کل بہت خراب تھی اور آج آرام بھی نہیں کیا، مجھے بھی" "جلدی میں بلایا۔۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے۔۔؟

وہ مسٹڈ رنگ شرٹ پہنے متعجب انداز میں کمرے کے اندر داخل ہوتا فوراً بولا۔۔

"ہاں بہت بڑا مسلہ ہے میں چاہتی ہوں تم آج لیگل ٹیم سے میری میٹنگ فکس کراؤاور ایڈوکیٹ رابعہ کو خصوصی طور پر شامل کرنااس میٹنگ میں۔۔!"اس نے اسپاٹ لہجے میں عارض کے مقابل کھڑے ہو کر کہا۔۔

"ٹھیک ہے ہو جائے گاسب کچھ۔۔!"عارض نے اثبات میں سر ہلاتے اسے مطمئن کرنا چاہا۔۔

"اور ہاں میں آفس تو آگئی ہوں لیکن کوئی کام نہیں کر پاؤں گی تمہیں آج کی ساری میٹنگز سنبھالنی ہیں۔۔"
اس نے فکریہ لہجے میں کہااس کے چہرے سے پریشانی عیاں تھی جسے عارض نے بھی محسوس کیا۔۔

پلیز آپ تسلی سے بیٹھ جائیں بے فکر رہیں سب کر لوں گا میں۔۔یہ لیں پانی" "پیئیں اور مجھے بتائیں کہ آخر پریشانی کیا ہے۔۔؟

عارض اسے پر سکون کرتا کرسی پر بیٹھا گیا ساتھ ہی اے سی اور ٹی وی کا ریموٹ لے کر اُنہیں آن کرتا اب جگ سے پانی کا گلاس بھر کے اس کے ٹیبل کے قریب پہنچتے گلاس تھما کر اس کے رُوبرو کرسی پر بیٹھ کر سوالیہ گویا ہوا۔۔

عارض نے انجانے میں عالیہ کا دھیان بھٹکانے کی غرض سے دیوار پر نصب ایل سی ڈی بھی ان کی تھی جس پہ ہمیشہ کی طرح خبروں کا چینل ان کی مرکزِ نگاہ بنا۔۔

ناظرین جیسا کہ آپ جانتے ہیں ملک کی جانی مانی شاہ انڈسٹریز کے سی ای او علی" شاہ جو پچھلے کچھ ہفتوں سے مسلسل مختلف اسکینڈلز کی زد میں رہنے کی وجہ سے خبروں کی شہ سرخی میں رہے ہیں، جیسا کہ ہم نے اپنے ناظرین کو کچھ لمحے پہلے آگاہ کیا کہ انہیں کل شام سمیرا جاوید کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا تاہم

یہ تشویش ناک خبر بھی سامنے آئی ہے کہ گزشتہ شب ہی جیل میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔۔"

ٹی وی اینکر نے سنسنی خیز انداز میں تیزی سے بلند آواز کے ساتھ اپنی خبر کہی جس کی جانب نہ چاہتے ہوئے بھی کمرے میں موجود عارض و عالیہ متوجہ ہوئے۔۔

"وٹ۔۔؟" خبر سن کر وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے ایل سی ڈی کی جانب نگاہیں ٹھہرا گئی اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی اس کی فکر و پریشانی میں کئی گناہ مزید اضافہ ہوا۔۔

"یہ تو علی بھائی ہیں کیا وہ جیل میں ہیں؟" عارض نے حیرت زدہ ہوتے سوال کیا۔۔

اس نے عارض کی بات نظر انداز کرتے ریموٹ سے ٹی وی کی آواز کو قدرے بلند کیا اسے لگا شاید اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔

جی ہاں ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ علی فیصل شاہ پر گزشتہ شب جیل میں "قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے ذرائع کا کہنا ہے کہ ان کی ذاتی دشمنی کے باعث یہ واقعہ پیش آیا ہے تاہم علی فیصل شاہ کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا اور پولیس نے اس واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔۔"

دوبارہ وہی خبر سن کر اس کے دل میں جھٹکا سا محسوس ہوا اس کی دھڑکنیں اپنی رفتار سے تیز ہوئیں وہ اپنی کرسی سے فوراً اٹھتی ٹیبل پر رکھی اپنی چابی لیتے آفس روم سے روانہ ہونے لگی۔۔

تم سے جیسا کہا ہے ویسا کرنا اور مجھے کال پر انفارم کرتے رہنا۔۔" وہ نہایت" عجلت میں اپنا آخری جملہ ادا کرتی بولی۔۔

"جی بہتر۔۔آپ پلیز پریشان مت ہوں۔۔!"

عارض اسے تسلی دیتا بولا جسے سن کر عالیہ کمرے سے روانہ ہوئی اور عارض کی نگاہیں دوبارہ دیوار پر نصب ٹی وی پر ٹھہر گئیں۔۔

----------------سونی رائٹس----------------

ہیلو۔۔دانیال۔۔مم۔مجھے بتاؤ تم کہاں ہو اس وقت۔۔!"وہ گاڑی میں سوار" ہوتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔۔

تو تمھیں بھی خبر مل چکی ہے۔۔؟"اس نے عالیہ کے جملے کو نظر انداز کرتے" سرد لہجہ اپنایا اسے کچھ بھی حیرت ہوئی اور شاید وہ دل میں کہیں نہ کہیں علی کی حالت کا زمہ دار اسے بھی ٹھہرا رہا تھا۔۔

جلدی بتاؤ، علی کیسا ہے، کہاں ہے، کس ہاسپٹل میں ہے۔۔؟"اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے اب طیش میں سوالات کی بوچھاڑ کی کیونکہ مقابل کی جانب سے اسے سابقہ سوال میں اپنے مطلب کا جواب نہیں دیا گیا تھا۔۔

"ٹھیک نہیں ہے وہ کل رات اسے بیہوشی کا انجیکشن لگا کر بے دردی سے پیٹا گیا تھا جب وہاں کی دیگر انتظامیہ سے پوچھا تو یہی کہتے ہیں کہ انہیں لگا شاید تفتیشی کمرے سے مار دھاڑ کی آوازیں آرہی ہیں اس لیے کافی دیر تک علی کے پاس کوئی نہیں تھا۔۔"

وہ اسے سارا ماجرا سنانے لگا جسے سن کر عالیہ کی آنکھوں میں میں بھی کرب سے نمی اتری۔۔

"مجھے ہاسپٹل کی لوکیشن بھیجو مجھے اس سے ملنا ہے۔۔"اس نے خود پر ضبط رکھے جوابا گڑ کھڑاتی آواز میں کہا۔۔

"!ہاں میں بھیجتا ہوں۔۔"

وہ گفتگو مختصر کرتا سرد لہجے میں گویا ہوا اور کال منقطع کر گیا۔۔ جبکہ ہاسپٹل کا پتا وہ عالیہ کو بھیج چکا تھا جہاں وہ خود بھی شاہ کے ہمراہ موجود تھا۔۔

عالیہ سمجھنے کی کوشش کرو ہم سب ٹھیک کر دیں گے میں جانتا ہوں تم ناراض ")
"ہو مگر اس بات کا یہ حل نہیں ہے میں تمھیں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔۔

عالیہ سزا مانگی تھی میں نے تم سے موت نہیں۔۔ اچھے سے جانتی ہو کہ "
("تمھارے بغیر علی کا کوئی وجود نہیں ہے پھر بھی ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔

دوسری جانب عالیہ کی نم آنکھوں سے بلا آخر آنسو چھلکنا شروع ہوتے اس کے کوٹ کو نم کرنے لگے وہ اب خود پر نا جانے کیوں مگر بالکل ضبط نہیں رکھ پا رہی تھی گاڑی کو تیزی سے سڑک پر دوڑاتے اسے اپنی منزل تک پہنچنے کی بے انتہا

جلدی تھی اسے علی کے آخری ملاقات کے الفاظ شدت سے یاد آرہے تھے جب وہ اس کے آفس اسے منانے آیا تھا۔۔

(" میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔اب آگر میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میرے گارڈز تمھاری ہڈی پسلی ایک کر دیں گے۔۔میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے تو اب بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور دوبارہ یہاں کا رُخ کبھی نہ کرنا۔۔")

اسے آج علی سے کیا گیا اپنا سلوک بھی یاد آیا تھا کہ کس طرح اس نے علی کو دھتکار کر اپنے آفس سے رخصت ہونے کا کہا اور ایک نہ سنی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ تیز رفتاری سے سڑک پر اپنی گاڑی دوڑاتی اپنی منزل تک پہنچی اس نے اب ہسپتال کے پارکنگ لاٹ میں گاڑی کھڑی کی اور خود پر ضبط رکھے اپنے آنسوؤں کو مزید بہنے سے روکا۔۔

اس نے ہسپتال کی بلڈنگ کے نیچے آج پھر وہی رش دیکھا جو ایک ماہ قبل اس کے گھر کے باہر جمع تھا وہی پولیس وہی میڈیا والے اور کچھ احباب، مگر ان سب سے گزر کر علی تک پہنچنا اسے بے انتہا مشکل بھی معلوم ہو رہا تھا۔۔

وہ گاڑی سے نکلی ہی تھی کہ اس دوران اسے پھر سے فون پر دانیال کی کال موصول ہوئی وہ ہاتھ میں لیے موبائل کی رنگ ٹون پر متوجہ ہوتی کال ریسیو کر کے کان سے لگا گئی۔۔

"ہیلو۔۔! کیا تم پہنچ گئی؟ تمھیں لینے آرہا ہوں میں لفٹ سے ابھی نکلا ہوں۔۔!"

"!فکر مت کرو میں خود ان سے ہوتے ہوئے آجاؤں گی۔۔"

اس نے نہایت سنجید گی سے کہتے اپنا جملہ ادا کر کے کال کاٹی اور گاڑی لاکڈ کرتے چابی ہاتھ میں لیے روانہ ہونے لگی۔۔

"ناظرین جسے کہ آپ دیکھ سکتے آج یہاں زمان خاندان کی صابزادی اور شاہ خاندان کی اکلوتی بہو بھی ہسپتال پہنچ چکی ہیں آیئے جانتے ہیں ان سے ان کا موقف۔۔"

صحافی مرد کیمرے میں متوجہ ہوتا لائیو اپنی تازہ ترین خبر پہنچا کر اب عالیہ کی جانب بڑھا۔۔

عالیہ آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے آج اپنے کسی گارڈ کو لیے بغیر ہسپتال پہنچی جہاں صحافیوں نے اسے دیکھتے ہیں مکھیوں کی طرح چاروں جانب سے اسے گھیر لیا وہ میڈیا کو بہت عرصے بعد ملی تھی تو یہ کیسے ممکن تھا کہ صحافی اسے بنا سوال جواب کے جانے دیتے۔۔

"میم۔۔ میم آپ کے شوہر کو زیادتی کیس میں گرفتار کیا گیا ہے اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گی۔۔؟"

"میم کچھ ہفتے قبل جناب خانم بیگم کی موت کا زمہ دار بھی علی شاہ کو ٹھہرایا جا رہا تھا تو آج آپ کیسے ان کا ساتھ دے پا رہی ہیں۔۔؟"

"میم آپ کی علیحدگی کی خبریں سامنے آئی ہیں ان افواہوں میں کتنی صداقت ہے۔۔؟"

"آپ نے خانم بیگم قتل کیس کا مقدمہ علی پر درج کیا تھا کیا یہ خبر درست ہے۔۔؟"

صحافیوں نے عالیہ کو اپنے سامنے پا کر اس سنہری موقع سے فایدہ اٹھاتے یک کے بعد دیگرے سوالات کی بوچھاڑ کر ڈالی وہ تمام لوگ مل کر عالیہ کو بدحواس اور خوف زدہ کرنا چاہتے تھے مگر اس شیرنی کے چہرے پر تو شکن تک ظاہر نہ ہوئی نہ ہی اس تاثرات میں ذرہ برابر خوف تھا۔۔

لسٹن لسٹن آئیوری ون۔۔! ابھی جس شخص پر تم لوگ مزے لے کر اپنی ٹی" آر پی بڑھانے کمنٹس پاس کر رہے ہو وہ شخص اس وقت موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے سو پلیز ٹالک وڈ سم سینسز، دماغ کو حاضر رکھ کر بات کیا کریں۔۔" اس نے آنکھوں پر سے چشمہ اتار کر اپنے بے خوف آنکھوں سے اسپاٹ لہجے میں کہا جس پر اس جگہ یک دم خاموشی بکھیر گئی۔۔

"جہاں تک علیحدگی کی بات ہے تو ہم فیصلہ بعد میں کر لیں گے پہلے آپ کو بتائیں گے سو ڈونٹ وری اباوڈاٹ۔۔! اینڈ ناو لیٹس کم ٹوڈا پوائنٹ۔۔ علی فیصل شاہ پر جو یہ الزام لگا ہے ریپ اور مرڈر کے، تو میں اس بات پہ بہت حیرت زدہ ہوں جو لوگ ایسا کہہ رہے ہیں شاید وہ اس شخص کی پرسنیلٹی سے اس کے اسٹینڈرڈ سے واقف نہیں ہیں۔۔ وہ لوگ شاید نہیں جانتے کہ علی شاہ آخر ہے کون اور اس بزنس انڈسٹری میں وہ کتنے بڑے نام سے جانے جاتے ہیں۔۔"

"میم اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت معروف بزنس مین ہیں لیکن آخر ہیں وہ انسان ہی ممکن ہے یہ غلطی انہی سے سرزد ہوئی ہو اور اپنا بڑے نام کا فائدہ اٹھا کر وہ اس معاملے کو سنجیدہ نہ سمجھتے ہوں۔۔"

"میم آخر بڑے معروف لوگوں کے لیے انسانی جانوں کی اہمیت کیوں نہیں ہوتی وہ اتنے آرام سے گناہ کر کے بے قصور ثابت کیسے کر لیتے ہیں خود کو۔۔"

صحافیوں نے پھر متجسس انداز میں سوال کیا۔۔

صحافی کے سوال پر وہ طنزیہ مسکرائی تھی جس سے اس کے رعب میں مزید اضافہ ہوا۔۔

"آپ کے سوال کو سمجھ سکتی ہوں میں مگر علی شاہ کا شمار ایسے لوگوں میں نہیں ہوتا وہ بے قصور ہیں اور یہ بات ہم پیسے کے دم پر نہیں بلکہ ثبوت کے دم ثابت کر کے دکھائیں گے وہ یہ کیس نہ صرف لڑیں گے بلکہ جیتیں گے بھی جس سے یہ بات جلد پروف ہو جائے گی کہ سچ کیا ہے۔۔ڈاٹس اٹ۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔"

اس نے وضاحت دیتے اپنی بات مکمل کی اور دوبارہ چشمہ چڑھائے اس بھیڑ سے نکل کر اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئی۔۔

"!میم۔۔"

"میم خانم بیگم کیس کے بارے میں کچھ بتائیں۔۔"

"میم۔۔"

صحافی اسے پکارتے اس کا پیچھا کرتے ہسپتال کے مین گیٹ تک پہنچے مگر وہاں موجود گارڈز نے میڈیا والوں کو اندر داخلے کی اجازت نہیں دی جبکہ عالیہ اندر داخل ہوتے چند ہی لمحوں میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دانیال ہسپتال کے ریسیپشن تک پہنچا جبکہ سامنے کی جانب سے عالیہ کو بھی اندر داخل ہوتا دیکھ اور اس کے عقب میں گلاس ڈور کی دوسری جانب صحافیوں کا بھیڑ دیکھ کر وہ ماتھے پر ڈالے عالیہ کے قریب پہنچا۔۔

تم ان لوگوں کے منہ کیوں لگ رہی تھی۔۔؟" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔"

ڈینی اس موقع پر کوئی بھی اسٹیٹمنٹ دینا بہت ضروری تھی خاموشی ہمیں گناہگار" ثابت کروا سکتی ہے۔۔!" اس نے اسپاٹ چہرہ لیے جواب دیا۔۔

ہمم۔۔" اس کا جواب دانیال کو بھی معقول لگا تھا اسی دوران شاہ بھی ان دونوں" کو دیکھ کر ان کے قریب پہنچا۔۔

"!بیٹا۔۔"

السلام و علیکم بابا۔۔!!" شاہ کے مخاطب کرنے پر وہ ان کی جانب متوجہ ہوتی" سنجیدگی سے بولی۔۔

واعلیکم السلام تمھیں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی تمھارے دل واقعی بہت بڑا"

"ہے۔۔مجھے فخر ہے اپنے بیٹے کے انتخاب پر۔۔

وہ شاہ کی امیدوں پر پوری اتری تھی اور یہ بات اس وقت شاہ کے لیے ہر بات سے اہم تھی اس نے مشکورانہ انداز میں عالیہ کو پھر مخاطب کیا۔۔

بابا آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو گا۔۔ڈینی ہمیں اوپر جانا چاہیے۔۔"

کہاں ہے اس کا روم۔۔؟"اس نے بات کا رخ بدلتے آخری جملے میں دانیال کو مخاطب کیا۔۔

ابھی ٹریٹمنٹ جاری ہے مگر ہمیں جانا چاہیے۔۔آؤ میرے ساتھ۔۔!!""

دانیال نے سنجیدگی سے کہا جس پر سر اثبات میں ہلاتی وہ اس کے پیچھے چل پڑی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

عالیہ ایمرجنسی روم کے باہر ڈاکٹر کو آتا دیکھ فوراً قدم بڑھاتے اس کے قریب پہنچی۔۔

ڈاکٹر صاحب علی کی کیا کنڈیشن ہے اس وقت۔۔؟" اس نے سرد لہجے میں " سوال کیا۔۔

اسے بے ہوشی کا سرنج لگا کر ان پر تشدد کیا گیا ہے اور لگتا ہے بے ہوشی کی دوا " بہت زور آوار تھی اسی لیے وہ رات سے اب تک ہوش میں نہیں آئیں ہیں جبکہ "! ان کا ٹریٹمنٹ ابھی جاری ہے۔۔

ڈاکٹر نے عالیہ کو سرسری حالات کا احوال سنایا جسے سن کر وہ مٹھیاں بھینچتے نظریں پھیر کر تھوک نگلتی حلق تر کر گئی وہ بظاہر اپنی کیفیات پر ضبط رکھنا چاہتی تھی وہ بظاہر سخت جان بننا چاہتی تھی مگر یہ اس کے لیے کس قدر مشکل تھا اس سے صرف وہی واقف تھی۔۔

"اہمممم کک۔۔ کیا۔۔ کیا میں ان سے مل سکتی ہوں۔۔؟"اس نے گلا کھنگالتے خود کو پر سکون ظاہر کرتے کہا۔۔

"یہ ممکن نہیں ہے وہ بے ہوش ہیں۔۔!"

"پلیز ڈاکٹر مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں مجھے صرف اسے دیکھنا ہے۔۔"اس نے اصرار کیا جس کا لہجہ اور الفاظ اس کی جانب بڑھتے ہوئے دانیال اور شاہ بھی محسوس کیے۔۔

"ڈاکٹر ہمیں نہ سہی اسے لازمی ملوادو صرف چند منٹ کے لیے۔۔!"شاہ نے رعب دار آواز میں ڈاکٹر کو مخاطب کیا جس پر ڈاکٹر کی نرم مزاجی میں مزید اضافہ ہوا۔۔

ٹھیک ہے آپ آیئے ہمارے ساتھ۔۔!"ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے عالیہ "
کو مخاطب کیا۔۔

تھینک یو ڈاکٹر۔۔"وہ مشکورانہ انداز میں کہتے سکھ کا سانس لے کر اس کے "
ہمراہ چل پڑی۔۔

----------------سونی رائٹس----------------

اسے کمرہ دکھایا گیا جہاں وہ اکیلی داخل ہوئی اس کی سانسیں مدھم پڑ چکی تھیں دل زور سے دھڑک رہا تھا اس نے دروازے کو پش کرتے قدم کمرے کے اندر رکھا تھا کہ نظریں یک دم سامنے موجود مشینوں اور پٹیوں کی زد میں بستر پر سٹل پڑے وجود پر ٹھہر گئیں۔۔

علی۔۔!"اس نے مدھم آواز میں پکارا اگر وہ ہوش میں ہوتا تو اس لفظ دل و"
جان سے قربان ہونے کے لیے بھی تیار ہوتا۔۔

وہ دبے پاؤں قدم لیتی بستر کی جانب بڑھی جبکہ اس کی آنکھیں مسلسل پلک جھپکائے بنا بستر پر پڑے اسکے وجود کو تک رہی تھیں اس کے داہنے ہاتھ پلاسٹر بندھا تھا جبکہ سر پر بھی پٹی کی گئی تھی اس کے ایک گال پر آنکھ کے قریب نیل کا نشان بھی پڑا تھا شاید اسے منہ پر کسے نے مکے سے یا کوئی زوردار چیز سے وار کیا تھا۔۔

اس کی حالت دیکھ کر وہ ساکت اس کے بستر کے قریب کھڑی بے تاثر سا چہرہ لیے ہوئے تھی جبکہ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے۔۔

"تمھیں یوں دیکھ کر دل بند ہو جائے گا میرا۔۔" وہ مدھم سا گویا ہوئی اور اس کے قریب کرسی پر بیٹھی۔۔

"میں تمھیں ایسے نہیں دیکھ سکتی۔۔ تمھیں اٹھنا ہو گا۔۔ لڑنا ہو گا۔۔ آگر تم بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو میں نہیں جی پاؤں گی۔۔" اس نے پھر سرگوشی نما کہا اس کے لفظوں میں خاصا ٹھہراؤ تھا اور انداز ملتجی سا تھا۔۔

"میں تم سے ظاہری جتنی بھی نفرت کرلوں لیکن اس حقیقت کو دل سے نہیں نکال سکتی کہ اس دنیا میں تمھارے وجود کی موجودگی ہی میری سانسوں کو رواں رکھتی ہے۔۔ تم دور تھے لیکن ایک امید تھی کہ تم ٹھیک ہو سلامت ہو۔۔ مجھ سے یہ امید مت چھیننا علی۔۔"

وہ بستر پر پڑا اس کا بھاری ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی گویا ہوئی آنسو مسلسل رواں تھے جبکہ نگاہیں اب بھی اس کے چہرے پر تھیں جو اس وقت آکسیجن ماسک میں آدھا ڈھکا ہوا تھا۔۔

اس کے ذہن کے پردوں پر اس شخص کے ساتھ گزرا ہوا ہر لمحہ لہرایا وہ ماضی میں گم ہوئی تھی جہاں اسے اندازہ ہوا کہ وہ شخص اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔

اسے آئے محض چند لمحے گزرے تھے کہ اب دروازہ کھلنے کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

میم ہمیں ان کا ٹریٹمنٹ کرنا ہے آپ کو اب باہر جانا ہو گا۔۔"نرس نے اسے ڈاکٹر کا پیغام پہنچایا جسے سن کر وہ چونکتے دروازے کی جانب گردن موڑ گئی۔۔

ہاں۔۔"وہ کچھ سنبھلی اپنے گال پر آنسو رگڑتے وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی" اور خاموشی سے باہر کو نکلی۔۔

کمرے سے نکلتے اس نے دروازے کے قریب دانیال کو کھڑا پایا جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔
اس نے دانیال کو دیکھ کر بظاہر کچھ نہیں کہا اپنی آنکھوں پر چشمہ چڑھا کر وہ خود کو مضبوط دکھانا چاہتی تھی اور اس بہانے اس نے اپنی سرخ نم آنکھیں بھی چھپا لی تھیں دوسری جانب اس کے اس عمل سے دانیال کو اس کے واپسی روانگی کا بھی احساس ہوا۔۔

تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی لیکن تمھارا یہاں آنا بہت ضروری تھا۔۔ تھینک یو۔۔" دانیال نے مشکورانہ انداز میں پہل کی جسے سن کر عالیہ نے محض اثبات میں سر ہلایا۔۔

"اب میرے خیال سے تمھیں واپس جانا چاہیے جیسے ہی کوئی اپڈیٹ ہو گی میں تمھیں ضرور بتاؤں گا۔۔" دانیال نے مزید کہا اس دوران عالیہ کے کوٹ میں موجود اس کا موبائل بجنے لگا جس کی جانب متوجہ ہوتی وہ ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا کر کچھ قدم آگے کی جانب بڑھی۔۔

"ہیلو۔۔؟" اس نے کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

"جی ہیلو۔۔ ہماری لیگل ٹیم سے میری میٹنگ ہو گئی ہے بٹ مس رابعہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں آپ بتائیں کیا آپ ابھی مل سکتی ہیں ان سے۔۔؟" عارض نے حالات سے آگاہ کرتے اب سوال کیا۔۔

"ہاں اسے آفس میں ٹھہرا دو میں تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گی۔۔"
عالیہ نے سنجیدگی سے کہا اور عارض کا جواب سن کر کال منقطع کر دی دوسری جانب وہ شاہ سے اب رخصت لے کر دوبارہ آفس کی جانب روانہ ہونے کا سوچ رہی تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

تم آج آفس کیوں نہیں آئی۔۔؟" اس نے مصروفانہ لہجے میں کال پر مقابل سے سوال کیا۔۔
فہاد۔۔!" وہ جواباً محض اس کا نام پکار گئی جو اپنے آفس کے کیبن میں پر سکون بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف کان میں ائیر بڈز ڈالے ہوئے تھا۔۔

"کیا ہوا بہت پریشان لگ رہی ہو۔۔؟" اس نے فریحہ کا لہجہ محسوس کرتے کیبورڈ پر اپنی حرکت کرتی انگلیوں کو یک دم روک کر سوال کیا۔۔

"کل رات میری اُسی فرینڈ سمیرا کا مرڈر ہو گیا فہاد۔۔ جس سے میں نے تمھیں ملاوایا تھا۔۔" وہ خوف زدہ اور پریشان کن لہجے میں بولی۔۔

"یہ تو اسٹریس فل اور شاکڈ نیوز ہے۔۔ کس نے کیا یہ سب۔۔؟" وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے گویا ہوا جیسے اسے اس سے پہلے اس خبر کی خبر نہ تھی۔۔

"یہ سب علی نے کیا ہے۔۔!" اب فریحہ کا لہجہ سخت تھا۔۔

"کیا۔۔؟ وہ تو ایک سمجھدار آدمی تھا ایسے کیسے کر سکتا ہے وہ۔۔؟" وہ لیپ ٹاپ بند کرتے تعجب اور توجہ سے اس کی بات سنتا آنکھیں چھوٹی کیے بولا۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا مگر اسے گرفتار کر لیا گیا ہے اور میں چاہتی ہوں اسے کڑی سے کڑی سزا ملے۔۔" اس نے پھر سخت لہجے میں کہا جس کی بات فہاد نے سن کر نظر انداز سی کر دی۔۔

"تم پریشان مت ہوں اگر یہ سب اُسی نے کیا ہے تو ہماری کوشش ہو گی کہ وہ کبھی جیل سے باہر نہ آسکے کیونکہ ایسے لوگ معاشرے کیلئے خطرہ بن جاتے ہیں۔۔"

اس نے بناوٹی لہجے میں فریحہ کو تسلی دی اپنے انداز سے وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس معاملے پر کس قدر سنجیدگی سے رد عمل دے رہا ہے۔۔

"ٹھیک کہا فہاد۔۔!" اس نے اپنے چہرے پر بہتے آنسو کو رگڑتے کہا۔۔

"اس کیس کو کون لڑ رہا ہے سمیرا کے لیے۔۔؟" وہ اپنے ذہن میں کافی دیر سے گردش کرتے اس الجھن کو زبان پر لاتا سوال کر گیا جبکہ وہ اپنے آفس کے ٹیبل پر موجود پین بھی اٹھا کر اس کا سرا ٹیبل پر مسلسل مارنے لگا۔۔

"اس کے پرینٹس وہ آ گئے ہیں لندن سے اور اب یہی رہ کر یہ کیس لڑیں گے میں نے ان سے کہا کہ انہیں کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں۔۔" فریحہ نے تفصیلاً سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

"ہمم۔۔" فہاد نے اسے کوئی خاص ردعمل نہ دے سکا کیونکہ جواب سن کر اس کے ذہن میں پھر سے کوئی پلان گردش کرنے لگا تھا۔۔

"کیا تم میرا ساتھ دو گے فہاد۔۔؟" مقابل نے اس کی نظراندازی پر اس سے سوال کیا جسے سن کر اس کے ہاتھ سے یک دم پین چھوٹ کر ٹیبل پر گرا اور اس کا ہاتھ بھی ساکت ہوا۔۔

بالکل میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں ان کے پرینٹس کو بالکل فکر کرنے کی" ضرورت نہیں ہے ہم انہیں ہر طرح سے سپورٹ کریں گے۔۔!!"اس نے کچھ لمحے خاموشی سے سوچنے کے بعد فوراً جواب دیتے فریحہ کو تسلی دی۔۔

تھینک یو سو مچ فہاد۔۔"اس نے مسکراتے کہا وہ ایک بار پھر اپنی دھوکا دھڑی" اور اپنی جھوٹی باتوں سے فریحہ کے دل میں اپنے لیے مزید جگہ بنانے میں کامیاب ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

ہائے رابعہ سوری تمھیں ویٹ کرنا پڑا میرا۔۔"وہ میٹنگ روم میں پہنچی اور" دروازہ کھولتے معذرت خوانہ انداز میں بولی اس کا لہجہ پر سکون تھا جبکہ رابعہ بھی اس کی آواز پر چونکتے مسکرا گئی وہ عالیہ کی ہم عمر سانولی رنگت کی حامل کرلی سیاہ

بال بڑی سیاہ کاجل سے لدی آنکھیں لیے سفید شرٹ پر سیاہ کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے ہوئی تھی۔۔

نہیں کوئی بات نہیں اس ڈیوریشن میں عارض نے مجھے ہر چیز بتادی کہ آخر یہ" سب کیا چل رہا ہے۔۔!" وہ خوشگوار لہجے میں جواباً بولی۔۔

مجھے اس کیس میں تمھاری مدد کی ضرورت ہے میں چاہتی ہوں کہ یہ کیس تم" لڑو علی کی جانب سے۔۔" وہ فکریہ انداز میں کہتے رابعہ کے قریب کرسی پر براجمان ہوئی۔۔

"مگر شاہ انڈسٹریز اور شاہ فیملی کی پرسنل لیگل ٹیم بھی تو ہوگی۔۔؟"

ہو گی بٹ تم بھی اس کیس کو لیڈ کرو گی میری طرف سے اور تمھارے علاوہ"
اس معاملے میں، میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔۔"اس نے سنجیدگی سے
رابعہ کے سوال پر جواب دیتے کہا۔۔

ٹھیک ہے تم فکر مت کرو میں اپنی ساری توجہ اور پوری محنت لگادوں گی اس"
"کیس کو جیتنے کے لیے۔۔
رابعہ نے اثبات میں سر ہلاتے عالیہ کو مطمئن کیا مگر اب یہ وقت ہی بہتر جانتا تھا
کہ ان معاملات میں عالیہ کی دخل اندازی سے معمالات سدھرنے جا رہے تھے
یا مزید بگڑنے والے تھے۔۔

۔

۔

رات ہوئی اور زمان خاندان کے تینوں افراد کھانے کی میز حاضر ہوئے امرحہ کو
آج پہلے ہی کھانا کھلا کر کمرے میں آرام کے لئے بھجوادیا گیا تھا جبکہ نرمین بھی

علی پر حملے کی خبر سن کر شاہ مینشن کا رخ کر گئی تھی اب یہاں زمان ہاؤس میں صرف شیر زمان کی دو اولادیں ہیں تھیں جو موجود تھیں۔۔

میز پر مسلسل دس منٹ سے خاموشی کا رقص تھا جبکہ دستور کھانے کے دوران کئیں مرتبہ نظریں اٹھائے عالیہ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔
عالیہ اس کی خود پر پڑتی نگاہیں محسوس کر چکی تھیں مگر کوئی رد عمل دینے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی اس کے ذہن میں علی کی حالت گردش کر رہی وہ کھانا نہیں کھا رہی تھی محض پلیٹ میں چمچ ہلاتے محویت سے سوچوں کے بھنور میں گم ہوئی یہ منظر زمان بھی سرد تاثرات لیے دیکھ رہے تھے۔۔

تمھارے حوالے سے۔۔ نیوز دیکھی میں نے۔۔ شام کو۔۔ تم۔۔ علی کے پاس" گئی تھی۔۔؟" اپنے لفظوں میں ٹھہراؤ لاتے شیر زمان نے بلا آخر عالیہ کو مخاطب کیا جس کی رعب دار آواز سے وہ چونک کر سارے خیالات سے باہر نکلی۔۔

ہمہ۔۔ہاں گئی تھی۔۔ عیادت کو۔۔ کیونکہ وہ موت اور زندگی کی کشمکش میں" ہے۔۔"اس نے سر اٹھا کر والد کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔

اور ہمارے والدہ کا کیا؟"اس سے قبل کے زمان کوئی رد عمل دیتا دستور فوراً" اسے گھورتا سخت لہجے میں بولا وہ برا نہیں تھا بس بدگمانی کا شکار تھا کیونکہ ثبوت سارے علی کے خلاف ہی تھے اور حقیقت سے بھی سب انجان تھے۔۔

دستور اپنے لہجے پر دھیان دو۔۔اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ "
"تمھاری ماں کا زمہ دار وہ شخص ہے کیا تم اسے نہیں جانتے۔۔؟
شیر زمان نے بھاری آواز اور سرد لہجے میں دستور کو ٹوکتے علی کے حق میں بول پڑا جس سے عالیہ کو اندازہ ہوا کہ اس کا والد اس کے شوہر کے حوالے سے بدگمان نہیں ہے یہ جان کر وہ کچھ حیران بھی ہوئی۔۔

اس کی قسمت خراب تھی کہ وہ اس دن گاڑی میں امی کے ساتھ تھا اور یہ بات" میں کبھی نہیں بھولوں گا۔۔"دستور نے پلٹ کر جواب دیا مگر نظریں عالیہ پر تھیں۔۔

دستور کا جملہ سن کر زمان نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا جبکہ عالیہ اب بھی خاموش نظریں جھکائے تھی اُسے تو نا جانے کب سے چپ لگی تھی وہ پہلے جیسی تھی ہی نہیں۔۔اب وہ صرف ضرورت کے تحت بولا کرتی تھی صرف سوال کے جواب دینے کے لیے بولتی تھی اور شیر زمان اس کی چپ کی وجہ سے بخوبی واقف تھا بھلا جس کی زندگی میں اس کے عزیز نہ رہیں تو کہاں ممکن کہ وہ پہلے جیسے چہکے اور خوش رہے۔۔

کوشش کروں گا کہ تمھیں بھی اپنی ماں یاد رہے۔۔"اس نے عالیہ کی خاموشی" کو محسوس کرتے جلتی پر تیل ڈال کر مزید کہا جس کے باعث وہ طیش سے اپنے

ہاتھ میں مقید چمچہ پلیٹ پر گرا گئی اور اس کی انگار نگاہیں بھی اٹھ کر اپنے بھائی کے چہرے پر پڑی۔۔

وہ بہن بھائی ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے اب ہمیشہ سرد لہجے میں ہی گفتگو کیا کرتے تھے کیا حال کر دیا تھا علی نے زمان خاندان کا یہ سوچ کر دستور عالیہ کی آنکھوں میں مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔۔

وضاحت دینا میری عادتوں میں شمار نہیں ہے لیکن آپ کو بہت برا لگ رہا ہے تو" بتا دیتی ہوں۔۔اس کے بابا اس دن گھر آئے تھے ان کی ریکوسٹ پر ہی میں گئی ۔۔اور دوسری بات کہ وہ شخص میرے لیے چاہے بے معنی ہو اب۔۔ لیکن وہ میری بیٹی کا باپ ہے اور اس لیے کہیں نہ کہیں اس کا نام اب ہمیشہ ہم سے جڑا رہے گا جِسے ہم کبھی کسی بھی صورت میں خود سے الگ نہیں کر سکتے چاہے میں اس کے ساتھ رہوں یا نہ رہوں۔۔"اس نے اسپاٹ چہرہ لیے سرد لہجے میں بھائی کو مخاطب کرتے کہا جسے حیرت سے زمان بھی سن رہا تھا۔۔

"اور ہاں مجھے اپنی والدہ بہت اچھے سے یاد ہے کچھ نہیں بھولی۔۔ تو مجھے یاد دلانے کی زحمت مت کیجئے گا۔۔"

اس نے اپنے جملوں کے اختتام کے بعد اک لمحے کے ٹہراؤ سے اپنی اگلی بات کہی اس دوران اس کی آنکھوں میں نمی بھی عیاں ہونے لگی۔۔

"بیٹا فیصل شاہ یہاں آیا تھا اور تم لوگوں میں سے کسی نے مجھے خبر تک نہ دی۔۔؟" زمان نے بات کا رُخ بدل کر حیرت سے سوال کیا۔۔

"وہ دیر رات کو آئے تھے اور آپ اس وقت سو چکے تھے۔۔" وہ آنسو کا گولہ حلق میں اتارتی خود کو پر سکون کرتے والد سے مخاطب ہوئی۔۔

"میرا بچہ تم نے جو بھی کیا بالکل ٹھیک کیا شاہ خاندان اس وقت مشکل میں ہے اور ہمیں ہر طرح سے ان کا ساتھ دینے کے لیے آگے ہی رہنا ہو گا۔۔"

زمان نے اپنی بیٹی کی کیفیت کو محسوس کرتے اس کی حوصلہ افزائی کی جسے دیکھ کر دستور کو بھی اپنے جملے پر کچھ پشیمانی سی محسوس ہوئی اور وہ نظریں ہٹا کر کھانے پر مرکوز کر گیا۔۔

"دستور بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اپنے دل کو صاف کر لو کیونکہ شاہ خاندان کی بیٹی ہمارے گھر میں بھی ہے اس طرح تمھارے اور نرمین کے رشتے پر برا اثر پڑے گا۔۔"

زمان نے اسے ایک معقول ہدایت کی تھی جس پر وہ کوئی رد عمل ظاہر نہ کر سکا مگر وہ نرمین کو کھونا بھی نہیں چاہتا تھا یقیناً اسے اپنے لب و لہجے میں اب تبدیلی لانی ہی تھی۔۔

------------سونی رائٹس------------

اگلی صبح ہوئی وہ سبز پینٹ کوٹ ڈریسنگ میں لائٹ میک کے ساتھ کھلے بال لیے اپنے لان میں پہنچی اس نے آفس رخ کرنے کاارادہ کرر کھا تھا مگر وہ اپنی اپنی گاڑی میں سوار ہونے کے لیے کار پورچ پہنچی اسی دوران اس کے موبائل نے بجنا شروع کیا۔۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اپنا پرس اس میں رکھا اور گاڑی میں سوار ہو کر موبائل کو ایک نظر تکتے کال ریسیو کر کے کان سے لگا گئی۔۔

ہیلو ڈینی میں تمھیں کال کرنے ہی والی تھی۔۔بتاؤ کیا اپ ڈیٹ ہے۔۔؟"اس" نے کال پر مقابل سے نہایت سنجیدگی میں سوال کیا۔۔

علی کو ہوش آگیا ہے فائنلی۔۔"دانیال نے ساری باتیں نظر انداز کرتے اجلت" اور پر مسرت لہجے میں کہا۔۔

اہہہ تھینک گاڈ۔۔ کہاں ہو تم اس وقت۔۔؟"اس نے دانیال کی جانب سے " خبر سن کر اک لمحہ آنکھیں مونڈے سکھ کا سانس اندر کھینچا اور گویا ہوئی۔۔

"! میں ہاسپٹل میں ہی ہوں مگر اب اس کی بیل پر مسلہ بنا ہوا ہے۔۔"

"فکر مت کرو بیل ہو جائے گی۔۔ میں بھی ہاسپٹل آتی ہوں۔۔

دانیال نے رہائی کا ذکر فکریہ لہجے میں کیا جس پر عالیہ کو رابعہ کا خیال آیا وہ دانیال کو تسلی دیتے گفتگو مختصر کرتے گاڑی کار پورچ سے نکال کر روانہ ہوئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دانیال علی کے کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ بستر پر سٹل پڑا اپنی آنکھوں سے ہر منظر کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

دانیال مسکرا کر اس کے قریب موجود کرسی پر براجمان ہوا جسے متعجب نظروں سے علی بھی دیکھنے لگا۔۔

عالیہ آئی تھی۔۔!"اس نے مسکرا کر کہا جسے سنتے ہی بستر پر پڑے اس بے جان" سے وجود میں بھی طلاطم سا برپا ہوا۔۔
کیا واقعی۔۔؟ کہاں ہے وہ اس وقت۔۔"اس نے مدھم آواز میں حیرت سے" پوچھا اور اپنی نگاہوں کے ذریعے کمرے کو بھی ٹٹولا مگر وہاں وہ موجود نہیں تھی۔۔

وہ کل آئی تھی۔۔ تمھیں تو آج صبح ہی ہوش تو آ گیا تھا مگر اس کنڈیشن میں نہیں" تھے کہ بات کر سکو اس لیے ابھی بتا رہا ہوں۔۔اور دیر رات کو زمان آنکل بھی آئے تھے تمھیں دیکھنے۔۔"دانیال اسے تفصیل دیتا اس کے گھنے ہلکے بھورے رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے بولا۔۔

اس کے ہوش میں آنے کی خبر اب شاہ خاندان کو بھی پہنچ چکی تھی جہاں سب اب دروازے سے اندر کی جانب داخل ہوئے اور دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئے۔۔

"بیٹا یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں کہ اس طرح دیکھ کر ہمیں کتنی اذیت ہو رہی ہے۔۔" شبانہ بیگم اس کے قریب پہنچ کر سر پر بوسہ دیتی گویا ہوئی اس کی آنکھیں بھی نم تھیں۔۔

"امی میں ٹھیک ہو جاؤں گا آپ پریشان مت ہوں۔۔" علی نے مدھم آواز میں مسکرا کر انہیں تسلی دی اس کی ظاہری حالت جیسی بھی تھی اس بات سے اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس کا دل آج کئی عرصے بعد خوش ہوا تھا اور یہ خوشی اسے عالیہ کی خبر سے ملی تھی۔۔

بھائی پلیز مجھے معاف کر دیں لاسٹ ٹائم آپ کو میں نے بھی برا بھلا کہا۔۔""

سارہ بھی پشیمان سے لہجے میں نظر جھکائے بولی۔۔

نہیں میرا بچہ تم اس وقت غصے میں تھی اور تمھاری تکلیف کا اندازہ ہے"
مجھے۔۔"اس نے جواباً اپنی بہن کو بھی تسلی دی۔۔
"میری جان شکر ہے کہ تمھیں ہوش آگیا بہت دعائیں کر رہے تھے سب۔۔"
"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے بھائی۔۔؟"
زمین اور ثمینہ بیگم بھی فکریہ لہجے میں گویا ہوئے جسے سن کر اپنی نگاہیں علی نے
ان کی جانب مرکوز کیں۔۔
الحمدللہ بہت بہتر ہوں۔۔بہت شکریہ آپ سب کا۔۔کہ آپ سب میرے"
"ساتھ ہیں۔۔

اپنے آرام اور کھانے پینے کا خیال رکھو تمھیں یونہی پُرامید دیکھنا چاہتا تھا"
میں۔۔"فیصل شاہ نے بھاری آواز میں مسکراتے کہا۔۔

"جی بابا میں ہر چیز کا خیال رکھوں گا اب تو مجھے بھی ان تمام مسلوں سے نکلنے کی جلدی ہے۔۔" علی نے بھی مدھم آواز میں پر مسرت لہجہ اپنایا جسے سن کر کمرے میں موجود تمام افراد مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

"سب کچھ جلدی ٹھیک ہو گا۔۔" شاہ اپنے بیٹے کی دلی کیفیت سے واقف ہو چکا تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عالیہ کی محض چند لمحوں کی آمد نے اس کے بیٹے کے دل کس قدر امید جگائی ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہوئی مگر عالیہ اب تک ہسپتال نہیں پہنچی تھی جسکی آمد کا دانیال کافی دیر سے منتظر تھا اس نے کال ملانا چاہی مگر ریسو نہ ہوئی۔۔

دوسری جانب اب کمرے کے دروازے پر دستک کے بعد دروازہ پیش کرتے پولیس کی وردی میں ملبوس گھی سیاہ داڑھی گھنے بال چوڑی جسامت اور ہاتھ میں پھولوں کا بکے لیے فہیم داخل ہوا۔۔

شاہ جی۔۔!"اس نے دروازے سے جھانک کر علی کو مخاطب کیا۔۔"

فہیم۔۔آجاؤ اندر۔۔!"علی نے جواباً کہا دانیال کو اب بھی دروازے پر دستک" سے امید تھی کہ عالیہ آئی ہو گی مگر اس کا گمان غلط ثابت کرتا فہیم لمبے لمبے ڈاگ بھر کر علی کے قریب پہنچا۔۔

السلام علیکم۔۔شاہ جی آپ کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔؟"فہیم ٹیبل پر بکے رکھ" کر ہاتھ پیچھے باندھے فکریہ لہجے میں بستر کے قریب کھڑا ہو کر گویا ہوا۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں تم بتاؤ فہیم کیا خبر ہے۔۔؟"اس نے مدھم آواز میں جواباً کہا۔۔

"شاہ جی آپ کو گھر جانے کی اجازت کے حوالے سے ہم بات کر رہے تھے مگر اب لگتا ہے بیچ کا راستہ نکالنا پڑے گا۔۔"فہیم پھر فکریہ لہجے میں بولا۔۔
"مجھے لگتا ہے آج شام تک اس معاملے کا بھی حل نکل ہی آئے گا۔۔"
"آجائیں۔۔"
دانیال نے سنجیدگی سے گویا ہوتے کہا اس دوران دروازے پر پھر دستک ہوئی جسکا وہ جواب بھی دے گیا۔۔

دستک کے جواب میں بلا آخر وہ داخل ہوئی جسکا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔۔

"عع۔۔عالیہ!"علی اسے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ بے یقینی سا آنکھیں پھاڑے تکتے اس کا نام پکار گیا۔۔

"السلام و علیکم۔۔!" فہیم نے بھی اسے دیکھ کر پہل کی جس پر وہ وردی میں ملبوس اسے دیکھ کر آنکھوں میں غصہ لیے اب گھورنے لگی اسے علم تھا کہ پولیس اسٹیشن میں علی پر حملہ ہوا جس کا زمہ دار یہ پولیس افسر بھی ہے مگر وہ حقیقت میں فہیم سے انجان تھی۔۔

"وا علیکم السلام میں نے باہر سنا ہے کہ یہاں سے واپس تم لوگ اِسے دوبارہ جیل لے کر جانے والے ہو۔۔؟ کچھ ہوش ہے تم لوگوں کو۔۔؟" اس نے ماتھے پر بل ڈالتے فہیم کے رُوبرو کھڑے ہو کر کہا۔۔

"نہیں میم اچھی خبر یہ ہے کہ یہ کیس اب مجھے مل چکا ہے اور بری خبر یہ ہے کہ شاہ جی کو گھر منتقلی کی اجازت نہیں ملی کیونکہ کیس تھوڑا نازک ہے۔۔" وہ نرم مزاجی اور مؤادبانہ انداز سے ہاتھ پیچھے باندھے گویا ہوا۔۔

مگر کان کھول کر سن لو تم۔۔! ہم علی کو کسی بھی صورت واپس جیل نہیں" جانے دیں گے چاہے وہ پوری طرح سے ٹھیک ہی کیوں نہ ہو جائے۔۔"اس نے فہیم کی وردی پہ لگے بیج پر نظر ڈالتے اس کے نام کو پڑھا اور سختی سے بولی جس کے جملے خاموشی سے علی اور دانیال بھی سن رہے تھے۔۔

ہم اس وقت ایک پیشنٹ کے روم میں ہیں اس لیے میں تم سے لڑنا نہیں چاہتی" لیکن تم لوگوں کی اتنی فضول سیکورٹی اور بکواس سروس کو میں میڈیا میں اچھال کر تمھیں ذلت کے گڑھے میں گھسیٹ سکتی ہوں سو بی کیر فل مسٹر فہیم۔۔!" وہ مزید بولی آنکھوں میں غصہ عیاں تھا مگر یہ ایک انداز تھا اس کا فکر ظاہر کرنے کا جو وہ انجانے میں علی کے لیے دل میں لیے بیٹھی تھی۔۔

عالیہ۔۔!"علی نے اسے پکارتے اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔۔"

یہ کیا تم پھر سے لڑائی کر رہی ہو۔۔؟"دانیال نے حیرت سے سوال کیا جس" کے جملے کو وہ نظر انداز کر گئی۔۔

میم میں سمجھ سکتا ہوں آپ کے جذبات مگر پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں" ہمارے ڈپارٹمنٹ میں کئیں اچھے لوگ بھی ہیں جن کا علم آپ کو آہستہ آہستہ ہو جائے گا جبکہ شاہ جی کو جیل بھیجنے کے حق میں میں خود بھی نہیں ہوں۔۔" فہیم نے دوبارہ نرم لہجے اور مؤادبانہ انداز میں اسے مخاطب کیا جبکہ اب اس کے چہرے پر مدھم مسکان بھی عیاں ہوئی۔۔

ہم علی کو اس کے ہوٹل روم میں شفٹ کر سکتے ہیں۔۔!" دانیال نے فہیم کو" مخاطب کرتے اظہار خیال کیا جسے وہ خاموشی سے ماتھے پر بل ڈالے سن رہی تھی۔۔

نہیں وہاں پوری بلڈنگ کی سیکورٹی مشکل ہوگی۔۔!" فہیم نے جواباً کہا۔۔"

"تو پھر فارم ہاؤس۔۔؟"

وہ ٹھیک رہے گا۔۔"فہیم دانیال کے آگلی رائے پر متفق ہوا۔"

"ٹھیک ہے پھر ساری تیاریاں کمپلیٹ کرو۔۔"

"ہاں میں دیکھتا ہوں ساری گنجائش، جو بھی مجھ سے ہو گا میں کروں گا۔۔

فہیم اپنا آخری جملہ ادا کرتا اجازت لے کر روانہ ہوا جبکہ دانیال بھی عالیہ کو دیکھ کر اب کمرے سے باہر نکلنے لگا۔۔

میری لیے آئی ہو میری لیے جتن کر رہی ہو اور مجھ سے ہی اب تک مخاطب" نہیں ہوئی تم۔۔؟"وہ عالیہ کی پشت کی جانب دیکھتا گویا ہوا جو اس کی آواز پر چونکہ اور سانسیں مدھم کر گئی۔۔

تمھیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ تمھیں اپنے سامنے، اپنے لیے دیکھ کر میں کتنا" خوش ہوں۔۔"وہ مزید بولا اور اٹھنے کی کوشش کرتا بستر پر ٹیک لگانے لگا جس کی آہٹ سن کر وہ پلٹتے فوراً بستر کی جانب لپک کر اسے سہارا دینے لگی۔۔

"لیٹ جاؤ تمھیں آرام کی ضرورت۔۔۔"

مجھے صرف تمھاری ضرورت ہے۔۔! تم ہو تو میں ہوں ناں۔۔!!" وہ عالیہ کا" سرد لہجے میں کہا گیا جملہ کاٹ کر اسے پہلی ہی بار میں ششدر کر گیا وہ حیرت سے پلک جھپکائے بنا اسے تکنے لگی۔۔

پلیز دو لمحوں کے لیے میرے پاس بیٹھو مجھے یہ احساس تو ہو لینے دو کہ تم میری" آنکھوں کے سامنے ہو۔۔" وہ اپنا جملہ کہتا عالیہ کو پھر سے چونکنے پر مجبور کر گیا جس سے وہ علی کے چہرے پر سے نظریں خاموشی سے پھیر گئی۔۔

مجھے یہاں صبح آنا تھا مگر آنے میں دیر ہو گئی میں تمھاری بیل کے سلسلے میں" رابعہ کے ساتھ مصروف تھی کیونکہ آج ہی تمھیں یہاں سے گھر شفٹ کروانا ہے۔۔" وہ بات کا رُخ بدلنے کی غرض سے سرد لہجے میں گویا ہوئی اور اس قریب رکھی کرسی پر بیٹھی۔۔

"اتنی جتن تم میرے لیے کر رہی ہو۔۔؟"اس نے اپنے زخمی ہاتھ سے اس کی ہتھیلی کی پشت کو چھوا اور کوشش کرتے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر گویا ہوا۔۔

"ہمہ۔۔ہاں کک۔کیونکہ سب تمھارے لیے بہت پریشان ہیں اور تمھاری جان کو بھی خطرہ ہے۔۔"

اس نے لڑکھڑاتی آواز میں وضاحت دی وہ چاہ کر بھی اس کے لمس سے خود کو آزاد نہیں کر پا رہی تھی وہ تو اس کچھ ہی عرصے میں بہت مضبوط بن چکی تھی تو اب کیوں وہ اس کے ذرا سے عمل پر لڑکھڑا گئی یہی سوچیں وہ ذہن میں لیے مقابل کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اور تم بھی پریشان ہو میرے لیے۔۔؟"اس نے مدھم آواز میں عالیہ سے سوال کیا۔۔

تم نے میڈیسن اور کھانا لیا دوپہر کا۔۔!" وہ اپنا ہاتھ یک دم آزاد کرتی بات بدل کر سائیڈ ٹیبل پر اس کی دوا ٹٹولتے گویا ہوئی۔۔

نہیں اب تک تو نہیں۔۔ مگر تم آگئی ہو۔۔ تم کھلا دینا۔۔" وہ مسکراتے اپنا جملہ کہہ گیا جسے سن وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی وہ بھلا ان کاموں کے لیے تو یہاں نہیں آئی تھی یہ کام تو میل نرس بھی کر سکتا ہے وہ شاہ کی التجاء سے مجبور ہو کر محض مقابل کا حوصلہ بڑھانے اور میڈیا کو خاموش کرنے کے لیے آئی تھی مگر اسے یہ سب کرنا ہوگا یہ گمان میں نہ تھا۔۔

اس نے بلا آخر کھانا منگوایا جہاں نرس نے ٹرے میں سوپ کا باؤل لیے حاضر ہوئی اور ٹرے صوفے کے قریب ٹیبل پر رکھ کر روانہ ہو گئی۔۔

اس نے علی کو سہارا دے کر بستر پر ٹیک لگاتے بٹھایا اور خود بھی ٹرے لیے بستر پر اس کے قریب بیٹھی چمچ بھر کر اس نے مقابل کے لبوں تک پہنچایا اور علی نے چمچ

سے سپ لیتے کھانے کی شروعات کی،ان کے درمیان گہری خاموشی تھی جبکہ وہ اس کی سنہری آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہی تھی شاید اتنی فرصت سے اس نے ان آنکھوں میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جو عالیہ کو اپنی جانب مائل کر رہا تھا اسے سحر میں جکڑ رہا تھا اس کی آنکھوں میں انجانی سی کشش اسے محسوس ہوئی جسے بھانپتے اس نے یک دم اپنی آنکھیں پھیریں۔۔

"تم کچھ کہتی کیوں نہیں۔۔؟"اس نے مدھم آواز میں سوال کرتے دوبارہ اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی۔۔

"کچھ ہے نہیں فلحال۔۔آگر کوئی اپ ڈیٹ ہو گی تو تمھیں بتاؤں گی۔۔!"اس نے سرد لہجے میں کہہ کر بات مختصر کرنا چاہی ساتھ ہی اس کے لبوں پر سوپ کے قطرے دیکھ کر ٹشو سے صاف کرنے لگی جہاں غیر دانستہ طور پر اس کی انگلیاں بھی مقابل کے لبوں کو چھو رہی تھیں۔۔

آفس کیسا چل رہا ہے۔۔؟اور میری بیٹی کیسی ہے۔۔؟"اس نے پھر سوال" کرتے عالیہ کو ہر بڑایا۔۔وہ امرحہ کے ذکر پر چونکی۔۔

سب ٹھیک ہے کسی چیز کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں۔۔ریلیکس" رہو۔۔"اس نے مقابل کی بھوری رنگ داڑھی میں چھپے عنابی لبوں پر توجہ مرکوز کرتے کہا وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔

کیا وہ اپنے بابا کو مس نہیں کرتی۔۔؟"علی نے سرد لہجے میں اس کے چہرے کو" تکتے سوال کیا جو اس وقت اس کے بے حد قریب بیٹھی تھی۔۔

کیا ایسا ممکن ہے۔۔؟کہ وہ تمھیں بھول جائے۔۔؟"اس نے سائیڈ پر رکھی" دوا کا جائزہ لیتے مصروفانہ لہجے میں کہا۔۔

"تو تم مجھے اس سے ملواتی کیوں نہیں۔۔؟"

ملواؤں گی پہلے تم ذرا ٹھیک ہو جاؤ۔۔ آ گر ابھی ایسی حالت میں ملوایا تو وہ بھی "
"پریشان ہو جائے گی۔۔

اس نے دوا نکال کر مقابل کے چہرے کو دیکھتے تسلی دیتے لہجے میں کہا جس پر علی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

کھانے سے فراغت کے کچھ دیر بعد اس نے دوا نکال کر علی کو کھلائی اور پانی کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

اس کی تمام خدمت سے فارغ ہو کر وہ اس کے قریب سے اٹھی اور اپنا کوٹ ٹھیک کرنے لگی۔۔

"ا۔۔ علی اب مجھے۔۔"

کہیں مت جانا۔۔ پلیز میرے پاس رہو۔۔" وہ اجازت لیتے گویا ہوئی ہی تھی" کہ اس کا جملہ کاٹ دیا گیا۔۔

"تمہارا خیال رکھنے کے لیے یہاں کافی لوگ ہیں۔۔ !"

"لیکن میں نے کہا مجھے صرف تمہاری ضرورت ہے اور کسی کی نہیں۔۔" علی نے محبت سے سرشار لہجے میں دلیل پیش کی۔۔

"میں بھی آتی رہوں گی بٹ اس وقت مجھے کچھ ضروری کام ہے۔۔"

"مجھ سے بھی زیادہ ضروری کچھ ہے تمہارے لیے۔۔" اس نے ایک بار پھر مقابل میں کھڑی اس حسین لڑکی کو ہڑبڑانے پر مجبور کیا۔۔

"دیکھو علی میں پورا دن یہاں نہیں رہ سکتی گھر پر امرحہ بھی اکیلی ہے۔۔ نرمین پر بھی اپنے بچوں کو سنبھالنے کی زمہ داری ہے وہ امرحہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔۔" اس نے بات بدلتے وضاحت دی جسے عنابی لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ سن رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر کب آؤ گی۔۔؟"

"آج شام کو یا پھر کل آجاؤں گی۔۔"

اس نے اپنا پرس اُٹھاتے مصروفانہ لہجے میں کہا اور دو لمحے اس کے چہرے کو تکنے کے بعد روانہ ہوئی۔۔

جبکہ علی کو امید تھی کہ وہ وقت رخصت کوئی لفظ کہے گی جیسے اپنا خیال رکھنا مگر ایسا نہیں ہوا۔۔ علی نے اس کی اجنبیت کو محسوس کیا مگر کچھ کہہ نہ سکا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اس نے اپنے گھر کو خوبصورتی سے سجا رکھا تھا یہ ساری تیاری اس کے ایک اور درجے میں کامیابی کا حصہ تھی ایک اور پلان۔۔ جس کے لیے وہ جتن کر رہا تھا۔۔

"اتنا سب کچھ۔۔؟" وہ ساخ ساڑھی میں ملبوس کھلے بال لیے گہرے میک اپ کے ساتھ لاؤنج کے دروازے سے اس کے ہمراہ داخل ہوئی جہاں ہر جانب سرخ پھول سجائے گئے تھے مدھم روشنی تھی اور زمین بھی پھولوں کی پتیاں بچھائی گئی تھی وہاں ایک الگ رومانوی ساماحول تھا جسے وہ دیکھتے ہی حیرت زدہ تاثرات لیے بولی۔۔

"صرف تمھارے لیے۔۔" وہ سیاہ ٹکسیڈو میں ملبوس اس کی پشت کی جانب کھڑا کان میں سرگوشی کرتا اس سے مخاطب ہوا۔۔

"میرے لیے ہی کیوں۔۔؟ تم نے تو کہا تھا کہ تمھاری برتھڈے ہے؟ یعنی تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔؟" وہ نگاہوں میں برہمی لیے پلٹی اور اس کے چہرے کو دیکھ کر گویا ہوئی۔۔

نہیں جھوٹ نہیں سرپرائز تھا۔۔آگر ایسا نہ کرتا تو سرپرائز کیسے دیتا۔۔؟"اس" نے نرم سے لہجے میں فریحہ کے بازوؤں کو گرفت میں لیتے کہا جس کی سبز آنکھوں اور خوشگوار لہجے میں وہ پگھلنے لگی۔۔

مجھے لگتا ہے یہاں میرے علاؤہ تم نے کسی کو انوائیٹ نہیں کیا۔۔یہ سرپرائز" صرف میرے لیے ہی کیوں۔۔؟"وہ متعجب ہوتی بھنویں آچکا کر سوالیہ گویا ہوئی۔۔

کیونکہ مجھے۔۔تم۔۔اچھی لگنے لگی ہو۔۔"اس نے اٹل سے لہجے میں فوراً" ڈھٹائی سے کہا۔۔

کیا۔۔یہ کہہ رہے ہو فہاد۔۔؟"وہ اس کے جملے پر ہڑبڑاتے حیران ہوئی۔۔"

فریحہ۔۔ کیا مجھ سے شادی کرو گی۔۔؟"اس نے ایک اور جملے ادا کرتے مقابل" کھڑی لڑکی کو ایک بار پھر حیرت زدہ کیا اسے فہاد سے ان جملوں کی یوں اچانک امید نہیں تھی۔۔

شادی۔۔؟"وہ متعجب انداز میں اس کا لفظ دہرا گئی۔۔"

ہاں۔۔ میں اس پوری دنیا میں بہت اکیلا ہوں یہاں میرا کوئی نہیں لیکن تم نے" میرا بہت ساتھ دیا مجھے یہ احساس دلایا کہ میں اکیلا نہیں تھا تم ہمیشہ سے میرے "ساتھ تھی۔۔

فہاد نے اس کی ہتھیلیاں اپنی ہاتھوں کی گرفت میں لیتے کہا نا جانے کیوں مگر فریحہ اس کی باتوں سے مکمل قائل ہو چکی تھی شاید وہ اس کی پرکشش شخصیت سے پہلے سے متاثر تھی بس اسے اقرار کا اور آگے بڑھنے کا موقع درکار تھا جو اسے آج مل چکا تھا۔۔

"مجھے تم سے بہت محبت ہے۔۔میں جانتا ہوں تمھیں مجھ سے محبت نہیں لیکن میں تمھیں یقین دِلاتا ہوں میں بہت خوش رکھوں گا تمھیں۔۔"وہ اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں دیکھتا سرگوشی نما بولا۔۔

"محبت۔۔؟"وہ اس کا پھر سے دہرا گئی۔۔

"بے انتہا محبت۔۔ لیکن کیا میں تمہیں اچھا نہیں لگتا؟ کیا میری آنکھوں میں تمھیں اپنے لیے محبت محسوس نہیں ہو رہی۔۔؟"اس نے فریحہ کا چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں کے گرفت میں لیتے کہا اور اسے اپنی سبز آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کیا۔۔

"جانتی ہوں کہ محبت ہے۔۔اور تم بھی بہت اچھے ہو تمھاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں فہاد اور ان میں چھپی محبت بھی۔۔"

"تو پھر میری محبت تسلیم کر کے تم مجھ سے جڑنا چاہو گی۔۔؟"اس نے سوال کرتے خود کو دو قدم اس سے دور کرتے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔
فریحہ نے مسکرا کر مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

"کیا۔۔سچ میں۔۔فریحہ تم مذاق کر رہی ہو ناں۔۔"اپنے ہتھیلی میں اس کی ہتھیلی پا کر وہ اس کے ہاتھ کو حیرت اور بے یقینی سے تکنے لگا اسے واقعی گمان نہ تھا کہ اتنی آسانی سے وہ اپنے ایک اور پلان میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔۔

"بالکل نہیں۔۔!"فریحہ نے اپنا جملہ کہتے مسکرا کر اپنے سرخ نچلے لب کو دانتوں میں دبا گئی۔۔

"ارے تمھیں اندازہ بھی نہیں کہ کتنی بڑی خوش خبری سنائی تم نے مجھے۔۔"وہ پر مسرت لہجے میں کہتا اس کے تھامے ہوئے ہاتھ کو پوری قوت سے اپنی جانب کھینچ گیا۔۔

اہہ فہاد۔۔"اُسے اپنی جانب کھینچنے کے عمل پر وہ لڑکھڑاتی اس کے چوڑی" چھاتی سے جالگی۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔؟"اپنی کمرے پر اس کے بھاری ہاتھ کے لمس کو محسوس" کرتی وہ تعجب سے سوالیہ بولی۔۔

آج مجھے میری کلِ کائنات ملی ہے آج نہیں روک پاؤں گا خود کو۔۔"اپنا جملہ" کہتا وہ بے ساختہ اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کے سرخ لبوں پر جھکتے اپنی قید میں لے کر اس کی قربت کا لطف اٹھانے لگا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

اگلے دن کی دوپہر ہوئی آج علی کے فارم ہاؤس پر ویرانی اور خاموشی کے بجائے چہل پہل تھی وہاں ملازمین پولیس اہلکار، گارڈز، نرس اور اس کے احباب موجود تھے۔۔

ہاتھ پر پلاسٹر سر پر پٹی باندھے وہ اپنے بیڈروم کے بستر پر گہرے زرد رنگ کی ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے لیٹا تھا بھورے رنگ کے گھنے چمکتے ماتھے پر بکھرے بال اسے مزید حسین بنا رہے تھے جو اس کے ماتھے پر پڑتے اس کی ماتھے پر بندھی پٹی کو چھپا رہے تھے وہ اس حال میں بھی پرکشش لگ رہا تھا۔۔ جبکہ اس کے قریب سوپ کا باؤل اور ٹرے میں کچھ کاٹے گئے پھل لیے کرسی پر بیٹھا دانیال اسے بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔۔

کھالو ناں یار کیوں ضد لگا رکھی ہے مجھے اور بھی بہت سارے کام ہیں۔۔"وہ" ملتجی انداز میں گویا ہوا جسے گھورتے وہ علی نے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

توجا کے کام کرناں میرا سر کیوں کھا رہا ہے۔۔؟"اس نے ڈھٹائی سے کہا۔۔"

توتم دانیال سے اس طرح بات کروگے۔۔؟"صوفے پر بیٹھی بینش اسے" گھورتی گویا ہوئی جو بھورے رنگ کی شدٹ سیاہ پینٹ میں کلائی تک آستینیں چڑھائے ہوئی تھی۔۔

تواور کیا کروں۔۔؟"وہ بے فکری سے بولا۔۔"
دانیال تمھارے لیے پریشان ہے تم اُسے نخرے دکھا رہے ہو۔۔"
اتنی مشکل سے اسے ناشتہ کرایااور اب اتنی جلدی کھانے کا وقت آن پہنچا جان" پر عذاب ہے یہ شخص۔۔ ٹھیک ہے بیٹا میں آنکل کو کال کرتا ہوں۔۔"وہ برہمی سے کہتے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا گویا ہوا۔۔

اتنے میں بینش کی نظر گلاس وال پر پڑی جہاں سے لان میں اس نے ہاتھ میں پرس وپھولوں کا بکے تھامے عالیہ کو دیکھا جو آج ہلکے گلابی رنگ کاٹن شلوار

قمیض میں کھلے بالوں پر دوپٹہ اوڑھے بغیر میک اپ کے اسی کمرے کی جانب آرہی تھی اس کے سرخ و سفید رنگت کے اس خوبصورت چہرے کو بھلا میک اپ کی ضرورت بھی کہاں تھی وہ تو بلا کی حسین تھی ہر حال میں حسین۔۔

اب ضرور کھائے گا۔۔!" بینش عالیہ کو آتے دیکھ کر مدھم سا گویا ہوئی۔۔"

ہاں ابا حضور کا ڈر۔۔" دانیال موبائل میں محو مصروفانہ لہجے میں بولا۔۔"

نہیں بیوی آگئی ہے اِس کی۔۔" بینش دوبارہ بولی جس کے جملے پر دانیال متوجہ" ہوتا دروازے کے قریب دیکھنے لگا جہاں اب واقعی دستک ہوئی۔۔

گڈ افٹر نون آئیوری ون۔۔!" دستک کے بعد وہ مصروفانہ لہجے میں کہتی سب" کو مخاطب کر کے کمرے میں داخل ہوئی اور اپنا بکے وہ ٹیبل پر رکھ کر علی کے بستر کے قریب کھڑی ہوتی اس کی طبعیت کا جائزہ لینے لگی جبکہ علی بھی اس پر محویت

سے نگاہیں مرکوز کیے ساکت سا اسے تک رہا تھا وہ آج شلوار قمیض میں علی کو بے انتہا خوبصورت لگی۔۔

سمجھاؤ یار اس کو کھانے کو ہاتھ تک نہیں لگا رہا یہ ڈھیٹ شخص۔۔"اس سے" قبل کہ عالیہ کچھ کہتی دانیال نے بیزاری سے پہل کی۔۔

کیوں؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے علی کو دیکھتے بولی جس خونخوار شیرنی کی نگاہوں" سے وہ خوف کا دکھاؤا کرتے تھوک نگلتا مسکرایا۔۔

تم ابھی اسے کھلاؤ وقت کم ہے آگے میڈیسن بھی لینی ہے۔۔"وہ حکم دیتے" لہجے میں بولی اور صوفے پر براجمان ہوئی۔۔

"تم کھلادو گی تو زیادہ بہتر۔۔"

آج دانیال کے ہاتھوں سے کھالو۔۔" علی نے اسے مخاطب کرتے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہی تھا کہ وہ فوراََ ہی بات کاٹتی سنجیدہ لہجے میں دوبارہ گویا ہوئی۔۔

"ہاں اسے بھی تو نیکی کمانے کا موقع دو۔۔"
بینش نے دانیال کو مخاطب کیا جسے سن کر علی اسے آنکھوں میں برہمی لیے گھورنے لگا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر ہوئی اور اس کے فام ہاؤس میں کھانے کے بعد اسے کمرے سے لان میں وہیل چیئر پر بٹھا کر لایا گیا تھا جہاں کافی دیر بعد اب ان دونوں کو اکیلے وقت گزارنے کا وقت ملا مگر ان کے درمیان اب بھی خاموشی کا رقص تھا۔۔

تنت۔۔ تمھاری طبعیت میں کچھ فرق۔۔؟" عالیہ نے گلا کھنگالتے سرد لہجے میں "سوال کیا۔۔

ہاں الحمدللہ۔۔ بہت بہتر ہوں۔۔ بہت زیادہ۔۔" وہ اسے مطمئن کرنے لگا جو "اس سے کچھ فاصلے پر موجود بینچ پر براجمان تھی۔۔

ہممممم۔اوریہ۔یہ یہ گھر۔۔؟" وہ سوال پوچھنا چاہتی مگر واضح طور پر نہ پوچھ " سکی۔۔

یہ تمھارا ہے۔۔ کیسا لگا۔۔؟" وہ ارد گرد نظر دوڑاتے مدھم سا مسکرا کر گویا ہوا" جس کے جملے پر وہ متعجب نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

سرپرائز دینا چاہتا تھا مگر قسمت نے مجھے ہی سرپرائز دے دیا۔۔" وہ مسکراتے " مزید بولا جس پر عالیہ نے اس کے چہرے پر سے اپنی نظروں کا مرکز بدلا۔۔

وہ۔۔میں نے آج رابعہ سے تمھیں ملوانا تھا۔۔"وہ کچھ لمحے خاموشی کے بعد" بات بدلتے سرد لہجے میں بولی۔۔

"وہ کون ہے۔۔؟"

"میری لایر ہے۔۔"

"!آچھا۔۔لیکن۔۔"

میں چاہتی ہوں یہ تم یہ کیس لڑو۔۔اوراِسے ہر حال میں جیتو۔۔!!"وہ بات" کاٹتے نہایت سنجیدگی سے بولی۔۔

"لیکن عالیہ کیا تمھیں بھی یہ لگتا ہے کہ میں نے سمیرا کا ریپ۔۔؟"

آگر مجھے ایسا لگتا تو کبھی بھی تمھارے لیے وکیل نہ کرتی اور نہ ہی تمھیں کیس" "لڑنے کا مشورہ دیتی۔۔سو اپنے دماغ پہ اتنا زور مت ڈالو۔۔

وہ پھر اس کی بات کاٹ کر سرد لہجے میں بولی اس کے لہجے میں برہمی صاف ظاہر تھی جِسے محسوس کرتا وہ مسکرایا کیونکہ اس کی برہمی میں علی نے اس کے اعتبار اور اس کی محبت کو دیکھا تھا جو وہ انجانے میں ظاہر کر گئی تھی۔۔

میں جیت سکتا ہوں ہر محاذ پر، فتح کر سکتا ہو ہر جنگ کو، ہر مقابلے کو۔۔ مگر اس" کی بنیادی شرط صرف تمھارا ساتھ ہے۔۔" وہ خمار آلودہ لہجے میں اسے محویت سے تکتا بولا۔۔

ہاں میں اس کیس میں تمھاری ساتھ ہوں۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے بے تاثر" سا چہرہ لیے گویا ہوئی۔۔

لاؤنج کے دروازے کے قریب موجود بینش لان میں آتی انہیں ساتھ دیکھ کر ان کی جانب بڑھی۔۔ کچھ فاصلہ طے کرتے اس نے عالیہ کی جانب اشارہ کرتے اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔

"ہاں۔۔ کہو بینش۔۔؟"

کھانا کھائے کچھ دیر ہوئی ہے اب تم اسے والک کراؤ لان میں۔۔" وہ سنجیدگی" سے عالیہ کو مخاطب کرتے بولی۔۔

کیا۔۔؟" عالیہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اس کی بات پر حیرت ظاہر کی۔۔"

چہل قدمی! تاکہ وہ تھوڑا چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے۔۔" بینش نے اپنا" لفظ نئے انداز سے دہراتے وضاحت دی۔۔

بینش یہ سب اسے دانیال کرادے گا ابھی میں نے رابعہ کو علی سے ملوانا ہے میں" اِسی لیے یہاں آئی ہوں۔۔!" عالیہ نے سرد لہجے میں کہتے اپنی جان چھڑانا چاہی۔۔

تم بیوی ہو اس کی تم نہیں کراؤ گی تو کون کرائے گا دانیال کے ہاتھوں تو اس نے "
" کھانا بھی اتنی مشکل سے کھایا ہے بھول رہی ہو شاید۔۔
بینش نے بناوٹی برہمی سے جواب دیا جس پر عالیہ بھی خاموش ہو کر سوچنے پر مجبور ہوئی۔۔

اس کی خاموشی پر بینش اس کے سامنے سے گزر کر علی تک پہنچی جو اب ہاتھ میں موبائل پکڑے اس پر نگاہیں مرکوز کیے اسی میں مصروف تھا۔۔

چلو اٹھو۔۔" وہ پر اعتماد انداز میں علی سے گویا ہوئی اتنے میں عالیہ بھی بوجھل "
قدموں ان دونوں کے قریب پہنچی۔۔

کہاں۔۔؟" وہ موبائل سے نظریں اٹھا کر متعجب انداز میں بولا۔۔"

عالیہ تمھیں یہاں ابھی والک کرائے گی۔۔!" وہ ہاتھ باندھے حکم دیتے انداز" سے بولی وہ ان کے تعلقات کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس سے فلحال وہ دونوں انجان تھے۔۔

واقعی۔۔؟ وہ پر مسرت لہجے میں بولا۔۔ جس پر بینش نے اثبات میں سر ہلاتے اگلہ اشارہ عالیہ کو کیا۔۔

وہ بینش کے اشارے پر مدھم سا نفی میں سر ہلاتے علی کے مزید قریب پہنچ کر اُسے اٹھنے میں مدد کرنے لگی جبکہ وہ مسکراہٹ دبائے اپنا بھاری ہاتھ عالیہ کے نازک کندھے پر رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بینش اسے کھڑا ہوتا دیکھ کر اب تسلی کرتی روانہ ہوئی جبکہ عالیہ نے ایک ہاتھ سے اس کی پشت کی جانب سے کمر تھامتے دوسرا چوڑی چھاتی پر ٹکا کر اسے آہستگی سے چلانا شروع کیا آج وہ کافی عرصہ بعد اس کے بے حد قریب تھی۔۔

وہ اس کی خوشبو کو اپنی سانس کا حصہ بناتا مستقل اس کے چہرے کو دیکھ رہا جس پر نہایت سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات تھے اور اس کی نظریں گھانس سے لدی زمین کی جانب تھیں۔۔

اُسے مسلسل تکتے اب علی کے ذہن میں شرارت سوجھی جس پر عمل کرتا وہ اپنے پیر لڑکھڑا کر خود کو عالیہ سمیت زمین پر گرا گیا اور اپنا بھاری وجود لیے اس پر سایا فگن سا چھایا۔۔

وہ اس کی حرکت پر ششدر ہوتی آنکھیں پھاڑے حلق میں سانس اٹکا گئی جبکہ مقابل ہر چیز بے نیاز ہوتے اپنی نظریں اسکے ہلکے گلابی لبوں پر اپنی چھاپ چھوڑنے کی غرض سے ٹکا گیا۔۔

عالیہ اپنے چہرے کے قریب بڑھتے اس کے چہرے پر مزید حیرت زدہ ہوئی کیا یہ سب اتنا آسان تھا؟ کیا اتنی آسانی سے وہ یہ سب ہونے دے سکتی ہے؟ ہاں آگر

اِس وقت اُس نے مقابل کی گہری سنہری آنکھوں میں دیکھ لیا تو وہ سب کچھ بھول جائے گی سب ممکن ہو جائیگا۔۔

یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے فوراً اٹھو میرے اوپر سے۔۔" وہ اس کی تمام چالوں" کو ناکامیاب کرتی اس کی چھاتی پر زور دیتے خود سے دور کرتی یک دم غرائی۔۔

بیوی ہو تم میری تو پھر بے ہودگی کیسی۔۔؟" وہ خمار آلودہ لہجے میں بولا۔۔"

میں نے کہا اٹھو جلدی۔۔" اس نے اب لہجہ سرد کرتے کہا جس پر مقابل" مسکراتے اس پر سے ہٹ کر اسکے پہلو میں لیٹا جبکہ وہ گہری سانسیں لیتے اسے گھورتی یک دم اٹھ بیٹھی۔۔

-

-

دو ہفتے گزر چکے تھے،اب صبح ہوئی اور ہر کسی کے تمام معمولات زندگی معمول کے مطابق چلنا شروع ہوئی فام ہاؤس کے گیسٹ روم میں عالیہ بینش کے ہمراہ موجود اس کی آمد کے منتظر تھے جہاں صوفے پر براجمان عالیہ نے مسٹرڈ رنگ شرٹ اور سیاہ پینٹ پہن بال باندھے تھی جبکہ بینش سلور رنگ پینٹ سوٹ پہنے سیاہ کرلی بالوں کے ساتھ لائٹ میک اپ کیے تھی۔۔

"اب تک کیوں نہیں آیا۔۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔" عالیہ نے فکریہ لہجے میں کہا۔۔

"ابھی آتا ہی ہوگا۔۔" بینش نے موبائل پر نظریں جمائے مصروفانہ لہجے میں تسلی دی۔۔

دریں اثناء میں علی سیاہ پینٹ اور نیلے ٹی شرٹ پر سیاہ کوٹ پہنے حاضر ہوا پیروں میں سیاہ کلاسک جوتے ماتھے پر آتے اس کے بکھرے چمکتے بال،خوبصورت چہرے

پر عنابی لب اور گہری داڑھی میں وہ حسین لگ رہا تھا وہ دو ہفتوں میں ہی اپنے پیرو پر چلنے پھرنے کے قابل ہو چکا تھا جبکہ دائیں ہاتھ کے پلاسٹر پر سلنگ پہنے ہوئے تھا۔۔

"سوری لیڈیز! میں نے ذرا دیر کر دی۔۔" وہ گیسٹ روم میں داخل ہوتا دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ ویسے تمھیں ٹھیک دیکھ کر خوشی ہوئی مجھے۔۔" بینش نے اس کی بھاری آواز سن کر موبائل بند کرتے خوشگوار لہجے میں کہا۔۔

"اور تمھیں نہیں ہوئی۔۔؟" وہ عالیہ کے روبرو صوفے پر براجمان ہوتا اس سے مخاطب ہوا جو بے تاثر سا چہرہ لیے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔

دل میں اس کے بے انتہا حیرت بھی تھی کہ کل تک جو وہیل چیئر پر تھا آج اچانک چلنے پھرنے کیسے لگا۔۔؟ مگر ساتھ ہی علی کو ٹھیک پا کر اپنے اندر اسے سکون بھی محسوس ہوا جو اس نے ظاہر نہیں کیا۔۔

"تو پھر چلیں۔۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔!" عالیہ نے اس کا جملہ نظر انداز کرتے بینش کو مخاطب کیا۔۔
"ہمیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔؟ مس رابعہ کو یہاں کیوں نہیں بلا لیتے ہم۔۔؟" علی نے بینش کو سنجیدگی سے مخاطب کیا۔۔

"میں نے میسج کیا ہے ابھی آتی ہوں گی۔۔!" بینش نے فوراً جواب دیا جس پر عالیہ اسے گھورنے لگی۔۔
"مجھے ذرا ایک کال آ رہی ہے۔۔ ایکسکیوز می۔۔" وہ عالیہ کی خونخوار نظروں سے جان بچاتے اب اپنی جگہ سے اٹھتے مسکرا کر گویا ہوتی کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

"تمھیں جیل میں کس نے مارا تھا اور کیوں۔۔؟" خود کو اس کے ہمراہ کمرے میں تنہا محسوس کر کے اپنے ذہن میں مسلسل گردش کرنے والا سوال اس نے اب بلا آخر سرد لہجے میں علی سے پوچھا جو اس وقت دروازے کی جانب متوجہ تھا۔۔

"تمھیں اب بھی میری فکر ہو رہی ہے ناں۔۔؟" اس نے اپنی زوجہ کو دیکھ کر مخمور لہجے میں اس کے سوال پر سوال کر ڈالا۔۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔۔!" اس نے پھر سرد لہجے میں علی کی جانب دیکھتے کہا۔۔

"جانتا ہوں پہلے مجھے جواب دو۔۔!" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور اس کے پہلو میں آ بیٹھا جس پر عالیہ اس کی جانب سے منہ موڑ کر صوفے کی دوسری جانب ذرا کھسکتے اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ بنا گئی۔۔

"چہرہ پھیرنے سے کام نہیں ہو گا۔۔جب تک میں ٹھیک نہیں تھا تم میرے لیے مسلسل پریشان تھی۔۔اور اس کی یہی وجہ ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔" وہ اس کے کھسکنے پر خود بھی اس کی جانب کھسکتے مزید قریب ہوتا باہنے ہاتھ سے اسکا چہرہ تھام کر اپنی جانب کرتا مسکرا کر مدھم آواز میں بولا۔۔

"غلط فہمیاں جلدی پال لیتے ہو تم۔۔" عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالتے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر سنجید گی سے کہا۔۔

"ٹھیک ہے فلحال غلط فہمی سہی لیکن یہ بات تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں کتنا ضدی ہوں۔۔!" وہ اپنا چہرہ اس کی جانب مزید قریب کیے خمار آلود لہجے میں گویا ہوا جس پر عالیہ بھنویں اٹھائے تعجب سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

یاد رکھنا جلد تم سے یہ کہلوا کر رہوں گا کہ تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو،اور "بہت زیادہ کرتی ہو۔۔"

وہ اس کی خاموشی پر مزید بولا اس کا لہجہ اٹل تھا جبکہ آنکھیں عالیہ کی آنکھوں پر ٹھہری تھیں۔۔

وہ اس کی شہد رنگ سے آنکھوں میں دیکھ کر پھر سے وہی کشش محسوس کر رہی تھی اسے اپنا آپ یوں معلوم ہوا گویا اگر مزید کچھ دیر آنکھوں میں دیکھے تو وہ بے بس ہو کر شاید ہر اظہار کر ڈالے،دل کا ہر حال مقابل سے کہہ دے،اپنے اور مقابل کے بیچ موجود انا اور بدگمانی کی دیوار پل میں ڈھا دے۔۔

اس کی آنکھوں میں واقعی یہ سب کرنے کی طاقت تھی اس کی بڑی بڑی پلکوں میں چھپی ان پراسرار گہری آنکھوں میں واقعی یہ خوبی تھی کہ وہ عالیہ کو لمحے بھر میں پگھلا دے مگر اس خوبی سے وہ خود انجان تھا بس وہ صرف یہی محسوس کر سکا کہ اس کی قربت نے مقابل کے وجود کو ساکت کر دیا ہے وہ پلک جھپکنا یا حرکت کرنا بھول چکی ہے۔۔

کچھ لمحوں تک یہ سلسلہ جاری تک کہ اب دروازے پر دستک ہوئی جسے سن کر وہ دونوں چونکتے طلسماتی سحر سے باہر نکلے۔۔

کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" رابعہ سیاہ پینٹ کوٹ پہنے بال باندھے دروازے پر" دستک دے کر داخل ہوئی گندمی رنگت کا چہرہ، پتلے گلابی رنگے ہونٹ اور کاجل سے لدی سیاہ آنکھیں، وہ ہاتھ میں اپنا سیاہ لیدر کا لیپ ٹاپ بیگ لیے لبوں پر مدھم مسکراہٹ کے ساتھ حاضر ہوئی۔۔

مس رابعہ آئیں بیٹھیں۔۔" علی اپنا کوٹ ٹھیک کرتا عالیہ سے کچھ فاصلے پر ہوتا" بولا اس دوران عالیہ بھی اپنے اور اس کے درمیان مزید فاصلہ بنا گئی۔۔

تھینک یو اینڈ آئی ہوپ کہ میں نے آپ دونوں کو ڈسٹرب نہیں کیا ہوگا۔۔""" رابعہ بھنویں اٹھائے انہیں ایک دوسرے کے قریب بیٹھا دیکھ کر دونوں کو باری

باری سوالیہ تکتے اپنا معنی خیز جملہ ادا کر گئی اس دوران وہ صوفے تک پہنچ کر اپنا بیگ ٹیبل پر رکھے ان کے روبرو براجمان بھی ہوئی۔۔

"نہیں رابعہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔" مقابل کے معنی خیز جملے پر وہ گہرا مسکرایا جبکہ عالیہ نے فوراً رابعہ کے سارے گمان دور کرتے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

"جی بالکل بھی نہیں کیا ڈسٹرب!۔۔ آپ کیسی ہیں۔۔!" علی نے مسکراہٹ دباتے کہا وہ اپنے لہجے سے رابعہ کے تمام گمانوں کو درست ثابت کرنا چاہتا تھا۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔ آپ کی طبعیت میں بھی بہتری نظر آرہی ہے۔۔!" علی کے مزاج کی خوشگواری دیکھ کر رابعہ نے بھی مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔۔

"جی الحمدللہ۔۔"

"علی چونکہ اب آپ ٹھیک ہو چکے ہیں تو اب کل ہماری کورٹ میں پیشی ہے اس لیے مجھے فوراً سے سب کچھ بتاؤ آخر اس دن ہوا کیا تھا اور یہ جو حملہ ہوا ہے اس کی کیا وجہ تھی۔۔؟" رابعہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میری بیوی بھی یہی سوال کر رہی تھی مجھ سے۔۔" اس نے ہاتھ کا اشارہ عالیہ کی جانب کرتے کہا۔۔

"بیوی۔۔!" رابعہ نے لفظ دہرا کر عالیہ کو دیکھا، وہ عالیہ کو دیکھ کر مسکرانا چاہتی تھی مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔۔

"یس۔۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں مجھے کیس میں پھنسایا گیا ہے۔۔ میں اُس شام اپنے کام سے دوبارہ گھر آ رہا تھا مجھے کال موصول ہوئی سمیرا کی۔۔ وہ رو رہی تھیں اس نے مجھ سے مدد مانگی میں نے اسی دوران اپنی گاڑی اس کے گھر کی جانب روانہ کی اور ساتھ ہی، میں پولیس کو کال بھی کر چکا تھا۔۔

جب میں وہاں پہنچا تو گھر کی حالت بکھری ہوئی تھی ہر چیز ٹوٹی پڑی تھی جبکہ گھر میں کوئی نہیں تھا شاید میں آنے میں بہت دیر کر دی تھی۔۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں احوال سناتا بولا جسے عالیہ بھی غور سے سن رہی تھی۔۔

"آپ کو ان کی کال کس وقت موصول ہوئی اور اس کے کتنی دیر بعد آپ ان کے گھر پہنچے۔۔؟" رابعہ نے متجسس انداز میں سوال کیا۔۔

"مجھے سات پنتالیس پر کال موصول ہوئی اور میں بیس منٹ میں وہاں پہنچا جس وقت ٹائم آٹھ بج کر پانچ یا دس منٹ تھے مگر میں نے دیر کر دی۔۔ کیونکہ پھر وہ اپنے گھر میں لاؤنج کے صوفے کے پیچھے بے ہوش پڑی تھی اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔" علی جواباً افسردگی سے گویا ہوا۔۔

"اور پھر پولیس وہاں پہنچی انہوں نے تمھیں موقع پر دیکھ کر گرفتار کر لیا۔۔؟ کیا وقت تھا وہ۔۔" رابعہ نے تعجب سے پوچھا۔۔

"ہاں گرفتار کرلیا! وہ میری آمد کے دس منٹ بعد پہنچے اوران کے پاس سمیرا کا ایک وائس نوٹ بھی تھا جو میرے خلاف تھا جس کی بیس پر مجھے گرفتار کیا گیا۔۔"اس نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ وائس نوٹ کل پیش کر کے تمھیں مزید پھنسا سکتے ہیں۔۔؟"رابعہ نے سوچ میں پڑھتے کہا جس پر علی نے بھی اثبات میں سر ہلایا اوراس کی زوجہ کو بھی فکر لاحق ہونے لگی۔۔

"مگراس نے تمھیں بھی کال کی تھی اگر ہم وہ ڈیٹا کلیکٹ کرلیں تو کیس کا رخ موڑ سکتے ہیں۔۔" عالیہ نے فکریہ لہجے میں علی کو مخاطب کرتے حل پیش کیا۔۔

"اُس کے لیےاِس کے پاس موبائل کا ہونا ضروری ہے۔۔ تمھارا موبائل کہاں ہے۔۔؟"رابعہ نے پہلے جملے میں عالیہ کو جواب دیتے پھر علی سے سوال کیا۔۔

وہ پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اسی دن۔۔" علی نے جواباً کہا۔۔"

"اور پھر تم پر وہیں پولیس اسٹیشن حملہ بھی ہوا۔۔؟"

جی مس رابعہ وہ لاک اپ میں کچھ چار لوگ پولیس اہلکار کے لباس میں ڈنڈے" لیے اندر آئے اور مجھے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر حملہ کیا ساتھ ہی فوراً سے میری گردن پر انجیکشن لگایا گیا اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا۔۔"اس نے رابعہ کے استفسار پر مزید تفصیل پیش کی۔۔

پھر بھول جاؤ اس فون کو۔۔ کیونکہ جو تمھیں پھنسا رہا ہے وہ اُس پولیس اسٹیشن" کے عملے سے ملا ہوا ہے۔۔ وہ فون ان تک پہنچ چکا ہوگا اور سب سے پہلے کوئی بھی مجرم ثبوت مٹاتا ہے جبکہ سارے ثبوت اس فون میں موجود تھے۔۔ "!

رابعہ نے سرد لہجے میں اپنا جملہ کہتے دونوں کو پریشانی میں مبتلا کردیا اس کی بات درست تھی اور اس بات کو علی بھی تسلیم کر چکا تھا۔۔

"تو اب کیا کرنا چاہیے۔۔؟" علی نے متعجب انداز میں سوال کیا۔۔
"میں فہیم سے بات کروں گی ہو سکتا ہے وہ کہیں نہ کہیں سے فون کا سراغ لگا دے۔۔"
عالیہ نے رابعہ کو مخاطب کیا جس پر وہ بے تاثر سا چہرہ لیے اثبات میں سر ہلا گئی کیونکہ اسے کوئی خاص امید نہیں تھی مگر وہ کوئی ٹھوس ثبوت چاہتی تھی اور وہ بھی جلد از جلد، یہی پریشانی اس کے ذہن کو اب منتشر کیے ہوئے تھی۔۔

------------سونی رائٹس------------

صبح کا ہی وقت تھا وہ اپنی دن کی پہلی میٹنگ سے فراغت کے بعد اپنے کیبن میں آفس کی کرسی پر ٹیک لگائے براجمان بھورے رنگ کا پینٹ سوٹ پہنے موبائل ہاتھ میں تھامے اس کا ہر جانب سے جائزہ لے کر شاطرانہ مسکرا رہا تھا۔۔

اسی دوران دروازے پر دستک دیتے ہوئے حمزہ داخل ہوا۔۔

"آپ کا سارا کام ہو گیا ہے۔۔!" حمزہ ہاتھ باندھے مؤدبانہ انداز میں بولا جس کی جانب وہ ایک نظر دیکھ کر پھر مسکرایا جبکہ موبائل ہاتھ میں گھماتے اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔

"یہ فون کس کا ہے۔۔؟" حمزہ نے متجسس انداز میں اب سوال کیا جسے سن کر فہاد کے ہاتھ ساکت ہوئے اور نظریں پھر حمزہ کے چہرے پر پڑیں۔۔

"اِسے جلا دو۔۔یہ علی کا ہے۔۔اِسی میں ساری چیٹ اور سارے ثبوت ہیں۔۔""

اس نے موبائل حمزہ کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔۔

"ٹھیک ہے سر کار۔۔آپ کو نہیں لگتا ہم نے اُسے کافی حد تک گہری چوٹ دے دی ہے۔۔؟"حمزہ نے موبائل کیچ کرتے اب اپنی ہمدردی علی کے لیے ظاہر کی۔۔

"ابھی تو بہت کچھ باقی ہے جیری۔۔!میرے اندر اُسے برباد کرنے کی آگ اب بھی بجھی نہیں ہے ایک جنون سوار ہے ہادی پر اور یہ آتشِ جنونیت اتنی آسانی سے ختم نہیں ہونے والی۔۔!!"

فہاد نے اپنی بھاری آواز میں سرگوشی نما کہتے آنکھوں کو غصے سے سرخ کیا جس سے اس کے لفظوں میں شدت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا تھا۔۔

اسی دوران دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی جس سے دونوں کے دھیان بھٹکے۔۔

ہیلو۔۔!" وہ سفید شرٹ پر بلو جینز کا جیکٹ اور پینٹ پہنے ہلکے میک اپ کے" ساتھ بال باندھے دروازے کو پش کرتی کمرے میں دبے پاؤں داخل ہوئی۔۔۔

ہائے کیسی ہو میری جان۔۔" وہ فریحہ کو آتا دیکھ کر خوشگوار لہجے میں گویا ہوا۔۔"

"!سر۔۔"

"ہاں حمزہ تم جاؤ۔۔"

حمزہ نے فریحہ کی آمد پر اپنے حواس بحال کرتے موبائل فوراً پینٹ کی جیب میں کھسکاتا فہاد کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے لگا جس پر وہ جواباً مخاطب ہوتا گفتگو مختصر کرنے لگا اس دوران فریحہ بھی فہاد کے روبرو کرسی پر براجمان ہوئی۔۔

جی سر ایک آخری پیغام دینا تھا کہ ہمیں شازمان ٹیکسٹائل کی طرف سے ای" میل موصول ہوئی ہے وہ آج میٹنگ کا کہہ رہے ہیں۔۔"حمزہ نے دبی سی آواز میں ہاتھ پیچھے باندھے مؤدبانہ انداز اختیار کیا۔۔

"ٹھیک ہے تو آج شام کا وقت دے دو انہیں۔۔"

اوکے سر۔۔"فہاد نے بھاری آواز میں مخاطب کرتے اب حمزہ کو رخصت" کیا۔۔

توآج تمھاری میٹنگ فکس ہوگئی ہے شازمان ٹیکسٹائل سے۔۔"فریحہ نے" متعجب انداز میں کہا۔۔

ہاں آج فائنلی میری ملاقات ہو جائے گی اور پروجیکٹ شروع ہو گا۔۔"اس" نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

"ویری گڈ۔۔"فریحہ اس کے پر کشش چہرے کو دیکھ کر مسکرائی اسی دوران انہیں کمرے کے باہر پھر سے کچھ مزاحمتی آوازیں سنائی دینے لگی جو دونوں کو اپنی جانب متوجہ کرا گئی۔۔

"ارے میم۔۔آپ کہاں جارہی ہیں۔۔رکیں پلیز۔۔"گارڈ نے میشل کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے مسلسل ملتجی انداز میں کہا مگر وہ کسی کی نہ سنتے ہوئے بلا آخر فہاد کے آفس روم تک پہنچی اور بنا دستک دیے داخل ہوئی۔۔

"پلیز رک جائیں۔۔"گارڈ بھی اپنا آخری جملہ کہتا کمرے میں چلا آیا جبکہ فہاد اپنی بہن کو اپنی آنکھوں کے سامنے پا کر ششدر رہ گیا فریحہ بھی میشل کو متعجب انداز میں تکنے لگی۔۔

"بھائی۔۔!!" وہ عام سے نیلے رنگ کاٹن کے شلوار قمیض میں ملبوس سر پر دوپٹہ ٹکائے بندھے بالوں میں میک سے پاک زرد و سفید چہرہ لیے دروازے سے اجلت میں فہاد کی کرسی کی جانب دوڑی۔۔

"تت۔۔تم۔۔؟" وہ حواس پاختہ ہوا لیکن آگر یہاں فریحہ موجود نہ ہوتی تو شاید وہ پر سکون ہی رہتا۔۔

"سر میں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی۔۔!" گارڈ نے معذرت خوانہ لہجے میں کہا جبکہ فہاد بھی اپنی جگہ سے آنکھیں پھاڑے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"یہ کون ہے۔۔؟" فریحہ نے میشل کو فہاد سے اپنائیت بھرے لہجے میں مخاطب ہوتا دیکھ کر فوراً تعجب سے سوال کیا۔۔

بھائی مجھے بچالیں۔۔"میشل نے فہاد کو بازوؤں سے تھامے خوف زدہ لہجے میں" کہا جسے وہ اب بھی ساکت آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔۔

حمزہ۔۔!حمزہ۔۔"وہ یک دم چلایا جسکی بلندی بھاری آواز میں پکار پر فریحہ بھی" سہم گئی۔۔

جی سرکار۔۔!"حمزہ دوڑتا ہوا فوراً کمرے میں پکار پر حاضر ہوا۔۔"
"یہ لڑکی کون ہے؟اِسے فوراً میری نظروں سے اوجھل کرو۔۔"
اس نے سرد لہجے میں کہا یہ جملہ مقابل کو بے حد حیرت میں مبتلا کر گیا میشل کے پیروتلے سے زمین کھسکی اس نے آنکھیں پھاڑے اپنے بھائی کے اس جملے پر نگاہوں میں بے یقینی سی کیفیت لیے اس کے بے تاثر سے چہرے کو دیکھا،اس کے دونوں ہاتھ بھی بے سدھ ہو کر فہاد کے بازوؤں سے یک دم پھسلے۔۔

لیکن فہاد پوچھو تو سہی کہ وہ تمھارے پاس کیوں آئی ہے۔۔؟"فریحہ نے میشل" کے چہرے کو غور سے پڑھتے کہا جس پر اب صرف افسردگی اور بے یقینی تھی۔۔

چلیں آپ میرے ساتھ چلیں۔۔!"حمزہ نے نرم لہجے میں میشل کو مخاطب کیا" وہ انا کی ماری مزید کوئی جملہ سنے بغیر خاموشی سے دبے پاؤں روانہ ہوئی۔۔

فہاد بھی اس کے جاتے اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھا اور سکون کا سانس اندر کھینچ گیا مگر دل میں کئی خدشات نے جنم لیا۔۔

میشل کا اس دنیا میں واحد سہارا صرف اس کا بھائی بچا تھا لیکن آج اس نے بھی میشل سے منہ پھیر کر اسے تنہا کیا آج میشل کو اپنی زندگی سے بے حد شکوے ہوئے۔۔ وہ ایک مضبوط اور تنہا زندگی گزارنے والی لڑکی تھی لیکن آج اسے اپنی زندگی اضافی لگی۔۔ گویا ایک غیر ضروری اور ایک بوجھ سی۔۔ جسکا نہ ہونا بہتر ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہوئی وہ رعب دار انداز میں قدم لیتا اپنے دو اسسٹنٹ کے ہمراہ آفس کے ورک اسپیس کے دروازے پر نمودار ہوا جِسے دیکھ کر ورک اسپیس میں موجود تمام ملازمین اپنا کام چھوڑتے اس کا استقبال کرنے کے لیے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔۔

اسسٹنٹ ماریہ بھی اسے اتا دیکھ کر فوراً اُس کے قریب پہنچی۔۔
گڈ افٹر نون سر فائنلی آپ کو یہاں واپس دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔"اسسٹنٹ" ماریہ نے اُسے خوشگوار لہجے میں مخاطب کیا اور اس کے ہمراہ چلنے لگی۔۔

میں بھی یہاں ہر چیز کو بہت مس کر رہا تھا۔۔"وہ اپنا باہنا ہاتھ پینٹ کی جیب" میں کھسکاتا تمام ورکرز کو مدھم سی مسکراہٹ سے دیکھتا گویا ہوا اور ان کے درمیان سے آہستہ آہستہ قدم لیتا اپنی منزل کی جانب رواں تھا۔۔

"ویلکم بیک۔۔!" اُسے بینش نے مخاطب کیا۔۔ جس پر اثبات میں سر ہلاتے وہ ورک اسپیس سے گزر کر اپنے کیبن تک پہنچا اور تمام ورکرز دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوئے۔۔

اس کے آفس روم میں وہ صوفے پر، سکون سے براجمان ہوتا سامنے ٹیبل پر موجود بزنس میگزین اٹھا کر اپنے آفس کمرے کا چاروں جانب سے جائزہ لینے لگا دریں اثناء میں دانیال بھی کمرے میں داخل ہوا۔۔

"خوش آمدید مگر تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔!"
وہ سرد لہجے میں کہتا علی کے پہلو میں بیٹھا۔۔

"میں یہاں تھوڑی دیر کے لیے کچھ اہم پیپرز پر سائن کرنے اور بزنس بریف لینے آیا ہوں۔۔" اس نے سنجیدگی سے دانیال کو وضاحت دی۔۔

ہمممم میرے پاس ایک اور اچھی خبر ہے کہ عارض نے دوبارہ پراجیکٹ شروع "

"کروادیا ہے۔۔

آخرانہیں مسلہ کیا ہے۔۔کام ہے یا کھیل۔۔؟"علی میگزین پر نگاہیں ٹکائے "

اس کی خبر پر متعجب ہوا۔۔

وہ تو میں نہیں جانتا مگر مجھے اتنا اندازہ ضرور ہوا ہے کہ اس پراجیکٹ کے دوبارہ "

"شروع ہونے کی خبر عالیہ کو نہیں ہوئی ہے اب تک۔۔

اور یہ بات تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو۔۔؟"وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اُسی "

میگزین پر نگاہیں ٹکائے مصروفانہ لہجے میں بولا۔۔

"یقین اس لیے ہے کہ میرا اِس ایک مہینے میں عالیہ سے بہت دفع سامنا ہو چکا ہے اگر اُسے اس بارے میں علم ہوتا تو وہ اس کا ذکر منفی یا مثبت انداز سے ضرور کرتی۔۔" دانیال نے اس کے چہرے کو تکتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"بات تو ٹھیک ہے۔۔ چلو پھر ایسا کرنا مجھے اس پراجیکٹ کی بھی سرسری بریف دے دینا آج ہی۔۔" وہ میگزین کا پیج پلٹتا بولا دریں اثناء ملازم ٹرے میں کافی کے دو مگ لے کر اس کے کمرے میں حاضر ہوا۔۔

"اوکے۔۔ ہمیں بس فائنانس کے لیے ارسلان کے انتخاب میں مسلہ درپیش ہے اور اس حوالے سے میں کچھ اہم بورڈ ممبران سے مشاورت کروں گا۔۔" دانیال نے اپنا جملہ مکمل کیا اور ملازم بھی مگ ٹیبل پر رکھتے رخصت ہوا۔۔

"کیسا مسلہ ہے۔۔؟"اب اس نے بلا آخر گردن اٹھا کر دانیال کو دیکھتے ہوئے ماتھے پر بل ڈالے استفسار کیا اسی دوران وہ ٹیبل پر موجود مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا گیا۔۔

"یہی کہ وہ ایک شخص ہے اسے فائنانس اور آئی ٹی دونوں کا تجربہ ہے مگر ہم اُسے دو پوسٹ نہیں دے سکتے۔۔"

"آئی ٹی ایکسپرٹ ہے ناں وہ۔۔ کیا تم اسے ابھی بلا سکتے ہو۔۔؟"اس نے دانیال کی بات غور سے سنتے میگزین بند کر کے ٹیبل پر رکھی اور اسے مخاطب کیا۔۔

"تم واقعی اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہو۔۔؟تم نے تو کبھی بھی آفس کے اتنے چھوٹے مسلے ڈسکس نہیں کیے؟ کیونکہ نہ دلچسپی ہے اور نہ وقت ہوتا ہے۔۔"اسے علی کے جملے اور مزاج پر آج حیرت ہوئی۔۔

آج وقت ہے اس لیے دلچسپی بھی ہے اور میں نے ارسلان کے بارے میں سنا" ہے وہ آئی ٹی ایکسپرٹ ہے اس لیے میرے ذہن میں کچھ چل رہا ہے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں ابھی۔۔! "علی بھاری آواز اور سرد لہجے میں کہتے دانیال کو بھی خاموش کرا گیا جواب اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوا۔۔

کچھ دیر گزری اور دروازے پر دستک ہوئی جسکے بعد دانیال ارسلان کو لے کر حاضر ہوا۔۔ارسلان !۔۔گہری سیاہ آنکھیں، گردن تک سیاہ گھنے بال، چھوٹی ناک، پتلے لب، ہلکی ڈارھی اور گندمی رنگت وہ ایک عام سی شخصیت کا مالک کم عمر نوجوان تھا جو ہلکے نیلے رنگ کی اسٹرائپڈ شرٹ اور سیاہ بلٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے دبے پاؤں داخل ہوا اس کے چہرے پر کچھ سہمے سے خوفزدہ تاثرات عیاں تھے۔۔

"سس۔ سر۔۔ آپ نے یاد کیا۔۔" وہ لڑکھڑاتی مدھم آواز میں بولا جس کی عمر چھبیس سال معلوم ہو رہی تھی۔۔

"ہاں ارسلان آجاؤ بیٹھو۔۔" علی جو موبائل میں مصروف تھا اسے اپنے سامنے صوفے پر براجمان ہونے کا اشارہ کرنے لگا۔۔

"پرسکون ہو جاؤں نروس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" دانیال اس کے پہلو میں بیٹھ کر تسلی دیتا اس کی پیٹھ تھپتھپا گیا۔۔

"اصص۔۔ اصل میں۔۔ یہاں میں کبھی آیا نہیں ہوں۔۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے جو آپ نے بلایا۔۔؟" وہ نہایت مدھم آواز میں بولا جسے سن کر علی نے مسکراہٹ دبائی وہ اب بھی موبائل پر نظریں جمائے تھا۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔ تم آئی ٹی ایکسپرٹ ہو ناں۔۔!!" دانیال نے ارسلان کو مخاطب کیا۔۔

"آئی ٹی ایکسپرٹ یا ہیکر۔۔؟" اس سے پہلے ارسلان جواب دیتا علی نے فوراً اپنا جملہ ادا کرتے نگاہوں کو اٹھا کر روبرو بیٹھے ارسلان پر ٹکایا جو علی کی سرد نگاہوں اور جملے سے تھوک نگلتا مزید سہما۔۔

"ہہہ۔ ہیکر۔۔!" اس نے آنکھیں پھاڑے بمشکل لفظ ادا کیا۔۔

"بہت خوب۔۔ میرا کام کر سکتے ہو۔۔؟" علی موبائل بند کر کے صوفے پر رکھتے اب پوری توجہ سے ارسلان کو تکتا سوالیہ بولا۔۔

"جج۔۔جی بالکل سر۔۔آپ حکم کریں۔۔" ارسلان نے مثبت جواب دیا جسے سن کر علی نے دانیال کی جانب نظروں کا تبادلہ کرتے مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اپنے آفس بلڈنگ کے نیچے کھڑی کالی گاڑی کی پچھلی سیٹ کا ملازم کی جانب سے دروازہ کھولنے پر وہ اپنے کوٹ کا بٹن کھولتا دانیال کو مدھم مسکراہٹ لیے ہاتھ کا اشارہ کرتے گاڑی میں سوار ہونے لگا۔۔

وہ پھر بغیر سیکورٹی کے آیا تھا اور یہ بات دانیال کو مزید پریشان کر گئی۔۔

اس کی گاڑی روانہ ہوئی وہ کچھ ہی راستے طے کر سکے تھے کہ اچانک سامنے کی جانب سے سڑک پر دوڑتی ہوئی لڑکی بے دھیانی میں اس کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔۔ یہ واقعہ رونما ہوتا تھا کہ ڈرائیور نے فوراً گاڑی روکی اور علی بھی حیرت زدہ ہوتا آنکھیں پھاڑے فوراً گاڑی سے باہر نکل کر گاڑی کے سامنے پہنچا جہاں اس نے زمین پر لڑکی کو سر جھکائے گھٹنا مسلتے بیٹھا پایا۔۔

اس مصروف سڑک پر دوڑ لگانے کا مطلب جان سکتا ہوں میں۔۔؟اتنا شوق" ہے مرنے کا تو کسی بلیڈنگ سے کود جاؤ یا پنکھے سے لٹک جاؤ۔۔"اس نے بھاری آواز میں ماتھے پر بل ڈالتے کہا جس کی جانی پہنچانی آواز سن کر وہ سر اٹھائے مقابل کھڑے اس پر وجاہت اور رعبدار بھاری وجود کو دیکھتی رہ گئی۔۔

میشل تم ؟تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔اٹھو فوراً اٹھو۔۔"اس کے سر اٹھانے پر" نہایت تعجب سے اسے مخاطب کرتے وہ ایک بار پھر حیرت میں ڈوبا۔۔کیا یہ وہی لڑکی ہے۔۔؟اس نے میشل کے حلیے کا جائزہ لیتے دل میں خود سے سوال کیا جبکہ اس دوران میشل اس کے بڑھتے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بمشکل کھڑی ہوئی اس کی آنکھیں بند ہونے کے قریب تھیں گویا بھاگتے بھاگتے تھکن کے مارے غشی طاری ہونے لگی ہو۔۔

عع۔۔علی۔۔علی تتت۔۔تم۔۔؟"وہ اسے حیرت سے دیکھ کر اپنی آنکھیں" یک لمحہ میچے یقین کی کوشش کرنے لگی۔۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہی۔۔ کہاں بھاگے جا رہی ہو۔۔؟" علی نے آنکھیں چھوٹی کیے تعجب سے سوال کیا۔۔

"ووو۔وہ۔۔وہ۔۔رررری۔۔ری ہیب سنٹر والے ابھی آتے ہوں گے مجھے پکڑنے۔۔" اس نے بمشکل اپنا جملہ مکمل کیا اس دوران قدم اس کے لڑکھڑانے لگے جسکا بازو فوراً تھامے علی اسے کھڑا کرنے میں مدد کرنے لگا۔۔وہ لوگ سڑک کے بیچ میں تھے جہاں آتے جاتے ہر گاڑی گزرتے انہیں تعجب سے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیا۔۔؟ری ہیب؟ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟ تم ایک کام کرو میری گاڑی میں بیٹھو۔۔ تمھیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے پھر متعجب گویا ہوا۔۔

کوئی گھر نہیں !!۔۔ مم۔ میں وہاں سے بھاگی ہوں۔۔ مم۔ مجھے۔۔ مجھے نہیں" رہنا وہاں۔۔ اگگ۔۔ آگر اس بار وہ مجھے لے گئے تو میں مر جاؤں گی مجھ سے اور وہاں نہیں رہا جاتا۔۔"

اس نے اپنا مختصر احوال سنایا اس دوران اسکی آنکھوں میں نمی اتری جسے علی نے بھی محسوس کیا مگر اب بھی وہ تعجب زدہ تھا۔۔

عع۔۔ علی۔۔ خدا کا واسطہ ہے تمھیں۔۔ مم۔ مجھے صرف اس بار بچا لو میں" تمھارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔۔ پپپ۔۔ پلیز!" وہ علی کی خاموشی پر مزید بولی اور پھر لڑکھڑائی۔۔

میشل۔۔ کیا ہو رہا ہے تمھیں۔۔؟" علی نے اس کے بازو پر گرفت مضبوط" کرتے دوبارہ کھڑا کرنے میں مدد کرتا بولا۔۔ اس دوران اب ڈرائیور بھی گاڑی سے باہر نکلتا یہ منظر تعجب سے دیکھنے لگا۔۔

"مجھے بچالو۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔"اس نے اپنا آخری ادھورا جملہ ادا کیا اور بے ہوش ہوئی علی نے اس کی آنکھیں بند ہوتے دیکھ کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے سہارا دیا اسی دوران ری ہیب کی گاڑی بھی ان تک پہنچی۔۔

"میشل آنکھیں کھولو۔۔!! میشل تم سن رہی ہو ناں۔۔"علی اس کے بے ہوش چہرے کو تکتا فکریہ لہجے میں گویا ہوا اسی دوران ڈرائیور بھی گاڑی کی جانب لپک کر پانی کی بوتل اٹھانے لگا۔۔

"افففف اس زندگی میں اور کتنے مسلے آنے ہیں۔۔؟"وہ میشل کو دیکھ کر گویا ہوا جو اس وقت بے ہوش علی کے گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھی۔۔دریں اثناء میں ری ہیب کی ایمبولینس سے اسٹریچر نکال کر ورکرز علی کے قریب پہنچے۔۔

"صاحب۔۔!"

"کون ہو تم لوگ۔۔" علی ورکرز کو دیکھ کر پھر متعجب انداز میں گویا ہوا اور ڈرائیور بھی پانی کی بوتل لے کر علی کے قریب پہنچا۔۔

"ہم ری ہیب سنٹر سے انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔۔لے جانے آئے ہیں انہیں۔۔" ایک ورکر نے جواب دیا۔۔

"ہمم ٹھیک ہے لے جاؤ۔۔ مگر یہ اتنی ڈری ہوئی کیوں ہے۔۔ری ہیب ہے یا کوئی جہنم۔۔؟" علی نے سخت لہجے میں سوال کیا جس کی بھاری رعب دار آواز پر وہ دونوں کچھ سہمے۔۔

"سس۔ سر ان کی ذہنی حالت میں بہتری آجائے تو ہم انہیں خود آزاد کر دیں گے فلحال انکا اچھا خیال رکھا جاتا ہے وہاں پہ۔۔ مگر ان کی طبعیت ٹھیک نہیں انہیں ہر چیز سے کوفت محسوس ہوتی ہے۔۔" اُسی ورکر نے دوبارہ نرم لہجے میں وضاحت دی۔۔

ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ۔۔"اس نے میشل کو ورکرز کے حوالے کیا جو اسے "
سٹریچر پر لٹا کر ایمبولینس کی جانب پلٹے۔۔

"ذہنی حالت۔۔؟میشل کیا اس قدر بیمار ہے۔۔؟"
"کیا مجھے اس گاڑی کا پیچھا کرنا چاہیے۔۔؟"
کم آن شاہ صاحب۔۔ کیا مجھے کوئی اور کام نہیں ہے کہ میں اس کی گاڑی کا پیچھا" کروں گا۔۔ایمبولینس ہے تو ظاہر سی بات ہے اپنی منزل پر ہی جا رہی "!!ہو گی۔۔

علی ان دونوں کی جانب سے اسٹریچر پر میشل کو لے جاتا دیکھ کر خود سے دل میں کئیں بار ہمکلام ہوا اس چند ایک لمحے میں اس کے دل میں کئی سوالات جنم لے چکے تھے جبکہ اسکا ذہن بھی میشل کی حالت دیکھ کر مضطرب ہوا۔۔

"شاہ جی چلیں۔۔؟"ڈرائیور نے علی کو محویت سے ایمبولینس کی جانب تکتا محسوس کر کے اُسے مخاطب کیا جس سے علی چونک کر خیالات سے نکلتا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"مجھے اس بارے میں آئیڈیا تو ہو سکتا ہے ناں کہ یہ سنٹر آخر کہاں ہے اور کیسا ہے۔۔؟ کیونکہ میشل کی حالت سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بہت خطرناک قسم کی جگہ ہے۔۔ آخر کیا کروں۔۔؟"وہ پھر سے ایمبولینس کو دیکھ کر سوچنے پر مجبور ہوا اور آہستگی سے پلٹ کر قدم بڑھاتا اب اپنی گاڑی تک پہنچا۔۔

"کہاں لے کر جائیں اس کو۔۔؟"ایمبولینس میں ڈرائیور کی سیٹ پر براجمان ورکر نے اپنے ساتھی سے سوال کیا۔۔

"کیا مطلب ہمیں اپنی منزل پہ ہی جانا ہے ناں۔۔ سنیٹریا ہسپتال کی طرف گاڑی موڑ دو۔۔"مقابل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

"!!بے وقوف انسان اتنا بہترین موقع ملا ہے لڑکی ری ہیب سے بھاگی ہے۔۔
پیاری ہے۔۔بے ہوش ہے اور ہمارے رحم و کرم پر ہے۔۔اب ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔۔"

ڈرائیور ور کر کے ذہن میں گھناؤنے فعل کو سرانجام دینے کے خیال نے جنم لیا۔۔جسکا اظہار خیال وہ مقابل سے کرتا بولا۔۔

"تو ہم کیا کریں گے۔۔؟"مقابل نے متعجب انداز میں پوچھا۔۔

"ہم اِس موقعے سے لطف اٹھائیں گے اگر زیادہ فائدہ محسوس ہوا تو اِسے ری ہیب جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ لڑکی ہماری راحت اور دولت کا سامان بنے گی۔۔اور سنٹر میں کہہ دیں گے کہ لڑکی ہمیں تلاش کے باوجود بھی نہیں ملی۔۔!!"

اس نے اپنے ذہن میں موجود خناس کا کھل کر اظہار کیا ایمبولینس اب تک اسی جگہ پر کھڑی تھی جبکہ علی بھی اپنی گاڑی کے دروازے کے قریب کھڑا اس پر نظر ٹکائے اب تک اپنے سوالات میں الجھا تھا۔۔

واہ کیا دماغ پایا ہے تُم نے کمینے انسان ! اب تو ایسا ہی کرنا پڑے گا۔۔ ! ! " مقابل " کو اب اس کی بات سمجھ آئی جس کے خیال پر وہ متفق ہوا۔۔

" تو دیر کیسی۔۔؟ چلو اِسے اپنی منزل پہ لے چلتے ہیں۔۔ "
انہوں نے خباثت بھری مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے گاڑی اسٹارٹ کی جس کی روانگی محسوس کرتے علی بھی اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں سوار ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"ہماری میٹنگ فائنلی آج آپ لوگوں کے کرم سے طے پائی، ورنہ بہت زیادہ وقت برباد کر چکے آپ لوگ میرا۔۔!"

فہاد ٹانگ پر ٹانگ رکھے کرسی پر بیٹھا شازمان ٹیکسٹائل کے میٹنگ روم میں حمزہ عارض، اور کچھ اہم بورڈ ممبران کے ہمراہ موجود طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔۔

"ہم معذرت خواہ ہیں فہاد صاحب۔۔! مگر آپ اس پروجیکٹ کے لیے بے حد سنجیدہ تھے اس لیے آج کی تاریخ میں یہ میٹنگ طے کی گی۔۔"

بورڈ ممبر نے فہاد کو مخاطب کرتے نرم لہجے میں کہا۔۔

"مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگوں کو میرا خیال تو آیا۔!!" فہاد نے گہری سانس کھینچتے مدھم مسکرا کر کہا۔۔

"گڈ افٹر نون آئیوری ون۔۔ سوری مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔۔!!" اس سے پہلے کہ کوئی فہاد کو جواب دیتا میٹنگ روم کے دروازے کو پش کرتے عالیہ اپنی

اسسٹنٹ کے ہمراہ ایک پر وقار انداز سے داخل ہوتی تمام لوگوں کو مخاطب کر کے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی۔۔

زہے نصیب کہ آج آپ کی زیارت ممکن ہوئی۔۔" فہاد نے اس کی آمد پر" حیرت زدہ ہوتے استقبالیہ انداز میں کہا۔۔

ایک بزنس مین کے منہ سے اس طرح کے الفاظ اچھے نہیں لگتے۔۔!!"وہ" سربراہی کرسی پر براجمان ہو کر فہاد کو بے دلی سے دیکھتے دوٹوک انداز سے بولی۔۔

ان دنوں اونر صاحبہ سے ملاقات کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کسی عام شخص کا" ملک کے وزیر اعظم سے ملنا۔۔" فہاد نے پھر طنزیہ انداز میں ممبران کو مخاطب کیا۔۔

آپکا پراجیکٹ اپنے مقررہ وقت پر شروع کر دیا جائے گا تو مزید کس چیز کا گلہ ہے" آپ کو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے فہاد سے جوابا مخاطب ہوئی۔۔

پراجیکٹ کی فارملیٹیز پوری کرتے کرتے دو مہینے گزر گئے اور یہ پراجیکٹ اب" تک شروع نہیں ہوا آپ کے خیال میں یہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں۔۔؟" فہاد ٹیبل کے قریب ہوتا ٹیبل پر کلائیاں ٹکا کر آپس میں انگلیاں الجھائے وہ سرد لہجے میں شکوہ کرنے لگا۔۔

آپ کو کس نے کہا تھا کہ ہمارے ساتھ کام کریں اور کام پر اصرار بھی" کریں۔۔؟" فہاد کو مخاطب کرتے بورڈ ممبر کی جانب سے سوال ہوا۔۔

دخل اندازی کے لیے معذرت لیکن آپ کی کوئی پہلی کمپنی نہیں ہے جو" ہمارے ساتھ کام کرنے کی خواہش مند ہے آپ جیسی کئی کمپنیز آج بھی قطار میں "!!لگ کر اپنی باری کا انتظار کر رہی ہیں مسٹر فہاد۔۔

عارض نے مؤادبانہ انداز میں اس پر اپنے کاروبار کی دھاک بٹھائی جسے سن کر فہاد مسرور سا مسکراتا اثبات میں سر ہلانے لگا جبکہ عالیہ ماتھے پر بل ڈالے فہاد کو دیکھ رہی تھی۔۔

"جی جی اس میں کوئی شک نہیں عارض صاحب! مجھے بھی کئی آفرز موصول ہوئیں جہاں سارا مال ہمیں تیس سے چالیس فیصد کم دام میں ملنے والا تھا لیکن مجھے آپ کے ساتھ ہی کام کرنا تھا اور اس کے لیے میں نے طویل انتظار بھی کیا کیونکہ آپ کے مواد کی کوالٹی سے میں بہت متاثر ہوں بزنس کی دنیا میں آپ کی برینڈنگ کا بھی ایک نام بن چکا ہے تو پھر کوئی بھی آپ کے ساتھ کام کیوں نہ کرنا چاہے گا۔۔"

فہاد نے شازمان ٹیکسٹائل کے لیے تعریفی کلمات ادا کیے جسے سن کر بورڈ ممبران خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے جبکہ عالیہ کا لہجہ اور چہرے کا تاثر ذرا بھی نہ بدلا۔۔

"مسٹر فہاد آپ کو انتظار کروانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ ہم اس دوران اپنے پینڈنگ پروجیکٹس کو مکمل کرنے کے بعد تسلی سے اس پروجیکٹ کا آغاز کریں کیونکہ یہ کافی بڑا ہے اور الحمدللہ ہمارے پاس الریڈی کام بھی بہت زیادہ ہے۔۔"خوشی سے سرشار بورڈ ممبر نے اب فہاد سے خوش آمدی لہجے میں کہا۔۔

"ہم اپنے تمام تر کلائنٹس کے پراجیکٹ کا ہر کام تسلی بخش طریقے سے ہی مکمل کرتے ہیں تاکہ وہ مطمئن رہیں۔۔ ہمارے لیے سب برابر ہیں۔۔ کوئی خاص نہیں۔۔!!"

عالیہ پر ممبر کی بات یک سر ناگوار گزری اس نے فہاد کے جواب دینے سے قبل فوراً اس کی تمام تر خوش فہمیوں کو دور کرتے سرد لہجے میں کہا۔۔

بے شک۔۔آپ کے اسی معیار کے سبب بزنس ورلڈ میں نام برقرار ہے۔۔" میں اب یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے لہجے میں اتنا غرور کیوں ہے۔۔آپکا "غرور ہر طرح سے جائز ہے۔۔جچتا ہے آپ پر۔۔

فہاد نے جواباً پھر اس کے لیے تعریفی جملہ داغ دیا اس کا جملہ بھلے سب کو ناگوار لگا ہو مگر اس کمرے میں موجود ہر شخص اس جملے سے متفق تھا۔۔عالیہ شاہ پر ہر طرح سے غرور جچتا تھا وہ بزنس کی دنیا میں اپنی محنت سے کامیابیوں کی بلندی پہ پہنچی تھی جبکہ اسے بے تحاشا حسن بھی نوازا گیا تھا۔۔

میم مسٹر فہیم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔"میٹنگ روم میں دروازے پر دستک" کے بعد اسسٹنٹ داخل ہوتی عالیہ کو مؤدبانہ انداز میں پیغام دے گئی۔۔

"!!ہاں انہیں میرے کیبن میں ٹھہرادو ہم آتے ہیں۔۔"

اوکے میم۔۔"عالیہ نے اسے جواب دے کر رخصت کیا۔۔"

عارض آپ کو ایک فائل دے گا اس پر سائن کر کے ڈیٹ سیو کر لیجئے گا اسی دن" شازمان کی جانب سے آپ کو آپکا سامان پہنچا دیا جائے گا۔۔" وہ بے تاثر سا چہرہ لیے اب فہاد سے مخاطب ہوئی۔۔

۔

۔

وہ لوگ گاڑی میں سوار مدھم اسپیڈ پر ایمبولینس کا پیچھا کرتے کرتے سنسان سی صنعتی علاقے تک پہنچے جہاں رہائشی آبادی بالکل نہ تھی۔۔

یہ کیسی جگہ ہے اتنی سنسان جگہ ری ہیب ہو سکتا ہے کیا۔۔؟" علی نے ڈرائیور" سے متعجب انداز میں سوال کیا۔۔

"! نہیں شاہ جی یہاں کچھ گڑ بڑ ہے۔۔"

"مجھ اکیلے سے تو کچھ نہیں ہونے والا ایسا نہ ہو کسی اور مصیبت میں پھنس جاؤں۔۔"اس نے اپنی سلنگ پہنے پلاسٹر بندھے ہاتھ کو دیکھ کر بے بسی سے کہا۔۔

"شاہ جی ہمیں پولیس کو کال کرنی چاہیے۔۔"اس نے اپنے سامنے مرریں جھانک کر علی کو مشورہ دیا جس پر عمل کرتے وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

۔

۔

"ہاں مسٹر فہیم۔۔ام سوری کہ ویٹ کرنا پڑا۔۔"وہ باوقار انداز سے اپنے آفس روم میں داخل ہوتی اپنا جملہ کہتے سربراہی کرسی پر براجمان ہوئی۔۔

"نہیں کوئی بات میم آپ بتائیں سب ٹھیک ہے؟"فہیم نے فکریہ لہجے میں سوال کیا جو اس کے مقابل کرسی پر براجمان تھا۔۔

"ہاں بس مجھے ایک فیور چاہیے۔۔"

فیور۔۔؟"وہ متعجب ہوا۔۔"

علی کو جب گرفتار کیا گیا تب اس کا فون بھی پولیس نے لے لیا تھا میں چاہتی" ہوں کہ وہ فون تم پولیس ڈیپارٹمنٹ سے نکلواؤ کیونکہ سارے ثبوت اسی میں ہیں۔۔"

ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں میں پتا کرتا ہوں۔۔"اس نے اثبات میں سر ہلاتے" عالیہ کو مطمئن کیا دریں اثناء میں دروازے پر دستک دے کر عارض بھی داخل ہوا۔۔

سر اس کیس میں آپ کو کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو ہم ہر طرح کی" تعاون کے لیے تیار ہیں۔۔"عارض اس سے ہاتھ ملاتا اس کے پہلو میں موجود

کرسی پر براجمان ہو کر گویا ہوا جس پر مدھم مسکراہٹ لیے فہیم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

اور مجھے تم سے کل کی پیشی کے حوالے سے بھی کچھ بات کرنی تھی۔۔"عالیہ" نے اگلا جملہ کہا اور اس دوران فہیم کے پینٹ کی جیب میں موجود موبائل نے رنگ ٹون بجائی۔۔

ایک سکینڈ۔۔"وہ عالیہ سے اجازت لے کر موبائل نکالتا کال ریسیو کر گیا۔۔"
ہیلو شاہ جی۔۔!!"اس کے منہ سے علی کا ذکر سن کر عارض اور عالیہ کے" چہرے پر تاثرات یک دم بدلے انہوں نے تعجب سے نظروں کا تبادلہ کیا۔۔

"آپ کہاں ہیں مجھے لوکیشن بھیجیں میں فوراً آتا ہوں۔۔"
اوکے۔۔"وہ گفتگو مختصر کرتا کال منقطع کر کے فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا جس کے عمل کو دیکھ کر عالیہ بھی پریشان ہوئی۔۔

"سب ٹھیک ہے؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے سوالیہ گویا ہوئی۔۔

"شاہ جی انڈسٹریل ایریا میں مشکوک گاڑی کا پیچھا کر رہے ہیں اور ہمیں مدد کے لیے بلایا ہے ہمیں فوراً نکلنا ہوگا۔۔" وہ موبائل جیب میں کھسکاتا فکریہ لہجے میں بولا۔۔

"وٹ۔۔؟ اس شخص کو سکون کیوں نہیں ہے۔۔" وہ دانت بھینچتے بولی برہم ہوئی۔۔

"عارض تم بھی ان کے ساتھ جاؤ علی کو کسی صورت اکیلا مت چھوڑنا۔۔" عالیہ نے اگلے جملے میں مقابل کو فہیم کے ساتھ روانگی کی ہدایت دی۔۔

"جی آپ فکر نہ کریں چلیں ڈی ایس پی صاحب۔۔" وہ لوگ اجلت میں روانہ ہوئے جبکہ خبر سن کر عالیہ کے ماتھے پر بھی شکنیں برقرار تھیں۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ لوگ ایک سنسان وئیر ہاؤس میں ایمبولینس کھڑی کر کے اس سے باہر نکلے اور اس کے اندر موجود اسٹریچر کو بھی باہر نکالا جس پر میشل بے سدھ لیٹی تھی۔۔

وئیر ہاؤس کے باہر ڈرائیور گاڑی کھڑی کرتا دبے پاؤں وئیر ہاؤس کے دروازے کے قریب کھڑا پہنچا اور چھپ کر ماجرا دیکھنے لگا جبکہ علی نے گاڑی سے اتر کے اپنی ڈیشبورڈ سے پستول نکالتے وئیر ہاؤس کے در پر پہنچا۔۔

ان لوگوں نے فوراً اسٹریچر کو زمین پر رکھا اور ایک دوسرے سے خباثت بھری مسکراہٹ کے ساتھ نظروں کا تبادلہ کرتے اب ارد گرد کا جائزہ لینے لگے۔۔ ہر طرف سنسان ماحول دیکھ کر وہ دونوں اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگے۔۔

آگر ایک اور قدم تم لوگوں نے اس لڑکی کی جانب بڑھایا تو میں یقین دلاتا ہوں" کہ زندہ نہیں بچو گے۔۔" علی باہنے ہاتھ میں پستول تھامے وئیر ہاؤس کے در سے داخل ہوتا بھاری بلند آواز میں انہیں مخاطب کر گیا جس کی رعبدار آواز سن کر وہ یک دم چونک کر پلٹے اور تھوک نگلتے سہم گئے۔۔

توتم ہمیں روکو گے۔۔؟" دونوں میں سے ایک فرد نے اپنے خوف کو چھپا کر" علی کو مخاطب کیا۔۔

تمھاری بہتری اِسی میں ہے کہ باز آجاؤ اپنی حرکت سے ورنہ موت سر پر ہے" "تمھاری۔۔

وہ ہاتھ اٹھا کر پستول کا رخ ان کی جانب کرتا مزید قریب پہنچ کر جوابا گویا اس کے لہجے اور چہرے پر تاثرات میں سختی تھی جس سے ان دونوں کو اندازہ ہوا کہ ان کی کسی بھی ذرا سی حرکت پر پستول کی ساری گولیاں ان میں داغنے سے قبل یہ مقابل شخص ایک لمحہ بھی نہیں سوچے گا۔۔

"یہ آہٹ کیسی۔۔؟"

دریں اثناء پولیس کی گاڑی بھی موقع پر حاضر ہوئی جس کی آہٹ سن کر وہ دونوں آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے مزید خوف زدہ ہوئے۔۔

بہت غلط کیا ہے تم نے اس کا بدلہ تمھیں چکانا ہی پڑے گا۔۔"اس شخص نے" بدحواس ہوتے علی کو مخاطب کیا اور فرار کا راستہ تلاش کرتے یہاں وہاں نظریں پھرنے لگے۔۔

اس نے دھیان بھٹکاتے فوراً بھاگنے کے لیے علی کو ایک جانب دھکیلا جس کے باعث وہ توازن کھوتا زمین پر گرا اس کے ہاتھ سے پستول بھی چھوٹی اور زمین پر پڑے ٹوٹے کانچ بھی اس کی ہتھیلی میں بری طرح پیوست ہوئے۔۔

"!! پکڑو انہیں۔۔"

فہیم اس سنسان وئیر ہاؤس میں دروازے کی جانب اہلکاروں کے ہمراہ داخل ہوتا ان دونوں کو گھیرنے کا اشارہ کرنے لگا جبکہ عارض بھی علی کو زمین پر پڑا دیکھ کر فوراً اس کی جانب لپکا۔۔

"علی بھائی آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟" عارض نے علی کے قریب گھٹنے کے بل بیٹھ کر اسے مخاطب کیا جبکہ ڈرائیور بھی ان کے قریب پہنچا۔۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔"
اس نے کانچ سے پیوست خون آلود ہتھیلی ریت سے لدی زمین پر ٹکاتے خود کو کھڑا کیا اور فوراً میشل کی جانب بڑھا جو اب بھی نیم بے ہوش اسی طرح اسٹریچر پر پڑی تھی۔۔

"فہیم۔۔!! تمھارے پاس لیڈی کانسٹیبل ہے۔۔؟ وہ گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ کر میشل کو تکتا فہیم کو پکار گیا۔۔

"جی شاہ جی۔۔"

"اسے بلاؤ اور میشل کو اٹھانے کا کہو۔۔"

فہیم نے علی کی جانب گردن موڑ کر اس کی ہدایت پر اثبات میں سر ہلایا اور کانسٹبل کو بھیجا ساتھ ہی اہلکار ری ہیب کے دونوں ملازمین کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے۔۔۔

جبکہ عارض اور ڈرائیور بھی اپنی جگہ اب دوبارہ علی کی جانب بڑھے عارض نے پہلی بار میشل کو یوں بے ہوش حال ہے دیکھا تھا۔۔

علی بھائی یہ کون ہیں۔۔؟" عارض نے میشل کو متعجب نگاہوں سے دیکھ کر" سوال کیا اس نے کبھی کسی لڑکی کو اتنے غور اور بے انتہا فکر یہ نگاہ سے نہیں دیکھا تھا۔۔

سب بتاؤں گا تم میری گاڑی فوراً اسٹارٹ کرو ہمیں ہوٹل کے لیے نکلنا"

ہے۔۔"اس نے گردن اٹھائے عارض کو اپنے سامنے دیکھ کر اجلت میں ہدایت

دیتا گویا ہوا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے روانہ ہوا۔

--------------سونی رائٹس--------------

ان کی حالت اب قدرے بہتر ہے۔۔یہ کچھ ادویات لکھی ہیں میں نے جو"

"!!انہیں وقت پر دینی ہیں۔۔

عالی شان کمرے کے بستر پر کندھوں تک بلینکٹ اوڑھے پر سکون لیٹی میشل کا

معائنہ کرنے کے بعد طبیب اپنا سامان بیگ میں سمیٹتا مصروفانہ لہجے میں گویا

ہوا۔

شکریہ ڈاکٹر۔۔!!"علی بستر کے قریب کھڑا مؤدبانہ انداز میں جواباً بولا۔۔"

آیئے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔۔" عارض نے طبیب کا بیگ اٹھا کر ان کو" مخاطب کیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے عارض کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

"!علی۔۔"

میشل نے مقابل کھڑے اس پر وجاہت بھاری وجود کو دیکھتے اسے مدھم آواز میں مخاطب کیا جس کی ایک ہاتھ پر پلاسٹر اور سلنگ چڑھی تھی جبکہ اب دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی زخمی ہونے کے باعث پٹی بندھی تھی۔۔وہ گہری نیلی شرٹ میں آستین کلائی تک چڑھائے ماتھے پر بکھرے بال لیے کھڑا تھا جس کے شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے جس سے اس کی چوڑی سفید چھاتی کی جھلک نمایاں ہو رہی تھی۔۔

ہاں کہو۔۔طبعیت تو اب ٹھیک ہے ناں تمھاری۔۔؟" وہ فکریہ لہجے میں کہتا دو" قدم اس کے بستر کے قریب بڑھا۔۔

"تت۔۔ تم نے وہ کیا ہے۔۔ جج۔ جو میرا سگا بھائی نہ کر سکا۔۔" وہ لڑکھڑاتی نہایت مدھم آواز میں بولی۔۔

"تت۔۔ تمھارا شکریہ کیسے ادا کروں۔۔؟ تمھارے ساتھ کتنا غلط کیا تھا میں نے ۔۔اپ۔۔اپنے۔۔اپنے غرض میں کتنی اندھی ہوگئی تھی میں۔۔" وہ علی کی خاموشی پر پشیمان لہجے میں مزید بولی جبکہ اس دوران اس کی آنکھوں میں نمی بھی اتری۔۔

"پلیز ماضی کی باتوں کو یاد کرکے خود کو اذیت مت دو۔۔ تمھیں اس وقت آرام کی بہت ضرورت ہے۔۔" علی نے سرد لہجے میں کہا۔۔

"وو۔۔ وہ لوگ مجھے یہاں سے لے جائیں گے۔۔ کیا کروں گی میں۔۔ مجھے تو نہیں جانا واپس۔۔" وہ معصومیت سے ری ہیب کا منظر سوچ کر سہمتے بولی۔۔

نہیں تم یہاں بالکل سیف ہو۔۔ کوئی نہیں لے کر جائے گا۔۔ باقی ری ہیب والوں کی اُنہی کی ری ہیب میں سروس کرنا ابھی باقی ہے۔۔" وہ اسے مطمئن کرتا آخری میں ماتھے پر بل ڈالتے گویا ہوا۔۔

"میری خاطر کسی سے نہ لڑنا الریڈی تم نے اتنا زخمی ہوتے ہوئے میری اتنی مدد کی مجھے بچایا۔۔" وہ اس کے احسان گنواتے اسے ہدایت دینے لگی۔۔

"مجھ سے حساب کتاب مت کرو۔۔ ورنہ تمھیں بھی مہنگا پڑے گا۔۔ "میشل کا جملہ علی پر ناگوار سا گزرا وہ ماتھے پر اسی طرح بل ڈالے باہنے ہاتھ کو پینٹ کی جیب میں کھسکاتا سخت لہجے میں بولا۔۔

"اتنے سالوں میں کچھ نہیں بدلا۔۔ وہی ضد، وہی غصہ۔۔" وہ اپنے لیے علی کی فکر کو دیکھ کر مدھم مسکراتے بولی۔۔

فلحال جائز ہے۔۔" علی نے سرد لہجے میں جواب دیتا اسی دوران دروازے پر "
دستک ہوئی جو کہ پہلے سے نیم کھلا تھا۔۔

آجاؤ عارض۔۔" علی نے عارض کو دروازے کے قریب کھڑا دیکھ کر بلایا جو "
اب ہاتھوں میں کچھ شاپنگ بیگز لیے حاضر ہوا۔۔

بھائی یہ آپ نے کچھ سامان منگوایا تھا ابھی بیل بوائے دے کر گیا ہے۔۔"وہ "
بیگز ٹیبل پر رکھتے علی سے مخاطب ہوا جسے متجسس انداز میں میشل بھی دیکھ رہی
تھی۔۔

"!!ہاں۔۔یہ میشل کے لیے ہے۔۔"
کیا ہے اس میں۔۔؟" علی کا جملہ سن کر وہ متعجب انداز میں سوال کرتی گویا "
ہوئی۔۔

اس میں کچھ کپڑے ایک فون اور ضرورت کی چیزیں ہیں۔۔ باقی اس کے علاوہ" بھی آگر تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو یہاں سے کال کر لینا۔۔" علی نے جواباً کہا۔۔

اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔۔!!"میشل نے پھر افسردگی سے نظریں جھکا" کر کہا۔۔

ابھی تو یہ سن لیا مگر آئندہ ایسے جملوں سے میرا پارا ہائی مت کرنا۔۔ خیر۔۔" ابھی مجھے جانا ہے۔۔ کچھ ضروری کام ہے مگر کل میں تمھاری طبعیت اور تمھارا حلیہ ٹھیک دیکھوں۔۔" وہ حکم دیتا سرد لہجے میں بولا۔۔

اوکے۔۔"وہ مقابل کے حکم پر مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے پھر مسکرائی۔۔" چلو عارض۔۔" علی اسے مخاطب کرتا کمرے سے روانہ ہوا۔۔"

۔

-

وہ لوگ ہوٹل بلڈنگ کے نیچے کھڑی گاڑی تک پہنچے اور اس میں سوار ہوئے جہاں عارض ڈرائیور کے ہمراہ اگلی سیٹ پر تھا جبکہ علی پیچھے اکیلا بیٹھا موبائل پر نظریں مرکوز کیے مصروف تھا۔۔

"شاہ جی معذرت خواہ ہوں مگر آپ کا کیس اس وقت تھوڑا نازک ہے، آپ یوں اکیلے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔۔"

اس نے میسج ایپ کھولتے فہیم کی چیٹ پر موجود اس کا بھیجا گیا میسج پڑھا۔۔

"میں تمھاری بات سمجھ رہا ہوں مجھے کچھ ضروری کام تھا آفس میں، خیر میں اب مزید احتیاط کروں گا۔۔" علی نے اسے میسج پر ریپلائی لکھ کر بھیجا اور موبائل کی اسکرین آف کرتے لمبی سانس اندر کھینچی۔۔۔

کچھ لمحے گزرے تھے کہ اس کا موبائل دوبارہ بجا جس پر آفس کی جانب سے کال تھی۔۔ جسکی جانب متوجہ ہوتے وہ کال ریسیو کر گیا۔۔

سر آپ کے لیے آفس میں عیمرری ہیب سے کال آئی ہے وہ آپ سے" ارجنٹلی رابطہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں کیا آپ بات کرنا چاہیں گے۔۔؟" مقابل کی پیغام دیتی نسوانی آواز اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

"مجھے یقین تھا۔۔لگالو کال۔۔میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔۔"

"اوکے سر۔۔"

علی نے سرد لہجے میں جواباً کہا جس کی آواز سن کر عارض بھی اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔

مسٹر عمران خالد! آپ کی کال کنیکٹ کی جارہی ہے۔۔"وہ گویا ہوتی اپنی بات" مکمل کرکے کال ملاگئی جسے علی سن رہا تھا۔۔

"ہیلو۔۔شاہ صاحب۔۔میں عیمرری ہیب سنٹر اینڈ ہاسپٹل کا اونر مسٹر عمران خالد آپ سے مخاطب ہوں۔۔"

ہر کوئی علی کی حیثیت اور شخصیت سے واقف تھا اس لئے ہر کوئی اس سے بھڑنے سے گریز کرتا تھا مگر علی جس کے کاروبار پر ہاتھ ڈال دے کیسے ممکن تھا کہ وہ پھر سلامت خود کو بچا سکے یہی خوف لیے مقابل کچھ سہمی آواز اور مؤادبانہ انداز میں علی سے فون پر مخاطب ہوا۔۔

"مجھے جاننا تھا کہ بلاوجہ ہمیں یہ لیگل نوٹس کیوں بھیجا گیا ہے۔۔ہمارا آپ سے نہ کبھی واسطہ رہا نہ کوئی تعلق نہ کوئی تنازعہ۔۔تو پھر یہ سب۔۔؟" مقابل اپنے بات کی وضاحت اور علی کی خاموشی پر مزید بولا لیکن آواز پست تھی۔۔

جانتا ہوں۔۔!! مگر تمھاراری ہیب ہیلتھ کیئر سینٹر کم اور ٹارچر سیل زیادہ ہے!" اس کی ساری تفصیل اور ثبوت تمھیں ای میل میں بھیج دی جائے گی جس سے تمھیں اندازہ ہو گا کہ تمھارے پیٹ پیچھے آخر چل کیا رہا ہے۔۔"

اس نے رعبدار آواز میں مقابل سے محض ایک ہی جملے میں بات سمیٹ کر گفتگو کا اختتام کیا اور اس کا مزید مؤقف سنے بغیر کال منقطع کرتے موبائل پہلو میں سیٹ پر بیزاری سے پھینکا۔۔

-----------سونی رائٹس-----------

"رات ہو گئی میشل آخر کہاں ہے۔۔؟"

اپنی آستینیں کلائی تک چڑھائے شرٹ کے اوپری بٹن کھولے بکھرے بالوں کے ساتھ وہ آفس میں چکر کاٹتے مضطرب سی کیفیت لیے خود سے گویا ہوا اس

کی سبز آنکھوں میں سرخی اتری تھی چہرہ بھی لال تھا ماتھے پر پسینے تھے جبکہ کیفیت میں بے انتہا اضطراب تھا۔۔

آج اس کی یہ کیفیات اپنے والد کے مرنے کے بعد پہلی بار سامنے آئی تھیں وہ کبھی یوں پریشان نہ ہوتا تھا بھلا کون ہو جو فہاد حقانی کے لیے کسی قسم کی پریشانی کھڑی کر سکے۔۔
وہ تو صرف لوگوں کے لیے پریشانی اور عذاب کا باعث تھا خود کے لیے ہر گز نہیں مگر آج اسے اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی اسے لگا کہ اُسے اپنی بہن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اس کی محض چھوٹی سی کوتاہی اس کے گلے کیسے پڑنے والی ہے یہ تو وقت اسے جلد بتانے والا تھا۔۔

دستک کے بعد حمزہ کمرے میں پہنچا جسے امید بھری نگاہوں سے دیکھ کر فہاد فوراً اس کی جانب لپکا۔۔

ہاں بتاؤ میشل کے بارے میں کچھ پتا چلا۔۔؟" اس نے حمزہ کو کندھوں سے "
تھامے پرامید انداز میں سوال کیا۔۔

نہیں سرکار! مجھے بہت افسوس ہے کیونکہ میں نے انہیں روکنے کی بہت "
کوشش کی تھی میں نے ان سے کہا کہ آپ یہاں انتظار کریں ہادی بھائی ابھی
آتے ہوں گے وہ اس وقت میٹنگ میں مصروف ہیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی
اور چلی گئیں۔۔"
حمزہ فکریہ اور پشیمان لہجے میں وہ لمحات یاد کرتے فہاد سے نظریں چرانے لگا۔۔

شام ڈھل گئی اور اس کا اب تک کچھ پتا نہیں نا جانے وہ اس وقت کہاں ہوگی "
ری ہیب میں بھی واپس نہیں آئی۔۔!" وہ حمزہ کو دھکیل کر اپنے ایک ہاتھ سے
بال نوچتے وہ زمین کی جانب تکتا بولا۔۔

آپ پریشان مت ہوں۔۔ ہمارے لوگ اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔۔"حمزہ نے" اس کے کندھے پر ہتھیلی ٹکائے اسے تسلی دینی چاہی جس پر وہ پلٹتے ہوئے اپنی سرخ آنکھیں پھیر کر حمزہ کے چہرے کو تکتا ماتھے پر بل ڈال گیا۔۔

اگر مجھے میری بہن نہ ملی تو سارے شہر کو آگ لگا دوں گا۔۔"وہ حمزہ کا گریبان" پکڑ کر غیض و غضب سے غرایا۔۔

یاد رکھنا تمھیں بھی نہیں چھوڑوں گا میں۔۔"وہ انگار سی آنکھیں اس کے سہمے" چہرے پر ٹکائے اس بار سرگوشی نما بولا جو اس کے غرانے سے زیادہ خوفناک لہجہ تھا۔۔

اس نے حمزہ کو دوبارہ بری طرح دھکیل کر خود سے دور کیا جس پر حمزہ لڑکھڑاتے اپنا توازن برقرار رکھ کر ٹیبل کی جانب لپکا جہاں موجود جگ سے پانی کا گلاس بھر کر دوبارہ اس کی جانب حاضر ہوا۔۔

ہادی! پلیز آپ پانی پی لیں۔۔" وہ سہم کر دونوں ہاتھوں سے گلاس پیش کرتا" لڑکھڑاتی آواز میں گویا ہوا۔۔ جسے سن کر فہاد پھر پلٹتا گلاس اس کے ہاتھ سے چھینتے صوفے پر براجمان ہو کر گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

دن بھر سے اب تک ہر کوئی اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ یہاں سہ پہر سے پریشانی کے مارے اس دیوانی کی بری حالت تھی،اور اب رات ڈھل چکی تھی مگر کوئی خبر نہ آئی کہ آخر عارض و فہیم نے اسے بچایا بھی یا نہیں لیکن وہ آخر پوچھے بھی تو کس سے آگر کال پر سوال بھی کرے تو یہ بات سب پر آشکار ہو جائے کہ وہ آج بھی اس شخص کی محبت میں مبتلا ہے جو وہ ہرگز کسی پر واضح نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔

وہ رات کے نرم دہ کاٹن کے سفید شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کا عارضی جوڑا باندھے اپنے کمرے کے صوفے پر لیٹی سامنے ٹیبل پر پڑے موبائل کو مسلسل دیکھے جارہی تھی۔۔

اس نے اپنی اگلی نگاہ دیوار پر نصب گھڑی کی جانب ٹکائی جس میں رات کے دس بج چکے تھے امرحہ بھی نیچے گھر والوں کے ساتھ مصروف اب تک کمرے میں نہ آئی تھی جبکہ اس نے خود بھی شام سے اپنے آپ کو کمرے میں مقید رکھا تھا۔۔

بلاآخر وقت سے پریشان ہو کر اس نے موبائل اُٹھاتے خود کال ملانے کا ارادہ کیا اسے محسوس ہوا کہ عارض سے دریافت کرنے میں شاید اسے کوئی مسلہ نہیں ہونا چاہیے اس نے کال ملاتے موبائل کان سے لگایا۔۔

عارض جو ڈرائیونگ میں مصروف گھر کی جانب رواں تھا پہلو میں سیٹ پر پڑا موبائل بجتا محسوس کر کے اس نے ائیر بڈز کان میں ڈالتے کال ریسیو کی۔۔

"!ہیلو۔۔کیسی ہیں آپ۔۔"

تم نے مجھے بتایا نہیں، نہ ہی کال کی، کہ کیا ہوا تھا اور علی کیسا ہے۔۔!!"اس" نے مقابل کا جملہ نظر انداز کرتے فکریہ لہجے میں کہا۔۔

معذرت چاہتا ہوں ذرا مصروف تھا اس لیے نہیں بتا سکا۔۔"وہ مؤدبانہ لہجے" میں بولا۔۔

علی بھائی ٹھیک ہیں اور معاملہ بھی حل ہو گیا ہے میشل بھی سیف ہیں"

"!اب۔۔

"ااایک۔۔ایک منٹ کیا کہا تم نے۔۔میشل۔۔؟"

اس نے فوراً اپنا اگلہ جملہ ادا کرتے عالیہ کو مطمئن کرنا چاہا مگر وہ نام۔۔۔وہ نام تو عالیہ کو مزید مضطرب کر گیا۔۔وہ عارض کا جملہ سن کر فوراً صوفے پر اٹھ بیٹھی اور متعجب انداز میں سوال کر گئی۔۔

جی انہوں نے فہیم صاحب کے ساتھ میشل نامی لڑکی کو بچایا۔۔اب وہ ان کے " ہوٹل میں ہیں۔۔ شاید وہ انہیں جانتے تھے۔۔!!" عارض نے وضاحت دی۔۔

تمھیں یقین ہے۔۔؟؟" اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ایک بار پھر پوچھا شاید وہ" خود اس بات پر یقین نہیں کر پارہی تھی۔۔

"جی بالکل میں ساتھ ہی تھا ان کے۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔ تھینکس فار انفارمنگ۔۔"

عارض کے جملے پر اس نے گفتگو مختصر کی وہ مزید اب کچھ کہنے کی حالت میں نہیں تھی، کیا میشل ان کی زندگیوں میں آکر مزید کچھ بگاڑنا چاہتی ہے۔۔؟ مگر ان کی زندگی تو پہلے ہی بگاڑ کا شکار ہے۔۔ تو کیا وہ اس بگاڑ سے فائدہ اٹھا کر علی کو چھیننا چاہتی ہے ؟اس نے موبائل صوفے پر پھینک کر اپنی گردن جھکائے دونوں ہتھیلیوں میں اپنے سر کو پکڑا اس کے ذہن میں ایک نئی جنگ چھڑ چکی تھی۔۔

وہ اب صوفے سے اٹھ کر بستر کے قریب سائیڈ ٹیبل پر موجود پانی کا بھرا گلاس دیکھ کر اس کی جانب بڑھی۔۔

وہ گلاس تھامتے بستر پر بیٹھی اور دو گھونٹ سے حلق تر کر گئی۔۔

ٹھیک ہے فلحال غلط فہمی سہی لیکن یہ بات تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں کتنا")

"! ضدی ہوں۔۔

یاد رکھنا جلد تم سے یہ کہلوا کر رہوں گا کہ تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو، اور"

" بہت زیادہ کرتی ہو۔۔

"علی بھائی ٹھیک ہیں اور معاملہ بھی حل ہو گیا ہے میشل بھی سیف ہیں۔۔"

جی انہوں نے فہیم صاحب کے ساتھ میشل نامی لڑکی کو بچایا۔۔اب وہ ان کے "

)"ہوٹل میں ہیں۔۔ شاید وہ انہیں جانتے تھے۔۔

اس کے ذہن میں آج کے جملے اب زیرِ گردش تھے اسے محسوس ہو رہا تھا کہ حالات اب اس کے فیصلے پر اثر انداز ہو رہے ہیں اس کے فیصلے کو اس کے علی سے دور ہونے کے ارادے کو کمزور حالات کمزور کر رہا ہے۔۔

۔

۔

اگلا دن چڑھ چکا تھا وہ تمام لوگ آج عدالت میں موجود تھے کمرہ عدالت میں خاموشی تھی جج تمام ارد گرد نظر دوڑا کر حالات کا جائزہ لے لیتے اپنی اونچی کرسی پر براجمان تھا جبکہ اس بڑے عدالتی ہال میں تمام افراد موجود تھے، عدالت کا ماحول نہایت سنجیدہ اور دباؤ بھرا تھا، مجرم کے کٹھرے میں علی فیصل شاہ سیاہ پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پر آستینیں چڑھائے کھڑا تھا جس کے چہرے پر افسردگی اور بے بسی کے آثار نمایاں تھے۔۔

کیس سماعت کی شروعات کی جائے۔۔!!"جج نے اس کمرے کی گہری خاموشی کو توڑتے وکلاء کو مخاطب کرتے بھاری آواز میں حکم صادر کیا۔۔

عالیہ نے رابعہ کی جانب دیکھا جو خاموش بیٹھی مقابل وکیل کو پہل کا موقع دے گئی۔۔

"جج صاحب یہ ایک سیدھا سیدھا مرڈر کیس ہے۔۔اس میں ڈیفنس کی کوئی دلیل نہ بنتی ہے نہ کوئی ٹھوس ثبوت ان کے پاس موجود ہوگا۔۔کیونکہ سچ کو جھوٹ کرنے کے لیے جھوٹے ثبوت کی تلاش میں وقت لگتا ہے، شاید اسی لیے شاہ صاحب نے علالت کا بہانا بنا کر اپنی دولت اور شہرت کے ذریعے جھوٹے ثبوت تلاش کرنے کے لیے مہلت حاصل کی۔۔" مخالف وکیل اپنی جگہ سے اٹھتا گویا ہوا اور آخر میں شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کر گیا۔۔

آبجیکشن جج صاحب! میرے قابل دوست بنا تصدیق کیے حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔۔ شاہ صاحب نے علالت کا بہانا بنا کر ثبوت تلاش کرنے کے لیے مہلت نہیں مانگی تھی بلکہ ان پر جیل میں ہی حملہ کیا گیا تھا۔۔ جسکے سارے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔۔!!" رابعہ اپنی کرسی سے طیش میں اٹھتی جوابا گویا ہوئی۔۔

جج صاحب آج اس عدالت میں اس کورٹ روم کے اندر ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ انصاف کسی دولتمند کی جاگیر نہیں ہے ہمارے عدالت کا نظام آج بھی شفاف ہے اور مرحومہ سمیرا صاحبہ کو آج انصاف مل کر رہے گا۔۔" مخالف وکیل سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔۔

بیشک انصاف کسی کی جاگیر نہیں۔۔ یہاں سب برابر ہیں، ہم انصاف کے تمام" تر تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی فیصلہ کریں گے، یہاں دولت یا شہرت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا جو سچا ہے ہم ان کے ساتھ ہیں، اگر آپ کے پاس اس "حوالے سے کوئی ثبوت ہے تو پیش کیجئے۔۔

جج نے مخالف وکیل کے جواب میں وضاحت دیتے وہاں موجود تمام تر لوگوں کے شبہات کو دور کرتے انہیں مطمئن کیا۔۔

"جی جج صاحب سب سے پہلے تو میں یہاں گواہوں کے کٹہرے میں انسپکٹر اشرف کو بلانا چاہوں گا۔۔!"

"اجازت ہے۔۔!!"

سلیمان نے اجازت طلب کی جس پر جج نے جواباً کہا۔۔

انسپکٹر اشرف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا کٹہرے کی جانب بڑھا اور تمام لوگ اسی کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

وہ کٹہرے میں پہنچ کر علی کو تکنے لگا جو ماتھے پر ڈالے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

جی تو انسپکٹر اشرف صاحب۔۔ ہمیں شروع سے بتایئے کہ مسٹر علی فیصل شاہ" آپ کو ان کچھ دنوں میں کیسے معلوم ہوئے۔۔؟" وکیل اس کے کٹھرے کے قریب پہنچ کر سوالیہ گویا ہوا۔۔

میرے پاس پچھلے کچھ دنوں سے شاہ کے خلاف کئی ایف ائی آر درج ہوئیں یعنی" کافی کیسز تھے ان کے خلاف۔۔" اشرف نے ایک نظر علی کو دیکھ کر سرد لہجے میں اپنی بات شروع کرتے سلیمان کی جانب متوجہ ہوا۔۔

کیا مطلب کس قسم کے کیسز۔۔؟" سلیمان متعجب ہونے کا ناٹک کرتا سوالیہ" بولا جس کی بات پر جج نے بھی پوری توجہ دی۔۔

سب سے پہلے تو خانم بیگم کے ایکسڈنٹ میں اُن کی موت کا مقدمہ درج کیا گیا" تھا شاہ پر۔۔ دستور عالم شیر زمان صاحب کی جانب سے۔۔" اشرف نے سرد لہجے اور مدھم آواز میں کہا۔۔

"پوائنٹ ٹو بی ناٹڈ جج صاحب۔۔ایک مرڈر کا مقدمہ۔۔" سلیمان اشرف کے جملے پر چلاتے جج سے مخاطب ہوا جواب سر جھکائے پین ہاتھ میں تھامے کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔۔

"اس کے بعد کیا ہوا اشرف صاحب۔۔؟" سلیمان نے ماتھے پر تعجب سے بل ڈالے پھر سوال کیا۔۔

"اس کے بعد ان کی اہلیہ عالیہ شاہ نے زمان خاندان کی جانب سے مقدّمہ واپس لیا۔۔ مگر اس کی تفتیش پولیس اور حکومت کی جانب سے اب بھی جاری ہے۔۔"

"اوو۔۔اس کے بعد۔۔؟" سلیمان نے مدھم طنزیہ مسکرا کر پھر سوال کیا۔۔

"اس کے بعد ان کے بہنوئی فرقان صاحب نے ان کے خلاف مقدمہ درج کیا۔۔" اشرف نے پھر یک نظر علی کو دیکھ کر سہمے لہجے میں کہا جبکہ علی پر سکون کھڑا مدھم مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا۔۔

"کیا۔۔؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟" سلیمان نے ایک بار پھر ششدر رہونے کا ناٹک کیا جبکہ کمرہ عدالت میں بھی تمام لوگوں کو تعجب ہوا کیونکہ کافی لوگ فرقان اور علی کی جھڑپ سے انجان تھے۔۔

"جی علی شاہ نے ان کے گھر میں گھس کر ان کی جان لینے کی کوشش کی جس پر انہوں نے بھی پچھلے دنوں میں اٹیمپٹ آف مرڈر کا کیس کیا تھا شاہ پر۔۔"

"وٹ۔۔؟؟"

اشرف نے تفصیل سے وضاحت دی جسے سن کر عالیہ بھی ماتھے پر بل ڈالے فوراً علی کی جانب دیکھنے لگی۔۔

"اتنی بڑی بات۔۔؟ ہمیں تو اس بارے میں کچھ بھی نہیں پتا۔۔!!" عالیہ نے حیرت سے سرگوشی نما کہتے سوال کیا۔۔

"شاید علی کو موقع نہ ملا ہو۔۔ خیر سماعت کے بعد سب بتا دوں گا تمھیں۔۔ فلحال پر سکون رہو۔۔" دانیال نے اسے مطمئن کرتے کہا جس پر وہ بنا رد عمل ظاہر کیے خاموش رہی۔۔

"اور جب سمیرا کے کیس میں ہم ان کے گھر پہنچے تو وہاں بھی شاہ سمیرا صاحبہ کی ڈیتھ باڈی کے قریب بیٹھے موجود تھے جن کے علاوہ اس گھر میں کوئی نہیں تھا۔۔" اشرف نے مزید تفصیل دی۔۔

"شکریہ اشرف صاحب آپ جا سکتے ہیں۔۔" وکیل نے تمام تفصیلات لینے کے اسے کٹہرے سے روانہ کیا۔۔

"جی تو جج صاحب۔۔اب میں کٹھرے میں شاہ کی اہلیہ کو کچھ سوال جواب کے لیے بلانا چاہوں گا۔۔

"اجازت ہے۔۔"جج نے اجازت دی جس کا جملہ سن کر اسپاٹ چہرہ لیے عالیہ اپنی جگہ سے اٹھتی کٹھرے کی جانب بڑھی۔۔

وہ ہلکا گلابی پینٹ سوٹ پہنے بال باندھے کٹھرے تک پہنچ کر علی کو ایک نظر دیکھنے لگی جسکا پر اطمینان چہرہ اور مدھم مسکان عالیہ کے اعتماد میں اضافہ کر گئی۔۔

"تو عالیہ زمان صاحب۔۔"

"عالیہ شاہ۔۔!!"اس نے وکیل کا جملہ کاٹتے فوراً سرد لہجے میں اس کی جانب نظریں جمائے کہا۔۔

"جی جی عالیہ شاہ صاحبہ۔۔! ہمیں بتائیں کہ آپ کے بڑے بھائی نے آپ کے شوہر پر آپ کی والدہ کے قتل کا مقدمہ درج کیا تھا تو یہ بات سچ ہے یا نہیں۔۔" وکیل نے اس کے کٹہرے کے قریب پہنچ کر سوال کیا۔۔

"سچ ہے۔۔" اس نے مدھم آواز میں کہا اور نظریں پھر علی کے چہرے پر ٹھہریں۔۔

"پوائنٹ ٹو بی ناٹڈ جج صاحب۔۔ان کی اپنی اہلیہ نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا۔۔اب میرے خیال سے تو اس کیس کے لیے مزید کسی بھی ثبوت یا گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

وکیل نے پر جوش انداز میں بھرپور اعتماد سے جج کو مخاطب کیا جس کا جملہ سن کر وہ چونکتی آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ ہوئی اسے خوف بھی آنے لگا کہ کہیں وہ اپنی بات سے علی کے لیے مزید مشکل نہ کھڑی کر گئی ہو۔۔

آپ غلط ہیں لایر۔۔ ہم زمان خاندان کے کیس کو لے کر یہاں جمع نہیں ہوئے "
ہیں یہاں سمیرا کے کیس پر عدالت کی کاروائی چل رہی ہے، آپ اس کیس کی
بیس پر اس کا فیصلہ خود نہیں کر سکتے۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں وکیل کو مخاطب
کیا۔۔

آپ مجھے میرا کام مت سکھائیں۔۔" وکیل نے دانتوں کو بھینچتے کہا جس کی "
حرکتیں اب اسپاٹ چہرہ لیے علی بھی دیکھ رہا تھا۔۔

آبجیکشن جج صاحب یہ وقت ضائع کرتے ہوئے براہ راست عالیہ صاحبہ سے "
بھڑ رہے ہیں۔۔" رابعہ نے وکیل کے تیور کو محسوس کرتے فوراً اپنی جگہ سے
اٹھ کر جج کو مخاطب کیا۔۔

آبجیکشن آور رول۔۔ بیٹھ جائیں آپ۔۔!"جج نے پر سکون انداز میں رابعہ کو" مخاطب کیا جس پر وکیل سلیمان نے بھی شاطرانہ مسکراہٹ سے رابعہ کی جانب دیکھا۔۔

جج صاحب میں اس کیس کے حوالے سے صرف یہی کہوں گی کہ میری والدہ" کی کار پر فائرنگ ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کی کارڈس بیلنس ہوئی اور ان کا ایکسڈنٹ ہوا۔۔اس حوالے سے میرے ہسبنڈ کی کوئی غلطی نہیں تھی اور اسی چیز کو دیکھتے ہوئے پوسٹمارٹم کی رپورٹ کے بعد ہی یہ کیس زمان خاندان کی "جانب سے واپس لیا گیا۔۔

عالیہ نے سرد لہجے میں وضاحت دی ماضی کو اور اپنی والدہ کو یاد کرتے اس کی آنکھوں میں نمی اتری جسے وہاں موجود تمام افراد میں صرف اس کے شوہر نے محسوس کیا۔۔

ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں۔۔" سلیمان نے مجبوراً عالیہ کو روانہ کیا یہ سوچتے کہ کہیں وہ مزید کچھ کہہ کر کیس مزید کمزور نہ کر دے۔۔

"جج صاحب اب میں ڈی این اے کی رپورٹ کا ثبوت پیش کرنا چاہوں گا جس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ علی شاہ نے سمیرا کے ساتھ ان کے گھر میں جنسی زیادتی کی۔۔" عالیہ کٹھرے سے اتری ہی تھی کہ وکیل نے جج کو مخاطب کرتے اپنا ایک اور وار داغا جسے سن کر وہاں موجود تمام افراد ایک بار پھر ششدر رہ گئے۔۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔"

"تسلی رکھو۔۔!"

عالیہ نے حیرت بھرے انداز میں رابعہ تک پہنچ کر کہا جس پر وہ مطمئن کرتی اسے اسکی جگہ پر جانے کا اشارہ کر گئی۔۔

"یہ دیکھیں۔۔!!" تمام رپورٹ سلیمان کی جانب سے جج کو پیش کیے گئے جس سے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہر ثبوت کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔۔

"ڈیفنس میں آپ کچھ کہنا چاہیں گی۔۔؟ کوئی پروو ہے آپ کے پاس۔۔؟" جج نے تمام ثبوت کو دیکھ کر رابعہ کو مخاطب کرتے سوال کیا۔۔

"اہمم جی جج صاحب۔۔ میں یہ سی سی ٹی وی فوٹیج پیش کرنا چاہوں گی جو پولیس اسٹیشن میں علی فیصل شاہ پر حملے کی ہے۔۔" اس نے گلا کھنگالتے جج کو مخاطب کیا اور اپنی جگہ سے اٹھی اس دوران جج نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ جج کو لیپ ٹاپ پیش کیا گیا جس پر نہایت سنجیدگی و غور سے نگاہیں ڈالے جج نے ویڈیو کو دیکھنا شروع کیا۔۔

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اُنہیں نقصان پہنچانے کی اور پھنسانے کی ازل سے بہت گہری کوشش کی جارہی ہے۔۔"رابعہ جج کو محویت سے لیپ ٹاپ پر نظریں مرکوز کیے دیکھ کر مزید بولی۔۔

"آبجیکشن جج صاحب! انہیں پھنسایا نہیں جارہا بلکہ ان کہ جانب سے عدالت کا قیمتی وقت ضائع کیا جارہا ہے ان کے پاس کوئی خاص ثبوت نہیں، نہ ہی اس عمل کا کیس سے کوئی گہرا تعلق ظاہر ہورہا ہے۔۔"جج کی محویت کو دیکھ کر طیش میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا مخالف وکیل گویا ہوا۔۔

"آبجیکشن آوررول۔۔آپ کو اپنی بات مکمل کرنے کا موقع ملا، اب مس رابعہ کو بھی اپنی بات مکمل کرنے کا موقع دیجئے۔۔"جج نے برہمی سے سلیمان کو مخاطب کرتے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

"شکریہ جج صاحب۔۔اور یہ ایک اور فوٹیج ہے۔۔اُسی دن کی۔۔یہ شاہ صاحب کا آفس اور یہ اس کے پرسنل کیبن کی سی سی ٹی وی فوٹیج ہے۔۔"

رابعہ نے جج کے ردعمل کا خیر مقدم کرتے ایک اور ثبوت پیش کیا کمرے میں گہری خاموشی تھی لوگ اس بات کو گہری دلچسپی سے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ دفاعی وکیل رابعہ اپنا دفاع کس طرح کر پاتی ہے کیونکہ تمام ثبوت اس کے خلاف تھے۔۔

"فوٹیج پر وقت بہت واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ سات بج کر تیس منٹ پر شاہ اپنے آفس میں موجود ہیں جبکہ پولیس کو اطلاع اُن کے وائس ناٹ کے حساب سے سات چالیس پر ملتی ہے۔۔!!"

جج نے لیپ ٹاپ پر اگلے ثبوت کو دیکھا اس دوران رابعہ اپنا جملہ ادا کرتے ثبوت کی وضاحت کر گئی۔۔

"سوال یہ ہے کہ تیس سے چالیس منٹ کا راستہ شاہ نے دس منٹ میں کیسے طے کر لیا کہ وہ پہنچ بھی گئے سمیرا کو ڈرانے بھی لگے انہیں بدحواس بھی کر دیا ان کے ساتھ زیادتی بھی کر دی انہیں مار بھی دیا۔۔؟ کیا وہ آڑ کر سمیرا کے گھر ان کا ریپ کرنے پہنچے یا پولیس کو پہلے سے الہام ہوا۔۔؟ کیا دس منٹ میں یہ سب ممکن ہے۔۔؟"

رابعہ نے بلند آواز میں جج کو مخاطب کرتے مزید کہا جس سے کمرہ عدالت میں تمام افراد کو بازی پلٹتی نظر آنے لگی جج نے بھی رابعہ کے سوالات پھر عینک آنکھوں پر ٹھیک کرتے پھر سے پین تھامے لکھنے میں مصروف ہوا جبکہ سلیمان فریحہ اور سیمرا کے والدین کے ماتھے پر بل پڑے وہ بے حد ناگواریت سے علی اور رابعہ کو دیکھنے لگے۔۔

"اور جج صاحب یہ ڈی این اے کی میرے پاس اصل رپورٹ ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے بھی آپ دیکھیں۔۔ ساتھ ہی ہم نے اسی لیبارٹری کی رینڈم

رپورٹ بھی پیش کی ہے جس میں دیکھا جاسکتا ہے اصل اور رینڈم رپورٹ آپس میں ملتی ہیں جبکہ جعلی رپورٹ کے کاغذ اور پرنٹنگ کلر میں خاصہ فرق ہے اور تو اور اس پر لیباٹری کی اصل مہر بھی موجود نہیں ہے۔۔"اس نے فائل سے رپورٹ نکال کر جج کو پیش کرتے مزید کہا جس سے اب سلیمان کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگی۔۔

جج نے رپورٹ دیکھ کر پھر سے لکھنا شروع کیا اور کچھ دیر تک جج اور وکلاء کی جانب سے خاموشی تھی تمام ثبوتوں کو جج نے اپنی تسلی کے لیے پھر سے غور سے دیکھا۔۔

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس کیس کے حوالے سے عدالتی کارروائی کو ایک ہفتے کے لیے ملتوی کرنے کا حکم صادر کرتی ہے۔۔" جج نے بھاری آواز میں اپنا حکم سناتے سماعت کا اختتام کیا جسے سن کر عالیہ نے بھی گہری سانس کھینچی مگر اس کے وجود میں غصے کا ایک الگ لاوا ابلنے لگا۔۔

تمام لوگ رفتہ رفتہ کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ عدالت کے باہر اپنی گاڑی کی جانب بڑھتا باہنا ہاتھ بڑھا کر گاڑی کا پچھلا دروازے کھولنے لگا مگر اچانک مقابل اس کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ جھٹکتی طیش میں دروازہ دوبارہ بند کر گئی۔۔

یہ سب کیا تھا ہاں۔۔؟" وہ دبی دبی سی غرائی اتنے میں رابعہ بھی ان دونوں کے" قریب پہنچی علی نے بھی گردن موڑ کر تعجب سے اپنی زوجہ کی انگار نگاہوں میں دیکھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"

"تم نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی۔۔؟" وہ علی کے سوال سے ماتھے پر ڈالے بولی۔۔

"کونسی بات۔۔؟" وہ اب بھی متعجب تھا۔۔

"تم فرقان کے گھر کب گئے تھے۔۔؟" اسے اندازہ ہوا کہ وہ سڑک پر کھڑی ہے اس نے اپنے آپ کو پرسکون کرتے سوال کیا۔۔

"یہ کیا کر کے آئے ہو تم اس کے گھر۔۔ تمھیں ہم بچانے میں لگے ہیں اور تم ہو کہ۔۔؟"

"عالیہ پرسکون ہو جاؤ۔۔" وہ پھر دبی دبی غرائی جسے رابعہ نے مخاطب کرتے مطمئن کرنا چاہا مگر وہ دونوں اس کے لہجے کی وجہ سے انجان تھے۔۔

"کیا پرسکون ہو جاؤں۔۔؟ کچھ ہوش ہے تمھیں؟ لوگوں کو بچانے سے فرصت ہو گی تو تم مجھے کچھ بتانے کی زحمت کرو گے ناں۔۔"

اس نے اپنے جملے میں میشل کی جانب اشارہ کیا جسے وہ ایک ہی پل میں سمجھ کر اب پر اطمینان انداز سے پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتا مسکرا گیا۔۔

سب بتاؤں گا آگر میرے ساتھ چلو تو۔۔" وہ مخمور سے لہجے میں بولا۔۔"
نہیں جانا مجھے تمھارے ساتھ اور نہ مجھے اب کچھ جاننا ہے۔۔اسی طرح ٹھیک ہو تم۔۔" وہ برہمی میں کہتی آگے بڑھی۔۔

کہاں جا رہی ہو گاڑی میں بیٹھو سب بتاتا ہوں تمھیں۔۔
کیا تم لوگ سڑک پر ایسا بیہیو کر رہے آگر کسی نے دیکھ لیا تو ساری محنت برباد ہو جائے گی۔۔
اور تم اس سے ضد کر رہی ہو۔۔اسے تو اپنے نفع نقصان سے غرض نہیں کم از کم تم تو سوچو۔۔اسے بچانا ہے یا واپس جیل میں ڈلوانا ہے۔۔

------------سونی رائٹس------------

"بتاؤ میشل کا کچھ پتا چلا۔۔"وہ آفس میں صوفے پر بیٹھا حمزہ کی آمد پر اٹھ کھڑا ہوتا سوالیہ بولا۔۔

"جی وہ فارٹون ہوٹل میں ہیں اور بالکل ٹھیک ہیں آپ فکر نہ کریں۔۔"

"تمھیں کیسے پتا اور وہ ہوٹل تو شاہ انڈسٹریز کا ہے ناں۔۔وہ وہاں کیسے پہنچی ۔۔؟"فہاد نے حیرت سے سوال کیا اس کے ماتھے پر بل پڑے اسے اک لمحے کو میشل کا ماضی یاد آیا۔۔

"یہ میں نہیں جانتا۔۔"

"مجھے اس ہوٹل جانا ہے ابھی کہ ابھی"اس نے حمزہ پر سے نظریں پھیر کر حکم دیتے سرد لہجے میں کہا جس پر حمزہ اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے روانہ ہوا۔۔

۔

۔

وہ لوگ کچھ ہی دیر میں ہوٹل پہنچ کمرہ نمبر پتا کرتے اسی کمرے کے دروازے پر دستک دے گئے۔۔

آپ۔۔؟"دروازہ کھولتے اس نے حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھا جو حمزہ کے" پہلو میں تھری پیس وہی آفس سوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔

فہاد نے مقابل کھڑی لڑکی کو حیرت سے دیکھا وہ بلو بوٹم جینز پر براؤن لوس سلک شرٹ پہنے کلائی تک آستینیں چڑھائے بال باندھے تھی اسے آج میشل میں خاصی تبدیلی محسوس ہوئی اس کا حلیہ بہتر تھا اور دوبارہ پہلے جیسی حسین لگ رہی تھی۔۔ فہاد حیرت زدہ ہوا کہ ایک دن میں اتنی تبدیلی کیسے ممکن ہوئی مگر یہ سب علی کی مرحون منت تھی۔۔

او میشل۔۔! کتنا ڈھونڈا میں نے تمھیں۔۔! آخر کہاں چلی گئی تھی تم۔۔"وہ" آگے بڑھ کر میشل کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے حیرت سے گویا ہوا۔۔

تم نے خوامخواہ زحمت کی۔۔"اس نے اپنے بھائی کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا" کر سرد لہجے میں کہااور دوبارہ کمرے کی جانب پلٹی۔۔

ایسامت کہو۔۔!!"فہاد کمرے میں اس کے پیچھے داخل ہوا جبکہ حمزہ اب بھی" دروازے کے قریب کھڑا تھا۔۔

تم نے مجھے اپنے آفس میں پہچاننے سے انکار کر دیا تھاتواب کیوں آئے؟"وہ" شکوہ کناں لہجے میں گویاہوتی صوفے پر براجمان ہوئی جبکہ فہاد بھی کمرے کا ارد گرد جائزہ لیتااس کے پہلو میں بیٹھا۔۔

"!!اس کی بھی یہی وجہ تھی کہ تم یوں اچانک آگئی۔۔"

کیوں اچانک نہیں آسکتی ؟آ گرایسا تھا تو بتا دیتے۔۔میں نے ہمارا رشتہ بہن بھائی کا

"سمجھا تھا جو ہر تکلف ہر بیزاریت سے پاک ہو۔۔

اس نے فہاد کا جملہ کاٹتے اپنی انگار آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

نہیں میری جان میں تم سے کبھی بیزار نہیں ہو سکتا آج میں جو بھی کر رہا ہوں"

صرف تمہارے لیے کر رہا ہوں ان سب کے پیچھے صرف تمہارا سکون مقصد

ہے۔۔"فہاد نے میشل کی تھوڑی تھامتے نرم مزاجی سے کہا۔۔

او کم آن ہادی۔۔بس کرو۔۔ تمہاری یہ ڈائیلاگ بازیاں اب مجھ پر کام نہیں"

کرنے والی۔۔"اس نے ضبط کھوتے سخت لہجے میں کہا۔۔

تب کہاں تھی تمہاری یہ محبت جب وہاں ری ہیب میں مجھے مینٹلی اسٹیبل"

نہیں بلکہ مینٹلی ٹارچر کیا جا رہا تھا۔۔تب کہاں تھے تم جب ری ہیب والے

میری عزت پر ہاتھ ڈالنے والے تھے تم نے تو الٹا مجھے اپنے آفس میں بہن ماننے سے انکار کر دیا۔۔ایسے ہوتے ہیں بھائی۔۔؟"

وہ مزید کہتے غرائی اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتا تھا مگر اب دیکھنا میں چھوڑوں گا نہیں ری ہیب والوں کو۔۔"وہ میشل کی باتوں پر آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ تھا اس قدر حیرت کہ اس کا دماغ جواب سوچنے سے قاصر ہوا۔۔

"اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے مگر تمھارا رویہ میں کبھی نہیں بھولوں گی۔۔"اس نے سرد لہجے میں بھائی کو جواب دیا۔۔

میشل۔۔میشل میری بات سنو میں واقعی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔مجھے اندازہ ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے مگر میں تمھیں اس طرح تو بالکل کسی سے انٹرویوز نہیں

کرواناچاہتاتھاتم آ گر بھاگ بھی آئی تھی تو تمھیں گھر جاناچاہئے تھایوں آفس نہ آتی تو شاید بہتر تھا۔۔
وہ جنونی شخص اب ملتجی انداز میں کھڑا ہوتا اسکے بازوؤں کو تھامے بولا۔۔

بالکل تمھیں اپنی ریپوٹیشن عزیز تھی۔۔"اس نے سرد مہری سے نظریں فہاد" کی جانب کرتے کہا۔۔

"محنت میں تمھارے لیے کر رہا ہوں۔۔"
مجھے بحث نہیں کرنی۔۔"میشل نے جواب دے کر گفتگو ختم کرنا چاہی۔۔"

لیکن میں لینے آیا ہوں تمھیں۔۔پلیز اپنا غصہ مجھ پر اتار لو مگر گھر جانا"
"!ہے۔۔
فہاد نے التجا کی اس کی سبز آنکھوں میں نمی اتری جس سے ظاہر تھا کہ اس کے لیے اس کی بہن کتنی اہم ہے اس کے کھو جانے سے فہاد نے خود کو کس قدر تنہا اور بے

بس محسوس کیا اس کا اندازہ فہاد بخوبی لگا چکا تھا جبکہ میشل نے اسے اس کے جملے پر کوئی جواب نہ دیا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

وہ دونوں گاڑی کی پچھلی سیٹ پر سوار کورٹ سے اب فام ہاؤس کے لیے رواں گفتگو میں مصروف تھے جبکہ علی کا ڈرائیور مدھم رفتار سے گاڑی سڑکوں پر دوڑا رہا تھا۔۔۔

"تم نے ٹھیک سنا سارہ کو طلاق ہو گئی ہے۔۔!" علی اپنی بات کا یقین دلاتے اپنی بات پہلو میں براجمان عالیہ سے دہرا گیا جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے اب بھی ششدر تھی۔۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ایسا کیسے کر سکتا ہے فرقان۔۔آخر کمی کیا تھی" ہماری سارہ میں۔۔؟" عالیہ نے نہایت حیرت سے کہا وہ سب کچھ فراموش کرتے سارہ کے لیے افسردگی ظاہر کرنے لگی جسے علی نے بھی محسوس کیا۔۔

لوگ ایسے کیسے کسی کو چھوڑ دیتے ہیں شادی جیسے مقدس رشتے کو کس قدر بے" مول کر دیا ہے لوگوں نے۔۔" وہ پریشان کن لہجے میں مزید بولی جبکہ علی اس کے چہرے کو تکتے اسے اپنے رشتے کا خیال آیا۔۔

ہمم مجھے لگتا ہے اس شخص کے چنگل سے آزادی ہی بہتر تھی ورنہ وہ کسی دن" اپنی حرکتوں کی وجہ سے سچ مچ میرے ہاتھوں مارا جاتا۔۔" اس نے گہری سانس لیتے سرد لہجے میں کہا جس پر عالیہ بھی خاموش ہوئی۔۔

اور جہاں تک بات ہے میشل کی تو وہ مجھے سڑک پر بہت خراب حال میں ملی۔۔" اور آگر اس دن میں پیچھا نہ کرتا تو وہ لوگ اس کی عزت تار تار کر دیتے۔۔" اس

نے عالیہ کی خاموشی پر اسے وضاحت دیتے مزید کہا جس کے جملے میں میشل کا نام سن کر عالیہ کی آنکھوں کے سامنے سارا ماضی لہرایا۔۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔۔ یہ اس کی کوئی نئی چال ہو تم تک پہنچنے کی۔۔؟"اس نے ماضی کو یاد کرتے سرد لہجے میں کہا۔۔

"نہیں ایسا مجھے ہر گز نہیں لگا۔۔بٹ ایسا ہے بھی تو اس کی کسی چال کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا میں۔۔"عالیہ کے جملے پر وہ مدھم مسکراتا اسے مطمئن کرتے گویا ہوا اور باہنے ہاتھ اس کا ہاتھ تھام گیا جس کی حرکت پر وہ ششدر ہوتی نظریں چرا گئی۔۔

"خیر کیا آج تم مجھے امرحہ سے ملوا سکتی ہو۔۔؟"اس نے ملتجی انداز میں کہا جسے بہترین موقع جان کر عالیہ اثبات میں سر ہلاتے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کال کرنے کے بہانے آزاد کر گئی۔۔

اس نے کال ملاتے موبائل کان سے لگایا۔۔

"ہیلو بے بی۔۔اسکول سے آگئے آپ۔۔؟"کال ریسیو ہو چکی تھی جس پر وہ نرم مزاجی میں مقابل سے مخاطب ہوئی اُس کا لہجہ یک دم بدلا جسے دیکھ علی بھی عنابی لبوں پر مسکراہٹ لیے حیران ہوا۔۔

"ویری گڈ۔۔میرے پاس آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔!!
ہم آج بابا سے ملیں گے۔۔۔۔یس۔۔ چلو آپ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ہم آپ کو پک کرنے آرہے ہیں اوکے۔۔"وہ پر مسرت انداز میں مقابل سے مزید بولی اس کا لہجہ بے حد خوشگوار تھا جیسے اس حادثے سے پہلے ہوا کرتا تھا مگر یہ ابھی کا لہجہ محض ظاہری تھا وہ بھی اپنی بیٹی کے لیے۔۔

کون ریڈی کرے گا اس کو۔۔؟" کال منقطع ہوتے علی نے اس سے سوال کیا۔۔

تمھاری بہن۔۔نرمین !" اس نے کچھ طنزیہ انداز میں کہا۔۔"

تم اب گھر پر ریسٹ کرو گے۔۔اور میں امراحہ کو پک کرنے جاؤں گی۔۔"اس" نے حکم دیتے لہجے میں کہا۔۔

میں بھی چلتا ہوں ناں تمھارے ساتھ۔۔!" علی نے اپنا جملہ ادا کیا ہی تھا کہ وہ" اپنی خونخوار نگاہوں سے اُسے تکنے لگی۔۔

اوکے تم اکیلی چلی جاؤ۔۔" اس کی خونخوار نظروں سے وہ بظاہر سہمتے اپنا جملہ " بدل گیا جس پر عالیہ نے بھی اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر ہونے کو تھی۔۔ وہ اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اپنے خصوصی مہمان کا بے صبری سے منتظر تھا جہاں ملازم اور گارڈ نے مین دروازے کھول کر گاڑی کو اندر داخل ہونے کا راستہ دیا۔۔

گاڑی کو آتا دیکھ کر وہ چوکتا اپنی جگہ سے اٹھا اور گاڑی کی جانب قدم بڑھا گیا گاڑی سے فوراً اجلت میں پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ننھی امراحہ برآمد ہوئی جو ہلکے گلابی فراک میں بال باندھے تھی۔۔

بابا۔۔!!" وہ دوڑتی علی کی جانب بڑھی اور اسے پر مسرت لہجے میں پکار گئی" جبکہ عالیہ بھی اسکا بیگ تھامے گاڑی سے نکل کر اس کے پیچھے روانہ ہوئی۔۔

آرے میرا شہزادہ۔۔ کیسا ہے۔۔؟ آپ تو بہت پیارے لگ رہے ہو۔۔" علی" گھٹنے کے بل بیٹھ کر اسے گلے سے لگاتا ہانے ہاتھ سے گود میں اٹھا کر اس کے حلیے کا جائزہ لیتا گویا ہوا اتنے میں عالیہ بھی ان کے قریب پہنچی۔۔

"بابا میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔!"اس نے والد کے گردن کے گرد ہاتھ ڈالتے بولی۔۔اس کے چہرے سے بے انتہا خوشی عیاں تھی جسے دیکھ کر عالیہ بھی بلاآخر مسکرا گئی۔۔

"میں نے بھی آپ کو بہت زیادہ مس کیا میری جان۔۔"علی نے اس کے سر پر بوسہ دیتے کہا۔۔

"تو آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے نانو کے گھر۔۔؟"وہ معصومیت سے سوال کر گئی۔۔

"میں نے سوچا آپ کو یہاں بلایا جائے۔۔آج ہم یہاں پورا دن خوب مستی کریں گے۔۔"اس نے امرحہ کو گود سے اتارتے کہا۔۔

"یہ کس کا گھر ہے بابا۔۔!"وہ لان کو چاروں جانب محویت سے تکتی سوال کر گئی۔۔

"یہ آپ کی ماما کا۔۔"اسنے عالیہ کی جانب دیکھ کر مسکراتے امرحہ کو مخاطب کیا جبکہ عالیہ اپنے ہاتھ میں موجود بیگ ملازم کو تھماتے اسے کچھ سمجھا رہی تھی۔۔

"بابا آپ نے یہ ہاتھ پر کیا باندھا ہے۔۔؟"امرحہ نے علی کے ہاتھ پر چڑھے سلنگ کو دیکھ کر تعجب سے سوال کیا۔۔

"یہ ہمیں چھوٹی سی چوٹ لگ گئی تھی غلطی سے۔۔!"وہ پھر سے گھٹنے کے بل بیٹھ کر مسکراتے گویا ہوا

"چوٹی سے چوٹ پر اتنی بڑی پٹی۔۔؟میرے بابا تو کبھی غلطی نہیں کرتے ۔۔؟"امرحہ نے معصومیت سے سلنگ کو چھوتے کہا جبکہ عالیہ اب ملازم کو

رخصت کرنے کے بعد امرحہ کو والد سے گفتگو میں مصروف دیکھ کر خود روانہ ہونے لگی۔۔

"ماما کہیں آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔!" امرحہ کی نظر عالیہ پر پڑی جسے جاتے وہ اس کی جانب ڈور کر اسے مخاطب کر گئی۔۔

"مجھے کچھ ضروری کام ہے! آپ آج بابا کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کریں شام کو آپ کو ہم لینے آجائیں گے اوکے۔۔" عالیہ نے بناوٹی مسکراہٹ ظاہر کرتے اس کا گلابی گال مدھم سے تھپتھپاتے کہا۔۔

"نہیں ماما آپ بھی یہی رہیں۔۔ کتنا وقت ہو گیا ہم نے ساتھ کوئی گیم بھی نہیں کھیلی۔۔ پلیز ماما۔۔!" اس نے عالیہ کی انگلی تھامتے معصومیت سے اسے روکنے کی کوشش میں کہا۔۔

کیا ہو رہا ہے۔۔؟" علی ان کے قریب پہنچتے سوال کر گیا۔۔"

"!! دیکھیں ناں بابا۔۔"

اس کا خیال رکھنا۔۔ مجھے ابھی آفس جانا ہے۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں علی کو" مخاطب کرتے کہا اور اپنی انگلی امرحہ کی ہتھیلی سے چھڑانی چاہی۔۔

"میں ریکوسٹ کروں گا کہ آج یہیں رک جاؤ امرحہ کے لیے۔۔"

"پلیز ماما۔۔ پیلز۔۔"

علی نے سنجیدگی سے کہا جبکہ امرحہ بھی والدہ کی انگلی پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ملتجی انداز میں بولی جس پر وہ جان نچھاور کرنے کو تیار رہتی تھی کیسے ممکن تھا کہ اس کی التجاء پہ انکاری ہوتی۔۔

۔

۔

"آج دو مہینے بعد امرحہ کو اس کے بابا سے ملوایا بہت خوش تھی وہ۔۔"

شام ڈھل چکی تھی وہ فام ہاؤس کے بیڈ روم میں صوفے پر براجمان پر سکون انداز میں موبائل کان سے لگائے گویا ہوئی۔۔

"تو اب تم کہاں ہو۔۔؟" سائرہ نے متعجب انداز میں سوال کیا جو اپنے گھر کے ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی دانیال کے آمد کی منتظر تھی۔۔

"میں وہیں اس کے فام ہاؤس میں ہوں امرحہ کے ساتھ ہم دوپہر کے بعد پہنچے اس لیے واپس جانے کا وقت نہیں تھا نہ ہی امرحہ اگری کر رہی تھی اس لیے رکنا پڑا۔۔" اس نے جواباً وضاحت دی۔۔

"اینڈ یو نو وٹ۔۔ وہ اتنی رات کو اب بھی بابا کے ساتھ ویڈیو گیم کھیل رہی ہے۔۔!!" اس نے مزید کہا مگر اب لہجے میں کچھ مسرت پوشیدہ تھی۔۔

"تمھیں یہ سب دیکھ کر کیا لگا۔۔؟" سائرہ نے اب سنجیدگی سے پھر سوال کیا۔۔"

"کیا مطلب۔۔؟" وہ بھنویں اٹھائے متعجب ہوئی۔۔"

"!! علی سے محبت اُسے وراثت میں تم سے ملی ہے۔۔"
میں اب نہیں کرتی محبت۔۔!!" اس نے سائرہ کی غلط فہمی دور کرتے انداز" میں فوراً کہا۔۔

یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔۔ محبت کبھی ختم نہیں ہوتی نہ تم اس شخص کو کبھی" دل سے نکال سکتی ہو۔۔" سائرہ نے اس کا جملہ کاٹتے سرد لہجے میں کہا جس پر وہ خاموش ہوئی۔۔

میں جانتی ہوں کہ خانم آنٹی کے جانے کے بعد تم نے بہت اذیت میں وقت" گزارا ہے مگر امرحہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔ اُسے تو لفظ اذیت کا مطلب بھی

نہیں پتا اسے اس کے بابا کی محبت اور شفقت محروم مت رکھنا۔۔"سائرہ نے اسے ہدایت دیتے لہجے میں مزید کہا۔۔

"تمھیں ایسا لگتا ہے۔۔؟میں امرحہ کو کبھی علی سے دور نہیں کرنا چاہتی نہ ہی اسے میں نے ملنے سے منع کیا ہے۔۔"
اس نے فکریہ لہجے میں کہتے سائرہ کے گمان کو درست کرنا چاہا۔۔

"عالیہ امرحہ کی خوشی اس دوپل کے ساتھ میں نہیں ہے تم دونوں اپنے مسلے اور شکوے بھلا کر اس کی خاطر ایک ہونے کا سوچو۔۔یہ کہہ رہی ہوں میں۔۔تم لوگ اب صاحبِ اولاد ہو اس لیے الگ ہونے کا خیال دل سے نکال دو۔۔
والدین کی علیحدگی کا نتیجہ محروم زندگی کی صورت میں ساری عمر اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے کیا تمھیں اپنی اولاد عزیز نہیں۔۔؟"
سائرہ نے اسے سختی سے سمجھاتے کہا جس کی باتیں وہ بڑے غور سے سننے میں محو ہوئی اسے اس معاملے پر کسی نے اب تک یوں نتائج سے آگاہ نہیں کیا تھا۔۔

"تو تمھیں لگتا ہے مجھے واپس علی کے پاس جانا چاہیے۔۔؟"اس نے بے بس سے لہجے میں سائرہ سے سوال کیا۔۔

"سب یہی چاہتے ہیں اور یہی ٹھیک ہے۔۔!!"سائرہ نے اسے جواب دیا در یں اثناء عالیہ کو دروازہ کھلنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔

"اچھا مجھے لگتا ہے امرحہ آگئی ہے میں تم سے کل اس بارے میں بات کروں گی۔۔"عالیہ نے آہٹ پر گفتگو مختصر کرتے کہا اور آگلے لمحات میں کال منقطع کرتے موبائل صوفے پر رکھ کر خود کھڑی ہوئی۔۔

"امرحہ کہاہے۔۔؟"

اس نے دروازے سے علی کو آتے دیکھا اور اسے سوالیہ مخاطب کر گئی۔۔جو سیدھے ہاتھ پر سلنگ کے ساتھ ہلکے زرد رنگ ہالف سلیوز ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے چمکتے بکھرے بالوں کے ساتھ عنابی لبوں پر مسکراہٹ سجائے قدم

اسی کی جانب بڑھا رہا تھا اس کی شرٹ سے اس کے پھولے مسلز عیاں ہو رہے تھے اور بھاری ہاتھ کی کلائی پر ابھرتی وہ ہری نیلی رگیں اس کی شخصیت کو عجب پر کشش بنا رہی تھیں۔۔

وہ باہر کھیل رہی ہے۔۔ بہت خوش ہے وہ آج۔۔ اور میں بھی۔۔ آج کا دن "میری زندگی کے اچھے دنوں میں شمار ہو گیا اور یہ سب تمھاری وجہ سے پاسبل ہوا ہے۔۔ تھینک یو سو مچ مائی لو۔۔"

وہ اس کی جانب بڑھتا صوفے تک پہنچا اور پر مسرت لہجے میں بولا۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں تم جب چاہو اپنی بیٹی سے مل سکتے ہو۔۔" اس نے علی کو اپنے مقابل کھڑا دیکھ کر نظر چراتے کہا اور آگلے لمحے وہ اس کے سامنے سے گزرتے کمرے سے روانہ ہونے کے لیے بڑھی۔۔

"اور تم سے۔۔؟"اس نے عالیہ کی کلائی تھامتے روک کر سوال کیا جس پر وہ علی کی جانب پلٹے بنا ششدر رہ ہوتی بمشکل تھوک نگل گئی۔۔

"میں جب چاہوں تم سے بھی مل سکتا ہوں ناں۔۔بلکہ ملنے کی نوبت ہی کیوں آئے۔۔ہم ساتھ بھی تو رہ سکتے ہیں۔۔"اس نے کچھ ملتجی سے انداز میں مدھم آواز کے ساتھ کہا۔۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔۔"وہ بنا پلٹے گہری سانس کھینچ کر سرد لہجے میں سرگوشی نما بولی۔۔

"کیوں ممکن نہیں ہے۔۔؟"اس نے عالیہ کے انکار پر پوری قوت سے اس کی کلائی کھینچتے اسے اپنے روبرو کرتے سخت لہجے میں سوال کیا۔۔

"علی اپنی حد میں رہو۔۔" وہ اس کا بھاری ہاتھ جھٹک کر اپنی کلائی آزادی کرتی دو قدم پیچھے ہوئے اور اپنی کلائی مسلنے لگی۔۔

"شوہر کے لیے کوئی ایسی حدیں مقرر نہیں ہوئیں۔۔" اس نے قدم بڑھاتے اٹل سے لہجے میں جواب دیا جس پر وہ مزید پیچھے ہوئی۔۔

"کب تک تم ضد پر اڑی رہو گی تمھیں امرحہ کی خواہش بھی نظر نہیں آتی۔۔" اس نے مزید کچھ قدم بڑھاتے کہا جبکہ ماتھے پر سلوٹیں بھی ابھریں تھیں۔۔

"تمھیں کچھ دکھائی کیوں نہیں دیتا۔۔؟" وہ مزید بولا اس دوران سائرہ کی ہدایت بھی عالیہ کے ذہن کی دیواروں سے ٹکرائی۔۔ وہ پلک جھپکائے بنا مسلسل پیچھے قدم لیتے بلاآخر وارڈروب سے ملحق ہوئی۔۔

"میری پل پل کی اذیت تمھیں نظر کیوں نہیں آتی آخر یہ کیسی سزا ہے جو ختم نہیں ہوتی اتنی ظالم تو نہیں تھی تم۔۔" وہ اس کے وارڈروب سے ملحق ہونے پر مزید قریب ہوا اور اس کا بازو سختی سے تھام کر اسے بھی اپنے قریب کر گیا۔۔

"علی یو ہرٹنگ می۔۔" وہ اس کے بھاری ہاتھ کی سخت گرفت پر آنکھیں میچے بولی۔۔

"پورا دن! میں تم سے ملنے۔۔ تمھیں ایک جھلک دیکھنے کے لیے دیوانوں کی طرح۔۔ پورا دن انتظار کرتا ہوں۔۔ اور وہ دن صدیوں جتنا لمبا ہو جاتا ہے۔۔" اس نے مقابل کے چہرے کو بہت فرصت و محویت سے دیکھتے بے بس لہجے میں کہا۔۔

"یہ اذیت میں اور نہیں سہنا چاہتا عالیہ۔۔ بس اب اختتام کر دو اس کا۔۔ چھوڑ دو ضد۔۔ کر لو فیصلہ۔۔ تمھارے ایک فیصلے سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

اس کے چہرے پر نظروں کو سفر کراتے بلاآخر نگاہیں اس کے گلابی لبوں پر جا ٹھہری اس نے عالیہ کے بازو کو اپنی گرفت سے آزاد بخشی مگر اسے دوبارہ وارڈروب سے ملحق کرتا اپنی ہتھیلی وارڈروب پر ٹکائے اس پر جھکتے مخمور لہجے میں گویا ہوا۔۔ جبکہ عالیہ نے اپنے بازو کو آزاد محسوس کرتے آنکھیں وا کیں تو مقابل کو اپنے بے حد قریب پایا جس سے اس کی دھڑکنوں کی رفتار تیز اور سانسیں مدھم پڑ گئیں۔۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تمھیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔۔ جو کہو گی ویسا کروں گا مگر اب تمھیں ہے صورت یہ ضد چھوڑنی پڑے گی۔۔" اس نے سرگوشی نما کہتے اسے اپنی سنہری آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کیا وہی آنکھیں جو عالیہ کو انجانے سے سحر میں جکڑ لیا کرتی تھیں۔۔

وہ پھر اس کی آنکھوں کے سحر میں ہر شے سے بے نیاز سی ہونے لگی اس نے اپنے آپ کو بے جان اور بے اختیار محسوس کیا جبکہ ان کے درمیان اب محض دو انچ کا

فاصلہ تھا اسی دوران اس گہری خاموشی میں جہاں صرف ایک دوسرے کی دھڑکنوں کی آوازیں وہ دونوں سن رہے تھے اب دروازے پر ہلکی سی دستک بھی ان کی سماعتوں سے ٹکرا کر اُنہیں حسین وادیوں سے باہر لاتی یک دم چونکا گئی۔۔ علی نے فوراً قدم پیچھے لے کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں اب اس کی بیٹی نمودار ہوئی۔۔

امرحہ۔۔!"اس نے مسکراتے کہا۔۔"

جبکہ عالیہ بھی سانسیں بحال کرتے اب مقابل کھڑے چہرے پر پر سکون تاثرات لیے اس شخص کو گھورنے لگی وہ کیسے کوئی بھی رد عمل ظاہر نہیں کر پاتی خود کو کیسے وہ اس کے قریب ہونے سے نہیں روک پائی یہی سوچ اب اس وقت اس کا خون جلائے جا رہی تھی۔۔

امرحہ ابھی آرام کرنا چاہیے آپ کو۔۔"والد نے اسے مخاطب کیا جس پر وہ" اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

ہم گیسٹ روم میں رہیں گے۔۔ تم یہاں آرام کرو۔۔" عالیہ نے امرحہ کا ہاتھ تھام کر علی کو مخاطب کرتے کمرے سے روانگی اختیار کی جس پر علی بناوٹی مسکراہٹ ظاہر کیے بے بسی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

آخر مجھے بھی تو پتا چلنا چاہیے کس قدر ضدی لڑکی سے پالا پڑا ہے میرا۔۔" وہ عالیہ کے جاتے دانتوں کو بھینچ کر خود سے گویا ہوا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

اگلی صبح ہوئی سورج کی روشنی تمام زمین کو منور کرتی اپنے اگلے دن کے آغاز کا پیغام دے رہی تھی آج کے دن کا آغاز فام ہاؤس میں کچھ مختلف انداز سے ہوا۔۔

ملازمین کی اپنے فرائض سنبھالنے کے لیے اب تک فام ہاؤس میں آمد نہیں ہوئی تھی آج ان کی آمد سے قبل تمام ناشتہ عالیہ نے تیار کر کے ڈائننگ ٹیبل پر سجا دیا تھا جہاں اب وہ تینوں ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔

"بابا کل سے کتنا مزا آیا ناں۔۔"اس نے ٹوسٹ کا نوالہ لیتے پر مسرت لہجے میں کہا۔۔

"ہاں بالکل میرا بچہ۔۔ بابا نے بھی بہت انجوائے کیا آپ کے ساتھ۔۔"وہ مقابل براجمان ویفل نیٹڈ پولو کی آف وائٹ شرٹ اور براؤن گر کا پینٹ میں ملبوس اثبات میں سر ہلاتے مسکرایا جس کا جملہ سن کر عالیہ نے بھی اسے ایک نظر بے دلی سے دیکھا جو کل کا ہی لباس پہنے ہوئے تھی۔۔

"بابا ہم نے ایک دن اتنا انجوائے کیا ہم ساتھ رہیں تو کتنا کریں گے۔۔!"

اگری وڈیومائی پرنسس۔۔"علی نے جوس کا گلاس تھام کر گھونٹ بھرتے "
کہا۔۔

"! بابا ہم پھر سے ساتھ رہتے ہیں ناں پلیز۔۔"

امرحہ نے بلاآخر ملتجی انداز میں اپنی دل میں پوشیدہ خواہش کا اظہار کرڈالا جسے سن کراس کی والدہ ساکت ہوتی کھانے کا عمل روک اک لمحہ مقابل کو دیکھنے لگی جو مسکراہٹ دبائے پہلے سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

امرحہ اپناناشتہ جلدی فنش کریں آپ کو اسکول کی بھی دیر ہو رہی ہے یہاں "
سے آپکا اسکول بھی کافی دور ہے۔۔"اس نے باپ بیٹی کے مکالمے کا اختتام کرنا چاہا اور بات بدلی۔۔

بابا ہم گھر کب جائیں گے۔۔بتائیں ناں۔۔"امرحہ نے والدہ کو نظرانداز "
کرتے پھر والد سے مخاطب ہوئی عالیہ بھی شاید بھول گئی تھی کہ ضد امرحہ کو اسی سے ملی ہے۔۔

"میری جان آپ بالکل فکر نہ کریں۔۔ فلحال آپ کے بابا کو کچھ ضروری کام ہے جیسے ہی وہ فنش ہو جائے گا ہم آپ کو اور آپ کی ماما کو اپنے گھر لے آئیں گے۔۔" والد نے اسے دلاسا دیا جو کہیں نہ کہیں عالیہ کے دل میں بھی مستقبل کو لے کر ایک بہتری کی امید جگا گئی مگر بظاہر اس نے اپنے شوہر کی جانب ناگواریت سے گھور کر دیکھا۔۔

"ریلی بابا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔" امرحہ کے سوال پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا اس دوران اس کا ٹیبل پر موجود موبائل بھی بجنے لگا جس پر وہ تینوں متوجہ ہوئے۔۔

"ایک سکینڈ بابا کو ان کی ماما کی کال آ رہی ہے۔۔" اس نے موبائل اسکرین پر شبانہ بیگم کا نام چمکتے دیکھ کر امرحہ کو مخاطب کیا اور کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگا گیا۔۔

"السلام وعلیکم امی۔۔!"وہ کال پر مخاطب ہوا جس کا آخری لفظ سن کر عالیہ کو بھی خانم بیگم کی یاد ستائی اسے اندازہ ہوا کہ مقابل موجود شخص ہر لحاظ سے مکمل ہے جبکہ اس کی زندگی میں ہر اہم رشتے میں وہ ادھوری رہ گئی ہے۔۔اس نے اپنے فیصلے پر پھر نظر ثانی سے خود کو روکا۔۔

"کیسے ہو تم گھر بھی نہیں آتے ہو اب۔۔؟"لاؤنج کے صوفے پر براجمان شبانہ بیگم نے نرم لہجے میں کہا۔۔

"امی جب تک یہ کیس چل رہا ہے مجھے یہیں رہنا پڑے گا آپ تو جانتی ہیں۔۔"

"تمھاری بہت یاد آتی ہے میری جان۔۔"

"میں بھی بہت مس کر رہا ہوں آپ کو۔۔"اس نے مسکرا کر کہا جسے مقابل میں بیٹھی وہ سن کر اپنی والدہ کو یاد کرتی آنکھیں نم کر گئی۔۔۔

بیٹا میں نے میشل کے متعلق سنا ہے تم اس سے پھر سے ملے ہو محتاط رہنا چاہیے "
" خاص طور پر اس صورتحال میں جب تم پر کیسز چل رہے ہیں۔۔

امی میشل مصیبت میں تھی بس بچایا ہے میں نے اس کو۔۔ باقی کیسز سے اس کا "
کوئی تعلق نہیں۔۔ "اس نے فون پر اس والدہ کو وضاحت دیتے عالیہ کے چہرے
کو دیکھا جو بے تاثر نم آنکھیں لیے ہوئے تھا۔۔

" پھر بھی تم احتیاط کرنا۔۔ "
جی بالکل کروں گا آپ بھی اپنا خیال رکھیں۔۔ "اس نے گفتگو مختصر کرتے "
فون رکھا جبکہ امرحہ بھی ناشتہ کرتے ڈائننگ ٹیبل سے جا چکی تھی۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔ بڑا پیار آ رہا ہے مجھ پر۔۔ "اس نے خود پر مسلسل پڑتی "
عالیہ کی سرد نگاہوں کو دیکھ کر مسکراتے کہا۔۔

تمھیں امرحہ کو جھوٹی امیدیں نہیں دلانی چاہیے۔۔!"اس نے دوٹوک انداز" میں علی کو جواب دیا کیونکہ ابھی کچھ لمحے قبل شبانہ بیگم سے علی کی گفتگو نے اس کے دل کو پھر سے سخت کر دیا تھا۔۔

شاہ کو جھوٹ سے نفرت ہے!! جانتا ہوں کہ اس وقت حالات ٹھیک نہیں مگر"
"ایک نہ ایک دن تمھیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے اور جلد آنا ہے۔۔
اس نے بھاری آواز میں اپنی بات مکمل کر کے مقابل کو آخری میں آنکھیں مارتے مدھم مسکراہٹ ظاہر کی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوا جبکہ عالیہ کو اندازہ تھا کہ مقابل صرف ایک چیز میں ادھورا ہے اور وہ عالیہ کی اس کی زندگی میں موجودگی ہے جبکہ علی کے اس ادھورے پن کو وہ خود اب پورا کرنے کے حق میں نہیں تھی۔۔

-------------سونی رائٹس---------------

عارض کی جانب سے آج خبر موصول ہوئی تھی کہ میشل کا آج اس کے ہوٹل روم میں آخری دن ہے جس پر آج بلا آخر علی احوال دریافت کرنے آج سیکورٹی کے ہمراہ اپنے فام ہاؤس سے نکل کر سب سے پہلے اپنے ہوٹل بلڈنگ میں میشل سے ملنے پہنچا۔۔

ویلکم۔۔!"اس نے دروازے پر دستک دی جسے کھول کر وہ پر مسرت انداز میں" اس کا استقبال کر گئی کھلے بال سیاہ شرٹ جینز کی پینٹ اور شرٹ پر سرخ جیکٹ ہلکے میک اپ کے ساتھ سرخ رنگے ہونٹوں میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔

میں نے سنا ہے کہ تم آج جارہی ہو۔۔؟"وہ پھول کا بکے میشل کو تھماتا کمرے" میں داخل ہو کر گویا ہوا۔۔

ٹھیک سنا ہے مگر تمھیں تو مجال ہے کہ ذرا بھی فرصت ہو۔۔بس یہاں سیٹل "کر کے بھول ہی گئے ہو پھر ملنے بھی نہیں آئے نہ کال کی۔۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں کہتے صوفے پر براجمان ہوئی جہاں اس کے مقابل علی بھی آ بیٹھا۔۔

"میں تو کافی مصروف تھا۔۔مگر عارض مجھے تمھاری خبر دیتا رہتا تھا۔۔"

ہاں وہ کون ہے۔۔ویسے کافی سمجھدار ہے۔۔؟"اس نے عارض کی تعریف" کی۔۔

"وہ ہماری ٹیکسٹائل ملز کا ففٹی پرسنٹ شیئر ہولڈر ہے۔۔"

واؤ بٹ ہی از ویری ڈاؤن ٹوارتھ۔۔"وہ اس کی شخصیت کی حقیقت جان کر" ششدر رہ گئی وہ اپنے عمل سے نہایت معمولی نظر آنے والا شخص ٹیکسٹائل ملز کے آدھے حصے کا مالک نکلا۔۔

یا ہی از۔۔!" علی نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔۔"

"اس نے مجھے تمھارے بارے میں بتایا کہ تم کسی کیسز میں پھنسے ہوئے ہو۔۔" بس یہ کہوں گا کہ اتنا برا میں آج سے پہلے کبھی نہیں پھنسا تھا۔۔"اس نے" بیزاری سے گہری سانس کھینچتے میشل کو جواب دیا۔۔

حسین ہو، کامیاب ہو۔۔اس کے باوجود بھی تمھارے دشمن نہیں ہوں گے تو" یہ تمھاری شخصیت کے ساتھ زیادتی ہے۔۔"اس نے مسکراتے متعرف الفاظ میں دلیل پیش کی جسے سن کر مقابل بھی گہرا مسکراتے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

"اپنے لفظوں سے اب واقعی تم میشل لگ رہی ہو۔۔"

اور آج میں جو بھی ہوں اس کی وجہ صرف تم ہو۔۔ تم نے خرید لیا ہے میشل" کو۔۔"اس نے مقابل کی گہری سنہری آنکھوں میں دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔

"!!نہیں۔۔ایسا نہیں ہے تم انمول ہو تمھیں کوئی نہیں خرید سکتا۔۔"

"میں سو دفع تسلیم کرتی ہوں کہ میں انمول ہوں لیکن اسی انمول کو خریدا ہے تم نے۔۔آج سے میری ساری وفا صرف تمھارے لیے ہے کبھی بھی کسی بھی موقع پر تمھیں میری ضرورت ہو تو میں اپنی جان بھی تمھارے لیے حاضر کر دوں گی۔۔"

اس کے لفظوں میں گہرائی تھی مگر اس بار اس کے کہے لہجے میں تبدیلی تھی یہ الفاظ اس نے محبت میں نہیں کہے تھے بلکہ دل سے کی گہرائی سچے جذبے اور خود کی جان بچانے کے عوض کہے تھے صرف دوستی کے ناطے جس کے لہجے پر علی بھی مطمئن تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آپ جانتے ہیں آپ کی بیٹی کل رات کہاں تھی۔۔" دوپہر ہونے کو تھی دستور" عالم کانوں میں ائیر بڈز ڈالے سڑک پر تیزی سے گاڑی دوڑاتے والد سے کال پر گویا ہوا۔۔

اپنے شوہر کے ساتھ تھی جانتا ہوں اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔۔"شیر" زمان اپنے آفس کی کرسی پر براجمان دستور کو اسی کے سرد لہجے میں جواب دیتا گویا ہوا جس کا جملہ سن کر دستور نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔

میں خود کل فیصل سے ملا ہوں ہم نے تفصیل سے بات کی ہے۔۔"شیر زمان" نے مزید کہتے دستور کو پھر سے حیرت میں مبتلا کر دیا۔۔

کیا۔۔؟اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔؟"دستور کے ماتھے پر بل پڑے اور" گاڑی کی رفتار میں اضافہ ہوا۔۔

تمھیں اعتراض ہی رہتا ہے اس لیے نہیں بتایا۔۔"شیر زمان نے بہت پر سکون" انداز سے کہا۔۔

آپ کی کیا بات ہوئی۔۔ کیا آپ لوگ سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتے۔۔؟"دستور" کا لہجہ متجسس ہوا جبکہ ماتھے پر بل برقرار تھے۔۔

آگر ایسا ہو بھی گیا تو تم اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہو۔۔؟"والد نے اس" کے سوال پر سوال کیا۔۔

جس میں عالیہ کی خوشی ہو گی ہم وہیں کریں گے بابا۔۔!!"دستور نے سرد لہجے" میں کہا وہ صلح کے حق میں نہیں تھا مگر اپنی بہن کا خیال اور اس کی خوشی آج بھی اس کے لیے اہم تھی۔۔

اچھی سوچ ہے سن کر خوشی ہوئی۔۔"شیر زمان نے اس کے جملے پر حوصلہ افزائی کرتے کہا مگر مقابل سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا۔۔

"میں بھی اب بہت جلد عالیہ سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔" والد دوبارہ گویا ہوا جبکہ دستور کو اب بھی خدشات تھے لیکن ہر جانب سے دونوں کو ملانے کی کوششیں اب آخری مراحل میں تھیں کیا یہ کوششیں اب کامیاب ہونے والی تھی،ان کا ایک ہونا اب ممکن تھا یا مزید کوئی امتحان ابھی باقی تھے یہ صرف وقت ہی بہتر جانتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"لنچ ریڈی ہے۔۔آگر آپ فری ہیں تو ہم چلیں۔۔؟"عارض نے کمرے کے دروازے پر دستک دیتے اب اسے کھول کر اندر داخل ہوتے عالیہ کو مخاطب کیا

جس پر اسے احساس ہوا کہ آفس روم میں آج پھر فہاد اس کے مقابل بیٹھا کافی مگ ہونٹوں سے لگائے گفتگو میں مصروف ہے۔۔

عارض تم کر لو لنچ۔۔ میں آتی ہوں تھوڑی دیر میں۔۔"اس نے گفتگو مختصر کی" جس کا نام عالیہ سے سن کر فہاد بھی پلٹ کر دروازے کی جانب کھڑا اسے دیکھنے لگا جو سرد نگاہوں سے فہاد کو پہلے سے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔" عارض اثبات میں سر ہلاتے روانہ ہوا۔۔"

آپ اپنا لنچ کر لیں ہم بعد میں گفتگو کر لیں گے۔۔" فہاد نے عارض کے جاتے" عالیہ کو مخاطب کیا۔۔

"آپ اپنی بات کیجئے میں سن رہی ہوں۔۔"

اس نے جواباً کہنیاں ٹیبل پر ٹکاتے انگلیوں کو آپس میں الجھاتے پوری توجہ سے کہا۔۔

"پراجیکٹ کے اکارڈنگ آپ کو سارا سامان اسی ویک بھیجوا دیا گیا ہے اب آگے آپ کیا چاہتے ہیں۔۔؟" عالیہ نے پھر سوال کرتے مزید کہا۔۔

"میں اس ڈیل کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں۔۔ ہمیں اور بھی مواد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔" فہاد نے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھتے اس کے چہرے کو تکتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"ڈیل قائم رہے گی صرف یہی بات کرنی تھی تو آپ ایک ای میل سینڈ کر دیتے ہمیں۔۔"

"ہاں یہ ممکن اور آسان کام تھا مگر مجھے کام جاری رکھنے کے ساتھ اسے بڑھانا بھی ہے کچھ مزید آرڈرز کے ذریعے۔۔!" وہ مقابل کے سرد لہجے میں کہے جملے پر مسکراہٹ ظاہر کرتے اثبات میں سر ہلا کر بولا۔۔

اوکے تو مزید کیا چاہیے آپ کو۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالتے متعجب ہوئی اسے لگا" کہ فہاد محض ملاقات کے بہانے وقت ضائع کرتا ہے اس کا گمان کہیں نہ کہیں درست تھا۔۔

مجھے ڈیٹیل چاہییں۔۔!" فہاد نے مدھم آواز میں سرگوشی نما کہا۔۔"

جی وہ لیپ ٹاپ میں ہیں۔۔ویٹ آمنٹ۔۔" عالیہ نے لیپ ٹاپ کھولتے اس" پر محویت سے اپنی نگاہوں کو مرکوز کیا جبکہ مقابل اس کے مصروفانہ عمل میں اس کے چہرے پر خوبصورت تاثرات کو آج نہایت فرصت سے دیکھنے لگا۔۔ کھلے براؤن چمکتے بال، اس کا سبز رنگ آفس سوٹ، ہلکا میک اپ اور اس کے چہرے کی خوبصورتی۔۔ فہاد نے کچھ لمحے دیکھتے فوراً نظریں پھیریں گویا وہ مزید دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔۔کچھ دیر مسلسل دیکھ کر اسے اپنے اندر ہلچل بےچینی

سی محسوس ہوئی اس نے نگاہیں پھیر کر کافی کا مگ دوبارہ اُٹھاتے اپنے حلق کو تر کرنا چاہا۔۔

"یہ ساری فیسلیٹی ہمارے پراڈکٹ میں ہم پرووائیڈ کرتے ہیں۔۔ ساری تفصیل اسی میں ہے۔۔ ویسے آگر آپ چاہیں تو میں اس تفصیل کو ای میل میں سینڈ کر دوں گی آپ کے ایڈریس پر۔۔!"

اس نے لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کر فہاد کو دیکھتے کہا جس کے ماتھے پر پسینے عیاں تھے وہ انجانے میں مقابل بیٹھے شخص کا برا حال کر چکی تھی جبکہ فہاد اس کی بات پر چونکتے اثبات میں سر ہلا گیا وہ خود کو پر سکون ظاہر کرنا چاہتا تھا دریں اثناء عالیہ نے بھی اس کے تاثرات کو نظر انداز کرتے ٹیبل پر لیپ ٹاپ اس کی جانب سرکایا جبکہ فہاد پہلے سے تذبذب کا شکار اب اپنا مگ دوبارہ ٹیبل پر رکھنے لگا ہی تھا کہ مگ اس کے ہاتھ سے الٹ کر لیپ ٹاپ کے کی بورڈ کو کافی سے نہلا گیا۔۔

یہ اب اُس کے لیے الگ پریشانی تھی آنکھیں پھاڑے وہ مگ فوراً ٹیبل پر ٹھیک سے رکھتا جیب سے رومال نکال گیا۔۔

ریلی سوری۔۔بہت معذرت چاہتاہوں مس عالیہ۔۔میں نے یہ جان بوجھ کر" نہیں کیا۔۔"وہ نہایت پشیمانی سے کہتا اپنی جگہ سے اٹھا جبکہ عالیہ نے کوئی سخت تاثرات ظاہر نہ کیے۔۔

اٹس اوکے۔۔اٹس اوکے مسٹر فہاد پریشان مت ہوں آپ بیٹھ جائیں۔۔"وہ" اسے مطمئن کرنے لگی گویا کوئی نقصان نہ ہوا ہو۔۔

میں نے کہا بیٹھ جائیں۔۔ہو جاتی ہے ایسی مسٹیکس آپ پریشان نہ " ہوں۔۔!!"اس نے مزید کہا جس پر وہ دوبارہ کرسی پر براجمان ہوا۔۔عالیہ کے نرم لہجے کو فہاد نے پہلی بار محسوس کیا تھا اور یہ لہجہ اسے پھر حیرت میں مبتلا کر گیا ۔۔آگر وہ اس کی جگہ خود ہوتا تو کیا پر سکون رہتا یا کلائنٹ کی جان لینے پر تل جاتا۔۔؟

بہت گلٹی فیل کر رہا ہوں آپ یہ لیپ ٹاپ مجھے دیں میں اسے ٹھیک کرا دوں گا"
"ڈیٹا کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔

نہیں آپ پریشان مت ہوں یہ کوئی اتنا بڑا مسلہ نہیں ہے سب ٹھیک ہے۔۔ یہ" ہو جائے گا سیٹ۔۔"اس نے مدھم مسکراہٹ ظاہر کیے اب فہاد کو مطمئن کرنا چاہا جس کی حالت پہلے سے ٹھیک نہیں تھی۔۔

آپ کا کام بگاڑ دیا میں نے ای تھنک اب مجھے جانا چاہیے۔۔"وہ پھر اپنی جگہ سے" کھڑا ہوتا سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

آپ شرمندہ کیوں ہو رہے ہیں۔۔ آپ بیٹھیں دوسرا لیپ ٹاپ منگوا لیتے ہیں"
"۔۔ آج ہی ڈیٹیل ساری پرووائیڈ کریں گے آپ کو۔۔

وہ اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر دوبار سنجیدگی سے بولی جبکہ مقابل اب کسی صورت رکنے کے حق میں نہیں تھا مگر عالیہ کے لہجے نے جانے انجانے میں اس کا دل بھی

جیت لیا تھا۔۔ کیا بات یہی تک محدود تھی یا اس کے دل میں معاملات اس سے آگے نکل گئے تھے اس حوالے سے وہ خود بھی بے خبر تھا۔۔

۔

۔

وہ شازمان ٹیکسٹائل کے آفس بلڈنگ سے نکل کر گاڑی میں سوار ہوتا کچھ ہی لمحوں میں کافی زیادہ فاصلہ طے کر چکا تھا جسکی واحد وجہ اس کے گاڑی کی تیز رفتاری تھی۔۔

یہ اس کے لیے نہایت خطرناک لمحات تھے جہاں ذہن میں ہلچل، گاڑی کی تیزی، دھڑکنوں کا مضطرب سا شور اور آنکھوں کے سامنے مسلسل اس لڑکی کا چہرہ آتا اسکا دھیان بھٹکا رہا تھا وہ لڑکی کتنی حسین تھی آج سے پہلے اسے اس قدر شدت سے اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔

وہ بلا آخر تیز رفتاری میں مختصر سا سفر طے کرتا اپنے بنگلے پر پہنچا جہاں دوپہر کا وقت ہوا تھا اکثر دن کے اوقات اس کی آمد یہاں بہت کم ہی ہوا کرتی تھی۔۔

لاؤنج میں کھڑکی کی جانب کھڑی میشل موبائل کان سے لگائے گفتگو میں مصروف لان سے گاڑی کی آواز سن اسی جانب متوجہ ہوئی۔۔اس نے ماتھے پر بل ڈالتے گفتگو مختصر کی اور کھڑکی سے لان کی جانب تکنے لگی جہاں اس نے اپنے بھائی کو گاڑی سے نکلتے ہوئے دیکھا۔۔

فہاد کو دیکھ کر وہ کچھ قدم لیتی لاؤنج کے دروازے تک پہنچی جہاں سے اجلت میں فہاد بھی نظریں جھکائے برآمد ہوا، اپنی اجلت اور اضطراب میں وہ یہ بھی محسوس نہ کر سکا کہ اس کی بہن اتنے طویل عرصے بعد پہلی بار آج اپنے گھر آئی ہے۔۔

"کیا ہوا اتنی جلدی میں کہاں سے آ رہے ہو۔۔؟"

وہ میشل کے قریب سے اسے نظر انداز کرتا ہوا گزراہی تھا کہ میشل نے متعجب لہجے میں اسے مخاطب کرتے اس کے تیزی سے بڑھتے قدموں کو بریک لگا دیئے۔۔

کچھ نہیں بس طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"وہ پلٹ کر نظریں چراتے مدھم سی آواز میں بولا۔۔

لگ بھی ایسا ہی رہا ہے۔۔کہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔طبیعت!!"میشل نے سر سے پیر تک فہاد کا نگاہوں سے جائزہ لیتے طنزیہ انداز میں کہا جس پر فہاد کی سرخ نظریں اٹھ کر میشل کے چہرے پر پڑیں تب میشل نے بناوٹی مسکرا کر اپنا وضاحتی لفظ ادا کیا جسے سن کر فہاد بنا کوئی رد عمل دیے اپنے کمرے کی جانب روانہ ہوا۔۔

وہ فہاد کو پشت کی جانب سے جاتا دیکھ کر ذہن میں کئی سوالات لیے مدھم سا نفی میں سر ہلا گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

ہاں عارض آجاؤ۔۔!!" اپنے آفس کی کرسی پر ٹیک لگائے براجمان ہاتھ میں" پین تھامے دستاویزات کو پڑھنے میں مصروف دستک کے جواب میں گویا ہوئی۔۔

آپ کا لیپ ٹاپ ہم نے ٹھیک کروانے کے لیے بھجوادیا ہے۔۔" وہ کمرے" میں داخل ہوتا مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔
سیاہ گھنے بال، کلین شیو سے اس کا چمکتا گندمی رنگ چہرہ، لمبی سیاہ بھنویں، آنکھوں پر نظر کا چشمہ، سفید شرٹ پر آف وائٹ بلیزر کوٹ اور اسی رنگ پینٹ کے ساتھ سیاہ جوتے پہنے وہ آج مختلف اور حسین لگ رہا تھا۔۔

"ویری گڈ اور چار بجے والی میٹنگ کا کیا ہوا۔۔ تیاریاں ہو گئی۔۔؟"

وہ فائل ٹیبل پر رکھ کر تعجب سے عارض کے حلیے کا جائزہ لیتی گویا ہوئی عارض کو بلیزر کوٹ پہننا پسند نہیں تھا مگر آج لمبے عرصے بعد اس نے مکمل آفس سوٹ پہنا تھا یہ بات عالیہ کو بھی متعجب کر گئی۔۔

"!! جی وہ سب کچھ ریڈی ہے مگر۔۔"

مگر۔۔؟"اس نے عارض کا آخری لفظ دہراتے بھنویں اٹھائی۔۔"

مجھے کچھ ضروری کام سے جانا ہے۔۔تو میں نہیں آؤں گا میٹنگ میں۔۔"اس" نے سرد لہجے میں کہا۔۔

آج کل تقریباً میٹنگز تم ہی سنبھال رہے ہو اس طرح یوں اچانک لاسٹ " مؤمنٹ پر انکار کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔"وہ آنکھیں چھوٹی کیے پین کا سرا کانپٹی پر رگڑتے بولی۔۔

"جی میں جانتا ہوں۔۔میں۔۔"

"خیر آج مجھے کوئی خاص کام نہیں ہے تو میں سنبھال لوں گی سب کچھ۔۔مجھے بتاؤ کہ تم کہاں جا رہے ہو۔۔"اس نے پین ٹیبل پر پھینکتے عارض کا جملہ کاٹ کر فوراً کہا۔۔

"ضروری کام ہے مجھے۔۔"اس نے ہاتھ پیچھے باندھتے جواباً عالیہ کو مخاطب کیا۔۔

"ضروری کام۔۔؟"

وہ لفظ دہراتے بھنویں اچکا گئی۔۔اس نے اپنے لہجے اور سوالات سے عارض کی ٹانگ کھینچنا چاہی کیونکہ وہ اس کے حلیے اور کام سے فرار کا بہانا بخوبی سمجھ چکی تھی۔۔

ہمم۔۔آپ نے لنچ نہیں کیا تھا میٹنگ سے قبل کر لیجیے گا۔۔"عارض نے بات کا رُخ بدلتے نرمی سے کہا۔۔

ٹھیک ہے کر لوں گی۔۔"اس نے مسکراہٹ دباتے جواب دیا جسے سن کر" عارض اثبات میں سر ہلاتے روانگی کے لیے پلٹنے لگا۔۔

ویسے۔۔!!ضرورت پڑی تو مجھے ضرور بتانا۔۔اپنے ضروری کام کے بارے"
"!!۔۔آئی ایم ایکسائیٹڈ۔۔
عارض کو پلٹتے دیکھ وہ مزید بولی جس کا شروعاتی لفظ سن کر وہ رکا اور مکمل جملے پر گہرا مسکرایا۔۔

جی ضرور۔۔"اثبات میں سر ہلاتے مسکرا کر وہ کمرے سے روانہ ہوا۔۔"

سونی رائٹس-------------------------

"کیس کی کیا پیش رفت ہے؟ پیشی بھی قریب آن پہنچی۔۔"
دانیال اپنے اسٹڈی روم میں کرسی پر براجمان موبائل کان سے لگائے مقابل سے فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

کافی ثبوتوں کا بندوست تو ہو گیا ہے اس کیس کو اب موڑ دیں گے ہم۔۔" فہیم" جو گاڑی میں ڈرائیور کے ہمراہ سوار تھا دانیال کو خوش خبری سنا کر مطمئن کرنے لگا۔۔

اہھہ شکر ہے خدا کا۔۔" دانیال نے اس کی خبر پر گہری سکون کی سانس کھینچتے" ہوئے کہا جسے سن کر فہیم بھی مسکرایا۔۔۔

موڑ دیں گے یا ختم کر دیں گے۔۔؟" دانیال جو ٹیک لگائے براجمان تھا دوبارہ" چونک کر سوالیہ گویا ہوا۔۔۔

"دانیال کیس کیا اتنی آسانی سے ختم ہو سکتا ہے؟" فہیم نے سوال کیا۔۔

"نہیں یہ ممکن تو نہیں ہم کوشش تو کر سکتے ہیں ناں۔۔"

"اس کے لیے ہمیں اصل مجرم تک پہنچنا ہے کیس تبھی ختم ہو گا۔۔" دانیال کا جملہ سن کر مجرم کا تصور کرتے فہیم کے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں۔۔

"ویسے بڑی تعجب کی بات ہے ایسی بھی کسی کی فریحہ سے کیا دشمنی تھی کہ جان پر بن آئی اور پھر ان سب میں نام علی کا لانا۔۔ بظاہر ایک چکرا دینے والا معاملہ ہے۔۔" دانیال نے متعجب انداز میں سارے واقعے کو ذہن میں تازہ کرتے کہا۔۔

ان سب کے پیچھے جو بھی ہے بہت شاطر ہے۔۔اور خطرناک بھی۔۔! مگر اب "
"اس کا یہ کھیل جلد ختم ہونے والا ہے۔۔

فہیم نے بھاری آواز میں سرگوشی نما کہا اس نے اپنے جملے میں عزم ظاہر کیا یقیناً اس کا عزم اپنی جگہ درست تھا کیونکہ کیس اب اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ علی کے ساتھ بے حد مخلص بھی تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کون آیا ہے۔۔؟" سہ پہر کا وقت ہو چکا تھا وہ اپنے گیمنگ ایریا میں اسنوکر کھلتے "
ملازم سے سوالیہ گویا ہوئی۔۔

پتا نہیں گیٹ پر کوئی عارض نامی شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔" ملازم نے "
مؤدبانہ انداز میں جواباً کہا۔۔

ٹھیک ہے تم اسے فوراً بھیجو۔۔"وہ چونکتے بولی جس پر ملازم اثبات میں سر ہلا کر روانہ ہوا۔۔

"ہائے۔۔!!آپ نے کل کا کہا تھا مگر میں آج آگیا اچانک۔۔"کچھ ہی لمحوں میں عارض پھولوں کا بکے لیے گیمنگ ایریا میں داخل ہو کر میشل سے مخاطب ہوا۔۔

"سرپرائز پسند ہیں مجھے۔۔!"اس نے اسنوکر اسٹک سے اپنا آخری نشانہ بناتے مصروفانہ لہجے میں کہا۔۔

"آئی ہوپ ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا میں نے۔۔!"وہ بکے ہاتھ میں تھامے کچھ قدم لیتا مزید قریب آیا اور میشل کا حلیہ محویت سے دیکھنے لگا وہ اسی گہرے مہرون جیکٹ کھلے بال اور ہلکے میک اپ میں عارض کو بے حد حسین لگی۔۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔مجھے اگر تمھارے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں آج خود تمھیں کال کر کے بلانے والی تھی۔۔"اس نے اپنے کھیل کا اختتام کرتے اسٹک میز پر رکھی اور عارض کی جانب بڑھ کر متوجہ ہوئی۔۔

"جی۔۔لگتا ہے اس کھیل میں ماہر ہیں آپ۔۔"عارض نے اسے بکے تھماتے اسنوکر کی جانب اشارہ کرتے کہا۔۔

"ماہر تو نہیں مگر سمجھتی تھی خود کو ہر کھیل کی ماہر۔۔"میشل نے گردن موڑ کر ایک نظر اسنوکر میز کی جانب دیکھ کر کہا۔۔

"اچھا۔۔؟"وہ متعجب ہوا اور میشل کے ہمراہ اس کے اشارے پر اب دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا گیمنگ ایریا سے روانہ ہونے لگا۔۔

"میری عادت تھی کھیل تب تک جاری رکھنے کی جب تک جیت میرے حصے میں نہ آجائے۔۔"اس نے ماضی کو یاد کرتے سرد مہری سے کہا۔۔

"یہ تو اچھی سپرٹ ہے۔۔!!"عارض اس کے ذو معنی الفاظ سمجھنے سے قاصر تھا کیونکہ اس نے کبھی ماضی کی میشل کو نہ دیکھا تھا۔۔

"ہمم یہ سب ڈائلاگ بازی کی حد تک ٹھیک ہے حقیقت میں ایسی ضدوں کی بہت بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے۔۔"میشل کا اشارہ پھر اپنے ماضی کے خساروں پہ تھا جبکہ وہ لوگ چلتے چلتے لاؤنج تک پہنچے۔۔

"میرے خیال سے سب کچھ نیتوں پر ڈپینڈ کرتا ہے نیت صاف ہو تو ہر ضد جائز ہے، ہر منزل آسان ہے، ہر جیت ممکن ہے۔۔"عارض نے جواباً کہا ساتھ ہی میشل کا سرد لہجہ بھی وہ محسوس کر چکا تھا۔۔

نیت کی حقیقت میں کوئی شک نہیں مگر اب زمانے کا دستور کچھ مختلف ہے "

" یہاں صرف وہی ممکن ہو پاتا ہے جو ایک طاقتور کی خواہش ہو۔۔

وہ مزید بولی اور چلتے چلتے وہ لوگ لاؤنج کے صوفے تک پہنچے جبکہ عارض نے اس بار اسے اسکے جملے پر کوئی جواب نہ دیا۔۔

آؤ بیٹھو پلیز۔۔" وہ صوفے کی جانب اشارہ کرتے پھر گویا ہوئی جس پر عارض " اثبات میں سر ہلاتے اپنے بلیزر کوٹ کا بٹن کھول کر وہاں براجمان ہوا۔۔

" بائے دا وے اچھے لگ رہے ہو۔۔"

" تھینکس! "

بٹن کھولنے کے دوران میشل اس کے لباس کی جانب متوجہ ہوئی اور تعریف کر گئی جو واقعی اس لباس میں پرکشش لگ رہا تھا۔۔

"کافی۔۔؟"

شیور۔۔"میشل کے سوال پر وہ مسکراتے بولا جس پر وہ ملازم کی جانب اشارہ کر" گئی۔۔

"کب تک فری ہو۔۔"

"آج پورا دن۔۔"

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ویسے بھی میں آج کافی بور ہو رہی تھی۔۔"عارض" کے رُوبرو بیٹھتے میشل نے خوشگوار انداز میں کہا۔۔

"میرے خیال سے آپ کو کوئی جاب جوائن کرنی چاہیے اف یو ڈونٹ مائنڈ۔۔"

مائنڈ کرنے والی کوئی بات نہیں بزنس کرنا مجھے خود بھی پسند ہے اور جلد ڈیڈ کی" "کمپنی جوائن کروں گی۔۔

اس نے اپنے بھائی کا ذکر یا تعارف نہیں کروایا جبکہ عارض بھی اس بات سے انجان تھا کہ جسے اس نے آج دوپہر آفس میں دیکھا تھا وہ میشل کا بڑا بھائی ہے۔۔

ویسے تم بھی ٹیکسٹائل ملز کے ہالف شئیر ہولڈر رہو۔۔ کبھی ظاہر نہیں"

کیا۔۔!!" وہ مسکراتے مزید بولی جس پر عارض بھی مسکرا کر مدھم سا اثبات میں

سر ہلا گیا۔۔

کتنا وقت ہو گیا تمھیں شاہ انڈسٹریز کے ساتھ۔۔؟" وہ پھر سے فوراً سوالیہ گویا"

ہوئی۔۔

شازمان ٹیکسٹائل جب لاس میں تھا تب مجھے بزنس کی دنیا میں آئے چند دن"

ہوئے تھے شاہ انڈسٹریز سے جڑنے کا یہ بہترین موقع تھا اس لیے میں نے

"شازمان میں انویسٹ کیا۔۔ڈھائی سال ہو گئے اس بات کو۔۔

اس نے وضاحت دی اتنے میں ملازم بھی کافی کے مگ لاتا حاضر ہوا۔۔

تو شازمان کو شاہ انڈسٹریز نے اسی وقت ہی ٹیک اوور کیوں نہیں کیا تمھاری" ضرورت کیوں پیش آئی۔۔"میشل کافی کا مگ اُٹھاتے متعجب انداز میں گویا ہوئی۔۔

"شاید وہ یہی کرنے والے تھے مگر میری وجہ سے رک گئے۔۔"

اس نے مقابل کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا وہ لڑکی اسے اچھی لگنے لگی تھی حالانکہ وہ اسے اپنے مزاج سے کافی مختلف معلوم ہوئی مگر پھر بھی اس کے دل نے مقابل کا ساتھ مانگا تھا۔۔

عارض ایک پر امن اور خوشگوار زندگی گزارنے والا شخص تھا اسے میشل تو پسند آ گئی تھی مگر اس کے ماضی اور اور اس کے بھائی کے بارے میں جاننے کے بعد بھی کیا وہ اسی طرح میشل کی چاہت کرنے والا تھا یہ فلحال ایک مشکل سوال تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-----

شام ڈھل چکی تھی وہ اپنے تمام کاموں سے فارغ ہو کر گھر روانگی کے لیے اپنے آفس کیبن میں کچھ سامان لینے کی غرض سے داخل ہوئی جہاں اس کے آفس ٹیبل پر زرد رنگ کا گفٹ بکس کارڈ اور پھول کے بکے سمیت پڑا تھا جس پر داخل ہوتے ہی عالیہ کی پہلی تعجب بھری نگاہ پڑی۔۔

وہ متعجب انداز سے اسی کو تکتے قدم بڑھا کر اپنے ٹیبل کے قریب پہنچی اس نے گفٹ کے قریب موجود کارڈ اٹھا کر پڑھنا شروع کیا۔۔

آج صبح ہونے والی غلطی کی معافی مانگتا ہوں یہ میری طرف سے چھوٹا سا تحفہ" ہے شاید یہ اُس غلطی کا ازالہ کرنے میں میرے لیے کچھ مددگار ثابت ہو۔۔ہادی "! سلمان۔۔

"ہادی سلمان ؟"

اس نے ٹیبل کے قریب کھڑے کھڑے کارڈ کو حیرت بھرے لہجے میں پڑھ کر اس پر لکھا نام دوبارہ دہرایا۔۔

اس نے بکس کو اپنی نازک انگلی سے چھو کر محسوس کیا وہ کوئی سخت سی چیز معلوم ہوئی اس بکس کا وزن بہت زیادہ تھا جبکہ سائز میں وہ لیپ ٹاپ جتنا تھا جسے مسلسل دیکھ کر اسے بلاآخر فہاد حقانی کی حرکت یاد آئی جو ذہن میں آتے فوراً اس نے بیزاری سے آنکھیں موندی اور آگلے ہی لمحے اپنے آفس کی کرسی پر براجمان ہو کر لیڈ لائن سے کال ملاتے فون کان سے لگا گئی۔۔

آپ نے یہ لیپ ٹاپ کیوں بھیجوایا۔۔؟" وہ کال ریسیو ہوتے بے ساختہ سخت" لہجے میں بولی کیونکہ اس پر پھول اور تحفہ بھیجنے کی حرکت کچھ ناگوار گزری۔۔

میں کافی زیادہ پریشان تھا اس لیے چاہتا تھا کہ کچھ بھی کر کے آپ کا مسئلہ حل کر سکوں۔۔" وہ آفس کی کرسی پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے مقابل کی آواز کو نہایت محویت سے سن کر بولا۔۔

ڈونٹ وری ٹھیک کروا دیا ہے میں نے لیپ ٹاپ۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں جواب دیا اور گفتگو مختصر کرنا چاہی۔۔

اوڈاٹس گریٹ نیوز۔۔"اس نے آنکھیں کھول کر پر مسرت انداز میں کہا۔۔"

یس تو اس لیے آپکا لیپ ٹاپ میں واپس بھجوا رہی ہوں۔۔"اس نے پھر سرد لہجے میں مدعے کی بات کہی۔۔

ڈونٹ مائنڈ بٹ میں خود آ کر لے جاؤں گا۔۔اسی بہانے وہ ادھورا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔۔"فہاد نے مدھم مسکرا کر پر امید انداز میں کہا وہ ملاقات کے بہانے ڈھونڈنے پر اتر آیا جس پر اسکا دماغ نہیں مگر دل نہ صرف راضی بلکہ بضد تھا۔۔

"ہمم اوکے نو پروبلم۔۔"عالیہ نے بیزاری سے گفتگو مختصر کرتے کال منقطع کر دی۔۔

"یہ بیوٹی ود برین میرے سر پر سوار ہو رہی ہے جیری۔۔"اس نے موبائل کان سے الگ کرتے راکنگ چیئر گھما کر حمزہ کی جانب کرتے مخمور لہجے میں کہا۔۔

"سرکار وہ واقعی بہت خوبصورت ہے شاید یہی وجہ ہے۔۔"حمزہ جو اس کے روبرو کرسی پر براجمان تھا مسکرا کر گویا ہوا۔۔

نہیں سوچنا چاہتا اس کے بارے میں کہ کیا وجہ ہے۔۔ کیونکہ وجہ میری سمجھ میں نہیں آرہی۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے میں نے کبھی حسن نہیں دیکھا۔۔؟" حمزہ کا جملہ ناگواریت سے سن کر وہ ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں بولا۔۔

"نہیں سرکار میرا وہ مطلب نہیں تھا لیکن آپ کو ذرا احتیاط کرنی چاہیے شاید آپ کو یاد ہو کہ وہ شادی شدہ ہے اور اسکا شوہر ہمارا دشمن ہے۔۔"

"اہھہہ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔؟ دشمن ہے وہ تو دشمن لگتی کیوں نہیں اب۔۔؟" حمزہ کے جملے پر وہ چلاتا اپنا ہاتھ ٹیبل پر مار کر اسی سخت لہجے میں گویا ہوا وراپنے ٹیبل پر پڑا سیگریٹ کے پیکٹ سے ایک نکال کر فوراً سگریٹ نوشی میں مصروف ہوا۔۔

"صبح سے پاگل ہو رہا ہوں میں جیری دماغ خراب ہو رہا ہے میرا۔۔!" وہ پہلا کش لگاتا اپنا چہرہ سرخ لیے مزید بولا۔۔

"سرکار وہ پیاری ہیں آپ کی کیفیت میں کوئی برائی نہیں ہے پر سکون رہیں اور اِسے انجوائے کریں۔۔" حمزہ نے خباثت بھری مسکراہٹ ظاہر کرتے اپنا ذو معنی جملہ کہہ کر جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔

"اپنی گھٹیا سوچ کو اپنے آپ تک محدود رکھو آیندہ اس کے بارے میں ایسی بکواس مت کرنا۔۔" اس نے لو دیتی انگار نگاہوں کو اٹھا کر حمزہ پر مرکوز کرتے لفظ چبا چبا کر کہا۔۔

"معذرت سرکار کہیں آپ وہ کو اچھی تو نہیں لگنے لگی۔۔" حمزہ نے تھوک نگلتے بات بدلنا چاہی۔۔

"وہ کس کو اچھی نہیں لگتی ہو گی۔۔ مگر یہ زیادہ ہو رہا ہے۔۔" فہاد نے نظروں کا مرکز بدل کر سرد لہجے میں جواب دیتے پھر کش لگایا۔۔

تو پھر محبت۔۔؟" حمزہ نے مدھم آواز میں کہا جسے سن کر فہاد کی نظریں دوبارہ" سے یک دم اس کے چہرے پر ٹھہری۔۔

جاؤ جیری مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔" فہاد نے ٹیبل پر کہنی ٹکائے اپنا ماتھا پکڑا اور" دروازے کی جانب اشارہ کرتے حمزہ کو رخصت کیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے خاموشی سے روانہ ہوا۔۔

حمزہ کے جاتے وہ آنکھیں موند کر خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا اسے سمجھ نہ آئی کہ کچھ دیر قبل فون پر عالیہ سے گفتگو کے دوران اس کے اندر کا طلاطم اس قدر کیسے تھم گیا تھا جواب دوبارہ سوالات کے ابھرنے سے پھر برپا ہو گیا یے۔۔

وہ اس وقت آستینیں چڑھائے بکھرے بال اور شرٹ کے اوپری بٹن کھلے رکھے ہوئے تھا ذہن اب بھی صبح سے اس قدر مضطرب تھا کہ تھکان اس کی آنکھوں

سے چھلکنے لگی مگر اسے اپنے دل میں پوشیدہ بے شمار سوالات کے جوابات اب تک نہ مل سکے البتہ حمزہ کا آخری لفظ اسے مزید پریشان کر گیا۔۔

محبت۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے حمزہ کا کہا گیا آخری لفظ دہراتا پھر سے سلگتے" سگریٹ کا کش لگا گیا۔۔

"!! نہیں۔۔ہادی کبھی محبت نہیں کر سکتا۔۔"

وہ یک دم سگریٹ زمین پر پھینکتے اسے اپنے جوتے میں مقید پیر کے ذریعے سختی سے کچل کر ذہن میں آتے ہر سوال ہر جواب کو رد کرتا نفی میں سر ہلاتے ہوئے سخت لہجے میں خود سے گویا ہوا۔۔

۔

۔

"مس عالیہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔۔!" فہاد آفس بلڈنگ کی لابی میں موجود ریسپشنیٹ لڑکی سے گویا ہوا جو اس کے لفٹ کی جانب بڑھتے قدموں کو روک کر مخاطب کر گئی تھی۔۔

چوڑی چھاتی پر سیاہ شرٹ اسی سے ہمرنگ پینٹ اور کلاسک سیاہ جوتے، ہاتھ پر برانڈڈ گھڑی، چمکتے جیل سے سیٹ کیے بال، ہلکی داڑھی، سبز رنگ گہری آنکھوں پر براؤن چشمہ چڑھائے وہ خوبرو نوجوان آج اپنا لیپ ٹاپ لینے کے بہانے پھر سے شازمان ٹیکسٹائل کے آفس پہنچا تھا۔۔

"سر آپکا کوئی اپوائنٹمنٹ۔۔" لڑکی نے لیپ ٹاپ پر نظریں مرکوز کیے مصروف سے لہجے میں سوال کیا۔۔

"جی اُنہیں اس بارے میں علم ہے۔۔" وہ پینٹ کی جیب میں دونوں ہاتھ کھسکاتا گردن اس کی جانب سے گھما کر ایک انداز سے بولا۔۔

"مگر آج ان کا ڈے آؤٹ ہے وہ آج آفس نہیں آئیں گی۔۔" لڑکی اب لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر فہاد کی جانب متوجہ ہوتی بولی۔۔

"ڈے آؤٹ؟" فہاد نے آنکھوں سے چشمہ اتار کر تعجب سے لفظ دہرایا جبکہ ماتھے پر سلوٹیں بھی ابھریں۔۔

"جی ہر مہینے کے آخری ویڈنسڈے کو وہ آفس نہیں آتیں یہ دن ان کا ذاتی مصروفیات کے لیے مختص ہے۔۔" لڑکی نے مختصر سی وضاحت دی۔۔

"تو آج کیا کسی صورت بھی ملاقات ممکن نہیں۔۔؟" وہ اپنی سبز خوبصورت آنکھیں چھوٹی کیے سوالیہ گویا ہوا۔۔

جی بزنس میٹنگ آج کسی صورت ممکن نہیں لیکن وہ اپنے پرسنلی دوستوں یا" ریلیٹو سے ملاقات کر سکتی ہیں۔۔!!" لڑکی نے اس خوبرو کی آنکھوں میں دیکھ کر نرم لہجے میں کہا۔۔

"وہ کہاں ملیں گی؟ کوئی ایڈریس۔۔؟"

سوری سر یہ ہم شئیر نہیں کر سکتے۔۔" لڑکی نے سرد لہجے میں کہا جس پر فہاد اپنا" نچلا لب دبا کر دوبارہ چشمہ چڑھائے مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے واپسی کی جانب روانہ ہوا۔۔

وہ بلڈنگ سے باہر اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جہاں حمزہ مؤدبانہ انداز میں ہاتھ پیچھے باندھے پہلے سے کھڑا اس کی آمد کا منتظر تھا اور اسے دیکھتے ہی گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول گیا۔۔

جیری آج کے آج پتا کرو کہ عالیہ کدھر ہے۔۔"وہ حمزہ کے قریب کھڑا کر" مدھم سی آواز میں حکم دیتا گویا ہوا۔۔

سرکار اتنی خواری کی کیا ضرورت ہے آپ ان سے کل مل لیجے گا آفس میں ہی" کیونکہ کل تو وہ آ ہی جائیں گی۔۔"حمزہ نے مدھم آواز میں جواب دیا جو کہ مقابل پر ناگوار گزرا۔۔

تم سے میں نے جتنا کہا ہے اتنا کرو مجھے تمھارے مشوروں کی ضرورت "نہیں۔۔میں اسے آج ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔

فہاد نے جبڑا بھینچتے کہا وہ خود اس بات سے بالکل انجان تھا کہ وہ اپنے دل کی بے تکی سی ضد میں الجھ کر رہ گیا ہے۔۔

زمین آسمان ایک کر دو لیکن وہ لڑکی مجھے آج ہی ملنی چاہیے۔۔"اس نے مزید" کہتے سخت لہجے میں حکم دیا۔۔

ٹھیک ہے ہو جائے گا۔۔" فہاد کے حکم حمزہ سر ہلاتے اسے مطمئن کر گیا جس پر "
فہاد اس کا کندھا تھپتھپاتے گاڑی میں سوار ہوا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سہ پہر ہوئی اور بلا آخر فہاد حمزہ کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچا جو کھلے آسمان تلے ایک شوٹنگ رینج ایریا تھا جہاں عالیہ نیلے شرٹ اور جینز کی بوٹم پینٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ چشمہ اور کانوں پر حفاظتی آلات چڑھائے ہاتھ میں پستول تھام کر نشانہ باندھے اپنے شوق کی تسکین میں مصروف تھی۔۔

وہ عالیہ کو دیکھ کر مسرور سا مسکرایا گویا اس کی جھلک فہاد کے وجود میں اطمینان اور سکون سا اتار گئی ہو۔۔

اسے اپنے کام میں مصروف پشت کی جانب سے دیکھ کر فہاد دبے پاؤں اس کی جانب قدم پڑھانے لگا جہاں عالیہ اپنی جانب بڑھتے قدموں کی آہٹ سن کر فوراً پلٹتی پستول کا رخ مقابل کی جانب کر گئی۔۔

فہاد نے خود کو پستول کا نشانہ بنتے دیکھ کر بھنویں اٹھاتے تھوک نگلا وہ کچھ سہم سا گیا جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔۔

یی۔۔یہ۔۔؟" وہ مدھم سا پستول کی جانب اشارہ کرتا لفظ ادا کر گیا۔۔"
گھبراؤ مت۔۔بلاوجہ جان نہیں لیتی میں۔۔!" فہاد کے چہرے پر تاثرات دیکھ" کر وہ مدھم سا طنزیہ مسکراہٹ پستول نیچے کرتے بولی۔۔

یہاں کیسے آنا ہوا۔۔اور اس جگہ کا کس نے بتایا۔۔؟" عالیہ نے نے چشمہ " اتارتے سوال کیا۔۔

کہتے ہیں کہ ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے۔۔آپ کو یہاں دیکھا سوچا"
کل کے حوالے سے کچھ بات چیت ہو جائے۔۔!"فہاد نے پینٹ کی جیب میں
ہاتھ کھسکاتے پر اعتماد انداز میں کہا۔۔

اس کے دل نے آج ہی عالیہ کو ایک جھلک دیکھنے کی ضد لگا رکھی تھی جس کے
لیے وہ جتن کرتا بلا آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔۔

مگر آپ کو پروجیکٹ کی ڈیٹیل نہیں مل سکے گی۔۔میرے بھی بزنس کے کچھ"
اصول ہیں چھٹی کے دن کوئی کام نہیں۔۔"عالیہ نے بے تاثر چہرہ لیے دوٹوک
انداز میں جواباً کہا وہ اپنی بات سے فہاد کے سارے ارادوں پر پانی پھیرتے پہلے
سے انکار کر گئی۔۔

آپ سے ملاقات ہو گئی یہی کافی ہے ڈیٹیل کے لیے یہی کہوں گا کہ اسے ای"
"میل میں بھجوا دیجیے گا۔۔

"تو یہاں آنے کا مقصد۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے فہاد کی بات پر نہایت تعجب میں مبتلا ہوتے سوال کر گئی۔۔

"یہاں کا سینئر ٹرینر میرا بہت اچھا دوست ہے اسی سے ملنا چاہتا تھا۔۔" اس نے جھوٹا بہانا بنایا۔۔

"اوا چھا۔۔" عالیہ نے اثبات میں سر ہلایا مگر اسے جواب کچھ تسلی بخش نہ لگا مگر ساتھ ہی کوئی فرق بھی نہ پڑا۔۔

"جی چلتا ہوں۔۔!" وہ آنکھوں پر چشمہ چڑھائے بے دلی سے اپنا جملہ کہہ گیا۔۔"

"اوکے۔۔"

"سی یو ٹو مارو۔۔"

اپنے آخری الفاظ ادا کرتا وہ بھوجل قدموں روانہ ہوا وہ پورے دن کی جتن کرنے کے بعد اس تک پہنچا تھا مگر عالیہ اپنے دوٹوک الفاظ سے ملاقات اس قدر مختصر کر دے گی اسے اس بات کا اندازہ نہ تھا۔۔

اسے جاتے ہوئے بھی آخری گمان تھا کہ شاید عالیہ اسے روک لے گی مگر اس کے سارے گمان غلط تھے اس تلخ مزاج لڑکی کی علی کے علاؤہ کبھی کسی مرد میں دلچسپی نہ تھی اور نہ ممکن ہو سکتی تھی۔۔

--------------سونی رائٹس---

جج کے سابقہ حکم کے مطابق ایک ہفتے بعد آج دوبارہ سماعت کے لیے تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں اور سابقہ پیشی میں موجود تمام افراد آج کی سماعت میں موجود اپنی اپنی جگہوں پر براجمان تھے۔۔

جج صاحب آج کا دن بہت اہم ہے۔۔ آج ہم کچھ ایسے ثبوت پیش کرنے جا" رہے ہیں جس سے اس کیس کا رخ پوری طرح سے بدل جائے گا۔۔"رابعہ اپنی کرسی سے اٹھ کر جج کو مخاطب کرتے عدالتی کمرے میں قدرے بلند آواز سے گویا ہوئی۔۔

آئی آبجیکٹ جج صاحب۔۔! مجھے تو سمجھ نہیں آتی سارا کیس ہم نے تمام ثبوتوں" اور گواہوں کو پیش کرنے کے بعد حل کر دیا تھا تو اب انہیں اور کیا پیش کرنا ہے۔۔؟ مجھے تعجب ہوتا ہے۔۔ مگر یاد رہے دولت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا "یہاں۔۔

مخالف وکیل سلیمان نے رابعہ کا جملہ سن کر فوراً اپنی جگہ سے اٹھتے جج کو اور آخری جملے میں رابعہ کو گھور کر مخاطب کرتے بولا۔۔

آپ کی دلیل اور اعتراض موثر نہیں ہے۔۔ آبجیکشن آور رول۔۔"جج نے" سلیمان کو سرد لہجے میں مخاطب کیا۔۔

جج صاحب میں یہاں کٹہرے میں ڈی ایس پی فہیم کو بلانے کی اجازت چاہوں گی۔۔" رابعہ نے جج کو مخاطب کرتے مؤادبانہ انداز میں کہا۔۔

"اجازت ہے۔۔"

"بہت شکریہ۔۔"

جج نے اثبات میں سر ہلاتے جواباً کہا جس پر رابعہ خیر مقدم کرتے فہیم کی جانب متوجہ ہوئی جو چلتے ہوئے کٹہرے تک پہنچا۔۔

"ڈی ایس پی صاحب۔۔ جیسا کہ یہ کیس انسپکٹر اشرف کے بعد آپ کو ملا ہے تو بتائیں کہ اشرف کے پولیس اسٹیشن میں علی پر حملے کی کیا وجوہات بنی۔۔؟"

رابعہ نے فہیم کے کٹہرے کے قریب پہنچ کر سوال کیا۔۔

آخر اس سوال کی کیا تک ہے یہ سراسر وقت برباد کیا جا رہا ہے جج صاحب ان" سے کہیں کہ ثبوت پیش کریں۔۔" سلیمان رابعہ کے عمل پر دوبارہ طیش سے کھڑا ہوتا بدمزاجی سے جج کو مخاطب کر گیا۔۔

مہربانی فرما کر تحمل کا مظاہرہ کیجئے اور اپنی جگہ پر تشریف رکھیں عدالت کی" "کاروائی میں مسلسل خلل ڈال کر وقت آپ ضائع کر رہے ہیں۔۔
جج نے تلخ مزاجی سے سلیمان کو مخاطب کیا یہ عمل دیکھ کر عالیہ بھی گہری سانس کھینچتے بیزاری سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

میرے قابل دوست سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ناانصافیوں کے" تذکرہ عدالت میں ہی کیا جاتا ہے۔۔ یہاں ہم ہر چیدہ چیدہ ناانصافی کو بیان کریں گے کیس کے ہر پہلو پر بحث کریں گے تاکہ مکمل سچ باہر آئے اور میرے کلائنٹ کو مکمل انصاف ملے۔۔" رابعہ نے ہاتھ پیچھے باندھ کر گردن اونچی کرتے ایک انداز سے سلیمان کو مخاطب کیا۔۔

فہیم صاحب۔۔آپ اپنی بات شروع کیجئے۔۔"رابعہ نے اگلے جملے میں فہیم کو" مخاطب کیا جس کی بے تاثر سی نگاہیں اپنے روبرو مجرم کے کٹہرے میں کھڑے علی پر ٹکی تھیں۔۔

جیسے ہی شاہ کو گرفتار کیا گیا اسی رات تقریباً دو سے تین بجے کچھ غنڈوں نے" اہلکاروں کے لباس میں ملبوس لاک اپ کے اندر گھس کر شاہ پر حملہ کیا وہ انہیں بری طرح زخمی کرنا چاہتے تھے جس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔۔ جب یہ کیس مجھے ملا تو ہم نے پولیس اسٹیشن کے اندر و باہر کی کئی سی سی ٹی وی فوٹیجز حاصل کیے اور ان افراد کی تلاش بھی جاری ہے۔۔"اس نے جج کی جانب دیکھ کر درمیانی سی آواز اور سنجیدہ لہجے میں کہا جسے سلیمان بدمزاجی سے دیکھ رہا تھا۔۔

جج صاحب وہ تمام فوٹیجز اس لیپ ٹاپ میں موجود ہیں ملاحظہ کیجئے۔۔"فہیم کی تفصیل کے بعد رابعہ نے لیپ ٹاپ جج کو پیش کرتے مخاطب کیا۔۔

"یہ بات سامنے لانے اس کا ذکر کرنے اور فہیم سے احوال سننے کا مقصد صرف یہی تھا کہ کوئی بہت باریکی سے علی شاہ کو اس کیس میں مجرم بنانے اور بری طرح پھنسانے کی کوشش کر رہا۔۔
نہ صرف اس کیس میں بلکہ ان دنوں کئی کیسز میں ان کو مجرم ثابت کرنے کی سازش جاری ہے۔۔"

"آبجیکشن جج صاحب۔۔ کیا فرقان کے کیس میں بھی شاہ صاحب کو پھنسایا جا رہا تھا۔۔؟ان کی بات میں کوئی صداقت نہیں۔۔سچ یہی ہے کہ شاہ ایک کرمنل مائنڈ رکھنے والا انسان ہے۔۔"
سلیمان یک دم اپنی جگہ سے پھر اٹھتا علی کی جانب اشارہ کرتے بولا۔۔

"جج صاحب اس کیس کی اصلیت اور مزید تفصیل لینے کے لیے مجھے کٹہرے میں شاہ کی اہلیہ کو بلانے کی اجازت دیں۔۔!" رابعہ نے جواباً جج کے ڈیسک کے قریب قدم بڑھاتے کہا۔۔

"اجازت ہے۔۔"

جج نے اثبات میں سر ہلاتے جواب دیا جس پر عالیہ جو آج سیاہ ہائی ویسٹڈ پلیٹڈ ٹراؤزر کے ساتھ آف وائٹ ٹک ان بٹن ڈاؤن شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ پہنے بال باندھے ہوئے ہلکے میک اپ کے ساتھ اس کی شخصیت بے حد خوبصورت اور پروفیشنل لگ رہی تھی اپنی جگہ سے اٹھتی کٹہرے کی جانب بڑھی۔۔

"عالیہ صاحبہ! ہمیں بتائیں کہ شخصیت کے لحاظ سے شاہ صاحب کس قسم کے انسان ہیں کیا وہ ایک کرمنل مائنڈ رکھتے ہیں کبھی کوئی شدت پسندی کرتے ہوئے آپ نے پایا ہے۔۔"

رابعہ نے کٹھرے کے قریب پہنچ کر عالیہ کی جانب دیکھتے کہا جبکہ عالیہ مقابل کٹھرے میں اپنے شوہر کو محویت اور سرد نظروں سے کھڑا دیکھ رہی تھی جو براؤن پینٹ وائٹ نک ٹورٹل شرٹ پر براؤن بلیزر کوٹ پہنے اسی داہنے ہاتھ میں پلاسٹر پر سلنگ چڑھائے باوقار اور پر اعتماد انداز میں کھڑا تھا۔۔

"جی نہیں میرے ہسبنڈ آج کی سچویشن سے بہت مختلف انسان ہیں میں حیرت زدہ تھی کہ ایک ایسے انسان پر اتنے بڑے الزامات لگائے بھی کیسے گئے اس لیے نہیں کہ وہ معروف ہیں بلکہ اس لیے کہ اس کی شخصیت اور کیسز کے درمیان بہت تضاد ہے یہ ایک کول مائنڈڈ اور پوزیٹو پرسنیلٹی کے مالک ہیں اور آگر اس بات میں صداقت محسوس نہیں ہوتی تو میں یہی کہنا چاہوں گی کہ کوئی بھی چھ سالوں تک مستقل دکھاؤا نہیں کر سکتا۔۔"

اس نے مقابل کٹھرے میں موجود اپنے شوہر کی آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں کہا اور آخری جملوں میں وہ رابعہ کی جانب دیکھنے لگی۔۔

اس کے تعریفی لفظوں پہ علی مسکراہٹ دبائے گہری سانس بھرتے مسلسل اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا اسے اس لمحے میں اپنی بیوی پر بے حد پیار آیا اور اسے بے انتہا فخر بھی محسوس ہوا۔۔

"جج صاحب اب ان کی شخصیت کے متعلق میں ایک اور گواہ کو پیش کرنے کی اجازت چاہوں گی۔۔" رابعہ نے جج کو مخاطب کیا جبکہ عالیہ رابعہ سے اجازت لے کر وہاں سے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھنے کے لیے روانہ ہوئی لیکن علی اب بھی اسکا نظروں سے تعاقب کرتا محویت سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"اجازت ہے۔۔"

"تو جناب ماریہ خان صاحبہ آپ کا کتنا عرصہ ہو گیا شاہ کے ساتھ کام کرتے ہوئے۔۔" رابعہ نے علی کی اسسٹنٹ کو کٹہرے میں لا کر سوالیہ مخاطب کیا۔۔

مجھے پانچ سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔۔"رابعہ کے جانب دیکھتے اس نے" جواباً کہا جو سیاہ و سفید آفس سوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔

تو آپ نے اس دورانیے میں انہیں کیسا پایا انکا سلوک بلخصوص اپنی فی میل" "اسٹاف کے ساتھ کیسا ہے۔۔؟

میں کسی کے حق میں نہیں بولوں گی مگر اس عرصے میں، میں نے سر کو بہت" بہتر پایا وہ بہت علیٰ ظرفی ہیں اور خواتین اسٹاف سے انکا بے حد ریسپیٹفل رویہ رہا ہے۔۔"رابعہ کے سوال پر وہ وضاحت دیتے بولی۔۔

جج صاحب ایک ایسے شخص پر اس طرح کا کیس واقعی حیرت انگیز بات ہے یہ تو" ہوئی زبانی بیان اب ہم یہاں آپ کو کچھ ثبوت پیش کریں گے جس سے یہ کیس "بالکل حل ہو جائے گا۔۔

اس کے ثبوت لفظ پہ سلیمان آنکھیں پھاڑے حیرت میں مبتلا ہوا جبکہ کمرے عدالت میں موجود تمام لوگوں کی دلچسپی اور توجہ مزید گہری ہوتی چلی گئی۔۔

"یہ لیپ ٹاپ کی اسکرین پر آپ کچھ چیٹ میسجز ملاحظہ کر سکتے ہیں جس سے آپ کو سمیرا اور علی کے درمیان تعلقات کا اندازہ ہو گا۔۔ ساتھ ہی یہ کال ریکارڈنگ بھی سنیے جو آخری دفع علی کی سمیرا سے گفتگو ہوئی۔۔"

لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے جج نے کال ریکارڈنگ سننے کی شروعات کی جو کمرہ عدالت میں گہری خاموشی پر تمام افراد کو صاف سنائی دینے لگی۔۔

"ہیلو۔۔؟"

"ہہہ۔۔ ہیلو۔۔ عع۔۔ علی۔۔!"۔۔

"کیا ہوا سمیرا تم ٹھیک تو ہو۔۔؟"

"کک۔۔کچھ۔۔کچھ لوگ مم۔۔میرے گھر میں زبردستی گھس آئے ہیں
مم۔۔مجھے تمھاری مدد چاہیے پلیز بچالو مجھے پلیز۔۔!"

"اچھا میری بات سنو تم بالکل پریشان مت ہوں گھبراؤ مت میں ابھی آرہا ہوں
تمھارے پاس۔۔"

تمام لوگوں نے ریکارڈنگ سنی اور سکتے میں مبتلا ہوئے جبکہ جج اپنے ساتھ اس حوالے سے فیصلہ تحریر کرنے میں مصروف ہوا دوسری جانب سلیمان کے چہرے پر بھی پسینے عیاں ہونے لگے، فریحہ اور سیمرا کے والدین بھی اس ریکارڈنگ پہ کچھ حیرت زدہ ہوئے۔۔

"یہ اگلی اور آخری ویڈیو۔۔ سمیرا کے گھر کے باہر کی سی سی ٹی فوٹیج ہے جہاں سے چار لوگوں نکلنے کے بعد علی کے داخل ہونے اور اس کے چند لمحوں بعد پولیس کی آمد کو صاف دیکھا جا سکتا ہے۔۔"

"وٹ۔۔؟"

رابعہ نے جج کو مخاطب کرتے اپنی بات مکمل کرتے ہاتھ پیچھے باندھے سلیمان بھی ششدر رہوتا آنکھیں پھاڑے اب جج کو دیکھنے لگا جبکہ جج نے عینک چڑھائے ویڈیو کو محویت سے دیکھنا شروع کیا۔۔

کیس کے مخالفین اور حمایتی تمام لوگ ان آخری ثبوتوں پر نہایت حیرت زدہ ہوئے۔۔ آخر یہ بازی اچانک کیسے پلٹی سب اسی سوچ میں مبتلا تھے۔۔

جج نے ویڈیو دیکھنے کے بعد اگلے پچھلے تمام ثبوتوں کا دوبارہ جائزہ لیا کمرے میں کچھ دیر ہلکی ہلکی چہ مگوئیاں ہونے کے بعد اب پھر سے مکمل خاموشی چھائی۔۔

رابعہ پراعتماد انداز میں علی کو دیکھ کر پلٹتے کرسی پر براجمان عالیہ کو دیکھ کر اسے اپنی نگاہوں سے مطمئن کرنے لگی جو تیز رفتار دھڑکنوں کے ساتھ بھنویں اٹھائے سوالیہ نظروں سے اپنی وکیل کو دیکھ رہی تھی۔۔

جج نے کچھ دیر تحریری عمل کو جاری رکھنے کے بعد پین پر ڈھکن چڑھایا جس کی آواز گہری خاموشی میں سب کو اپنی جانب متوجہ کر گئی۔۔

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت علی فیصل شاہ کو فوراً رہائی کا حکم سناتی ہے اور اس کیس کے حوالے سے اصل مجرمان کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لیے اس کی تمام تفتیش کو جاری رکھنے کا بھی حکم صادر کرتی ہے۔۔"

"کیا۔۔؟"

جج نے پین پر ڈھکن چڑھاتے بھاری رعبدار آواز میں اپنا فیصلہ سنایا اور آخری لفظوں میں عینک اتارا جج کا فیصلہ سن کر کمرہ عدالت میں کچھ افراد خوش کچھ

حیرت زدہ ہوئے انہی میں موجود فریحہ نے بے ساختہ لفظ ادا کرتے اپنے وکیل سلیمان کی جانب دیکھا جو مایوس سا چہرہ لیے مدھم سا افسوس میں سر ہلا گیا۔۔

"شکر الحمد۔۔!" مجرم کے کٹہرے میں کھڑا علی فوراً اوپر کی جانب نظریں کیے خود سے مدھم انداز میں ہمکلام ہوا اور آگلی نظر اس نے اپنی زوجہ پر ٹکائی جو پر مسرت انداز میں مسکراتے اپنے پہلو میں بیٹھی بینش اور ماریہ سے نگاہوں کا تبادلہ کر رہی تھی وہ آج پہلی بار اتنے عرصے بعد مسکرائی تھی جس نے اس کے حسن کو مزید نکھار بخشا۔۔

اس نے اگلے ہی لمحے علی کی جانب دیکھا جو پہلے سے اس پر گہری نظر جمائے ہوئے تھا عالیہ کی توجہ اپنی جانب محسوس کرتے ہی وہ آنکھ مار کر مدھم مسکرایا جسے دیکھتے عالیہ کی خوبصورت مسکراہٹ فوراً سمٹی۔۔

تمام لوگ اپنی جگہ سے اٹھنا شروع ہوئے علی بھی باوقار انداز میں کٹہرے سے اتارتا اپنے حمایتیوں کی جانب بڑھا جو قریب کھڑے اسے بیتاب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

آج اس کی جیت کا دن تھا جس کا واحد ذریعہ اس کی بیوی بنی تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

تمام لوگ کمرہ عدالت کے باہر علی کے منتظر ہوئے جبکہ عدالتی احاطے میں صحافیوں کی موجودگی کی خبریں بھی سامنے آنے لگی۔۔

کنگراچولیشنز۔۔فائنالی ہم جیت گئے۔۔اب تو خوش ہو ناں۔۔!"رابعہ سیاہ وکالت کا کوٹ پہنے ہاتھ میں فائلز لیے عالیہ کے قریب پہنچتے گویا ہوئی جو بے ساختہ اس کے گلے لگی تھی۔۔۔

بہت سکون میں ہوں اب۔۔ بہت شکریہ تمھارا۔۔"اس نے اپنی جذبات اور کیفیت کا اظہار کرتے کہا اور رابعہ سے الگ ہوئی جبکہ دریں اثناء علی بھی ان کے قریب پہنچا۔۔

"یہ سب تمھاری محنت اور سپورٹ سے ہوا ہے باقی کیس لڑنا تو میرا کام ہے۔۔"رابعہ نے اس کے کندھے تھامتے کہا جسکا جملہ علی نے بھی سنا۔۔ "ٹھیک کہہ رہی ہیں مس رابعہ۔۔"وہ قریب پہنچ کر عالیہ کے چہرے کو تکتا اسے مخاطب کر گیا جواب تک تمام لوگوں میں سب سے پہلے صرف اسی سے مخاطب ہوا تھا۔۔

عالیہ نے اسے اپنے سامنے پایا تو مسکراہٹ اور پر مسرت لہجہ سمیٹ کر سرد کیا وہ اس کا جملہ بھی نظر انداز کرتے محض اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔

آزادی بہت مبارک ہو تمھیں۔۔!!" کچھ فاصلے پر موجود بینش نے علی کو" مخاطب کرتے پر مسرت لہجے میں کہا۔۔

" شاہ صاحب آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔۔"

" شاہ جی بہت مبارک۔۔"

"! کنگراچولیشنز سر۔۔"

بینش کو سن کر وکیل رابعہ نے بھی پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے مدھم مسکرا کر کہا ساتھ ہی فہیم اور ماریہ بھی علی کو مخاطب کر گئے۔۔

بہت شکریہ۔۔ ویسے تو جیت کی کئی وجہ ہے کافی لوگوں کی مدد تھی مگر سب" سے بڑی وجہ یہی ہے۔۔" علی نے اپنی زوجہ کی جانب ہاتھ کا اشارہ کرتے کہا جو اسے مسلسل دیکھ رہی تھی اس جملے پر نظریں چرا گئی۔۔

بالکل اس میں کوئی شک نہیں۔۔!!"رابعہ نے مسکراتے عالیہ کو دیکھ کر" جواب دیا تو اسسٹنٹ ماریہ بھی مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

بہت مبارک ہو میری جان بہت خوشی ہوئی تمھاری رہائی کا سن کر۔۔"دانیال" علی کے قریب پہنچ کر گلے لگاتے اس کی پیٹھ تھپتھپا کر گویا ہوا۔۔

"بہت شکریہ۔۔ بابا تمھارے ساتھ تھے۔۔ کہاں ہیں۔۔؟ "
علی نے دانیال کو الگ کرتے سوال کیا کہ اتنے میں فیصل شاہ کو اس نے دانیال کے عقب میں پایا۔۔

بابا۔۔!"وہ لپک کر والد کے گلے لگا اور اپنی آنکھیں بھی نم کر گیا۔۔"
میرے شیر۔۔رہائی کا سن کر عرصے بعد بہت سکون ملا ہے میرے دل" کو۔۔!"فیصل شاہ نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے بھاری آواز میں جواب دیا۔۔

"!یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔۔"

"!!صرف ہماری دعائیں نہیں۔۔"

بیٹی تمھارے ساتھ نے بھی ان مراحل کو میرے بچے کے لئے بہت آسان کیا"

"۔۔میں چاہ کر بھی تمھارا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتا۔۔

والد اسے اس کے جملے پر خود سے الگ کرتا عالیہ کے قریب پہنچ کر اس سے مخاطب ہوا جو چند قدم فاصلے پر یہ جذباتی منظر دیکھ رہی تھی۔۔

ایسا مت کہیں بابا۔۔جہاں ناانصافی ہو رہی تھی وہاں انصاف کرنا ہمارا فرض" تھا۔۔"اس نے فیصل شاہ کو سنجیدگی سے معقول و مختصر سا جواب دیا۔۔

تمھیں رہائی ملی ہے لیکن کیس اب بھی جاری ہے۔۔"دانیال نے علی کو" مخاطب کرتے اس کی توجہ حاصل کی جسے سن کر باقی لوگ بھی اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

جی بالکل کوئی بہت شاطرانہ انداز سے آپ کو پھنسا کر ہر معاملے سے بچ نکلتا" ہے۔۔" فہیم نے دانیال کی بات سے اتفاق ظاہر کیا۔۔

یہ جو بھی ہے اب زیادہ دیر تک چھپ نہیں سکتا۔۔اب اس سارے معاملے پر" میری گہری نظر رہے گی۔۔" علی نے رعبدار آواز میں کہااس دوران اس نے ماتھے پر سلوٹیں بھی ابھریں۔۔

"اور ہر قدم اُٹھانے سے قبل احتیاط بھی کیجیے گا۔۔"

رابعہ نے اسے ہدایت دی جس پر فیصل شاہ اثبات میں سر ہلا گیا اسی دوران فریحہ سمیرا کے والدین اور اپنے وکیل کے ہمراہ راہداری سے گزری جس کی نظر علی پر پڑی اور اس نے نہایت غصیلی نگاہوں سے علی کو گھورا۔۔

میڈیا والوں سے بات کرنا چاہو گے۔۔؟" دانیال نے اسے دوبارہ مخاطب" کیا۔۔

کانفرنس بلاؤں گا ابھی۔۔تب تک تم انہیں سر سری بریف دے دینا۔۔یہ "
"لوگ ہم سے زیادہ مضطرب اور بے چین تھے اس کیس کو لے کر۔۔

"!ہاہاہاہا۔۔"

وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے خوشگوار انداز میں گویا ہوا جس کے جملے پر دانیال اور بینش نے قہقہہ لگایا جبکہ عالیہ کے علاوہ دیگر ساتھی بھی مسکرا گئے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر ہونے کو تھی شاہ انڈسٹریز کے کانفرنس روم تمام میڈیا صحافی علی شاہ کی آمد کے منتظر تھے ساتھ ہی ان کے درمیان مسلسل چہ مگوئیاں بھی عروج پر تھیں۔۔

علی فیصل شاہ کی رہائی۔۔یہ بزنس کی دنیا کے لیے ایک اچانک اور ایک بہت بڑی خبر تھی جس نے آہستہ آہستہ پھیلتے ساتھ ہی تہلکہ مچانا شروع کر دیا تھا۔۔

کچھ دیر گزری تھی کہ بلا آخر علی دانیال اسسٹنٹ ماریہ اور اپنی لیگل ٹیم کے ہمراہ باوقار انداز میں لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اپنے آفس کے کانفرنس روم پہنچا، جہاں قدم رکھتے ہی وہ پرکشش مرد تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا اور کمرے میں یک دم خاموشی چھائی۔۔

وہ درمیان والی کرسی پر براجمان ہوا اپنے باہنے ہاتھ سے مائیک ٹھیک کیا اور سرسری تمام صحافیوں پر نظریں دوڑاتے ان کا جائزہ لیا۔۔

جیسا کہ آپ سب بخوبی واقف ہیں کہ کچھ دنوں سے شاہ انڈسٹریز کو زوال پذیر کرنے کی سازشیں زوروں پر تھیں۔۔!" وہ ٹیبل پر کہنی ٹکائے صحافیوں سے بھاری آواز اور سنجیدہ لہجے میں مخاطب ہوا۔۔

"اسپیشلی مجھے ہر جانب سے ٹارگٹ کیا جا رہا تھا۔۔"

"اینڈ تھینکس ٹو دا میڈیا۔۔ کہ آپ لوگوں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔ میری ریپوٹیشن کو خاک میں ملانے کی۔۔" وہ رعبدار سرد لہجے میں انہی صحافیوں کی جانب ہاتھ کا اشارہ کرتے گویا ہوا جس پر کافی صحافی نظریں چرانے پر مجبور ہوئے۔۔

"بٹ اب سب کچھ کلیئر ہو چکا ہے۔۔ تو جو جو اس جرم ملوث تھا نہ صرف انہیں بلکہ غلط افواہوں کو ہوا دینے والے بھی اب شاہ انڈسٹریز کے غضب سے نہیں بچ پائیں گے۔۔"

اس نے دوٹوک الفاظ میں عزم ظاہر کرتے اپنی مٹھی بھینچتے ٹیبل پر ٹکائی جس کے جملے سن کر کئی صحافیوں نے تھوک نگلتے حلق تر کیا۔۔

"سر کیا آپ کو ان حادثات کے حوالے سے کسی پر شک ہے۔۔؟" ایک صحافی نے بات بدلنے کی غرض سے مدھم آواز میں سوال کیا۔۔

"یقیناً یہ مخالفین کی جانب سے کیا گیا وار تھا اور جیسا کہ میں نے کہا۔۔ قانونی لحاظ سے اس کا پلٹ کر جواب بھرپور انداز میں دیا جائے گا۔۔"
اس نے نہایت سنجیدہ لہجے میں صحافی کو جواباً مخاطب کیا جس کی بات پر اس کے پہلو میں بیٹھے دانیال نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

"سر افواہوں میں یہ بات بھی مسلسل گردش کرتی رہی کہ آپ کی اہلیہ نے علیحدگی اختیار کر لی ہے ان افواہوں میں کتنی صداقت ہے۔۔؟" خاتون صحافی نے متجسس انداز میں سوال کیا۔۔

"ویسے تو یہ میرا پرسنل معاملہ ہے لیکن چونکہ آپ لوگوں اس قدر فکر لاحق ہے تو واضح کر دیتا ہوں کہ ہم اب بھی ایک ہیں۔۔ انفیکٹ انہوں نے ہی سارے کیس میں مدد کی اور میرا ساتھ دیا اس بات سے میڈیا والے بخوبی واقف بھی ہیں اور میں اپنی بیوی کی اس سپورٹ پر اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔۔"

علی نے وضاحت دیتے خاتون سمیت تمام صحافیوں کو خاموش کرایا اور یوں جواب دیا کہ اس متعلق مزید سوالات کی گنجائش ختم کر ڈالی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

جینز کی پینٹ اور گہری بلو شرٹ پہنے وہ اپنے آفس کے کیبن میں کھڑا سگریٹ کا کش لگاتا دیوار پہ نصب ایل سی ڈی پر علی کی پریس کانفرنس کے لائیو مناظر غصے سے انگار آنکھیں لیے دیکھ رہا تھا۔۔

"اور میں اپنی بیوی کی اس سپورٹ پر اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔۔"

اس نے ٹی وی پر علی کا اپنی زوجہ کے متعلق کہا گیا جملہ بے دلی سے سنا جسے سنتے ہی اس نے مٹھیاں بھینچیں، اسے احساس ہوا کہ جس لڑکی کی ایک جھلک کے لیے

وہ اس قدر دیوانہ بنا پھرتا ہے وہی لڑکی در حقیقت اس کے دشمن کی دسترس میں ہے اور اسی کے نام سے جڑی ہے۔۔

اہھھھہ!!" یہ خیال آتے ہی اس نے ٹیبل پر پڑا کانچ کا گلاس اٹھا کر فوراً ایل سی ڈی پر مارتے غرایا جس کے ایک ہی زوردار وار سے ایل سی ڈی کی اسکرین سے ٹوٹتے یک دم بند ہوئی۔۔

علی تم میرے وار سے اتنی آسانی سے کیسے بچ سکتے ہو۔۔؟" وہ پلٹ کر گہری سانسیں لیتا زمین کی جانب دیکھ خود سے گویا ہوا۔۔

ناممکن ہے یہ۔۔اپنی ایک جیت پر اتنا مت اتراو۔۔میں کہیں کا نہیں چھوڑوں گا تمھیں۔۔یہ لڑائی تب تک جاری رہے گی جب تک میں مکمل برباد نہ کر دوں تمھیں۔۔۔اتنی آسانی سے بخشش نہیں ہو گی تمھاری۔۔

وہ مزید خود سے گویا ہوا جبکہ اس کی سانسیں اب بھی غصے سے پھولی ہوئی تھیں اور چہرہ بھی سرخ تھا وہ اب آگے کیا کر سکتا تھا اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہ تھا۔۔

۔

۔

"!خوش آمدید میری جان۔۔"
شام ہونے کو تھی وہ شاہ فام ہاؤس لان کے کارپورچ میں گاڑی کھڑی ہونے کے بعد ملازم کو دروازے کھولنے سے روکتا فوراً خود گاڑی کا دروازے کھول کر پر مسرت انداز میں گویا ہوا۔۔

تم نے مجھے اتنی جلدی میں کیوں بلایا۔۔ سب کچھ ٹھیک ہے۔۔؟" عالیہ گاڑی" سے نکلتے متعجب انداز میں سوال کر گئی۔۔

کیس کا فیصلہ ہو جانے کے بعد سارے گھر والے آج یہاں مجھ سے ملنے آئیں "ہیں۔۔ تمھیں بہت یاد کر رہے تھے اس لیے میں چاہتا تھا کہ تم یہاں آ کر اس بہانے ان سے ملاقات کر لو۔۔"اس نے باہنے ہاتھ سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے کہا۔۔

دریں اثناء لاؤنج کے صوفے براجمان گھر والوں میں ثمینہ بیگم کی نظریں مرر وال سے ہوتی ہوئی کار پورچ پر ٹکرائی جہاں اتنے عرصے بعد یوں عالیہ کو گاڑی کے قریب علی سے گفتگو کرتے دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔۔

مجھے لگتا ہے کہ اس ملاقات کی ضرورت نہیں تھی۔۔"وہ نظریں اس کے" چہرے سے پھیر کر سرد لہجے میں بولی۔۔

"!نہیں تمھیں غلط لگتا ہے۔۔ میں۔۔"

"!آرے عالیہ بیٹی۔۔"

اس سے قبل کے علی مزید کچھ کہتا ثمینہ بیگم ان تک پہنچ کر عالیہ سے مخاطب ہوئی جبکہ دیگر گھر کے افراد بھی لان کی جانب آنے لگے۔۔

بھابھی یہاں آؤ دیکھو ہماری بیٹی آئی ہے۔۔"ثمینہ بیگم نے پر مسرت انداز میں" پلٹ کر شبانہ بیگم کو مخاطب کیا جو ان کے عقب سے انھی کی جانب بڑھ رہی تھی جبکہ عالیہ نے اِسی دوران اپنے شوہر کو سرد مہری سے دیکھا جس کے چہرے پر آج بے تحاشا خوشی عیاں تھی۔۔

السلام و علیکم پھوپھو۔۔"علی کو دیکھنے کے بعد وہ بناوٹی مسکراہٹ لیے ثمینہ" بیگم سے مخاطب ہوئی۔۔

ماشاءاللہ و علیکم السلام بیٹی کیسی ہو۔۔"اپنے مخاطب ہونے پر وہ دوبارہ عالیہ کی" جانب پلٹتے اسے گلے لگا کر مخاطب ہوئی۔۔

"کیسی ہو میری جان۔۔"شبانہ بیگم بھی اس تک پہنچ کر مسکراتے گویا ہوئی جسے سن کر عالیہ ثمینہ بیگم سے الگ ہوئی۔۔

"السلام و علیکم امی۔۔"وہ شبانہ بیگم کے گلے لگ کر اسے مخاطب کر گئی۔۔

"و علیکم السلام میری جان آنکھیں ترس گئیں تھیں تمھیں دیکھنے کو۔۔ کیا اس کے ساتھ ہمیں بھی پرایا کر دیا تم نے۔۔"
شبانہ بیگم نے علی کی جانب اشارہ کرتے کہا اس دوران ان کی آنکھوں میں نمی بھی اتری تھی جبکہ علی نے مدھم مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔

"نہیں امی ایسی بات نہیں ہے آپ مجھے بتائیں آپ کیسی ہیں۔۔"عالیہ نے بات بدلنے کی غرض سے سوال کیا۔۔

"تمھیں دیکھ لیا اب بالکل ٹھیک اور مطمئن ہوں۔۔ میری امرحہ کیسی ہے۔۔؟"

"وہ بھی ٹھیک ہے۔۔"

"!بھابھی۔۔"

اس نے رسماً مسکراتے کہا اسی دوران سارہ بھی لان میں ان تک پہنچی اور عالیہ کو مخاطب کر گئی جسے دیکھ کر عالیہ کی بناوٹی مسکراہٹ بھی فوراً سمٹی اور اسے سارہ کے متعلق کچھ دن قبل سنے گئے جملے یاد آنے لگے۔۔

اس کے بعد ان کے بہنوئی فرقان صاحب نے ان کے خلاف مقدمہ درج"

"کیا۔۔

جی علی شاہ نے ان کے گھر میں گھس کر ان کی جان لینے کی کوشش کی جس پر"

"انہوں نے بھی پچھلے دنوں میں اٹیمپٹ آف مرڈر کا کیس کیا تھا شاہ پر۔۔

"!تم نے ٹھیک سنا سارہ کو طلاق ہو گئی ہے۔۔"

وہ سارہ کو دیکھ کر خاموش بس اس کی عمر اور اس کی آزمائش پر افسوس کر رہی تھی وہ دونوں خاندانوں میں سب سے چھوٹی تھی نازوں سے پلی مگر کسے علم تھا کہ اس ایک شخص کی وجہ سے اس کے مقدر میں تارکی آئی گی۔۔

بھابھی بہت مس کیا میں نے آپ کو۔۔" وہ عالیہ کے گلے لگ کر گویا ہوتی اسے" تمام خیالات سے باہر نکال گئی۔۔

تم ٹھیک ہو ناں۔۔" عالیہ نے اس کے چہرے کو تھام کر فکریہ لہجے میں پوچھا" اس کے بدلتے لہجے پر سب متعجب انداز سے عالیہ کو دیکھنے لگے۔۔

جی بھابھی مجھے کیا ہو گا۔۔" اسے عالیہ کے سوال پر حیرانگی ہوئی کیونکہ وہ اس" وقت اس کی دلی کیفیت سے واقف نہیں تھی۔۔

آؤ چلو اب ہمارے ساتھ بھی کچھ دیر بیٹھو۔۔"ثمینہ بیگم نے عالیہ کی کلائی تھام" کر لاؤنج کی جانب اشارہ کیا جس پر وہ ایک بار پھر علی کی جانب دیکھنے لگی جواب بھی عنابی لبوں پر تبسم سجائے ہوئے تھا۔۔

"آرے آؤ ناں کیا سوچ رہی ہو۔۔"

" چلیں ناں بھابھی پلیز۔۔ ہمیں اچھا لگے گا۔۔"

گھر والوں کے اصرار پر وہ اثبات میں سر ہلاتے انہی کے ساتھ لاؤنج کی جانب روانہ ہوئی جبکہ علی اسے جاتا دیکھ کر گہری سانس بھرتے دل میں اب اچھے مستقبل کی امید جگا گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شام مکمل ڈھلی تھی شاہ کے فام ہاؤس میں اب رات کے کھانے کی تیاریاں شروع ہوئیں تمام افراد منتشر ہو کر اپنے شغل میں مصروف ہوئے۔۔

جبکہ عالیہ نے گیسٹ روم کی جانب قدم بڑھاتے لان میں تنہا کرسی پر بیٹھی سارہ کو دیکھا جسے اکیلا دیکھ کر اب اس نے لاؤنج سے نکلتے اس سے مخاطب ہونے کا ارادہ کیا۔۔

"یہاں اکیلے بیٹھی ہو۔۔ سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟" وہ لان میں سارہ کے قریب کھڑی ہو کر فکریہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"جی بھابھی میری دوست کی کال آگئی تھی اس سے بات کر رہی تھی۔۔ آئیں ناں بیٹھیں۔۔!" اس نے نرم خوشگوار لہجے میں جواباً کہا جس کی بات پر عالیہ اثبات میں سر ہلاتے کرسی پر اس کے روبرو براجمان ہوئی۔۔

"مجھے گیسٹ روم سے کچھ سامان لینا تھا امرحہ کا تمھیں دیکھا تو سوچا تم سے بات کر لوں۔۔ کیونکہ میں چاہتی تھی کہ تم سے میری کچھ دیر اکیلے میں بات ہو سکے۔۔"

عالیہ نے اپنی بات مکمل کی جسے سن کر سارہ بھی متعجب ہوئی مگر خاموش رہی۔۔

"میں جانتی ہوں جو تمھارے ساتھ ہوا۔۔ تمھارے دکھ کا مداوا نہیں کر سکتی میں۔۔ مگر یہ کہوں گی کہ ہم سب ہمیشہ تمھارے ساتھ ہیں تمھاری فکر کرتے ہیں تمھاری پرواہ کرتے ہیں۔۔" عالیہ نے مزید کہا وہ اسے دلاسہ دینا چاہتی تھی

"جانتی ہوں بھابھی اور میں نے بھی محسوس کیا ہے آپ کافی پریشان ہیں میرے لیے۔۔ میری پرواہ کر رہی ہیں یہ دیکھ کر مجھے بہت حوصلہ ملا بہت تسلی ہوئی۔۔" سارہ نے جواباً کہا وہ واقعی پرسکون محسوس کر رہی تھی خود کو۔۔

"مگر اس سب کی وجہ کیا بنی۔۔ تم سے حقیقت جاننا چاہتی ہوں میں۔۔" عالیہ نے فکریہ لہجہ اپنایا۔۔

مجھے جب تک چوٹ پہنچائی تب تک میں نے برداشت کیا مگر پھر وہ میرا استعمال "
کر کے بھائی کو چوٹ پہنچانا چاہتے تھے تو اس لیے ہمارا الگ ہونا ہی بہتر تھا وہ شخص
میرے لیے ٹھیک ثابت نہیں ہوا۔۔ میرا دکھ اتنا بڑا نہیں ہے اور میں اب
سنبھل چکی ہوں۔۔ مگر۔۔ "وہ تفصیل دیتے دیتے رکی۔۔

" مگر کیا۔۔؟"

بھابھی میں جو بھی کہوں گی آپ برا مت منائیے گا پلیز۔۔ مگر میں چاہتی ہوں "
"کہ آپ واپس آجائیں اور بھائی سے الگ نہ ہوں۔۔
اس نے ملتجی انداز میں کہا جسے سن کر عالیہ کے چہرے پر سرد مہری کے تاثرات
عیاں ہونے لگے وہ سوچ ہی رہی تھی کہ سب آخر اسے یہی مشورہ کیوں دے
رہے ہیں وہ جتنا اس شخص سے دور ہونا چاہتی تھی اتنا ہی اسے قریب لایا جا رہا
ہے۔۔

"میرے لیے وہ فیصلہ مشکل صحیح مگر بہتر اس لیے تھا کہ فرقان کے اور میرے مزاج مختلف تھے وہ انسان کسی بھی لڑکی کو ڈیزرو نہیں کرتا۔۔ مگر بھائی کو اتنی بڑی سزا مت دیں وہ الریڑی بہت سفر کر چکے ہیں مزید تکلیف نہ وہ ڈیزرو کرتے ہیں اور نہ آپ۔۔"

سارہ مزید بولی جس کی بات محض عالیہ سن پا رہی تھی مگر کہنے کے لیے اس کے پاس کوئی لفظ نہیں تھا۔۔

"آپ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔ اور سب سے بڑی بات کہ آپ اکیلی نہیں ہیں۔۔ آپ کی علیحدگی میں آپ دونوں سے زیادہ امرحہ کو نقصان ہو گا۔۔"

اس نے عالیہ کو مزید ہدایت دی جس پر عالیہ کو اس کی دوست سائرہ کی کہی گئی ہدایات بھی یاد آنے لگی۔۔

آپ جو بھی فیصلہ کریں آپ کی مرضی ہے۔۔ مگر آپ ہمیشہ میرے لیے"
میری بڑی بہن اور بھابھی رہیں گی۔۔ آپ کو آگر میری کوئی بات بری لگی ہو تو
سوری۔۔۔"اس نے عالیہ کی مسلسل خاموشی پر شرمندہ ہوتے کہا۔۔

تم چھوٹی سی عمر میں بہت سمجھدار ہو گئی ہو سارہ۔۔"وہ عالیہ کی جانب سے اپنی"
تعریف پر نظریں جھکائے مدھم مسکرا گئی۔۔

"تم فکر مت کرو کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے میں ضرور سوچوں گی۔۔"
عالیہ نے جواباً مزید کہا۔۔
اس نے اپنے جواب سے گفتگو تو مختصر کر دی مگر سارہ کو اس نے کوئی امید نہ
دلائی جس کی واحد وجہ عالیہ کے دل و دماغ کے بیچ وہ جنگ تھی جو اسے فیصلہ نہیں
کرنے دے رہی تھی۔۔

------------سونی رائٹس------------

شام مکمل طور پر ڈھلی اور آسمان نے سیاہ چادر اوڑھ لی عالیہ اب گیسٹ روم میں صوفے کے قریب زمین پر گھٹنے کے بل بیٹھی امرحہ کے کھلونے بیگ کے اندر ڈالنے میں مصروف تھی۔۔اسی دوران دروازہ کھلنے اور قدموں کی آہٹ کے بعد دروازہ بند ہونے کی آواز اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

"یوں چوروں کی طرح کمرے میں گھسنے کی کیا تک ہے۔۔؟"اس نے بنا پلٹے کہا اسے اندازہ ہوا کہ علی کمرے میں داخل ہوا ہے وہ آج طویل عرصے بعد گفتگو میں پہل کرتے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

"یعنی مجھے ناک کرنا چاہیے تھا۔۔؟"علی نے جواباً سوال کیا۔۔

"نہیں یہ تمھارا کمرہ ہے ناک کی ضرورت نہیں۔۔میں صرف امرحہ کا سامان لینے آئی تھی۔۔"عالیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر اُسی کی جانب پلٹتے گویا ہوئی۔۔

تم جہاں چاہو جاسکتی ہو تمھارا ہر جگہ بیباکیت سے دندناتے ہوئے آنا مجھے پسند"

"ہے۔۔یہ گھر تمھارا ہے۔۔

وہ عالیہ کے کھڑے ہونے اور پلٹنے پر اس کے چہرے کی جانب دیکھتا بولا جسے سن کر عالیہ نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا۔۔

میں بھی تمھارا ہوں میرا یہ دل بھی تمھارا ہے جہاں تم اِسی طرح دندناتے" ہوئے داخل ہوئی تھی اور اُسی وقت بنا سوچے سمجھے میں تم پہ دل ہار بیٹھا جب "میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا۔۔

علی مزید کہتا اسے ماضی کی پہلی ملاقات یاد کراتے دبے پاؤں قدم اس کی جانب بڑھاتا بولا۔۔

علی کے بڑھتے قدموں پر وہ اپنی جگہ سے تو نہ ہلی مگر دھڑکنوں کی رفتار میں ہلکی سی تبدیلی محسوس ہوئی۔۔

"تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے ہر قدم پر، چاہے تم ناراض ہو تب بھی میری تیمارداری کی، میری اس نئی زندگی کا ذریعہ بنی، مجھے ہر فکر ہر مسلے سے آزاد کیا، بے انتہا فخر ہے مجھے، اپنے عشق پر۔۔!!"

وہ اس کے جانب مزید بڑھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے یک دم اسے اپنے قریب کر گیا۔۔

"یہ کیا حرکت ہے چھوڑو مجھے۔۔" وہ اسکے عمل پر آنکھیں پھاڑے ششدر ہوتی اس کی چھاتی پر ہتھیلی سے زور دیتے گویا ہوئی۔۔

"مجھے اندازہ ہوا کہ تمھیں مجھ سے کتنی محبت ہے مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تم۔۔" وہ اسے مزید اپنے قریب کرتا اس کی خوشبو سے اپنے روح تک کو سرشار کر رہا تھا۔۔

"مم۔۔میں نے کک۔کہا چھوڑو مجھے۔۔"

عالیہ اس کا جملہ سن کر ماتھے پر بل ڈالتے پھر اپنی بات لڑکھڑاتی سی آواز میں دہرا گئی۔۔ جبکہ مقابل ہر شے سے بے نیاز اپنی زوجہ کو اپنی دسترس میں پا کر اس کے چہرے پر بکھرے تاثرات، اس کی مضطرب سانسیں اور اس کی دھڑکنوں کی رفتار کو محسوس کرتا محض اسی لمحے میں آج کھل کر جی رہا تھا۔۔

علی کے داہنے ہاتھ پر پلاسٹر اور سلنگ چڑھی تھی وہ محض ایک ہی ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے اس سوچ پر مجبور ہوا کہ اگر وہ چاہتی تو مزاحمت کے نتیجے میں مقابل کو دھکیل کر خود کو اک لمحے میں آزاد کروا سکتی تھی مگر آج اس نے ایسا نہیں کیا۔۔ اس کے احتجاج کا انداز آج محض لفظی تھا یہ جاننے کے باوجود بھی کہ لفظی احتجاج علی پر کبھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔۔

"تمھاری اٹکتی سانسیں اس بات کی گواہ ہیں کہ میری قربت آج بھی تمھارے دل میں طلاطم برپا کر دیتی ہیں۔۔"

اس نے اپنا چہرہ اس کے لبوں کے قریب کرتے نہایت مخمور لہجے میں سرگوشی کرتے کہا جس کا چہرہ اپنے قریب دیکھ کر وہ اس کی سنہری آنکھوں میں دوبارہ اپنی آنکھیں گاڑھنے پر مجبور ہوئی۔۔

"تمھاری خاموشی اور مزاحمت نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم بھی اب مجھ سے مزید دور نہیں رہنا چاہتی۔۔"

وہ خمار آلودہ لہجے میں مزید کہتا اپنا چہرہ اس کی گردن میں دے گیا جس کے عمل پر وہ آنکھیں موند گئی اس کا دل اچل کر حلق میں آنے کو بیتاب ہوا دھڑکنیں اسی طرح تیز تھیں وہ سخت جان تلخ لڑکی نا جانے کیوں اس شخص کے سامنے ہر لحاظ سے بے بس ہو جایا کرتی تھی لیکن مقابل بھی اسے بالکل اپنے قریب سنبھالنے کا کوئی موقع نہ دیتا تھا۔۔

اس کی ملائم گردن میں چہرہ دے کر وہیں اپنے دہکتے لب ٹکائے جس کے عمل پر وہ بری طرح لرزی اور آنکھیں سختی سے میچ کر اس کے بلیزر کوٹ کا کالر بھی سختی سے مٹھی میں بھینچ گئی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب دنیا کی ہر معاملے، ارد گرد کے ہر ماحول، اپنے ماضی حال مستقبل کی پرواہ، ہر قسم کی فکر، اپنے تعلقات کی تلخیوں، پیچیدگیوں، حتی کے اپنے آپ سے، اپنے وجود سے بالکل بے نیاز اور آزاد ہو کر ایک دوسرے کے لمس کو محسوس کرنے میں محو ہوئے انہیں اگر اس لمحے کچھ یاد تھا تو صرف یہی یاد تھا کہ انہیں ایک دوسرے سے بے انتہا محبت ہے۔۔

وہ اس کی گردن پر جا بجا اپنے لبوں کے چھاپ چھوڑتا اسے خود پہ ضبط رکھتے رکھتے ہلکان کر چکا تھا جبکہ اُس دیوانی کو بھی اندازہ نہ ہوا کہ آج وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس شخص کو اپنے کتنے قریب آنے کی اجازت دے گئی ہے۔۔

دریں اثناء میں فوراً دروازے پر دستک ہوئی وہ دونوں دستک پر یک دم چونکے اور حقیقی دنیا میں واپس لوٹے اس دستک سے علی کے حسین لمحے اور عالیہ کے امتحان کا بلا آخر اختتام ہوا۔۔

اس نے عالیہ کی کمر پر گرفت ڈھیلی کی اور چہرہ گردن سے باہر نکالتے دروازے کی جانب دیکھا عالیہ بھی اپنی آنکھیں وا کیے گہری سانسیں بھرتے اسے حیرت سے اپنے اتنے قریب دیکھ رہی تھی اُسے کیا ہو گیا تھا ذہن میں خود سے یہی سوال وہ مقابل کے چہرے کو تکتی رہی۔۔

علی مقابل کو اپنی گرفت سے آزاد کر کے بنا کچھ کہے دروازے کی جانب بڑھا اور دروازے کھول کر دیکھا تو وہاں اس کے فام ہاؤس کی خاتون ملازمہ کھڑی تھی۔۔

ہاں جی کیا مسلہ ہے۔۔؟" وہ بے دلی سے گویا ہوا۔۔"

شاہ جی رات کا کھانا لگ گیا ہے آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں۔۔" ملازمہ نے علی تک اس کی والدہ کا پیغام پہنچایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ بہت شکریہ۔۔ آتا ہوں۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے سرد لہجے میں جواب دے کر ملازمہ کو رخصت کرتا دروازے دوبارہ بند کر کے عالیہ کی جانب پلٹا جواب بھی اسے ماتھے پر بل ڈالے حیرت سے دیکھ رہی تھی مگر سانسیں اب قدرے بحال ہو چکی تھیں۔۔

علی نے اس کی جانب مسکرا کر تکتے اپنے بلیزر کوٹ کا کالر ٹھیک کیا جس پر عالیہ کی جانب سے بری طرح سے بھینچنے پر کئی سلوٹیں پڑ چکی تھیں۔۔

آؤ کھانا کھانے چلتے ہیں بلاوا آیا ہے۔۔" اس نے عالیہ کا دھیان بھٹکانے کے لیے اپنا جملہ ادا کرتے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔۔

مجھے گھر جانا ہو گا دیر ہو رہی ہے۔۔امرحہ میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔!""اس نے سرد لہجے میں جواب دیتے کہا۔۔

ان کا دل رکھنے کے لیے ان کے ساتھ بیٹھ جانا تھوڑی دیر پھر میں خود چھوڑ آؤں گا تمھیں۔۔!"" علی نے نرم لہجے اور کچھ ملتجی انداز میں اسے مخاطب کیا۔۔

""ایسی حالت میں۔۔؟ تم مجھے گھر چھوڑ کر آؤ گے۔۔؟""
عالیہ نے آنکھوں سے اس کے داہنے پلاسٹر بندھے زخمی ہاتھ کی جانب اشارہ کرتے آئی برو آچکا کر سوال کیا جس کے سوال پر وہ گہرا مسکرایا۔۔ہائے وہ شخص مسکراتے ہوئے کس قدر حسین لگتا ہے اس بات سے تو فی الوقت صرف مقابل کی کھڑی اس لڑکی کی آنکھیں واقف تھیں جو محویت سے علی کے چہرے پر دوبارہ جم گئیں تھیں۔۔

چلیں۔۔؟""وہ گویا ہوتا عالیہ کو دوبارہ حقیقی دنیا میں لے آیا۔۔""

نہیں تم یہیں رکو میں چلتی ہوں۔۔!"اس نے سنجیدہ لہجے میں شریر سا جملہ ادا" کیااور روانہ ہوئی جس پر دوبارہ مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔۔

ان دونوں نے سابقہ لمحوں کا کوئی ذکر نہیں کیا نہ ہی عالیہ کی جانب سے کوئی مزاحمتی عمل سامنے آیا یہ بات اس کے شوہر کے دل میں اپنے رشتے میں بہتری کی امید کو مزید پختہ کر گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شاہ کے فام ہاؤس میں آج رات کے کھانے میز پر کچھ مختلف مناظر تھے جہاں ان کی اکلوتی بہو علیحدگی کے باوجود بھی ان کے ساتھ موجود تھی۔۔

تمام افراد نے فیصل شاہ کے اشارے پر کھانا شروع کیا عالیہ بھی اپنے شوہر کے پہلو میں براجمان خاموشی سے پانی کا گھونٹ حلق میں اتار گئی۔۔

"سچ کہوں تو بیٹا تمھیں یہاں دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی مجھے۔۔" سربراہی کرسی پر براجمان فیصل شاہ نے عالیہ کو مخاطب کیا جس پر تمام افراد کی توجہ بھی انہی کی جانب مبذول ہوئی۔۔

"شکریہ بابا آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔؟" وہ رسماً مسکراتے بولی۔۔

"الحمدللہ! بہت بہتر ہوں۔۔"
"بابا میں نے طے کیا ہے کہ کل صبح ہم یہاں سے شاہ مینشن کے لیے روانہ ہو جائیں۔۔"
"بالکل ہم کل ہی گھر چلیں گے۔۔"
والد کے جملے کے بعد علی مؤدبانہ لہجے میں گویا ہوا جس کے جواب میں فیصل شاہ اثبات میں سر ہلا کر متفق ہوا۔۔

"بھائی مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔کیس کے یہ ثبوت آپ کو ملے کہاں سے آپ کا فون تو گم گیا تھا۔۔" سارہ نے چمچ پلیٹ میں رکھتے نہایت دلچسپی سے اپنے ذہن میں گردش کرتے سوال کو بلاآخر زبان پر لاتے پوچھا جسے سن کر ہر کوئی اب متجسس سی نگاہیں علی پر ٹکائے جواب کے منتظر تھے۔۔

"اچھا سوال ہے فون نہیں تھا مگر ہمارے آفس کے آئی ٹی ڈپارٹمنٹ میں ایک ہیکر ہے اسی کی مدد سے یہ سب ثبوت ہمیں دوبارہ ملے۔۔" علی نے تفصیل دیتے جواب دیا جس کا علم اس سے قبل عالیہ کو بھی نہ تھا۔۔

"اچھا۔۔واقعی کون ہے وہ۔۔؟" سارہ نے متعجب ہوتے نوالہ منہ میں ڈالتے سوال کر گئی۔۔

"ارسلان نام ہے اس کا۔۔" اپنی پلیٹ پر نظریں جھکائے وہ کچھ مصروفانہ لہجے میں بولا۔۔

"اللہ اس بچے کی ہر دلی مراد کو پورا فرمائے۔۔"

آمین۔۔"شبانہ بیگم نے نام سنتے اسے دعا دی تو ثمینہ بیگم اور فیصل شاہ نے بھی" اس پر آمین کہا وہ لوگ انجان تھے کہ یہ شخص اب رفتہ رفتہ ان کے کس قدر قریب آنے والا ہے۔۔

"بھائی مجھے آپ سے کچھ اور بھی کہنا تھا۔۔"

حکم کرو۔۔"سارہ کے آگلے جملے پر بھی وہ نظریں نہ اٹھاتے مصروف لہجے میں" گویا ہوا جبکہ عالیہ کی توجہ مسلسل سارہ پر ہی تھی۔۔

بھائی میں کچھ عرصے بعد آپ کا آفس جوائن کرنا چاہتی ہوں میں نے بابا سے" "اجازت لے لی ہے۔۔

وہ مدھم سے سہمے انداز میں گویا ہوئی جس پر شاہ اور عالیہ مدھم مسکرا گئے جبکہ علی اور ثمینہ بیگم نے کھانا فوراً چھوڑتے سر اٹھا کر سارہ کے چہرے کو تعجب سے تکنے لگے۔۔

یہ تو بہت اچھا خیال ہے اس بہانے تمھارے بزنس سکلز بھی امپرو وہوں گے"
"اور تمھارا دھیان بھی کام میں لگا رہے گا۔۔

"جی بھابھی۔۔"

عالیہ نے پر مسرت لہجے میں فوراً کہا جس پر شاہ نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ علی کے چہرہ پر بھی متعجب تاثرات یکدم بدلے۔۔

تمھارا ہی آفس ہے میرا بچہ جب چاہو آجانا۔۔" علی نے عالیہ کے جملے کے بعد" اپنا موقف بدلا اس کے چہرے کے تاثرات سے عیاں تھا کہ وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔۔

"سچ۔۔۔؟"

سارہ نے پر مسرت انداز میں سوال کیا جس پر علی نے اثبات میں سر ہلاتے رسماً مسکراہٹ ظاہر کی اور عالیہ کی جانب دیکھا جو پہلے سے اسے سرد نگاہوں سے دیکھ

رہی تھی وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اسے علی کا اپنی بہن کی بات ماننا اچھا لگا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات گہری ہوئی وہ آرام دہ کاٹن کا سفید سوٹ پہنے اپنے بستر پر لیٹی تھی مگر آج اس کی تمام رات کروٹیں بدلتے گزر رہی تھی۔۔
ایسا بہت کم ہوتا تھا۔۔ مگر آج ایسا کیوں تھا۔۔وہ آج مسلسل سوچوں میں گم تھی اسے شاید اس لمحے اُسی شخص کی قربت چاہیے تھی جس سے وہ دور بھاگ رہی تھی یعنی اس کا شوہر۔۔ جو اس کی ہر الجھن سلجھا سکتا تھا جس کے ہر سوال کا جواب صرف اسی کے پاس تھا عالیہ نے محسوس کیا کہ نہ صرف جواب بلکہ اس کا سکون،اس کی خوشیاں،اسکی مکمل زندگی اس شخص کے ہاتھوں میں قید تھی۔۔

اس نے آج محسوس کیا کہ ایک لمحہ وہ اس شخص کے بغیر سکون سے نہیں گزار پاتی۔۔اس نے محسوس کیا کہ اس کے لیے اکیلے زندگی گزارنا کس قدر مشکل ہے۔۔

اسے تو صرف محبت تھی۔۔محبت میں اس قدر بیچینی تو نہیں ہوتی۔۔محبت نہ بھی ملے تو جیا جا سکتا ہے۔۔تو کیا پھر اس کی محبت نے اپنی تمام حدیں عبور کر لی تھیں۔۔؟کیا اُسے اب اِس سنہری آنکھوں والے سے عشق ہو گیا تھا۔۔؟عالیہ کی یہی سوچیں یہ سوالات اسے مسلسل الجھا کر پاگل کیے جا رہے تھے۔۔

وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنے ادھورے سوالات کو ذہن سے نکالتی اپنے سامنے دیوار پر نصب گھڑی کو تکنے لگی جس میں رات کے تین بج چکے تھے۔۔

تم جہاں چاہو جا سکتی ہو تمھارا ہر جگہ بیباکیت سے دندناتے ہوئے آنا مجھے پسند" ہے۔۔یہ گھر تمھارا ہے۔۔میں بھی تمھارا ہوں میرا یہ دل بھی تمھارا ہے جہاں

تم اِسی طرح دندناتے ہوئے داخل ہوئی تھی اور اُسی وقت بنا سوچے سمجھے میں تم
"پہ دل ہار بیٹھا جب میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا۔۔

وہ آنکھیں موندے اس کا جملہ ذہن میں لاتے کچھ لمحوں کے لیے ماضی میں جا بیٹھی جب اس نے واقعی اس شخص کو بنا کسی جذبے کے اجنبیت سے مخاطب کیا تھا۔۔

تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے ہر قدم پر، چاہے تم ناراض ہو تب بھی میری"
تیمارداری کی، میری اس نئی زندگی کا ذریعہ بنی، مجھے ہر فکر ہر مسلے سے آزاد کیا،
"!! بے انتہا فخر ہے مجھے، اپنے عشق پر۔۔
اس نے ماضی سے گزرتے فوراً آنکھیں کھولی اس دوران اسے کانوں میں علی کی ایک اور بازگشت سنائی دی۔۔

مجھے اندازہ ہوا کہ تمھیں مجھ سے کتنی محبت ہے مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی" تم۔۔"اس کے آج شام گیسٹ روم میں گزارے تمام لمحے اس کے ذہن میں سمائے ہوئے بار بار آنکھوں کے سامنے آرہے تھے۔۔

"تمھاری اٹکتی سانسیں اس بات کی گواہ ہیں کہ میری قربت آج بھی تمھارے دل میں طلاطم برپا کردیتی ہیں"۔۔

اس کے جملے اور قربت میں لمس کا تصور عالیہ کو ایک بار پھر بے چین کرگیا جس پر وہ یک دم بستر سے اٹھ بیٹھی۔۔اسے کیا ہورہا تھا وہ خود آج سمجھنے سے قاصر تھی۔۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی کا گلاس بھرتی وہ گلاس ہونٹوں سے لگا کر ایک سانس میں پورا گلاس پانی پی گئی۔۔

"تمھاری خاموشی اور مزاحمت نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم بھی اب مجھ سے مزید دور نہیں رہنا چاہتی"۔۔

اس نے خالی گلاس دوبارہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے آنکھیں موند کر گہری سانس لیتے بیزاری سے نفی میں سر ہلایا وہ دل ودماغ سے لڑتے لڑتے اب تھک چکی تھی جبکہ دل ودماغ بس صرف اس سے اب آخری فیصلہ چاہتے تھے جو وہ پوری رات گزرنے کے باوجود بھی نہ کر سکی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اگلے دن کی صبح ہوئی مصروف دن کا آغاز تھا علی بلو گرکا پینٹ کے ساتھ لائٹ بلو شرٹ پہنے کلائی تک آستینیں چڑھائے داہنے ہاتھ پر پلاسٹر اور سلنگ جبکہ باہنے ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی پہنے جیل سے چمکتے گھنے بال سیٹ کیے پیر وہیں سیاہ کلاسک جوتے پہن کر وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا وہ خوبرو نوجوان اپنے حلیے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

خود پر پرفیوم چھڑک کر کچھ لمحے وہیں کھڑا اب پلٹا اور اپنا بستر پر پڑا موبائل اٹھا کر ہاتھ میں لیے کمرے سے روانہ ہوا۔۔

وہ کمرے سے نکلا تو قدموں کی آہٹ ڈائننگ ٹیبل پر موجود اس کے گھر والوں تک پہنچی جو تمام افراد اب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔

"کہاں جا رہے ہو ناشتہ کیے بغیر مت جانا۔۔"
علی کو اپنے کمرے سے لاؤنج کے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ کر فوراً شبانہ بیگم اسے مخاطب کرتے اس کے بڑھتے قدموں کو ٹھہرا گئی جس پر باقی افراد بھی علی کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"السلام وعلیکم۔۔ میں آپ سے بات کرنے یہیں آ رہا تھا۔۔"
وہ خوش مزاجی سے تمام افراد کو مخاطب کرتا ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھا جس کے سلام کا تمام گھر والوں نے جواب دیا۔۔

"وعلیکم السلام تم بیٹھو تو سہی باتیں ہوتی رہیں گی۔۔"

باباطویل عرصے بعد آج میرے آفس کا پہلا دن ہے اس لیے میرا جلدی نکلنا" ضروری ہے آپ لوگ گھر پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع کر دیں شام کو مینشن پر ملاقات ہو گی۔۔"وہ گفتگو مختصر کرتا بولا جسے سن کر گھر والے بھی سر تسلیم خم کر گئے۔۔

ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا۔۔"والدہ نے اسے مخاطب کیا تو وہ جواباً سر اثبات میں" ہلا کر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا آفس کے لیے روانہ ہوا۔۔

۔

۔

وہ اپنی اور اپنے گارڈز کی گاڑی کے ہمراہ شاہ انڈسٹریز کے مین آفس بلڈنگ پہنچا۔۔جہاں سیکرٹری اور گارڈ نے گاڑی کی جانب بڑھ کر علی کی طرف کا دروازہ

کھولا اور وہ باوقار انداز میں گاڑی سے نکل کر اپنے آفس کی بلڈنگ میں داخل ہوا۔۔

"گڈ مارننگ سر"

لابی میں موجود ریسپشنیٹ نے حیرت سے علی کو دروازے سے اندر داخل ہوتا دیکھ کر آنکھیں پھاڑے فوراً آٹھ کھڑی ہوتے مخاطب کیا جس پر علی مدھم مسکراہٹ ظاہر کیے اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے گزرتے اپنے ورک اسپیس میں داخل ہوا۔۔

آرے دیکھو علی بھی آگیا۔۔"امپلائی کے پاس کھڑا دانیال بھی ورک اسپیس" میں علی کو اپنے سیکرٹری کے ہمراہ داخل ہوتا دیکھ گویا ہوا اور اس کی جانب بڑھا۔۔

"گڈ مارننگ۔۔ ویلکم سر۔۔" ورک اسپیس میں موجود تمام امپلائی علی کو دیکھ کر اپنا کام چھوڑتے کھڑے ہو کر اسے مخاطب کر گئے۔۔

"گڈ مارننگ۔۔" وہ تمام لوگوں کو خوشگوار لہجے میں جواب دیتا اپنی جگہ پر بیٹھنے کا اشارہ کر گیا۔۔

"خوش آمدید۔۔ مجھے لگا تم کل سے آنے والے ہو۔۔!" دانیال نے اسے مخاطب کرتے بولا اور اس کے ہمراہ آفس کمرے کی جانب بڑھا۔۔

"کام پر کمپرومائز نہیں کر سکتا۔۔ کافی وقت ضائع ہو چکا ہے مزید نہیں کر سکتا" تھا۔۔

ویلکم مسٹر شاہ ہمیں تمھاری آمد کی خبر ہوتی تو اچھے سے استقبال کرتے۔۔""

علی نے اسے جواب دیا ہی تھا کہ سامنے سے آفس سوٹ میں ملبوس بینش بھی اس کا راستہ روکے مخاطب کر گئی۔۔

"تھینک یو مس بینش۔۔"

وہ بھاری آواز میں عنابی لبوں پر ہلکی تبسم سجائے گویا ہوا اور اپنے کیبن میں داخل ہوا آج اس کا لہجہ خوشگوار اور پر سکون تھا اسے امید تھی کہ پھر سے سب کچھ دوبارہ بہتر ہونے والا ہے یہ گمان کتنا درست تھا اس کا اندازہ جلد ہی ہونے والا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اسے آفس آئے دو گھنٹے گزر چکے تھے کہ اب اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

آجائیں۔۔"وہ اپنے آفس کے راکنگ چیئر پر بیٹھا نظریں لیپ ٹاپ پر جمائے کافی مگ ہونٹوں سے لگا کر گھونٹ بھرتا دستک کا مصروفانہ لہجے میں جواب دے گیا۔۔

"خوش آمدید سر! فریحہ صاحبہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔!" اسسٹنٹ ماریہ کمرے میں داخل ہوتے مودبانہ انداز میں اسے مخاطب کرتے گویا ہوئی۔۔

"ٹھیک ہے اسے۔۔"اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا فریحہ بنا دستک دیے کمرے میں داخل ہوگئی جو آج لائٹ پنک شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے کھلے بال لیے ہوئے تھی۔۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔۔"علی فریحہ کو حیرت سے دیکھ کر اپنی اسسٹنٹ کو رخصت کر گیا۔۔

میرے خیال سے تمھیں ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔۔" وہ سنجیدہ لہجے میں "
فریحہ سے مخاطب ہوا۔۔

تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔۔" وہ کھڑے کھڑے اس کی بات نظرانداز کرتی اپنا"
جملہ ادا کر گئی۔۔

کیا؟" علی اس کے جملے پر متعجب ہوتا کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ گیا۔۔"
اس کیس کو موڑ کر۔۔" وہ سرد لہجے میں بولی۔۔"

تو اس کیس کے پیچھے تم تھی۔۔؟" وہ مزید تعجب میں پڑ گیا۔۔"
تمھیں کیا لگتا ہے کہ بچ نکلے ہو؟۔۔یاد رکھنا علی میں تمھیں اتنی آسانی سے "
نہیں چھوڑوں گی۔۔" وہ قدم بڑھاتے اس کے قریب ٹیبل کے سرے پر
براجمان ہوتی بولی۔۔

پہلی بات تو یہ کہ مجھے اتنی بے تکلفی پسند نہیں تو آیندہ میرا نام لینے کی زحمت " مت کرنا دوسری بات کہ تم بہت بڑی بے وقوف ہو بنا تحقیق کیے اصل مجرم کے بجائے میرے پیچھے پڑی ہو۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا اور اپنے راکنگ چیئر پر ٹیک لگا گیا۔۔

کیونکہ تمھارے پیچھے پڑنا تو میرا فیورٹ کام ہے۔۔" وہ اب ٹیبل سے اٹھ کر " مزید اس کے چہرے پر جھک کر قریب ہوتی سرگوشی نما بولی۔۔

دور رہو مجھ سے یہ میرا آفس ہے۔۔!" علی اپنا لہجہ سخت کیے اپنی راکنگ چیئر " پیچھے کھسکا کر طیش میں اٹھ کھڑا ہوا وہ آج فریحہ کے انداز پر بے حد حیرت زدہ تھا وہ تو کافی عرصے سے اس کے ساتھ کام کرتی تھی مگر یوں بے باک انداز میں کبھی پیش نہ آئی تھی۔۔

"سوچ لو۔۔ تمھاری بیوی تو ویسے بھی تمھارے ہاتھ نہیں آنے والی اب۔۔ میرا ہاتھ تھام لو۔۔ تمھارے دل میں لگی ہر آگ بجھا سکتی ہوں میں۔۔ وعدہ کرتی ہوں ہر کیس اور ہر مسلے سے نکال دوں گی تمھیں۔۔"

وہ اس کے قریب بڑھ کر اس کے شرٹ کے بٹن سے چھیڑتی خماری لہجے میں گویا ہوا ہو کر مقابل کے ضبط کا امتحان لینے لگی جواب سنہری آنکھوں میں نہایت سنجید گی اور غصے کے تاثرات لیے تھا۔۔

"شکر کرو کہ تحمل سے کام لے رہا ہوں۔۔ ورنہ تمھاری اتنی اوقات نہیں کہ میرے پاس بھی بھٹک سکو۔۔"

وہ فریحہ کا بازو تھامے جھٹک کر خود سے دور کرتا رعب دار بھاری آواز میں بولا جبکہ چہرے پر تاثرات نہایت سنجیدہ تھے اس کے سامنے یہ بات یا اس قسم کی کوئی جسارت اگر لڑکے نے کی ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ شخص اپنا بھاری نقصان کر بیٹھتا مگر سامنے لڑکی تھی جس سے بد تمیزی بھی کرنا علی فیصل شاہ کے خون میں کہاں شامل تھا۔۔

یہ غرور اچھا نہیں ہے۔۔ خاک میں مل جاؤ گے تم۔۔ میرے ہی ہاتھوں۔۔!"""
وہ اس کے جھٹکنے پر لڑکھڑاتی، نگاہوں میں غصہ لیے سخت لہجے میں بولی۔۔

ابھی اسی وقت تم میرے آفس سے نکلو گی ورنہ بعد میں میرے کسی عمل کا گلہ" مت کرنا۔۔" وہ باہنے ہاتھ سے دروازے کی جانب اشارہ کرتا لفظ چبا چبا کر بولا جبکہ آواز مدھم تھی۔۔

وہ بنا کچھ کہے سرخ آنکھیں لیے طیش میں روانہ ہوئی جبکہ علی نے بھی گہری سانس کھینچتے خود کو پر سکون کرتے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھا اُسے فریحہ کی ہر بات ہر عمل تعجب میں مبتلا کر کے سوچنے پر مجبور کر گیا لیکن فریحہ کیا چاہتی تھی اور یہ سب کیوں کر رہی تھی اس کی حقیقت سے تو صرف وہی واقف تھی۔۔

-------------سونی رائٹس---

"السلام و علیکم بابا۔۔" وہ دروازے پر دستک دیتے والد کے آفس کے کمرے میں داخل ہوئی جو آج گرے آفس سوٹ پہنے بال باندھے تھی۔۔

"آرے میرا بچہ تم یہاں۔۔آؤ بیٹھو۔۔!" شیر زمان عالیہ کی آمد پر متعجب ہوتا مسکرا کر گویا ہوا ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ کام کے دوران عالیہ کبھی اپنے والد کے آفس میں حاضر ہوئی ہو۔۔

"کام پر فوکس نہیں کر پا رہی تھی سوچا آپ سے بات کر لوں۔۔" وہ کمرے میں داخل ہوتے والد کے رُوبرو کرسی پر براجمان ہوتی بولی اس کا لہجہ آج طویل عرصے بعد کچھ خوشگوار سا معلوم ہو رہا تھا۔۔

"اچھا کیا، مگر سب ٹھیک ہے ناں؟ کام پر فوکس کیوں نہیں ہے تمھارا۔۔؟" وہ بھاری آواز میں سوالیہ گویا ہوا۔۔

"بابا کل سے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کروں اب تو کیس کے حوالے سے بھی میرا کام بھی ختم ہو گیا ہے مگر۔۔"

"تو بات علی کے متعلق ہے۔۔!" وہ عالیہ کی بات فوراً کاٹ کر بولا گویا وہ اپنی بیٹی کی کیفیات پل میں سمجھ چکا ہو۔۔

"جی بابا اس کے علاوہ کوئی چیز مجھے کبھی اس قدر پریشان کر سکتی ہے کیا۔۔؟"

"ہاہاہاہا۔۔ بات تو درست ہے۔۔ کیا چاہتی ہو۔۔؟" عالیہ کے معصومانہ لہجے پر وہ قہقہہ لگاتا سوالیہ بولا جس کا قہقہہ آفس روم میں گونجا تھا۔۔

"مشورہ اپنے بابا سے۔۔" وہ مدھم سا فکریہ لہجے میں بولی جس پر شیر زمان نے بھنویں اچکاتے پھر سے سوالیہ انداز اختیار کیا۔۔

کیا مجھے اُسے معاف کر کے اب دوبارہ اس کے پاس جانا چاہیے؟ کیونکہ سب" مجھے اِسی بات کی جانب مائل کر رہے ہیں۔۔"وہ متذبذب سے انداز میں سوال کر گئی جس حوالے سے وہ رات بھر سوچ کر بھی کسی نتیجے پر نہ پہنچی تھی۔۔

سب کو چھوڑو تمھارا دل کیا چاہتا ہے۔۔؟"شیر زمان نے سوال کیا۔۔"

"میرے دل کا کوئی جواب واضح ہوتا تو آپ سے مشورہ کیوں مانگتی بابا۔۔" وہ پھر معصومیت سے پریشان کن لہجے میں بولی۔۔سب کے سامنے سخت جان تلخ مزاج رہنے والی لڑکی صرف والد کے سامنے ہی اپنے تمام جذبات کا کھل کر اظہار کر پاتی تھی کیونکہ وہ فلحال عالیہ کا واحد مضبوط سہارا اور اکلوتی طاقت تھی۔۔

پھر بھی دل کسی فیصلے کی جانب کشش کرتا محسوس ہو رہا ہو گا ناں تمھیں۔۔؟"
"کہ طلاق ہمیشہ کی علیحدگی یا صلح دوبارہ واپسی۔۔؟
وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے ٹیبل پر ٹکا کر متفکرانہ لہجے میں نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا وہ آج اپنی بیٹی کے ہر فیصلے کو سننے اور اس میں ساتھ دینے کے لیے تیار تھا مگر وہ کہیں نہ کہیں عالیہ کے لہجے سے اس کا فیصلہ بھی جان چکا تھا۔۔

آپ بتائیں۔۔؟" وہ مدھم سا بولی۔۔"
واپسی۔۔؟" شیر زمان نے جواباً کہا اور سوالیہ نظروں سے اثبات میں سر ہلایا"
جس کے جواب پر وہ خاموش بے تاثر چہرہ لیے والد کو تکنے لگی۔۔

ہے ناں۔۔؟" شیر زمان نے دوبارہ کہتے پھر مدھم سا سوالیہ اثبات میں سر ہلایا"
ساتھ ہی لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی جس کی مسکراہٹ پر عالیہ بھی مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

اس نے ایک ہی لمحے میں کافی اہم اور بڑا فیصلہ کر لیا تھا وہ اب دوبارہ اپنے شوہر کے پاس جانے کو تیار تھی۔۔

ہاہاہا بہترین فیصلہ لیا تم نے۔۔مجھے فخر ہے تم پر۔۔" وہ عالیہ کے اثبات میں سر ہلانے پر قہقہہ لگاتا دوبارہ پر مسرت لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

تھینک یو بابا۔۔ تو پھر میں ابھی اس کے آفس جاؤں۔۔؟" وہ خوشی سے سرشار سوالیہ بولی۔۔

ابھی جانے کی کیا ضرورت ہے وہ کام کر رہا ہو گا۔۔ ہم اسے کل گھر پہ بلا لیتے ہیں ناں۔۔!" شیر زمان نے اظہارِ خیال کرتے اسے مشورہ دیا جو بالکل درست تھا۔۔

"نہیں بابا آپ سمجھ نہیں رہے۔۔"وہ پرجوش انداز میں بولی اس کے لہجے میں بیتابی سی ظاہر ہونے لگی جس کے لہجے اور جملے پر شیر زمان بھی مسکرایا۔۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں۔۔ تم اس کے پاس ابھی جاؤ۔۔آل دی بیسٹ۔۔!!"وہ خوشگوار لہجے میں بولا جسکا جملہ مکمل ہونے سے قبل وہ اپنی کرسی سے اٹھی۔۔

"تھینک یو سوچ بابا۔۔"وہ مشکورانہ انداز میں گویا ہوتی اجلت میں آفس کے کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

۔

۔

دوپہر کا وقت ہوا تھا عارض مسٹرڈ رنگ شرٹ پر سیاہ جیکٹ اور بلو جینز کی پینٹ پہنے اپنی سرخ رنگ گاڑی میں میشل کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچا وہ جگہ فہاد حقانی کے کیمیکلز کمپنی کا مین آفس تھا جس سے عارض اب بھی انجان تھا۔۔
گاڑی عمارت کے ساتھ کھڑی کر کے وہ میشل کو کال کرنے کی غرض سے موبائل جیب سے نکال گیا کہ اسی دوران اس کی جانب دروازے کے شیشے پر دستک ہوئی جسے سن کر عارض نے گاڑی کا شیشہ نیچے گرایا تو میشل ہی کھڑی تھی سفید ٹائٹ پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پر گہرا نارنجی جیکٹ پہنے بال باندھے ہلکا میک اپ کیے وہ عارض کو حسین لگی تھی۔۔

"مجھے آنے میں دیر تو نہیں ہوئی۔۔؟"
اس نے شیشہ گراتے میشل کو مخاطب کیا جو مسکرا کر اب گاڑی کے دوسرے دروازے کی جانب بڑھی اس کے کچھ دور ہونے سے عارض کو اندازہ ہوا کہ وہ آج اپنا لیپ ٹاپ بیگ بھی ساتھ لیے ہوئے ہے۔۔

تمھیں سزا تو ملنی چاہیے دیر جو کی ہے آنے میں۔۔!" وہ دوسرے دروازے "
سے داخل ہوتی عارض کے پہلو میں براجمان ہو کر برہمی سے بولی۔۔

سوری۔۔" عارض نے ملتجی سے لہجے میں کہا۔۔"

خیر آج میرا موڈ کافی اچھا ہے اس لیے تمھیں معاف کیا۔۔!" وہ عارض پر سے "
نظریں پھیر کر ایک انداز سے بولی جسے دیکھ عارض بھی مسکرایا۔۔
وہ واحد تھا جو کچھ ہی عرصے میں میشل کے بے حد قریب ہو چکا تھا اور اب وہ اس کا مستقل ساتھ چاہتا تھا۔۔

آپ کا موڈ اچھا ہونے کی کیا وجہ ہے ہم سے شیئر کر سکتی ہیں؟" وہ میشل کو تکتے "
مخمور سے لہجے میں گویا ہوا۔۔

"بالکل کر سکتی ہوں ڈور یز نز ہیں۔۔!" وہ پر مسرت لہجے میں بولی اس نے یہ بات محسوس نہیں کی کہ پہلو میں بیٹھا وہ خوبرو شخص کس قدر محویت سے اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔

"کونسی۔۔؟"

"ایک تو یہ کہ تمھارے آنے سے پہلے میری علی سے بات ہوئی اس کا کیس کافی حد تک حل ہو گیا ہے اور اس بات پر میں بے حد خوش ہوں۔۔" اس نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں آپس میں مسلتے پر جوش انداز میں کہا۔۔

"جی ایسا ہی ہے۔۔ کافی محنت کے بعد بلا آخر کوئی نفع حاصل ہوا۔۔ مگر دوسری کونسی وجہ ہے۔۔؟" وہ اسی کی جانب گردن گھمائے آخری جملے میں آئی بر و آچکا گیا۔۔

"دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے ڈیڈ کا بزنس فائنلی جوائن کرلیا ہے۔۔"

یہ تو واقعی خوش خبری ہے بھئی پھر ٹریٹ تو بنتی ہے۔۔"وہ میشل کی بات پر" چونکتے مسکرایا۔۔

بالکل ضرور صرف تمھیں نہیں سب کو دینی ہے سب سے دوبارہ تعلق" جو ٹھیک کرنے ہیں۔۔"وہ اپنا نچلہ لب کاکونا دباتے اپنے جملے سے کہیں نہ کہیں اس کا دل جلانا چاہتی تھی۔۔

ایسا بھلا کون ہو سکتا ہے جن سے آپ کے تعلقات خراب ہوں۔۔"اس نے" تعجب سے کہا مگر عارض وہ نہیں سوچنا چاہتا تھا جسے سوچنے پر اس کا دل اسے مجبور کر رہا تھا۔۔

ہو سکتی ہے۔۔ہے ایک سر پھری۔۔" عارض کا ردعمل اس کے تصور کے "
پرے تھا جس کے لہجے سے میشل کو اندازہ ہوا کہ وہ شاید عارض کے بارے میں
غلط سوچتی ہے عارض کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میشل کسی کے ساتھ بھی رہے یا
اس کے سامنے کسی اور کا ذکر کرے۔۔اسی لیے وہ اپنا جملہ درست کر گئی۔۔اس
نے اپنے جملے میں عالیہ کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

اوو۔۔امید ہے اس بار آپ کے تعلقات ضرور بہتر ہوں گے۔۔" عارض کے "
دل کو تسلی ہوئی مگر اس نے چہرے پر کوئی تاثر ظاہر نہ کیا۔۔

ہاں مجھے بھی امید ہے۔۔ چلیں۔۔" اس نے سامنے کی جانب اشارہ کرتے کہا "
جس پر عارض بھی چونک کر اثبات میں سر ہلا گیا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ کافی
دیر سے وہ گاڑی میں میشل کے ساتھ گفتگو کرنے میں محو ہے۔۔

جی چلتے ہیں۔۔" وہ چابی گھما کر گاڑی اسٹارٹ کرتا اپنی منزل کی جانب میشل" کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

------------سونی رائٹس------------

یہ کیا ہے سر۔۔؟"ارسلان علی کے آفس ٹیبل کے قریب ہاتھ پیچھے باندھے" مؤادبانہ انداز میں کھڑا اس کے باہنے ہاتھ میں اپنی جانب بڑھتے لفافے کو دیکھ کر متعجب انداز میں ماتھے پر بل ڈالتے سوال کر گیا۔۔

یہ چیک ہے۔۔ تمھارے ہنر اور قابلیت کا انعام۔۔وہی قابلیت جس کا" استعمال کر کے تم نے میری مدد کی۔۔"اپنی آفس کی کرسی پر براجمان علی نے خوشگوار لہجے میں اپنے ہاتھ میں موجود لفافے کے متعلق وضاحت دی۔۔

سر ہم آپ کے ماتحت ہیں، آپ ہمیشہ ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں اس لیے کام" میں خلوص، ایمان داری اور اپنی خدمات پیش کرنا میرا فرض تھا۔۔یہ نہیں لے سکتا میں۔۔"وہ مدھم آواز اور مؤادبانہ انداز میں انکار کر گیا۔۔

پلیز اسے رکھو یہ میرا حکم ہے۔۔"علی اسی کی جانب لفافہ تھامے اب کچھ" سنجیدگی سے بولا جس پر ارسلان نے خاموشی اختیار کی۔۔

جلدی لو۔۔میں نے کہا یہ حکم ہے میرا۔۔!"علی نے دوبارہ کہا جس پر بلآخر" ارسلان آگے بڑھتے علی کے ہاتھ سے لفافہ تھاما۔۔

سر بہت شکریہ۔۔"وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا مشکورانہ انداز میں گویا" ہوا اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات بھی عیاں ہوئے۔۔۔

تم نے آخری مومنٹ پر بہت ساتھ دیا ہے میرا۔۔ سو جب بھی چاہو۔۔ کسی " بھی قسم کی مدد کے لیے مجھے پکارنا میں تمھارے لیے حاضر رہوں گا۔۔" علی اپنی کرسی پر ٹیک لگائے پر اعتماد انداز میں ارسلان سے گویا ہوا۔۔

سر آپ کا بڑا پن ہے آپ ہمیشہ ہماری دعاؤں میں رہیں گے۔۔" وہ لفافے کو " لپیٹ کر پینٹ کی جیب کھسکاتا مسکرا کر بولا اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی۔۔

"!یس کم ان۔۔"

"سر میں چلتا ہوں۔۔"

"ہاں ٹھیک ہے تم اپنا کام کرو۔۔"

علی نے دستک کا جواب دیا جبکہ ارسلان بھی دروازے کی جانب متوجہ ہوتے اجازت طلب کرنے لگا جس پر علی نے اسے رخصت کیا۔۔

ارسلان دروازے تک پہنچا تو اس کا سامنا فہیم سے ہوا جو پولیس کی وردی میں ملبوس ارسلان کی جانب مدھم مسکرا کر کمرے میں داخل ہوا۔۔

"فہیم تم۔۔"

السلام وعلیکم شاہ جی آپ سے کچھ ضروری دستاویزات پر دستخط چاہیے تھے جو" کل کے کیس کے حوالے سے ہیں اس لیے میں خود آگیا آپ کی طبیعت بھی "پوچھنی تھی ہاتھ کچھ بہتر ہوا۔۔؟

فہیم ہاتھ میں فائل تھامے آفس کمرے میں داخل ہو کر علی اس کے داہنے ہاتھ پر بندھے پلاسٹر اور اس پر چڑھی سلنگ کی جانب اشارہ کرتا گویا ہوا۔۔

واعلیکم السلام اب کافی بہتر ہوں۔۔ آؤ بیٹھو۔۔ آچھا ہوا جو تم آ گئے۔۔" علی نے" اسے اپنے روبرو کرسی پر براجمان ہونے کا اشارہ کیا۔۔

"بتاؤ کیا پیؤ گے۔۔"

"کچھ نہیں شاہ جی بس یہی کام کرنے آیا تھا سائن کر کے مجھے نکلنا ہے۔۔ آپ بھی کافی عرصے بعد آفس پہنچے ہیں کافی کام ہو گا۔۔" فہیم نے کرسی پر براجمان ہوتے فائل ٹیبل پر رکھ کر سرد لہجے میں کہا۔۔

"تم کچھ پریشان لگ رہے ہو۔۔"

"کام کا اسٹریس تو ہوتا ہی ہے شاہ جی۔۔" اس نے نظریں چرا کر علی کو مختصر جواب دیا۔۔

"مگر میں نے کبھی تمھیں اتنا پریشان نہیں دیکھا مجھے بتاؤ کیا بات ہے شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔۔" علی نے ماتھے پر بل ڈالتے اپنی بات نئے انداز سے دہرا کر کہا۔۔

"!شاہ جی میشل کے متعلق پریشانی ہے۔۔"

"وٹ۔۔؟اب اس کے متعلق خبریں کہاں سے آنے لگی وہ تمام کیسز تو میں فہاد کے ساتھ ایگریمنٹ میں بند کروا دیے تھے۔۔" وہ فہیم کی بات پہ متعجب ہوا یہ بات واقعی کچھ عجیب تھی۔۔

"شاہ جی دو کیسز اب بھی چل رہے ہیں قانون کی جانب سے حقانی فیملی کے لیے۔۔" فہیم نے ایک نیا حیرت انگیز انکشاف کیا۔۔

"کس قسم کے کیسز۔۔؟" وہ اپنی راکنگ چیئر ٹیبل کے قریب کرتا اپنا ہاتھ ٹیبل پر ٹکائے نہایت توجہ سے سوال کر گیا۔۔

"سلمان حقانی کی موت کا زمہ دار کون تھا اس بات کا پتا اب تک نہیں چل سکا۔۔ ہم تحقیق کر رہے ہیں اسی پر۔۔" فہیم نے اس کے سوال پر تفصیل دی۔۔

جہاں تک مجھے یاد ہے سلمان حقانی کی طبیعت پیشی کے وقت خراب ہوئی تھی" اور اسی وجہ سے انکا انتقال ہوا۔۔" علی نے سنجیدگی سے ماضی میں ہوئے واقعے کا ذکر دہرایا۔۔

"" اصل میں اُسے پیشی سے قبل جیل کے اندر ہی کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔۔" فہیم نے فکریہ لہجے میں کہا۔۔

" وٹ۔۔؟ یہ تم سے کس نے کہا۔۔" وہ فہیم کے ایک نئے انکشاف پر آنکھیں پھاڑے مزید حیرت زدہ ہوا۔۔

" شاہ جی جیسا کہ میں نے کہا ہماری تحقیق جاری ہے جس میں یہی بات سامنے آئی ہے اور ان سب کے پیچھے سلمان کا اپنا چھوٹا بھائی زاہد حقانی تھا۔۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ وہ سلمان کو پھنسانا چاہتا تھا اس لیے اس نے سارے جھوٹے

ثبوت حقانی کے خلاف اکٹھا کر کے سہیل کو دیے اور اسے آپ کے پاس بھیجا۔۔

"یہ ایک پوری پلاننگ تھی جس کی جڑ تک پہنچنا ہے ہمیں۔۔

فہیم نے علی کو ساری تفصیلات سے آگاہ کیا۔۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ سچ نہیں ہو سکتا۔۔"

فہیم کی تفصیل پر علی کے پیر و تلے سے زمین کھسکی اس کے دل کو جھٹکا لگا مزید حیرت زدہ ہوتا بے یقینی سے گویا ہوا اس کے مطابق تو چار سال قبل ماضی میں کیا گیا عمل بالکل درست تھا اس نے ایک مجرم کو کیفرِ کردار تک پہنچایا تھا مگر علی کو آج فہیم کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ اُسے زاہد کی جانب سے کس طرح اپنی ضرورت کے تحت استعمال کیا گیا۔۔

شاہ جی سپر وائزر سہیل زاہد کا مہرہ تھا زاہد اپنے ہی بھائی سلمان حقانی کے خاندان" کو تباہ کرنا چاہتا تھا شاید اس کا بزنس ہتھیانے کے چکر میں تھا اور بظاہر اپنی منزل

تک پہنچنے کے لیے آپ کا استعمال کروایا گیا کیونکہ آپ الریڈی ان کی بیٹی پر اقدامِ قتل کے کیسز کر چکے تھے۔۔"

جس پریشانی میں اب تک صرف فہیم مبتلا تھا اب وہی پریشانی حقیقت کھلنے کے بعد علی کے گلے بھی پڑ چکی تھی وہ باہنے ہاتھ سے سر کو پکڑے اس بات پر اب بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ کسی کی چال کا شکار ہوا ہے۔۔

"یہ نہیں ہو سکتا تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔" علی نے ماتھے پر بل ڈالے پھر بے یقینی سے کہا۔۔

"بد قسمتی کیس میں یہ بات ثابت ہوتی چلی جا رہی ہے کہ سلمان حقانی بے قصور تھا۔۔!!"

"ڈیم اٹ ! آگر ایسا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے ہم سے۔۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہوا۔۔ یہ واقعی بے حد پریشان کن بات ہے فہیم۔۔"

وہ فہیم کی جانب جواب پر اپنا ہاتھ ٹیبل پر پٹختے فکریہ لہجے میں گویا ہوا یہ اس کے لیے ایک نئی مصیبت کی حاضری تھی۔۔

"شاہ جی پریشان مت ہوں اب میرا سارا فوکس زاہد کے خلاف ثبوت جمع کرنے پر ہے تمام ثبوت ہاتھ لگتے ہی میں اسے پکڑ لوں گا مگر میں نے اس کیس کے حوالے سے آس پاس کسی کو نہیں بتایا پلیز آپ بھی یہ بات کسی سے شئیر مت کریں ورنہ زاہد تک آگر یہ بات پھیلتے ہوئے پہنچ گئی تو وہ ہماری دسترس سے نکل جائے گا۔۔"

فہیم نے اسے تسلی کے ساتھ ہدایت دی جبکہ علی اس کی گفتگو کے دوران گہری سانس بھرتا کرسی پر ٹیک لگائے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

دانیال جانتا ہے اس بارے میں۔۔؟" فہیم کی بات مکمل ہونے پر علی نے"
سوال کیا۔۔

صرف وہی جانتا ہے باقی فلحال اور کوئی نہیں۔۔ میشل صاحبہ اور ان کے بھائی"
" بھی نہیں۔۔

ٹھیک ہے میں نہیں بتاؤں گا کسی کو۔۔" علی نے اسے یقین دلاتے مطمئن کیا"
مگر جو پہاڑ اس کے سر پر گرا تھا اس کا نہ تو علی کو فل الوقت کوئی حل سوجھ رہا تھا نہ ہی وہ ان باتوں پر یقین کر پا رہا تھا وہ پھر سے ایک پیچیدہ سی گہری الجھن میں مبتلا ہوا یہ مسلہ آخر پھیل کر کہاں تک نکل کے جانے والا تھا یہ تو آنے والا وقت ہی بہتر بتا سکتا تھا۔۔

-------------- سونی رائٹس --------------

دن کی سہ پہر ہوئی شاہ مینشن میں گھر والے بھی صبح سے پہنچ چکے تھے اب رات کو علی کی آمد کے لیے تیاریاں کی جارہی تھی۔۔

"رات کا سارا کھانا اچھے سے اور اس کی پسند کا بنانا آج طویل عرصے بعد میرا بیٹا گھر آنے والے ہے۔۔"

شبانہ بیگم نے پر مسرت انداز میں ملازمہ عشرت کو حکم دیا۔۔

"جی بیگم صاحبہ آپ فکر رہیں۔۔!"

ملازمہ عشرت مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے شبانہ بیگم کو مطمئن کرتی کچن کی جانب دیگر ملازمین کو ہدایت دینے کے روانہ ہوئی جبکہ شبانہ بیگم لاؤنج میں موجود صوفے کے قریب بڑھی جہاں ثمینہ بیگم پہلے سے براجمان ان کی آمد کی منتظر تھیں۔۔

خانم بیگم کی موت کے بعد تو جیسے سب کچھ بکھر سا گیا تھا آج جا کر اتنی محنت" کے بعد سب کچھ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔۔"ثمینہ بیگم نے علی کی والدہ کو اپنی جانب متوجہ کرتے کہا جو انہی کی جانب آ رہی تھیں۔۔

بالکل میں اب چاہتی ہوں کہ میری بیٹی کا دل بھی نرم پڑ جائے اور وہ اس گھر" "میں دوبارہ جلد واپس آ جائے۔۔

شبانہ بیگم بھی ان کی جانب متوجہ ہو کر صوفے پر ان کے رُوبرو براجمان ہوتے ٹھنڈی اہ بھر کر عالیہ کے ذکر پر امید ظاہر کرنے لگی دریں اثناء میں سارہ بھی باورچی خانے سے تین کپ چائے کا ٹرے تھامے لاؤنج میں داخل ہوتی اپنی والدہ اور پھوپھو کو گفتگو میں مصروف دیکھ کر ان کی جانب کا رخ کر گئی۔۔

"جی بھابھی وہ جلد آئی گی اب۔۔ ہمارا علی اسے منا کر ہی دم لے گا۔۔"

"کیا گفتگو ہو رہی ہے بھئی۔۔؟" ثمینہ بیگم گویا ہوئی ہی تھیں کہ سارہ ان کے قریب پہنچ کر ٹیبل پر ٹرے رکھتے اپنے بھائی کا ذکر سن کر صوفے پر بیٹھتے سوال کر گئی۔۔

"عالیہ کے حوالے سے کہ وہ بھی کافی ضدی ہے۔۔" ثمینہ بیگم نے سارہ کو مسکرا کر جواب دیا جس پر سارہ بھی متفق ہوتی اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

"ہاں آگر وہ ضدی ہے تو ہمارا بچہ بھی کچھ کم ضدی نہیں ہے اسے منا کر ہی رہے گا مگر ایک دفع یہاں آجائے تو اسے ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی میں۔۔"

"عالیہ بھابھی سے تو کل میں نے بھی بات کی ماما۔۔ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا آنے کا بس بھائی ہی انہیں منالیں تو اچھا ہو گا۔۔"

والدہ کے آخری جملے میں امید اور محبت پر سارہ انہیں کل کا احوال سنا کر حقیقت سے رُوبرو کرانے لگی جس پر ثمینہ بیگم نے تعجب سے ماتھے پر بل ڈالے اور ٹیبل سے اپنا چائے کا کپ اٹھایا۔۔

"مجھے اندازہ ہے وہ بچی بھی اب تک بہت تکلیف سے گزری ہے کل جب میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو بے حد مرجھایا ہوا تھا عرصے سے جیسے مُسکرانا ہی بھول گئی ہو۔۔" سارہ کے کل کے ذکر پر شبانہ بیگم پھر فکر مندی سے اپنے بہو کی کیفیات کو یاد کرتی گویا ہوئی۔۔

"بھابھی اس کے چہرے کی افسردگی تو میں نے بھی محسوس کی آخری ماں تھی اس کی اور زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا اس سانحے کو اس لیے زخم ابھی تازہ ہے مگر جب وہ یہاں آئے گی تو اس کی ہر تکلیف ہم مل کر خوشی میں بدل دیں گے آپ پریشان مت ہوں۔۔"

ثمینہ بیگم نے ان کے جملے پر ان کی فکری مندی محسوس کرتے تسلی بخش الفاظ میں انہیں مطمئن کیا جس پر سارہ بھی اثبات میں سر ہلاتے اپنا چائے کا کپ اور والدہ کا کپ اٹھا کر انہیں دینے لگی۔۔

ان شاءاللہ۔۔!"شبانہ بیگم نے سارہ کے ہاتھوں کپ تھام کر پر امید انداز میں" کہا اور وہ لوگ سہ پہر کی چائے پر کچھ ماضی کی حسین یادوں کا ذکر کرتے پھر سے گفتگو میں مصروف ہوئے۔۔

----------------سونی رائٹس----------------

فہیم آیا اس نے مجھے کیس کی یہ ساری پیش رفت بتائی۔۔مجھے تو یقین نہیں آرہا" اتنی بڑی بات۔۔اتنا بڑا گناہ ہوا ہے مجھ سے۔۔کسی کے ہاتھوں اس طرح "استعمال کیسے ہو سکتا ہے علی۔۔؟

وہ اپنے آفس کے کمرے میں چکر کاٹتے شدید اضطرابی کیفیت میں مبتلا دانیال سے گویا ہوا جو خود اس وقت ساری کہانی سننے کے بعد سکتے میں مبتلا حیرت زدہ تھا۔۔

وہ لوگ کافی دیر سے اسی بحث و گفتگو میں مصروف تھے اس حقیقت کے کھلتے وہ دونوں بے حد پریشان بھی تھے اسی دوران اب ہاتھوں میں پھولوں کا خوبصورت بکے لبوں پر ہلکی تبسم سجائے اجلت کی سی کیفیت کے ساتھ اس کی زوجہ عالیہ شاہ بھی طویل عرصے بعد آج اس کے آفس پہنچی تھی جس کی آمد پر ورک اسپیس میں موجود کچھ ملازمین اسے آتا دیکھ حیرت زدہ ہوئے مگر کچھ کہنے کی جرت نہ رکھتے تھے محض مسکرا کر نظروں سے اس کا استقبال کر گئے۔۔

"غلط کیا ہے میں نے۔۔ مہرہ بن گیا اس کے ہاتھوں کا۔۔"

علی بائیں ہاتھ سے اپنا سر پٹختے پشیمانی اور اضطراب میں الجھا دانیال کو مخاطب کرتے اس کے مقابل کھڑا ہوا۔۔دروازے کچھ نیم کھلا تھا مگر اس سے قبل کے عالیہ دروازے پر دستک دیتی اس نے علی کی پریشان کن آواز اور اس کے کہے جملوں پر غور کیا جسے سن کی اس کی تعجب سے مسکراہٹ فوراً سمٹی اور اس نے کچھ لمحے دروازے کے دوسرے جانب قریب کھڑے رہ کر گفتگو سننے کا ارادہ کر لیا۔۔

"ایسا مت بول میرے بھائی وہ سب ایک سازش کے تحت ہوا ہے اصل مجرم جلد سامنے آجائے گا۔۔" دانیال نے اسے تسلی دیتے اس کے کندھوں کو تھاما۔۔

"اصل مجرم تو میں ہی بن کر رہ یار۔۔کیسے نکالوں کا خود کو اس گلٹ سے۔۔کیسے معاف کروں گا خود کو۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی اس ساری سچویشن کے بیچ ایک قاتل بن کر رہ گیا میں۔۔"

علی نے دانیال کے ہاتھوں کو اپنے کندھوں سے کھسکا کر کہتے پلٹا۔۔ گویا اسے مقابل کی تسلی بھی کارآمد نہ لگی ہو۔۔

دوسری جانب عالیہ کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگی اس نے دل میں دعا کی کہ جو اسکا گمان ہے وہ سچ نہ ہو کیونکہ وہ واقعی اس رشتے میں اپنی بے رخی سے، اس فاصلے سے اور اس تکلیف کو سہتے سہتے تھک چکی تھی لیکن اسے کیا خبر تھی کہ اسکا مزید امتحان ابھی باقی تھا کہ جنکے حوصلے بلند ہوتے ہیں ان کی آزمائشیں بھی طویل ہوا کرتی ہیں۔۔

وہ شروع میں ٹھیک کہتی تھی۔۔ میں ہی زمہ دار تھا اس موت کا۔۔ اس کا سب " سے قریبی رشتہ، واحد رشتہ، ایک ایسا رشتہ جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔۔ وہ رشتہ ہمیشہ کے لیے چھین لیا میں نے اس سے۔۔ "

علی نے اپنے ایک جملے کے بعد دانیال کی خاموشی پر مزید کہا جسے سن کر عالیہ کے پیروں تلے سے زمین کھسکی اس کے ہاتھوں سے پھولوں کا بکے چھوٹ کر زمین پر

گراوہ آنکھیں پھاڑے اپنے کانوں میں سنے جملے پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ جس جرم کا وہ علی کے متعلق اتنے عرصے سے ذہن میں محض ایک کھوکھلا گمان لیے ہوئے تھی آج بلا آخر اسی کا اقرار اس نے اپنی محبت سے سن لیا۔۔

علی نے اپنے جملے میں میشل اور اس کے والد حقانی کا ذکر کیا تھا مگر اس کا یہ جملہ دروازے کے اس پار سننے والی پر کیا قیامت ڈھا گیا ہے یہ صرف وہی لڑکی اور اس کا خدا جانتا تھا۔۔

"کیا ہوگا؟ جب اُسے حقیقت کا پتا چلے گا، جب اسے پتا چلے گا کہ اس سب کی وجہ میں ہوں، کیا سلوک کرے گی وہ میرے ساتھ؟ سوچ کر ہی شرمندگی ہو رہی ہے مجھے"۔۔

وہ دوبارہ دانیال کی جانب پلٹ کر گویا ہوا جو ذہن میں حل تلاش کرنے کے لیے سوچوں میں محو تھا لیکن دروازے کی جانب کھڑی عالیہ کے دل پر یہ جملہ بھی قہر

بن کر ٹوٹا اس کی آنکھوں میں پھر سے اپنی والدہ کی پڑی لاش کا منظر سامنے آنے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اسے لگا کہ آگر وہ مزید یہاں چند لمحے کھڑی رہے گے تو اس کا دل پھٹ جائے گا وہ مر جائے گی۔۔

وہ اپنے چہرے پر ہتھیلی کی پشت سے آنسوؤں کو رگڑتے گہری سانس لے کر پلٹی اور اپنے ہی لائے ہوئے پھولوں کو اپنے بڑھتے قدموں کے نتیجے میں پیروں تلے روند کر علی سے ملاقات کیے بغیر تقدیر کے ہاتھوں بدگمانی کا تحفہ لیے روانہ ہوئی۔۔

ان کے درمیان آج بدگمانی کی چنگاری بھڑکی تھی آج اس صورتحال میں کسی کی سازش شامل نہیں تھی محض وقت کا کھیل تھا اور تقدیر کی آزمائش تھی جو ان دونوں کو پھر سے مزید تکلیف سے گزار کر ان کا ضبط دیکھنا چاہتی تھی۔۔

بھائی پلیز پر سکون ہو کر بیٹھ جا۔۔اول تو جب تک ہم زاہد کو نہیں پکڑ لیتے تب تک میشل یا اس کے بھائی کو اس بارے میں کوئی کچھ نہیں بتائے گا دوسری بات یہ ہے کہ اس قتل کا اصل زمہ دار زاہد ہے تم نہیں ہو۔۔" دانیال نے اسے کندھوں سے دوبارہ تھام کر قریب کرسی پر بٹھاتے اسے تسلی دی۔۔

"مگر حقانی کو جیل میری وجہ سے ہوئی ناں۔۔آگر میں وہ کیس نہ کرتا تو کس کی مجال تھی کہ اس کے گھر میں گھس کر کھانے میں زہر ملا سکے۔۔؟"

علی نے سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے دانیال کے چہرے کو بے بس نگاہوں سے دیکھتے کہا وہ اب بھی احساسِ جرم کا شکار تھا جسے دانیال نے محسوس کیا وہ ٹیبل پر موجود جگ سے پانی کا گلاس بھرتا علی کو تھما کر نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

"علی دیکھو یہ سب زاہد کی چال تھی اس موت کا پہلا زمہ دار وہی ہے اور بعد میں پولیس ڈپارٹمنٹ کے ملوث وہ اہلکار جنہوں نے کھانے میں زہر ملاتے ہوئے

زاہد کا ساتھ دیا۔۔اور کوئی اپنے مقررہ وقت سے زیادہ نہیں جی سکتا اس لیے اتنا

"مت سوچو۔۔

علی نے گلاس تھام کر پانی کا گھونٹ بھرتے حلق تر کیا جبکہ دانیال اسے مطمئن

کرتا اس کا کندھا ہلکا سا تھپتھپا گیا۔۔

اتنا بڑا کھیل۔۔!اہہہ۔۔اس زاہد کو نہیں بخشوں گا میں۔۔"وہ مزید پانی پی کر"

گلاس پر غصے سے زور ڈالتے گہری سانس لے کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کہاں جا رہے ہو۔۔؟"دانیال نے اسے کرسی سے اٹھتے دروازے کی جانب"

چند قدم بڑھاتے دیکھ کر سوالیہ

مخاطب کیا۔۔

حقانی کے آفس۔۔!!"وہ بنا پلٹے بولا۔۔"

وہاں تمھیں زاہد نہیں ملے گا وہ بزنس میٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر ہے "اس وقت۔۔۔!!"دانیال نے اسے حقانی آفس کی موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا جسے سن کر علی کے غم وغصے میں کچھ مزید اضافہ ہوا۔۔

اہھھھہ!!"وہ اپنے داہنے ہاتھ میں موجود کانچ کا گلاس غصے سے زمین پر پٹختے غرایا۔۔

"پرسکون ہو جاؤ علی۔۔"
دانیال اس کے غصے سے گھبراتے اسے ہدایت کرنے لگا اور اس کے قریب پہنچ کر اس کا کندھا تھاما اسی دوران علی غصے سے سرخ چہرہ لیے گہری سانس بھرتا نگاہیں نیم کھلے دروازے کے پار زمین پر موجود پھولوں پر ٹکا گیا جسے دیکھتے وہ دانیال سے اپنا کندھا چھڑا کر دوبارہ دروازے کی جانب بڑھا۔۔

"یہ پھول دروازے پر کس نے پھینکے۔۔؟" وہ دروازہ کھول کر سر جھکائے ان پھولوں کا جائزہ لیتا تعجب سے گویا ہوا۔۔

ان تازہ پھولوں سے بے حد مسحور کن خوشبو برآمد ہو رہی تھی اسے اندازہ ہوا کہ یہ سب اس کے پسندیدہ پھول ہیں وہ جھکتے دروازے کے قریب سے بکھرا روندا بکے اٹھا کر دوبارہ آفس کے کمرے میں آیا بکے کو نہایت احتیاط سے ٹیبل پر رکھتا انٹر کام پر کال ملانے لگا دانیال بھی اس کا عمل اور بکے دیکھ کر خاموشی اختیار کیے کچھ متعجب سا ہوا۔۔

"ہیلو۔۔ کیا کوئی آیا تھا اور تم نے مجھے انفارم نہیں کیا۔۔؟" وہ لابی میں موجود ریسپشنیٹ سے کال پر سوال کر گیا۔۔

"جی سر عالیہ میم آئی تھیں مگر فوراً واپس بھی چلی گئیں شاید آپ مصروف تھے۔۔" ریسپشنیٹ لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔۔

"ڈیم اٹ۔۔!!"

"کیا ہوا۔۔؟"

وہ کال فوراً منقطع کرتے اپنا سر پکڑ کر خود کو کوسنے لگا۔۔ جسے دیکھ دانیال نے بھی بلاآخر سوال کیا۔۔

"عالیہ اتنے عرصے بعد مجھ سے ملنے آئی تھی ہماری ادھوری باتیں سن کر ملے بنا چلی گئی۔۔" وہ پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"وٹ۔۔؟"

"کال بھی نہیں لگ رہی اس کا فون بند جا رہا ہے۔۔"

دانیال پھر حیرت زدہ ہوا جبکہ علی کال ملا کر مایوس ہوتا دانیال سے مخاطب ہو کر اب اجلت میں آفس سے نکلا۔۔ یہ ایک نئ اور اپنی نوعیت کی عجیب مصیبت ان کے سروں پر سوار ہو چکی تھی یہی سوچ کر دانیال افسوس سے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شام ڈھل چکی تھی ٹیکسٹائل ملز آفس کے تمام ملازمین اب چھٹی کر کے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے جبکہ وہ اکیلی اپنے آفس کے چھت پر اپنے ایک بار پھر سے دل کے ٹوٹنے کا ماتم منا رہی تھی۔۔
آج آفس میں عارض بھی موجود نہیں تھا ورنہ وہ یوں اپنی بڑی بہن جیسی پارٹنر کو ہرگز اکیلا نہ چھوڑتا۔۔

وہ چھت پر اکیلی بیٹھی ڈھلتے شام کا منظر دیکھ کر آنسو بہائے اب اس لمحے کو یاد کرتے پچھتا رہی تھی کہ جب اسے پہلی بار اس شخص سے محبت کا احساس ہوا۔۔

اس کا دل دور جانے پر آمادہ نہیں تھا مگر دماغ اسے جھوٹ اور دیے گئے خسارے کی چوٹ سے آشنا کراتے علی سے دور رہنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

اسے یہاں بیٹھے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا کہ اب چھت کے مین گیٹ سے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی جس پر اس نے سن کر بھی دھیان نہیں دیا۔۔

"عالیہ۔۔ تم یہاں ہو۔۔!! کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں نے تمھیں۔۔"
وہ ہانپتا ہوا عالیہ کی پشت دیکھ کر اسے مخاطب کرتے اس کی جانب بڑھا جس کی آواز سن کر عالیہ اپنے رخسار پر بہتے آنسوؤں کو ہتھیلی سے رگڑتے پلٹی۔۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ جھوٹ بولتے رہے مجھے بہلاتے رہے مسلسل۔۔ مگر بلآخر تسلیم کر ہی لیا ناں تم نے۔۔ کہ قاتل ہو۔۔ میری ماں کے۔۔"
اس نے بے بسی نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ کہا وہ خود پر ضبط رکھنا چاہتی تھی جو اس وقت اس کے ناممکن سا معلوم ہو رہا تھا۔۔

عالیہ جو تم سمجھ رہی ہو ایسا بالکل بھی نہیں ہے میں ثابت کر سکتا ہوں مجھے موقع "
تو دو۔۔"اس کے بہتے آنسو مقابل کے دل پر تیزاب کی مانند گرے تھے وہ ملتجی
انداز میں گویا ہوا۔۔

"مجھے بہلانے والے اپنے جھوٹے ثبوت اپنے پاس رکھو۔۔"
وہ سخت لہجے میں بولی جبکہ علی اس کے قریب بڑھ رہا تھا۔۔

میں جانتا ہوں تم آفس کیوں آئی تھی۔۔ کل گیسٹ روم میں ہی تم نے اپنا"
"فیصلہ سنا دیا تھا مجھے تو اب پلیز۔۔

ہاں بدل چکی تھی میں اپنا فیصلہ۔۔!بیوا قوف تھی میں لیکن اچھا ہوا جو تمھاری"
"حقیقت ٹھیک وقت پر کھل گئی۔۔
علی اس کا بازو تھامے اپنا جملہ مکمل کرنے کی والا تھا کہ اس کے بازو چھونے کی
حرکت پر وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے بات کاٹ کر غرائی۔۔

"اور کتنے جھوٹ بولو گے اپنے جنون میں تم اس قدر اندھے ہو گئے ہو کہ تمھیں اپنے مسلسل جھوٹ بولنے پر شرم ہی نہیں آرہی۔۔"

"عالیہ یہ سچ نہیں ہے میری بات کا یقین کرو۔۔"

"تو کیا سچ ہے؟ کہہ دو ناں کہ میں نے کسی اور کا بھی قتل کیا ہے۔۔ دانیال سے اسی کا ذکر کر رہا تھا میں۔۔ ہے ناں۔۔؟"
وہ اپنے جملوں سے علی کو الجھانے لگی جسے اب واقعی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ حقیقت کس طرح بیان کرے۔۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔ تم جانتے تھے ناں میری ماں میرے لیے کتنی امپورٹنٹ ہے۔۔ کیوں نہیں بچایا تم نے اسے۔۔" اس نے علی کا گریبان پکڑتے سخت لہجے میں بے بسی سے کہا اس کی آنکھوں سے آنسو اب بھی جاری تھے۔۔

"میری جان میں تمھیں کیسے یقین دلاؤں۔۔میں نے کوشش کی تھی مگر وہ میرے بس میں نہیں تھا۔۔!" وہ اپنی سرخ آنکھیں لیے باہنی ہتھیلی سے اپنی بیوی کے چہرے پر بہتے آنسو کو صاف کرتا سرگوشی نما بولا۔۔

"تو تم ہی ہوئے ناں قاتل۔۔! تمھارے علاوہ تو گاڑی میں ان کے ساتھ کوئی تھا بھی نہیں۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالتے مزید بولی وہ اس وقت ایسی حالت میں تھی کہ اس پر کسی قسم کی وضاحت یا دلائل کارگر ثابت نہیں ہونے والے تھے۔۔

"عالیہ میں۔۔"

"تم سے اپنی بات تک ٹھیک سے ایکسپلین نہیں ہو پا رہی اور تم اب میرے سامنے کہہ رہے ہو کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔"

علی نے اپنے الفاظ جوڑنا ہی چاہے تھے کہ مقابل اس کا گریبان جھٹک کر پیچھے دھکیلتی برہمی سے بولی۔۔

"میں مر جاؤں گی مگر اب کی بار تمھاری کسی بات کا یقین نہیں کروں گی۔۔ مجھے اب تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔ تو بہتر ہے کہ چلے جاؤ یہاں سے۔۔" وہ مزید بولی جس کے الفاظ علی کے دل میں کسی زہریلے تیز کی مانند پیوست ہوئے تھے۔۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو میں کچھ بھی ایکسپلین نہیں کر پا رہا۔۔ جب تمھیں مجھ پر بھروسہ ہی نہیں تو کیا ایکسپلین کروں گا میں۔۔"
وہ گہری سانس کھینچتے سرد لہجے میں بولا اس کی تمام تر امیدیں اسے مقابل کے ایک ہی جملے میں ٹوٹتی ہوئی نظر آنے لگی۔۔

"ہاں اب بالکل بھی بھروسہ نہیں کرتی میں تم پر۔۔" اس نے آنسو کا گولا حلق میں اتارتے خود پر ضبط باندھ کر مٹھیاں بھینچتے سخت لہجے میں کہا۔۔

"تمھیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ تم نے کتنی بڑی بات کہہ دی ہے۔۔ اگر مجھ پر یقین کرنے سے مرنا زیادہ بہتر سمجھتی ہو تو ٹھیک ہے میں تمھیں یقین دلانے کی کوشش نہیں کروں گا۔۔"

وہ سرد لہجے میں جوابا گولا اس کی سنہری آنکھوں میں اب سرخی اور مایوسی تھی چہرہ بے تاثر تھا دل میں تکلیف تھی جبکہ عمل میں بے پرواہی۔۔ وہ پہلی بار عالیہ کے اصرار کیے بنا اسے اس کے حال پر چھوڑ کر واپسی کی جانب پلٹا اور چھت سے روانہ ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی اور آسمان نے گہری سیاہ چادر اوڑھی علی فیصل شاہ شازمان ٹیکسٹائل کے آفس سے بحث و مباحثے کے بعد نکل کر اپنے مینشن پہنچا آج اسے اس کی زوجہ نے اپنے لفظوں سے گہرے گھاؤ دیے تھے ساتھ ہی میشل کے کیس کی پریشانی بھی اس کے سر پر سوار تھی وہ آج اتنے عرصے بعد سنبھلا تھا اور اپنے گھر آیا تھا مگر پھر سے ایک نئے مسلے اور پریشانی کے ساتھ۔۔

آرے بیٹا آ گئے۔۔ خوش آمدید۔۔ "لاؤنج میں اسے نمودار ہوتے ہی شبانہ بیگم" نے مخاطب کیا جس پر علی کے بڑھتے قدم کچھ مدھم پڑے۔۔ اسی دوران فیصل شاہ بھی سیڑھیوں سے اتر کر لاؤنج میں پہنچا۔۔

السلام و علیکم۔۔ "وہ نظریں جھکائے مدھم سا سرد لہجے میں بولا۔۔"

وعلیکم السلام اتنی تیزی میں کہاں جا رہے ہو کچھ دیر ہمارے ساتھ بیٹھو تمھاری" "پسند کے کھانے بنوائے گئے ہیں آج۔۔

والدہ اس کے ایک ماہ بعد گھر آمد کی خوشی میں پر مسرت لہجہ اپناتے گویا ہوئی مگر وہ کہاں جانتی تھیں مقابل کے دل کی کیفیت۔۔

امی مجھے بھوک نہیں ہے تھوڑا تھک گیا ہوں، اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔"""" وہ پھر سے سرد لہجے میں بہانا بنا کر سیڑھیوں کی جانب روانہ ہوا جہاں سے شاہ اتر کر اس کے لہجے اور تاثرات کو غور سے پڑھ رہا تھا۔۔

تمھارے پاس عالیہ آئی تھی اور تم نے اسے بدگمان کر دیا۔۔؟" وہ سیڑھیوں" تک نظریں جھکائے شاہ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ بھاری رعبدار آواز میں شاہ نے اسے سوالیہ مخاطب کیا۔۔

والد کے سوال پر وہ چونکتے نظریں اُٹھائے انہیں تکنے لگا یہ اس کے لیے کوئی تعجب کی بات نہ تھی اسے اندازہ تھا کہ آفس سے ہی یہ خبر اس کے والد تک

پہنچائی گئی ہے جبکہ دوسری جانب شبانہ بیگم شاہ کا جملہ سن کر نہایت حیرت بھری نگاہوں سے علی کو تکتے اس کے قریب پہنچی۔۔

"اُسے مجھ پر ذرہ برابر بھی یقین نہیں ہے۔۔اس لیے اس کی بدگمانی ہی بہتر ہے اس کے لیے۔۔"وہ نظریں چرائے مدھم سا بولا۔۔

"وٹ۔۔؟کیا کر کے آئے ہو تم۔۔؟اسے سمجھایا کیوں نہیں لڑکیاں تو جذباتی ہوتی ہیں تم تو سمجھدار تھے ناں۔۔"اس کے والد نے علی کے لہجے پر سخت رد عمل دیا۔۔

"بابا آج اس کا خود پہ بھروسہ نہ دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔تو اب کی بار یہ فیصلہ میں نے اس پر چھوڑ دیا ہے۔۔محبت میں بھروسہ اہم ہے۔۔اگر وہ کرے گی تو میرے پاس ضرور آئے گی۔۔"

مجھے بے تکی دلیلیں مت دو۔۔اس کے گھر جاؤ اور اسے منا کر شاہ مینشن واپس لاؤ۔۔"

شاہ نے ماتھے پر بل ڈالتے بھاری آواز میں کہا۔۔

ایم سوری فلحال ایسا کچھ بھی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا میں۔۔"وہ سرد لہجے میں اپنا جملہ کہتا سیڑھیاں چڑھتے کمرے کی جانب روانہ ہوا۔۔

شبانہ بیگم کے پہلو میں کھڑا فیصل شاہ اپنے صاحب زادے کے جواب پر متعجب ہو کر اسے پشت کی جانب سے سیڑھیوں سے چڑھتا دیکھ رہا تھا۔۔شاہ جانتا تھا کہ عالیہ نے اس کے بیٹے کو سابقہ مصیبتوں سے نکلنے میں کتنی مدد کی ہے وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھا کہ علی اپنی زوجہ سے کتنی محبت کرتا ہے لیکن آج علی کا لہجہ شاہ کو بھی حیرت زدہ اور پریشان کر گیا تھا۔۔

-

-

آگلے دن کی صبح ہوئی دانیال کو شاہ انڈسٹریز کے آفس میں علی کی موجودگی کی اطلاع ملی جسے سن کر وہ دروازے پر دستک دیتا داخل ہوا۔۔

"کل جو بھی ہوا مجھے لگا تھا شاید تم آج نہیں آؤ گے مگر تمھیں آفس میں دیکھ کر خوشی ہوئی"۔۔

علی ہالف سلیو سفید نٹڈ پولو شرٹ پر سیاہ گرگا پینٹ پہنے بکھرے چمکتے بال لیے اپنے راکنگ چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے کام میں مصروف تھا جسے دیکھ دانیال سے مخاطب کرتا گویا ہوا۔۔

"میں اپنی پرسنل اور پروفیشنل لائف کو آپس میں نہیں جوڑنا چاہتا۔۔ان کیسز کی وجہ سے کام کا الریڈی بہت لاس ہو چکا ہے"۔۔

وہ سر اٹھائے کر دانیال کو تکتا سرد لہجے میں گویا ہوا جو حقیقت میں گھر پر افسردہ بیٹھا اپنا دل لگانے کی غرض سے وہ آفس پہنچا تھا مگر اس بات سے صرف وہی واقف تھا۔۔

بالکل۔۔اصل میں جواد سیٹھی صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں اس لیے مجھے خود" تمھیں یہاں دیکھ کر آچھا لگا۔۔" دانیال قدم بڑھاتے نہایت توجہ سے گویا ہوتا اس کے رُو برو کرسی پر براجمان ہوا۔۔

ڈینی ان کے پروجیکٹ کا کیا ہوا۔۔؟" اس نے لیپ ٹاپ پر نظر جمائے اپنے" باہنے ہاتھ کی انگلیوں کو کیبورڈ پر سفر کرواتا مصروفانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

وہ جاری ہے اس لیے کہا ہے اس نے ملنے کو۔۔جب تم ترکی سے واپس پہنچے" تب وہ یہاں آئے تھے اس کے بعد تمھاری اس سے کوئی ملاقات نہیں "ہوئی۔۔

"یہ بہت اہم پروجیکٹ ہے ہمارے لیے اور یہ اچھا ہوا کہ کیسز کی وجہ سے اس نے پروجیکٹ سے ہاتھ نہیں چھڑائے۔۔"علی نے سر اٹھا کر دانیال کو تکتے توجہ سے کہا۔۔

"ہاں انفیکٹ اب تو پروجیکٹ کافی حد تک مکمل بھی ہو گیا ہے۔۔!!"دانیال نے خوشگوار لہجے میں کہا وہ علی کے مزاج کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"تم نے مجھے اس بارے میں کبھی بتایا کیوں نہیں۔۔"علی اس کے جملے پر متعجب ہوئے آئی برو اچکا گیا۔۔

"کیونکہ تم اپنے مسلوں میں الجھے ہوئے تھے۔۔! مگر میرا خیال ہے کہ تمھیں آج وقت نکال کر ضرور جانا چاہیے۔۔اس نے اپنے فام ہاؤس میں تم سے ملنے کے لیے خصوصی دعوت بھیجی ہے۔۔"

"او کے تم تیاری دیکھو میں پھر دوپہر تک نکلتا ہوں۔۔"

اس نے دانیال کے مشورے پر عمل کرنے کے لیے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

صبح اب آہستہ آہستہ دوپہر میں بدلنے والی تھی فہاد بھاری چھوڑی جسامت پر سیاہ ٹی شرٹ اور اسی سے ہمرنگ ٹراؤزر پہنے آج بھی علی کے کیس سے آزاد ہونے پر اپنے گھر میں غم وغصے کی کیفیت لیے محصور نئے انداز سے اُسے پھنسانے کی آگلی پلاننگ میں مصروف تھا۔۔

وہ اب اپنے کمرے سے لاؤنج کی جانب بڑھتا آنکھیں پھاڑے سیاہ ٹائٹ پینٹ اور ہلکے نیلے رنگ کی سلک شرٹ میں کھلے بالوں کے ساتھ ہلکا میک اپ کیے مقابل

کھڑی لڑکی کے وجود کا جائزہ لیتا اسے اپنے گھر میں پا کر کچھ پریشان اور حیرت زدہ ہوا۔۔

فریحہ تم۔۔؟" وہ کچھ قدم قریب بڑھتے غیر یقینی سی کیفیت میں گویا ہوا۔۔"

"اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو کیا میں تمھارے گھر نہیں آسکتی۔۔؟"
وہ ارد گرد سنسان لاؤنج دیکھ کر اپنے اور فہاد کے بیچ کا فاصلہ ختم کرتی اس کے بے حد قریب پہنچ کر گردن میں ہاتھ ڈالتے مخمور سے لہجے میں بولی۔۔

فریحہ کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنی سبز رنگ گہری آنکھوں کے بے حد قریب دیکھ کر اس کے ذہن پر پردے پر اک لمحے کو عالیہ کا چہرہ لہرایا جسے ذہن میں آتے ہی وہ ہڑبڑاتا اپنے گردن کے گرد فریحہ کے ہاتھوں کا حصار کھول کر کچھ فاصلہ اختیار کر گیا۔۔

بالکل آسکتی ہو آؤ بیٹھو ناں۔۔" وہ بناوٹی مسکراہٹ ظاہر کرتا لاؤنج کے صوفے کی جانب ہاتھ کا اشارہ کرتے اسی طرف روانہ ہوا جس کا عمل فریحہ کو تعجب میں مبتلا کر گیا۔۔

"تم سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔آفس بھی نہیں آ رہے تھے، اس لیے یہاں آنا پڑا مجھے۔۔تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔" وہ صوفے پر براجمان ہوتے بولی جبکہ فہاد کا دھیان میشل کے بند کمرے کے دروازے کی جانب تھا کیونکہ میشل بھی اب تک آفس کے لیے نہیں نکلی تھی اور فہاد نے نہیں چاہا تھا کہ ان دونوں کا سامنا ہو۔۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔ہادی کو بھلا کیا ہو سکتا ہے۔۔"
اس نے ٹھوس لہجے میں پر اعتماد انداز سے کہا۔۔

"گڈ۔۔!" وہ فتحمندی سے مسکرائی۔۔

"کمرے میں چلیں۔۔؟"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔؟"

فہاد نے میشل سے بچنے کے لیے فریحہ سے اجازت طلب کرتے کہا جسے وہ آنکھوں سے مدھم مسکرا کر ذو معنیٰ جملہ سمجھی تھی۔۔

اسی دوران کمرے کا دروازہ کھلا اور زرد رنگ بٹن ڈاؤن شرٹ کے ساتھ جینز کی پینٹ پہنے بال باندھے ہاتھ میں لیپ ٹاپ بیگ لیے کمرے سے میشل حقانی برآمد ہوئی۔۔

خاموش ماحول میں کچھ آہٹ پر وہ بے تاثر نگاہیں میشل پر ٹکا گیا جو اپنے کمرے کا دروازہ بند کر رہی تھی اگلے ہی لمحے فہاد نے اپنے روبرو بیٹھی فریحہ کو بھی دیکھا جو

آہٹ پر میشل کی جانب متوجہ تھی اسے لگا گویا فہاد کسی دوسری لڑکی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہ رہا ہے۔۔

آج میشل اور فریحہ کا آمنا سامنا ہونا اب طے تھا یہ سوچ کر فہاد نے اپنی ہلکی داڑھی سے لدی ٹھوڑی کھجائی اور نفی میں سر ہلا کر خود سے مدھم مسکرایا وہ بھالا کہاں ایسے چھوٹے موٹے معمالات سے گھبرانے والا تھا وہ تو ہادی تھا شاطر دماغ۔۔چالباز اور چالاک۔۔!

"گڈ مارننگ برادر!"

"یہ لڑکی تو وہی ہے ناں۔۔؟"

میشل لاؤنج میں پہنچ کر فریحہ کو نظر انداز کرتی فہاد سے مخاطب ہوئی جس پر فریحہ نے بھی فہاد سے سوال کیا جو اپنی بہن کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

مجھے وہ ای میل سینڈ کرنا مت بھولنا جسکا رات کو میں نے تم سے ڈسکس کیا"

"!تھا۔۔

وہ اپنے بھائی کو مخاطب کرتے سنجیدگی سے بولی جس پر وہ اسی طرح مدھم مسکراتا کچھ ٹھہراؤ کے ساتھ اثبات میں سر ہلا گیا جبکہ فریحہ ماتھے پر بل ڈالے فہاد کو تکتے اسکے جواب کی منتظر تھی۔۔

"!گریٹ۔۔!شام کو ملتے ہیں۔۔ہیو آ نائس ڈے۔۔"

میشل نے اپنے آخری جملے میں فریحہ کی جانب نگاہوں سے اشارہ کیے مسکرا کر کہا اور روانہ ہوئی جسے لاؤنج کے دروازے تک پہنچتے ہوئے بھی فہاد گردن گھما کر نظروں سے اس کا تعاقب کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوئی۔۔

ہیلو۔۔؟سوچ لیا بہانا۔۔؟اب مجھ سے بھی اپنا بہانا شئیر کرو۔۔!"کافی دیر"

فہاد کو خاموش پا کر فریحہ چٹکی بجاتے اسے اپنی جانب متوجہ کراتی برہمی سے بولی۔۔

"کیسا بہانا۔۔؟میری گرل فرینڈ نہیں ہے بہن ہے وہ۔۔!"اس نے نہایت تحمل سے مگر رعبدار انداز میں جواب دیا۔۔

"یہی بہانا کہ لاسٹ ٹائم تم نے اسے آفس میں میرے سامنے دیکھ کر جھوٹ کیوں بولا۔۔؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے ہوئے تھی۔۔

"میری جان وہ تو لمبی کہانی ہے۔۔کسی دن فرصت سے سناؤں گا۔۔"وہ ٹیبل پر پڑے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک نکال کر اسے منہ میں دبائے سلگاتا مصروفانہ لہجے میں بولا۔۔

"ابھی ہے فرصت مجھے بھی اور تمھیں بھی۔۔تو سناؤ۔۔!"

فریحہ نے خود کو صوفے کی ایک جانب کھسکا کر فہاد کے روبرو ہوتے برہمی سے کہا جسے سن کر وہ کش لگاتا فریحہ کے جملے پر گہرا مسکرایا۔۔اسے اندازہ ہوا کہ مقابل بیٹھی لڑکی جسے وہ اکثر بیوقوف بنانے پر تلا رہتا تھا وہ بھی اس کے ٹکڑ کی ثابت ہو رہی ہے۔۔

"جانِ من۔۔میں بھی تمھیں اپنا ہمراز بنانا چاہتا ہوں مگر اُس دن کے بعد تم سانس بھی میری مرضی سے لو گی۔۔اور وہ دن ابھی کچھ دور ہے۔۔ابھی تک تم ہادی کے معیار پر پوری نہیں اتری ہو۔۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے سے ٹیک لگاتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بھاری آواز میں مخمور سا بولا۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟"

"یہی کہ کل تم علی فیصل شاہ کے آفس اسے آزادی کی مبارکباد دینے گئی تھی اور تمھیں لگا تھا کہ مجھ تک خبر نہیں پہنچے گی۔۔؟"

اس کے لہجے میں رعب ظاہر ہوا جس کا جملہ اور لہجہ فریحہ کے ماتھے پر پسینے عیاں کر گیا۔۔

مبارکباد دینے نہیں کیس پر وارن کرنے گئی تھی۔۔"فریحہ نے نظر چراتے کچھ" بدحواسی سے کہا۔۔

"جو بھی تھا تم نے مجھے نہیں بتایا اس بارے میں۔۔"

فہاد کش لگاتا اس کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ خود سے مدھم مسکرایا۔۔فریحہ کو یاد ہی نہ رہا کہ وہ کچھ لمحے قبل میشل کے متعلق فہاد سے بازپرس کرنے میں مصروف تھی کیونکہ فہاد اپنا پتّا پھینک کر مقابل کو ہر چال، ہر سوال بھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

فریحہ اسکے جملے پر نظریں پھیرتے خاموش رہی جبکہ فہاد اب بھی سگریٹ کا کش لگا کر دھواں چھوڑتا اپنی سبز آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا۔۔

ہاہاہاہا اٹس اوکے سویٹ ہارٹ۔۔اسی لیے میں نے کہا کہ تم ہادی کے زاروں کو" "جاننے کے لیے ابھی تک اہل نہیں ہو۔۔

اس نے ذو معنی انداز میں فریحہ کو اسکا بھروسہ توڑنے کا احساس دلایا فہاد کے قہقہے میں عجب وحشت تھی جس کا جملہ اور قہقہہ سن کر وہ تھوک نگلتے کچھ سہمی۔۔

ام سوری! میں بتانا چاہتی تھی بٹ تم آفس میں نہیں تھے۔۔نہ فون اٹھاتے" تھے۔۔اسی لیے ہی مجھے گھر آنا پڑا۔۔" وہ لہجہ نرم کیے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آ بیٹھی۔۔

مجھے اس بارے میں اندازہ نہیں تھا کہ سمیرا کے کیس کے پیچھے تم ہو۔۔"وہ گردن گھمائے اپنے پہلو میں بیٹھی فریحہ کے چہرے کو تکتے بھاری مدھم آواز میں بولا۔۔

"وہ سب کرنا بھی ضروری تھا۔۔"

علی سے کوئی خاص دشمنی۔۔؟"وہ فریحہ کے جملے پر بھنویں آچکاتا سوالیہ گویا" ہوا۔۔

وہ دوستی بھی تو کے قابل نہیں ہے۔۔"فریحہ علی کی بے مروتی یاد کرتے لفظ" چبا چبا کر ادا کر گئی۔۔

بے وقوف ہے وہ،اسے دل بہلانا نہیں آتا۔"وہ مستقل محویت سے فریحہ" کے چہرے پر نظروں کو سفر کرواتا کش لگا کر ذومعنی جملہ بولا۔۔وہ شاطر دماغ کا حامل فریحہ کے عمل سے اس کی دشمنی کی وجہ بخوبی جان چکا تھا۔۔

"بے وقوف نہیں بہت مغرور ہے۔۔وہ صرف اپنی بیوی کا دل بہلاتا ہے جسے اس کی پرواہ تک نہیں۔۔"

وہ صوفے پر ٹیک لگائے سامنے کی جانب دیکھ کر بولی جس کے جملے میں عالیہ کا ذکر فہاد کے بھٹکائے دھیان میں عالیہ کا خیال جگاتے اسے بیچین کر گیا۔۔

"بیوی خوش قسمت ہے۔۔جسے اسکی توجہ حاصل ہے۔۔" عالیہ کے خیال پر وہ فریحہ سے بلا آخر نظریں پھیرتا اس کا دل بھی جلانے کی غرض سے گویا ہوا۔۔

"تمھیں ان میں اتنی دلچسپی کیوں ہے۔۔؟" اس پر واقعی فہاد کا جملہ کچھ ناگوار سا گزرا۔۔

"تمھارا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔۔آفٹر آل تمھارا دشمن میرا بھی ہوا ناں۔۔" وہ کش لگا کر فریحہ کی جانب دوبارہ دیکھتے اس کے گال پر اپنی ہتھیلی کی پشت پھیرتا

سرگوشی کر گیا جس کے عمل پر فریحہ کی برہمی یک دم پگھلی وہ کچھ نرم پڑتی خاموش ہوئی۔۔

آگر اس کا غرور خاک میں ملانا ہے تو اس کا سب کچھ چھیننا ہو گا تمھیں۔۔"وہ" مزید بولا۔۔

"کیا مطلب۔۔ کیا کرنا ہو گا۔۔"

کسی بھروسہ مند انسان کو اس کی کمپنی کی جڑوں تک پہنچاؤ تاکہ وقت آنے پر ہم" "اس کے بزنس کو کنٹرول کر کے اسے منہ کے بل گرا سکیں۔۔

وہ خمار آلودہ لہجے میں جواباً اپنا ارادہ ظاہر کرنے لگا اس دوران اس نے اپنا انگوٹھا مقابل کے گلابی لبوں پر پھیرتے اسے سہلایا۔۔

"اووتم تو واقعی پہنچے ہوئے کھلاڑی ہو۔۔ تمھارے ساتھ مل کر یہ کھیل کھیلنے میں

بہت مزا آئے گا۔۔"

"مجھے بھی۔۔!"

وہ اپنا سر اس کے چوڑے سینے پر رکھتی پر مسرت لہجے میں بولی۔۔ جس کے جواب میں وہ دھواں چھوڑتا شاطرانہ مسکرایا اس کے ذہن میں کیا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا اس سب سے تو فریحہ بالکل ناواقف تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کا ہی وقت تھا ان کی گاڑی شہر سے ہوتی ہوئی اندرونی سندھ کے سنسان سی سڑک پر پہنچی تھی یہ کچھ دیہاتی سا علاقہ تھا جہاں دوپہر کی کڑکتی دھوپ میں ان کی گاڑی کے علاؤہ دور دور تک کوئی دوسرا انسان موجود نہ تھا۔۔

کچھ سفر طے کرنے کے بعد ان کی گاڑی اسی سڑک پر اچانک رکی۔۔ علی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بینش کے ہمراہ براجمان موبائل پر نظریں جمائے گاڑی کے اچانک رک جانے پر چونکا۔۔

کیا بات ہے تم نے گاڑی کیوں روک دی۔۔؟" علی نے ڈرائیور سے سوال کیا" جو اگلی سیٹ پر گارڈ کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

شاہ جی گاڑی خود رک گئی ہے۔۔ شاید کچھ گڑ بڑ ہے میں دیکھتا ہوں۔۔"اپنی" سفید وردی میں ملبوس ڈرائیور مؤدبانہ انداز اپنا جملہ کہتا اسے دوبارہ اسٹارٹ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

ڈیم اٹ۔۔ جلدی دیکھو۔۔ وقت بہت کم ہے۔۔" علی سخت لہجے میں اسے حکم" دیتے گویا ہوا جو اثبات میں سر ہلا کر اب گاڑی سے باہر نکلنے لگا۔۔

کچھ لمحے اندر گزارنے کے بعد علی گاڑی سے باہر نکلا جسے دیکھ کر گارڈ بھی گاڑی سے نکلتے ڈرائیور کے قریب پہنچ کر حالات کا جائزہ لینے لگا جبکہ علی اپنی گاڑی کے پچھلے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوتا دوبارہ موبائل پر مصروف ہوا وہ اپنے آفس میں دوسری گاڑی منگوانے کے لیے کال ملانے ہی لگا تھا کہ اس کے نمبر پر لیگل اسسٹنٹ کی جانب سے کال موصول ہوئی۔۔ وہ بلاوجہ کبھی کال نہ کرتا تھا اسی بات کو محسوس کرتے علی نے فوراً کال اٹھاتے موبائل کان سے لگایا۔۔

"ہیلو۔۔؟"

ہیلو سر۔۔! سر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عالیہ صاحبہ ملک سے باہر جا رہی ہیں آپ" کی صابزادی کو لے کر۔۔" اسسٹنٹ نے اسے بڑے نرم لہجے میں ایک چونکا دینے والی خبر سنائی تھی۔۔

وٹ۔۔ کب جا رہے ہیں وہ لوگ اور کہاں۔۔؟" مقابل کی آواز سماعتوں سے" ٹکراتے علی کے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں وہ حیرت سے گویا ہوا۔۔

"سر وہ آج ہی روانہ ہوں گے آپ کو انفارم کرنا تھا،اس حوالے سے آپ کا کیا حکم ہے۔۔؟"

"میرا آنا اس وقت ممکن نہیں میں بہت دور ہوں مگر تم دانیال سے بات کرو لیگل ٹیم فوراََ روانہ کرو وہ لوگ کسی بھی صورت اس شہر سے باہر نہیں جانے چاہیں۔۔"اس نے پریشان کن لہجے اور اجلت میں اسسٹنٹ کو اگلا حکم دیا۔۔

"اوکے سر۔۔!"

"کیا ہوا گاڑی کا اگر مسئلہ زیادہ ہے تو میں اسے یہیں چھوڑ دیتا ہوں مجھے ذرا جلدی ہے۔۔"
علی نے اسسٹنٹ سے گفتگو کے اختتام کے بعد کال منقطع کرتے اپنے ڈرائیور کو مخاطب کیا جو گاڑی کا بونٹ اٹھائے بغور معائنہ کر رہا تھا۔۔

شاہ جی دیکھ رہا ہوں۔۔"وہ اپنے معائنے میں مصروف سر جھکائے بولا۔۔"

"اففف آخر مزید کتنے امتحان باقی ہیں۔۔"
علی اس کے مصروف سے لہجے پر نفی میں سر ہلاتا بیزاریت سے گویا ہوا۔۔

وہ مایوسی سے گاڑی کو ٹیک لگائے کھڑا اپنے موبائل میں دوبارہ مصروف ہوا اسی دوران ایک بزرگ سرخ رنگ پیوند لگے بوسیدہ کپڑوں میں لمبے کھلے بال لیے کندھے پر کپڑے کا تھیلا لٹکائے ہاتھ میں سہارے کے لیے ایک لمبی لکڑی تھامے اس خوبرو نوجوان کو چمکتی دھوپ میں سڑک پر اپنی گاڑی کے قریب پریشان حال کھڑا دیکھ کر آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچا۔۔

بزرگ نے علی کے قریب پہنچ کر اس کے زخمی سلنگ چڑھے ہاتھ، اس کے ہوا سے بکھرتے چمکتے براؤن خوبصورت بال، ہلکی براؤن داڑھی، سفید رنگت اور

سنہری آنکھوں کا چند ہی لمحوں میں بھرپور جائزہ لیا بزرگ کی موجودگی سے انجان وہ اپنے موبائل پر نظریں جمائے صورتحال سے بیزار اور اکتایا ہوا کھڑا تھا۔۔

"لگتا ہے اپنوں کے ستائے ہوئے ہو۔۔!" اس کے حلیے اور چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر بزرگ نے مسکراتے کہا جسے سن کر علی نے چونکتے نظریں اُٹھاتے تعجب سے اس بزرگ کو دیکھا۔۔

بزرگ کی آواز سن کر گارڈ چونکا اور اسے علی سے دور کرنے کے لیے دوڑتا ان کے قریب پہنچا جسے دیکھ کر علی نے ہاتھ سے گارڈ کو رکنے کا اشارہ کیا۔۔

"مگر یہ سوال آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟" اس نے بزرگ کو مسکراتے دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالتے حیرت سے سوال کیا۔۔اس پر مقابل کی مسکراہٹ ناگوار گزری تھی مگر وہ پھر بھی نرم مزاجی سے پیش آیا۔۔

تمھاری پریشانی کی وجہ تمھارے اپنے رشتے بنے ہوئے ہیں فلحال۔۔ لیکن" چہرے سے تو بہت پختہ ارادے رکھنے والے لگتے ہو۔۔ تو آنکھوں میں یہ بے بسی "کیوں۔۔ ارادے کمزور کیوں پڑ رہے ہیں تمھارے۔۔؟

بزرگ اس کا سوال نظر انداز کرتے بولا جس کے جملے علی کو مزید حیرت زدہ کر گئے وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ محض چند ایک لمحوں میں میرا چہرہ پڑھ کر میری دل کی کیفیت سے وہ بزرگ کیسے واقف ہو گیا ہے کیا وہ کوئی جادو گر ہے۔۔

بابا مسلسل محنت پر بھی جب حاصل وصول کچھ نہ ہو تو ادارے کمزور پڑ ہی" جاتے ہیں، اُمیدیں ٹوٹ جاتی ہیں، اور اس ہر چیز کی خواہش چھوڑنی پڑتی ہے جس "کے لیے آپ یہ محنت کر رہے ہوتے ہو۔۔

وہ موبائل پینٹ کی جیب میں کھسکاتا بزرگ کی جانب متوجہ ہو کر سرد لہجے میں اپنے دل کا حال سنا گیا۔۔

مایوسی کفر ہے بچے۔۔" بزرگ نے اسے حوصلہ دیتے لہجے میں کہا۔۔"

میں تھک چکا ہوں بابا۔۔اب مجھے لگتا ہے مزید محنت نہیں ہو گی مجھ سے۔۔""
وہ سر جھکا کر افسردگی سے جواباً بولا۔۔

جانتا ہوں مگر امید رکھو کہ سب کچھ بہت جلد بہتر ہونے والا ہے۔۔ تمھیں"
خوف ہے کہ تمھاری رات اب گہری ہوتی جا رہی ہے سب ختم ہونے والا ہے
"لیکن ہمیشہ گہری رات کے پیچھے ہی صبح پوشیدہ ہوتی ہے۔۔
بزرگ نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اسے تسلی دی اس کے الفاظ واقعی علی کے
دل میں کہیں گہری جگہ بنا کر اس کے ذہن پر اثر انداز ہو رہے تھے اسے اطمینان
بخش کر آنے والے بہتر کل کی امید دلا رہے تھے۔۔

جِسے حاصل کرنا ہے اس پر اپنی محنت جاری رکھو۔۔آگر پیچھے ہٹے تو کھودو گے" اسے۔۔!!" علی خاموش حیرت و محویت سے بزرگ کی باتیں سن رہا تھا جو اسے مزید ہدایت دیتا گویا ہوا۔۔

جی ٹھیک ہے بابا۔۔آپ کی باتوں سے حوصلہ ملا مجھے بہت شکریہ۔۔" علی نے" مدھم مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے مشکورانہ انداز میں کہا۔۔

شکر اس رب العالمین کا ادا کرو۔۔آزمائش طویل سہی مگر اسکا اختتام ضرور" ہو گا۔۔ابھی صبر کا وقت ہے جلد شکر کا وقت بھی آئے گا۔۔" بزرگ نے اپنی کمزور ہتھیلی علی کے باہنے بھاری بازو کو ہلکا سا تھپتھپاتے مسکرا کر جواب دیا۔۔

"انشاءاللہ۔۔آپ بتائیں میں آپ کی کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔۔؟"

ہمیں رب العالمین کی مدد کافی ہے۔۔خوش رہو۔۔" وہ علی کے جملے کو اس کی" معصومیت سمجھ کر نفی میں سر ہلاتا مسکرا کر گویا ہوا۔۔

مگر آپ۔۔ایک سکینڈ یہ "وہ بابا کے انکار پر سر جھکائے پینٹ کی جیب سے کچھ " والٹ نکالنے میں مصروف ہوا۔۔

اس نے والٹ نکال کر سر اٹھایا تو وہ حیران رہ گیا دو ہی لمحوں میں وہ بزرگ علی اور اس کی گاڑی سے کافی دور جا چکا تھا جو علی کے اشارے سے ڈرائیور کی پکاروں پر بھی نہ پلٹا۔۔

اس نے مایوسی سے دوبارہ والٹ جیب میں ڈالا اور بزرگ کی باتوں پر سوچتا رہ گیا یہ عجب اتفاق اس کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا اس نے اپنی ازدواجی رشتے کو بچانے کے لیے محنت جاری رکھنے کا فیصلہ کیا مگر یہ حالات اسے سوچنے پر مجبور کیے جا رہے تھے کہ یہ سب محض ایک اتفاق تھا یا کچھ کوئی غیب سے حالات کے ساتھ لڑنے کے لیے دیا گیا حوصلہ۔۔؟

سہ پہر ہوئی تھی علی فیصل شاہ بینش اور اپنے پرسنل گارڈ کے ہمراہ بلا آخر جواد سیٹھی کے فام ہاؤس پر پہنچا۔۔

لان میں کار پورچ پر گاڑی رکنے کے بعد جواد سیٹھی کے پرسنل اسسٹنٹ نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر علی کا استقبال کیا جہاں سے وہ باوقار انداز میں قدم باہر کی جانب لیتا گاڑی سے اترا۔۔ ساتھ ہی بینش اور گارڈز بھی گاڑی کے دروازے کھول کر اترے۔۔

میرے جگر۔۔ خوش آمدید۔۔"جواد سیٹھی ہری رنگ کی پرنٹڈ سلک شرٹ پر" سفید لینن بلیزر کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے پرجوش انداز میں علی کا استقبال کرتے اس سے گلے مل کر مخاطب کر گیا۔۔

جواد سیٹھی پچاس سال کی عمر میں بھی خود کو بادی بلڈ، چاک و چوبند، جوان اور اسٹائلش رکھے ہوئے تھا سفید گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے تراشی گئی سفید داڑھی میں سیاہ آنکھوں پر براؤن چشمہ چڑھائے وہ ایک جاذب نظر شخصیت لگ رہا تھا۔۔

جواد صاحب بزنس کی دنیا کا ایک بڑا اور اہم نام تھا مگر اس کی پسندیدہ شخصیات میں علی فیصل شاہ سر فہرست تھا کیونکہ وہ اس کی کم عمری میں ترقی کی رفتار سے کافی متاثر تھا اور اس کی قابلیت کو بخوبی پہچانتا تھا۔۔

"کیسے ہیں آپ جواد صاحب۔۔"

علی اس سے الگ ہوتا پر مسرت لہجے میں گویا ہوا اس کا مزاج اب کچھ خوشگوار تھا کیونکہ بلا آخر سفری تکالیف کے بعد وہ اپنی منزل پر پہنچا تھا اور ساتھ ہی اسے بزرگ کی کہی گئی باتوں نے حوصلہ بھی دیا تھا۔۔

بہترین۔۔!! امید کرتا ہوں کہ تم بھی بہتر ہو جاؤ جلد۔۔"جواد نے خوشگوار" لہجے میں اس کے زخمی ہاتھ کو دیکھ کر نیک تمنائیں ظاہر کرتے کہا۔۔

جی ان شاءاللہ اب بھی کافی بہتر ہوں۔۔"وہ مدھم مسکرایا۔۔"
گڈ افٹر نون مسٹر سیٹھی۔۔!"بینش آف وائٹ آفس سوٹ میں ملبوس ملکے میک اپنے کرلی بال باندھے ہاتھ میں لیپ ٹاپ بیگ کے ساتھ علی سے کچھ قدم پیچھے کھڑی مؤدبانہ انداز میں گویا ہوئی۔۔

گڈ افٹر نون مس بینش! آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔۔آیئے اندر چلتے ہیں۔۔" تم سے ڈھیر ساری ڈسکشن کرنی ہے۔۔"جواد بینش سے مخاطب ہونے کے بعد علی کے کندھے پر ہاتھ رکھتا لاؤنج کی جانب اشارہ کرنے لگا۔۔

ضرور۔۔آپ کی دعوت کا بے حد شکریہ جواد صاحب۔۔"علی اثبات میں سر" ہلاتا بینش کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

وہ لوگ جواد کے ہمراہ ان کے فام ہاؤس میں موجود پرسنل میٹنگ روم تک پہنچے جو بیک وقت قدرے پر سکون، خوشگوار اور خوبصورت تھا۔۔ کمرے کی روشنیاں ہلکی تھیں، اور میز کے گرد براؤن صوفوں پر وہ تینوں آ بیٹھے تھے۔ بڑی کھڑکیوں سے باہر فام ہاؤس کے باغ کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔۔ میز پر پہلے ہی پانی کی بوتلیں ہلکے پھلکے اسنیکس کچھ فائلز اور کاروباری دستاویزات موجود تھے۔۔۔

ان کے بیٹھتے ہی چند لمحوں بعد دو ویٹرز ہاتھوں میں نفیس ٹرے لیے اندر داخل ہوئے۔۔ ٹرے میں گرم کافی کے مگ، ہربل ٹی، اور کچھ سوفٹ ڈرنکس موجود تھیں۔ ایک طرف سلاد کے ساتھ چھوٹے سینڈوچز اور کیک کے سلائس بھی تھے۔۔ جسے وہ ٹیبل پر رکھ کر خاموشی سے روانہ ہوئے۔۔

تمھیں بہت عرصے بعد دیکھا بے حد خوشی ہوئی۔۔بہت جلد ہمارا گرینڈ "
"!! پروجیکٹ بھی کمپلیٹ ہونے والا ہے۔۔
جواد صوفے پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ رکھے اپنے اہم پراجیکٹ کو سوچ کر خوشی سے سرشار ہوتا گویا ہوا۔۔

جی بالکل یہ ہم دونوں کے لیے بے زیادہ خوشی کی بات ہے کیونکہ یہ نہایت اہم "
اور بڑا پراجیکٹ ہے جس کی تکمیل میں بھی کافی عرصہ اور کافی لوگوں کی محنت لگی ہے۔۔!!" وہ مدھم مسکرا کر جواباً بولا۔۔

آج اس حوالے سے کافی چیزیں ڈسکس کروں گا تم سے مگر فلحال سب سے پہلے "
جو چیز میرے ذہن میں ہے وہ یہی ہے کہ میں اس پراجیکٹ کی گرینڈ اوپننگ
"چاہتا ہوں۔۔

"جیسا آپ چاہتے ہیں اگر یہ ہم دونوں کے لیے نفع بخش ہے تو سب کچھ ویسا ہی ہو گا۔۔!!" علی نے گرم کافی کا مگ تھامتے کہا۔۔

"یہ دونوں کے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ ہم اس شہر میں ہی اپنا ایک خوبصورت خوابوں کا شہر آباد کرنے جا رہے ہیں یہ ہاؤسنگ سوسائٹی ہر لحاظ سے بہترین ہو گی۔۔"

"انشاءاللہ۔۔!" وہ جواباً مسکرایا جسکا تصور بینش کو بھی خوشی سے مسکرانے اور اثبات میں سر ہلانے پر مجبور کر گیا۔۔

"دانیال نے ہمیں بتایا کہ یہ پراجیکٹ اس سال کے آخر تک مکمل ہو گا میں نے طے کیا ہے کہ اس کے مکمل ہونے پر ہم ایک گرینڈ ایونٹ آرگنائز کریں۔۔ ایک گرینڈ نیو ائیر سیلبرشن۔۔!! جس میں پراجیکٹ کی تکمیل کی خوشی، نئے سال کی خوشی اور تمھاری آزادی کی خوشی ہم پورے جوش سے منائیں۔۔"

میزبان نے رعب دار انداز میں اپنے خیال کا اظہار کیا جسے سن کر مقابل بیٹھے علی اور بینش پر مسرت انداز میں چونکے۔۔

"یہ تو بہت زبردست خیال ہے جواد صاحب۔۔اس طرح تو ہماری برانڈنگ، کاروبار اور اس پراجیکٹ اوپننگ کی پبلسٹی کو نیکسٹ لیول بوسٹ ملے گا۔۔" وہ پرجوشی سے گویا ہوا جس پر جواد بھی اثبات میں سر ہلاتے ایک گال کھینچ کر فتحمندی سے مسکرایا۔۔

"یہ بہترین خیال ہے مسٹر سیٹھی۔۔" بینش نے بھی مسکرا کر مقابل کے اظہارِ خیال کو سراہا۔۔

"یہ سیلبریشن لازمی کریں گے ہم۔۔اب ساری دنیا کو اور مخالفین کو اپنے جشن سے یہ بات باور کرانے کا وقت آن پہنچا ہے کہ شاہ انڈسٹریز اُن کے اوچھے ہتھکنڈوں سے کبھی زوال پذیر نہیں ہونے والی۔۔!"

علی شاہ بھاری آواز میں رعبدار لہجے ساتھ گویا ہوا ساتھ ہی اس کے عنابی لبوں پر بھی فتحمندی کی سی مسکراہٹ سجی۔۔ یہ تقریب واقعی اس کی زندگی کے لیے ایک اہم موڑ لانے والی تھی جس سے فل الوقت وہ انجان تھا۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

شام کا وقت ہوا تھا وہ اپنے ہلکے نیلے رنگ آفس سوٹ پر لمبا خاکی ٹرنچ کوٹ پہنے بال باندھے ایک ہاتھ میں سوٹ کیس اور دوسرے ہاتھ میں امرحہ کی ننھی ہتھیلی تھامے ائیر پورٹ پہنچی۔۔

مس عالیہ رکیں۔۔" اسے چلتے چلتے عقب سے مردانہ رعبدار سرد آواز اپنے" سماعتوں سے ٹکراتی محسوس ہوئی جس پر وہ بڑھتے قدموں کو روک کر فوراً پلٹی۔۔

جی۔۔؟"اس نے متعجب انداز میں گویا ہوتے پلٹ کر دیکھا تو وہاں ایک نہیں بلکہ نفیس پینٹ شرٹ میں ملبوس پانچ مرد حضرات کا وفد کھڑا تھا جن میں سے ایک کے ہاتھ میں لیڈر کی سیاہ فائل تھی جبکہ آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔۔

ان تمام میں سے وہ کسی ایک کو بھی نہیں جانتی تھی۔۔
اس فائل تھامے شخص نے چشمہ اتار کر اک لمحے کے لیے امرحہ پر نگاہیں ٹھہرائی جو زرد شرٹ اور جینز کی پینٹ پہنے اپنے سنہری بال باندھے ہوئے والدہ کی انگلی تھامے بے خوف نظریں اٹھائے اسی شخص کو گھور رہی تھی۔۔

آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔؟"فائل تھامے وفد کا سربراہ دو قدم آگے بڑھ کر" ننھی امرحہ کو تکتے عالیہ سے سوال کر گیا۔۔

"یہ سوال پوچھنے کی وجہ اور کون ہو تم لوگ۔۔؟" عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالتے مقابل کے سوال پر ناگواریت سے سوال کیا۔۔

"آپ اس بچی کو ان کے والد کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہیں لے کر جا سکتیں۔۔" وہ امرحہ کی جانب اشارہ کرتے جواباً گویا جس سے اس سر پھری کو اندازہ ہوا کہ اس فساد کی جڑ بھی اس کی بیٹی کا باپ ہے۔۔

"یہ تم لوگوں سے کس نے کہا۔۔؟" وہ پھر سوال کر گئی۔۔

"ان کے فادر مسٹر شاہ نے۔۔!!" وہ مقابل کے سرد لہجے میں دیے گئے جواب پر ضبط سے آنکھیں موندے گہری سانس اندر کھینچ گئی۔۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کیا کہتا ہے۔۔" عالیہ اپنا جملہ کہتی دوبارہ اپنی منزل کی جانب پلٹی۔۔

"آپ ایسا نہیں کہہ سکتی آپ کو ہماری بات پر عمل کرنا ہوگا ورنہ ہم اس حوالے سے لیگلی ایکشن لیں گے۔۔" مقابل نے دھمکی آمیز لہجہ اختیار کر کے اس بپھری ہوئی شیرنی کو مزید بھڑکایا تھا۔۔

"وٹ ڈڈ یو سے۔۔؟ تم لوگ مجھے میری ہی بیٹی سے دور کرنے کی دھمکی دے رہے ہو۔۔؟ شاید جانتے نہیں ہو کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔۔!!"
وہ مدھم سا پلٹ کر آنکھیں چھوٹی کیے تعجب زدہ ہوئی اور اگلے لمحے وہ اپنے جملے ادا کرتی سخت لہجے میں گویا ہوئی ساتھ ہی اس نے کچھ قدم اس شخص کی جانب بڑھائے تھے جس پر وہ شخص مجبوراً اپنے قدم پیچھے لے گیا جبکہ وفد کے افراد بھی عالیہ کے عمل پر حیرت سے ساکت کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔

ہیلو۔۔ہیلو۔۔عالیہ۔۔یہ لوگ میرے ساتھ آئے ہیں۔۔لڑنے مرنے سے" بہتر ہے کہ میری بات تحمل سے سنو۔۔تم سے چھوٹی سی یہی ریکوسٹ کرنی ہے "کہ فلحال امرحہ کو لے کر کہیں مت جاؤ ورنہ معاملہ مزید پیچیدہ ہو جائے گا۔۔

اس جھڑپ کی شروعات ہونے جا ہی رہی تھی کہ ناساز ماحول دیکھ کر دانیال فوراً دوڑتا ان کے درمیان آکر دیوار بنتا کھڑا ہوا اور عالیہ کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتے ملتجی انداز میں گویا ہوا۔۔

-

شام ڈھلی تھی جواد سیٹھی سے ملاقات کے بعد وہ لوگ گاڑی میں سوار واپسی کا سفر طے کرتے اپنے منزل کی جانب رواں تھے۔۔علی شاہ کا مزاج اب خوشگوار تھا وہ بینش سے گفتگو میں مصروف تھا اسی دوران اس کا موبائل بجا۔۔

"ہیلو۔۔"

ہاں ڈینی کہاں ہو تم۔۔"وہ موبائل کان سے لگائے دانیال کی آواز سن کر سوال "
کر گیا۔۔

معاملہ فلحال کے لیے سنبھال لیا ہے میں نے اب گھر جا رہا ہوں۔۔ تمھاری "
"میٹنگ کیسی رہی۔۔؟
وہ اپنی گاڑی میں سوار گھر کی جانب روانہ کان میں ائیر بڈز ڈالے نارمل اسپیڈ پر
گاڑی چلاتا گویا ہوا۔۔

بہت زبردست ! بینش اور جواد صاحب کے سیکرٹری نے ساری بریفنگ "
دی۔۔ مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ اتنا زیادہ کام پروجیکٹ کا مکمل ہو چکا ہے اور وہ
بھی اس قدر بہتر احسن طریقے سے۔۔ جواد سیٹھی صاحب بے حد خوش تھے اور
"اسی خوشی میں انہوں نے آیندہ کا لائحہ عمل بھی طے کر لیا ہے۔۔

وہ پر جوش انداز میں ساری تفصیل دیتا گویا ہوا جس پر پہلو میں بیٹھی بینش بھی مسکرائی۔۔

"کیسا لائحہ عمل۔۔؟"

"جواد صاحب اس آنے والے نیو ائیر نائٹ پر ہمارے گرینڈ پروجیکٹ اور میری رہائی کو سیلبریٹ کرنا چاہتے ہیں۔۔" علی نے موبائل پر دانیال کے سوال کا جواب دیا۔۔

"واہ اوسم !۔۔جواد سیٹھی صاحب بزنس کی دنیا کا ایک بڑا نام ہے، سب کو علم ہونا چاہیے کہ ہم کس مقام پہ پہنچنے جا رہے ہیں۔۔" وہ اسٹیر نگ پر ہتھیلی پٹختے پر مسرت لہجے میں علی سے گویا ہوا۔۔

"یقیناً۔۔اور اس پارٹی میں بہت اہم شخصیات شرکت کریں گی اگر اس کے انعقاد کا کام ہمیں مل گیا تو شاہ انڈسٹریز کی طرف سے کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے ۔۔"

"اس فکر سے آزاد رہو۔۔"

"!بہت خوب۔۔"

دانیال علی کی ہدایت پر اسے مطمئن کر گیا۔۔اس حوالے سے انہوں نے مزید گفتگو اور پلاننگ جاری رکھی۔۔

علی شاہ انڈسٹری کے اس جشن کی خبر پر بے انتہا پر جوش اور بے تاب تھا۔۔ مگر کیا واقعی پھر سے اس کے سنہری دور کا آغاز ہونے جا رہا تھا یہ تو آنے والا وقت ہی بہتر بتا سکتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس------

رات کا وقت ہوا حقانی ہاؤس میں وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل کے گرد کرسیوں پر آمنے سامنے براجمان رات کا کھانا کھانے میں مشغول تھے جہاں کافی دیر سے خاموشی تھی۔۔

میشل کی مستقل نظریں اپنے بھائی پر جمی تھیں وہ منتظر تھی کہ شاید فہاد گفتگو کی پہل کرے اور صبح ہونے والے واقعے یا فریحہ کے بارے میں کچھ بتائے جبکہ مقابل تو بے نیاز فقط ٹیبل پر پڑے اپنے فون کو وقفے وقفے سے تکتا سر جھکائے کھانے میں مصروف تھا۔۔

تمھاری آج اتنی امپورٹنٹ میٹنگ تھی تم کیوں نہیں آئے۔۔؟" وہ بلا آخر" مقابل کی خاموشی سے اکتا کر پانی کا گلاس اٹھاتی سوالیہ بولی۔۔

میں بزی تھا۔۔!"اس نے نظریں کھانے پر جمائے چھری کانٹے سے گوشت کا" ٹکڑا کاٹ کر مصروفانہ انداز میں مختصر جواب دیا۔۔

فہاد نے آج سارا دن اکیلے گھر میں گزارا تھا وہ اکثر آفس نہ آنے کے باوجود کہیں نہ کہیں کلائنٹ سے میٹنگ کرنے نکل پڑتا تھا مگر آج اس کا بالکل گھر سے باہر نہ نکلنا اور فریحہ کی گھر میں موجودگی میشل کو ساری حقیقتوں سے آشنا کرا چکی تھی میشل اپنے بھائی کی فطرت سے واقف تھی اُسے اندازہ تھا کہ فہاد نے لندن میں دیگر لڑکیوں کی طرح یہاں بھی فریحہ کے ساتھ پورا دن قربت میں گزارا ہے۔۔

وہ لڑکی جسے تم نے آج گھر پر بلایا تھا کون تھی وہ۔۔؟اس کے لیے تم نے آج کی" میٹنگز چھوڑ دی؟ مجھے لگا کہ میرے بعد تم ایک دو گھنٹے تک پہنچ جاؤ گے مگر تم "آفس نہیں آئے۔۔

وہ برہمی سے کہتے اپنے جملوں میں فریحہ کا ذکر کر گئی جسے سن کر فہاد کا چلتا منہ یک دم رکا اور چمچ پلیٹ میں رکھ کر بڑے تحمل سے سر اُٹھاتا میشل کو دیکھنے لگا۔۔

"تمھیں مجھ سے۔۔اس طرح کے سوالات کرنے کا حق کس نے دیا میری جان۔۔؟" وہ رعبدار انداز میں نرم مزاجی سے بولا جس کی نرمی میں بھی غضب پوشیدہ تھا۔۔

"تو کیا مطلب ہے تمھارا کہ تم اپنی ذاتی مصروفیات میں بزی رہو گے اور آفس اب میں سنبھالتی رہوں۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈال گئی۔۔

"آگر تھوڑا کام کر لو گی تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ تمھارے بھی باپ کی کمپنی ہے۔۔" وہ غصیلے لہجے میں مسکراتا اسی ٹون میں بولا۔۔

یعنی تمھیں کام نہیں کرنا؟"میشل نے محسوس کیا کہ مقابل فریحہ کے ذکر کو" نظر انداز کر گیا ہے۔۔

میں نے انکار نہیں کیا صرف کہا کہ مصروف تھا بلاوجہ کی بحث مت کرو مجھے" "سکون سے کھانا انجوائے کرنے دو۔۔

اس نے بیزاری سے گہری سانس کھینچتے خود کو پر سکون کر کے نہایت سنجیدگی سے کہا اس دوران اس کا ٹیبل پر پڑا موبائل بجا جس پر حمزہ کا نام چمکا تھا جسے دیکھ کر وہ فوراً موبائل اُٹھاتا کال ریسیو کرتے کان سے لگا گیا۔۔

"ہیلو۔۔؟"

ہادی آپ کے حکم کے مطابق ہم نے شاہ انڈسٹریز میں اپنا بندا داخل کروادیا" ہے۔۔"حمزہ نے اسے وہی خبر دی جسکا فہاد کو بے صبری سے انتظار تھا۔۔

ویری گڈ۔۔اس فاسٹ سروس پر انعام تو بنتا ہے۔۔"وہ خوش مزاجی سے بولا" اس کے جملے روبرو بیٹھی میشل بھی متعجب انداز میں سن رہی تھی مگر سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

"اب پل پل کی خبر مجھے ملنی چاہیے اور اس ملازم پر بھی نظر رکھنا۔۔"
جی ضرور سرکار۔۔"فہاد نے اگلا جملہ کہتے میشل کی خود پر پڑتی نظریں دیکھ کر" گفتگو مختصر کرتے کال منقطع کی اور موبائل واپس رکھا۔۔

کس پر نظر رکھ رہے ہو۔۔"میشل نے سوال کیا جس کا فہاد کو اندازہ تھا۔۔"
جو دھوکا دینے کا سوچے !اسی پر۔۔"وہ مختصر جواب دیتا اب مقابل بیٹھی اپنی" بہن کو بھی بازپرس بھلا کر کسی مدعے میں الجھانے کا سوچ رہا تھا۔۔

ہمم۔۔ خیر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی آفس جوائنگ کی خوشی میں ہم ایک چھوٹی سی پارٹی رکھوں جس میں تمام فرینڈز کو انوائیٹ کروں۔۔" وہ اپنا دھیان بھٹکانے اور مزاج میں تبدیلی کی غرض سے بات بدل گئی۔۔

"جیسا تمھیں ٹھیک لگے کرو مجھے انفارم کر دینا ساری تیاریاں ہو جائیں گی۔۔ بس علی سے دور رہنا۔۔!!" وہ سلاد منہ میں ڈالتا بے فکری سے بولا جس کے آخری جملہ میشل کو بلا آخر الجھا گیا۔۔

"اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔؟ میں نے پارٹی کا ذکر کیا ہے۔۔!!" وہ ماتھے پر پھر بل ڈالے ناگواریت سے بولی۔۔

"جانتا ہوں اور یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسے مت انوائیٹ کرنا۔۔ مجھے اندازہ ہے کہ تم دوبارہ اس کی جانب مائل ہو رہی ہو۔۔ اسی کے ہوٹل روم میں تین دن

تک تم ٹھہری رہی شاید بھول گئی ہو کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ کیا کیا تھا۔۔"

وہ سرد مہری سے بولا اور اپنی چال میں کامیاب ہوا وہ میشل کو فریحہ کے متعلق تمام تر سوالات بھلا کر میشل کے گزارے گئے تنہا لمحات کی جانب اشارہ کر گیا حالانکہ میشل نے وہ وقت صرف اپنی ذہنی صحت کو بہتر کرنے میں گزارا تھا۔۔

"تمھیں اندازہ بھی ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟" وہ سخت لہجے میں اسے انگار نگاہوں سے دیکھتے بولی۔۔

"میری جان مجھے غلط مت سمجھو میں صرف تمھیں ڈیڈ کی موت یاد دلا کر علی سے دور رہنے کا مشورہ دے رہا ہوں۔۔!" وہ یک لمحے شاطرانہ سی مسکراہٹ ظاہر کیے نرمی کا ڈھونگ کرتے گویا ہوا۔۔

یاد ہے مجھے سب کچھ۔۔ مگر یہ سب سچ نہیں ہو سکتا اس کے پیچھے ضرور کوئی اور" وجہ ہو گی۔۔ وہ مجھے ایسا نہیں لگتا۔۔ ہم حالات کو شروع سے سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔۔" وہ کھانا چھوڑ کر توجہ سے وضاحت دیتی بولی۔۔

میشل میں جانتا ہوں تم اسے پسند کرتی ہو اس لیے اس کے حق میں ہو اور اس" لیے تمھیں اس کا کیا دھرا دکھائی نہیں دیتا مگر میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی زندگی میں آگے بڑھو اس کے ساتھ رہ کر صرف تکلیف ملے گی تمھیں وہ ایک سراب "ہے جس میں صرف خسارہ ہے۔۔

فہاد اپنی بہن کو علی سے کنارہ کش کروانا چاہتا تھا کیونکہ وہ علی کو اپنا دشمن مانتا تھا مگر اس بات سے بھی واقف تھا کہ آگر اس کی ہی بہن اس کے دشمن کا ساتھ دینے لگی تو یہ اس کی لڑائی میں بڑی رکاوٹ اور علی کے دفاع کی سب سے بڑی وجہ ثابت ہو گی۔۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پسند کے قابل ہے مگر میرے دل میں اب اس کے لیے پہلے جیسی کوئی فیلنگز نہیں۔۔وہ اب صرف میرا بہترین دوست ہے۔۔ اس نے میرا ساتھ دیا ہے مجھے بچایا ہے جبکہ وہ خود اُس وقت مصیبت میں تھا۔۔" وہ واقعی علی کے دفاع میں بول رہی تھی جسے وہ ناگواریت سے سنتا خود سے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔

"اس کی یہ اچھائی دیکھ کر اب مجھے ماضی پر یقین نہیں ہوتا کیونکہ کبھی کبھی حالات کے سامنے انسان کا کردار اس کا اخلاق اس کی گواہی دیتا ہے مجھے وہ ویسا ہرگز نہیں لگا جیسا اسے تم سمجھتے ہو۔۔" وہ مزید بولی۔۔

"ہمم مجھے کچھ نہیں کہنا اس بارے میں۔۔ مگر یاد رکھنا کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔ باقی تم خود سمجھدار ہو۔۔" فہاد دوبارہ اپنے کھانے پر سر جھکائے چمچ اٹھا کر مصروف ہوا مگر وہ اپنے جملے میں اپنی ہی بہن کا دل بری طرح جلا چکا تھا جس سے وہ خود بھی بخوبی واقف تھا۔۔

"تم مجھے آخر کیا سمجھ رہے ہو۔۔؟"میشل کا لہجہ پھر سخت ہوا۔۔

"ایک بیوقوف لڑکی۔۔!"وہ سر جھکائے مصروفانہ لہجے میں بڑی بے فکری سے بولا جس پر میشل نے اسے گھورتے اپنے منہ میں دانتوں کو اور ہاتھ میں موجود چھری کانٹے کو سختی سے بھینچا مگر خاموش رہی۔۔

"تمھارے ہر گمان کو غلط ثابت کر کے دکھاؤں گی میں۔۔"فہاد کا علی کے متعلق گمان کے وہ ایک برا آدمی ہے اور میشل کے متعلق گمان کے وہ آج بھی علی سے محبت کرتی ہے دونوں کو غلط ثابت کرنے کا عزم وہ دل میں لیے خود سے گویا ہوئی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

اگلی صبح بھی اب آہستہ آہستہ دوپہر میں بدلنے کو تھی وہ آج شازمان ٹیکسٹائل کے میٹنگ روم میں اپنے آفس کے اہم افراد اور کلائنٹس کے درمیان ان کے اصرار پر ڈیل منظور کرنے کے لیے میٹنگ میں مصروف تھی۔۔

میٹنگ روم میں لمبے سے ٹیبل کے گرد کرسیوں پر وہ تمام چھ افراد براجمان کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے فیصلے کے منتظر تھے جہاں سربراہی کرسی پر براجمان عالیہ شاہ سفید بٹن ڈاؤن شرٹ کے ساتھ سرخ لینن بلیزر کوٹ اور اسی سے ہم رنگ پینٹ پہنے ہلکے میک اپ کے ساتھ بال باندھے وہ کلائیاں ٹیبل پر ٹکائے مقابل کی تجاویز اور شرائط سے اکتاہٹ کا شکار محسوس ہو رہی تھی۔۔

دیکھیے یہ پروجیکٹ آپ کے لیے اہم ہوگا مگر ہم اپنی کوالٹی اور پرائس پر" کمپرومائز نہیں کرسکتے۔۔" وہ نہایت سنجیدہ لہجے میں اپنے روبرو براجمان کلائنٹ سے جواباً گویا ہوئی۔۔

"ٹھیک ہے تو یہ چھتیس لاکھ کا پروجیکٹ ہے فلحال اسے چھوٹے مارجن سے شروع کرتے ہیں۔۔" کلائنٹ نے جواباً بلاآخر ہامی بھری کیونکہ عالیہ کی اکتاہٹ سے اسے ڈیل کینسل ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تھا۔۔

"جی بہتر۔۔" وہ سکون کی گہری سانس کھینچتے اپنی کرسی پر ٹیک لگا گئی مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکا سکون اب چند لمحوں میں دوبارہ غارت ہونے جا رہا ہے۔۔

"بہت شکریہ۔۔ یہ ہماری ریکوائرمنٹس کی لسٹ ہے اور اس میں کچھ شرائط بھی درج ہیں۔۔" مقابل نے فائل عالیہ کی جانب کھسکاتے کہا جسے اسسٹنٹ نے تھام نے عالیہ کی جانب لاتے اس کے سامنے رکھی۔۔

"ٹھیک ہے اسے پڑھ لیتے ہیں باقی ہماری جانب سے ڈیل ڈن ہے۔۔" وہ اپنے سامنے رکھی جانے والی فائل کھولتے گویا ہوئی ہی تھی کہ دریں اثناء میں سیاہ

پینٹ شرٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے دروازے پر بنا دستک دیے علی فیصل شاہ اپنے گارڈز کے ہمراہ دندناتے اس کا سکون غارت کرتا داخل ہوا۔۔

گڈ مارننگ ایوری ون۔۔! کیا حال ہے شفیق صاحب۔۔!" وہ خوبرو سیاہ رنگ میں قیامت ڈھاتا خوشگوار لہجے میں کلائنٹ اور تمام لوگوں سے گویا ہو کر خالی کرسی پر ٹیک لگائے دونوں پیروں کو ٹیبل پر ٹکا کر براجمان ہوا۔۔

شاہ جی آپ۔۔؟" کلائنٹ حیرت زدہ ہوتے گویا ہوا جبکہ میٹنگ روم میں" موجود دیگر افراد بھی مسکرا گئے سوائے اس کی زوجہ کے جو انگار نگاہوں سے اسے گھورتی خود پر ضبط رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ہیلو بیگم صاحبہ کیسی ہو تم۔۔ ویسے اچھی لگ رہی ہو۔۔" وہ شہادت کی انگلی سے" اپنا چشمہ ناک سے نیچے کھسکاتا نظروں کے ذریعے اپنی بیوی کا پورے استحقاق سے جائزہ لے کر گویا ہوا جو سرخ رنگ میں واقعی حسین لگ رہی تھی۔۔

"تو کیا ہو رہا تھا یہاں۔۔" علی نے اپنے اگلے جملے میں دیگر افراد کو مخاطب کیا جبکہ عالیہ نے اس دوران اپنی مٹھیاں بھینچیں تھیں۔۔

"شاہ جی ہماری میٹنگ چل رہی تھی ڈیل سائن ہونے والی ہے۔۔" کلائنٹ شفیق نے پر مسرت لہجے میں کہا۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" علی جس کی عادت شروع سے اپنی زوجہ کے آفس میں ارد گرد چیزیں ٹٹولنے کی تھی آج بھی وہ عالیہ کے سامنے رکھی گئی شرائط کی فائل اپنی جانب کھسکاتا متعجب ہوا۔۔

"شازمان ٹیکسٹائل کو پہلے راؤنڈ میں دس لاکھ کی ڈیلیوری کرنی ہو گی جس کی ادائیگیاں ڈیلیوری کے دو دن بعد ہو گی۔۔!" اس نے فائل کھول کر قدرے بلند آواز میں شرائط پڑھنا شروع کی جسے اب تک عالیہ نہیں پڑھ پائی تھی۔۔

واہ۔۔!!"وہ شرط پڑھ کر کلائنٹ کو دیکھتا طنزیہ مسکرایا۔۔"

"ہمارے ایکسپرٹز کو ٹیکسٹائل ملز کا وزٹ اور ٹیسٹ بھی کروایا جائے۔۔"

اس نے فائل میں دوسری شرط پڑھی جس پر کلائنٹ کے ہمراہ موجود افراد کچھ شرمندہ ہونے لگے جبکہ آفس کے افراد مسکرا کر اس ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔

خیریت ہے شفیق صاحب۔۔؟کام کر رہے ہو یا حکم چلا رہے ہو۔۔"اس نے" دوسری شرط پڑھ کر دوبارہ کلائنٹ کو تکتے تمسخرانہ انداز میں کہا۔۔

ہمارے لیے کپڑا بناتے ہوئے ہم اس میں استعمال ہونے والے کیمیکلز اور" ڈیزائن میں تبدیلی کا حق رکھیں گے جو چیزیں ہم فراہم کریں وہی استعمال کی جائیں اور اسکا خرچہ پروجیکٹ کی طرف سے ہی ہوگا۔۔"اس نے تیسری شرط پڑھی جسے سن کر عالیہ نے خود سے نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ یک کے بعد دیگرے شرائط پڑھ کر حیرت زدہ ہوتا کلائنٹ اور اپنی بیوی کو باری باری تکنے لگا۔۔

"یعنی چھتیس لاکھ سے تیس۔۔؟ کوالٹی پر بھی کمپرومائز کریں اور پیسہ بھی نہ ملے۔۔؟" علی ماتھے پر بل ڈالے دونوں سے سوالیہ گویا ہوا جس پر سب خاموش تھے۔۔

"لگتا ہے آپ نے کبھی کاروبار نہیں کیا۔۔!" وہ اگلے جملے میں کلائنٹ شفیق کو دیکھ کر لہجہ سرد کر گیا۔۔

علی کے جملے پر کلائنٹ ممبران نے نظریں چرائی انہیں لگا تھا کہ وہ عالیہ سے مسلسل اصرار کرتے اپنی شرائط منوالیں گے لیکن علی کی آمد نے انکا پلان برباد

کر دیا مگر شاید وہ ملز اونر عالیہ کے مزاج اور کاروبار کے ڈھنگ سے واقف نہیں تھے وہ کہاں کسی کے اصرار میں آنے والی تھی۔۔

""" اور بیگم صاحبہ یہ سب پڑھے بغیر تم نے ڈیل سائن کر دی۔۔ ناٹ فئیر۔۔! وہ اگلے جملے میں کلائنٹ کی خاموشی پر اب برہمی سے عالیہ کو مخاطب کر گیا جو سرد مہری سے اسی جانب مسلسل دیکھ رہی تھی۔۔

"سر ڈیل سائن نہیں ہوئی ہے اب تک۔۔" عالیہ کی سیکرٹری نے مدھم آواز اور مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔۔

"ویری گڈ۔۔" علی جواب سن کر خوش ہوا۔۔"

"شفیق صاحب! تو اس ڈیل کو میری طرف سے کینسل سمجھیں۔۔" علی نے شرائط کی فائل بند کر کے ناگواریت سے ٹیبل پر پھینکتے کہا جس کی فائل پٹخنے پر

عالیہ یک دم آنکھیں موند گئی جبکہ میٹنگ روم میں موجود تمام افراد اس کے جملے پر ششدر رہ گئے۔۔

شاہ جی، شازمان ٹیکسٹائل میں آپ کا عمل دخل نہیں ہے۔۔"کلائنٹ کے ممبر" نے اپنا جملہ کہتے جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔

آپ لوگ جا سکتے ہیں۔۔ویسے بھی وی نیڈ سم سپیس۔۔"علی نے فائل" پھینک کر اپنے موبائل پر اسکرولنگ شروع کرتے اس کا جملہ نظرانداز کر کے مصروفانہ لہجے میں کہا۔۔

علی کے حکم کے بعد وہ لوگ اب عالیہ کی جانب پر امید نگاہوں سے دیکھنے لگے جو ان کی شرائط سن کر پہلے سے ان پر برہم خاموشی اختیار کیے ہوئے علی کو دیکھ رہی تھی جو خود بڑے پر سکون انداز میں کرسی پر براجمان ٹانگیں اسی طرح ٹیبل پر رکھے موبائل میں مصروف تھا۔۔

"آپ کیا چاہتی ہیں آپ بتائیں۔۔؟" تمام افراد کی خاموشی پر بلا آخر شفیق نے عالیہ کو مخاطب کیا گہری خاموشی میں اس کی آواز خلل ڈالتی علی کو بھی اپنی جانب متوجہ کر گئی جو متعجب انداز میں انہیں اب تک کمرے میں پا کر اسسٹنٹ کی جانب نظروں سے اشارہ کرتا کمرہ خالی کرنے کا کہنے لگا۔۔

"چلیں سر آپ آئیں ہمارے ساتھ۔۔" اسسٹنٹ نے علی کے اشارے پر کلائنٹ اور اس کے وفد کو مخاطب کیا یہ جملہ سن کر میٹنگ میں آفس کے اپنے اہم ممبران کرسیوں سے اٹھ کر روانہ ہوئے۔۔

"سر چلیں۔۔!" تمام آفس کے افراد جا چکے تھے اسسٹنٹ نے مقابل وفد کو دوبارہ مؤادبانہ انداز میں مخاطب کیا جسے وفد نے اب اپنی توہین سمجھی اور اپنا لیپ ٹاپ بیگ کے ساتھ اپنا تمام سامان ٹیبل سے سمیٹ کر طیش میں کمرے سے

روانہ ہوئے جن کے جاتے علی نے اسسٹنٹ کو انگوٹھا دکھا کر شاباشی دی اور اس کا نظروں سے دروازے تک تعاقب کرتا اسے بھی رخصت کر گیا۔۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔؟"

کمرہ خالی ہو جانے پر عالیہ نے بلا آخر اپنے ضبط کو خیر باد کہتے اپنی ہتھیلی زور سے ٹیبل پر پٹختے دبے دبے لہجے میں غصہ ظاہر کیا جس پر علی دروازے سے نظریں ہٹا کر جھوٹی گبراہٹ ظاہر کرتا آنکھیں پھاڑے چونکا۔۔

آرے اتنا غصہ۔۔؟" وہ بھنویں اٹھائے متعجب ہوا۔۔"

تم نے اس کی ریکوائرمنٹس نہیں پڑھی بے بی۔۔؟" وہ تمسخرانہ انداز میں مزید" بولا جو انگار آنکھیں لیے اسے گھورتی اپنی جگہ سے کھڑا ہوئی۔۔

وہ میرا مسلہ ہے تمھاری ہمت کیسے ہوئی اس طرح میرے آفس آکر میٹنگ" میں خلل ڈالنے کی۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے دبی دبی غرائی۔۔

ہمت تو بہت کچھ کرنے کی ہے۔۔بس تم پہ مرتا ہوں اس لیے رک جاتا" ہوں۔۔"اس کی جانب گردن موڑ کر ذو معنی الفاظ میں کہتا مسکرایا۔۔

"ابھی کہ ابھی اٹھو اور نکلو میرے آفس سے ورنہ میں۔۔"

"میں کیا۔۔؟یوں مجھ سے دور اچھی نہیں لگتی تم۔۔"

عالیہ نے دروازے کی جانب ہاتھ اٹھاتے کہا کہ اس کا جملہ کاٹتا وہ اس کے دوسرے ہاتھ کو تھام کر کھینچتا اسے خود پر گرا گیا۔۔

"قریب آکر بات کیا کرو۔۔"

اس کے پیر اب بھی ٹیبل پر تھے جبکہ وہ کرسی سے ٹیک لگائے مقابل کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط رکھے سرگوشی نما اپنا اگلا جملہ کہتا بات مکمل کر گیا جس کی عمل پر

وہ ششدر آنکھیں پھاڑے اب مسلسل خود کو آزاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

عالیہ نے خود کو آزاد کرنے کے لیے اس کے سلنگ چڑھے زخمی ہاتھ پر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زور سے ٹکا کر اسے تکلیف دیتے خود کو چھڑانے کا حربہ آزمایا جس کے درد کی شدت وہ برداشت کرتا مسکرا کر اس کی قربت اور مہکتی سانسوں سے اپنی روح تک سرشار کر رہا تھا۔۔

اور کل کیا کر رہی تھی تم۔۔؟امرحہ کو لے کر۔۔مجھے چھوڑ کر جا رہی تھی۔۔؟" علی اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے محبت بھرے لہجے میں پھر سرگوشی کر گیا۔۔

تو وہ پولیس بھی لیگل ٹیم کے ساتھ تم نے بھجوائی تھی ناں۔۔ کیا سوچ کر۔۔؟"
کہ میں ڈر جاؤں گی تم سے۔۔؟" وہ آپس میں بھنویں بھینچے انگارسی آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑھ کر حیرت میں جواباً بولی۔۔

"نہ نہ نہ۔۔ تم کبھی کسی سے ڈرو۔۔ ایسا نہ مجھے کوئی گمان ہے نہ ہی ایسا میں کبھی چاہوں گا۔۔ میری شیرنی!"
وہ خوشگوار لہجے میں اس کی غلط فہمی دور کرتا آخری لفظ کہتے اس کی مغرور ناک سے اپنی ناک رگڑا گیا جبکہ کمر پر اس کے بھاری ہاتھ کی مضبوط گرفت برقرار تھی۔۔

"تمھیں کمزور جو کسی لمحے میں پاؤں گا تو خود بھی ٹوٹ جاؤں گا۔۔"
وہ مخمور سے لہجے میں مزید بولا جس کی نرم گرم سانسیں عالیہ نے اپنے چہرے پر محسوس کی، وہ اس قدر قریب تھی کہ مقابل کے عنابی لبوں کو ایک نظر دیکھ کر

اس کے ذہن میں اب مقابل کی جانب سے مزید حماقت کا خدشہ ابھرا یہی خوف ذہن میں زندہ ہوتے اس نے فوراً اس کے زخمی ہاتھ پر مزید زور دیا۔۔

وہ عالیہ کے عمل کو بھانپتے اس کے دیے گئے درد پر مسکراتا گردن اٹھا کر اپنے عنابی لب اس کے لبوں کے بے حد قریب لے جا کر اسے مزید خوف زدہ کر گیا۔۔

مجھے وہ کرنے پر مجبور مت کرو جِسے نہ کرنے کے لیے میں نے خود پر ضبط باندھ رکھا ہے۔۔" اس نے خمار آلود لہجے میں اپنی زوجہ کے گلابی خوبصورت لبوں کی جانب اشارہ کرتے سرگوشی کی۔۔

اپنا جملہ کہتا وہ اپنا ہاتھ اس کی کمر سے ہٹا کر اسے آزاد کر گیا جس پر چونکتے وہ یک دم اٹھی اور خود کو سنبھالتے دور ہوئی۔۔

علی اس کے حواس باختہ چہرے کو دیکھ کر ٹیبل سے پیر نیچے زمین پر رکھتا کرسی سے اٹھا اور اپنی شرٹ ٹھیک کرتا قدم اس کی جانب بڑھا گیا۔۔

"میں صرف تمھیں یہ بتانے آیا ہوں کہ مجھے لاعلم رکھ کر تم اس شہر سے کہیں نہیں جا سکتی۔۔ آگر چلی بھی گئی تو میں تمھیں پوری دنیا میں ڈھونڈنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔۔ اس لیے بہتر ہے کہ اتنی محنت نہ کرو۔۔ کیونکہ جتنی کوششیں کرلو اب تم زیادہ دیر دور نہیں رہ سکتی مجھ سے اور نہ میں اب مزید تمھیں خود سے دور رہنے دوں گا۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھ کر نہایت سنجیدگی سے گویا ہوتا اس کا جواب سنے بنا کمرے سے روانہ ہوا اس کے جاتے عالیہ اپنا ماتھا پکڑا کر گہری سانس لیتی خود کو قریب موجود کرسی پر گرا گئی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دن کی سہ پہر ہو چکی تھی وہ دستک کے بعد آفس کے عالی شان کمرے میں داخل ہوتی بے تاثر چہرہ لیے ٹیبل کے قریب پہنچی۔۔

"کل کی میٹنگ کے حوالے سے یہ فائل تیار ہے کچھ کمی ہو تو بتانا۔۔" بینش نے فائل ٹیبل پر رکھتے بجھے لہجے میں کہا۔۔

"ہاں لاؤ۔۔ ویسے کل کی میٹنگ واقعی اچھی تھی، اُسی کی وجہ میں آج کافی خوش ہوں۔۔" علی نے مدھم مسکرا کر اپنی مسرت کا اظہار کیا۔۔

"ہمم مجھے اندازہ ہے۔۔" بینش نے کھڑے کھڑے کہا اس کا لہجہ سرد تھا اور انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ واپسی کی جانب بڑھنا چاہ رہی ہے۔۔

"کہاں جا رہی ہو یہاں بیٹھو۔۔" علی نے اسے پلٹتے دیکھ کر پکارتے اپنے روبرو کرسی کی جانب اشارہ کیا۔۔

وہ مجبوراً اپنے سینیئر کے حکم پر کرسی کی جانب آتے اس پر خاموشی سے براجمان ہوئی۔۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے منہ کیوں لٹکایا ہے۔۔؟" وہ بینش کو بیٹھتے دیکھ کر ٹیبل پر اپنے انگلیاں مارتے فوراً سوال کر گیا۔۔

"نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔ تمھیں ایسا کیوں لگا۔۔" وہ بناوٹی مسکرا کر مقابل کا گمان غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر گئی۔۔

"میں نے کہا جلدی بتاؤ۔۔" وہ مقابل کے جملے کو نظرانداز کرتا دوبارہ قدرے سخت لہجے میں بولا جس پر وہ خاموش رہی۔۔

"کیا بات ہے آخر کیوں پریشان ہو۔۔؟" اس نے پھر پوچھا۔۔

رمیز کی سالگرہ آنے والی ہے۔۔" اس نے فکریہ انداز سے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔۔؟"

اسی مہینے اس کے باپ سے علیحدگی ہوئی تھی۔۔" اس نے نظریں جھکائے" شرمندہ ہوتے کہا۔۔

ایسے مردوں کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے اس پر افسوس کیسا۔۔" وہ رعبدار لہجے" میں فوراً بولا۔۔

اسے کبھی میں نے مکمل خوشی نہیں دی جو وہ ڈیزرو کرتا تھا بس یہی سوچ کر" پریشان رہتی ہوں گھر پر میری سارا دن کی غیر موجودگی میں امی اس کا دل بہلاتی رہتی ہے اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں وہ سارا دن میرے لیے ترستا ہے اور میرے پاس اس کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں منانے کا بھی وقت نہیں نہ اچھی بیوی بن سکی نہ

اچھی ماں بن پا رہی ہوں۔۔" وہ افسردگی سے اپنے دل کا احوال بنا سوچے سمجھے سنا گئی۔۔

"ایسا نہیں ہے تم ایک مثالی ماں ہو تم نے اپنی زندگی کو اس کے لیے وقف کیا اور ہمیشہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر کیا ہے تم نے اس کے لیے۔۔اس کی برتھڈے پارٹی بہت دھوم سے منائیں گے اسکی ساری ارینجمنٹ مجھ پر چھوڑ دو اسکے سارے اس کے دوست اس کے ساتھ اس پارٹی کو بہت انجوائے کریں گے۔۔"

"نہیں تم سے میں نے یہ ساری باتیں اس لیے شئیر نہیں کی تم الریڈی کام اور کیس کے اسٹریس میں پھنسے ہو۔۔اوپر سے عالیہ کے ساتھ بھی تمھارا تعلق ٹھیک نہیں۔۔" وہ اس کے آخری جملوں پر اسے صاف منع کر گئی۔۔

"سب ٹھیک ہے اب کوئی مسلہ نہیں نہ ہی میں اسے کوئی مسلہ سمجھتا ہوں۔۔
عالیہ بھی جلد میرے پاس ہو گی سو تم بھی بے فکر رہو۔۔"اس نے مقابل کو
مطمئن کیا۔۔

"میں پھر بھی تمھیں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔۔"اس نے ماتھے پر بل
ڈالتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تم سے اجازت مانگ کون رہا ہے؟ یہ میرے اور رمیز کے بیچ کی بات ہے تم ان
سب سے دور رہو۔۔"
وہ جوابًا ماتھے پر بل ڈالے بناوٹی سختی دکھاتا بولا جس کے جملے پر بلا آخر وہ مسکرائی
اسے مقابل بیٹھا شخص اس وقت بالکل بھی کوئی بڑا بزنس مین نہیں لگ رہا تھا بلکہ
ایک عام سا مگر خوش مزاجی میں اعلیٰ درجے کا لگا تھا۔۔

وہ واقعی ایک بہترین انسان کے ساتھ تھی اس کی قسمت نے ہمیشہ اسے دغا دی تھی مگر قسمت کی جانب سے ایک مہربانی تھی کہ اسے علی جیسا شخص ملا تھا ایک ایسا شخص جس پر اُسے یقین تھا کہ وہ ہمیشہ اسے ہر مسلے سے نکلنے میں اس کی مدد کرے گا، کوئی گہرا تعلق نہ ہوتے ہوئے بھی اس کا سہارا بنا رہے گا۔۔

وہ آنکھوں میں اطمینان کی چمک لیے مقابل کی جانب دیکھ رہی تھی جس کی ہر مقام پر موجودگی اس کی ڈھارس بندھ دیتا تھا وہ بس اسی لحاظ سے خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی۔۔

کبھی کبھار انسان کی زندگی میں جہاں اپنوں نے بے انتہا اسے زخموں سے نوازا ہوتا ہے وہیں کوئی انجان کسی مقام پر سہارا بن کر ان زخموں پر مرہم رکھنے کا باعث بن جاتا ہے۔۔

لیکن ایک طرف جہاں مثبت پہلو ہو یقیناً اس کا منفی پہلو بھی موجود ہوتا ہے اکثر کوئی انجان ہمدردی کی آڑ میں زخم گہرا کرنے کا سبب بھی بن جاتا ہے آج کل کے دور میں اچھے لوگوں کی کمی ہے مگر انہیں پرکھنے کی صلاحیت بلاشبہ آپ کو ایک

بہترین دوست سے ملوا سکتی ہے ایسے دوست بہت انمول ہوتے ہیں جو بہت مشکل سے کسی نصیب والوں کو ملتے ہیں۔۔

بینش کچھ لمحے محویت سے علی کو تکتے سوچوں کے بھنور میں غرق تھی جو اسی کی لائی گئی فائل پر سر جھکائے غور سے پڑھنے کے بعد اسپر دستخط کرنے میں مصروف تھا اسی دوران ٹیبل پر پڑا علی کا موبائل بجتا بینش کو خیالات کی دنیا سے باہر کھینچ لایا۔۔

اس نے اسکرین پر عارض کا چمکتا دیکھ کر کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگا گیا۔۔

"ہیلو۔۔ہاں عارض۔۔کیسے ہو۔۔؟"

بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ آپ سے ملنا چاہتا تھا۔۔" عارض سیاہ پینٹ پر بھورے رنگ کی شرٹ پہنے کلائی تک آستینیں چڑھائے اپنے آفس کیبن میں صوفے پر بیٹھا قدرے فکر مندی سے بولا۔۔

میں چلتی ہوں۔۔" بینش نے اسے موبائل پر مصروف دیکھ کر اپنے دستخط شدہ" فائل اب ٹیبل سے اٹھاتے رخصت چاہی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

آجاؤ۔۔ میں اس وقت آفس میں ہوں۔۔ ویسے کیا کوئی خاص بات ہے۔۔؟"" وہ متعجب انداز میں سوال کر گیا یوں عارض کی کال اور اچانک آمد کا پلان واقع اس کے لیے حیران کن تھا۔۔

جی بھائی ذہن میں بہت بیچینی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ آپ ہی میری مدد کر سکتے" ہو کیونکہ میں نے محسوس کیا آپ اسے بہتر جانتے ہو۔۔" وہ ہمت جمع کرتا بلا آخر یک ساعت میں اپنے مدعے کی شروعات کرتا بولا۔۔

"کسے جانتا ہوں۔۔؟" علی آنکھیں چھوٹی کیے تعجب سے سوال کر گیا۔۔

"میشل سلمان کو۔۔" اس کی آواز کچھ مدھم ہوئی۔۔

"اووہوو۔۔ خیرت۔۔؟ میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ عرصے سے اس میں کافی دلچسپی لے رہے ہو۔۔" اس نے فون پر مقابل سے شریر انداز میں پوچھا۔۔

دریں اثناء وہ دونوں جس کے ذکر میں مصروف تھے وہی آج پہلی بار اپنی پارٹی پر عارض کو مدعو کرنے کے لیے شازمان ٹیکسٹائل ملز کے مین آفس پہنچی تھی۔۔

"آپ سے سچ کہہ دوں کیا۔۔؟ آپ یہ بات کسی سے شئیر تو نہیں کریں گے۔۔؟" عارض نے فکریہ لہجے میں سوال کیا وہ صرف علی کو حقیقت سے آشنا کرانا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ علی اسے ایک بہترین راہ دکھا سکتا ہے۔۔

"ہاں کیا الجھن ہے بتاؤ؟۔۔شاید میں تمھاری کچھ مدد کر سکوں۔۔"

وہ عارض کے منہ سے فکریہ لہجے میں میشل کے ذکر پر کچھ پریشان بھی ہوا اسے لگا کہ میشل اپنی عادت سے مجبور ماضی کی طرح پھر سے کوئی مسلہ نہ کھڑا کر گئی ہو۔۔

"بھائی میشل کو میں۔۔میں اُسے۔۔میں اُسے پسند کرتا ہوں اچھی لگتی ہے وہ مجھے۔۔"وہ مٹھی بھینچتے کافی ہمت کے بعد کسی پر پہلی بار اپنے دل کا راز کھول گیا مگر وہ انجان تھا کہ جس راز کو وہ چھپانا چاہتا تھا وہی راز میشل اس کے آفس کے دروازے تک پہنچ کر سن چکی تھی۔۔

"آرے واقعی؟"وہ فون پر عارض کا اقرار سن کر ششدر رہ گیا۔۔"

"اوو تو موصوف عشق کر بیٹھے ہیں۔۔" آفس کے دروازے کی دوسری جانب ہاتھ میں بکے تھامے وہ خود سے گویا ہوئی مگر اسے زیادہ حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ عارض کے دل میں اس کے لیے کوئی نہ کوئی جذبات پوشیدہ ہیں۔۔

"آپ بتائیں علی بھائی مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔؟" وہ فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"وہ اچھی لڑکی ہے۔۔ تمھارے لیے بہتر رہے گی۔۔ اپنی محبت اس پہ ظاہر کر دو۔۔" اس نے عارض کو مشورہ دیا۔۔

"بھائی اگر وہ برا مان گئی تو دوستی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔۔"
"ایسا نہیں ہو گا مجھ پر بات آشکار کر دی ہے تو میں تمھارے کب کام آؤں گا۔۔؟"
"آپ میری مدد کریں گے۔۔" اسے مقابل کے جملے پر کچھ اطمینان ہوا۔۔

ضرور کروں گا تم صرف آگے بڑھو۔۔ میں سب سنبھال لوں گا۔۔" اس نے پھر عارض کو تسلی دی اسی دوران میشل اپنے بال ٹھیک کرتے عارض کے آفس کے دروازے پر دستک دے گئی۔۔

"تھینک یو سو مچ بھائی۔۔ میں تھوڑی دیر میں اس حوالے سے آپ سے مزید بات کرتا ہوں۔۔" وہ دستک سن کر علی سے گفتگو مختصر کر گیا اسی دوران میشل کیبن میں داخل ہوئی۔۔

وہ قدموں کی تھاپ سن کر صوفے سے اٹھتے پلٹا تو اس کے حیرت کی انتہا نہ رہی سامنے سفید شرٹ پر سیاہ لیڈر جیکٹ اور سیاہ پینٹ پہنے کھلے بالوں میں ہلکا میک کے ساتھ ہاتھ میں پھولوں کا بکے تھامے میشل لبوں پر مدھم مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی عارض آنکھیں پھاڑے اس کی موجودگی پر یقین کرنے کی کوشش کرتے ذہن میں اپنے اقرار پر خوفزدہ ہوا میشل نے سب کچھ سن لیا ہوگا کہیں

میری عزت کا جنازہ نہ نکل جائے۔۔۔یہی سوچتے وہ مقابل کو پھٹی آنکھوں سے تک رہا تھا۔۔

"ہیلو۔۔؟ کہاں کھو گئے۔۔ایسا بیہیو کیوں کر رہے ہو جیسے تم نے کوئی موت کا فرشتہ دیکھ لیا ہو۔۔" وہ عارض کے خوف سے واقف تھی دو قدم اس کی جانب بڑھا کر انگلیوں سے چٹکی بجاتے وہ اسے سکتے سے باہر نکال گئی۔۔

"ام سوسوری۔۔پلیز آیئے۔۔" وہ چونک کر بھی چند ہی الفاظ ادا کر سکا۔۔

"کسی اور کا انتظار کر رہے تھے یا غلط وقت پر نازل ہو گئی ہوں جو بیٹھنے کا بھی نہیں کہہ رہے نہ ٹھیک سے ویلکم کیا۔۔" وہ بھنویں اچکاتے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔۔

نہیں نہیں ایسا نہیں ہے آپ پلیز آئیں بیٹھیں ناں۔۔"وہ خود کو پر سکون"
کرتے کرسی کی جانب اشارہ کر گیا۔۔

"فارغ آدمی! آج کل بہت بزی لگ رہے ہو۔۔ تمھاری باس کہاں ہیں۔۔؟"
وہ بات کا رُخ بدلتے کرسی کے بجائے صوفے پر براجمان ہوئی اور اپنے جملے میں
عالیہ کا ذکر کر گئی اس نے سوچا تھا کہ شاید یہاں اس سے بھی ملاقات کر کے اسے
مدعو کرنے کا موقع مل جائے گا۔۔

وہ میری باس نہیں پارٹنر ہے۔۔"عارض نے اس کے روبرو براجمان ہوتے"
نرم لہجے میں کہا۔۔

ہمم بزنس پارٹنر۔۔"میشل نے سرد لہجے میں کہتے لفظوں میں کچھ اضافہ"
کیا۔۔

"جی بالکل آپ بتائیں کیسے آنا ہوا۔۔؟"

پہلی بات تو یہ کہ مجھے تمھارے اس آپ جناب سے بہت الجھن ہونے لگی ہے" سو پلیز یو ہیو ٹو چینج یور سٹائل۔۔"وہ دو ٹوک بولی انداز میں برہمی تھی۔۔

اور دوسری بات۔۔؟"وہ سوالیہ بولا۔۔'

دوسری بات کہ مجھے یہ کلیئر لی بتاؤ۔۔کیا میں بنا بتائے بغیر کسی وجہ کے" تمھارے آفس نہیں آسکتی۔۔یا پھر اپنی اس خونخوار پارٹنر سے ڈرتے ہو "تم۔۔؟

ایسی بات نہیں ہے آپ جب چاہیں آسکتی ہیں مگر آپ کال کر لیتی تو میں آ" جاتا۔۔"اس نے وضاحت دیتے کہا وہ شروع سے میشل کی ایک کال پر حاضر رہنے کا عادی تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے آج بھی وہی بات دہرائی۔۔

اس لیے میں تمھیں فارغ آدمی کہتی ہوں۔۔"میشل نے مسکراہٹ دبا کر" مقابل کو چڑانا چاہا جس پر وہ واقعی خاموش ہوا۔۔

خیر میں نے پرسوں ایک سیلبرشن رکھی ہے گھر پر اور تمھیں اسپیشلی انوائیٹ" کرنے آئی ہوں۔۔"اس نے مقابل کو پر سکون کرتے اپنی بات بدل کر آنے کی وجہ بتائی ساتھ ہی یوں ظاہر کیا گویا اس نے فون پر علی سے کہی گئی عارض کی کوئی بات نہ سنی ہو۔۔

توفائنلی ٹریٹ کا ارادہ کر لیا آپ نے۔۔"وہ مسکرایا۔۔"

"ہاں وقت پر آجانا ورنہ زبردستی لے جاؤں گی تمھیں۔۔"

"ضرور آؤں گا۔۔"

اس نے بے باک انداز میں مقابل کو کہا جس پر مقابل اثبات میں سر ہلاتے اپنی آمد کا یقین دلانے لگا۔۔

میشل نے اس کے اظہار کو سنا تھا وہ بظاہر پر سکون تھی مگر ذہن اس کا بری طرح الجھ چکا تھا دوسری طرف اسے ہادی کی غلط فہمی دور کرنے کا خیال بھی ستائے جا رہا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی تھی شبانہ بیگم اپنے کمرے میں ثمینہ پھوپھو کے ساتھ صوفے پر براجمان گفتگو میں مصروف انہیں دو دن پہلے کا احوال سنا رہی تھیں۔۔

یہ سب کب ہوا۔۔؟" ثمینہ پھوپھو علی کی برہمی کا احوال سن کر آنکھیں" پھاڑے متعجب ہوئی۔۔

"پرسوں شام کو جب علی کی آمد پر ہم نے اہتمام کیا تھا وہ بنا کچھ کھائے افسردگی سے کمرے میں چلا گیا۔۔"

"بھابھی آخر ان کے درمیان سب کچھ ٹھیک کیوں نہیں ہوتا۔۔ چاہتے کیا ہیں یہ لوگ۔۔؟" ثمینہ پھوپھو کا لہجہ پریشان کن تھا۔۔

"بھئی تمھارے بھائی نے تو اسے کہا ہے کہ بات کرے ساری غلط فہمیاں دور کر کے اسے گھر لے آئے مگر اب صاحبزادہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔۔" وہ بے بسی سے جواباً بولی۔۔

"تو کیا آپ کو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ ان کے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو گا یا ان کی علیحدگی۔۔"

"نہیں میں ایسا ہر گز نہیں چاہتی اگر ان سے بات نہ بنے تو میں خود اسے منانے کی کوشش کروں گی"۔۔

وہ ثمینہ پھوپھو کی بات فوراً کاٹتی بولی اسے گوارا نہ تھا کہ اس کی بہو ہمیشہ کے لیے ان سے کنارہ کشی اختیار کرے۔۔

"بھابھی میں آپ سے سارہ کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔" پھوپھو کے جملے پر شبانہ بیگم نے سوالیہ انداز میں بھنویں آچکائے۔۔

"سارہ نے کہا تھا کہ وہ عدت کے بعد آفس میں نوکری کرے گی یہ بات مجھے کچھ مناسب نہیں لگی بھابھی۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔۔

"وہ اس کی خواہش ہے۔۔ اچھا ہے دل لگا رہے گا اور دھیان بھی بھٹکا رہے گا۔۔" شبانہ بیگم کو سارہ کے فیصلے میں کوئی برائی نظر نہیں آئی تھی۔۔

مگر ہم اسکا دھیان بھٹکانے کے لیے اسے نوکری کے بجائے اس کی زندگی بھی" تو سنوار سکتے ہیں ناں۔۔ایک جگہ کامیاب نہ ہوا ہم اس کے لیے دوسری جگہ رشتہ کروا دیتے ہیں۔۔۔"ثمینہ پھوپھو نے اپنا اظہار خیال کیا جو کافی دنوں سے اس کے ذہن میں محوِ گردش تھا۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔"

"السلام وعلیکم اندر آ سکتا ہوں۔؟"

شبانہ بیگم کو اس کی رائے پر حیرت ہوئی اسی دوران علی بھی اپنا لیپ ٹاپ بیگ تھامے والدہ کے کمرے میں دستک دیتا داخل ہوا۔۔

وعلیکم السلام ہاں بیٹا آؤ ناں۔۔"علی کی بھاری آواز کی جانب وہ دونوں متوجہ" ہوتے سلام کا جواب دے گئے جس کے بعد وہ مزید کچھ قدم اُٹھاتا کمرے میں داخل ہو کر صوفے پر آ بیٹھا۔۔

"پھوپھو آپ کا مشورہ سنا میں نے۔۔ جس پر یہی کہوں گا کہ میری بہن مجھ پر بوجھ نہیں ہے جسے ایک پھندے سے آزاد کر کے اسے دوسرے پھندے میں پھنسا دوں۔۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

"یہ تم بھی جانتے ہو کہ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔" پھوپھو پر علی کے جملہ ناگوار گزرے جس پر وہ برہمی سے بولی۔۔

"جانتا ہوں کہ آپکا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا مگر اب جیسا اسے ٹھیک لگے گا میں ہر جائز خواہش میں اب اس کا پورا ساتھ دوں گا۔۔"
وہ جواباً وضاحت دیتا بولا جس پر والدہ اثبات میں سر ہلا گئی جبکہ پھوپھو نے خاموشی اختیار کی۔۔

"شادی ہماری مرضی سے کر کے دیکھ لی۔۔ اب اسکی مرضی چلے گی۔۔" علی نے اگلا جملہ ادا کیا جس میں اس کا فیصلہ اور ارادہ واضح تھا۔۔

۔

مکمل صبح ہو چکی تھی وہ پانچ دن بعد آج آفس آیا تھا گرے ہالف سیلو شرٹ پر سیاہ لینن بلیزر کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے اپنے آفس کی کرسی پر ٹانگ پہ ٹانگ براجمان کرسٹل بال گھماتے آج بھی کچھ اضطرابی کیفیت میں مبتلا تھا یہ سچ تھا کہ اس کا اضطراب عالیہ سے واقفیت کے بعد شروع ہوا تھا جس میں لاکھ کوششوں کے باوجود دن بدن اضافہ ہو رہا تھا گویا آہستہ آہستہ وہ اپنے دل و دماغ پر اپنا کنٹرول کھو رہا ہو۔۔

کیا خبر ہے۔۔؟" وہ بال گھمانے کے عمل کو مسلسل جاری رکھتے پیچین سے" انداز میں مقابل کھڑے حمزہ سے گویا ہوا جو چند لمحے قبل ہی اس کے پیغام پر اس کے سامنے حاضر ہوا تھا۔۔

ان کے درمیان حالات اب بھی کشیدہ ہیں سرکار۔۔"وہ ہاتھ پیچھے باندھے" مؤدبانہ انداز میں مختصر سا بولا اس نے اپنے جملے میں فہاد کے غرض کی خبر سنائی تھی۔۔

فہاد کو گمان تھا کہ علی شاہ پر کیس ختم ہونے کے نتیجے میں اب اس کی بیوی کے ساتھ بھی تعلقات بہتر ہو چکے ہوں گے مگر اس کا گمان حمزہ نے اپنی دی گئی خبر سے غلط ثابت کر دیا۔۔

"واؤ ویری گڈ۔۔ میک شور کرو کہ یہ حالات کبھی ٹھیک نہ ہوں۔۔"

حمزہ کی خبر پر اس کی کرسٹل بال سے کھیلتی ہتھیلی یک دم رکی اور چونک کر مسرت بھرے لہجے گویا ہوا۔۔ حمزہ کی خبر پر اس کے دل میں انجانا سا سکون اترا تھا۔۔

ہادی کیا آپ انہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔؟"وہ متعجب سا سوال کر گیا اس" نے فہاد کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا تھا مگر کبھی کسی دوشیزہ کے لیے اسے اس قدر بیچین نہ پایا تھا۔۔

"خیال اچھا ہے۔۔یہ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔۔ سوچا جا سکتا ہے اس بارے میں۔۔"

حمزہ کے سوال پر وہ ذہن میں اپنے اور عالیہ کی حسین زندگی کا تصور کرتا مسرور سا مسکرایا۔۔وہ حمزہ کے سوال کو اپنے حق میں ایک بہترین مشورہ سمجھ بیٹھا تھا۔۔

"اگر محض ایک دن ہی بات ہے تو کچھ بھی ناممکن نہیں آپ حکم کریں میں اسے آپ کے سامنے حاضر کر دوں گا۔۔"

حمزہ نے زو معنی الفاظ میں اس جنونی شخص کے سامنے پھر جسارت کر کے اس کے غصب کو دعوت دی تھی۔۔ جس کا جملہ مکمل ہوتے ہی فوراً طیش میں آتے فہاد نے اپنے ٹیبل میں موجود دراز کے اندر سے پستول نکال کر حمزہ کے بازو پر فائر کیا جسکی آواز پورے آفس میں گونجی جبکہ مقابل کھڑا حمزہ بھی اس اک لمحے کی حرکت پر ششدر رہتا اپنا خون آلود بازوں فوراً تھام کر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔۔

"میں پھر کہہ رہا ہوں آیندہ اپنے کسی غلیظ ارادے کو اس لڑکی سے مت جوڑنا ایسا نہ ہو کہ تمھیں اپنی سانسوں پر پچھتانا پڑے۔۔" خود کو پر سکون کرتا وہ نہایت تحمل سے بولا مگر لہجے میں سفاکیت عیاں تھی۔۔

"معذرت سرکار۔۔ مم مگر کیا آپ عالیہ سے شادی کرنے کے خخخ۔ خواہشمند ہیں۔۔؟" وہ فہاد پر مزید حیرت زدہ ہوا کہ جس دشمن کو تباہ کرنا چاہتا ہے اسی کی بیوی سے عشق کر بیٹھا ہے۔۔؟

وہ حمزہ کو مزید کوئی جواب دیتا اس سے پہلے فہاد کا ٹیبل پر پڑا موبائل بجتا اس کا دھیان بھٹکا گیا جبکہ فون اُٹھاتے اس نے ہاتھ سے حمزہ کو روانگی کا اشارہ کیا جس پر وہ اگلے ہی لمحے آفس کمرے سے رخصت ہوا حمزہ دروازے تک پہنچا کہ تمام اسٹاف گولی چلنے کی آواز سے آفس کمرے کے گرد جمع حیرت اور خوف کے تاثرات لیے حمزہ کو ہی باہر نکلتا دیکھ رہے تھے حمزہ بنا کسی سے کچھ کہے اپنا زخمی

بازو تھامے بھاگا جبکہ خون کے گرتے قطرے فرش کو سرخ اور اسٹاف کو خوفزدہ کر گئے تھے۔۔

ہاں فریحہ۔۔" فہاد کال پہ پر سکون انداز میں گویا ہوا۔۔"
"آج شام کا کیا پلان ہے۔۔؟"
"کوئی پلان نہیں تم کہو گی تو بن جائے گا۔۔"

"ڈنر ساتھ کریں گے۔۔"
وہ اپنا ارادہ ظاہر کرتی بولی جس پر فہاد خود سے شاطرانہ مسکرایا۔۔اس نے سوچا کہ وہ فریحہ کا استعمال کر اپنے مقصد تک پہنچے گا اور اسی سازشی راہ پر چلتے اسے عالیہ بھی حاصل ہو جائے گی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شازمان ٹیکسٹائل کے مین آفس کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔

آجائیں۔۔!"عالیہ افس کی کرسی پر بیٹھی سبز رنگ آفس سوٹ پہنے دستک کا" جواب دیتی مصروفانہ لہجے میں بولی جس کی نظریں اپنے سامنے ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ پر مرکوز تھیں۔۔

عالیہ کی اجازت کے بعد دروازہ پش کرتے وہ اندر داخل ہوئی جو سرخ ہائی نک ٹور ٹل پر سیاہ جیکٹ اور بلیک بوٹم جینز پہنے آنکھوں پر چشمہ چڑھائے، بال کھلے لیے اور ہاتھ میں بکے تھامے میشل حقانی آج تقریباً پانچ سال بعد اس کے سامنے آئی تھی۔۔

تم۔۔؟"اس نے سینڈل میں مقید پیرو کی تھاپ سن کر سر اٹھاتے مقابل" کھڑی میشل کو ناگواریت سے دیکھ کر کہا۔۔

یس۔۔اینڈ آئی نو کہ تمھیں مجھے یہاں دیکھ کر بہت برا لگ رہا ہوگا شاید اسی "

" لمحے میری جان بھی لینا چاہتی ہو گی۔۔؟

وہ بڑے اطمینان سے اپنا چشمہ اتارتی بولی اور عالیہ کے بن کہے ٹیبل کے قریب موجود کرسی پر اس کے رُوبرو براجمان ہوتی اپنا بکے ٹیبل پر رکھ گئی۔۔

جب اپنے متعلق میرے تمام جذبات سے واقف ہو تو کیوں آئی میرے " آفس۔۔؟" عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالے وہ بڑے تحمل سے میشل کی آمد اور بنا اجازت بیٹھنے کی حرکت کو جھیل رہی تھی۔۔

بات کرنے کا موقع دو گی تو تمھیں بتا سکوں گی کہ میں کیوں آئی ہوں۔۔"" "

میشل کا لہجہ سرد تھا جس کا جملہ سن کر عالیہ نے کوئی ردعمل نہ دیا۔۔

جانتی ہوں کہ تمھارے ساتھ بہت غلط کیا ہے میں نے مگر تقدیر کے ہاتھوں " اپنی مقرر کردہ سزا اسے زیادہ بھگت چکی ہوں پھر بھی میں تم سے پاسٹ کو لے کر

معافی مانگتی ہوں میرے حوالے سے اپنا دل صاف کرلو۔۔"میشل نے سنجیدگی اور پوری توجہ سے کہا۔۔

"ٹھیک ہے کردیا معاف اور کچھ۔۔؟"عالیہ نے ہاتھ باندھ کر اپنی کرسی کے پشت سے ٹیک لگاتے ایک انداز سے کہا۔۔

"ہمم کل شام میں نے ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی ہے اگر تم وہاں آؤ گی تو میں تب مانوں گی کہ تم نے مجھے معاف کردیا۔۔"اس نے گزارشی انداز میں کہا مگر یہ انداز کچھ زیادہ واضح نہیں تھا۔۔

"میشل معافی کوان چیزوں پر جانچا نہیں جاسکتا میں نے معاف بہت پہلے کرلیا تھا مگر میں یہی چاہتی ہوں کہ تم میری آنکھوں کے سامنے کبھی نہ آؤ۔۔"اس نے کلائیاں ٹیبل پر ٹکاتے میشل کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہا۔۔

"آور یلی؟اتنا بڑا اجرم تھا میرا؟ کیا محبت کرنا غلط ہے وہ بھی ایک ایسے شخص سے جو شادی شدہ بھی نہ ہو۔۔میری جان علی شاہ اس وقت تمھاری ملکیت نہیں تھی نہ تم کسی کو اس شخص سے محبت کرنے سے روک سکتی ہو کیونکہ اس پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا۔۔"

میشل نے طنزیہ انداز میں ماضی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے شوہر کی جانب اشارہ کر کے مقابل کے دل کو جلایا تھا جس پر عالیہ کی سلوٹیں سیدھی ہوتی اس کے چہرے پر حیرت اور سنجیدگی کے ملے جلے تاثرات عیاں کر گئی۔۔

"تم نے صرف محبت نہیں کی تھی بلکہ اسے زبردستی حاصل کرنے کے لیے تم ہر حد پار کر گئی۔۔"عالیہ نے اس کے طنز اور دل جلانے کا جواب دیا۔۔

میں عادت سے مجبور ہوں! خیر تم میرے دوست کی لائف پارٹنر ہو اس لئے" تمھیں انوائیٹ کرتے اپنا فرض ادا کر دیا میں نے لیکن گھٹنے ٹیک کر معافی مانگنا "میشل نے نہیں سیکھا ہے آگے تمھاری مرضی۔۔

وہ اپنا جملہ کہتی سر جھٹک کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی آنکھوں پر دوبارہ چشمہ چڑھائے ایک انداز میں کمرے سے روانہ ہوئی جس کے جاتے عالیہ نے بیزاری سے نفی میں سر ہلایا۔۔

ماضی میں جسے جڑ سے اکھاڑ کر اپنی زندگی کے باہر پھینک دیا تھا وہ اب دوبارہ ان کی زندگیوں میں اپنی جڑیں مضبوط کر رہی ہے یہی سوچتے اس نے کہنیاں ٹیبل پر ٹکا کر اپنا سر پکڑا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

ہاتھ میں بکے تھامے ہاسپٹل کے کمرے کا دروازے کھولتا آہستگی سے جھاک کر وہ داخل ہوا جبکہ اس کے چہرے پر معصومانہ سی مسکراہٹ تھی اس نے کمرے

میں اپنے سامنے بستر پر لیٹے حمزہ کو دیکھا جس کے بازو پر گولی لگنے کے نتیجے میں اب پٹی بندھی اور سلنگ چڑھی تھی۔۔

کیسے ہو میری جان۔۔؟"اس نے معصومیت سے پوچھا۔۔"

بہتر ہوں۔۔!"وہ فہاد کی آواز پر چونکتے نگاہوں میں شکوہ لیے برہمی سے" بولا۔۔

"ام سوری جیری۔۔دیکھو کتنی چوٹ لگ گئی تمھیں۔۔"
وہ بکے ٹیبل پر رکھتا بناوٹی فکر لیے حمزہ کے بستر کے قریب کرسی پر آبیٹھا جسکا جملہ مقابل ناگواریت سے سنتا سامنے کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

جب تمھیں پتا ہے کہ میرا غصّہ تمھاری صحت کے لیے مضر ہے تو کیوں اپنی" "موت کو دعوت دیتے ہو۔۔اپنی جان عزیز نہیں ہے تمھیں۔۔؟

فہاد نے مزید کہا اس بار وہ مقابل کی ناراضگی بھانپتے تمسخر سے انداز میں ایک گال کھینچتے مسکرا کر بولا۔۔

مجھے تو بہت عزیز ہے تمھاری جان۔۔" وہ حمزہ کے بالوں میں یوں ہاتھ پھیرتا" بولا گویا بستر پر کسی برہم منہ پھلائے بچے کے سر پر لاڈ سے پھیر رہا ہو۔۔

آیندہ خیال رکھوں گا سرکار۔۔"اس نے سرد لہجے میں بلاآخر جواباً کہا مگر اب" تک فہاد کے چہرے کو نہ دیکھا تھا کہ وہاں تاثرات کا کیسا جال بچھا ہے۔۔

ڈاٹس لائک مائے بوئے۔۔! چلو اب سارے کام کر لیے میں نے اب مجھے عالیہ" "سے ملنا ہے تو میرے ساتھ چلو۔۔
وہ خوش مزاجی سے یک دم بولا جس کا جملہ حمزہ کے توقعات کے پرے تھا وہ آنکھوں میں حیرانی کی چمک لیے بلاآخر فہاد کی جانب دیکھنے لگا جس کے چہرے پر خوشی اور خودغرضی عیاں تھیں اس کے جملوں میں بھی ایک عجب سا جنون

پوشیدہ تھا حمزہ کو اندازہ ہوا کہ مقابل یہاں کیوں آیا ہے بھلا ہادی سلمان کو کسی کے زخموں کی کب پرواہ تھی جواب ہونی تھی۔۔

کیا۔۔؟ہادی سرکار میں کچھ سمجھا نہیں۔۔؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کیے " تعجب اور نرم مزاجی سے فہاد کو سوالیہ مخاطب کیا۔۔

عالیہ۔۔! ویسے مجھے اپنے الفاظ دہرانے کی عادت نہیں مگر اس نام کو دہرانا پسند " کرتا ہوں۔۔" فہاد نے جواباً اسی کی ٹون میں نرمی سے کہہ کر اس کا گال تھپتھپایا مگر لہجہ بناوٹی تھا۔۔

"! ٹھیک ہے میں سارے انتظام کروا دیتا ہوں میٹنگ کے۔۔"

تمھیں لگتا ہے کہ میں نے صرف اس کام کے لیے تمھارا سہارا لینا تھا یہ ای " میل کیا میں نہیں کر سکتا شازمان ٹیکسٹائل کو۔۔؟" فہاد نے ماتھے پر بل ڈالتے

بھنویں آچکا کر سوالیہ انداز میں کہا اس کے چہرے پر غیر سنجیدگی بھی پل میں غائب ہوئی۔۔

"میں کال کر چکا ہوں وہ آفس میں نہیں ہے تم اب اسے ڈھونڈو اور مجھ سے اس کی ملاقات کرواؤ مجھے شام تک ہر حال میں اسے دیکھنا ہے۔۔ سمجھے۔۔" اس کے لہجے میں سختی اتری تھی۔۔

"مگر شاید انہیں کوئی ضروری کام ہو اس لیے آفس نہیں آئی ہوں آپ کی کل میٹنگ فکس کرا دیتا ہوں ہادی۔۔" حمزہ نے ڈھکے چھپے انداز میں اپنے زخمی ہاتھ کی جانب فہاد کو توجہ دلائی۔۔

"آج ہی ملوں گا اس سے کافی دن صبر کر لیا اس کیس کے چکر میں اب اور نہیں ۔۔ چلو اٹھو۔۔" وہ بے پرواہ اس کے زخم اور تکلیف کو نظر انداز کرتا حکم دیتے انداز میں بولا اور اپنی جگہ سے اٹھتا کمرے سے روانہ ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر کا ہی وقت تھا فہاد کی ضد پر حمزہ نے بلاآخر عالیہ کو تلاش کیا تھا گاڑی میں سوار حمزہ فہاد اور ڈرائیور، حمزہ کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچے جو سڑک کنارے شہر کا سب سے معروف بڑا سا اسکول تھا جس کے مین گیٹ کے قریب فٹ باتھ پر وہ اپنی گاڑی روک کر اترے۔۔

"ہادی! وہ عالیہ صاحبہ ہیں ناں۔۔؟"

حمزہ نے گاڑی سے اتر کر فٹ باتھ پر چڑھتے اسی فٹ باتھ پر ان سے کچھ دور کھڑی عالیہ کو دیکھا جو بال باندھے ہرے رنگ آفس سوٹ پر سیاہ لمبا ٹرنچ کوٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے ہوئے سڑک کے دوسرے سمت موجود اپنی گاڑی کی جانب اشارہ کرتی اسی جانب سڑک پار کرنے کی غرض سے بڑھنے لگی اسی دوران اس کے کوٹ میں بجتا فون اس کا بچا کھچا دھیان بھٹکا گیا۔۔

عالیہ نے اپنے فون کو نظر انداز کرتے اجلت اور بے دھیانی میں اپنی گاڑی کی جانب قدم بڑھائے وہ اپنی جلد بازی میں نہ دیکھ پائی کہ سڑک پر اس کی جانب تیز رفتاری میں ایک اور گاڑی بڑھ رہی ہے۔۔

اھھو نو۔۔ کیا یہ لڑکی پاگل ہے۔۔؟" فہاد حمزہ کی نشاندھی پر آنکھوں سے فوراً" چشمہ اتار کر پھینکتا عالیہ کی جانب دوڑا۔۔

سرکار آپ کدھر جا رہے ہیں۔۔؟" حمزہ اسے اجلت میں دوڑتا دیکھ اس کے" پیچھے روانہ ہوا وہ بھی عالیہ کی جانب بڑھتی گاڑی سے انجان تھا۔۔

"عالیہ۔۔ عالیہ رک جاؤ۔۔"

فہاد نے چلاتے کہا جسے سن کر وہ گردن موڑے فہاد کو دیکھنے لگی اور اسی لمحے فہاد سڑک کے بیچ و بیچ اس کے قریب پہنچ کر اس کی کلائی تھامے اسے اپنی جانب

پوری قوت سے کھینچ گیا وہ گاڑی اسی تیز رفتاری میں عالیہ کے قریب سے گزری جبکہ وہ خود فہاد کے کھینچنے پر اسکی چوڑی چھاتی سے جا لگی اس کے لڑکھڑاتے وجود کو فہاد کے بازوؤں نے سہارا دیا۔۔

وہ اک لمحے کا کھیل تھا عالیہ سانس روک کر آنکھیں پھاڑے اس سارے منظر پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی اسے اندازہ ہوا کہ اس نے اپنے سامنے اس اک لمحے میں موت وزندگی کو کتنے قریب سے دیکھا۔۔

"یہ کیا کر رہی تھی تم۔۔آگر کچھ ہو جاتا تو۔۔" عالیہ فوراً اس سے الگ ہو کر کچھ سنبھلی ہی تھی کہ مقابل اس پر بری طرح سے چیخا جس کا یہ لہجہ دیکھ کر وہ مزید آنکھیں پھاڑے ششدر کر رہ گئی۔۔اسی دوران حمزہ بھی ان کے قریب پہنچا۔۔

"جب تم اس جانب ہو تو یہ گاڑی سڑک کے اس سمت کھڑی کرنے کی ضرورت تھی۔۔؟" وہ سختی سے مزید بولا عالیہ مقابل کے احتجاج اور برہمی پر متعجب نگاہیں لیے اسے دیکھ رہی تھی بھلا مقابل کو کیوں فرق پڑے

کہ عالیہ جیے یا مرے؟

"آگر تمھیں کچھ ہو جاتا ناں تو۔۔" اس نے سرخ آنکھوں میں بے بسی سے کہتے خود کو روکا، فہاد کی اس وقت کیا کیفیت تھی یہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

"یہاں کیا کر رہی تھی۔۔؟" عالیہ کا تعجب دیکھ کر فہاد نے خود کو پر سکون کیا مگر ان سبز خوبصورت آنکھوں میں اب سرخی اور نمی اتری محسوس ہو رہی تھی۔۔

"امرحہ کے اسکول میں پرینٹس میٹنگ تھی وہی اٹینڈ کرنے آئی تھی۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں کہا مگر اس نے مقابل سے اس کے سابقہ جملوں پر کوئی سوال نہ کیا مگر عالیہ اس کا چہرہ پڑھتے اپنے ذہن میں ابھرے سوالوں کے جوابات خود تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اب فہاد کے خوبصورت چہرے پر غصے کے بعد کوئی تاثر عیاں نہیں تھا اس کا چہرہ اب بے تاثر اسپاٹ تھا۔۔

اکیلے آئی تھی۔۔؟" فہاد نے فٹ باتھ کی جانب اشارہ کرتے اس کے ہمراہ روانہ ہو کر مدھم آواز میں سوال کیا اس کا اشارہ اپنے جملے میں علی کی جانب تھا۔۔

"ہمم کیونکہ وہ میری زمہ داری ہے۔۔!" عالیہ نے اثبات میں سر ہلاتے جواباً کہا مگر لہجہ اب بھی سرد تھا وہ تینوں بلا آخر کچھ قدم کا فاصلہ طے کرتے سڑک کے بیچ سے فٹ باتھ تک پہنچے۔۔

"کسی گارڈ کو ساتھ لانا تھا ناں۔۔!" فہاد کے لہجے میں برہمی تھی جبکہ نظریں اب سڑک کے دوسرے کنارے کھڑی عالیہ کی گاڑی پر تھیں۔۔

"اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوتی البتہ میں ڈرائیور کے ساتھ تھی جو اسکول کے اتنے قریب کھڑی گاڑی پتا نہیں کیوں وہاں لے گیا۔۔؟"

"میرے ساتھ چلو۔۔!" فہاد نے اپنی گاڑی کی جانب اشارہ کرتے اس کے چہرے پر نظر ٹکائے مخاطب کیا۔۔

"میں ڈرائیور کو کہتی ہو وہ آجائے گا ادھر۔۔آپ چلے جائیں۔۔" عالیہ نے اسے ٹالا تھا جبکہ اس کی نظریں بھی مقابل کی جانب نہیں تھیں۔۔

"غور سے دیکھو وہ اس وقت گاڑی میں موجود نہیں ہے اس لیے انتظار سے بہتر ہے کہ میرے ساتھ چلو۔۔" فہاد نے انگلی اٹھا کر اس کی خالی گاڑی کی جانب اس کی توجہ مبذول کراتے کہا۔۔

"!پلیز کم۔۔"
فہاد جو مسلسل اس کے چہرے کو تک رہا تھا اسے اندازہ ہوا کہ دھوپ کی تمازت سے عالیہ کا چہرہ سرخ پڑ چکا ہے جبکہ ہمیشہ کچھ سیاہ سی دکھنے والی آنکھیں دھوپ

میں چمکتے براؤن سی لگنے لگی جو اسے مزید حسین بنا رہی تھیں وہ یہ منظر محویت سے مسلسل دیکھنا چاہتا تھا مگر اس نے مقابل کی تکلیف کو محسوس کرتے مزید اور ملتجی سا کہا۔۔

فہاد کے لہجے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا کر اس کی گاڑی میں سوار ہو کر اپنی منزل تک پہنچنے کا فیصلہ کیا جس کی یہ معمولی ہامی بھی مقابل کو کسی انمول اور نایاب سی خوشی سے نواز گئی وہ فوراً اس کے اور حمزہ کے ہمراہ اپنی گاڑی تک پہنچا حمزہ آگے سوار ہوا جبکہ فہاد گاڑی کا پچھلا دروازے کھول کر عالیہ کو بٹھانے کے بعد خود بھی اس کے پہلو میں اگلے دروازے سے آ کر بیٹھا۔۔

" ابھی کہاں جانا ہے تم نے۔۔! "اس نے بیٹھتے ہی بے دھیانی میں عالیہ سے سوال کیا جسے سن کر وہ فہاد کو تعجب سے دیکھنے لگی کیونکہ اس پر مقابل کے آخری لفظ ناگوار گزرے۔۔ جبکہ گاڑی اپنی منزل کی جانب چل پڑی۔۔

"آپ! آپ سے مخاطب کریں گے تو مجھے زیادہ بہتر لگے گا۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں اس کے آخری لفظ پر زور دیتے کہا اس تلخ مزاج لڑکی نے تم لفظ سے اسے مخاطب کرنے کا حق صرف اپنے شوہر کو دے رکھا تھا۔۔

"اوام ریلی سوری۔۔ آپ کہاں جائیں گی۔۔؟" فہاد نے اب مؤادبانہ انداز میں کہا مگر اسے اپنے سابقہ لفظوں پر کوئی خاص شرمندگی نہ ہوئی تھی۔۔

"مجھے ابھی آفس جانا ہے۔۔ ویسے تھینک یو سوچ اگر آپ اس لمحے نہ ہوتے تو شاید۔۔!"

"ایک راز کی بات بتاؤں اپنے بارے میں۔۔؟" اس نے عالیہ کا جملہ یک دم کاٹتے رازدارانہ لہجے میں مدھم سا کہا۔۔

"جی بتائیں۔۔؟" وہ مقابل کے لہجے پر بھنویں آچکاتے کچھ متجسس ہوئی۔۔

"آپ کو تم پسند نہیں! مجھے تھینک یو پسند نہیں۔۔"اس نے بناوٹی رازدارانہ انداز میں مدھم سا کہا۔۔

"اوٹھیک ہے میں سمجھ گئی۔۔!"وہ فہاد کی بناوٹی رازدارانہ طرز پر اثبات میں سر ہلاتے بولی اس کا لہجہ بھی شریر سا غیر سنجیدہ تھا۔۔
جس کے اس انداز پر فہاد گہرا مسکرایا جبکہ پہلو میں بیٹھی اس تلخ لڑکی کے جذبات تاثرات یا چہرے پر مسکان یا خوشی کے کوئی اثرات عیاں نہیں تھے۔۔
اس کے ذہن میں صرف فہاد کے کردار کے حوالے سے ایک اچھا اور مثبت تصور ابھرا تھا جو آج کے واقعے کے بعد اس کے ذہن میں پروان چڑھا وہ جتنا برا اور گھٹیا مقابل کو سمجھتی تھی اب بظاہر اپنے تمام عمل سے وہ ویسا نہیں لگ رہا تھا مگر حقیقت کب تک چھپ کر بیٹھ سکتی ہے یہ تو آنے والا مستقبل ہی بہتر بتائے گا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کا وقت ہوا تھا آسمان نے گہری سیاہ اور چمکتے ستاروں سے لیس خوبصورت چادر راوڑھ لی تھی۔۔ شاہ مینشن میں تمام گھر والے اب لمبے سے ڈائننگ ٹیبل کے گرد اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان رات کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔

یہ حیرت کی بات تھی کہ تمام گھر کے افراد ایک ہی مقام پر موجود تھے پھر بھی اس مقام پر گہری خاموشی کا رقص تھا جہاں صرف پلیٹوں میں چلتے چمچوں کی ہی آواز تمام افراد کے سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔

لیکن ساتھ ہی ان کی توجہ بھی ایک ہی جگہ مرکوز تھی حتیٰ کہ گھر کا سربراہ بھی تمام افراد کے سوالیہ نظروں سے اپنی نظروں کا تبادلہ کرتا اب نگاہیں علی کی جانب مرکوز کر گیا جبکہ وہ شخص تو اس وقت دنیا ومافیہا سے بے نیاز ارد گرد کے حالات سے بالکل بے پرواہ اور انجان اپنی پلیٹ پر نظریں جھکائے اپنی سخت بھوک کو مٹانے میں مصروف تھا جبکہ اس کے انداز میں غفلت کے ساتھ اجلت

بھی عیاں تھی شاید وہ بھی گھر والوں کے سوالات سے بچنے کے لیے فوراً اپنا فرض سر انجام دیتے اپنے کمرے کی جانب لپکنے کا خیال ذہن میں اتارے منظر سے نو دو گیارہ ہونے کا سوچ رہا تھا۔۔

"بھائی آپ نے بھابھی سے پھر کوئی بات کی۔۔؟" سارہ بلا آخر اس طویل خاموشی کو توڑتی والدہ کے اشارے پر علی سے کچھ سہمے محتاط انداز میں مخاطب ہوئی۔۔

"وہ بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔۔" علی نے اسی طرح پلیٹ پر نظریں جھکائے سرد لہجے میں مصروفانہ انداز سے کہا۔۔

"تو کیا آپ یہ رشتہ توڑنا چاہتے ہیں۔۔؟" سارہ فکریہ لہجے میں کہتی سہمی ان کی گفتگواب ارد گرد موجود تمام افراد کے چہروں پر تاثرات بدلنے کا کام کر رہی تھی۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔۔!" علی نے سابقہ لہجے اور انداز میں کہاں۔۔

"آ گر تم کہتے ہو تو میں بات کروں۔۔؟"فیصل نے علی کو بھاری رعب دار آواز میں مدد کی پیشکش کر ڈالی۔۔

"بابا مجھے اس کی دلی رضامندی چاہیے زور زبردستی سے یا کسی کے کہنے پر مجبوری کے تحت میں اس کی رضامندی حاصل نہیں کرنا چاہتا۔۔اور نہ ہی کسی کی ہمدردی میں اس کا فیصلہ بدلنا چاہتا ہوں۔۔"
علی نے بلاآخر پلیٹ میں اپنا چمچہ رکھتے سر اٹھا کر مکمل توجہ اور سنجیدگی سے کہا۔۔

"کیا مطلب تمھیں اب اسکا ہر فیصلہ قبول ہے۔۔؟"اس کے قبل کے شاہ کچھ کہتا والدہ شبانہ بیگم نے پریشان کن انداز میں علی سے سوال کیا۔۔

"نہیں امی! مجھے اب بھی علیحدگی قبول نہیں! اور نہ ہی ساتھ رہنے کے حوالے سے میں نے اس پر کوئی ضد یا زبردستی ظاہر کی ہے مگر اسے آہستہ آہستہ منا کر رہوں گا۔۔"

اس نے اپنے جملے تو ادا کر دیے تھے مگر وہاں موجود کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آ سکا نہ صلاح کی کوئی خاص امید نہ ہی الگ ہونے کا کوئی انکشاف۔۔

"جب بات نہیں سلجھا رہے تو کیسے راضی ہو گی وہ؟ آخر چل کیا رہا ہے تمھارے دماغ میں۔۔؟" فیصل شاہ اس کی الجھی باتوں سے اکتا کر لہجہ سخت کیے سوالیہ بولا جسے وہ بڑے پرسکون انداز میں ہاتھ ٹشو سے صاف کرتا سن رہا تھا۔۔

"میرے دماغ میں اس کے متعلق کچھ نہیں چل رہا۔۔ آنے والے مہینے میرے بزنس کے لیے بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اس لیے فلحال میں صرف اسی پہ فوکس کیے ہوئے ہوں۔۔ اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔ شب بخیر۔!"

وہ جوابا سرد لہجے میں اپنی بات مکمل کرتا اپنی کرسی سے اٹھ کر روانہ ہوا۔۔

-

-

رات گہری ہوگئی تھی وہ لان میں طویل چہل قدمی کے بعد اب اپنے کمرے میں صوفے پر بیٹھا سگار پینے میں مصروف ہوا۔۔

اس کا ذہن اب بھی دوپہر کے واقعے میں بری طرح الجھا تھا۔۔ فہاد حقانی جس کے ذہن پر پہلے سے ہی وہ لڑکی مسلسل سوار رہی تھی آج اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ مزید اپنے دل سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔۔

اس کی قربت اس کی آنکھیں، ہوا میں لہراتے اس کے خوبصورت چمکتے براؤن بال، اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات، اس کی بدحواسی، اس کا لڑکھڑاتے ہوئے بے اختیار فہاد کے بازوؤں کو ہتھیلیوں میں بھینچنا، سب کچھ اس وقت فہاد کے ذہن کے پردے پر لہرا رہا تھا۔۔

وہ سگار کا کش لگاتا خود سے بے اختیار مسرور سا مسکرایا اسے اپنا اضطراب اب دھیرے دھیرے سمجھ میں آنے لگا تھا اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ پہلی بار کسی لڑکی پر اپنا دل ہار بیٹھا ہے۔۔

اگرچہ یہ اس کے لیے ایک غیر معمولی عمل تھا اور اس کی منزل بھی محبت نہیں تھی اس کی منزل تو شاہ خاندان سے انتقام لینا تھی پھر چاہے اس کے راستے میں شاہ خاندان کا فرزند یا اس کی بہو کوئی بھی آئے اسے کچھ پرواہ نہ تھی اور اس نے ایسا ہی کیا تھا اس نے تو پہلا وار ہی شاہ خاندان کی بہو پر کیا تھا اس کی ماں کو اس سے چھین کر۔۔

مگر وہ اپنے اس نئے جذبات میں اپنا پچھلا کیا گیا سنگین جرم بھول چکا تھا۔۔

اسے اب دوپہر کے واقعے میں گاڑی کا گزرنا یاد آیا جس کے باعث ہی عالیہ کی جان خطرے میں پڑی تھی۔۔ یہ خیال آنا تھا کہ اس کے چہرے پر تاثرات یک دم بدلے وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنا موبائل ٹراؤزر کی جیب سے نکالتا نمبر ملا کر فون کال سے لگا گیا۔۔

اس گاڑی کا کچھ پتا چلا۔۔؟" وہ رعبدار آواز میں فون پر سوال کر گیا۔۔"

جی چل چکا ہے ہادی۔۔آپ حکم کریں آگے کیا کرنا ہے۔۔؟" مقابل سے مرد" کی مؤدبانہ آواز فہاد کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

اسے ایسا سبق سکھاؤ کہ گاڑی کے خیال سے بھی اس کی روح تک کانپ" اٹھے۔۔" فہاد نے سرد لہجے میں کہا اور مقابل سے ہامی میں جواب سن کر کال کاٹتا موبائل صوفے پر پھینک گیا۔۔

اس نے اپنی انگلیوں میں مقید سلگتے سگار کو ہونٹوں میں دبا کر کش لیا اور آنکھیں موندے صوفے کے سرے پر سر ٹکائے وہ دوبارہ عالیہ کے خیالات میں کھویا اسے لگا کہ اس جذبات کی آگر کوئی منزل کوئی نفع نہیں تو اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے وہ اس محبت کے جذبے کو بھی کھیل سمجھ کر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ محبت اس پر اس کی سانسیں بھی تنگ کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات کا ہی وقت تھا عالیہ رات کے لئے آرام دہ شلوار قمیض پہنے بالوں کا ڈھیلا جوڑا باندھے بستر بھی بیٹھی لیپ ٹاپ نظریں جمائے اپنے کام کے اختتامی مراحل میں مصروف تھی اسی دوران کمرے کے دروازے نے ہلکی حرکت کی اور وہاں سے ننھی امرحہ برآمد ہوئی جو کمرے میں داخل ہوتے اپنے والدہ کو دیکھ کر پر مسرت انداز میں مسکرائی۔۔

ماما۔۔" وہ بے اختیار بستر پر چڑھتے اپنی والدہ سے لپٹی۔۔"

امرحہ! آگئے آپ۔۔ کھیل کر دل بھر گیا۔۔؟" عالیہ مسکراتے امرحہ کے" گردن تک آتے کھلے چمکتے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر کر گویا ہوئی جبکہ اگلے لمحے اس نے اپنا لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔

"آپ سے مجھے کچھ بات کرنی تھی۔۔"اس نے لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔۔

"وہ کیا ماما؟"امرحہ متعجب ہوئی۔۔

"بابا کو مس کر رہی ہیں آپ۔۔؟"اس نے اپنی بیٹی کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا جس پر امرحہ نے افسردہ چہرہ بناتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بابا کا میسج آیا تھا وہ آپ کو کسی برتھڈے پارٹی میں لے کر جانا چاہتے ہیں تو کل وہ آپ کو لینے آئیں گے،آپ نے کچھ دنوں کے لیے ان کے پاس رہنا ہے۔۔"وہ امرحہ کو تکیے کی جانب مدھم سا سر کا کر لٹاتی اس پر بلینکٹ ڈال کر سنجیدہ لہجے میں بولی۔۔

واؤ کیا ہم واپس گھر جا رہے ہیں ماما۔۔؟" وہ مسرت کا مظاہرہ کرتی فوراً اٹھ" بیٹھی۔۔

نہیں امرحہ میں نے کیا کہا۔۔؟ وہ صرف آپ کو لینے آئیں گے۔۔!" عالیہ نے" اسے پیار سے دوبارہ لٹایا۔۔

تو کیا ہوا؟ میں بابا سے کہہ دوں گی وہ آپ کو بھی الگ سے لینے آجائیں گے۔۔" آپ بھی چلیں ناں بہت مزا آئے گا، جس طرح لاسٹ ٹائم آیا تھا۔۔" وہ ننھی سی گڑیا اپنے والدین کے درمیان کشیدگی سے انجان معصومیت سے بولی۔۔

مائی پرینسس! مجھے کافی کام ہے، وہ افٹرنون میں آپ کو لینے آئیں گے میں ویسے" بھی اس وقت آفس میں ہوں گی۔۔ مگر گھر کے باہر جب کار آجائے تو آپ کو نازو آپی یا نزمین ممانی انفارم کردیں گی۔۔" عالیہ نے اس کی معصومیت پر محبت

نچھاور کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اس کے قریب لیٹ کر سر پر ہاتھ پھیرتی پیار بھرے انداز میں گویا ہوئی۔۔

اوکے ماما۔۔"اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

سو، آر یو ایکسائیٹڈ فار ٹومارو۔۔؟"عالیہ اس کے قریب لیٹے اسے تکتے مسکرا کر" سوالیہ بولی وہ جانتی تھی کہ امرحہ بھی اپنے بابا سے ملاقات کے لیے بے چین ہے۔۔

"! یس بٹ آئی وِل مس یو ماما۔۔"

اوو آئی مس یو ٹو مائی لو۔۔"امرحہ کی معصومیت اور محبت سے بھرے جملے پر" عالیہ بے ساختہ اسے اپنے قریب کر گئی جبکہ آنکھیں بھی نم ہوتی اسے آبدیدہ کر گئیں۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آگلی صبح ہوئی عالیہ شاہ لائٹ پنک آفس سوٹ پہنے اپنی سیکریٹری کے ہمراہ میٹنگ روم سے نکل کر آفس کے کمرے کی جانب روانہ ہونے لگی کہ اس دوران اس کے ہاتھ میں مقید فون بجنا شروع ہوا۔۔

اس کی توجہ بجتے فون پر مرکوز ہوئی جس کی اسکرین پر عارض کا نام چمکا جسے دیکھتے ہی فوراً وہ کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگا گئی۔۔
ہیلو تم ابھی تک آفس کیوں نہیں پہنچے۔۔؟" وہ عارض کے کچھ کہنے سے قبل" برہمی ظاہر کرتے سوال کر گئی۔۔

"سوری میں آج آفس نہیں آسکوں گا۔۔"

مگر کیوں۔۔؟"اسے حیرت ہوئی عارض جو کبھی غیر حاضر نہ رہتا تھا اب اس" کی مسلسل غیر حاضری عالیہ کو بھی تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

کچھ ضروری کام ہے۔۔"اس نے مقابل کو اس کی توقعات کے مطابق مناسب" جواب نہیں دیا۔۔

ضروری۔۔!"عالیہ نے بھنویں آچکاتے اس کے لفظ کو دہرایا۔۔"

ہاں۔۔"عارض کا لہجہ سرد ہوا۔۔"

"ٹھیک ہے کل تو آؤ گے ناں۔۔؟"

جی ضرور۔۔!"اس نے مختصر لفظوں میں کہا جس پر عالیہ بھی جواب سن کر" کال منقطع کر گئی۔۔

"!کیا ہوا میم سر عارض۔۔"

"وہ آج نہیں آ رہے۔۔"اس کے ہمراہ موجود سیکریٹری نے مؤدبانہ انداز ذکر کیا ہی تھا کہ عالیہ نے سرد لہجے میں اس کی بات کاٹ کر جواباً کہا۔۔

"میم آئی تھنک انھوں نے آج شام کسی پارٹی میں بھی جانا ہے۔۔"

"کیسی پارٹی؟"وہ چلتے چلتے اپنے آفس روم میں داخل ہوتے سیکریٹری کی خبر سن کر متعجب ہوئی۔۔

"حقانی گروپ آف کیمکلز کی چیئرپرسن میشل حقانی نے ایبراڈ سے واپسی پر اپنے آفس جوائن کرنے کی خوشی میں پارٹی رکھی ہے۔۔"

سیکرٹری بھی اس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہو کر اس کی ٹیبل کے قریب کھڑی مختصر سی تفصیل دے گئی۔۔

"وٹ؟ایک سیکنڈ۔۔عارض اور میشل۔۔؟وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔؟"

عالیہ اپنی کرسی پر براجمان ہوتے مقابل کا ایک اور انکشاف سن کر مزید حیرت زدہ ہوئی بھلا میشل عارض سے روابط کب بڑھا گئی اور عارض نے کبھی اس متعلق عالیہ کو کیوں نہیں بتایا۔۔

"میم مجھے جتنا علم تھا اتنا بتا دیا آپ کو۔۔"

ہاں ٹھیک ہے بہت اچھا کیا! اس حوالے سے کچھ بھی پتا لگے مجھے بتا دینا بٹ اس "کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی جاسوسی میں لگ جاؤ۔۔
عالیہ نے اسے حکم دیتے ہوئے ہدایت کی، اس انکشاف پر وہ حیرت کے ساتھ بے حد پریشان بھی ہوئی وہ حقانی خاندان کے ماضی کو ذہن میں تازہ کرتے اب عارض کے لیے فکر مند ہوئی کہ عارض کہیں میشل یا حقانی خاندان کے کسی وار کا شکار نہ بن جائے۔۔

------------سونی رائٹس------------

دن کی دوپہر ہوئی آج علی فیصل شاہ مسٹرڈ رنگ ہالف سیلو نیڈ ڈ پولو شرٹ اور سفید پینٹ پہنے ہاتھ پر سلنگ چڑھائے تیز ہوا میں لہراتے بکھرے بالوں کے ساتھ زمان ہاؤس کے باہر اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا موبائل پر اسکرولنگ میں مصروف اپنی بیٹی کی آمد کا منتظر تھا۔۔

بابا۔۔"امرحہ اپنے گھر کے مین گیٹ سے جھانک کر گاڑی کے قریب اپنے" والد کو کھڑا دیکھتے ہی اسے مخاطب کرتی دوڑی۔۔

آگیا میرا شیر۔۔!!"امرحہ کی آواز سن کر وہ چونکتا موبائل فوراً پینٹ کی جیب" میں کھسکا کر پیرو کے بل زمین پر بیٹھتے اپنی بیٹی سے لپٹا۔۔

کیسا ہے میرا بچہ۔۔؟"ماتھے پر اسے بوسہ دیتے اس کے ہوا سے بکھرے بال" ٹھیک کرتا سوالیہ بولا۔۔

ٹھیک ہوں بابا پتا ہے مجھے آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔۔"اس نے اپنے والد" کے خوبصورت چہرے پر گال کے قریب بوسہ دیتے جوابًا پر مسرت لہجے میں کہا۔۔

میں بھی اپنے اس پیارے سے بچے کو بہت مس کر رہا تھا۔۔ چلو آ جاؤ۔۔!"علی" اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیے گویا ہوا اور پھر کھڑا ہوتا گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اشارہ کر گیا جبکہ گاڑی ہی آگلی سیٹ پر ڈرائیور علی کے پرسنل گارڈ کے ہمراہ براجمان تھا۔۔

امرحہ کندھوں سے اپنا بیگ اتار کر والد کے اشارے پر گاڑی میں سوار ہوئی جس کے بعد علی بھی اس کے پہلو میں پچھلی سیٹ پر آ بیٹھا اور گاڑی اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئی۔۔

اب مجھے بتاؤ آپ کی ماما کیسی ہیں۔۔؟" اس نے اب پر سکون ہوتے امرحہ سے" سوال کیا۔۔

وہ ٹھیک ہیں مگر بابا وہ ہمارے اور آپ کے ساتھ آتی کیوں نہیں۔۔ کل بھی" میں نے کہا تو انہوں نے منع کر دیا۔۔" اس نے معصومانہ انداز میں بلا آخر اپنے والدین کی کشیدگی کے متعلق سوال کر دیا۔۔

میرا بچہ آپ کی ماما ہم سے تھوڑی ناراض ہیں۔۔" علی اس کے سر پر ہاتھ" پھیرتے نرمی سے گویا ہوا۔۔

آپ اُنہیں منائیں ناں بابا۔۔ اچھے فرینڈز تو جلدی مان جاتے ہیں۔۔!" امرحہ" نے فوراً کہا جس کا جملہ سن کر اس خوبرو مرد کے عنابی لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔۔

بالکل آپ نے ٹھیک کہا۔۔اب آپ کو بھی انہیں منانے میں بابا کی ہیلپ کرنی" پڑے گی۔۔"اس نے اپنی بیٹی کو جواباً مخاطب کیا۔۔

یس بابا۔۔میں بھی ہیلپ کروں گی۔۔!!"وہ اثبات میں سر ہلاتے پر اعتمادی" سے بولی گویا دنیا کے تمام تر مسائل کو حل کرنے کا زمہ اس کے قابل اور اہل کندھوں پر آ چکا ہو۔۔

ویری گڈ۔۔تو اب ہم دونوں ایک ٹیم میں ہیں۔۔"علی نے مٹھی بند کرتے" امرحہ کو بھی اسی عمل کا اشارہ کیا اور اپنی مٹھی کو مدھم سا اس کی مٹھی سے ٹکرا کر گویا ہوا۔۔

-

-

نازو کیا ہوا گیٹ پر کون تھا اور امرحہ کہاں گئی۔۔؟"زرمین نے اوپر سیڑھیوں" کی جانب سے امرحہ کو بیگ پہنے لاؤنج سے لان کی جانب دوڑتے دیکھا تھا جسے

دیکھتے وہ اب اتر کر ملازمہ کو لان سے لاؤنج کی جانب بڑھتا دیکھتی سوال کر گئی۔۔

"زمین باجی وہ چھوٹے شاہ جی امرحہ کو لینے آئے تھے وہ انہی کے ساتھ گئیں ہیں۔۔!" ملازمہ نے کہا۔۔

"کیا۔۔؟ علی بھائی آئے ہیں۔۔؟" وہ کچھ حیران ہوتی علی کے استقبال کے لئے اجلت میں قدم اٹھاتے لاؤنج کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔۔

"آکر چلے گئے ہیں۔۔!" نازو نے زمین کے اٹھتے قدموں کو اپنے جملے کے ذریعے فوراً ہی مزید بڑھنے سے روک دیا، زمین اسکا جملہ سنتے وہ دوبارہ پلٹی۔۔

"نازو علی بھائی آکر دروازے سے ہی واپس لوٹ گئے تم نے اُنہیں اندر کیوں نہیں بلایا؟ یہ کتنی غلط حرکت ہے وہ کتنے عرصے بعد اپنے سسرال آئے

تھے۔۔"زمین نے اپنے نرم لہجے میں ہی مقابل پر اپنی برہمی ظاہر کرتے اسے ڈانٹا۔۔

"باجی وہ کافی عرصے بعد نہیں آئے تھے بلکہ وہ کئی بار یہاں آئے ہیں مگر ہمیں اور تمام ملازمین کو دستور بھائی نے سختی سے منع کیا ہے کہ چھوٹے شاہ جی کو گھر میں داخل نہ ہونے دیا جائے اس لیے اب وہ باہر سے ہی چلے جاتے ہیں۔۔" ملازمہ نے نظریں جھکا کر سرد لہجے میں شرمندہ ہوتے کہا جس کی باتیں مقابل کھڑی لڑکی پر پہاڑ بن کر ٹوٹی۔۔

"علی بھائی کے ساتھ اتنا برا سلوک۔۔؟"نازو کی باتوں پر اسے یقین نہیں آرہا تھا اپنا جملہ کہتے اس کی آنکھیں حیرت کے مارے باہر کو نکلی۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کا اپنا شوہر اس کے کزن جیسے بھائی سے ایسا سلوک کرے گا وہ اس کیے گئے عمل پر اپنے شوہر سے بے حد بدظن اور مایوس ہوئی تھی

دستور عالم کو بھی اب بخوبی اندازہ ہونے والا تھا کہ اس نے کتنی بڑی گستاخی کر ڈالی ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی تیاریاں مکمل ہوئی مہمان بھی آنا شروع ہوئے آج پارٹی کی مناسبت سے حقانی ہاؤس کے لاؤنج کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا تقریب میں مہمانوں کا استقبال کرنے کے لیے فہاد اور اس کے خاص آدمی حمزہ کے ہمراہ موجود اس عمل کو سرانجام دے رہے تھے

فہاد سفید شرٹ سیاہ ٹکسیڈو پر پہنے جیل سے بال بنائے ہاتھ میں گھڑی پیر میں سیاہ جوتے پہنے وہ سبز آنکھوں والا ہلکی داڑھی میں چھپے لبوں پر رسمآسی مسکراہٹ لیے لاؤنج میں موجود دوستوں اور مہمانوں سے ملاقات میں مصروف تھا اس کی

شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے جس سے کا پہنا لا کٹ اور اس کی چوڑی چھاتی کی جھلک نمایاں ہو رہی تھی۔۔

وہ اب مہمانوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا کہ اب میشل حقانی بھی ہلکے میک اپ کے ساتھ ہلکے بنفشی رنگ کی زرق برق ساڑھی اور اسی سے ہم رنگ ہائی ہیلز پہنے کانوں میں آویزے اور گلے میں اسی ڈیزائن کا قدرے باریک ڈائمنڈ نیکلس ڈالے گہرے بھورے رنگے چمکتے بال کھلے لیے زینوں سے اترتے اب اپنی پارٹی میں اپنی موجودگی سے چار چاند لگانے کو تیار تھی۔۔

فہاد بھی اسے اترتے دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ لیے سیڑیوں کے قریب پہنچتا ایک پیر آخری زینے پر رکھ کر اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔۔

میشل اسے اپنے قریب پاتے مسکرا کر مشکورانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے ہاتھ میں اپنی ہتھیلی رکھ کر آہستگی سے اتری۔۔

ویلکم، اسٹار آف دی ایوننگ۔۔! پیاری لگ رہی ہو۔۔"وہ میشل کو خوش مزاجی سے تعریفی کلمات ادا کرتے مخاطب کر گیا جسے سن کر وہ مسکراتی ماتھے پر بل ڈال گئی۔۔

ریلی؟ تم نے میری تعریف کی۔۔؟ خیریت ہے؟"وہ تعجب بھری نگاہوں سے اسکے سر سے پیر تک کا جائزہ لیتے اس بات کا یقین کرنے کی کوشش کرنے لگی کہ آیا مقابل کھڑا شخص اس کا ہی بھائی ہے۔۔؟

اتنا برا نہیں ہوں میں، جتنی بھی بحث اور لڑائی کر لوں تم سے بٹ مائی سسٹر! میں کبھی اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا کہ میں تمھارا سگا بھائی ہوں۔۔ تمھیں ہمیشہ اس لیے سمجھاتا رہا ہوں کیونکہ تم واحد انسان ہو جو مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔۔"

اس نے میشل کے گال پر مدھم سا ہاتھ رکھتے بھاری آواز، سنجیدہ اور پر خلوص لہجے میں کہا جس کی باتوں کو وہ حیرت سے سن رہی تھی۔۔

"رائٹ برادر! بٹ کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی اس وقت۔۔؟" اس نے پھر طنزیہ انداز سے کہا جس پر مقابل کا سنجیدہ لہجہ لبوں پر مسکراہٹ میں بدلا۔۔

"تم نہیں سدھرو گی۔۔" وہ افسوس سے نفی میں سر ہلا گیا آج اس کا مزاج واقعی ہمیشہ سے کچھ مختلف تھا یہی وجہ تھی کہ میشل بھی آج سورج کے نکلنے کی سمت ڈھونڈ رہی تھی۔۔

"بالکل تمھاری ہی بہن ہوں کبھی نہیں سدھریوں گی وعدہ۔۔" اس نے اپنے بھائی کو آخر لفظ میں آنکھ مارتے کہا جس پر وہ مزید گہرا مسکرایا۔۔

"ویسے ہادی۔۔ تم بھی بہت ہینڈ سم لگ رہے ہو، آج لڑکیوں کی نظر تم پر ہی ہو گی۔۔" وہ مزید بولی۔۔

یہی تو میں چاہتا ہوں۔۔"اس نے جواباً آنکھ مارتے مدھم سا کہا جس پر مقابل" بھی حیرت سے بھنویں اٹھا گئی۔۔

چلیں؟"وہ سوال کرتا مزید بولا، میشل بھی اثبات میں سر ہلاتے اس کے بازو" میں ہاتھ ڈال کے مہمانوں کی جانب بڑھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

تقریب میں کچھ لمحات گزرے میشل بھی وقفے وقفے سے تمام مہمانوں سے مل کر اس شخص کی آمد کا جائزہ لے رہی تھی جو موجود نہیں تھا جس پر میشل نے آج اپنی تقریب میں علی فیصل شاہ کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے شدید برہمی ظاہر کی اسے اس شخص پر بے حد غصہ تھا کیونکہ وہ یہی گمان لیے تھی کہ اس کی غیر حاضری کی سب سے بڑی وجہ اس کی بیوی کا نہ آنا ہے جبکہ دوسری جانب

فہاد علی کی غیر حاضری پر میشل سے بے حد خوش تھا اسے لگا گویا میشل پر اس کی ہدایت اور طنز کا مثبت اثر ہوا ہے۔۔

کچھ دیر گزری کہ دریں اثناء میں کلین شیو بال جیل سے سیٹ کیے آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے ہاتھوں میں پھولوں کا بکے تھامے کالر لیس سفید ٹی شرٹ پر خاکی کوٹ اور ہم رنگ پینٹ پہنے عارض احمد سیاہ جوتوں مقید پیروں سے آہستہ آہستہ قدم لیتا وہ مہمانوں کی چہل پہل دیکھ کر حقانی ہاؤس کے لاؤنج میں داخل ہوا۔۔

اس کی نظر لاؤنج میں چاروں جانب سفر کرتی بلاآخر میشل پر جا ٹھہری جسے ہلکے بنفشی ساڑھی میں دیکھ کر وہ ہر شے سے بے نیاز ہوتا ساکت رہ گیا۔۔

اس نے پہلی بار میشل کو مشرقی لباس میں دیکھا تھا جس سے اسے اندازہ ہوا کہ یہ لباس اس کے حسن کو کس قدر عروج بخشتا ہے۔۔

وہ اپنی بڑھتی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ آنکھیں مسلسل اسی لڑکی پر جمی پلک جھپکانا بھول چکی تھیں۔۔

میشل چہرے پر برہمی لیے نے مہمانوں سے گفتگو کے دوران بلا آخر لاؤنج کے دروازے کے قریب عارض کو اسی کی جانب متوجہ ساکت کھڑا دیکھا جسے دیکھتے ہی وہ اپنی گفتگو ختم کرتی عارض کی جانب بڑھی۔۔مقابل اپنی موجودگی سے اسکی ساری برہمی پل میں ہوا کر گیا۔۔

وہ دو لمحوں میں اس کے قریب پہنچ کر اس کے سامنے کھڑی ہوتی اس کی آنکھوں کی محویت پر مدھم مسکرائی اسے عارض کی کیفیت کا بخوبی اندازہ تھا اور وہ آج اسی کے لیے تیار ہوئی تھی آج اسے اپنے حسن کے سحر میں الجھا کر اس کی محبت کا اقرار سننے کی خواہش منداس محفل کو کچھ مزید یادگار اور خوبصورت بنانا چاہتی تھی۔۔

"عارض۔۔!کیسے ہو۔۔؟" وہ عارض کی توجہ حاصل کرنے کے لیے قدرے بلند آواز میں گویا ہوئی جس پر مقابل چونکا۔۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔" وہ اسے بکے تھماتے مدھم سا بولا۔۔

"میں بھی ٹھیک ہوں بٹ پھر سے آپ۔۔؟" وہ آئی برو آچکاتے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر برہمی ظاہر کرتی بولی جس پر مقابل مسکرایا۔۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو تم۔۔!" وہ خمار آلودہ لہجے میں کہتے اسے پھر محویت سے دیکھنے لگا جسکا یک دم یوں بے تکلف ہونا میشل کو اپنے مقصد میں کامیابی کی جھلک دکھا رہا تھا۔۔

"تھینک یو۔۔اور کچھ۔۔؟" وہ اب اپنے غرض کے الفاظ سننا چاہتی تھی جس کے لیے اسے یہ موقع بہتر لگا۔۔

"اور۔۔!" وہ کچھ نا سمجھی میں بولا پھر اپنی محبت کے اقرار کا سوچنے لگا۔۔

ہاں۔۔؟" وہ مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی گویا کہہ رہی ہو کہ میں منتظر ہوں۔۔

عارض نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ کھسکاتے ارد گرد کی چہل پہل دیکھی آج میشل کے گھر میں کافی مہمان تھے جس کے باعث وہ میشل کی جانب سے منفی رد عمل پر بھری محفل اپنی رسوائی کا خوف سوچنے لگا ساتھ ہی وہ اس تقریب کو معمولی ڈنر سمجھا تھا جس کے باعث وہ خالی ہاتھ میشل کے لیے بغیر کوئی تحفہ لیے آیا تھا دونوں باتوں کے خیال سے وہ اپنے اقرار کا ارادہ فوراً ترک کر گیا۔۔

"تم نے کہا تھا کہ تم مجھے کسی سے ملوانے والی ہو۔۔؟"
وہ بات بدلتے بولا جس جملے کی میشل کو اس موقع پر توقع نہیں تھی۔۔

"اویس۔۔آؤ ملواتی ہوں۔۔!" وہ اپنے موڈ کو ٹھیک کرتی سارے گمان سر سے ہوا کرتی بولی اور ایک جانب روانہ ہوئی جس پر عارض بھی اس کے ہمراہ چل دیا۔۔

"ویسے کس سے ملوانا تھا۔۔؟" وہ کچھ متجسس ہوتا بولا۔۔

"مائی برادر! ہادی سے۔۔!!" وہ مسکرا کر بولی جبکہ عارض کو یہ نام کچھ انجانا سا لگا۔۔

"اس سے ملو! یہ میرا بھائی ہے۔۔فہاد حقانی۔۔جسے ہم سب ہادی کہتے ہیں۔۔!" وہ اپنے بھائی کے پشت کے قریب پہنچ کر اسکے پلٹنے کے لیے اس کا کندھا تھپتھپاتے بولی جبکہ فہاد مہمانوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف اپنے عقب سے میشل کی آواز سن کر پلٹا۔۔

فہاد کو پلٹتے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر عارض کے پیروں تلے سے زمین کھسکی اسے اندازہ نہیں تھا کہ فہاد سے اس کا سامنا یوں ہو گا۔۔

"یہ تمھارا بھائی ہے۔۔؟" وہ بے ساختہ میشل سے سوال کر گیا جس پر فہاد بھی ماتھے پر بل ڈال کر تعجب سے مسکراتے حالات کو سمجھنے کے لیے دونوں کے چہروں پر تاثرات کو یک کے بعد دیگرے پڑھنے لگا۔۔

"ہاں یہی میرا بھائی ہے میرا اکلوتا فیملی ممبر۔۔!" اس نے فہاد کا بازو تھامے پر اعتمادی سے کہا جبکہ فہاد نے بھی اپنے تعارف پر عارض کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔

"ہائے! تمھیں یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔!" فہاد ہاتھ بڑھاتے بولا جس کی سبز آنکھوں اور بڑھتے ہاتھ کو عارض ناگواریت سے دیکھ رہا تھا۔۔

مجھے بھی بہت خوشی ہوئی۔۔"عارض نے کچھ لمحے بعد سرد لہجے میں اپنا جملہ ادا" کرتے ہاتھ آگے بڑھا کر مصافحہ کیا عارض کے یک دم بدلتے لہجے پر میشل کچھ حیران ہوئی۔۔

میشل تمھارے اس دوست کو میں بہت پہلے سے جانتا ہوں انفیکٹ ہم اپنے" پروجیکٹ میں اچھے بزنس پارٹنرز ہیں کیوں عارض ٹھیک کہا ناں۔۔؟" فہاد اس کے ہاتھ پر کچھ سختی ظاہر کرتا گرم جوشی سے بولا جس پر مقابل بے تاثر چہرہ لیے مدھم سا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

وٹ؟ریلی۔۔؟تم نے تو کبھی مجھے بتایا ہی نہیں۔۔؟" وہ حیرت سے عارض کو" مخاطب کر گئی۔۔

"!پہلے مجھے بھی کہاں پتا تھا کہ یہ شخص تمھارا بھائی ہے اور تم حقانی کی بیٹی ہو۔۔"

عارض نے فہاد سے اپنا ہاتھ چھڑا کر پینٹ کی جیب میں کھسکاتا میشل سے مخاطب ہوا جبکہ اس کا لہجہ سرد اور الفاظ ذو معنی تھے۔۔

اس پر آج میشل کے متعلق کئی حقیقتوں پہاڑ ٹوٹا وہ جس کی محبت میں گرفتار ہوا وہی لڑکی ماضی میں شاہ خاندان کے ساتھ بے شمار کھیل، کھیل چکی ہے۔۔
گہرے پردے میں چھپے ماضی سے آج اسکا سامنا ہوا تھا مگر اس حقیقت کے نتیجے میں عارض کا کیا ردعمل سامنے آنے والا ہے یہ وقت کو بہتر پتا تھا۔۔

۔

۔

رات آسمان پر اپنی سیاہی پھیلائے ہوئے تھی زمان ہاؤس میں دستور عالم بھوجل قدموں اپنے کمرے سے باہر آتا ڈائننگ ٹیبل پر اپنے والد کو کسی کا انتظار کیے بغیر کھانا کھاتے دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے ان کے قریب پہنچا۔۔

"زمین کہاں ہے؟ کمرے میں بھی نہیں ہے کھانے پر بھی نہیں آئی۔۔؟" وہ اپنی کرسی پر بیٹھتا والد سے گویا ہوا وہ بھلے اپنی بیوی کو گھر میں نہ پا سکا ہو مگر اس کا لہجہ پر سکون تھا۔۔

"وہ گھر جا چکی ہے۔۔!" والد نے سرد لہجے میں اسے دیکھ کر کہا یہ جملہ اس کا سکون غارت کرنے کے لیے کافی تھا۔۔

"وٹ۔۔؟ گھر مطلب؟ شاہ مینشن؟ علی کے گھر۔۔؟" دستور پر والد شیر زمان کا جملہ حیرت سے بھرپور گزرا اس کے چہرے پر موجود سکون فوراً غائب ہوا جو اس گمان کو لیے ہوئے تھا کہ زمین یہاں سے کہیں نہیں جا سکتی۔۔

"کیا ہو گیا ہے تمھیں عالم؟ وہ گھر صرف علی کا نہیں ہے، تمھاری بیوی کا مائیکا بھی ہے وہ۔۔ کیسے بھول جاتے ہو اور کیوں ہے اتنی عداوت تمھیں۔۔" شیر زمان نے پلیٹ میں چمچ رکھتے پوری توجہ کے ساتھ اسے دیکھ کر کہا مگر لہجہ تلخ تھا۔۔

بابا آپ بھول رہے ہیں کہ آپ کے داماد کی وجہ سے ہمارا گھر اجڑا ہے۔۔"اس" نے والد کے سامنے ان کے لہجے پر جواباً دلیل پیش کی۔۔

اس کے خلاف تمھارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہیں؟تو مجھے دکھاؤ۔۔"شیر" زمان نے سوال کیا جس پر دستور جواب تلاش کرنے کی غرض سے اک لمحہ خاموش رہا۔۔

الٹا اس گھر میں اس ویرانی کی اصل وجہ تم بنتے جا رہے ہو۔۔آج جس میز پر" صرف تم اور میں موجود ہیں کبھی یہاں رونق ہوا کرتی تھی تمھیں دکھائی نہیں دیتا یہ سب۔۔"شیر زمان نے اس کے جواب سے پہلے مزید کہا۔۔

تمھاری علی سے بے رخی اور بے مروتی کو دیکھتے ہوئے اب عالیہ کو بھی مزید" شے مل رہی ہے۔۔تم انجانے میں اس کی زندگی تباہ کر رہے ہو اور وہ وقت بھی

دور نہیں جب امرحہ مسلسل اپنی ماں کا یہی رویہ دیکھ کر خود بھی اپنے باپ سے بدگمان ہو جائے۔۔"

شیر زمان نے سخت لہجے میں مزید جس پر دستور نے حیرت سے آنکھیں پھاڑی گویا ان باتوں پر اس کا کبھی دھیان ہی نہ گیا ہو۔۔

"تم سے میں نے کہا تھا کہ حالات کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرو علی کے لیے دل میں جگہ پیدا کرو ورنہ تمھاری بیوی بھی تم سے دور ہو جائے گی اور دیکھا یہی ہوا آج۔۔ پورا گھر بکھر رہا ہے عالم ہوش کے ناخن لو اتنے سمجھدار تھے تم۔۔ تو آخر تمھیں ہو کیا گیا ہے۔۔؟" دستور کچھ سوچ میں مبتلا ہو تا اب والد کی گفتگو غور سے سننے لگا جو سخت اور تلخی بھرے جملوں میں اسے حقیقت سے واقف کرواتا ہدایت دے رہا تھا۔۔

بابا آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں کہ نرمین بھی علی کی وجہ سے گھر چھوڑ کر گئی "

ہے۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈال کر آنکھیں چھوٹی کیے وجہ سمجھنے کی کوشش میں

سوال کر گیا۔۔

ہاں اس نے آج امرحہ کو اپنے والد سے گھر کے باہر ملاقات کرتے دیکھا تو اسے "

اندازہ ہو گیا کہ علی کی آمد پر پابندی لگا رکھی ہے تم نے۔۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا تم

"ایسی سوچ بھی رکھ سکتے ہو۔۔؟

"اسے ضرور ملازمین نے بتایا ہو گا میرے منع کرنے کے باوجود۔۔"

"خبردار جو تم نے ملازمین کو کچھ بھی کہا۔۔"

وہ والد کے انکشاف پر دانت بھیجتا ملازمین سے نبٹنے کیل ۓ کرسی سے اٹھنے لگا ہی

تھا کہ والد اپنی رعبدار آواز میں اسے مخاطب کرتا روک گیا۔۔

کاش کہ یہ سب کچھ مجھے پہلے پتا چل چکا ہوتا۔۔تو گھر یوں خالی ہونے کی نوبت نہ آتی۔۔"والد نے مٹھی بھینچتے غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت میں کہا۔۔

"بابا۔۔آپ مجھ سے ناراض کیوں ہو رہے ہیں ایک قاتل کو تو اس سے بھی زیادہ بدتر سزا ملنی چاہیے کیا آپ یہ نہیں سوچتے۔۔؟"اس نے والد کو خود پر ضبط باندھتے دیکھ کر پھر ایک دلیل پیش کی۔۔

"دستور عالم میری بات اب غور سے سنو۔۔اس گھر کو جس طرح سے توڑا ہے تم نے۔۔اسی طرح دوبارہ آباد کرنا بھی اب تمھارے ذمے ہے اور تم جب تک اس عمل میں کامیاب نہیں ہو جاتے مجھ سے بھی مروت کی امید مت رکھنا۔۔" والد نے ٹھوس لہجے میں حکم سناتے کہا اور اپنی کرسی سے طیش میں اٹھ کر روانہ ہوا۔۔

بابا مگر۔۔ بابار کیں تو سہی۔۔"دستور والد کو بے بسی سے پکارنے لگا مگر والد" نے پلٹ کر نہ دیکھا اسی دوران عالیہ بھی ہاتھ میں لیپ ٹاپ بیگ لیے لاؤنج کے دروازے سے برآمد ہوئی۔۔

السلام وعلیکم۔۔!آپ اکیلے ہیں بابا کہاں گئے۔۔؟"عالیہ ٹیبل کے قریب" دستور کو اکیلے بیٹھے اور والد شیر زمان کی کھانے سے بھری پلیٹ پر ان کی غیر موجودگی دیکھتے سوال کر گئی۔۔

اپنے کمرے میں جاؤ، چینج کرلو۔۔"دستور نے نظریں چرائے سرد لہجے میں کہا" اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوا جسے جاتے ہوئے اس کی پشت کو عالیہ دیکھتے تعجب ظاہر کرتی صورتحال سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات کا ہی وقت تھا مگر جہاں ایک طرف زمان ہاؤس میں کشیدگی اور ویرانی تھی وہیں دوسری جانب شاہ مینشن میں چہل پہل خوشگوار ماحول تھا۔۔

فیصل شاہ، ان کی اہلیہ ،ان کی اولاد، ان کی بہن، اور بہن کی بیٹی نرمین اپنے بچوں اور امرحہ کے ساتھ تمام افراد بڑی سی ڈائننگ ٹیبل کے گرد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔۔

بھئی ماشاءاللہ آج کافی رونق ہے شاہ گھرانے میں۔۔ تم سب کو دیکھ کر مجھے بے" حد خوشی ہوئی۔۔"فیصل شاہ سربراہ کرسی پر براجمان تمام افراد پر اپنی نظروں کو سفر کرواتا خوشگوار لہجے میں گویا ہوا۔۔

بالکل بچوں کی آمد سے تو رونق بڑھ ہی جاتی ہے۔۔"شبانہ بیگم جواباً کہا۔۔"

"بے شک میرے گھر کا ہر ایک فرد میرے جسم کے ایک ایک حصے جتنا اہم ہے میرے لیے۔۔ سب کو ساتھ اور یوں خوش دیکھوں تو میری عمر بڑھنے لگتی ہے مگر جب کسی ایک کو بھی بکھرا غمگیں دیکھوں تو بے انتہا تکلیف ہوتی ہے مجھے۔۔"

شاہ نے پر خلوص انداز میں کہا جس پر آنکھوں میں بیش بہا محبت کی چمک لیے ثمینہ بیگم اور علی بھی مسکرا گئے۔۔

"بابا ممانی، عبداللہ بھائی اور گڑیا بھی مجھے مس کر رہے تھے اس لیے یہاں آ گئے ہے ناں۔۔" امرحہ نے والد کو مخاطب کرتے نرمین اور اس کے بچوں کی آمد کے متعلق سوال کیا۔۔

"ہاں میری جان ہم بھی چاہتے تھے کہ تمھارے ساتھ نانو کے گھر آ کر خوب انجوائے کریں۔۔" علی کے جواب سے پہلے نرمین بولی۔۔

"گھر پر سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟" علی امرحہ کو چمچ سے سوپ پلاتے نرمین سے اس کی آمد کے متعلق مدھم آواز اور فکریہ لہجے میں گویا ہوا کیونکہ نرمین طویل عرصے بعد شاہ مینشن آئی تھی۔۔

"جی بھائی سب ٹھیک ہے آگر کچھ ٹھیک نہیں بھی تھا تو بھروسہ رکھیں اب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" وہ کچھ شریر سے انداز میں بولی جس پر علی نے ناسمجھی میں بھنویں اٹھا کر اثبات میں سر ہلا یا۔۔

"تمھارے سیٹھی صاحب کے پروجیکٹ کا کیا ہوا۔۔؟" والد نے سلاد منہ میں ڈالتے علی کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

"بابا وہ جلد مکمل ہونے والا ہے مگر انفارٹونیٹلی مجھے اس نیو ائیر ایونٹ کے بعد کچھ مہینوں کے لیے واپس ترکی جانا پڑے گا کام کے سلسلے میں۔۔" وہ کچھ ناخوشگوار سے لہجے میں بولا۔۔

"ٹھیک ہے تو اس میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ جس طرح ہم سب سنبھالتے آئے ہیں اسی طرح سنبھال لیں گے۔۔"

والد نے اسے تسلی اور جانے کی اجازت دی تھی مگر علی کے ذہن میں اپنی بیوی کا خیال سوار تھا کہ آگر وہ چلا جائے تو یہ معمالات مزید طول اختیار کر جائیں گے اور ان کے رشتے میں مزید ایک نہ ختم ہونے والے فاصلوں کا امکان بڑھ جائے گا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"تمھیں اس طرح مجھے چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔۔"

رات گہری ہوئی دستور عالم اپنی پر سکون اسٹڈی روم میں بیچین سی کیفیت لیے صوفے پر بیٹھا موبائل کان سے لگائے بے بس انداز میں اپنی زوجہ سے مخاطب تھا جو اپنے کمرے کے بستر پر ٹیک لگائے پر سکون لیٹی فون پر مقابل کا موقف سن رہی تھی۔۔

"او اچھا! مگر کیوں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔؟ مجھے تو کافی وقت ہو گیا کبھی گھر کا رخ نہیں کیا آخری دفع بھی تب گئی تھی جب علی بھائی باہر ملک سے واپس آئے تھے ۔۔"

وہ انجان سی بنتی بولی۔۔

"میں کئی عرصے تک نہیں جاتی تھی کیونکہ آپ کو برا لگتا تھا مجھے جتنا آپ کی ناراضگی کا خیال تھا آپ کو اتنا خیال کیوں نہیں تھا میرا۔۔ آج حقیقت جان کر بہت مایوسی ہوئی مجھے۔۔"

"میری محبت پر شک کر رہی ہو۔۔؟"

"شک نہیں میں گلہ کر رہی ہوں۔۔ کیوں کیا آپ نے اس طرح؟ ایک بے بنیاد الزام کے نتیجے میں میرے بھائی کے ساتھ اتنا برا سلوک۔۔"اس نے شدید برہم ہوتے کہا۔۔

"میں تمھیں لینے آ رہا ہوں۔۔ ہم بیٹھ کر سارا معاملہ سلجھاتے ہیں۔۔!"مقابل نے اس کی بات نظر انداز کی۔۔

"کوئی ضرورت نہیں! رات کا وقت ہے اور مجھے ابھی یہاں آئے چار گھنٹے بھی نہیں ہوئے۔۔ میں اتنی جلدی تو ہر گز نہیں آؤں گی۔۔"اس نے ٹھوس لہجے میں اپنا اٹل فیصلہ سنایا۔۔

"نرمین مجھے عادت ہے تمھاری آخر کیسے رہوں گا تمھارے بغیر۔۔؟"

کیا آپ نے یہی بات میرے بھائی کے بارے میں سوچی؟ جو اپنی بیوی سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔۔"اس نے دستور کے جملے پر فوراً کہا وہ اپنے ہر جملے میں اسے لاجواب کر رہی تھی۔۔

جانتا ہوں محبت کرتا ہے وہ مگر میں ان کے بارے میں سوچ کر کیا کروں گا یہ تو" ان کا ذاتی معاملہ ہے ناں۔۔" وہ انجان بنتے بولا۔۔

یہ ذاتی معاملہ نہیں رہا اب۔۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں عالیہ آپ کی بات کو" اہمیت دیتی ہے آگر آپ عالیہ کو سمجھا دیتے تو وہ کچھ حد تک مان جاتی مگر آپ انہیں سمجھانا تو دور اس سے بات تک نہیں کرتے اسے بھی احساسِ جرم میں مبتلا "کر رکھا ہے آپ نے۔۔

"تم چاہتی کیا ہو آخر۔۔؟" دستور نے گہری سانس کھینچتے بیزاری سے کہا گویا وہ اب ہار ماننے کو تیار ہے۔۔

"آپ سب کچھ کر سکتے ہیں عالم۔۔ کیوں ٹھیک نہیں کر کرتے سارے رشتوں کو۔۔؟" اس نے پر امید انداز میں کہا۔۔

"یہ سب کچھ میرے اختیار میں نہیں ہے زمین۔۔" اس کا سنجیدہ تھا۔۔

"آپ کوشش تو کریں ناں۔۔!"

"اور اگر میں نے تمھاری بات ماننے سے انکار کر دیا تو۔۔؟" اس نے زمین کا ذہن پڑھنا چاہا کیونکہ وہ سچ میں علی کو معاف کرنے کے حق میں نہیں تھا۔۔ مگر مقابل کے پہلے سے زخمی کئے گئے دل پر اس کے الفاظ تیزاب ہی مانند گرے وہ دستور کی ہٹ دھرمی پر حد سے زیادہ حیرت زدہ ہوئی۔۔

تو میں بھی گھر نہیں آؤں گی اب۔۔"اس نے تلخی سے کہہ کر گفتگو تمام کی اور" کال کاٹ دی جس کی جلد بازی سے دستور کو کال منقطع ہونے کا کوئی خاص اندازہ نہ ہو سکا۔۔

دیکھو نرمین۔۔!آرے نرمین؟ہیلو۔۔؟فون کاٹ دیا۔۔؟"وہ موبائل کو کان" سے الگ کرتا کل ختم ہونے کی صورت میں حیرت زدہ خود سے ہمکلام ہوا۔۔

فون اپنے پہلو میں صوفے پر گرا کر وہ نفی میں سر ہلانے لگا اس کا ذہن والد اور بیوی کی باتوں سے بری طرح الجھ چکا تھا اسے اندازہ ہوا کہ اس کے والد کا اور بیوی کا ایک ہی مؤقف ہے جس کے لیے وہ ذہنی طور پر بالکل تیار نہیں اور اسی سبب اس نے فلحال معاملات کو بدلنے کے بجائے جیسے ہے کی بنیادی پر چھوڑنے کا فیصلہ لیا۔۔

زرد فل سلیوٹی شرٹ سفید ٹراؤزر میں وہ رات کا آرام دہ لباس پہنے کمرے پر دستک دیتا جھانک کر آہستہ سے داخل ہوا جہاں امرحہ اس کے بستر پر بیٹھی اپنے ساتھ لایا گیا بیگ ٹٹولنے میں مصروف تھی۔۔

کیا کر رہا ہے میرا شہزادہ۔۔؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے متجسس انداز میں کہتا بستر" کے قریب پہنچا جس کی بھاری آواز پر امرحہ چونکے سر اٹھا کر والد کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

میرے بیگ میں یہ فون ملا ہے بابا۔۔"نے سمارٹ فون تھامے ہاتھ والد کی" جانب بڑھا کر کہا۔۔

"یہ فون۔۔؟اس کے ساتھ تو یہ چٹ بھی نکلی ہے دیکھیں تو سہی کیا لکھا ہے؟۔۔"فون کے پیچھے چھوٹا سا نوٹ چسپاں تھا جسے وہ مزید متعجب ہو کر دیکھنے لگا۔۔

"امرحہ اس فون کو گھر پہنچتے آن کر لینا یا گھر میں کسی سے کہہ دینا کہ آن کر لیں آپ کو اس پر کال کروں گی۔۔"علی نے فون کے پیچھے چسپاں نوٹ پر درج حرف دہرائے۔۔

"کمال ہے؟مجھے انبلاک کر کے میرے فون پر بھی تو کال کر سکتی تھی مگر مجال ہے جو ذرا بھی اپنی انا پر کامپرومائز کرے۔۔"وہ چٹ پڑھ کر نفی میں سر ہلاتے دل میں خود سے گویا ہوا۔۔

"کیا ہوا بابا۔۔؟"امرحہ والد کی محویت پر سوال کرنے لگی۔۔

آپکی والدہ ماجدہ اس پر کال کریں گی تو اب اسے ان کر لیتے ہیں۔۔"اس نے جواباً کہتے موبائل آن کیا کچھ لمحوں کے پروسیس کے بعد وہ آن ہوا اور اس پر فوراً کال موصول ہوئی جس پر ماما کا نام چمکا۔۔

آرے واہ آن ہوتے ہی کال آگئی۔۔ کاش کہ کسی کو ہماری بھی اتنی پرواہ"
ہوتی۔۔!"وہ موبائل پر فوراً ویڈیو کال آتے دیکھ کر پھر حسرت بھرے انداز میں خود سے گویا ہوا۔۔

"بابا کیا کروں۔۔؟"
بچہ اسے اس طرح ریسیور کرتے ہیں اور آپ کو اس کے سامنے آنا ہے۔۔!"
"!یوں
اس نے امرحہ کو موبائل تھامتے انداز سکھا کر کال ریسیو کی اور خود وہاں سے اٹھ کر کچھ فاصلے پر آ بیٹھا تاکہ کال میں فلحال وہ نظر نہ آئے اور صرف اپنی بیوی کی باتیں سن سکے۔۔

"ہیلو پرینسس ! کیسے ہو آپ ؟ کچھ کھایا آپ نے۔۔؟" عالیہ نے اپنی بیٹی کو خوش مزاجی سے مخاطب کیا امرحہ واحد تھی جس سے عالیہ مسکرا کر بات کرتی تھی۔۔

"یس ماما ڈنر کر لیا، آپ کیسے ہیں۔۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں اور آپ کو بہت مس کر رہی ہوں۔۔" اس نے مرجھائے انداز میں امرحہ سے کہا جسکے جملے کے باعث مدھم سی تبسم علی کے عنابی لبوں کی زینت بنی۔۔

"آئی مس یو ٹو ماما۔۔" امرحہ نے موبائل اسکرین پر والدہ کی جانب دیکھ کر کہا اسی دوران علی بھی اپنی جگہ سے سرکا۔۔

اینڈ آئی مس یو ٹو۔۔مائی کوئین۔۔!" علی بھی امرحہ کے عقب سے برآمد ہوتا" ویڈیو کال کا حصہ بن کر عالیہ کو مخاطب کر گیا جس کی موجودگی میں عالیہ کی مسکراہٹ فوراً سمٹی اور چہرے پر سرد تاثرات عیاں ہوئے۔۔

آپ کی برتھڈے پارٹی کا کیا ہوا۔؟"اس نے علی کو نظرانداز کرتے امرحہ سے" سوال کیا۔۔

وہ کل ہے بینش کے بیٹے کی سالگرہ!" علی نے امرحہ سے پہلے جواب دیا جسے" عالیہ ناگواریت سے سن رہی تھی۔۔

امرحہ آپ تب کال کرنا جب بابا آپ کے پاس نہ ہوں ورنہ ہمیں بات کرنے" نہیں دیں گے۔۔"اس نے علی کے سابقہ جواب کے رد عمل میں امرحہ کو مخاطب کیا جواب اپنے والدین کے لہجوں میں الجھ کر دونوں کو باری باری دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

اس کے ساتھ اب چوبیس گھنٹے رہوں گا۔۔ایک پل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔" آخر بیٹی ہے میری، اتنے وقت بعد ملی ہے مجھے اس لیے کچھ دن تو تمھیں، مجھے برداشت کرنا ہی پڑے گا سویٹ ہارٹ۔۔!!" وہ بناوٹی پیار بھرے لہجے سے جواباً بولا۔۔

عالیہ خاموش ماتھے پر بل ڈالے اسے ویڈیو کال پر دیکھ رہی تھی جس پر علی نے اسے آنکھ مارتے مدھم مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

چلو امرحہ اب ماما کو کہو میں بزی ہوں بابا کے ساتھ کھیلنا ہے مزید بات نہیں ہو سکتی۔۔"اس نے امرحہ کو مزید گفتگو کا موقع دیے بغیر کال منقطع کی جسے محسوس کرتے عالیہ نے بھی موبائل بستر پر پھینکا اسے اپنے کال ملانے پر اس وقت پچھتاوا ہوا کیونکہ وہ اس وقت اس حسین مرد کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی جو اسے مضطرب اور بےچین کر دیتا ہے۔۔

مگر مجھے بات کرنی تھی ناں بابا۔۔"کال کٹنے پر امرحہ کا چہرہ بھی مرجھایا۔۔"

کچھ دن کی بات ہے پھر آپ نے واپس انہی کے پاس جانا ہے۔۔! فلحال میں "

"! آپ کو آپ کے گفٹس دکھاتا ہوں۔۔
علی نے اس کی ننھی سی ٹھوڑی انگلیوں کے سرے میں تھامے اسے تسلی دی اور
اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے بستر سے اٹھ کر سوٹ کیس کی جانب بڑھا جو
دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"وہ میرا فون تک نہیں اٹھا رہا تم نے اسے کچھ کہا ہے کیا۔۔؟"
اگلی صبح تھی جہاں میشل اب اپنے بھائی کے آفس میں چکر کاٹتی موبائل کان سے
لگائے پریشان کن لہجے میں بھائی سے مخاطب تھی جو اپنی آفس کی کرسی پر بیٹھا

کہنی ٹیبل پر ٹکاتے اپنی اسی ہاتھ کے ذریعے ٹھوڑی کھجاتا کافی دلچسپی سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا۔۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔"میشل نے موبائل کان سے الگ کرتے فہاد" کو پھر سے مگر اس بار قدرے سخت لہجے میں مخاطب کیا۔۔

میں کیوں کچھ کہوں گا۔۔اتنا فارغ تھوڑی ہوں میں۔۔"وہ بڑی بے نیازی" سے کندھے آچکا کر بولا اس نے واقعی عارض سے کوئی الٹی سیدھی بات نہیں کہی تھی عارض تو میشل پر برہم ہوا تھا جس سے وہ بالکل انجان تھی۔۔

تم سے ملنے کے بعد ہی وہ مجھے بتائے بغیر پارٹی سے چلا گیا اب فون بھی نہیں اٹھا" رہا۔۔"میشل نے کال دوبارہ ملاتے چکر کاٹنا شروع کیا۔۔

"یقیناً مجھے دیکھ کر ڈر گیا ہو گا۔۔!" فہاد تمسخرانہ مسکرایا وہ اس وقت اس صورتحال سے بھی لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔

"اپنی بکواس بند کرو سچ سچ بتاؤ کیا کہہ کر ڈرایا ہے تم نے اسے۔۔؟" وہ فوراً پلٹ کر اس کے ٹیبل کے قریب آ کر ٹھہرتے غصیلے لہجے میں بولی۔۔

"عجیب بات ہے اسے تو میں نے اپنا عیول چہرہ دکھایا ہی نہیں اور وہ ڈر گیا۔۔؟"" فہاد اپنی بہن کی بات کو سنجیدگی سے سن کر ماتھے پر بل ڈالے اپنی ہی سوچ میں مبتلا ہوا۔۔

"کیا سوچ رہے ہو جلدی بتاؤ۔۔" میشل مزید قریب ہوتے اپنا ہتھیلی اس کی ٹیبل پر پٹختے اسے سوچوں سے باہر کھینچ لائی۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے تم پریشان کیوں ہو رہی اور تم کب سے دوستوں کی اتنی فکر لینے لگی اس کو بھی باقیوں کی طرح اس کے حال پر چھوڑ دو۔۔!" وہ اب سنجیدہ تھا۔۔

"اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔۔!"
میشل اب باہر جانے کی غرض سے پلٹتے اپنا جملہ ادا کرتے کچھ لڑکھڑائی مگر قدم اب بھی نہ رکے جبکہ فہاد اس کے وجود کو لڑکھڑاتے محسوس کرتا فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب لپکا۔۔

"میشل۔۔رکو۔۔یہاں آؤ۔۔یہاں بیٹھو۔۔بیٹھو تو سہی۔۔" وہ اس کا کندھا اور ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھنے کے لیے اصرار کر گیا جس پر وہ بے بسی سی بھو جل صوفے پر گری اور اپنا موبائل بھی وہیں رکھ گئی جبکہ فہاد نے ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے گلاس بھرتے اس کی قریب بیٹھ کر اسے پیش کیا۔۔

"یہ لو پانی پیو۔۔بے وجہ کی ٹینشن لے کر دماغ پر زور مت ڈالو اتنی مشکلوں سے ٹھیک ہوئی ہو تم۔۔"

اس نے فکریہ لہجے میں کہا۔۔اس کا یہ انداز میشل نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔وہ کچھ جنونی سا تھا اس کی نفرت میں بھی جنونیت، پرواہ میں بھی جنونیت، ضد میں بھی جنونیت، اور شاید محبت میں بھی۔۔

"اگر وہ اتنا خاص ہے تو میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔تم بالکل فکر مت کرو۔۔" وہ پانی کا گلاس میشل کو تھما کر مزید کہتا اس کے بالوں کو ٹھیک کرتا تسلی دینے لگا۔۔

"نہیں کر رہی فکر۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔؟"

وہ گلاس ہونٹوں سے لگا کر پانی کا گھونٹ بھرتی خود کو پر سکون کرنے کے بعد اسے مطمئن کرنے لگی مگر ساتھ ہی اس کے چہرے پر تعجب بھی تھا جسے وہ چاہ کر بھی نہیں چھپا سکی۔۔

"میں صرف تمھیں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں۔۔جب تک ہادی زندہ ہے تب تک وہ ہر شے جس کی تمھیں تمنا ہے، تمھارے قدموں میں ہو گی۔۔!"اس نے مدھم آواز مگر نہایت سنجیدگی سے اپنی سبز آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ کر کہا۔۔

"واقعی؟ تم تو کہہ رہے تھے مگر علی سے دور رہنا چاہیے۔۔؟"وہ مسکراہٹ دباتے بولی۔۔

"کیا تمھیں علی چاہیے۔۔؟"وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔۔
"لا سکتے ہو۔۔؟"میشل نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا۔۔

"ہاں۔۔!"دو لمحات کی خاموشی کے بعد وہ اثبات میں سر ہلاتے بولا جس کے جملے پر میشل حیرت زدہ ہوئی اس ایک لفظ سے میشل پر پہلی بار یہ حقیقت کچھ حد تک آشکار ہوئی کہ اس کا بھائی فہاد بھی ایک خطرناک شخص ہے۔۔

مگراب مجھے اس کی تمنا نہیں ہے صرف تمھیں ٹیسٹ کر رہی تھی ڈونٹ "
وری۔۔اینڈ عارض کے آفس یا اس کے گھر میں خود جاؤں گی پتا لگ جائے گا کہ
"کیوں چھپ کر بیٹھا ہے۔۔
وہ بات بدلتے بولی کیونکہ وہ اس کی سبز گہری آنکھوں میں پوشیدہ اس پرواہ کی جنونیت اور چہرے پر نہایت سنجیدہ تاثرات سے کچھ خوفزدہ ہوئی۔۔

"ہمم ٹھیک ہے اس معاملے میں میری ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔۔"
مقابل نے سرد لہجے اور مدھم آواز میں کہتے میشل سے نظریں پھیریں جبکہ میشل اب بھی اس کی باڈی لینگوتج اور چہرے پر بدلتے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش میں اسی کی جانب دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ بھی میشل حقانی ہی تھی کسی سے کم نہیں !اور پھر ان دونوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑتا تھا اگر کوئی واقف ہوتا یا نہ ہوتا مگر میشل اس کے اصل چہرے سے آہستہ آہستہ واقف ہو رہی تھی

لیکن جب اس پر مکمل حقیقت کھلے گی تب اس کا کیا رد عمل ہو گا یہ بھی فلحال ایک سوچنے کی حد تک بات تھی۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

دوپہر ہوئی وہ عالیہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر بلا آخر اب اسے ایک فائل لینے کی غرض سے مجبوراً اس کے کیبن کا رخ کرنا پڑا۔۔

وہ دستک کے بعد داخل ہوا اور خاموشی سے بک شیلف کی جانب بڑھتا اپنی فائل ڈھونڈنے میں مصروف ہوا جبکہ آفس کی کرسی پر بیٹھی اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف عالیہ اب ماتھے پر بل ڈالے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔

"تو عارض صاحب! تم کل پارٹی میں گئے تھے۔۔؟" کمرے میں مسلسل گہری خاموشی کو عالیہ کی آواز چیرتی مقابل کے سماعتوں سے ٹکرائی جس کے باعث بک شیلف پر اس کے حرکت کرتے ہاتھ فوراً رکے۔۔

"آپ کو پتا ہے۔۔؟" وہ عالیہ کی جانب گردن موڑ کر تعجب سے بولا۔۔

"مجھے تو اور بھی بہت کچھ پتا ہے۔۔!" اس نے سرد لہجے میں کہا جس پر عارض کی آنکھیں بڑی ہوئی۔۔اسے لگا گویا علی کی جانب سے عالیہ پر عارض کے دل میں میشل کے لیے پوشیدہ جذبات کو آشکار کر دیا گیا ہے۔۔

"مجھے بھی انوائیٹ کیا گیا تھا مگر میں نہیں گئی کیونکہ مجھے میشل پسند نہیں۔۔"" عالیہ نے اسے سوچ میں محو دیکھ کر مزید کہا۔۔

ہمم!" وہ چونک کر اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہوتا کوئی خاص رد عمل ظاہر نہ کر سکا اسے لگا شاید وہ اس کیبن میں آ کر واقعی بری طرح پھنس چکا ہے۔۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں کہ میشل تمہاری دوست ہے۔۔؟" عالیہ پھر بولی اب لہجہ طنزیہ تھا مگر عارض نے اب بھی کوئی رد عمل نہ دیا وہ جس قدر اپنی فائل ڈھونڈنے میں جلدی کر رہا تھا اس قدر وہ مل بھی نہیں رہی تھی۔۔

"اس طرح تو فہاد بھی تمہارا دوست ہو گا مگر اکثر میٹنگز کے دوران اس کی موجودگی میں بھی کبھی تم نے میرے سامنے اپنی دوستی اس سے ظاہر نہیں کی۔۔ ایسا کیوں۔۔؟
وہ تعجب سے مزید بولی۔۔ وہ بولے جا رہی تھی جبکہ مقابل بس سن رہا تھا اسکے پاس عالیہ کے کسی سوال کا کوئی جواب نہ تھا اس کا ذہن گویا بالکل خالی کہیں اٹک کر رہ گیا تھا، کہیں الجھ سا گیا تھا۔۔

وہ دوست نہیں تھا۔۔"بلا آخر عارض اپنی فائل لیتا اب روانہ ہو کر ایک جملہ ادا"
کر گیا۔۔

ایسا ممکن ہے۔۔؟بہن سے دوستی بھائی سے دشمنی۔۔؟"وہ فوراً مسکراتے"
طنزیہ بولی جس پر عارض کے باہر کی جانب بڑھتے قدم رکے۔۔

کیا ہوا۔۔؟"وہ عارض کے رکنے پر سوال کر گئی۔۔"

میری باتیں بری لگ رہی ہیں۔؟"اس نے مزید کہا۔۔"

مگر ہے حقیقت!۔۔وہ لوگ بھروسے کے قابل نہیں بہت خطرناک ہیں یہ"
میں نے تمھیں پہلے بھی بتایا کہ پاسٹ میں میشل نے علی کی خاطر دانیال کی بیوی
کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی شاید تم بھول گئے ہو۔۔"وہ اب سنجیدگی
سے دوبارہ بولی جس پر گہری سانس لیتا وہ بلا آخر اس کے ٹیبل کی جانب پلٹا۔۔

جانتا ہوں۔۔مجھے علم نہیں تھا کہ یہ وہی میشل۔۔فہاد حقانی کی بہن ہیں۔۔!"
میں تو اس لیے اس سے ٹھیک سے پیش آیا کیونکہ علی بھائی اس سے ٹھیک سے
پیش آرہے تھے۔۔"

عارض نے سرد لہجے میں کہا اس کے انداز میں پچھتاؤ چھپا تھا جبکہ عالیہ اب اس کے جملے اپنی ذہن میں الجھی سی دھندلی صورتحال کو واضح کرنے اور ٹھیک سے سمجھنے کے لیے بغور سن رہی تھی۔۔

"میں تو اس قدر بے وقوف ہوں اس کے گھر جا کر بھی اس بات کا اندازہ نہ لگا سکا
کہ وہ اصل میں ہے کون اور میں تو اب سب کچھ جان کر حیران ہوں علی بھائی
اس میشل کا سارا کیا دھرا کیسے بھول گئے۔۔؟" وہ انجانے میں مقابل کا دل اپنے
آخری جملے کے ذریعے بری طرح جلا گیا تھا۔۔

خیر تم نے میم نشتر سے بات کی؟"اس نے علی کے ذکر پر بات کا رُخ بدلتے" کہا۔۔

جی وہ کہہ رہی تھیں کہ مجھے ان کے پاس جانا ہو گا۔۔کیونکہ اختر صاحب بھی" "!ان دنوں اسلام آباد میں موجود ہیں۔۔

وہ بھی اپنا دھیان بھٹکانے کی غرض سے بات بدلتے کرسی کے مزید قریب آکر گویا ہوا جس پر عالیہ اسے اپنے روبرو کرسی پر براجمان ہونے کا اشارہ کر گئی۔۔

بالکل اختر صاحب سے یہ دوسری بار ہماری ملاقات ہوتے ہوتے رہ جاتی ہے یہ" پروجیکٹ اہم ہے اس لیے وہ تمھیں اسلام آباد بلا رہی ہیں آج ہی اور یہی بات "بتانے کے لیے میں تمھیں کل آفس میں بلانا چاہ رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے آپ پریشان مت ہوں۔۔میں آج ہی نکل جاؤں گا اسلام آباد کے" "!لیے۔۔

فی الحال اس دل سوز صورتحال میں اس شہر سے باہر جانے کا موقع سونے پر سہاگا ثابت ہوا، اس نے اپنی محبت سے دور ہونے کا یہی بہترین بہانہ سمجھا۔۔

کیا یہ ممکن ہے ساری تیاریاں آج ہی۔۔" وہ اس کے اچانک فیصلے پر حیرت زدہ ہوئی۔۔

"جی میں آج ہی چلا جاؤں گا۔۔"

ٹھیک ہے ساری کروا لیتی ہوں مجھے اپ ڈیٹ کرتے رہنا۔۔" اس نے انٹرکام ہینڈ سیٹ اٹھا کر کان سے لگاتے عارض کو مخاطب کیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر ہو چکی تھی جہاں شاہ انڈسٹریز میں آج پہلی بار امرحہ شاہ کو لایا گیا جو اب والد کے کیبن میں بھاگتی دوڑتی کھیل میں مشغول تھی جبکہ علی بے فکر اپنے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے راکنگ چیئر پر بیٹھا ای میل پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

دروازے پر دستک کے بعد دروازہ کھلا جسے سن کر علی چونکتے سر اٹھائے دروازے کی جانب دیکھنے لگا جہاں اب میشل کیبن کے اندر داخل ہو چکی تھی۔۔

سرپرائز؟" علی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ کر کہا۔۔"
یس مسٹر شاہ، آرے یہ کون ہے۔۔"وہ مسکراہٹ لیے گویا ہوتی اس کی کرسی" کی جانب آگے بڑھی کہ اسی دوران بریفنگ ایریا میں کھیلتی امرحہ کو دیکھ کر وہ اگلا جملہ ادا کر گئی۔۔

میری بیٹی، امرحہ!" علی نے بھی جواباً مسکرا کر فخریہ انداز میں تعارف" کروایا۔۔

"بہت خوبصورت ہے بالکل اپنی ماں کی طرح۔۔"میشل محویت سے امرحہ کی جانب دیکھتے بولی جو ہر کسی سے بے نیاز صوفوں کے گرد چکر کاٹنے میں مصروف تھی۔۔

"تمھارے منہ سے آخری الفاظ سن کر مجھے حیرت ہوئی۔۔!"وہ میشل کی جانب سے عالیہ کی تعریف کی کبھی توقع نہیں رکھتا تھا۔۔

"عادت ڈال لو۔۔!"وہ مختصر جملہ کہتی امرحہ کی جانب بڑھی۔۔
"ہیلو۔۔بے بی!"اس نے صوفے کے قریب پہنچ کر امرحہ کا راستہ روکے اسے مخاطب کیا جواب سر اٹھائے مقابل کو ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

"السلام و علیکم آنٹی!" دو لمحات تک خاموش میشل کو دیکھنے کے بعد اس نے خوش مزاجی سے مخاطب کیا یہ لہجے میں خوشگواری اسے اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی۔۔

"او وا علیکم السلام آپ کا نام کیا ہے۔۔" میشل امرحہ کے لب و لہجے پر حیرت زدہ ہوتی مسکرائی اور اس کی ٹھوڑی تھامے سوال کر گئی۔۔

"امرحہ شاہ۔۔!"

"بیوٹیفل!" اس نے ننھی امرحہ کے جواب اس کا سفید دودھیا گال انگلیوں میں تھام کر سہلاتے کہا۔۔

"ویسے میں پوچھ سکتا ہوں؟ کیسے آنا ہوا؟" علی نے میشل کو مخاطب کرتے اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کرایا کہ جس پر وہ سر اٹھا کر علی کو دیکھنے لگی۔۔

ہاں تم تو بلانے پر بھی نہیں آئے اور ہم بن بلائے چلے آتے ہیں۔۔!" وہ طنزیہ" انداز میں کہتے اس کی جانب بڑھی اور کرسی پر اس کے سامنے براجمان ہوئی۔۔

سوری میشل۔۔ کل تمھاری پارٹی میں نہیں آسکا۔۔امرحہ بہت عرصے بعد" محدود لمحات کے لیے گھر آئی تھی اس لیے میں اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا "چاہتا اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔
اس نے وضاحت دی وہ حسین شخص اس طرح نرم لہجے میں وضاحت دیتا کہ اگلا اسے بڑے سے بڑے جرم کی بھی معافی عطا کر دے۔۔

کوئی بات نہیں یہ بتاؤ کہ ہاتھ میں بہتری آئی۔۔؟"میشل نے اس کے سلنگ" چڑھے زخمی ہاتھ کی جانب دیکھ کر کہا اسے علی کے بھاری وجود میں یہ چوٹ بے حد ناگوار لگ رہی تھی مگر وہ انجان تھی کہ یہ زخم اسی کے بھائی کا دیا ہوا ہے۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔پٹی جلد کھلے گی ہاتھ کی مگر تم بتاؤ پریشان لگ رہی ہو۔۔"
تمھیں پارٹی کے بعد تو خوش ہونا چاہیے۔۔؟" وہ اس کا چہرہ پڑھتا گویا ہوا۔۔

ہم کل میں نے پہلی بار عارض کو ملوایا تھا ہادی سے۔۔!" اس نے بے دلی سے"
کہا۔۔

ویری گڈ۔۔پھر؟"

پتا نہیں اس کے بعد سے عارض نے کوئی فون نہیں کیا پارٹی سے بھی بنا بتائے"
"چلا گیا۔۔ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا ہو گیا اسے۔۔

"!پریشان مت ہو شاید مصروف ہو گا یا کوئی ایمرجنسی۔۔"
مجھے نہیں لگتا۔۔" اس نے علی کی بات کاٹ کر فوراً کہا۔۔"

"میشل وہ تمھیں بھی پریشان نہیں دیکھ سکتا تمھیں تکلیف کیوں پہنچائے گا محبت کرتا ہے تم سے۔۔"

وہ دو ٹوک بولا اسے اپنے الفاظ پر ذرہ برابر پچھتاوا نہ تھا اسے لگا یہ بہتر موقع ہے عارض کی دلی کیفیت آشکار کرنے کا۔۔

"جانتی ہوں۔۔!" اس نے سرد لہجے میں کہا یہ دو لفظ بھی علی کو بے حد حیران کر گئے۔۔

"پھر تو پریشانی کی کوئی گنجائش نہیں۔۔ مگر تمھیں کیسے پتا۔۔ کیا اقرار کر دیا اس نے۔۔؟" وہ مسکراتے گویا ہوا۔۔

"نہیں تمھاری اور اس کی باتیں سن لی تھی میں نے۔۔ اب میں اس کے آفس جانے والی ہوں اس سے بات کرنے۔۔" میشل نے سچ کہا اور آگلے جملے میں اجلت دکھانے لگی۔۔

"شاید وہ تمھیں نہ ملے۔۔اسلام آباد کے لیے نکل گیا ہے دانیال نے بتایا"

"مجھے۔۔!!"

"وٹ۔۔کب آئے گا واپس۔۔؟"میشل نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے کہا

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ہر لمحے ہر بات سے آگاہ کرنے والا شہر سے باہر جانے کی اتنی بڑی بات کو میشل سے کس طرح چھپا گیا۔۔؟

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔!"علی عارض کی آمد سے واقف تھا مگر اس نے نہیں بتایا۔۔

"اففف تو اب مجھے بھی وہاں جانا پڑے گا۔۔؟"

"میرا مشورہ ہے کہ ابھی سے تھوڑا وقت دو، اسے مناسب لگا تو تم سے رابطہ کرے گا۔۔"

"اور اگر نہ کیا تو۔۔؟"

آ گر رابطہ نہ کیا تو وآپس آہی جائے گا تم اس سے مل کر ساری کنفیوژن دور کر "

"لینا۔۔

اوکے۔۔یہ مشکل ہے مگر انتظار کر کے دیکھتی ہوں۔۔"اس نے علی کے "

مشورے پر مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے کہا۔۔

۔

!چھ ہفتے بعد

سال کے اختتام میں اب بس چند دن باقی تھے شاہ اور سیٹھی انڈسٹریز کی گرینڈ

پروجیکٹ مکمل ہونے کی خوشی میں منعقد ہونے والے نیوائیر جشن کی تیاریاں

بھی آخری مراحل میں پہنچنے لگی تھیں جس کا انعقاد دوسرے شہر یعنی اسلام آباد میں ہونا تھا۔۔

جشن سے قبل کاروباری سرگرمیوں کے لیے کچھ اہم اور بہت خاص مہمانوں کو مدعو کرنے کے بعد انہیں شہر کے سب سے مہنگے سیٹھی کے اپنے ہوٹل میں ٹھہرایا جانا تھا جن میں کچھ مہمان پہنچ چکے تھے کچھ کی آمد جاری تھی یہ ایونٹ بزنس کی دنیا میں بہت اہمیت کا حامل تھا تمام کاروباری شخصیات کی بھی نظریں اس ایونٹ پر تھیں۔۔

جہاں تمام مہمانوں کی آمد متوقع تھی تو پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ شاہ انڈسٹریز کا اکلوتا وارث جو آج بزنس کی دنیا میں قابلِ ذکر اور روز کی شہ سرخیوں میں شامل رہتا ہے، اس پارٹی میں موجود نہ ہوتا؟ بلکہ یہ سارا اہتمام تو تھا بھی اسی کے لیے کیونکہ اُسے تمام کیسز سے آزادی جو ملی تھی اور پروجیکٹ بھی اسی کا مکمل ہونے جا رہا تھا۔۔

علی فیصل شاہ بھی اپنے تمام وفد اور سیکورٹی گارڈز کے ہمراہ سیٹھی ہوٹل پہنچا جہاں علی کے اپنے وفد کے اور سیٹھی وفد کے کچھ افراد پہلے سے اس کے استقبال کے لئے موجود تھے یہ وہ تمام افراد تھے جنھوں نے ایونٹ آرگنائز کرنے کا بیڑا بھی اٹھا رکھا تھا جن میں دانیال اور بینش بھی شامل تھیں۔۔

سیاہ نک ٹورٹل پر سیاہ بلیزر کوٹ اور بادامی سفید رنگ پینٹ پہنے جیل سے سیٹ کیے بال ہلکی، بھورے رنگ داڑھی کے ساتھ وہ خوبرو مرد باوقار انداز میں ایلیویٹر سے نکل کر اپنے وفد کے ہمراہ اب کوریڈور سے ہوتا ہوا اپنے بتائے گئے کمرے کی جانب رواں تھا جہاں زیادہ لوگوں کے باعث اسے جلد اپنی منزل تک پہنچنے میں کچھ دشواری کا سامنا تھا۔۔

گائز! آپ سب کے استقبال کا شکریہ مگر اتنی زحمت کی ضرورت نہیں۔۔ آپ" سب اپنا اپنا کام کریں میں بالکل سیف ہوں ڈونٹ وری۔۔" وہ ایک جگہ ٹھہر کر تمام افراد سے مخاطب ہوا۔۔

آپ کا خیال رکھنا ہماری زمہ داری ہے۔۔!" سیٹھی وفد کے سیکورٹی گارڈ نے" کہا۔۔

آئی نوبٹ میں بہت تنگ ہو جاتا ہوں جب میرے ارد گرد اتنے سارے لوگوں" کا ہجوم ہو۔۔!" اس نے رعب دار آواز میں نرمی سے جواب دیا۔۔

دانیال میں تم سے چار بجے ملنا چاہوں گا ابھی تم بے فکر ہو کر اپنا کام کرو۔۔"" اگلے جملے میں وہ اپنے دوست سے مخاطب تھا۔۔

ٹھیک ہے میری زمہ داری تمھیں خیریت سے یہاں پہنچانے تک تھی اب میں" مطمئین ہوں۔۔ تم اب تھوڑا آرام کرلو شام کو ملتے ہیں۔۔"اس نے اثبات میں سر ہلاتے کہا اور اپنے ساتھ دونوں وفود کے افراد کو لے کر روانہ ہوا۔۔

علی اپنے ارد گرد رش کم کرنے میں کامیاب ہوا تھا اب صرف چار لوگ تھے جن میں سے دو نے اس کے سامانِ سفر کے بیگ اٹھا رکھے تھے ایک نے فائلز اور لیپ ٹاپ جبکہ ایک اس کی سیکورٹی پر مامور تھا۔۔

اسی کوریڈور میں موبائل اسکرین پر سر جھکائے مصروف سفید بٹن ڈاؤن شرٹ، سیاہ پینٹ اور خاکی لمبا ٹرنچ کوٹ کندھوں پر ڈالے اسکی بیوی بھی ایک جانب سے برآمد ہوئی جو اپنے سامنے کچھ لوگوں کے قدم کو محسوس کرتی فوراً سر اٹھا کر رکتی اپنے شوہر سے ٹکراتے بال بال بچی۔۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ اتنے ہفتوں بعد وہ بھی دوسرے شہر میں ان دونوں کا یوں سامنا ہوا۔۔

زہے نصیب۔۔ تم یہاں۔۔!" وہ ماتھے پر ڈالے حیرت سے اسے دیکھ کر" مسکرایا جو اس کے بھاری وجود پر خوبصورت لباس، جاذب نظر انداز اور داہنا ہاتھ کو پینٹ کی جیب میں ڈالے دیکھ کر اسے اب ٹھیک محسوس کر رہی تھی ورنہ اسے معلوم تھا کہ کئی عرصے تک علی کے اسی ہاتھ پر پلاسٹر سلنگ چڑھی رہتی تھی۔۔

کیا حسین اتفاق ہے۔۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ دل سے دل کو راہ ہو تو نظریں مل ہی" "جاتی ہیں۔۔ ملاقاتیں بھی ہو ہی جاتی ہیں۔۔

وہ عالیہ سے پھر مخاطب ہوا جو اسے دیکھنے میں محو اب اس کی بھاری آواز پر چونکتی اس کے چہرے پر نظریں جما گئی۔۔

"تم لوگ اب جا سکتے ہو۔۔"

علی اپنے ہمراہ تمام لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے روانہ کرتا گویا ہوا اسی دوران اس نے عالیہ کے ہاتھ میں کمرے کی چابی دیکھی جس پر کمرہ نمبر تین سو چوبیس درج تھا جبکہ عالیہ اس کے اشارے پر چاروں افراد کو روانہ ہوتے دیکھتی خود بھی

اس کے سامنے سے گزرنے لگی جس پر علی نے اس کی کلائی فوراً تھام کر اسے بڑھنے سے روک دیا۔۔

ویٹ ویٹ میری جان! تم کہاں جا رہی ہو مجھ سے مخاطب ہوئے بغیر۔۔؟" وہ اسے اپنی جانب کھینچتا مخاطب ہوا جس کی حرکت پر عالیہ کی آنکھوں میں اس کے لیے قہر سا اترا۔۔

میرے منہ نہ ہی لگو تو بہتر ہے۔۔" اس نے ماتھے پر بل ڈالے علی کی جانب سے چہرہ پھیر کر کہا۔۔

کب لگا ہوں تمھارے منہ؟ اتنا عرصہ ہو گیا اتنا دل چاہتا ہے پھر بھی نہیں لگتا" میں تمھارے منہ۔۔" وہ اس کے ہونٹوں کی جانب اشارہ کرتے ذو معنی انداز میں اپنی مسکراہٹ دبائے مقابل کا ضبط مزید آزما رہا تھا۔۔

اپنی حد میں رہو بے ہودہ آدمی۔۔" عالیہ اپنی کلائی جھٹک کر چھڑاتے اسے "
غیصلی نظر سے دیکھتے بولی جس پر علی بھی بلا آخر مسکرایا اور اس کی جانب قدم
بڑھا گیا۔۔

"میرے قریب مت آؤ۔۔"

"ورنہ۔۔؟"

وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی مگر مقابل پر کوئی اثر نہ ہوا جبکہ اب کوریڈور میں بھی
ان دونوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔۔

اب ہمارے بیچ کچھ نہیں ہے۔۔ تمھیں بہت جلد چھوڑ دوں گی میں۔۔!"اس"
نے پیچھے قدم لیتے علی کی آنکھوں میں دیکھ کر دو ٹوک کہا۔۔

سارے راستے بند کر دوں گا تمھارے۔۔"وہ مسکراتے پر سکون انداز میں "
بولا۔۔

"تم کچھ بھی کر لو مجھے خلع سے نہیں روک سکتے۔۔"

آگر یہ میں ہونے ہی نہ دوں تو۔۔؟"وہ مسلسل قدم بڑھاتا بھنویں آچکا کر سوالیہ گویا ہوا۔۔

"کیا کرو گے ملک کی عدلیہ خرید و گے۔۔؟"

ضروری پڑی تو وہ بھی کر لوں گا۔۔ بات آگر محبت کی ہو تو ہر نظام خریدہ جا سکتا ہے۔۔ محبت سے۔۔"اس نے عالیہ کو آنکھ مارتے فتحمندی سے کہا۔۔

"ٹھیک کہا تم نے! تم ہر نظام کو خرید سکتے ہو اپنے جنون، اپنی تسکین، اپنی ضد، پوری کرنے کے لیے تم ہر حد تک جا سکتے ہو لیکن اس بار تمھارا کوئی وار مجھ پر کام نہیں کرے گا۔۔اس بار تمھارے تسکین کا سامان نہیں بنوں گی میں۔۔!!"

وہ شیرنی بے خوف نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہیں نہ کہیں اپنے لفظوں کے زریعے زخم دیتے ہوئے اس کا ضبط بھی آزمانے لگی۔۔

"یہ تمام حدیں ٹوٹنے والی ہیں۔۔ جلد۔۔" اس کے برعکس علی کی آنکھوں میں بھی بے تحاشا اعتماد تھا آخر ایسا کیا ہونے جا رہا تھا کہ اسے اپنی جیت نظر آرہی تھی یہی سمجھنے سے عالیہ قاصر تھی۔۔

"محض خوش فہمیاں ہیں۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔ اب نفرت سی ہوگئی ہے مجھے تم سے۔۔" اس نے قدم پیچھے لیتے مقابل کا زخم گہرا کرنے کے لیے الفاظ کا اگلا وار کیا۔۔

"ہاں میں جانتا ہوں تم روز کوشش کرتی ہو مگر تمھیں ہوتی ہی نہیں۔۔ مجھ سے نفرت۔۔!" علی نے اثبات میں سر ہلاتے اس کی بات سے یوں اتفاق کیا گویا اس کی دلی اور باطن کی ہر کیفیت سے بخوبی واقف ہو۔۔

چھوڑو مجھے۔۔" وہ دیوار سے ملحق ہوتے خود کو ہارتا محسوس کرتی دبی دبی سی" غرائی وہ ہر گز اس شخص سے ہارنا نہیں چاہتی تھی۔۔

اتنی نفرت ہے تو کیوں بچایا مجھے؟ جب پولیس اسٹیشن میں مجھے مارنے کی" کوشش کی گئی تو مر جانے دیتی ناں۔۔ سارے کیسز سے بھی کیوں چھڑایا؟ اتنی محنت، خدمت کیوں کی؟ کیونکہ اس سب کے پیچھے محبت تھی، تسلیم کرلو اپنی "دل کی اس حقیقت کو، آخر خود سے اور مجھ سے اور کتنا جھوٹ بولو گی؟۔۔

وہ اس کے قریب ہوتا اسے اپنی ہار ماننے پر مجبور کر رہا تھا جو خود کو اک پھتر نما سخت شے جان کر ہار کو اس وقت اپنے لیے گناہ سمجھ رہی تھی جبکہ اس انا کی ماری کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ ابھی کیا گیا محبت کا اقرار اس کی انا کی ہار سہی مگر زندگی اور محبت کی جیت ہوگی وہ زندگی اور محبت جسے عالیہ اس طویل عرصے میں تنہا چلتے چلتے کہیں بہت پیچھے چھوڑ آئی تھی۔۔

"یہ سب میں نے امرحہ کے لیے کیا تھا کسی مغالطے میں مت رہنا۔۔ کل کو اُسے کوئی مجرم، قاتل یا ریپسٹ کی بیٹی کہہ کر نہ پکارے صرف اس لیے کیا میں نے۔۔"

اس کے ذہن ہار کے تم فوائد کو رد کر گیا جس پر عالیہ نے مقابل کو دیکھتے دلیل پیش کی جبکہ علی اس کی کلائیاں تھامے دیوار سے ٹکا گیا۔۔

"ٹھیک ہے تم بھلے اپنی محبت سے انکار کرتی رہو مگر میری جان میرے اندر یہ عشق و جنونیت کی آگ کبھی ختم نہیں ہو گی جتنا دور بھاگو گی یہ آگ اتنی ہی شدت سے بھڑکتی مجھے تمھارے قریب لانے پر مجبور کرے گی۔۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا چہرہ اس کے بے حد قریب تھا۔۔

"دور ہٹو میر اصبر تمام مت کرو۔۔ تمھیں اس کے سوا اور آتا بھی کیا ہے۔۔ کیا لگتا ہے یوں زبردستی میرے قریب آنے سے تم مجھے پھر پہلے کی طرح حاصل کر

لو گے۔۔؟یہی رہ گئی ہے تمہاری مردانگی۔۔؟مختلف بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر

"میرے قریب آنے کے یہ اوچھے ہتھکنڈے اختیار کرو گے اب تم؟۔۔

وہ مقابل کے بھاری وجود اور اس کی بھاری ہتھیلیوں میں اپنی کلائیاں گرفتار دیکھ

کر بے بسی سے بولی مگر الفاظ شدید زہریلے تھے مقابل کے دل کو بری طرح چیر

دینے والے۔۔

وٹ۔۔؟اوچھے ہتھکنڈے۔۔؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنی بیوی کی جانب سے"

یہ الفاظ سن کر شدید حیرت زدہ ہوا۔۔

علی کلکلک کیا کیا کر رہے ہو۔۔"یک دم اگلے ہی لمحے اس صنفِ نازک کے"

ہاتھ سے روم کی چھینتے اسکا وجود اٹھا کر کندھے پر ڈالے اس کے کمرے کی جانب

روانہ ہوا جس کی حرکت پر وہ آنکھیں پھاڑے بری طرح لرزی۔۔

چھوڑو مجھے۔۔نیچے اتارو۔۔ علی نیچے اتارو! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔۔؟"اس" نے چلا کر علی کے کمر پر اپنی نازک مٹھیوں سے مکے مارتے بھرپور مزاحمت کی مگر مقابل پر کچھ اثر نہ ہوا۔۔

وہ عالیہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کرتے بستر کی جانب بڑھا اور اسے اس کے بستر پر گراتا اس پر سایا فگن سا چھا گیا وہ بستر پر اس کے بازوؤں کی جانب دائیں بائیں ہتھیلیاں ٹکائے اس پر اپنے بھاری وجود کا سایا کئے اس کے بے حد قریب ہوا۔۔
علی کی اس حرکتوں پر وہ سہمتی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی مگر علی کی آنکھیں اس وقت ہر جذبے سے خالی اور چہرہ بے تاثر تھا۔۔

پہلی بات تو یہ کہ تم میرے نکاح میں ہو۔۔ تو میں تمھارے جتنے بھی قریب" آؤں تم مجھے نہیں روک سکتی، لیکن اگر مجھے تمھارے وجود تک کی رسائی حاصل کرنی ہوتی تو بہت پہلے کر چکا ہوتا یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے میرے لیے۔۔ تم

میری بیوی ہو میں ابھی اسی لمحے اس کمرے میں وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جس

"! کے تم مجھے تانے دے رہی ہو۔۔

وہ سرد لہجے میں سرگوشی نما کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جو سہمی اسے ماتھے پر بل ڈالے سن رہی تھی۔۔

اور دوسری بات ! یہ میری مردانگی کا مظاہرہ نہیں میرا حق ہے۔۔ مگر اس"
طرح اپنا حق جتانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا کیونکہ اس وقت مجھے تمھارا وجود نہیں تمھاری محبت چاہیے جو سب سے اہم ہے میرے لیے۔۔"علی نے مزید کہا اس کے اگلے جملے میں نرمی تھی۔۔

اب یہ بات اچھے سے ذہن نشین کرلو مسز شاہ۔۔ !آگر آج کے بعد تم نے"
میرے عشق کو یوں اپنے لفظوں کے وار سے آزمائش کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کیا تو میں برداشت نہیں کروں گا۔۔ سارے لحاظ بھول کر کچھ ایسا کر جاؤں گا
"جس کی نہ تمھیں کوئی توقع ہو گی اور نہ مجھے۔۔

ان کے چہروں کے درمیان محض دو انچ کا فاصلہ تھا جسے مزید ختم کرتا اس کے قریب ہو کر اپنے آخری الفاظ کہنے لگا اس کی مزید قربت پر عالیہ اپنی آنکھیں میچ گئی جبکہ علی اپنی بات مکمل کر کے اٹھتا کمرے سے طیش میں اپنا بلیزر کوٹ جھٹک کر خود پر ٹھیک کرتے روانہ ہوا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

اسلام آباد جہاں ان دنوں سیٹھی انڈسٹریز کی بدولت بزنس کے حوالے سے اہم چہل پہل کا مرکز بنا تھا وہیں صبح کے وقت میشل حقانی بھی اپنے بھائی کے ہمراہ پہنچی تھی اور سیٹھی ہوٹل کے ایک کمرے میں کچھ آرام کے بعد اب وہ اپنے بھائی کی بھیجی گئی لوکیشن پر بزنس لنچ کے لیے روانہ ہوئی۔۔

براؤن سلک شرٹ سیاہ پینٹ اور اسی سے ہم رنگ بلیزر کوٹ کے ساتھ ہلکا میک اپ کھلے بال لیے وہ ہوٹل بلڈنگ سے نکلنے کے لیے ایلیویٹر میں داخل ہوئی جس کے دروازے بند ہونے سے قبل اس نے عارض کو سیڑھیوں کی جانب اترتے دیکھا وہ حیرت زدہ ہوئی اسے لگا گویا اسکا وہم ہو مگر یقین آخز کرنے کے لیے وہ ایلیویٹر سے دوبارہ باہر نکل کر سیڑھیوں کی جانب بڑھتی وہاں سے نیچے کی جانب جھانکنے لگی اسے اندازہ ہوا کہ وہ اس کا وہم نہیں تھا یہ منظر دیکھتے ہی وہ اجلت میں سیڑھیاں اترنے لگی۔۔

عارض رکو۔۔!" وہ جلدی میں اترتی اسے روکنے کی غرض سے پکار لگا گئی جس" کی سماعتوں پر اتنے دنوں بعد میشل کی آواز لگتے ہیں اسکا دل اسے روکنے کے لیے مجبور کرنے لگا مگر دماغ نے اسے مزید رفتار بڑھانے کا حکم دیا جس پر بنا سوچے سمجھے وہ عمل کرتے مزید تیزی اور نظر اندازی کا مظاہرہ کرنے لگا۔۔

"آرے عارض میری بات تو سنو کہاں جا رہے ہو۔۔؟" وہ اس کی تیزی اور راہ فرار پر مزید متعجب ہوئی۔۔

"عارض تم سن رہے ہو ناں۔۔؟" وہ مسلسل اسے پکارتے اپنی رفتار بڑھا کر بلا آخر اس کے قریب پہنچی تھی۔۔

"عارض۔۔؟" وہ آخری سیڑھی سے اتر کر لابی تک پہنچا کہ میشل نے دوڑتے اس کا کندھا زور دھکیل کر اس کے سامنے آتے اس کا رستہ روک دیا۔۔

"کیا حرکت ہے یہ۔۔ کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔۔ بہرے ہو گئے ہو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے برہمی سے بولی۔۔

"کیوں دے رہی ہو مجھے آوازیں۔۔؟" مقابل کا بھی وہی لہجہ تھا برہم اور سرد۔۔

آخر مسلہ کیا ہے؟ میسج کا ریپلائے نہیں دیتے کالز نہیں اٹھاتے ملنے نہیں آتے "

"۔۔ کیا ہوا ہے۔۔ اتنے روڈ بیہیو کی وجہ جان سکتی ہوں میں۔۔؟

اس کی آواز بلند تھی جس سے عارض کو خدشہ تھا کہ لابی میں موجود تمام لوگ اب چند ہی لمحوں میں ان کی جانب متوجہ ہو جائیں گے اور یہاں اس کا تماشا بن جائے گا۔۔

اپنی رسوائی اور کھلے عام ہنگامہ برپا ہونے کے خوف سے وہ ارد گرد لوگوں کو اپنی اپنی مصروفیات میں مگن دیکھ کر میشل کا بازو تھامتے اسے لابی کے ایک کونے کی جانب سرکاتا دیوار سے ملحق کر گیا۔۔

"تمھارا کیا مسلہ ہے؟ نہیں اٹھا رہا کالز تو بار بار کیوں کر رہی ہو اور مسلسل کیوں فالو کر رہی ہو مجھے؟ نہیں کرنا چاہتا بات تو ختم کرو ناں سب کچھ۔۔ جانے دو مجھے۔۔"

اس نے تلخ مزاجی سے کہا جس کا یہ لہجہ میشل پہلی بار دیکھ کر ششدر رہ گئی گویا اسے کسی نے حسین خواب میں بے دردی سے جگایا ہو۔۔

"ایسے کیسے جانے دوں۔۔؟ کیوں فالو نہ کروں اتنی الجھن کیوں ہونے لگی مجھے سے؟ دور کیوں بھاگ رہے ہو؟ مجھے جاننا ہے۔۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ آخر مسلہ کیا ہے۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے سوالیہ نظروں سے آنکھیں چھوٹی کیے بولی۔۔

"مسلہ یہی ہے کہ تم میشل حقانی ہو اور فہاد تمھارا بھائی ہے۔۔!" وہ بلا آخر اپنی برہمی کی وجہ بیان کر گیا۔۔

"ہاں تو اس میں کیا مسلہ ہے؟ ہادی نے کچھ کہا ہے تم سے۔۔؟"

مجھے اس سے نہیں اس کی بہن میشل سے مسلہ ہے۔۔!" وہ اب بے بس انداز" میں مدھم آواز کے ساتھ بولا، گویا اپنے ہی جزبات سے لڑتے لڑتے اپنی ہی محبت سے بھاگتے بھاگتے وہ بری طرح تھک چکا ہو۔۔

مجھ سے۔۔؟" وہ حیران ہوئی۔۔"

مجھے عالیہ نے سب کچھ بہت پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہادی کی بہن نے ان کے ساتھ" ماضی میں کیا کچھ کیا تھا۔۔" لفظوں میں عجب تکلیف پوشیدہ تھی جبکہ میشل کا چہرہ بے تاثر ہوتا سفید پڑ گیا۔۔

"اس نے مجھے یہ سب کچھ تب بتایا تھا جب فہاد سے ہماری بزنس ڈیلینگ ہو رہی تھی اور سچ کہوں تو یہ سب جاننے کے بعد مجھے فہاد سے نفرت ہو گئی تھی مگر یہ علم نہیں تھا کہ اسی کی بہن سے عشق کر بیٹھوں گا میں۔۔"

اس نے اپنی الجھن بمشکل بیاں کی جس کی آنکھوں میں بے بسی اور کرب پر نمی کے ساتھ سرخی اتری جس کے باعث وہ اب مقابل سے نظریں ملانے سے قاصر تھا۔۔

"اگر علم ہوتا تو کیا کرتے۔۔؟" میشل نے سرد لہجے میں سوال کیا جسکی دھڑکنیں عارض کے جملوں پر مدھم پڑ چکی تھیں سانسیں اٹکنے لگی تھیں کیونکہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے وہ مضبوط لڑکی پہلی بار اپنے والد کے مرنے کے بعد کسی کے سامنے اس طرح روئی تھی۔۔

"علم ہوتا تو شروع میں ہی خود کو روک لیتا اتنے قریب نہ آتا۔۔" وہ سر جھکائے بولا اسے اندازہ نہیں تھا کہ میشل کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہیں۔۔

"یعنی میں محبت کے قابل نہیں ہوں۔۔؟" وہ سرد لہجے میں نہایت مدھم آواز سے بولی۔۔

"میں نہیں جانتا۔۔ مگر مجھ سے دور رہو۔۔" عارض جواباً مختصر جملہ کہتا اسے دیکھے بنا گفتگو ختم کرتے پلٹنے لگا۔۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب کسی سے اٹیچمنٹ ہو جاتی ہے، جب آپ کسی پر ڈپنڈ کرنے لگتے ہیں، کوئی اچھا لگنے لگتا ہے، تو وہ آخر میں اپنی اوقات کیوں دکھانے لگ جاتا ہے۔۔؟" اس نے برہمی سے کہا جس پر عارض کے قدم تھمے۔۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے عارض، مجھ سے دور ہی ہونا تھا تو کیوں آئے اتنے قریب، کیوں اتنی امپورٹنس دی مجھے؟ میری ایک کال پر اپنا سارا کام چھوڑ

کر چلے آتے تھے تمھیں کیا لگتا ہے مجھے نظر نہیں آتا۔۔؟مجھے یہ کیوں ریلائز کروایا کہ میں بھی اس دنیا میں کسی کی فرسٹ پرایوریٹی ہوں۔۔"

اس نے عارض کا گریبان پکڑتے سخت لہجے میں کہا اس حرکت پر بلا آخر وہ سر اٹھائے اس کی روئی روئی آنکھوں میں دیکھ کر اس قدر ششدر رہا کہ جواباً کچھ نہ کہہ سکا۔۔

"میرا اعتماد جیت کر مجھے اپنے دل کے اونچے مقام پر بٹھا کر اب تم مجھے وہاں سے گرانا چاہتے ہو۔۔؟" وہ مزید بولی جبکہ عارض محویت سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"عارض احمد یاد رکھنا! اگر میں تمھارے بغیر نہیں جی پائی تو تمھیں بھی جینے نہیں دوں گی۔۔" اسے گریبان سے تھامے اپنے قریب کر کے وہ خونخوار نظروں سے تکتے اس سے دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"وٹ۔۔؟"

وہ متعجب ہوا مگر اب سنجیدہ نہ تھا کیونکہ اس نے اس خونخوار لڑکی سے آج اپنی محبت کا اظہار ایک الگ انداز میں سنا تھا جس پر وہ اپنے لبوں پر آئی مسکراہٹ دباتے تعجب کا مظاہرہ کرنے لگا۔۔اسے اندازہ ہوا کہ میشل بھی اسے پسند کرتی ہے یہ بات جان کر اس کے دل نے مقابل کو چھوڑ کر جانے سے صاف انکار کرتے ہوئے عارض کو مزید مشکل میں ڈال دیا۔۔

سوچ لو۔۔! میرے ہاتھوں مرنے سے بہتر ہے کہ مجھ پر مر مٹو۔۔فائدے" میں رہو گے۔۔" وہ مقابل کے چہرے پر خوشگوار تاثرات دیکھ کر مسکراہٹ دباتے سرگوشی نما بولی۔۔

یعنی محبت کروں تب بھی مروں گا نہ کروں تب بھی مروں گا۔۔؟" وہ اس کی" آنکھوں میں دیکھ کر معصومیت سے سوالیہ بولا۔۔

"بالکل۔۔" میشل نے اثبات میں سر ہلاتے اس کے گریبان کو اپنی ہتھیلیوں کی گرفت سے آزاد کیا اور اس کچھ فاصلہ بنا کر کھڑی ہوئی۔۔

"پلیز مجھے معاف کر کے ایک موقع دے کر دیکھو۔۔ میں ویسی بالکل نہیں ہوں۔۔ جیسا تم سمجھ رہے ہو۔۔" میشل نے اب سنجیدگی سے کہا۔۔

"جانتا ہوں، جتنا وقت میں نے گزارا ہے اندازہ ہو گیا تھا کہ تم ویسی نہیں ہو ورنہ جلد پہنچان لیتا تمھیں۔۔"

"صرف اس لیے ناراض ہوں کہ مجھ سے سب کچھ چھپایا تم نے کسی بات کا کبھی کوئی ذکر کیا ہی نہیں۔۔ یہی بات مجھے ہرٹ کر گئی۔۔" عارض نے شکوہ کناں لہجے میں مزید کہا۔۔

عارض ٹرسٹ می میں صحیح موقع کا انتظار کر رہی تھی کہ موقع ملتے ہی سب کچھ بتادوں تمھیں۔۔" میشل نے اس کے بازوؤں تھامتے اسے یقین دلانے کی کوشش میں کہا۔۔

" ای ایم ریلی سوری فار ایوری تھنگ۔۔ پلیز آئی ایم سوری۔۔ اتنی جلدی چھوڑنے کا فیصلہ مت لو۔۔ مجھے پلیز ایک موقع تو دے کر دیکھو۔۔" اس نے عارض کی جانب سے کوئی رد عمل نہ پا کر ملتجی انداز میں کہا جو اس کی آنکھوں میں اتری نمی کو دیکھ رہا تھا۔۔

" ٹھیک ہے میرا دل بھی اس فیصلے کے حق میں نہیں ہے کہ تمھیں چھوڑا جائے اس لیے معاف کیا۔۔" عارض پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے نرمی سے بولا جسکا جواب سنتے ہی میشل نے اس کے دل کے مقام پر اپنا سر رکھا اور ہاتھوں کو اس کے کمر کے گرد باندھا اس حرکت پر عارض آنکھیں پھاڑے ششدر ہوتا

بمشکل تھوک نگل سکا اور جوا با عیشل کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار بنانے کی ہمت اب بھی نہ کر سکا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

"فون ملاؤ اسے، پتا نہیں کہاں رہ گئی یہ لڑکی۔۔"

دوپہر ہو چکی تھی وہ ہلکا سبز رنگ نیٹڈ پولو شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ اور جینز کی پینٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے ریسٹورنٹ میں موجود حمزہ کے مقابل صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا بیزاری سے بولا۔۔

سرکار میشل صاحبہ کا میسج آگیا ہے وہ راستے میں ہیں۔۔"حمزہ نے موبائل" اسکرین پر نظر جمائے مصروفانہ انداز میں کہا۔۔

لڑکیوں کے تیار ہونے کی رفتار دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ صرف اپنی شادی کے دن "ہی وقت پر پہنچنے کی ریہرسل کررہی ہوتی ہیں!" وہ نفی میں سر ہلاتے اسی بیزار لہجے میں بولا جس پر حمزہ سر اٹھائے اسے تکتا مدھم سا مسکرا گیا۔۔

ابھی تو کلائنٹ بھی آجائے گا۔۔" فہاد نے ہاتھ پر پہنی گھڑی کی جانب گزرتے "وقت کا اندازہ لگا کر سرد لہجے میں مزید کہا۔۔

آپ پریشان مت ہوں صورتحال جیسی بھی رہی میں سب سنبھال لوں گا۔۔"" حمزہ بلیزر کوٹ کی جیب میں موبائل ڈالتا مقابل کو تسلی دیتے گویا ہوا جسے سن کر فہاد تمسخرانہ مسکرایا۔۔

تمھیں لگتا ہے کہ یہ معمولی سی چیزیں مجھے پریشان کرسکتی ہیں۔۔؟"اس نے "بڑے اطمینان سے مرروال کے پار شہر کا منظر دیکھتے کہا۔۔

"معمولی سے یاد آیا ہادی سرکار۔۔ ہم یہاں آ تو گئے ہیں مگر آپ نے اب تک کوئی حکم نہیں دیا۔۔

"حکم ؟ کس حوالے سے جیری۔۔؟" وہ حمزہ کی جانب نظریں کیے متعجب ہوا۔۔

"یہی حکم کہ شاہ انڈسٹریز کے اس جشن کے رنگ میں بھنگ کس طرح ملانا ہے۔۔" حمزہ نے اپنے قریب ٹیبل پر موجود کافی کا مگ اُٹھاتے جواباً کہا۔۔

"ہاہاہا جیری۔۔ جیری۔۔ میری جان۔۔ ہم برے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر جگہ ہی ان کو نقصان دیتے پھریں گے اتنے بھی برے نہیں ہیں ہم۔۔ یہ جشن ہم بگاڑنے نہیں آئے انجوائے کرنے آئے ہیں۔۔ خوب جوش سے کرنے دو انہیں یہ جشن، ہم بھی دیکھیں گے اور اس حسین وقت سے فایدہ اٹھائیں گے۔۔"

وہ جملہ سن کر قہقہہ لگاتے مسرور سا گویا ہوا اس کے ٹیک لگائے انداز اور لہجے میں عجب خماری تھی جو تکبر کے نشے کی تھی۔۔

"ایسا کیسے ممکن ہے اسے تو اک لمحہ بھی خوش رہنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔۔"
حمزہ پر اس کا انکار یہ جواب کچھ ناگوار سا گزرا۔۔

"دشمنی کے بھی اصول اور اداب ہیں جیری۔ ! دشمن وہ نہیں ہوتا جو برداشت نہ کر سکے اور مقابل کی عارضی خوشی کو آگ لگا دے۔۔ جس میں برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں وہ کبھی ایک بہتر دشمن نہیں بن سکتا۔۔" اس نے اپنے ہاتھ میں موجود سگار کو منہ میں دبا کر جلاتے ہوئے مصروف سے لہجے میں کہا۔۔

"جب مجھے علم ہے کہ آگے اس کی سانسیں اس پر کس طرح تنگ کرنی ہیں تو یہ عارضی خوشی بچارے سے کیوں چھینی جائے ؟ ہمیں بھی اس سیلبرشن کو

انجوئے کرنا چاہیے ہم ضرور جائیں گے۔۔"اس نے کش لگا کر مزید کہا اس کی بات پر حمزہ نے بھی مدھم سا اثبات میں سر ہلایا۔۔

"جہاں تک بات ہے بدلے کی تو وہ ہم لیتے رہیں گے کب تک یہ شخص میرے وار سے بچتا رہے گا؟ دیکھو ناں آج بھی اپنے لوگ ہم نے ان کی انڈسٹریز میں بٹھا رکھے ہیں ان کی جڑوں میں ہمارا یہی وائرس کافی ہے۔۔اور اصل مزا تو تب آئے گا جب انڈسٹری کھوکھلی پڑ جائے اور اس کا کنٹرول میرے ہاتھوں میں آ جائے تب لوگ کہیں گے جشن میں بچاروں کو نظر لگ گئی۔۔"
وہ مزید تمسخرانہ لہجے میں بولا اسی دوران اس کا ٹیبل پر پڑا فون بجنا شروع ہوا جس پر آج کافی عرصے بعد فہاد کی حیرت اور توجہ کا مرکز بنا زاہد حقانی کا نام چمکا تھا۔۔

"کیسے ہو میری جان۔۔؟" فہاد نے کال اٹھاتے موبائل کان سے لگایا ہی تھا کہ مقابل کی جانب سے لہجے میں شیریں سی مٹھاس لیے سوال ہوا۔۔

"زاہد آنکل! کیسے یاد آئی میری۔۔؟" اس نے مقابل کا سوال اور لہجہ نظر انداز کرتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"مجھے خبر ملی ہے کہ میشل کو تم نے آفس میں سی ایف او کی پوسٹ دے دی ہے۔۔؟" زاہد اپنی پہلے جملے کی نظر اندازی سے یہ بات بخوبی جان چکا تھا کہ فہاد اس سے مدعے پر لانا چاہتا ہے سو بنا مزید وقت ضائع کیے وہ مدعے پر آیا۔۔

"جی کیونکہ یہ اس کے بھی باپ کی کمپنی ہے اس کی شراکت داری تو ضروری ہے ناں۔۔ آنکل!" فہاد نے بناوٹی نرمی سے کہا۔۔

"بیٹا میں سی ای او ہوں آپ نے کس کی اجازت سے میشل کو اس بزنس میں انوالو کیا ہے۔۔؟" زاہد کا لہجہ بھی مٹھاس سے بھرپور مگر جعلی تھا۔۔

"زاہد انکل وہ میری بہن ہے اور میں اپنے بزنس کا اونر ہوں آپ کو لگتا ہے کہ مجھے بھی کسی کی اجازت کی ضرورت ہے۔۔؟" فہاد نے ماتھے پر بل ڈالتے سرد مہری سے کہا۔۔

"آپ تو جانتے ہیں کسی کو بھی کمپنی کا حصہ بنانے اور کمپنی سے بے دخل کرنے کا اختیار اب بھی میرے پاس ہے۔۔" فہاد نے مزید کہہ کر مقابل کو اس کی حدیں اور اوقات یاد دلائی۔۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا مگر احتیاط سے کام لینا اس نے تمھارے ڈیڈ کو بھی بھاری نقصان سے دوچار کرایا تھا باقی تمھاری مرضی۔۔!"

"اب یہ کمپنی سلمان حقانی نہیں ہادی سلمان چلا رہا ہے تو ذرا تسلی رکھیے، نقصان اُٹھانے نہیں نقصان دینے کے لیے پیدا ہوا ہے ہادی۔۔!" اس نے سگار کا کش لگاتے بڑے اطمینان سے کہا جس کی بات سن کر زاہد بھی ششدر رہ گیا۔۔

لگتا ہے بزنس کے داؤ پیچ سیکھ گئے ہو تمھاری باتیں سن کر تم سے ملنے کا اشتیاق "بڑھ گیا ہے۔۔

موسٹ ویلکم آنکل آپ کا میں بھی کافی عرصے سے منتظر ہوں جلدی سے" واپس آجائیں۔۔"وہ زاہد کی جانب سے اپنی تعریف سن کر شاطرانہ مسکراتے گویا ہوا۔۔

"!جلد آؤں گا۔۔"

زاہد نے خباثت بھری مسکراہٹ سے کہتے گفتگو مختصر کی اس کے ارادے بھی فہاد کے لیے کوئی نیک نہیں تھے، یہاں دشمنی کی ایک اور جنگ جاری تھی۔۔ ہر جانب سے مخالفین کی سازشوں میں الجھے علی شاہ، زاہد حقانی،اور ہادی سلمان ان تمام لوگوں میں آخر فتح کس کا مقدر بننے والی تھی یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔۔

۔

-

سال کے آخری دن کا سورج بھی اب غروب ہو چکا تھا شام مکمل ڈھلی تھی سیٹھی ہوٹل کے کمرے میں قیام پذیر دانیال کی اہلیہ اب آج کی تقریب میں شرکت کے لیے مکمل تیار تھی۔۔

سلیٹی رنگ فل سلیو ساٹن میکسی ڈریس پہنے پیروں میں کپڑوں سے ہم رنگ اسٹلیٹو ہیلز، کھلے بال اور لائٹ میک اپ کے ساتھ وہ خود کا جائزہ لیتی بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔

اپنا جائزہ لینے کے بعد سنگھار میز کے قریب کھڑی وہ اب کانوں میں آوازے پہننے میں مصروف ہوئی اسی دوران دانیال دبے پاؤں کمرے کا دروازہ کھول کر داخل ہوا اور آہستہ سے قدم بڑھا کر اپنی زوجہ کو پشت کی جانب سے گھیر گیا۔۔

"اہھہ دانیال ! ڈرا دیا آپ نے مجھے۔۔"

وہ گھبرا کر چونکتے پلٹی اور اپنے شوہر سے گویا ہوئی جو سفید شرٹ پر سلیٹی رنگ بلیزر کوٹ، پینٹ میں ملبوس جیل سے سیٹ کیے سیاہ بال اور کلین شیو میں کے ساتھ وہ خوبرو مرد اپنی زوجہ کے حسن کو تکنے میں محو تھا۔۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔اتنی خوبصورت کہ خود پر ضبط رکھنا میرے لیے مشکل ہوتا جارہا ہے۔۔" وہ سائرہ کے بال سے نکلتی لٹ کان کے پیچھے کرتا خمار سے بھرپور لہجے میں گویا ہوا۔۔

"دو بچوں کے باپ بن گئے ہیں مگر اب تک اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے آپ۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا کر بولی۔۔

"آج سے تیسرے کا ارادہ بھی باندھ رہا ہوں۔۔" دانیال معنیٰ خیز جملے ادا کرتا اس کی مسکراہٹ چہرے سے غائب کر گیا۔۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ، پیچھے ہٹیں۔۔"سائرہ چہرے پر حیا کے بکھرے رنگوں کے ساتھ بات کا رُخ بدلتے اس کے پاس سے گزرنے لگی۔۔

"یقین کرو۔۔!"اس نے سائرہ کی کلائی تھام کر روکا۔۔

"یہ ایک ہفتہ جو تمھارے ساتھ اس کمرے میں گزرا ہے، یہ وقت میری زندگی کے خوبصورت ترین وقتوں میں شمار ہوتا ہے۔۔"
دانیال نے اس کی کلائی کھینچ کر اسے اپنے قریب کرتے مزید کہا جس کی بات وہ نظریں جھکائے توجہ سے سن رہی تھی۔۔

"مجھے سیٹھی اور شاہ انڈسٹریز کو پرسنلی تھینک یو کرنا چاہیے۔۔کہ انھوں نے اس تقریب کے بہانے مجھے میری بیوی کے ساتھ یوں کچھ وقت گزارنے کا موقع دیا۔۔"

اس نے سائرہ کی ٹھوڑی اوپر کرتے اس کے چہرے پر دیکھ کر سرگوشی نما کہا اور اس کے ماتھے پر عقدت سے بوسہ دیا۔۔

خاموش کیوں ہو۔۔؟ تم نے مجھے یہ تک نہیں بتایا کہ میں کیسا لگ رہا ہوں یا کسی " تبدیلی کی ضرورت ہے؟ "
وہ کچھ قدم پیچھے لیتا اپنے حلیے کے متعلق اس کی رائے طلب کرتا بات بدل گیا۔۔

" نہیں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔۔ آپ اچھے ہی لگ رہے ہیں ہمیشہ کی طرح۔۔ " وہ نہایت نرمی سے بولی اسی دوران دانیال کا فون بجنا شروع ہوا جسے وہ ریسیو کرتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔

" ہیلو؟ اوکے آئی ایم کمنگ۔۔! " اس نے کال پر ایک جملہ ادا کرتے گفتگو مختصر کی اور بلیزر کوٹ میں موبائل واپس رکھا جبکہ سائرہ نگاہوں میں تعجب لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تمھاری اس تعریف پر میں تمھارا شکریہ نہایت فرصت سے رات کو ادا کروں" گا۔۔فلحال چلیں۔۔؟" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر زو معنیٰ انداز میں گویا ہوا۔۔

جی پلیز چلیئے !" وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرائی جوابا دانیال نے اس کے بال" سنوارے اس کا پرس اٹھایا اور اس کا ہاتھ تھام کر کمرے سے روانہ ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی، تقریب نے اپنی رونق سمیٹنا شروع کی،اور مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔یہ وہی شام تھی جس کا شاہ انڈسٹریز اور سیٹھی گروپ کو شدت سے انتظار تھا۔اسلام آباد کے دلکش شہر میں آج کی یہ تقریب نہایت خوشگوار اور حسین محسوس ہورہی تھی۔شرکاء، میزبان،اور مہمان سبھی اپنی اپنی جگہ پر بے

حد پر جوش تھے۔ میڈیا نمائندگان اور کاروباری شخصیات کی نظریں بھی اسی تقریب پر مرکوز تھیں، جہاں ہر شخص اپنی موجودگی کو اس جشن کا حصہ بنا کر فخر محسوس کر رہا تھا۔۔

یہ ایک وسیع اور شاندار رویل ہال پر مبنی جگہ تھی، جسے آج کی تقریب کے لیے سنہری فانوس اور روشن بتیوں سے دلکش انداز میں سجایا گیا تھا۔ زمین پر سرخ قالین بچھایا گیا تھا، اور ہال کے سامنے ایک بڑا اور شاندار اسٹیج بنایا گیا تھا۔ ہال کے اندر کچھ میزیں اور ان کے گرد کرسیاں ترتیب سے رکھی گئی تھیں، جبکہ کھڑے ہونے کے لیے بھی کافی جگہ موجود تھی کیونکہ یہ ہال ایک طویل رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔۔

کھڑکیوں سے سر درات کے مناظر جھانک رہے تھے، اور کچھ کھڑکیوں پر سنہری پردے بھی لٹکائے گئے تھے، تاکہ سنہری تھیم کی جھلک واضح ہو۔ ہال کے ایک جانب خوبصورت بارہ دری موجود تھی، جس سے گزر کر مہمان ہال

کے مرکزی دروازے تک پہنچتے تھے۔یہ پورا منظر انتہائی دلکش اور شاہانہ تھا،جو تقریب کے وقار اور اہمیت کو نمایاں کر رہا تھا۔۔

میشل گہرا سبز رنگ خوبصورت ویلوٹ گاؤن پہنے سبز رنگ ہائی ہیلز،کانوں میں سفید خوبصورت آوازے،لائٹ میک اپ کے ساتھ اپنے کندھوں تک آتے کھلے سیاہ بالوں میں وہ حسین لڑکی فلحال توجہ کا مرکز بنی ہال میں موجود اپنی پہچان کے کاروباری شخصیات سے ملاقات اور گفتگو میں مصروف تھی۔۔

جبکہ فہاد حمزہ کے ساتھ گفتگو میں مصروف سفید نک ٹورٹل شرٹ پر براؤن لینن بلیزر کوٹ اور اسی سے ہم رنگ پینٹ میں ملبوس،اسی رنگ جوتے پہنے، جیل سے بال بنائے تھا۔۔اس کی سفید شرٹ پر گلے میں پہنا وہ نمایاں ہوتا لاکٹ،ہاتھ میں پہنا بریسلٹ اور گہری پراسرار سبز آنکھیں اس کی شخصیت کو اسے یہاں موجود دوسرے لوگوں سے منفرد بنا رہی تھیں جسکے باعث وہ کافی حسین لگ رہا تھا۔۔

عارض چوڑی جسامت پر سفید تھری پیس آفس سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی پہنے، کلین شیو کے ساتھ جیل سے بال بنائے ہوئے، آنکھوں پر نظر کا چشمہ چڑھائے وہ اس نارمل کلاسک سے حلیے میں حسین اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔

وہ میزبان سیٹھی گروپ کی ٹیم سے ملاقات کے بعد پلٹا اور اسی لمحے اس کی نظر اپنی جانب آتی میشل پر پڑی جو اسے پہلی ہی نظر میں بے حد حسین لگتی ارد گرد کے تمام معاملات بھلا چکی تھی۔۔

تمھیں یہاں دیکھنے کی توقع نہیں تھی۔۔"وہ میشل کے سامنے آتا کچھ متعجب" انداز میں گویا ہوا۔۔

"شاید بھول رہے ہو شاہ انڈسٹریز سے ہماری بھی جان پہچان ہے۔۔!" اس نے ایک انداز سے کہا جو اس کی خوبصورتی پر واقعی جچ رہا تھا۔۔

"جی بالکل یہ بات کیسے بھول سکتا ہوں۔۔" عارض نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔

"ہمم گڈ۔۔ اور کچھ۔۔؟" میشل نے بھنویں آچکائے، اسے مقابل کی سادہ سی تیاری بھی بے حد متاثر کر رہی تھی۔۔

"ہاں یہی کہ تمھیں دیکھ کر اچھا لگا۔۔" اس نے سادگی سے کہا۔۔

"اور؟" وہ مزید کچھ اور بھی سننا چاہتی تھی۔۔

اور آج تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔" بلا آخر عارض نے اس کے غرض کے" الفاظ ادا کرتے کہا اس کی تعریفی کلمات سادے مگر سچے تھے۔۔

تعریف کے معاملے میں بہت کنجوس ہو تم۔۔اتنا سوچ سوچ کر تعریف؟" وہ" کچھ شکوہ کرتی بولی جس پر مقابل گہرا مسکرایا۔۔

تعریف تو کھل کے کرلوں گا میں، لیکن میری تعریف کی تاب نہیں لا سکو گی" "تم۔۔

وہ مدھم سی آواز میں معنی خیز جملہ ادا کرتا بولا، یہ پہلی بار تھا کہ وہ معصوم سا دکھنے والا شخص اس قدر بے باکی سے کوئی رد عمل ظاہر کر رہا تھا، مگر سامنے کھڑی لڑکی کا حسن اس پر ایک عجیب سا خمار طاری کرنے کا باعث بن گیا، جس نے اسے اس بے باک انداز میں رد عمل ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا۔۔

"اوو! ایسا ہے کیا؟ فارغ انسان!" وہ مقابل کے انداز پر حیرت زدہ ہوتی ایک آئی برو آچکا کر گویا ہوئی۔۔

"ایسا ہی ہے بس تم اجازت اور موقع دو۔۔"

"یہ اجازت اور موقع تمھیں اتنی آسانی سے ہرگز نہیں ملنے والا یہ بھی تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ٹھوس لہجے میں بولی۔۔

"جانتا ہوں اس لیے تحمل سے انتظار کر رہا ہوں، اس وقت کا جب تم پورے حق کے ساتھ میری دسترس میں آؤ گی۔۔" اس نے پینٹ کی جیب میں دونوں ہاتھ کھسکاتے پر اطمینان انداز میں کہا۔۔

کچھ دو لمحے گزرے کہ فہاد بھی میشل کو عارض کے ساتھ گفتگو میں مصروف دیکھ کر اس کی جانب بڑھا اسے عارض کو دیکھتے ہوئے آفس میں میشل کی بے چین حالت یاد آئی تھی۔۔

ہائے عارض صاحب۔۔! آخر کار میشل نے تمھیں ڈھونڈ نکالا۔۔!" فہاد اس" کے قریب پہنچ کر گویا ہوتا اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

جی کیسے ہیں آپ۔۔؟" عارض مودبانہ انداز میں گویا ہوا جبکہ میشل دونوں کی" ملاقات کے بعد گفتگو کو خاموشی سے سننے لگی۔۔

تم تو ہماری اس پارٹی کے بعد ہمیں کہیں نظر ہی نہیں آئے پھر۔۔؟" فہاد نے" عارض کا جملہ نظر انداز کرتے کہا لہجے میں طنز تھا۔۔

ہاں ایکچولی میں ارجنٹ کام سے اگلے دن یہیں اسلام آباد آگیا تھا۔۔"اس نے" مختصر سی وضاحت دی۔۔

بھئی کم از کم بتا ہی دیتے اس کا تو پریشانی سے برا حال ہو گیا تھا۔۔ مجھ پر برس رہی" تھی کہ کہیں میں نے تم سے کوئی عظیم جنگ نہ چھیڑ لی ہو۔۔ بتاؤ اسے ہمارے بیچ بھلا کوئی دشمنی ہے؟" وہ عارض کے کندھے پر ہاتھ رکھتا بناوٹی خلوص کے ساتھ گویا ہوا۔۔

"!جی بالکل کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔ نہ ہی کبھی بننی چاہیے۔۔"

آئی لائک اٹ۔۔ دوست کمال کا بنایا ہے تم نے۔۔" وہ عارض کے جواب اور" مؤدبانہ لہجے پر حیرت زدہ ہوتا اس کا کاندھا تھپتھپاتے گویا ہوا۔۔

فہاد کو واقعی یہ بات سمجھ سے بالاتر محسوس ہو رہی تھی کہ جس عارض کے مزاج میں اس کے لیے ہر میٹنگ کے دوران کڑواہٹ بھری رہتی تھی آج اس کے لہجے میں اتنا ادب واحترام کیسے اور کیوں آیا ہے۔۔

ایکسکیوزمی۔۔!" فہاد گفتگو کا اختتام کرتا حمزہ کے اشارے پر اس کی جانب روانہ" ہوا جس کے گزرتے میشل نے گہری سانس بھر کر خود کو پرسکون کیا۔۔

تم نے اِسے ہمارے بارے میں کچھ بتایا ہے۔۔؟" عارض نے میشل سے سوال" کیا۔۔

ابھی تک نہیں، گھر پر کسی دن صحیح موقع دیکھ کر بتاؤں گی بٹ تب تک پلیز اس" کی طرف سے کسی بات کا برا مت ماننا۔۔ میں ہادی سے نہیں ڈرتی مگر مجھے اس خیال سے خوف آتا ہے کہ کہیں تم پھر کسی بات سے بدگمان نہ ہو جاؤ۔۔" وہ جواباً بولی جس کے لہجے میں بے انتہا فکر پوشیدہ تھا۔۔

آچھا؟تومیشل حقانی صاحبہ کسی سے نہ ڈرنے والی۔۔ کیاآج اس بات کااعتراف "
"کررہی ہیں کہ وہ عارض احمد کو کھونے سے ڈرتی ہیں۔۔؟
وہ محبت سے سرشار لہجے میں اس کی جانب ایک قدم بڑھاتا بولا جس کا جواب سن کر وہ نظریں چراتی خاموشی اختیار کیے ہوئے تھی اسے پہلی بار کسی نے آج لاجواب کردیا تھا۔۔

خیر تم بالکل فکر مت کرو۔۔ میں اپنی محبت کی خاطر تمھارے بھائی سے "
"تعلقات بہتر کرنے کی کوشش کروں گا۔۔
وہ میشل کی خاموشی پر مسکراتا اگلے لمحے اسے تسلی دیتا گویا ہوا جس پر میشل نظریں اٹھا کر مقابل کو پرامید نظروں سے تکنے مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

تقریب کا آغاز ہو چکا تھا جہاں اب جواد سیٹھی اور ان کا وفد بھی موجود تھا کئی شخصیات کی آمد بھی ہو چکی تھی ساتھ ہی دانیال اور سائرہ کی آمد بھی ہوئی سائرہ کافی دیر سے اس کی تلاش میں مصروف تھی جو اسے اب بلا آخر عارض اور خواتین وفد کے ہمراہ کھڑی گفتگو میں مصروف نظر آ گئی۔۔

وہ ایک نظر تکتے ہی اسے دیکھتی رہ گئی، ہاں وہ اس کی دوست! جسے قدرت نے بے انتہا حسن بخشا تھا آج کے لباس نے اُس کے اِس حسن میں مزید اضافہ کر دیا، وہ آج سیاہ زرق برق ساڑھی میں ملبوس پیروں میں سیاہ ہائی ہیلز، گلے میں سفید ڈائمنڈ نیکلس کانوں میں آوازے پہنے، سفید دودھیا رنگ خوبصورت چہرے پر لائٹ میک کے ساتھ اپنے براؤن رنگ چمکتے بالوں کا جوڑا بنائے وہ آج اس مشرقی لباس میں قہر ڈھا رہی تھی، اس کی نظر بھی کچھ فاصلے پر کھڑی سائرہ سے ٹکرائی جسے مسکرا کر اس کے اشارے پر اس کی جانب قدم اٹھا گئی۔۔

کہاں چلی گئی تھی تم۔۔؟" سائرہ نے سوال کیا۔۔"

"آرے وہ میم نشتر کی ٹیم آئی تھی انہی سے بزنس کی کچھ باتوں میں مصروف ہوئے۔۔ تم بتاؤ۔؟" عالیہ خوش مزاجی سے بولی۔۔

"میم نشتر خود کیوں نظر نہیں آرہیں۔۔؟" اس نے پھر سوال کیا۔۔

"وہ آؤٹ آف کنٹری ہیں نیکسٹ ائیر آئیں گی۔۔! مگر تم تو اس ملک میں ہونے کے باوجود بھی نہیں ملتی مجھے۔۔!"
اس نے بھنویں بھینچتے کچھ شکوہ کا لہجہ اختیار کیا۔۔

"ظاہر ہے بھئی تمھیں اپنے کاموں سے فرصت کہاں ملتی ہے اپنی اس دوست کو تو جیسے تم بھول ہی گئی ہو۔۔ سائرہ نے ملبہ مقابل پر ڈالنے کی کوشش کی۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔ تم سے فون پر بات تو اکثر ہوتی ہے بس ملاقات کرنے میں کافی وقت لگ گیا۔۔ تم مجھے بتاؤ عرفان اور فاطمہ کیسے ہیں۔۔؟" عالیہ نے اسے وضاحت دیتے بات بدلنا چاہی۔۔

"ٹھیک ہیں، انہیں بڑی مشکل سے ان کی پھپھو کے پاس ٹھہرایا ہے مگر اب بھی مجھے ان کی فکر ہے میں تو آنا بھی نہیں چاہ رہی تھی اتنا دور وہ بھی دوسرے شہر مگر دانیال بضد تھے۔۔!"

"بہت اچھا کیا جو آگئی اس بہانے تم سے ملاقات کا موقع مل گیا۔۔" عالیہ نے اس کے فیصلے کی حوصلہ افزائی کی۔۔

"علی بھائی نہیں آئے ناں اب تک۔۔؟" سائرہ نے اس کے بمشکل بھٹکائے ہوئے دھیان میں پھر سے اس کے شوہر کا تصور زندہ کر دیا۔۔

ہمم۔۔"چہرہ بے تاثر اور لہجہ سرد ہوا۔۔"

"تمھاری صلح نہیں ہوئی۔۔؟"

تم جانتی ہو میں صلح نہیں چاہتی۔۔"اس نے سرد مہری سے کہا۔۔"

تمھیں کیا محبت نہیں رہی ان سے؟"سائرہ اپنے سوالات سے اس کا ضبط" کھنگال رہی تھی مگر وہ واقعی عالیہ ہے جوابات پر متعجب تھی کہ کیا محبت کی بھی کوئی معینہ مدت ہوتی ہے بھلا؟

مجھے ہے اس سے محبت! مگر اس محبت نے ہمیشہ مجھے تکلیف ہی دی ہے، جب" سے یہ شخص میری زندگی میں آیا ہے مجھے اس کی محبت نے بہت برا آزمایا ہے ہر موڑ پر، یہ تو تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔"عالیہ نے گہری سانس کھینچتے اسے جواباً وضاحت دی۔۔

"مگر یہ آزمائش اس کی جانب سے تو نہیں دی گئی ہے ناں تمھیں نہیں لگتا کہ
اسے بنا کسی قصور کے تم سزا دے رہی ہو۔۔!"
سائرہ نے ایک اور دلیل دی۔۔

"وہ بے قصور بھی نہیں ہے سائرہ۔۔اس نے ہر چیز کا خود اقرار کیا تھا اور جتنی سزا اسے ملے گی اس سے زیادہ مجھے بھی مل رہی ہے۔۔کاش کہ میں کبھی اس سے ملی ہی نہ ہوتی اس کی محبت نے عجب سی زنجیر میں باندھ رکھا ہے مجھے سانس بھی اس کے خیال کے بغیر نہیں آتی اور اسے یاد رکھنا بھی عذاب ہے دم گھٹنے لگا ہے اب میرا۔۔یہ ایک ایسی زنجیر ہے جس سے صرف مر کر ہی آزادی ممکن ہے
اب۔۔" عالیہ کے سرد لہجے میں اب الجھن اور تلخی بھی عیاں تھی۔۔

"جانتی ہوں کہ تم اس کے بغیر نہیں رہ پا رہی ہو۔۔تو تمھیں مشورہ ہے کہ آج اس سے اپنا تعلق بحال کر لوں یہ بہترین موقع ہو سکتا ہے۔۔!"

"اس کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتی میں ! اس لیے، اس سے الگ ہونے کا فیصلہ لے چکی ہوں"۔۔

اس نے سائرہ کی بات پر فوراً نفی میں سر ہلاتے ٹھوس لہجے میں کہا۔۔

اس کے جواب پر سائرہ نے خاموشی اختیار کی مزید کوئی دلیل اس سخت لڑکی کو قائل کرنے کے لیے اس لمحے سائرہ کے پاس نہیں تھی اور اسے یہ اندازہ بھی بخوبی ہو چکا تھا کہ مقابل پر اس کی دلیلوں کا کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہو رہا اس کی ساری کاوشیں رائیگاں ہیں۔۔

ان کے درمیان اب خاموشی ہی تھی دریں اثناء میں عارض ان کی جانب قدم بڑھاتے ان تک پہنچا۔۔

آئی ہوپ کے میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا۔۔!"وہ ان کے " قریب پہنچتے مدھم سی آواز اور مؤادبانہ انداز لیے گویا ہوتا ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

نہیں عارض بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔"سائرہ نے چونکتے فوراً کہا۔۔"

بتاؤ کوئی خبر؟"عالیہ نے سوال کیا۔۔"

ہاں اختر صاحب آچکے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔!"عارض نے اپنی" موجودگی کی وجہ بتائی۔۔

"!ٹھیک ہے۔۔سائرہ۔۔"

ہاں ہاں تم بات کرلو۔۔آل دی بیسٹ!"عالیہ نے اگلے لفظوں میں سائرہ کی" جانب دیکھتے کہا کہ سائرہ اس کا جملہ کاٹ کر اسے مطمئن کر گئی۔۔

چلو عارض۔۔"اس نے جواباً سائرہ کی جانب دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور" روانہ ہوئی۔۔

وہ عارض کے بتائے ہوئے سمت پر قدم بڑھاتے ایک کاروباری سوٹ میں ملبوس وفد کے قریب پہنچی۔۔

"!السلام وعلیکم اختر صاحب"
اس نے مؤدبانہ لہجے میں مقابل موجود مرد کو پشت کی جانب سے مخاطب کیا جس پر سیاہ آفس سوٹ میں ملبوس وہ عارض کا ہم عمر نوجوان اپنے عقب سے نسوانی آواز سن کر پلٹا اسے دیکھ کر عالیہ کچھ حیران ہوئی اسکا گمان تھا کہ سیلم اختر اپنے نام کی طرح عمر میں بھی ان سے کئی سال بڑا کوئی بزرگ مرد ہوگا مگر ایسا نہیں تھا۔۔

"واعلیکم السلام عالیہ صاحبہ۔۔ نشتر صاحبہ نے جن کا ذکر کیا تھا وہ آپ ہی ہیں۔۔؟" گندمی رنگت کا حامل، سیاہ گھنے جیل سے بنائے بال، گہری سیاہ ڈارھی میں وہ باری باری عارض اور عالیہ کو دیکھ کر غیر یقینی سے سوالیہ گویا ہوا۔۔

"جی بالکل ہم وہیں ہیں یہ مسٹر عارض اور میں ہم دونوں شازمان ٹیکسٹائل کے شئیر ہولڈرز ہیں۔۔ میم نشتر نے آپ کی بہت تعریف کی ہے اس لیے ہم نے اپنے اگلے پروجیکٹ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ کیا۔آپ کی کمپنی سے ای میل پر رابطے بھی ہوئے تھے ہمارے۔۔"

"جی مجھے علم ہے میں عارض سے مل بھی چکا ہوں اینڈ نشتر صاحبہ نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے یقیناً یہ پروجیکٹ ہم دونوں کے لیے فائدے مند ثابت ہو گا۔۔" اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے کہا جس کے جملے عارض کو حیرت زدہ کر گئے۔۔

"تو یعنی آپ اس پراجیکٹ کے لیے راضی ہیں۔۔؟" عارض اپنی حیرت کے سبب یقین آخز کرنے کی غرض سے سوال کر گیا۔۔

"ہاں شازمان ٹیکسٹائل اپنے کام کی وجہ سے کافی قابل تعریف مانی جاتی ہے۔۔ لازمی میں آپ کے ساتھ کام کر کے آپ کے طریقہ کار کو ایکسپیرینس کرنا چاہتا ہوں۔۔" اختر نے اثبات میں سر ہلاتے اسے مدھم مسکرا کر مثبت جواب دیا جس پر عارض کے چہرے پر بھی مسرت بھرے تاثرات عیاں ہوئے۔۔۔

"آپ آئیں ناں! بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔"

"ضرور چلیں۔۔!"

عارض پر مسرت انداز میں کرسی کی جانب اشارہ کر گیا جس پر مقابل متفق ہوتا ان کے ہمراہ اپنے وفد کے دو افراد کو لے کر روانہ ہوا۔۔

"بلا آخر ہمیں یہ پروجیکٹ مل ہی گیا۔۔" وہ لوگ بیس منٹ بعد تمام معاملات طے ہو جانے کی خوشی لیے ہال میں ایک جانب کھڑے گفتگو میں پھر مصروف ہوئے۔۔

"ہاں بالکل تمھاری محنت رنگ لائی۔۔" اس نے عارض کی کاوش کو اس ڈیل کی کامیابی سے منسوب کرتے کہا۔۔

"مجھے یہ معمالات جتنے مشکل لگ رہے تھے اتنے مشکل یہ تھے نہیں بہت حیرت ہوئی مجھے۔۔"

عارض جو پراجیکٹ ملنے کی آسانی کو لے کر حیرت زدہ تھا اسی قدر عالیہ بھی آختر کے عمر کو لے کر حیران ہوئی مگر اس نے عارض سے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کیا۔۔

میں نے میم نشتر سے سنا تھا کہ آختر صاحب سمجھدار اور اچھے اخلاق کے مالک" ہیں یہی وجہ تھی کہ میں نے تمھیں اس پراجیکٹ کی اجازت دی۔۔" عالیہ نے بات بدلتے کہا۔۔

بالکل! میں آپ سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔۔" عارض نے اب بہتر موقع" جان کر عالیہ کو میشل اور اپنے تعلق کی حقیقت بتانے کا ارادہ کیا۔۔

ہاں کہو۔۔ کس بارے میں بات کرنی ہے۔۔؟" وہ سوالیہ بولی۔۔"

میشل حقانی۔۔!" عارض نے کچھ محتاط سے انداز میں کہا۔۔"

ہمم میں نے تمھیں دیکھا، تم آتے ہی اس سے گفتگو میں لگ گئے تھے۔۔"اس" نے جواباً کہا مگر لہجہ متعجب تھا اس پر آج میشل کا ذکر نہیں گزرا تھا۔۔

ہاں میں۔۔!"اس نے اپنے دل میں پوشیدہ زار کو کھولنے کی شروعات کی ہی" تھی کہ اسی دوران ہال میں غیر معمولی سی ہلچل مچی،ہال کے دروازے کے قریب لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا یہ صورتحال عارض اور عالیہ کو بھی اپنی جانب متوجہ کرا گئی۔۔

ہلچل کے سبب انہوں نے ہال کے داخلی احاطے پر نظر ٹکائی جہاں سے گارڈز، اپنے وفد اور بینش کے ہمراہ چوڑی جسامت پر سفید شرٹ کے ساتھ تھری پیس آف وائٹ ٹائی سمیت ٹکسڈو سوٹ پہنے، گھنے براؤن بالوں کو جیل سے بنائے، ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی پیر میں سوٹ سے ہم رنگ چمکتے جوتے، گہری شہد رنگ سی آنکھوں پر براؤن چشمہ اور چہرے پر بالوں سے ہم رنگ قدرے گھری داڑھی میں چھپے عنابی لبوں پر مدھم سی تبسم سجائے لمبے لمبے ڈگ بھر کر وہ حسین مرد علی شاہ اپنے حسن و رعب کا غضب ڈھاتا بلا آخر مخالفین کے دل جلانے اور تقریب کو چار چاند لگانے کے لیے ہر ایک کی مرکزِ نگاہ بنتا ہال میں حاضر ہوا۔۔

بھائی آ گئے۔۔ابھی آتا ہوں میں۔۔" عارض نے ہجوم میں بھی مختلف دکھنے والے اس پر کشش مرد کو پہچان کر لبوں پر مسکان بکھیرے عالیہ سے اجازت لیتا روانہ ہوا۔۔جبکہ عالیہ کی دھڑکنیں بغیر کسی وجہ کے اس کی آمد پر اپنی رفتار بڑھا گئیں وہ بے تاثر چہرہ لیے پلک جھپکائے بنا ہجوم کی جانب دیکھ رہی تھی مگر اسے وہ شخص نظر نہیں آیا جس کی نگاہیں نہ چاہتے ہوئے بھی منتظر تھیں۔۔

علی کی آمد پر داخلی راستے کی جانب دیکھ کر فہاد بھی خود سے مخمور سا مسکرایا وہ آج بے بس تھا لیکن آئندہ آنے والے وقت کے لیے پر امید بھی تھا۔۔

بلا آخر عالیہ کو ہجوم میں اپنے شوہر کی جھلک دکھائی دی وہ عالیہ کو بھی آج حسین لگا تھا اس پر کشش مرد کو تکتے وہ چند لمحوں کے لیے محو تو ہوئی مگر اُس قدر متاثر نہ ہو سکی کہ اس کا پتھر دل اس شخص کے لیے پگھل جائے۔۔

تمام افراد احباب اور میڈیا کے صحافی اس کے گرد گھیرا لگائے اس سے مخاطب ہونے کی کوشش میں تھے جبکہ علی اپنے اہم احباب سے نظروں کا تبادلہ کیے انہیں جواب دیتا انہیں سے مصافحہ کرنے میں مصروف تھا جو اس کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔۔

"ہیلو، گڈ ایوننگ۔۔"

"ویلکم سر۔۔"

"بھائی خوش آمدید۔۔"

بہت شکریہ۔۔"اس نے عارض کو بھی خوش مزاجی سے جواب دیا۔۔اسی" دوران جواد سیٹھی بھی فور پیس آفس سوٹ میں ملبوس علی کے قریب پہنچا۔۔

خوش آمدید شاہ! تمھارا ہی انتظار تھا سب کو۔۔" علی کا کندھا تھپتھپاتے وہ پر" مسرت لہجے میں گویا ہوا۔۔

انتظار کے لیے معذرت سیٹھی صاحب۔۔!" علی نے مصافحہ کرتے کہا۔"

تمھارا دیر سے آنا بنتا ہے جوان۔۔ چلو آجاؤ۔۔" وہ اسے اپنے ہمراہ لے جانے لگا جس کے نتیجے میں گارڈز بھی اب انہیں حصار میں لے کر میڈیا والوں سے دور کرنے لگے جس پر علی نے ہاتھ کے اشارے سے گارڈز کو روکتے خود صحافیوں کو قریب آنے کی اجازت دی۔۔

سر۔۔ سر ہمیں اس پراجیکٹ کے حوالے سے کچھ تفصیلات سے آگاہ

"!کریں۔۔

سر سننے میں آیا ہے آپ کے کیسز اب بھی جاری ہیں ان میں پیش رفت اب"

"تک نہ ہو سکی اس کی کیا وجہ ہے۔۔

"سر۔۔ شاہ سر ہمیں۔۔"

ریلیکس ریلیکس۔۔ آئیوری ون۔۔!" وہ آواز قدرے بلند کرتا اپنے رعب و وقار کے سبب صحافیوں پر دبدبہ طاری کر گیا۔۔

مجھے اندازہ ہے کہ آپ کے پاس اس وقت میرے کافی سارے سوالات موجود" ہیں آپ کی الجھن، پریشانی، اور خیر خواہی میں سمجھ سکتا ہوں۔۔" وہ بیک وقت لہجے میں نرمی رعب و طنز لیے ہوئے تھا۔۔

کیسز جاری ہیں پیشرفت کے حوالے سے آپ کو پولیس آگاہ کرے گی میں" پولیس والا تو نہیں ہوں ناں! جبکہ اس پراجیکٹ کی تفصیل آپ کو کچھ ہی دیر میں کانفرنس کے تھرو ملنے والی ہے، سو اس وقت تھوڑا تحمل کا دامن تھام کر رکھنا "ضروری ہے۔۔

وہ لبوں پر ہلکی تبسم لیے رعب دار اور شائستگی سے اپنا موقف بیان کرتا تمام تر صحافیوں کو لاجواب کر کے سیٹھی اور اس کے وفد کے ہمراہ روانہ ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ دیر گزری وہ کئی اہم شخصیات سے مل چکا تھا اب دانیال اور شاہ انڈسٹریز کے ٹیم سمیت کھڑا پراجیکٹ کی افتتاحی مراحل کی تیاریوں سے خود کو آگاہ کروا رہا تھا۔۔

تو اس ہال کی تیاریاں کیسی لگی تمھیں؟ کیا تم مطمئن ہو۔۔؟" دانیال نے اس" سے سوال کیا جو اس کے جملے پر اب اطمینان سے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ کھسکاتے سارے ہال کا نظروں سے ایک سرسری جائزہ لینے لگا۔۔

شاندار۔۔ سب پرفیکٹ ہے۔۔ میری توقعات سے بڑھ کر۔۔" وہ نگاہوں سے" ہر ایک شے کا جائزہ لیتا گویا ہوا اسی دوران ہال کے چاروں جانب نظروں کے سفر میں ہر شے کا جائزہ لیتے لیتے اس کی آنکھیں بلآخر ایک منفرد منظر پر آکر فوراً ٹھہریں۔۔ وہ اس کی بیوی ہی تھی جو سائرہ اور دیگر کاروباری شعبے سے وابستہ خواتین کے ہمراہ کھڑی گفتگو میں مصروف سیاہ ساڑھی میں ملبوس یک سر علی کی نگاہوں کو خود پر ٹکا کر اسے ہر چیز سے غافل کر گئی۔۔

وہ اسے تکتے ایک ہی لمحے میں محو ہوا، اس کی دھڑکنیں مدھم پڑ گئیں، آنکھیں پلک جھپکانا بھول گئیں، وہ اتنی دور کھڑی ہو کر بھی اس شخص کو عجب سحر میں الجھا گئی۔۔

تعریف کا شکریہ! میں بھی چاہتا تھا کہ ہر چیز اس تقریب کے شایان شان" ہو۔۔" وہ علی کے اطمینان بھرے حوصلہ افزاء الفاظ پر خوش ہوتا بولا مگر وہ اب دانیال کا کوئی بھی جواب سننے کی حالت میں کہاں تھا۔۔

علی۔۔؟"اس نے مقابل کی محویت اور دماغ کی غیر حاضری کو محسوس کیا۔۔" اور اگلے ہی لمحے اس کی نظروں کا تعاقب کرتے وہ عالیہ کی جانب دیکھتے مسکرایا۔۔

یقیناًاب میری تمام تر تیاریاں اس منظر کے سامنے ماند پڑ چکی ہوں گی۔۔"وہ علی کو دیکھ کر خود سے گویا ہوا جس کے جملے پر باقی ٹیم ممبران بھی مسکراہٹ نہ چھپا سکے۔۔

تم مکمل ہو مگر میری دعا ہے کہ آج تمھیں وہ بھی مل جائے جس کے تم منتظر ہو۔۔" دانیال نے اس کے پر ہاتھ رکھتے کہا اور اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

ہہم ؟" علی سحر سے نکلتا دانیال کی جانب نظریں کیے ماتھے پر بل ڈالے نہ سمجھی کا مظاہرہ کر گیا اس نے واقعی دانیال کے دل کی گہرائیوں سے نکلی دعا نہیں سنی تھی۔۔

کچھ نہیں جاؤ بات کر لو اس سے۔۔" اس نے عالیہ کی جانب اشارہ کرتے کہا" جس پر علی نے بھی مدھم سا اثبات میں سر ہلایا۔اس کے ارد گرد وفد اور گارڈز

نے جملہ سنتے اسے اکیلا چھوڑا اور نہ وہ اب تک مسلسل علی کے ساتھ اس کا سایا بنے پھرتے ہر ایک سے مل رہے تھے۔۔

وہ کچھ اجلت اور پر جوش انداز میں عالیہ کی جانب بڑھ رہا تھا کہ دریں اثناء میں میشل اس کا راستہ روکے اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔

"کہاں جا رہے ہو اتنی جلدی میں۔۔؟"
میشل تم۔۔؟" وہ بھنویں اٹھائے حیران ہوا جو کسی اور سے ملاقات کی خواہش لیے اس نئ صورتحال کی توقع نہ رکھتا تھا۔۔

کیا ہوا۔۔۔مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔؟" وہ طنزیہ کہتی برہم ہوئی۔۔"

ایسی بات نہیں ہے، تمہیں دیکھ کر واقعی مجھے خوشی ہوئی۔۔" وہ خود کو پر سکون کرتے بولا۔۔"

مجھے بھی خوشی ہوئی بہت شاندار ویلکم ہوا تمھارا آج۔۔"وہ کچھ دیر پہلے کے" مناظر پر حیرت کا اظہار کرتی بولی جس پر وہ مدھم سا مسکرایا۔۔

ٹو بی او نیسٹ میں تمھیں سب کی طرح ایک نارمل بزنس مین سمجھتی تھی۔۔" "بٹ آج تمھاری پاور کا اندازہ مجھے آج ہوا ہے۔۔

تعریف کا انداز اچھا ہے۔۔!"وہ مقابل کے جملے پر گہرا مسکرایا جو اس پر کشش" مرد کے حسن میں مزید اضافہ کر گئی۔۔

تم کسی کو ڈھونڈ تھے۔۔؟"وہ بات کا رخ بدل گئی۔۔"
ہمم۔۔"میشل کے جملے پر علی نے اسی جانب دوبارہ دیکھا جہاں اب عالیہ" موجود نہیں تھی۔۔

اپنی بیوی کو۔۔؟" وہ مسکراہٹ دباتے بولی۔۔ جس پر علی نے اسے محض اثبات میں سر ہلاتے کوئی جواب نہ دیا۔۔

"میں نے اسے وہاں جاتے دیکھا وہ باہر کی طرف گئی ہے۔۔" اس نے ہال کے داخلی احاطے کی جانب ہاتھ کا اشارہ کرتے کہا جسے سن کر علی کے چہرے پر پھر سے اجلت اور بے تابی عیاں ہوئی وہ عالیہ سے ملاقات کرنے کے لیے اب میشل کے بتائی ہوئی جگہ بارہ دری کا رخ کرنے والا تھا۔۔

عالیہ نے اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر جان بوجھ کر نظرانداز کرتے اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی جس کے اس عمل سے علی انجان تھا۔۔

۔

۔

لوگ ارد گرد اپنی گفتگو میں مصروف تھے خوبصورت گھڑیاں جاری تھیں جو ہر طرف مسرت کا باعث تھیں یہ نئے سال کے جشن کا سماں تھا تمام مہمان تقریب میں موجود تھے کچھ کاروباری شخصیات میڈیا والے اور دوست احباب تقریب میں شریک تھے اس تقریب کا انعقاد جواد سیٹھی صاحب نے کیا تھا جو اب علی کا بزنس پارٹنر بن چکا تھا آج علی فیصل شاہ کا اپنے پارٹنرز کے ساتھ وہ سب سے اہم پراجیکٹ مکمل ہو چکا تھا جس کے لیے تمام لوگوں نے جان توڑ محنت کی تھی اور آج اسی کا جشن منایا جارہا تھا جس میں نئے سال کی خوشی بھی شامل تھی یہ سال علی کی زندگی کا بدترین سال تھا مگر ان سب مسائل کے باوجود وہ اب تک ثابت قدم تھا۔۔

یہ واحد تقریب تھی جس کا حصہ مجبوراً اس کی زوجہ عالیہ شاہ کو بھی بننا پڑا تھا حالانکہ سب جانتے تھے کہ اب ان کے درمیان تعلقات پہلے جیسے نہیں رہے ہیں پھر بھی اسے میم نشتر اور عارض کے اصرار پر آنا پڑا تھا آخر سیلم آختر صاحب سے اپنی ڈیل سائن کرنے کا آج آخری موقع جو تھا۔۔

وہ آج سیاہ زرق برق ساڑھی پہنے لائٹ میک اپ کیے بالوں کا خوبصورت جوڑا باندھے سیاہ ہیلز کے ساتھ پوری ساڑھی میں ڈھکی ہوئی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی جس کی آمد دانیال اور سائرہ کے ہمراہ ہوئی تھی جبکہ علی نے سفید شرٹ پر تھری پیس آف وائٹ ٹائی سمیت ٹکسڈو سوٹ پہن رکھا تھا جو اس کے قد آور چوڑی جسامت پر بے حد جچ رہا تھا وہی گہری شہد رنگ آنکھیں اور وہی داڑھی جو اب قدرے گہری ہو چکی تھی۔۔

وہ دونوں میاں بیوی تقریب میں موجود تھے ان کا آمنا سامنا بھی ہو چکا مگر عالیہ اپنے ہی شوہر کو بے رخی سے نظر انداز کرتے ہوئے بڑھی تھی جس کے بعد اب علی اسے ڈھونڈتے ہوئے ہال کی ایک جانب بارہ دری میں پہنچا جہاں وہ سکون کا سانس بھرتی اس خاموش سنسان سی بارہ دری میں تنہا کھڑی سیاہ بادلوں میں چھپے چاند کو تک رہی تھی۔۔

تمام لوگ تقریب میں مصروف ہوئے تھے جبکہ وہ اکیلی یہاں تنہائی میں سکون محسوس کر رہی تھی اتنی ہی دیر میں اس کا سکون غارت کرنے علی بھی وہاں آچکا تھا اور آہستگی سے اس کے قریب پہنچ کر کلائی تھامتے اسے اپنے جانب کھینچ گیا جس پر وہ بے دھیانی میں یک دم اس چوڑی چھاتی سے جالگی تھی۔۔

تمھیں اندازہ بھی نہیں کہ یہ لباس کس قدر مجھے پاگل کیے ہوئے ہے۔۔!!""" وہ خماری لہجے میں کہتا اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔۔

چھوڑو مجھے۔۔" عالیہ برہمی سے خود کو چھڑانے کی کوشش میں بولی۔۔"

تمھیں پتا تھا ناں یہ بلیک کلر اور ساڑھی کی ڈریسنگ دونوں میرے فیورٹ " ہیں۔۔" وہ جملہ کہتا مسکرایا اس کی گرفت عالیہ پر مضبوط تھی۔۔

"میں یہاں تمھیں متاثر کرنے نہیں آئی ہوں۔۔!!" وہ علی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے ماتھے پر بل ڈالے تلخی سے گویا ہوئی۔۔

"مجھے کیا متاثر کرنا میں تو پہلے ہی تمھاری محبت کا اسیر بنے بیٹھا ہوں۔۔" اس کی ٹھوڑی دو انگلیوں میں لیتا خمار آلودہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"اپنی حد میں رہو علی چھوڑو مجھے۔۔" عالیہ جھٹک کر اسکا ہاتھ اپنے چہرے سے گراتی غرائی تھی۔۔

"حد؟ کیسی حد؟ تم قانونی اور شرعی بیوی ہو میری اور سب سے اہم بات کہ محبت کرتا ہوں تم سے۔۔!!" علی اتنے عرصے سے اس کی نفرت کو سہ رہا تھا مگر اب بھی انجان بنے ہوئے اس سے مخاطب ہوا کیونکہ وہ اپنی بیوی سے واقعی دیوانوں کی طرح محبت کرتا تھا۔۔

"لیکن میں نہیں کرتی اب۔۔! میں ایک قاتل سے کبھی محبت نہیں کر سکتی علی تم نے دنیا آجاڑی ہے میری۔۔" وہ ماضی کو یاد کرتے اپنی آخری لفظوں تکلیف کے باعث آنکھیں میچھتے گویا ہوئی۔۔

"یہ سب تمھاری غلط فہمی ہے مجھ سے اتنی نفرت نہ کرو میں مستحق نہیں ہوں "اس کا۔۔

علی کی گرفت عالیہ پر ماضی کا ذکر سن کر ڈھیلی پڑ چکی تھی اس کے پاس وضاحت دینے کو کچھ نہ تھا محض بے بسی اور سادہ سے الفاظ جو وہ سرد لہجے میں ادا کر گیا۔۔

"تم میرے کسی جزبے کے مستحق نہیں ہو۔۔ تم اب صرف امرحہ کے بابا کی حیثیت سے مجھ سے جڑے ہو میں تمھیں اپنا شوہر نہیں مانتی اور یہ تم ان چند مہینوں میں اچھی طرح سے جان چکے ہو گے۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے اسی سخت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

کسی جذبے کا مستحق نہیں؟ کیا یہ تمھارا آخری فیصلہ ہے۔۔"وہ عالیہ کے "شروعاتی الفاظ میں کہیں اٹک کر رہ گیا تھا آئی بروا چکاتے وہ وہ بھی ماتھے پر شکن لائے سنجیدگی سے سوالیہ گویا ہوا۔۔

ہاں ہزار دفع پوچھو گے تب بھی یہی جواب ملے گا یہی میرا فیصلہ ہے کہ دور رہو" مجھ سے۔۔"وہ بے ساختہ بولی تھی گویا اس لفظوں میں اس کا سکون ہو۔۔

"ٹھیک ہے تو تمھیں بھی آج میرا فیصلہ سب کے سامنے سنادوں گا۔۔"
عالیہ کے جملے پر وہ اسے جھٹک کر خود سے الگ کرتا نہایت سرد لہجے میں گویا ہوا وہ اب مسلسل عالیہ کو کئی مہینوں سے راضی کرتے تھک چکا تھا مگر اب آج اس تقریب میں علی کی جانب سے ایسا کیا فیصلہ ہونے جارہا تھا کیا وہ عالیہ کو طلاق دینے والا تھا یہی سوچ کر عالیہ آنکھیں پھاڑے اسے تکنے لگی علی کے اس جملے سے عالیہ کی سانسیں بھی مدھم پڑ چکی تھیں۔۔

"تیاریاں کافی شاندار کر رکھی ہیں۔۔" فہاد اپنے کاروباری احباب سے ملاقات کے بعد بلاآخر تقریب کے متعلق متعرف الفاظ میں حمزہ سے گویا ہوا۔۔

"جی سرکار۔۔ شاہ انڈسٹریز سیٹھی صاحب کے دم پر اچھل رہی ہے۔۔" حمزہ پر تعریف ناگوار گزری اس نے فوراً جواب کو ترتیب دیا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔ یعنی اس میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں۔۔؟" وہ قہقہہ لگا کر حمزہ کی بات پر یقین کر گیا۔۔

"جی ایسا ہی ہے۔۔"

عالیہ کہاں ہے کافی دیر سے ڈھونڈ رہا ہوں نہیں مل رہی آج نہیں آئی ہے" کیا۔۔؟" وہ بلا آخر باتوں باتوں میں حمزہ سے اپنی الجھن بیان کرتا گویا ہوا۔۔

"ہادی سر کار میں نے اسے دیکھا تھا بلکہ وہ رہی ونڈو کے پاس کھڑی ہیں وہ بھی اکیلی۔۔!"

حمزہ نظروں سے اسے تلاش کرتے بولا اور اگلے ہی جملے میں وہ نشاندھی کرواتا فہاد کی الجھن پل بھر میں دور کر گیا جو چہرے پر مسکراہٹ لیے حمزہ کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب دیکھ کر بے حد حیران ہوا اس کی مسکراہٹ فوراً سمٹی اسے یقین نہیں آیا کہ وہاں عالیہ کھڑی ہے وہ کس قدر حسین لگی کہ ہادی کے باطن کو بے شمار ابھرتے کیفیات کا ہجوم بے سکون سا کرتا اس میں عجب طلاطم برپا کر گیا وہ ماتھے پر بل ڈالے اسی جانب تکتا اپنی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش میں لگ گیا اسے بیک وقت خوشی حیرت اور پریشانی سب کچھ ایک ساتھ محسوس ہو رہی تھی۔۔

فہاد کا ذہن اب اس حسن کو حاصل کرنے کے لیے ہر حد پار کرنے کا کہہ رہا تھا جبکہ دل نے اسے اپنے اور عالیہ کے درمیان طویل فاصلے ،اسکے شادی شدہ ہونے ،اور فہاد کو اسکی والدہ کا قاتل ہونا یاد دلایا جس کا گمان اسے عجب سی پریشانی اور تکلیف دے رہا تھا جس کی اب محض شروعات تھی ۔۔

سرکار آپ چاہیں تو بات کر سکتے ہیں وہ اکیلی ہیں یہ بہترین موقع ہے ۔۔"حمزہ" اسے مخاطب کرتا اسے خیالات کے بھنور سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوا جس پر چونکتے ہوئے آنکھیں پھاڑے وہ خود کو پر سکون کرتا کچھ لمحوں بعد اثبات میں سر ہلا گیا ۔۔

۔

۔

۔

ہائے عالیہ صاحبہ۔۔"وہ عالیہ کے قریب پہنچ کر گویا ہوا جو اکیلی کھڑی چند لمحے قبل علی کی برہمی اور اس کے فیصلہ لینے کے متعلق سوچ میں گم تھی ہادی کی سرد آواز پر چونکی۔۔

مسٹر فہاد۔!ہاؤ آر یو۔۔؟"وہ اپنا دھیان بھٹکانے کی غرض سے مقابل سے گویا ہوئی۔۔

ٹھیک ہوں!کافی دیر سے ڈھونڈ رہا تھا مجھے لگا شاید آپ یہاں آئی ہی نہیں ہیں۔۔!"اس نے جواباً کہا۔۔

"شاید نہ ہی آتی آگر مجھے کام نہ ہوتا۔۔"

کام؟"وہ متعجب ہوا۔۔"

ہمم یہاں ہم نے اپنا بھی ایک پروجیکٹ سائن کرنا تھا جو کہ ہو گیا ہے تو میرا آنا "
" سود مند رہا سو آئی ایم ہیپی ود مائی ڈیسیژن۔۔

اس نے بے وجہ وضاحت دی وہ اپنے آپ کو خوش دکھنا چاہتی تھی مگر اس کا دل جو پہلے سے افسردہ تھا اب علی سے گفتگو کے بعد مزید پریشان لیے ہوئے تھا۔۔

ویری گڈ، کنگرا چولیشنز۔۔! آپ ویسے اچھی بھی لگ رہی ہیں آج۔۔" وہ" بناوٹی مسکراہٹ لیے بلا آخر اس کی تعریف کرتے بولا۔۔

تھینکس۔۔!" عالیہ نے گفتگو مختصر کرنا چاہی اسی دوران اس کا موبائل بجتا اس " کے ہادی سے دور نکلنے کا بہانا دے گیا۔۔

جبکہ ہادی خود کو سمجھنے سے اب بھی قاصر تھا اس نے عالیہ سے گفتگو کی مگر یہ بات بھی اسے سکون نہ بخش سکی وہ اسے دیکھتے ہی اس عجب سی تکلیف میں کیوں مبتلا

ہو گیا ہے ؟ وہ عالیہ کو کیسے حاصل کر سکتا ہے ؟تا کہ اس تکلیف کا مداوا ممکن ہو سکے۔۔اب یہی سوالات اور ہلچل اس کے ذہن میں محوِ گردش تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے زمان ہاؤس میں موجود دستور عالم نے اپنے کمرے میں ٹہلتے ٹہلتے تین گھنٹے گزارنے کے بعد بلا آخر اپنے ذہن میں گردش کرتے مسائل کا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔

اس نے اب اپنے حل کو اپنے والد سے بیان کرنے اور اس متعلق ان کا مشورہ طلب کرنے کی غرض سے ان کے کمرے کا رخ کیا۔۔

وہ چند لمحوں میں ان کے کمرے تک پہنچا اور دروازے پر دستک دیتا داخل ہوا۔۔

"بابا۔۔"وہ کمرے میں داخل ہو کر اپنے والد کی پکار لگاتے انہیں اپنی جانب متوجہ کرا گیا جو سفید شلوار قمیض میں ملبوس آنکھوں پر نظر کا چشمہ چڑھائے بستر پر ٹیک لگا کر بیٹھا کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

"آجاؤ عالم۔۔!"وہ کتاب بند کرتے اسے اپنے قریب سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر مصروفانہ انداز میں گویا ہوا۔۔

"آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔"دستور بستر پر اس کے قریب آکر بیٹھتا فکریہ لہجے میں بولا۔۔

"جانتا ہوں اسی لیے آئے ہو، کہو کیا بات کرنی ہے۔۔؟"والد نے سوال کیا۔۔

"بابا میں نرمین کو واپس لانا چاہتا ہوں۔۔"اس نے بلا آخر خراب حالات اور تمام قریبی رشتوں سے مجبور ہو کر ہار تسلیم کرتے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

"اچھا ارادہ ہے یعنی تم علی کے متعلق بھی دل صاف کرنے کے لیے تیار ہو۔۔؟" والد نے آنکھوں سے چشمہ اتار کر اس کی جانب توجہ سے کہا۔۔

"جی بابا علی کی وجہ سے اپنی بیوی بچوں سے دور نہیں ہونا چاہتا میں۔۔"

بالکل مگر وہ خود جو اتنے عرصے سے دور ہے اپنی بیٹی اور بیوی سے دور ہے کیا اس کا احساس ہے تمھیں۔۔؟" والد نے فوراً اس کی بات پر زور دیا۔۔

"ہاں بابا مجھے اس بات کا احساس ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انہیں ایک کرنے کے لیے مجھ سے جو بھی ہو سکا میں کروں گا۔۔"

دستور نے اثبات میں سر ہلاتے کہا وہ اس فیصلے پر صرف اپنی بیوی کی وجہ سے آمادہ ہوا تھا مگر دل سے اس فیصلے میں اس کی مرضی شامل نہیں تھی۔۔

اب لگ رہے ہو تم میرے دستور عالم زمان۔۔ خوشی ہوئی مجھے کہ تم نے"
درست فیصلہ لیا۔۔اب مجھے لگتا ہے کہ تمھیں واقعی اپنی بیوی سے محبت ہے اور
"تمھارے دل میں اس کے خاندان کا احترام ہے۔۔
شیر زمان نے دستور کا کندھا تھپتھپاتے اس کے فیصلے پر اس کی حوصلہ افزائی
کی۔۔

ایسا ہی ہے۔۔ میں عالیہ کے آنے سے پہلے زمین کو واپس لانا چاہتا ہوں۔۔""
اس نے اپنے اگلے ارادے سے والد کو آگاہ کیا۔۔

مگر میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے آنے کے بعد شاہ مینشن جاؤ جہاں تمھاری علی"
سے ملاقات بھی ہو سکے گی۔۔" والد نے مشورہ دیا جس پر دستور نے خاموشی
اختیار کی۔۔

ایک آدھ دن مزید صبر کرنا پڑے گا تمھیں۔۔"شیر زمان اس کی خاموشی پر" مدھم مسکراہٹ ظاہر کیے مزید کہتے اسے حوصلہ دینے لگا۔۔

اوکے بابا جیسا آپ کا حکم۔۔"دستور نے والد کی مسکراہٹ پر اثبات میں سر" ہلاتے ان کا ہاتھ تھام کر ہتھیلی کی پشت پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔

زمان خاندان اب شاہ خاندان سے دوبارہ تعلقات بحال کرنے کو تیار تھا مگر دوسری جانب عالیہ اور علی کی کشیدگی ایک نیا رُخ اختیار کر گئی تھی جس سے فلحال سب انجان تھے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ عالیہ کے رویے کی آگ اپنے اندر سموئے مضطرب کیفیت لیے تقریب میں ایک جانب اکیلا کھڑا کچھ سوچنے میں محو تھا اس نے اپنی سانسیں بحال کی اپنی ٹائی اتاری شرٹ کے دو اوپری بٹن کھول کر خود کو پر سکون کیا۔۔

اس کے ذہن آگلے لائحہ عمل کے لیے تیار ہو چکا تھا اس نے اپنی کلائی پر بندھی کھڑی کی جانب دیکھا جہاں اب نئے سال میں صرف بیس منٹ باقی تھے اسی دوران اس نے دانیال اور سیٹھی وفد کے کچھ افراد کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا۔۔

اس نے گردن موڑ کر اگلی نگاہ اسٹیج پر جمادی، جہاں سیٹھی گروپ کی جانب سے مدعو کیے گئے گلوکار اپنی جادوئی آواز سے محفل کے شرکاء کو مسحور کر رہے تھے، اور ماحول کو مزید خوشگوار اور دلکش بنانے میں مصروف تھے۔۔

وہ اسٹیج کی جانب دیکھ کر خود سے مسکرایا یقیناً اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اس نے کیا کرنا ہے اسی دوران دانیال بھی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔۔

تمھاری بریفنگ کا وقت ہونے والا ہے سب کو بے صبری سے تمھاری" کانفرنس کا انتظار ہے۔۔ کیا تم تیار ہو۔۔؟" دانیال اس سے مخاطب ہوتا فکریہ لہجے میں بولا۔۔

بالکل تیار ہوں۔۔ بس تم میڈیا والوں کو سنبھال لینا۔۔" علی نے اس کے" کندھے پر ہاتھ رکھ کر ایک انداز سے کہا۔۔

میڈیا کو سنبھالوں؟ تمھیں تو نارمل اسپیچ ہی کرنی ہے۔۔!" وہ متعجب ہوا۔۔"

میں نے کہا ناں معمالات سنبھال لینا۔۔!" علی نے شاطرانہ مسکراہٹ کے" ساتھ پھر کہا۔۔

کیوں ایسا کیا کرنے جا رہے ہو تم؟" مقابل کی مسکراہٹ دانیال کی فکرمندی" میں اضافہ کر گئی۔۔

دھماکہ !"اس نے ایک آنکھ مارتے کہااور اس کا کندھا تھپتھپا کر اسٹیج کی جانب" روانہ ہوا۔۔

"Ladies and gentlemen attention please!"

وہ اسٹیج پر چڑھ کر مائیک ہاتھ میں لیتا خوشگوار لہجے میں گویا ہوا جہاں بینش جواد سیٹھی کے ہمراہ اتفاق سے اسٹیج پر پہلے سے موجود تھی۔۔ تمام لوگ ہال میں گونجتی علی کی رعب دار آواز پر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

آج کی یہ شام بہت خاص ہے ! ہماری زندگیوں میں آج کی شام کا بہت اہم مقام" ہے کیونکہ اِسی شام ہم نے اس خوبصورت شہر کی سب سے فینس اور سب سے "اعلیٰ ہاؤسنگ سوسائٹی کا افتتاح کیا ہے۔۔

اس نے اپنے پراجیکٹ کی بریفنگ دینا شروع کی جسے سن کر سیٹھی کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات نمایا ہوئے میڈیا والے بھی اپنے کیمروں کا رُخ اسٹیج کی جانب ٹکا گئے جبکہ عالیہ بھی ماتھے پر بل ڈالے اس کی باتیں توجہ سے سننے لگی اسے مقابل کا فیصلہ سنانے والا جملہ بار بار ذہن میں تازہ ہوتا اس کی دھڑکنوں کو بے ترتیب اور دل کو خوفزدہ کر رہا تھا۔۔

"یہ پراجیکٹ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی کا ہے! بلاشبہ یہ شاہ انڈسٹریز کا گزشتہ پانچ سالوں میں تیسرا پراجیکٹ ہے۔ تاہم، اس پراجیکٹ کو پچھلے تمام منصوبوں سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس میں سیٹھی گروپ ہمارے ساتھ شراکت دار ہے۔ یہ وہ واحد پراجیکٹ ہے جس کے بعد شاہ انڈسٹریز ہاؤسنگ سوسائٹیز کے شعبے میں باضابطہ طور پر قدم رکھنے جا رہی ہے۔۔"

اس نے مائیک تھامے مزید کہا اور جملے کے آخر میں تالیوں سے ہال گونج اٹھا۔۔

یقیناً آج کی تقریب نہ صرف ہمارے ملک بلکہ بیرونی ممالک کے کاروباری" شخصیات کی توجہ کا مرکز ہے اور آج انہی میں سے کچھ اہم شخصیات جن کی آمد اس تقریب کو چار چاند لگا گئی جن میں مسٹر جوزف، مسٹر جان اسمتھ، مسٹر ولیم اور ان کی ٹیم میں ان کا اور اس کے علاؤہ تمام احباب اور میڈیا نمائندگان کا تہہ "دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ہماری اس خوبصورت شام کا حصے بنے۔۔

اس نے اپنی بات مکمل کی اور دوبارہ تالیوں سے ہال گونجا۔۔

"Once again! thank you so much to all of you for joining us on this beautiful and memorable evening, and now it's time to announce something special regarding my personal life..!"

وہ مزید بولا جس کے اس جملے پر ہال میں گہری خاموشی چھا گئی کچھ لوگ ذرا متعجب بھی ہوئے۔۔

آج کے اس پر مسرت موقع پر۔۔میں علی فیصل شاہ۔۔اپنی دوسری شادی کا "اعلان کرتا ہوں۔۔

اس نے قدرے گرم جوشی اور مسرور لہجے میں کہا جس پر آدھے ہال میں تاجران اور غیر ملکی وفود کی جانب سے دوبارہ تالیاں گونجی جبکہ آدھا ہال تو سکتے میں مبتلا ہوا اُنہیں اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا۔۔
میڈیا والے بھی چونکے، عجب سنسنی سی پھیل گئی لوگ بھی آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔۔

بہت شکریہ۔۔اس شادی کے حوالے سے دیگر اناؤنسمنٹ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ہوتی رہیں گی فلحال کچھ لمحات باقی ہیں نئے سال کے جشن اور آتش بازی میں اسے انجوائے کیجیئے آپ سب کو میری طرف سے ہیپی نیو ایئر۔۔"

وہ تالیوں کی گونج کا خیر مقدم کرتا بینش کی جانب دیکھ کر دوبارہ تمام لوگوں کو مخاطب کرتے مائیک میں کہا اور گفتگو مختصر کی جبکہ کافی شخصیات اسے اب نیک تمناؤں کے ساتھ مبارک باد دینے لگے۔۔

اس کے قریبی ساتھی چہروں پر شدید حیرت لیے اسے اسٹیج پر ہنستا مسکراتا مبارک بادیں وصول کرتا دیکھ رہے تھے ان کے سروں پر آخر میں یہ عجب بم پھٹے گا کسی کو اس بات کا اندازہ نہ تھا۔۔

مگر ان سب میں اس لڑکی کا کیا حال تھا؟ اس پر تو جیسے پہاڑ ٹوٹ کر آ گرا ہو، جیسے پیر و تلے زمین نکل گئی ہو، وہ آنکھیں پھاڑے اتنی دور کھڑے ہونے کے باوجود علی کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی اسے اس فیصلے کی ہر گز توقع نہ تھی۔۔

اسے تو لگا تھا کہ اسے آج چھوڑنے کا فیصلہ سنایا جائے گا مگر یہ تو اس فیصلے سے بھی کئی زیادہ تکلیف دہ تھا اس کے لیے۔۔

علی کی زندگی میں بطور بیوی کسی اور لڑکی کا تصور؟ اسے تو یہ خیال بھی جان لینے کو آ رہا تھا اس کے پیر لڑکھڑانے لگے اسے اس وقت سہارا دینے والا کوئی نہیں تھا اس نے ہال کی بنیاد کو تھام کر خود کو لڑکھڑانے سے بچایا۔۔

میڈیا والوں نے اب علی کی خبر سن کر عالیہ کی جانب رخ موڑا جس کی بھنک پڑتے وہ کچھ سنبھلی اور بنا کسی سے کچھ کہے آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کے ساتھ وہ اس تقریب سے روانہ ہوتی پل بھر میں منظر سے اوجھل ہوئی۔۔

تمام لوگ اپنے حیرت اور سکتے میں مبتلا تھے کسی نے اس پر دھیان نہیں دیا مگر اس کے جانے کے بعد تمام لوگوں کو اس کی غیر موجودگی کا اندازہ ہوا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

وہ آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھائے باوقار انداز میں سیکورٹی گارڈز کے ہمراہ تقریب سے واپسی پر اب سیٹھی ہوٹل پہنچا تھا جہاں ایلیویٹر سے نکلتے اس نے اپنے سامنے انگار نگاہیں لیے دانیال کو دیکھا۔۔

یہ سب کیا تھا۔۔؟" وہ علی کو پاتے ہی سخت لہجہ اپنائے گویا ہوا۔۔"

ایک شاندار جشن۔۔!" علی نے بے نیازی سے کہا۔۔"

علی وہ روتے ہوئے گئی ہے تمھارے اس شاندار جشن سے "دانیال نے اپنے لفظوں پر زور دیتے کہا جبکہ آواز بھی بلند تھی۔۔

"اس نے کبھی میری پرواہ کی ہے جو آج میں کروں؟"اس نے کندھے آچکا کر بے فکری سے کہا اور روانہ ہونے لگا۔۔

"تم ایسے تو نہیں تھے یہ کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔؟اسے تکلیف دے کر بھی مسکرا رہے تھے تم۔۔؟"دانیال نے اسے روک کر ماتھے پر بل ڈالے تعجب سے اس کے چہرے پر موجود بے فکری کو دیکھتے کہا۔۔

"اس نے مجھے اتنی تکلیف دے دی ہے کہ اب کسی کی تکلیف پہ بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی مجھے۔۔!!"اس نے دانیال کا کاندھا تھپتھپایا۔۔

آ گر تم نے اپنے فیصلے پر عمل کیا تو میرے ہاتھوں جان سے جاؤ گے۔۔" علی کی بے فکری اور غیر سنجیدہ رد عمل پر وہ اسکا گریبان پکڑتے آنکھیں سرخ کر گیا۔۔

میری جان۔۔! آج تک علی کو ختم کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا ہے۔۔ سو کیپ ٹرائینگ۔۔"

اس نے رعبدار آواز میں مدھم سا کہتے آخری لفظوں میں دانیال کے دونوں ہاتھ تھام کر اُنہیں اپنے گریبان سے جھٹکتے نیچھے گرایا اور اپنا کالر ٹھیک کرتا روانہ ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات کا ایک بج چکا تھا تقریب بھی اس سنسنی خیز خبر اور آتش بازی کے ساتھ اپنے اختتام پر پہنچی مگر وہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلتی ہر جانب ہلچل مچا چکی تھی۔۔

وہ اپنے کمرے میں رات کا لباس پہنے صوفے پر بیٹھا سگریٹ نوشی میں مشغول تھا اس کے چہرے پر عجب سکون تھا ہر جانب اپنی خبر سے ہلچل سی مچا کر وہ خود سکون کے لمحے جی رہا تھا اسے اندازہ تھا کہ اس کا یہ وار اسے کہیں نہ کہیں نفع ضرور دے گا مگر اس کے ذہن اس اعلان کے حوالے سے مزید کیا گردش کر رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔

کچھ دیر گزری اسے اپنے بستر پر پڑے بلیزر کوٹ کی جیب سے کچھ روشنی سی محسوس ہوئی جسے دیکھ کر وہ اٹھا اور بستر پر پڑا اپنا کوٹ ٹٹولتے اپنا موبائل نکال گیا جس پر والد کی کال موصول ہو رہی تھی اس نے کال ریسیو کرتے دوبارہ صوفے کا رخ کیا۔۔

ہیلو بابا۔۔ہیپی نیو ائیر۔۔"وہ خوش مزاجی سے کہتا صوفے پر پر دوبارہ آ بیٹھا۔۔"

تمھیں ایک گھنٹے سے کال کر رہا ہوں فون کیوں نہیں اٹھا رہے تم۔۔" مقابل کی برہمی سے بھرپور آواز علی کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

"بابا موبائل کوٹ میں وائبریشن پر تھا آپ کیسے ہیں۔۔"اس نے کش لگاتے نرمی سے کہا۔۔

"علی تم نے یہ کانفرنس میں کس قسم کا اعلان کیا ہے۔۔؟"فیصل شاہ کا لہجہ برہمی سے اب تلخ کا درجہ اختیار کر گیا۔۔

"کیسا اعلان بابا۔۔آپ کو بھی خبر ہو گئی۔۔؟"وہ متعجب ہوا۔۔

"ہم سب ٹی وی کے سامنے ہی بیٹھے ہیں خبر کیسے نہ ہو گی۔۔دماغ درست ہے تمھارا آج تک کسی شاہ خاندان کے مرد نے دوسری شادی نہیں کی یہ ہمارا رواج

نہیں ہے اتنا بڑا فیصلہ تم کسی سے پوچھے بغیر کیسے لے سکتے ہو۔۔" والد بھاری آواز لیے اس پر بری طرح برس پڑا۔۔

"بابا رواج تب تک نہیں تھا جب تک پہلی بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن تھی۔۔!" علی کا لہجہ بھی سرد ہوا۔۔

"علی تمھیں اس قسم کا فیصلہ نہیں لینے دوں گا میں، آگر یہ فیصلہ لیا تو جان لو کہ خاندان سے الگ کر دوں گا تمھیں۔۔" والد نے اس کی طرف سے غیر تسلی بخش جواب پر دھمکی آمیز لہجہ اپنایا۔۔

"بابا ابھی آپ پر سکون رہیں شہر آکر بات کروں گا آپ سے اور ہر معاملہ بتا کر فیصلہ لوں گا۔۔" وہ بیزاری سے گہری سانس کھینچتے والد کو مطمئن کرنے کی کوشش میں بولا جس پر والد بغیر کسی ردعمل کے کال منقطع کر گیا۔۔

میری جان ! اندازہ ہو جائے گا تمھیں کہ اوّل تو علی کوئی کھیل کھیلتا نہیں، لیکن " "جب اپنا پتا پھینکتا ہے تو جیت ہی اس کا مقدر بنتی ہے۔۔

وہ موبائل کو اپنے پہلو میں صوفے پر پھینک کر ٹانگ پر ٹانگ رکھے خود سے سرور بھرے لہجے میں مسکرا کر گویا ہوا وہ اب اپنے اگلے قدم پر عمل درآمد کرنے کے لیے بالکل تیار تھا اور رد عمل سے بھی بخوبی واقف تھا۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

اگلے دن کی صبح ہوئی وہ ہوٹل کمرے میں موجود سفید شرٹ اور سلیٹی گرکا پینٹ پہنے کلائی تک آستینیں چڑھائے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم اسپرے چھڑک رہا تھا ساتھ ہی کمرے میں موجود حمزہ اس کے اور میشل کے تمام اہم سامان کے بیگز تیار کروا چکا تھا۔۔

وہ لوگ آج سیٹھی ہوٹل سے واپس اپنے شہر جانے کے لیے تیار ہوئے ان کا ارادہ اس شہر میں ایک ہفتہ مزید رکنے کا تھا مگر کل کی کانفرنس میں سنائی جانے والی خبر ان کے فیصلے پر بھی اثر انداز ہو گئی۔۔

فہاد خیال میں گم محویت سے خود کو اپنے روبرو آئینے میں دیکھ کر رہا اس کے ذہن میں کل علی کی کانفرنس کے الفاظ کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔۔

سرکار کیا ہوا آپ کچھ فکر مند لگ رہے ہیں۔۔" وہ فہاد کے عقب کھڑے" اسے محویت اور دماغ سے غیر حاضر پا کر مؤدبانہ انداز میں سوال کر گیا۔۔

اس کی نیوز۔۔!" وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے بے ساختہ بولا۔۔"

"میں کچھ سمجھا نہیں۔۔؟"حمزہ نے متعجب انداز میں کہا جس پر فہاد مدھم سا اس کی جانب گردن موڑ کر سرد نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ گیا اس کی نگاہوں سے سہم کر حمزہ نے تھوک نگلتے حلق تر کیا۔۔

"مجھے خوشی ہے کہ بلاآخر دوسری شادی کا فیصلہ کر کے علی شاہ نے میرا راستہ صاف کر دیا۔۔پہلی بار اس شخص کے کسی عمل سے خوشی ملی ہے مجھے۔۔"وہ اگلے لمحے شاطرانہ مسکراہٹ ظاہر حمزہ کی کیفیت پر اس کا گال تھپتھپاتے اسے پر سکون کرنے لگا۔۔

""جی واقعی بات درست ہے آپ عالیہ صاحبہ کے قریب جا سکتے ہیں اب۔۔!""

اس نے کچھ محتاط انداز میں کہا جس پر فہاد نے مدھم سا اثبات میں سر ہلا یا۔۔

صرف قریب جانا میری منزل نہیں اب اسے حاصل کرنے کی خواہش رکھتا"
ہوں جواب ممکن بھی ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔۔"اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے
گھڑی اٹھا کر ہاتھ میں پہنتے ہوئے مصروف لہجے میں کہا۔۔

"مجھے سن کر خوشی ہوئی ہادی سرکار۔۔"

جانتا ہوں کہ میری خوشی میں تم بھی خوش ہوتے ہو۔۔ مگر یہ منزل اب اتنی"
آسان نہیں میرے لیے۔۔اسے کل سے کال ملا رہا ہوں وہ اٹھا نہیں رہی آج صبح
اس کے ہوٹل روم میں پہنچا تو پتا چلا وہ واپس جا چکی ہے اس لیے تم سے میں نے
کہا کہ ہم بھی آج ہی شہر واپس جائیں گے۔۔"اس نے اپنے آج لیے گئے فیصلے کا
پس منظر بیان کیا اس دوران لہجہ سرد ہوا۔۔

"تم اب یہ پتا لگاؤ کہ علی نے ترکی کب جانا تھا۔۔"
کل ہی جانا ہے انہوں نے۔۔!"حمزہ نے فوراً کہا۔۔"

بہت خوب !۔۔ تو پھر وقت آ گیا ہے کہ اس چیپٹر کو ہمیشہ کے لیے کلوز کر دیا" جائے۔۔اس خبر کے ذریعے اپنا فیصلہ سنا کر وہ عالیہ سے مزید دور ہو چکا ہے اب وہ زندہ رہے گا تو دوبارہ قریب آنے کے چانسز بھی زندہ رہیں گے اور اپنا بنا ہوا " کھیل تو ہادی ہر گز بگاڑنا نہیں چاہتا۔۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ کھسکاتے شاطرانہ سی مسکراہٹ کے ساتھ جواباً گویا ہوا۔۔

"!! حکم کریں آپ ہادی۔۔"

میں چاہتا ہوں کہ اُسے کل ائیر پورٹ پر ہی ختم کر دو۔۔ وہ زندہ ترکی نہیں پہنچنا" چاہیے۔۔" وہ مدھم سا بولا جس پر مقابل نے حیرت سے آنکھیں پھاڑی۔۔

کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے۔۔؟"حمزہ نے حیرت سے یقین آخز کرتے" پوچھا۔۔

"!ہاں میرا یہی فیصلہ ہے۔۔اب اس انتقام کے کھیل کا اختتام کر دیتے ہیں۔۔" اس نے اک لمحہ آنکھیں موندے اثبات میں سر ہلاتے کہا اس پر عجب خمار طاری تھا دل میں بے انتہا خوشی بھی تھی کیونکہ وہ منزل کے بے حد قریب آچکا تھا مگر جیسا وہ چاہتا تھا کیا اس میں تقدیر بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے ویسا ہی کرنے والی تھی یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔۔

۔

۔

نئے سال کی پہلی دوپہر تھی وہ خاکی رنگ نک ٹورٹل شرٹ پر سفید بلیزر کوٹ اور سفید پینٹ میں ملبوس ہاؤسنگ سوسائٹی کا دورا کرنے کے بعد اپنے وفد اور

جواد سیٹھی کے ہمراہ اب گالف ایریا کا رخ کر گیا جہاں سردی کی دھوپ، خاموش فضاء اور ٹھنڈی ہوا ماحول میں عجب خوشگواری بکھیر رہی تھی۔۔

ہری کھانس میں وہ لوگ پیدل چلتے موسم کا لطف اٹھانے اور کچھ کاروباری گفتگو میں مصروف تھے جواد سیٹھی کو علم تھا کہ علی نہایت مختصر سے دورے پر اسلام آباد آیا ہے اور کل ترکی جانے کی وجہ سے اسے آج ہی اپنے گھر بھی لوٹنا ہے۔۔

"ویسے تمھیں کچھ اندازہ ہے؟ تمھاری خبر تو جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی ہے۔۔!"

جواد نے بلاآخر علی سے کل کی تقریب میں کیے گئے اعلان کا تذکرہ چھیڑا جس سے مقابل کے عنابی لبوں پر فتحمندانہ سی مسکراہٹ سجی۔۔

مجھے لگتا ہے کہ آپ کی تقریب میں مجھے ایسا بیان نہیں دینا چاہیے تھا۔۔"اس" نے مسکراہٹ سمیٹ کر سیٹھی کا ردعمل جاننے کی غرض سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

نہیں جوان اس میں تو ہمیں بہت فائدہ ہوا تمھاری بات ہر پلیٹ فارم پر وائرل" "ہوگئی ہے جس سے ہمارے برانڈز اور پروجیکٹ کو مزید شہرت مل رہی ہے۔۔ جواد نے پر مسرت انداز میں اسے اس کی خبر کے مثبت نتائج گنوانا شروع کیے۔۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اس اعلان کا فائدہ تو بہت زیادہ ہوگا۔۔"وہ پینٹ کی" جیب میں ہاتھ کھسکاتا اپنا نفع حاصل کرنے کا تصور ذہن میں لیے بولا۔۔

کل تک جو اپنی نیک نیتی کے نتیجے میں بھی بری طرح پھنس جاتا تھا آج اس کی الٹی حرکتوں کے بھی مثبت نیتجے مل رہے تھے جو اسے اپنی منزل تک رسائی کے لیے مزید پر امید کیے جا رہے تھے۔۔

شام ڈھلی دستور بھی اپنے کام سے طیش میں گھر واپس پہنچا کیونکہ اس تک علی کے اعلان کی خبر بھی پہنچ چکی تھی جبکہ گھر میں والد بھی اسلام آباد سے عالیہ کی آمد اور اس کے رد عمل سے شدید پریشان لاؤنج میں چکر کاٹ رہا تھا۔۔

بابا۔۔!" وہ لاؤنج میں داخل ہوتا اپنے والد کو وہیں پا کر تلخ مزاج لیے انہیں پکار" گیا جس پر شیر زمان کے قدم بھی فوراً رکے۔۔

آپ نے دیکھی ناں نیوز؟ اسی لیے شاہ خاندان میرے دل میں جگہ نہیں بنا پا رہا" اینڈ اسپیشلی آپ کا وہ داماد کسی مروت کے لائق نہیں ہے یہ تو آج آپ نے بھی "دیکھ لیا۔۔

وہ سخت لہجے میں گویا ہوا جبکہ والد چہرے پر فکر یہ تاثرات لیے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔

تعجب ہو رہا ہے مجھے کہ علی تو ایک وہ سمجھدار انسان تھا اس سے اس حماقت کی "امید نہیں تھی۔۔!" شیر زمان نے حیرت بھرے انداز میں جواباً کہا جس پر دستور نے نفی میں سر ہلایا۔۔

بابا مجھے اپنی بہن کیلئے فکر ہو رہی ہے یہ شخص ہر بار اسے تکلیف دیتا ہے جان "لے لوں گا میں اس کی۔۔" وہ آخری جملے میں انگارے اگلتا دوبارہ لاؤنج کے دروازے کی جانب پلٹنے لگا۔۔

تم تو پر سکون ہو جاؤ یہ وقت جوش کا نہیں ہے۔۔!" والد بھاری آواز میں " بیزاری کا اظہار کرتے اس کے قدموں کو روک کر اوپر عالیہ کے کمرے کی جانب نگاہیں ٹکا گیا۔۔

عالیہ دروازہ نہیں کھول رہی فون بھی بند ہے اس کا۔۔"والد نے مزید کہا۔۔"

کیا؟ وہ گھر آچکی ہے۔۔؟"دستور حیرت زدہ ہوتے سوال کر گیا جس کے "
جواب میں والد شیر زمان نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

میں بات کر کے آتا ہوں اس سے، آپ پریشان نہ ہوں اب جب تک اس سے "
" بات نہ کر لوں مجھے سکون نہیں آئے گا۔۔
"دستور رکو۔۔"
وہ اپنا جملہ کہہ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھا جو اپنی فکر میں والد کی پکار پر بھی نہ رکا۔۔

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا، جیسے اس کے دل کی دنیا پر ویرانی چھائی ہو۔ ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا، کل سے نہ اسے دن گزرنے کا احساس تھا، نہ رات

کٹنے کی خبر۔وہ ہر شے سے بے نیاز ہو چکی تھی،نہ خود کی پرواہ تھی،نہ اپنوں کی فکر،اسکا تو جیسے وقت ہی رک گیا تھا وجود میں جان موجود تھی،سانسیں رواں تھیں،دل بھی دھڑک رہا تھا مگر وہ مر سی گئی تھی اس نے ایک لمحے میں اپنا آخری اثاثہ بھی کھو دیا تھا۔۔

اسے اپنی قسمت اور نہ ختم ہونے والی آزمائشوں پر اب اپنی تقدیر سے گلہ بھی تھا۔۔اسے ہی کیوں آزمایا جاتا ہے اسے ہی کیوں ہر خوشی کی قیمت چکانی پڑی اس سے ہی کیوں اس کے قریبی رشتے اس کی زندگی کے اہم سہارے چھینے جا رہے ہیں کیا وہ اتنی گناہگار ہے یا یہ سب اس کی حماقتوں کا نتیجہ ہے۔۔

وہ سفید سادہ شلوار قمیض میں بستر پر بیٹھی بے حال سی چہرے پر افسردگی لیے تھی،اس کی آنکھیں بھی کل سے مسلسل آنسوؤں کی زد میں تھیں۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ دل کو کس چیز کا سوگ ہے۔کیوں لگ رہا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی شے کھو دی ہے۔۔؟

اس کے دل نے اسے یاد دلایا کہ جب تک وہ اس شخص کے نام سے جڑی رہی، اس کے پاس ایک امید تھی، جینے کا مقصد تھا۔ مگر آج اس شخص کے فیصلے نے اسے انجانی سی تکلیف انتہا کے درد میں مبتلا کر دیا یہ احساس کہ وہ اس شخص کے بغیر کچھ بھی نہیں، اسے اندر سے توڑ گیا۔۔ اسے لگا کہ اُس شخص کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا تو دور اِس تصور پہ بھی وہ مر جائے گی کیونکہ وہ شخص تو صرف عالیہ کا ہے اور کیونکہ عالیہ کو بھی اس سے محبت ہے۔۔

"مجھے کیوں اتنا فرق پڑ رہا ہے۔۔؟" وہ گھٹنوں میں سر دیئے اضطراب کے مارے انگلیاں بالوں میں الجھائے انہیں نوچتے خود سے بلآخر سوال کر گئی۔۔

"تم بھلے اپنی محبت سے انکار کرتی رہو مگر میری جان میرے اندر یہ عشق و جنونیت کی آگ کبھی ختم نہیں ہو گی جتنا دور بھاگو گی یہ آگ اتنی ہی شدت سے بھڑکتی مجھے تمھارے قریب لانے پر مجبور کرے گی۔۔"

"ٹھیک ہے تو تمھیں بھی آج میرا فیصلہ سب کے سامنے سنادوں گا۔۔"

آج کے اس پر مسرت موقع پر۔۔۔میں علی فیصل شاہ۔۔اپنی دوسری شادی کا"
"اعلان کرتاہوں۔۔

اس کے کانوں میں علی کی بازگشت اسے مسلسل سنائی دینے لگی اسے یقین نہیں آ رہاتھاکہ اس قدر محبت کے دعوے کرنے والا آخر اک پل میں اسے کیسے تنہا کر گیا۔۔

وہ سوگوار کیفیات کے ساتھ اپنی ہی سوچوں میں غرق تھی دریں اثناء میں اس کے کمرے کادروازہ دستک کے بعد کھلا اور دستور عالم وہاں سے دبے پاؤں قدم لیتابرآمد ہوا۔۔

اپنے بھائی کو آتے دیکھ اس نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر خود کو کچھ سنبھالا اور اپنے رخسار پر بہتے آنسو رگڑتے انہیں صاف کیا اسی دوران دستور بھی اس کے پاس بستر تک آ پہنچا اور وہیں کچھ فاصلے پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ تم اس قدر افسردہ کیوں ہو؟ تمھیں تو اب پر سکون ہونا" چاہیے۔۔ آخر کار اس سے اب جان چھوٹ جائے گی تمھاری۔۔ اسے اس کے "کیے کا بدلہ بھی مل جائے گا۔۔

مجھے اس سے اس دھوکے کی امید نہیں تھی بھائی وہ تو محبت کے دعوے کرتا تھا" "تو کسی اور کو مجھ پر فوقیت دینے کا کیسے سوچ لیا اس نے۔۔
وہ اپنے ذہن کی الجھن شکوہ کناں لہجے میں بیان کرتی پھر سے خود پر ضبط کھوتی آنسو بہانے لگی۔۔

"عالیہ۔۔ میرا بچہ میں جانتا ہوں یہ سب تکلیف دہ تو ہے مگر جب ہمیں امی کے جانے پر صبر آ گیا تو سمجھو کہ ہر چیز پر صبر آنا ممکن ہے۔۔ یہ وقت بھی گزر جائے گا، تم حوصلہ رکھو۔۔!" وہ اسے دلاسہ دیتا اپنی ہتھیلی کی پشت سے اس کے رخسار پر بہتے آنسو صاف کرنے لگا۔۔

"کیا یہ سوگ تمھیں کوئی فائدہ دے سکتا ہے۔۔؟ چھوڑ دو اسے اس کے حال پر۔۔ تمھارے آگے بھی ابھی بہت منزلیں پڑی ہیں خود کو اس کی خاطر ختم مت کرو۔۔!"

وہ مزید بولا جس پر عالیہ نے کوئی رد عمل نہ دیا وہ وقت کے ہاتھوں مزید خسارہ اٹھانے کے حق میں نہیں تھی مگر اب اس کے ہاتھ بھی خالی پڑ چکے تھے دل اسے تکلیف کے ذریعے سزا دے رہا تھا تو دماغ اسے ہر چیز بھول جانے کا کھوکھلا حوصلہ دے رہا تھا۔۔

شام مکمل ڈھلی تھی علی فیصل شاہ اسلام آباد سے اپنے گھر پہنچا تھا اپنی گاڑی کار پورچ میں کھڑی کرتا گارڈ کی جانب سے دروازہ کھلنے پر وہ گاڑی کے پچھلی سیٹ سے باہر نکلا۔۔

دیگر ملازمین اس کا سامان لاؤنج سے ہوتے ہوئے اس کے کمرے تک پہنچانے میں مصروف ہوئے وہ خود بھی کلائی پر اپنا بلیزر کوٹ ڈالے بکھرے خوبصورت بالوں کے ساتھ وہ آنکھوں میں کچھ تھکان لیے لاؤنج کے دروازے سے برآمد ہوا جہاں لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے تمام گھر والے چہروں پر سوالیہ تاثرات اور نگاہوں میں برہمی لیے اس کے سابقہ اعلان کے نتیجے میں گھر کی عدالت لگائے بیٹھے تھے۔۔

"ہیلو آئیوری ون،ہیپی نیو ایئر ٹو آل۔۔!" وہ خوشگوار لہجے میں تمام لوگوں کو مخاطب کر گیا۔۔

اسے اپنے گھر والوں سے کوئی رد عمل نہ ملا وہ تمام لوگ جو صوفے پر براجمان تھے اب اٹھ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگے ان کے چہروں پر پہلے سے زیادہ برہمی ظاہر ہوئی۔۔

"کیا ہوا بھئی سب کے چہروں پر بارہ کیوں بجے ہیں۔۔؟" وہ سوال کرتا لاؤنج میں مزید ان کے قریب پہنچا۔۔

"آپ سے ہمیں اس رد عمل کی امید ہرگز نہ تھی۔۔"

"کس رد عمل کی؟ نرمین کیا کہہ رہی ہو۔۔؟" وہ مقابل کے شکوے پر متعجب ہوا۔۔

"بھائی، دوسری شادی؟ سیریسلی؟" سارہ نے بھی برہمی سے کہا۔۔

"بھائی آپ کے لیے میں وہاں عالم سے لڑ کر یہاں آ گئی اور آپ نے مجھے ہی ان کی نظروں میں غلط ثابت کر دیا۔۔" زرمین نے سرد لہجے میں اپنے شکوے کی وضاحت کی۔۔

"تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔۔!" بلا آخر شبانہ بیگم بھی شکایات کی لسٹ میں اپنا حصہ ڈال گئیں۔۔

"آرے امی آپ بھی؟" وہ حیران ہوا۔۔"

"فکر مت کرو اسے اس کارنامے کی سزا ضرور دوں گا میں۔۔" فیصل شاہ اپنی زوجہ سے مخاطب ہوا۔۔

"واہ بابا کیا کہنے! پہلا سسرال دیکھ رہا ہوں جو اپنی بہو کے حقوق کے لیے اتنا آگے نکل گیا ہے کہ بیٹے کو ہی پرایا اور گلٹی فیل کروا رہا ہے۔۔" وہ قدم مزید گھر والوں کی جانب بڑھاتے طنزیہ انداز میں گویا اپنی حیرت کا اظہار کرنے لگا۔۔

"تم اس بار غلطی پر ہو علی۔۔" ثمینہ بیگم بھی بول پڑیں۔۔

"تمھارا غیر سنجیدہ رویہ مجھے مزید حیران کر رہا ہے میری تربیت ایسی تو نہ تھی۔۔" فیصل شاہ نے بھی برہمی سے اپنا شکوہ ظاہر کیا جس پر علی بیزاری سے اپنا ماتھا پٹخا۔۔

"ریلیکس گائز۔۔ میں کوئی سچ مچ دوسری شادی نہیں کر رہا۔۔ یہ اپنی پاگل بیوی کی عقل ٹھکانے لگانے کا ایک ذریعہ ڈھونڈا ہے میں نے۔۔"

اس نے تمام لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آ کر بلآخر اپنا راز ان پہ افشاء کر ڈالا۔۔

تمام لوگ اس کے راز کھولنے پر بے حد متعجب ہوئے وہ حیرانی جو چند لمحے قبل علی کے چہرے پر عیاں تھی اب گھر والوں کے چہروں سے ظاہر ہونے لگی۔۔

"بھائی آپ سچ کہہ رہے ہیں ناں۔۔؟"

اس بات کی کیا گارنٹی ہے؟آگر تمھاری یہ چال تم پر ہی الٹی پڑ گئی تو۔۔؟"" فیصل شاہ نے سوال کیا۔۔

نہیں پڑے گی الٹی بابا۔مجھے امید ہے اب بلاآخر میں اسے قائل کر لوں گا۔۔"" اس نے پراعتمادی سے کہا۔۔

بھائی مگر وہ تو اب اور بھی غصہ ہوں گی کیا وہ واقعی آپ کو معاف کر پائیں گی۔۔؟"

میں سنبھال لوں گا ڈئیر سسٹر، بٹ پلیز آپ سب تب تک اس راز کو کسی سے "

"شئیر نہ کریں۔۔

وہ سارہ کو بھی مطمئن کرتا گویا ہوا اور اگلے جملے میں تمام گھر والوں کو ہدایت دے

گیا جس پر سب اثبات میں سر ہلاتے متفق ہوئے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"کیا عالیہ بنا ناشتہ کیے آفس چلی گئی؟۔۔"

"جی بھائی۔۔"

اگلی صبح ہوئی اور دستور ناشتے کی میز پر والد کے ہمراہ موجود ملزمہ نازو سے سوالیہ

گویا ہوا جس پر نازو نے اسے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

آج دوسرا دن ہے وہ جب سے یہاں آئی ہے اس نے کچھ نہیں کھایا۔۔ کل اتنا" سمجھایا تھا میں نے اس کے باوجود بھی۔۔" دستور نے اپنا سر پکڑتے والد سے مخاطب ہوا۔۔

تمھاری کل رات کیا بات ہوئی اس سے۔۔؟" والد نے پوچھا۔۔"

میں نے اسے کہا کہ اسے علی کے کسی بھی عمل پر کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے الٹا" "خلع لے کر آزاد کروائے خود کو اس عذاب سے۔۔

تو اس کا کیا ردعمل تھا۔۔؟" والد نے پھر سوال کیا۔۔"

وہ بس سن رہی تھی جواب کوئی نہ دیا۔۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے اس کی" بابا۔۔" دستور اپنے واسط کوٹ سے موبائل نکال کر نمبر ملاتے والد کو مخاطب کیا اور موبائل کان سے لگا گیا۔۔

"ہیلو عارض۔۔" دوسری جانب سے کال ریسیو ہوتے ہی وہ گویا ہوا۔۔

"جی بھائی۔۔!" وہ اپنے آفس کیبن میں صوفے پر براجمان ہاتھ میں تھامی فائل ٹیبل پر رکھ کر بولا۔۔

"عالیہ آفس آچکی ہے۔۔؟"
"جی بھائی وہ آفس میں ہی ہیں اپنے کیبن میں بٹ کسی سے بات نہیں کر رہیں۔۔!"
عارض نے دستور کے سوال پر فکریہ لہجے میں اپنی مرروال کے دوسری جانب عالیہ کے کیبن کو دیکھ کر کہا۔۔

"میں آتا ہوں۔۔" دستور اپنی کرسی سے اجلت میں اٹھنے لگا جس کی اجلت پر والد بھی پریشان ہوا۔۔

بھائی وہ شاید آپ کی موجودگی میں مزید پریشان نہ ہو جائیں۔۔" عارض نے" نرم مزاجی سے معاملہ سنبھالنے کی کوشش کی۔۔

ٹھیک ہے تو پھر تم اس پر نظر رکھو آگر میری ضرورت پڑے مجھے فوراً کال" کرنا۔۔" دستور اپنی کرسی پر دوبارہ براجمان ہوا۔۔

"جی بھائی میں ان کا دھیان رکھوں گا آپ فکر نہ کریں۔۔"
عارض نے اسے مطمئن کرتے گفتگو مختصر کی موبائل ٹیبل پر رکھا اور اپنے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب دیکھنے لگا صبح کے دس بج رہے تھے دو گھنٹے بعد ہونے والی میٹنگ کی تیاریاں جاری تھیں وہ وقت دیکھ کر اپنا کام چھوڑتے اٹھا اور عالیہ کے کیبن کی جانب روانہ ہوا۔۔

چند قدموں کا فاصلہ طے کرتا وہ اس کے کیبن کے دروازے تک پہنچا اور دستک دیتے داخل ہوا جہاں عالیہ گہرے نیلے اور سفید رنگ کا آفس سوٹ پہنے بال باندھے آفس کی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔

دروازے کی دستک پر وہ چونکتے آنکھیں وا کر گئی جبکہ عارض بھی اس کی ٹیبل کے قریب پہنچا اسے مقابل کی آنکھوں میں سرخی دیکھتے ہی کر اس کی تکلیف کا اندازہ لگانے میں ذرہ دیر نہ لگی۔۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔؟"
"ہمم۔۔"
وہ عالیہ سے مؤدبانہ انداز میں سوال کر گیا جس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ناشتہ منگواؤں آپ کے لیے۔۔؟"

نہیں مجھے بھوک نہیں۔۔" عالیہ نے اس کے اگلے سوال پر مدھم سی آواز میں "
کہا۔۔

"تو کوئی جوس یا انرجی ڈرنک ؟"

بلیک کافی۔ !" وہ جواباً بولی۔۔ "

اوکے ! ہماری آج اختر صاحب کی ٹیم کے ساتھ میٹنگ تھی اگر آپ کی "
طبیعت ٹھیک نہیں تو اسے کینسل کروادوں۔۔؟" عارض نے پھر پوچھا۔۔

نہیں وہ بہت امپورٹنٹ ہے۔۔ یہ میٹنگ ضرور ہونی چاہیے میں بالکل ٹھیک "
"ہوں تم تیاریاں کرواؤ۔۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔۔"

عالیہ نے اپنے جواب سے مقابل کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جس پر وہ مجبوراً سر ہلاتا اس کی بات پر عمل درآمد کرنے کے لیے تیار ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دو گھنٹے گزرے میٹنگ کا آغاز بھی ہو چکا تھا میٹنگ روم میں دونوں کمپنیوں کے کچھ اہم افراد موجود تھے دونوں فریقین اپنے خیالات کا تبادلہ کرنے میں مصروف تھے جبکہ عالیہ خاموشی اختیار کیے اپنے ہی خیالات کے بھنور میں گم تھی بلاشبہ اس کا وجود تو میٹنگ روم میں موجود تھا مگر اس کا ذہن اب بھی دو روز قبل ہونے والی تقریب میں اٹکا تھا۔۔

تو اس ڈیل کے متعلق ہم نے جو تجاویز دی ہیں ان پر آپ کیا کہنا چاہیں گی " میم۔۔؟" بلاآخر اختر گروپ کے ممبر نے اپنے گفتگو میں عالیہ کی رائے شامل کرنے کے لیے اسے مخاطب کیا جو ذہنی طور پر غیر حاضر تھی۔۔

"میم۔۔؟؟"ممبر نے پھر کہا جس پر عارض بھی فکریہ تاثرات کے ساتھ عالیہ کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"عالیہ صاحبہ۔۔!"اس نے پین کا سرا عالیہ کی ہتھیلی کی پشت پر ہلکے سے تھپتھپاتے یوں مخاطب کیا کہ دیگر ممبران اس کی حرکت کو محسوس نہ کر سکیں۔۔

"ہاں۔۔؟"وہ بلاآخر متوجہ ہوئی مگر لہجہ نہ سمجھی سے بھرپور تھا۔۔
"آپ کی تجاویز پر کیا رائے ہے۔۔؟"ممبر کے دوبارہ سوال پر میٹنگ میں موجود دیگر افراد بھی عالیہ کی جانب مزید متوجہ ہوئے۔۔

ایم سوری ایم فیلنگ ناٹ ویل۔۔ آپ کو اس بارے میں مسٹر عارض گائیڈ کر" دیں گے۔۔" وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوتی بولی میٹنگ میں موجود تمام افراد اس غیر معمولی عمل پر تعجب زدہ ہوئے۔۔

آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔؟" عارض نے سوال کیا۔۔"

سر میں درد ہے میں اپنے کیبن میں جا رہی ہوں تم یہ میٹنگ سنبھال لینا اور"
"سب سے کہہ دینا کہ کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔۔
اس نے مختصر سا جواب دیا اور روانہ ہونے لگی جسے عارض جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ کچھ قدم چلی ہی تھی کہ دروازے تک پہنچنے سے قبل لڑکھڑا گئی۔۔

آرے سنبھال کر عالیہ صاحبہ۔۔ آپ ٹھیک نہیں لگ رہی ہیں آپ کو گھر جانا" چاہیے۔۔" اسے لڑکھڑاتا دیکھ عارض فوراً اپنی کرسی سے اٹھتا دروازے کے

قریب پہنچ کر اس سے گویا ہوا یہ عمل میٹنگ میں موجود تمام افراد بھی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔اٹس اوکے۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے" عارض کو اپنے قریب آنے سے روکتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔۔

وہ اپنے کیبن میں آتی دروازے اندر سے لاک کر گئی اس نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا جس کے سبب اب اسے چکر آرہے تھے۔۔
وہ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اب صوفے کی جانب بڑھنے ہی لگی کہ اسی دوران اس کے پیر چکر کے باعث دوبارہ لڑکھڑائے اور زمین پر گر کر بیٹھ گئی۔۔
وہ سوچ پر مجبور ہوئی کہ اِس شخص نے اُسے کس قدر بے بس کر دیا تھا۔۔

وہ پھر سے خود پر ضبط کھو کر آنسو بہاتی خود اس وقت ہر لحاظ سے نہایت کمزور لاچار محسوس کر رہی تھی اس کا دل اس کے قابو میں نہیں آ رہا تھا وہ مسلسل بضد تھا کہ اسے وہ شخص چاہیے جسے عالیہ نے خود سے خود ہی دور کیا تھا۔۔

دوسری جانب عارض میٹنگ روم سے باہر نکل کر اپنا موبائل پینٹ کی جیب سے نکلتا عالیہ کے کیبن کی جانب دیکھ کر سوچ میں گم خود سے فیصلہ کرنے لگا۔۔

"اب آپ ہی اس مسلے کو حل کر سکتے ہیں۔۔!" وہ اپنے ذہن میں کیے فیصلے پر اب عملدرآمد کرتے ہوئے موبائل پر نمبر ملاتا خود سے گویا ہوا۔۔

"ہیلو عارض صاحب۔۔؟" مقابل گاڑی کی پچھلی سیٹ پر سوار کال اٹھا کر خوش مزاجی سے گویا ہوا۔۔

"علی بھائی آپ کدھر ہیں۔۔؟" عارض نے موبائل کان سے لگائے سوال کیا۔۔

"میں ائیرپورٹ کے لیے نکل گیا ہوں ترکی جانا ہے، کچھ روز میں واپس آجاؤں گا۔۔ تم بتاؤ۔۔؟" علی نے تفصیل دی۔۔

"بھائی آپ جہاں بھی ہیں فوراً شازمان آفس پہنچیں۔۔!!"

"سب خیریت۔۔؟" علی نے بھنویں اچکائے۔۔

"عالیہ صاحبہ کی حالت ٹھیک نہیں آگر آپ اسے اسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے تو یقیناً وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ پائیں گی۔۔" اس نے فوراً مدعے کی بات کہی۔۔

"وٹ۔۔؟ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔؟" جو ٹیک لگائے پر سکون بیٹھا تھا اب بےچین اور حیرت زدہ ہوا۔۔

"بھائی میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں بس آپ پلیز فوراً پہنچیں آپ کا آنا بہت ضروری ہے آپ ہی سب کچھ ٹھیک کر سکتے ہیں۔۔" عارض کا لہجہ ملتجی ہوا۔۔

"""اچھا اوکے تم پریشان مت ہوں میں بس بیس منٹ میں پہنچتا ہوں۔۔" اس نے فکریہ لہجے میں کہا اور گفتگو مختصر کرتے گاڑی کا رُخ شازمان ٹیکسٹائل کی جانب کروا گیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا عارض آفس بلڈنگ کے نچھلے حصے لابی میں لفٹ کے قریب کھڑا علی کا منتظر تھا جو اسی لمحے گاڑی سے نکلتے دوڑ کر بلڈنگ کی لابی میں داخل ہوا عارض کے قریب پہنچا۔۔

کہاں ہے عالیہ؟ کیا ہوا اسے۔۔؟" وہ نہایت فکریہ لہجے میں گویا ہوا اسے خوف" تھا کہیں اس کے، لیے گئے اقدام کے نتیجے میں عالیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو۔۔

بھائی وہ اپنے آفس روم میں ہیں انہوں نے دروازے اندر سے لاکڈ کر کے خود کو قید کر لیا ہے یہ رہی اس کیبن کی چابی۔۔" وہ پینٹ کی جیب سے چابی نکال کر علی کو تھماتے گویا ہوا اور وہ دونوں ایلیویٹر میں داخل ہو گئے۔۔

۔

۔

علی اس کے آفس کمرے کے قریب پہنچ کر دروازے کھولتا اندر داخل ہوا جہاں اس نے عالیہ کو پشت کی جانب سے زمین پر بیٹھا دیکھا تو اس کے حیرت کی انتہا نہ رہی اس کے قدم تھمے اور وہ سنہری آنکھیں بھی باہر کو آئی۔۔

"میں کیوں خود کو نہیں سنبھال پا رہی آخر الگ ہونا تھا ہو گئے اب کیوں سکون نہیں آرہا مجھے"۔۔

وہ اپنا ہاتھ زمین پر مارتے خود کو کوستی گویا ہوئی جسکا جملہ عالیہ کے عقب میں کھڑے اس کے محرم نے بھی سنا۔۔اس کی آنکھوں میں بھی اب عالیہ کی بے بس حالت کو دیکھتے نمی اتر آئی۔۔

"عالیہ۔۔!" وہ بھاری آواز میں اسے پکار گیا جس کی آواز عالیہ کے سماعتوں کو ناقابلِ یقین سی لگی وہ فوراً گردن موڑے دروازے کے قریب کھڑے اس چھوڑے قد آور شخص کو سیاہ شرٹ گہرے بنفشی رنگ بلیزر کوٹ اور سیاہ پینٹ میں اپنے آفس کے اندر موجود دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔

وہ زمین پر ہتھیلیاں ٹکائے کھڑی ہوتی بمشکل اس کے قریب پڑھنے لگی جواب آنکھوں میں نمی لیے ہر شے سے غافل سا کھڑا اسے پلک جھپکائے بنا دیکھ رہا تھا۔۔

"تت تم۔۔؟ اب کیا لینے آئے ہو۔۔" وہ علی کے قریب پہنچتی برہمی سے بولی۔۔

"تمھیں تو دوسری شادی کرنی تھی ناں۔۔؟" وہ مزید بولی۔۔

"تو جاؤ! کرو ناں شادی۔۔ جشن مناؤ، یہاں کیا لینے آئے ہو۔۔؟"
اس نے علی کو پیچھے کی جانب بری طرح دھکیلتے ہوئے کہا اور اس پر برہمی سے دبی دبی غرائی جسکے عمل پر وہ بے جان سا بت بنے پیچھے قدم لیتا لڑکھڑایا۔۔

جاؤیہاں سے ! میں نفرت کرتی ہوں اب تم سے۔۔ شدید نفرت ہے مجھے۔۔" "وہ دوبارہ غراتی علی کو مزید پیچھے دھکیل گئی۔۔

جاؤ۔۔ علی۔۔ آئی سیڈ آئی ہیٹ یو ! سنا تم نے۔۔؟" وہ خود بھی دوبارہ چکر کے" باعث لڑکھڑاتی اس کا گریبان پکڑ کر سخت لہجے میں بولی اس کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے جبکہ علی اس کے بازوؤں کو اب اپنی ہتھیلیوں کی گرفت میں مضبوطی سے تھامے اسے سہارا دیتے ماتھے پر ابھریں سلوٹوں کے ساتھ خاموشی لیے اس کے شکوے سن رہا تھا مگر اس کی حالت کو سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

"آئی ہیٹ یو۔۔ آئی سو ہیٹ یو۔۔ آئی۔۔ آیی۔۔ آئی ہییٹ یی۔۔ یو۔۔" اس نے الفاظ جوڑنے کی کوشش کی مگر شدید غصے سے بھرپور جذبات اور کئی وقت سے کچھ نہ کھانے کے باعث کمزوری غالب آتی اس پر بلا آخر غشی طاری کر گئی۔۔

عالیہ۔۔عالیہ آنکھیں کھولو۔۔عالیہ۔۔!" وہ اُسے اپنے ہاتھوں میں بے سدھ ہوتے دیکھ کر شدید پریشان ہوتا اسے کمر سے تھامے اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا مگر وہ تو آنکھیں موندے اب کہاں اپنے حواسوں میں تھی جو مقابل کے کسی بھی عمل پر اسے جواب دیتی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سہ پہر سے اب شام ہونے کو تھی وہ لوگ اب زمان ہاؤس میں موجود تھے ڈاکٹر معائنہ کر کے ادوایات اور علاج کے بعد جا چکا تھا جبکہ عالیہ کو کافی دیر بعد اب بلا آخر ہوش آیا اس نے دھیرے دھیرے اپنی موندی آنکھیں وا کرتے سرسری ارد گرد دیکھا تو خود کو اپنے کمرے میں اپنے بستر پر پایا جہاں اس کے سرہانے والد فکریہ تاثرات لیے بیٹھا اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

اب کیسا ہے میرا بیٹا۔۔؟" والد نے مدھم آواز میں عالیہ سے سوال کیا۔۔"

جی بابا میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ آنکھیں اٹھائے والد کو تکتی انہیں مطمئن کرنے" کی غرض سے لبوں پر جعلی مسکراہٹ لیے بولی۔۔

شکر ہے کہ تمھیں ہوش آگیا۔۔" والد نے جواباً کہا اسی دوران عالیہ نے کمرے" میں دھیان سے اپنے ارد گرد دیکھا تو وہاں دستور، ملازمہ ناز و اور ساتھ ہی علی بھی کلائی پر بلیزر کوٹ ڈالے ان کے ہمراہ کھڑا چہرے پر پریشانی کے تاثرات لیے ہوئے تھا جسے دیکھ کر عالیہ کی آنکھیں یقین آخز کرنے کی کوشش میں ضرورت سے زیادہ کھلی۔۔

اب مطمئن ہوں میں۔۔!" والد نے مزید کہتے اُسے پھر اپنی جانب متوجہ" کیا۔۔

"!دستور چلو بیٹا اسے آرام کی ضرورت ہے۔۔"

"!جی بابا۔۔"

والد گویا ہوتا عالیہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور روانہ ہونے لگا۔۔

والد شیر زمان کے جملے پر علی نے بھی اپنے قدم پلٹائے جس پر شیر زمان نے اسے رکنے کا اشارہ کیا اور نازو کو اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔۔

تھینک یو بابا۔۔"شیر زمان نے علی کا کندھا تھپتھپایا تو وہ جواباً مسکراتے گویا ہوا" جبکہ عالیہ یہ ماجرا ناگوار نظروں سے دیکھ رہی تھی مگر خاموش تھی۔۔

وہ تینوں کمرے سے روانہ ہوتے ان دونوں کو عالیہ کے کمرے میں گفتگو کی غرض سے اکیلا چھوڑ گئے۔۔ علی ان کے روانہ ہوتے خود بستر کی جانب قدم بڑھا گیا جسے دیکھ وہ کچھ نظریں چرائے سہمی۔۔

وہ اس کے قریب بستر پر بیٹھا اس کے خوبصورت چہرے کو تکنے لگا جہاں عالیہ کے چہرے پر اپنے مغموم اور مضطرب جذبات سے لڑتے لڑتے کچھ تھکان اور کمزوری ظاہر تھی۔۔

جان نکال دی تھی تم نے تو میری۔۔" وہ مدھم سا گویا ہوا اس کی آواز سنتے عالیہ" نے جھکی نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا علی کے چہرے سے واقعی پریشانی عیاں تھی۔۔

تمھاری جان کیوں نکلی جا رہی ہے؟ جان نکالنا تو صرف تمھیں آتا ہے" ناں۔۔!" وہ اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر طنزیہ بولی۔۔

"میں جانتا ہوں تم بہت ہرٹ ہوئی ہو۔۔ مگر۔۔"

جب تمھیں دوسری شادی کرنی ہی ہے، تو تم اب یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟""" اس نے مقابل کا جملہ کاٹ کر برہمی سے کہا۔۔

"دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینی ہوتی ہے ناں اسی کے لیے تمھیں قائل کرنے آیا ہوں۔۔"

اس نے اپنے شریر سے انداز میں کہے گئے جملے سے پھر اپنی بیوی کا ضبط آزمانا چاہا جسے سن کر وہ نظریں پھیرتے دانت بھینچنے لگی۔۔

"اجازت دینے کے بجائے تمھاری جان لینا زیادہ پسند کروں گی میں۔۔" وہ مدھم آواز سے آنکھوں میں انگارے لیے بولی۔۔

"تو تمھیں واقعی لگتا ہے کہ میری زندگی میں جو تمھارا مقام ہے وہ میں کسی اور کو دے سکتا ہوں۔۔؟" علی نے مسکرا کر سوال کیا۔۔

"تمھاری اناؤنسمنٹ سے پہلے نہیں لگتا تھا اب لگتا ہے کہ شاید وہ مقام کھو دیا ہے میں نے۔۔" وہ نظریں جھکا گئی۔۔

میں نے وہ اناؤنسمنٹ صرف تمہارا پھتر دل پگھلانے کے لیے کی تھی۔۔میں "
"دوسری شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔
اس نے عالیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے بلا آخر اسے حقیقت سے آشنا کیا جسے سن کر وہ ماتھے پر بل ڈالے حیرت زدہ ہوئی۔۔

"سچ کہہ رہے ہو۔۔؟"
"! بالکل سچ۔۔"
وہ سوالیہ بولی اسے یقین نہیں آیا جبکہ علی نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔۔

تو تمھیں یہ بھی اندازہ ہو گا کہ اتنی بڑی پارٹی میں ایسی فیک اناؤنسمنٹ سے "
"!! تمھیں کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔
اس نے ماتھے پر بل برقرار رکھتے جواباً سرد لہجے میں علی کو مخاطب کیا جس پر وہ گہرا مسکراتے اپنا ہاتھ اس کے گال پر رکھ گیا۔۔

"جب بات تمھاری ہو تو میں نفع نقصان نہیں دیکھتا۔۔یہ بات بھی اچھے سے ذہن نشین کرلو تم۔۔"

اس نے خود کو مزید قریب سرکاتے محبت سے سرشار لہجے میں کہا جس کے جملے پر عالیہ مزید حیران ہوتی اس کے قریب آنے کی حرکت سے نظریں چرا گئی۔۔

۔

۔

"چلو تمھیں آرام کی ضرورت ہے۔۔آرام کرو۔۔میں چلتا ہوں۔۔"وہ گفتگو مختصر کرتا بستر سے اٹھ کھڑا ہوا جس کی عالیہ کو توقع نہیں تھی۔۔

"علی!"وہ اسے اٹھتا دیکھ کر حیرت سے بے ساختہ بولی گویا وہ فلحال مقابل کو خود سے دور کرنے کے حق میں نہ ہو۔۔

یہ نام تمھارے منہ سے سننے کے لئے ترس گیا تھا میں۔۔"وہ مسکرایا۔۔"

آ۔۔کک۔کہاں جارہے ہو۔۔"وہ ہڑبڑاتے تعجب سے بولی۔۔"

نیچے جارہا ہوں بابا کو تھینک یو کرنے کہ انھوں نے مجھے گھر آنے کی اجازت دی" "اور میری سب سے قیمتی چیز مجھے لوٹانے کا سبب بنے۔۔
وہ وضاحت دیتا بولا جسے عالیہ خاموشی سے سن رہی تھی مگر کوئی جواب نہ دے سکی۔۔

"تم آرام کرو۔۔"
وہ اپنا جملہ کہتا اسے پھر اداس کر کے کمرے سے چلا گیا جسے وہ خود صاف لفظوں میں روک بھی نہ سکی اور اس کی دلی کیفیت مقابل سمجھ بھی نہ پایا۔۔

-----------سونی رائٹس-----------

"تم سے میں نے کہا تھا کہ اُسے ائیر پورٹ پر ختم کر دینا ہر کام تم لوگوں سے ہوتا آ رہا ہے۔۔آج میں اس خبر کے انتظار میں تھا تو یہ کام اب تک کیوں نہیں ہوا۔۔؟"

شام ڈھلی تھی مگر ہادی آفس کی کرسی پر بیچین بیٹھا اپنے گھر جانے کے بجائے اپنے غرض کی خبر سننے کا منتظر اب فون پر گویا ہوتا حمزہ پر برس پڑا۔۔

"ہادی سرکار اصل میں۔۔!"

"وہ زندہ ہے یا نہیں۔۔"وہ مقابل کی بات کاٹتے غرایا۔۔

"زز۔۔زندہ ہے۔۔!"

حمزہ نے لڑکھڑاتی آواز میں یوں خوفزدہ ہوتے کہا گویا اسے وہ شخص فون سے نکل کر موت کی نیند سلادے گا۔۔جبکہ ہادی نے گہری سانس کھینچتے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔۔

"کیوں زندہ ہے۔۔؟اس نے آب حیات پی رکھی ہے کہ تم لوگ اسے مارنے میں ناکام ہوئے۔۔؟" وہ آغاز میں تحمل کا مظاہرہ کرتا آخر میں پھر غرایا۔۔

"نہیں سرکار ہمارے لوگ ائیرپورٹ پر ہی موجود تھے سات گھنٹے سے مگر وہ نہیں آیا۔۔" حمزہ نے وضاحت دی۔۔

"مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو جیری۔۔ کہہ دو کہ تمھارے ناک کے نیچے سے وہ پلین میں سوار ہو گیااور تم لوگوں کا دھیان کہیں اور تھا۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے بولا اسے یہ خبر مزید بےچین کر گئی وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوااور آفس میں بریفنگ ایریا کی جانب قدم بڑھا گیا۔۔

"نہیں سرکار ہمارے لوگوں نے اچھی طرح دیکھا وہ آئے ہی نہیں ہمارے بیس لوگ ایئرپورٹ پر پوری تیاری کے ساتھ موجود تھے۔۔"

"""ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ پتا کرو وہ ترکی گیا بھی ہے یا یہ خبر جھوٹی ملی تھی۔۔!!
اس نے تحمل سے کہا اور اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔۔

"ویسے خبر بالکل سچی تھی مگر ہم پھر بھی پتا لگاتے ہیں۔۔ کل صبح تک آپ کو بتا دیں گے۔۔"
اس نے حمزہ کے نرم لہجے میں جواب سن کر بھی فوراََ طیش میں کال کاٹتے موبائل صوفے پر پھینکا اور خود بالکونی سے نیچے کی جانب سڑک پر گزرتی گاڑیوں کا منظر دیکھنے لگا اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ اپنی منزل سے پھر دور نہ ہو گیا ہو آگر ایسا تھا تو اس کے اندر پھر سے جنونیت، بدلے کی آگ اور غصّے کا لاوا ابلنے جا رہا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات ہو چکی تھی زمان ہاؤس میں آج تو جیسے اس شخص کی آمد سے رونق سی بکھر گئی تھی عالیہ کے بیمار ہونے اور نرمین کی غیر موجودگی کے باوجود بھی آج کافی عرصے بعد ماحول خوشگوار تھا۔۔

وہ تینوں مرد حضرات گفتگو کرتے اب ملازمین کی اطلاع پر لاؤنج کے صوفے سے ہوتے ہوئے امرحہ کے ہمراہ ڈائننگ ٹیبل کے قریب پہنچے اور اپنی کرسیوں پر براجمان ہوئے۔۔

بابا بلاوجہ زحمت کی۔۔" ٹیبل پر انواع واقسام کے اپنے پسندیدہ کھانے دیکھ کر" علی نے شیر زمان کو مخاطب کیا۔۔

زحمت کیسی تم اتنے عرصے بعد گھر آئے ہو۔۔" شیر زمان نے اسے جواباً" مخاطب کرتے ہاتھ کے اشارے سے کھانا شروع کرنے کا کہا۔۔

"بابا میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔۔"

" بابا کو شکریہ نہیں کہتے برخوردار۔۔"

وہ اس کے قریب بیٹھا اس کی پیٹھ تھپتھپاتے بولا دستور بھی والد اور علی کی اس گفتگو کو سرد نظروں سے دیکھتا کھانے میں مصروف تھا دریں اثناء عالیہ بھی سیڑھیوں پر کھڑی خالی لاؤنج کی جانب جھانک کر اب آہستگی سے اترنے لگی۔۔

"عالیہ باجی۔۔؟"

ڈائننگ ٹیبل کے قریب کھڑی نازو اسے سیڑھیاں اترتے دیکھ کر حیرانی سے بولی نازو کی بات سنتے ہی دستور اور شیر زمان بھی سیڑھیوں کی جانب متوجہ ہوئے جبکہ علی بھی گردن گھما کر پیچھے دیکھتا اسے اُترتے دیکھ کر فوراً اپنی جگہ سے اٹھتا سیڑھیوں کی جانب روانہ ہوا۔۔

وہ سیڑھیوں پر چڑھ کر اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا جسے اپنے روبرو پا کر عالیہ ششدر رہ گئی اسے گمان تھا کہ علی اس کے کمرے سے نکلنے کے بعد شام ہوتے

ہی گھر کو لوٹ چکا ہو گا مگر مقابل خندہ پیشانی لیے اپنی موجودگی سے اس کے تمام گمان غلط ثابت کر گیا۔۔

"تمھیں کسی چیز کی ضرورت تھی تو بتا دیتی خود کیوں آئی؟ طبعیت خراب ہے ناں تمھاری۔۔" وہ اپنی بھاری آواز کے ذریعے عالیہ کو حیرت و خیالات کے بھنور سے اک لمحے میں کھینچ لایا۔۔

"اب بہت بہتر ہوں اکیلے کمرے میں بور ہو رہی تھی۔۔" اس نے اک لمحے ٹھہر کر مقابل کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے کم۔۔"

اپنے بڑھتے ہاتھ کی جانب اس کی توجہ دوبارہ مبذول کرا گیا جس پر آج وہ بلا آخر ایک عرصے بعد اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتی قدم نیچے کی جانب لینے لگی جبکہ

علی اسے سہارا دیتا اب اس کا کندھا تھام کر اترنے میں مدد کرنے لگا جس پر اس کی سانسیں مدھم پڑی۔۔

وہ لوگ ڈائننگ ٹیبل تک پہنچے اور علی کرسی پیچھے کرتا اسے اپنے پہلو میں بٹھاتا خود بھی اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔

"السلام وعلیکم۔۔"
وہ اپنی جگہ پر بیٹھتے مدھم آواز میں گویا ہوئی جس کا والد اور بھائی نے جواب دیا۔۔

"طبعیت کیسی ہے۔۔؟"

"بہت بہتر ہے بابا۔۔"

بابا میں آج رات یہیں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔۔" علی نے اپنا ارادہ ظاہر کرتے ٹیبل" پر موجود عالیہ اور دستور کو حیرت میں مبتلا کر دیا جو اپنی نگاہوں میں حیرانی لیے علی کی جانب ہی دیکھ رہے تھے۔۔

بالکل بیٹا یہ تمھارا ہی گھر ہے جب تک چاہو رہ سکتے ہو۔۔"شیر زمان نے" اجازت دی اور علی کے فیصلے پر مسرت کا اظہار کیا۔۔

واؤ بابا آج ساتھ رہیں گے۔۔"امرحہ بھی تعجب سے سن کر معاملات سمجھنے" کے بعد اب خوشی سے سرشار ہوتی بولی اور تمام گھر والوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی۔۔

یس میرا بچہ۔"اس نے اپنی بیٹی کے سر پر بوسہ دیتے کہا دونوں باپ بیٹی کو" محویت سے تکتے دستور کو اپنی اولاد کی یاد ستانے لگی جو اس وقت شاہ مینشن میں موجود تھے۔۔

بھائی آپ ناراض ہیں اب تک۔۔"دستور کی محویت محسوس کرتے علی نے"
اسے مخاطب کیا۔۔

نہیں میری تم سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔۔ کھانا شروع کرو ٹھنڈا پڑ جائے"
"گا۔۔
اس نے نرم لہجے میں کہا جس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے علی نے اطمینان کا
اظہار کیا۔

دستور بھی جان چکا تھا کہ عالیہ علی کے تعلقات بحال ہونے سے ہی اسے اس کی
بیوی اور بچے واپس مل سکتے ہیں اور یہی نرمین کی شرائط میں بھی شامل تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شاہ مینشن میں بھی تمام افراد رات کے کھانے کے لیے ڈائننگ ٹیبل کے گرد اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان تھے۔۔

"علی کہاں ہے۔۔؟"فیصل شاہ سربراہی کرسی پر براجمان تمام افراد کی جانب نظریں دوڑاتے اپنے صاحب زادے کی غیر موجودگی کے متعلق سوالیہ گویا ہوا باقی لوگ بھی ان کے سوال پر خاموش تعجب زدہ ہوئے کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا جبکہ سارہ موبائل پر نظریں جمائے حیرت زدہ ہوتی مسکرائی۔۔

"گائز میرے پاس ایک گڈ نیوز ہے۔۔"اس نے نرمین کی جانب دیکھتے سب کو مخاطب کیا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"شبانہ بیگم نے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

بھائی کا پلان ورک کر گیا ہے۔۔ عالیہ بھابھی مان گئیں اور بھائی آج وہیں رکیں" گے انہوں نے ابھی میسج کیا مجھے۔۔"اس نے نہایت پر مسرت لہجے میں کہا جسے سن کر یک دم سب کے چہروں پر تاثرات بدلے۔۔

یا اللہ تیرا شکر۔۔!"شبانہ بیگم گویا ہوئیں۔۔"
شکر ہے اس نئے سال میں کچھ تو اچھا سننے کو ملا۔۔"نزمین نے بھی جواباً کہا۔۔"

پلان تو بے وقوفانہ تھا مگر کام کر گیا تو یہ اچھی بات ہے۔۔"شاہ نے شریر انداز" میں کہا جس پر ثمینہ بیگم اور سارہ بھی مسکرا گئی۔۔

اس کا مطلب ہے کہ عالیہ اب بہت جلد یہاں آنے والی ہے۔۔!"ثمینہ بیگم" نے کہا۔۔

بالکل ایسا ہی ہے وہ بہت جلد آئیں گی ائ ایم ویری اکسائٹڈ۔۔!!"سارہ نے پر" جوش انداز میں ثمینہ بیگم سے جواباً کہا۔۔

شکر ہے کہ بلا آخر یہ مسلہ حل ہو گیا اور بھائی کی زندگی میں تھوڑا سکون آ" "گیا۔۔
زمین نے اپنی مسرت کا اظہار کیا شاہ خاندان کی خوشی اگر اس وقت وہ دونوں یہاں موجود ہو کر دیکھ پاتے تو یقیناً انہیں اپنی تقدیر پر رشک آتا۔۔

-------------سونی رائٹس-----

کچھ دیر گزری تھی امرحہ اپنے بابا کے ہمراہ اب عالیہ کے کمرے میں موجود ایکس باکس پر کار ریسنگ کی ویڈیو گیم کھیلنے میں مصروف تھے جبکہ عالیہ ہلکے گلابی رنگ شلوار قمیض میں رات کا آرام دہ لباس پہنے اپنے بستر پر بلینکٹ اوڑھ کر ٹیک لگائے بیٹھی ان دونوں کو گیم میں مشغول پا کر ناگواریت سے دیکھ رہی تھی۔۔

امرحہ آپ نے سونا نہیں ہے ٹائم دیکھیں کتنی دیر ہو گئی۔۔!" وہ بلآخر ان کی" ہنسی مذاق سے اکتاتی بولی۔۔

"ماما آج بابا آئیں ہیں تھوڑا اور کھیلتے ہیں پھر سو جائیں گے۔۔"
امرحہ نے مؤدبانہ انداز میں کہا جس پر علی اسکی جانب گردن موڑ کر دیکھتے مسکرانے لگا امرحہ نے والد کا دھیان اپنی جانب پا کر ہاتھ میں تھامے کنٹرولر کی مدد سے گیم میں والد کی گاڑی کو ٹکرا کر الٹنا چاہا جس کی ٹکر کی آواز سنتے علی دوبارہ ایل سی ڈی اسکرین پر متوجہ ہوتا حیران رہ گیا وہ چھوٹی سی عمر میں کس قدر تیز اور اس کھیل کی ماہر ہو گئی تھی یہی خیال اس کے والد کے ذہن میں اس وقت ابھرا تھا۔۔

آپ باتوں باتوں میں چیٹینگ کر رہی ہیں۔۔ مس امرحہ دز از ناٹ فئیر۔۔!"""" وہ اپنی گاڑی کی ٹکر پر شکوہ کرتا بولا۔۔

سوری بابا اٹس جسٹ آ مسٹیک۔۔"امرحہ کا لہجہ یہاں بھی مؤاد بانہ تھا۔۔"

"چیٹینگ اور پھر بہانا یہ سب آپ کو یقیناً ماما سکھا رہی ہیں۔۔"

"نہیں بابا۔۔!!"

تم نے اس چھوٹے سے کمرے میں رات گزارنے کا فیصلہ تو کر لیا مگر تم نے سونا" کہاں پر ہے۔۔؟"ان کی گفتگو میں خلل ڈالتی وہ علی سے گویا ہوئی جو ویڈیو گیم پر بلاآخر فنش لائن پار کرتا گیم کا فاتح بنا۔۔

امرحہ۔۔؟"اس بار اپنے والد کی جیت کے بعد وہ کنٹرولر زمین پر رکھ کر اپنی" جگہ سے اٹھتے بستر پر والدہ کی جانب بڑھی، علی نے اسے یوں جاتے دیکھ کر مخاطب کیا۔۔

"کنگراچولیشنز بابا باقی صبح کھیلیں گے ابھی نیند آرہی ہے۔۔!" امرحہ نے وضاحت دی اور اپنی والدہ کے پہلو میں بستر پر لیٹ گئی۔۔

"میں کچھ کہہ رہی ہوں۔۔" اس بار اسے اپنی بات نظرانداز ہونے پر عالیہ نے مخاطب کیا۔۔

"یس مائی کوئین؟ میں صوفے پر سو جاؤں گا۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر گیمنگ ڈیوائس بند کرتا مصروفانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم گیسٹ روم میں سو جاؤ۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں کہا۔۔

"یہ صوفہ بہتر ہے۔۔!"

وہ تکیا بستر سے اٹھا کر فوراً بولا اور صوفے کی جانب بڑھتا وہاں تکیا لگا کر لیٹا جو نہ تو اس کی چوڑی جسامت کے لیے چوڑائی کے اعتبار سے مناسب تھا نہ ہی اس کے

لمبے قد کے حساب سے لمبائی میں بہتر تھا مگر اس نے بھی آج اپنی بیوی کے آنکھوں کے سامنے رہنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ بات تو اٹل تھی کہ جب وہ ارادہ باندھ لے تو نہ ہار مانتا ہے نہ پیچھے ہٹتا ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کا ایک بج چکا تھا عالیہ نے آنکھیں وا کیے نیند سے بیدار ہو کر صوفے کی جانب دیکھا جہاں علی اب تک جتن کرتا خود کو اُس صوفے پر کسی طرح سمو کر سکون کی نیند لینے کی کوشش میں تھا مگر ناکام تھا دریں اثناء وہ اپنی کوششوں میں صوفے سے پھسلنے لگا جسے دیکھ کر عالیہ نے مسکراہٹ دبائی۔۔

"تم سے کہا بھی تھا میں نے کہ گیسٹ روم۔۔۔"

"!آئی ایم فائن۔۔"

وہ عالیہ کا جملہ کاٹ کر اس کی جانب متوجہ ہوتا فوراً بولا اسی دوران صوفے سے جب وہ خود سنبھلا تو اس کا بلینکٹ نیچے گرا جس پر عالیہ پھر منہ پھیر کر آنکھیں میچتی مسکرائی۔۔

اوہیلو یہاں دیکھو ذرا؟ مجھ پر ہنس رہی ہو۔۔؟" علی صوفے پر اپنا بلینکٹ" اٹھاتے اس کی مسکراہٹ کو محسوس کرتا اٹھ کے بیٹھ کر ماتھے پہ بل ظاہر کئے بولا۔۔

دیکھ رہی ہوں کہ شاہ امپائر کا اونر خود کو اس چھوٹے سے صوفے میں کس"
"طرح اڈجسٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔
وہ شریر انداز سے کہتے مسلسل مسکرا کر مقابل کا ضبط آزما رہی تھی یقیناً اگر علی کو اس کی طبعیت کا لحاظ نہ ہوتا تو اُس کی اس مسکان پر اپنے دل میں چھپی عرصے دراز کی شدتیں بھرپور ظاہر کر دیتا۔۔

تمھیں نیند نہیں آ رہی۔۔ چلو اس طرف منہ کر کے سو جاؤ۔۔" علی نے ہاتھ کا" اشارہ کرتے اسے منہ دوسری جانب کرنے اور خود کی جانب نہ دیکھنے کا اشارہ کیا جس پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

آج ہمارے کمرے میں جِن آگیا ہے اس لیے نیند نہیں آ رہی مجھے۔۔" وہ جواباً" بولی۔۔

بیٹا بھولو مت اس جِن کے ساتھ ایک ہی کمرے میں چار سال گزارے ہیں تم" نے۔۔" علی نے فوراً کہتے اس کی بولتی بند کرائی جس پر وہ نظریں پھیر کر زیر لب مسکراہٹ دبانے لگی۔۔

نیند نہیں آ رہی تو کچھ بات چیت کر لیتے ہیں۔۔!" وہ مزید بولا۔۔"

میرا کوئی موڈ نہیں تم سے باتیں کرنے کا۔۔" عالیہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار" کیا مگر لہجہ بناوٹی تھا۔۔

لیکن میں تو ترس گیا ہوں تم سے بات کرنے کے لیے۔۔" علی نے جواباً کہا وہ" مقابل سے کچھ اسی طرز کے جواب کی توقع لیے ہوئے تھی۔۔

یہاں امرحہ سو رہی ہے بات نہیں کر سکتے میں ابھی آتا ہوں۔۔!" وہ صوفے" سے اٹھ کر امرحہ کی جانب دیکھتا مزید بولا۔۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔؟"

ایک منٹ، آتا ہوں۔۔" وہ جواب دیتا کمرے سے روانہ ہوا۔۔عالیہ بھی اٹھ کر" شال اوڑھے بیٹھ گئی اور اس کی آمد کا انتظار کرنے لگی کچھ دس پندرہ منٹ گزرنے کے بعد وہ کمرے میں دوبارہ داخل ہوا۔۔

آؤ چلو، سارا بندوبست ہو گیا ہے۔۔" وہ آتے ہی دروازے کے قریب کھڑا" گویا ہوا۔۔

"کس چیز کا۔۔؟"

"بیٹھ کر گفتگو کرنے کا۔۔"

"کیا مطلب۔۔؟"

تم سوال بہت کرتی ہو۔۔"اس نے نفی میں سر ہلاتے کہااور صوفے پر پڑا اپنا" بلیزر کوٹ پہن کر اس کی جانب بڑھتے یک دم اسے گود میں بھر کر کمرے سے روانہ ہوا جس کی حرکت پر وہ صنفِ نازک حیرت سے آنکھیں پھاڑے مسلسل اس کے سینے پر ہاتھ سے وار کرتے ہوئے احتجاج کر رہی تھی۔۔

وہ کمرے سے نکل کر اوپری چھت کی سیڑھیوں کی جانب بڑھا جسے دیکھ کر عالیہ چہرے پر حیرانی کے تاثرات پھیلائے ہوئے تھی۔۔

نیچے اتارو مجھے، میرے پیر سلامت ہیں، خود چل سکتی ہوں میں۔۔"اس نے" علی کو سیڑھیوں کی مشقت سے بچانے کے لیے ماتھے پر بل ڈالے بناوٹی برہمی سے کہا جس پر علی نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

"ہم چھت پر کیوں جا رہے ہیں۔۔؟" اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ عالیہ اپنے تجسّس کا اختتام کرنے کے لیے تفتیشی انداز میں پھر گویا ہوئی۔۔

"ششششش سب سو رہے ہیں خاموش ہو جاؤ۔۔" اسے اپنے سوال پر بھی علی کی جانب سے کوئی معقول جواب نہ ملا جس پر وہ منہ پسوڑے بر ہم ہوئی۔۔

آخری سیڑھی تک پہنچ کر اس نے چھت کی جانب دیکھا جہاں انگیٹھی میں آگ بھڑک رہی تھی جس کے روبرو کرسیاں رکھی گئی تھیں ایک کرسی کے پہلو میں چھوٹا سا ٹیبل تھا جس پر تھرموس کی بوتل اور دو خالی کافی مگ موجود تھے۔۔اس نے چھت پر پہنچ کر عالیہ کو گود سے اتارتے کھڑا کیا اور خود کچھ گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

"یہ کیا۔۔ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔۔"اس نے خود پر شال ٹھیک کرتے سِٹنگ ایریا کی مانند بنے ماحول کو دیکھ کر حیران ہوتے کہا۔۔

یس!"وہ مسکرایا اور کرسی کی جانب بڑھا۔۔"

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے؟میری طبیعت الریڑی خراب ہے اور تم مجھے بات چیت کے لیے اتنی ٹھنڈ میں چھت پر لے کر آئے ہو۔۔"وہ ماتھے پر بل ڈالے مزاج میں برہمی لیے اس پر برسی۔۔

"محترمہ!انگیٹھی میں آگ لگائی ہوئی ہے گرم کافی بھی موجود ہے ان سب کے باوجود بھی سردی لگے تو میرا کوٹ بھی حاضر ہے مگریوں سردی سے خوف کھاتے ہوئے تم بالکل اچھی نہیں لگ رہی ہو۔۔"

وہ کرسی پر اطمینان سے بیٹھتا بولا جسے عالیہ ہاتھ باندھے ناگواریت سے سن رہی تھی۔۔

"کراچی میں سردی سے خوف کھانا سردی کی توہین ہے اور تم نے تو دو دن پہلے نیو ائیر کی تقریب میں مائنس ڈگری پر بھی ساڑھی پہن رکھی تھی یہاں اس شہر میں پلس ڈگری پر ہر انتظام کے باوجود بھی سردی سے ڈر رہی ہو۔۔"

وہ تھرموس اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولتے مگس کافی سے بھرتے مصروفانہ لہجے میں مزید بولا جسے سن کر عالیہ کے ماتھے سے یک دم سلوٹیں غائب ہوئیں۔۔

"ڈر نہیں رہی میں اوکے۔۔!" وہ مجبوراً کرسی پر آ کر براجمان ہوتی بولی۔۔

"یہ لو اسے پہن لو۔۔" علی نے اپنا بلیزر کوٹ اتار کر عالیہ کو دیتے ہوئے کہا۔۔

"ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔ چادر پہن رکھی ہے۔۔!" اس نے سرد لہجے میں جواب دیا۔۔

زیادہ ونڈر وومن بننے کی ضرورت نہیں ہے فوراً پہنو اسے۔۔"وہ بھی بناوٹی سرد لہجے میں بولا۔۔

"کہہ تو رہی ہوں شال اوڑھی ہے مجھے نہیں لگ رہی اب سردی پلیز تم اسے جلدی پہنو اور بتاؤ کیا بات کرنی تھی۔۔"اس کا لہجہ نرم اور فکرمند سا ہوا جس پر بلاآخر علی دوبارہ کوٹ پہن کر کافی کا مگ اسے تھمایا۔۔

"مجھے خانم امی کے حوالے سے بات کرنی تھی۔۔میں جانتا ہوں کہ یہ ایک تکلیف دہ ٹاپک ہے بٹ آج تمھیں ان تمام حقیقتوں سے واقف کروانا چاہتا ہوں وہ ساری حقیقتیں جو اب تک میرے علم میں آسکی ہیں۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا جس سے مقابل کے چہرے پر بھی اپنی ماں کے ذکر سے سنجیدگی اور اداسی چھائی۔۔

یہ سب کچھ میں نے ابھی تک کسی سے شئیر نہیں کیا۔۔ صرف تم سے کر رہا" ہوں! کیونکہ تم میری بیوی ہو، تم سے چھپا کر کوئی بھی کھوکھلا اقدام کرتے اپنے اور تمھارے بیچ پھر سے کوئی مس انڈرسٹینڈنگ نہیں کریئٹ کرنا چاہتا۔۔"وہ اپنے سابقہ جملے کی وضاحت میں بولا۔۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔؟"

عالیہ تمھیں یاد ہوگا کہ ہماری شادی والے دنوں میں ہم حقانی کے کیس میں" پھنسے ہوئے تھے ان دنوں ہم نے اسے نہ صرف مجرم ٹھہرایا ثبوت کے ذریعے "بلکہ سزا بھی دلوائی۔۔

ہاں یہ سچ ہے مگر وہ معمالات تو چار سال پہلے ہی ختم ہو چکے تھے ناں؟ یا ان" سب کا اب بھی اس سے کوئی تعلق ہے۔۔؟"وہ متعجب ہوئی۔۔

"یہی ہماری بھول تھی کہ معاملات ختم ہو چکے۔۔ مگر یہ ہمارے پیٹھ پیچھے مسلسل جاری تھے اور اب تک چل رہے ہیں۔۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اسی کا نتیجہ ہے، ہمیں ایک دوسرے سے دور کر دینا، مجھ پر کیسز، خانم امی کی ڈیتھ، ایون ہر حادثہ، حادثہ نہیں تھا سب کچھ اسی سے جڑا تھا اور یہ سب کچھ ایک بہت گہرے، اور بہت باریک پلان کے تحت ہو رہا ہے۔۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔ اب تک یہ سب چل رہا ہے کون ہو سکتا ہے تمھاری باتیں سن کر تو میرا دماغ چکرا گیا ہے۔۔!" علی کی جانب سے حقائق نے واقعی اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکائی۔۔

"ایک اور دماغ چکرانے والی بات بتاؤں۔۔؟" وہ سوالیہ بولا جس پر عالیہ نے بھنویں آچکائے۔۔

حقانی اصل میں قصور وار تھا ہی نہیں۔۔اسے کسی نے ہمارے زریعے پھنسایا تھا"

"وہ میری وجہ سے خود بے وجہ کی موت مارا گیا۔۔

وٹ؟ یہ تم اتنے یقین سے کیسے کہی کہہ سکتے ہو۔۔ تمہارے تھرو کس نے"

"پھنسایا تھا اسے۔۔

فہیم ابھی بھی حقانی کے کیس کی انویسٹیگیشن جاری رکھے ہوئے ہے فہاد نے"
مجھ سے دستخط کروا کر سارے کیسز بند کروا دیے مگر چونکہ جیل میں اس کے والد کی موت ہوئی اس لیے ایک الگ کیس پولیس کی جانب سے پھر شروع کیا گیا اس بات سے فہاد انجان ہے۔۔اس دن آفس میں یہ باتیں مجھے فہیم نے بتائی تھیں اور یہی بات تم ادھوری سن کر چلی گئی جس میں، میں حقانی کی موت کا ذکر کر رہا تھا۔"اس نے وضاحت دیتے سابقہ تمام غلط فہمیاں دور کرنی چاہی۔۔

یہ سب۔۔"اس نے حیرت میں اپنا سر پکڑا۔۔"

"پولیس کی جانب سے اس کیس میں یہ ثابت ہوا کہ حقانی بے قصور تھا اور اسے پھنسانے کے پیچھے اسی کے چھوٹے بھائی زاہد کا ہاتھ ہے۔۔"

"وٹ؟زاہد؟کون ہے یہ؟" وہ مزید حیرت زدہ ہوئی۔۔

"سلمان حقانی کا بھائی، فہاد کا چچا۔۔وہی ہے ان سب کے پیچھے۔۔!"

"او گاڈ! بٹ ویٹ آمنٹ؟ان سب سے امی کی ڈیتھ اور تمھارا کیا کنیکشن ہے؟"

"پوائنٹ اچھا ہے۔۔مجھے لگتا ہے کہ میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ان سب کے پیچھے بھی زاہد کا ہاتھ ہے وہ اپنا آخری ثبوت یعنی کہ میں۔۔مجھے اور میرے خاندان کو بھی مٹانا چاہتا ہے۔۔"

علی نے پھر اپنے اندازوں سے مقابل کو ہلا کر رکھ دیا جس پر عالیہ آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی خوف اس کے چہرے سے عیاں ہوا آنکھوں میں بھی نمی سی اتری۔۔

"یی۔یہ سب تت۔تم کک۔کیسے جانتے تھے۔؟"وہ سہم کر بولی۔۔

"دشمن سمجھتا ہے کہ مجھے اپنی چالوں میں پھنسا کر، الجھا کر بیوقوف بنادے گا میں اسے تقدیر کا کھیل سمجھ کر بلا آخر ہار مان لوں گا۔۔"وہ کافی کا گھونٹ بھرتا ایک گال کھینچتے مسکرا کر گویا ہوا۔۔

"پلان تو اچھا اور بہت شاطرانہ بنایا گیا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میں بھی علی شاہ ہوں! کسی بھی چیز سے لاعلم نہیں ہوں میں، روزاؤل سے میں اپنی گاڑی پر حملے کے بعد سب کچھ دھیرے دھیرے سمجھ چکا تھا۔۔ کیسز سے آزادی کے بعد ہی

میں نے فہیم، دانیال اور ارسلان کے ساتھ اس مسلے کے جڑ تک پہنچنے کا فیصلہ کیا۔۔"

وہ مزید کہتا تفصیل دے کر مقابل کو مطمئن کرنے لگا۔۔

"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ میشل سب جانتی ہو اور وہی تم سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب کر رہی ہو۔۔"

"نہیں میری جان یہ سب وہ نہیں کر سکتی اتنے گہرے کھیل کھیلنا کسی معمولی انسان کے بس کی بات نہیں یہ صرف وہی کر سکتا ہے جس کے سر پر جنونیت سوار ہو۔۔"

"یہ تو جان چکا ہوں میں کہ کوئی پل پل ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے مگر وہ کون ہے اس تک بھی فہیم کی انویسٹیگیشن اور ہماری محنت سے جلد ہی پہنچ جاؤں گا۔۔"

وہ مزید بولا۔۔

"مجھے معاف کردو علی میں نے تمھیں غلط سمجھا اور اس وقت تم سے الگ ہوئی جس وقت تم بالکل تنہا تھے، جس لمحے تمھیں سہارے کی ضرورت تھی۔۔" اس نے علی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا اس کے آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہوئے۔۔

"میری ضرورت اب بھی ختم نہیں ہوئی ہے مجھے اپنی زندگی جینے کے لیے تاحیات تمھاری ضرورت رہے گی۔۔ ہمیشہ میرے ساتھ رہنا۔۔" علی نے اس کا ہاتھ تھام کر اس پر بوسہ دیتے کہا انگیٹھی میں بھڑکتی آگ کی زرد روشنی سے علی نے اپنی زوجہ کے رخسار پر بہتے موتی نما چمکتے آنسو پر غور کیا۔۔

"آرے آرے یہ آنسو کس خوشی میں۔۔؟" وہ اس کا رخسار دیکھتے ہی فوراً حیرت سے بولا۔۔

تمھارے ساتھ بہت غلط کیا میں نے۔۔"وہ جواباً بولی۔۔"

تم لڑکیوں کا یہ معاملہ کوئی نہیں سمجھ سکتا، ویسے تو اتنی سٹرانگ بنتی ہو۔۔اور" حقیقت میں ایک بچے کی طرح بالکل ناسمجھ اور اموشنل۔۔یاد رہے دو دن پہلے تم نفرت جتا رہی تھی مجھ سے اور اب میری سنائی گئی کہانی پر میرے لیے ہی آنسو بہا رہی ہو۔۔"وہ اپنے انگوٹھے سے اس کے رخسار پر بہتے آنسو چنتا شریر سے لہجے میں اس کا دھیان بھٹکانے لگا۔۔

پلیز مجھے معاف کر دو۔۔!"وہ سر جھکائے ملتجی سی اپنی رٹ میں پھر بولی۔۔"

میری جان! الریڈی بہت تکلیفوں سے گزر چکے ہیں ہم، اب تھوڑا رحم کرو" مجھے پر، اپنے آنسوؤں کو روکو۔۔تمھاری نم آنکھیں دیکھنا بہت تکلیف دہ ہیں میری لیے۔۔"اس نے عالیہ کی ٹھوڑی اوپر کیے کہا۔۔

اسے پیو اور مجھے بتاؤ یہ کافی کیسی ہے۔۔" وہ مگ سے گھونٹ بھرتا اسے بھی اشارہ کرتے اس کا دھیان بھٹکانے کی پھر کوشش کرنے لگا۔۔ جس پر عالیہ بھی اثبات میں سر ہلاتی مگ کو ہونٹوں سے لگا گئی۔۔

بہت اچھی بنائی ہے۔۔" اس نے گھونٹ بھرتے سنجیدگی سے کہا۔۔"

"کافی کچھ سیکھ چکا ہوں تمھیں امپریس کرنے کے لیے۔۔"
علی نے آنکھ مارتے مسکرا کر کہا جس پر بلا آخر وہ بھی مسکرا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

صبح ہوئی وہ خوبرو مرد اُسی سیاہ پینٹ شرٹ میں آستینیں چڑھائے بکھرے بال لیے زمان ہاؤس کے باورچی خانے سے سینڈوچز کا لدا ٹرے تھامے برآمد ہوا۔۔

"یہ سب کیا ہے۔۔؟" بے خبر تمام میز بان ڈائننگ ٹیبل کے گرد اپنی کرسیوں پر براجمان علی کا حلیہ اور اس کے ہاتھ میں ٹرے دیکھتے کر متعجب ہوئے جبکہ دستور نے سوال میں پہل کی۔۔

"گڈ مارننگ ایوری ون۔۔ یہ سب کچھ شیف علی کی جانب سے آپ سب کے لیے خصوصی ناشتے کا انتظام ہے۔۔" وہ ٹیبل کے قریب پہنچ کر ٹرے رکھتا خوشگوار لہجے میں گویا ہوا اس کے جملے پر تمام افراد کے چہرے حیرت سے سنجیدہ پڑ گئے۔۔

"یہ تم نے بنایا ہے۔۔؟" دستور نے پھر سوال کیا۔۔"

"جی بھائی۔۔! سب کچھ نہیں صرف یہ دو چیزیں میں نے بنائی ہیں بٹ سرونٹس کی ہیلپ سے۔۔"

"بیٹا یہ کیا کیا تم نے۔۔"شیر زمان کا لہجہ سرد تھا۔۔"

"کیوں بابا کچھ غلط ہو گیا۔۔؟"وہ اپنی کرسی پر بیٹھتا انجان سا انداز لیے جوابا گویا جبکہ عالیہ ٹیبل پر موجود تمام چیزوں کا نظروں سے گہری دلچسپی کے ساتھ جائزہ لے رہی تھی۔۔

"تم نے زحمت کیوں کی تم مہمان تھے ہمارے۔۔!"شیر زمان نے برہمی سے کہا۔۔

"بابا یہ کیا بات ہوئی۔۔ کیا آپ مجھے اپنا بیٹا نہیں مانتے؟ کیا یہ گھر میرا نہیں ہے۔۔؟"اس نے ڈرامائی انداز میں ہاتھ باندھتے سوال کیا۔۔

"ایسا نہیں ہے میرا بچہ، تم ہمارے داماد ہو فیصل شاہ کے اکلوتے فرزند ہو اس لیے
یہ سب کچھ کرنا تمھارے شایان شان نہیں ہے"۔۔

اس نے نرمی سے کہا جس پر عالیہ بھی ان کی گفتگو کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"کم آن بابا یہ شایان شان کیا ہوتا ہے؟ میں نے اس گھر کو اپنا گھر سمجھ کر سب
کچھ کیا!"۔۔

اس نے معقول سی دلیل پیش کرتے بلا آخر شیر زمان کے چہرے پر مسکراہٹ سجا
دی۔۔وہ شخص حسین ہونے کے ساتھ اخلاق کا بھی بہترین تھا یہی سوچ کر اپنی
محبت پر رشک کرتی اس کی بیوی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"چلو بھئی آج تمھارے ہاتھ کا ذائقہ بھی چکھ کر دیکھتے ہیں۔۔" دستور ہاتھ میں
کانٹا چمچ تھامے متجسس اور بے تاب نظروں سے ناشتے کو تکتا گویا ہوا۔۔

صبح مکمل ہوئی سورج بھی آسمان پر اپنی روشنی پھیلاتا مکمل آب وتاب کے ساتھ چڑھ چکا تھا۔۔ علی شاہ پینٹ کی جیب سے گاڑی کی چابی نکال کر زمان ہاؤس کے لان میں کار پورچ کی جانب بڑھنے لگا اسی دوران امرحہ دوڑتے اس کے قریب پہنچی۔۔

بابا آپ کا کوٹ۔۔!" وہ والد کو پکارتی اس کے قدموں کو ٹھہرانے میں" کامیاب ہوئی جس پر علی پلٹ کر اس کے ننھے ہاتھوں کو اپنی جانب بڑھتا ان میں تھاما اپنا بلیزر کوٹ دیکھ مسکرایا۔۔

تھینک یو۔۔" وہ اس کے ہاتھوں سے اپنا کوٹ لیتا سر پر بوسہ دیتے گویا ہوا۔۔" اسی دوران اس کی بیوی بھی گلے میں دوپٹے کے ساتھ ہلکے بنفشی رنگ شلوار قمیض پر خاکی رنگ شال اوڑھے کھلے بال لیے اس کے قریب پہنچی۔۔

"آپ پھر کب آئیں گے۔۔؟"

شام کو آؤں گا۔۔"اس نے جواباً کہا۔۔"

"پکا پرومس۔۔"

بالکل پکا پرومس۔۔"اس نے مکا بنا کر امرحہ کے مکے سے ٹکراتے کہا اور اپنا" بلیزر کوٹ پہننے لگا جس پر قریب کھڑی عالیہ اسے کوٹ پہننے میں مدد کرنے لگی۔۔

تھینکس مائی کوئین طبعیت کیسی ہے اب۔۔"وہ مشکورانہ انداز میں گویا ہوا۔۔"

ٹھیک ہوں بٹ اب تمھیں کیا کہہ کر مخاطب کیا جائے۔۔"

مسٹر شاہ اونر آف شاہ انڈسٹریز یا شیف علی۔۔؟"وہ اس کے بلیزر کوٹ کا کالر ٹھیک کرتی بولی۔۔

"ہممم طنزا اچھا ہے۔۔مگر تم مجھے میری جان بھی کہہ سکتی ہو۔۔"

اتنی بھی بے ہودہ نہیں ہوں میں۔۔"اس نے مقابل کی آنکھوں میں دیکھ کر" کہا۔۔

اینڈ بائے داوے تمھیں صبح وہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔"وہ" سنجیدہ لہجے میں مزید بولی۔۔

آچھا؟وہ سب تمھیں امپریس کرنے کے لیے تھا۔۔"اس نے عالیہ کے کھلے" بالوں میں ہوا کے ذریعے اڑھتے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے خماری لہجے میں کہا۔۔

اسکا جواب میں جلد دوں گی۔۔"اس کا لہجہ بھی ذو معنیٰ تھا۔۔"

ہمممم اب جب تک جواب نہیں دو گی میں تب تک یونہی تمھیں امپریس کرتا" رہوں گا۔۔" وہ حیرت سے بھنویں اٹھائے اس کے جملے پر اپنا زو معنٰی انداز اپناتا بولا جس پر وہ مسکرائی۔۔

"شام کو پھر آؤں گا۔۔"

"او کے۔۔"

وہ مزید کہتا گاڑی میں سوار ہونے کے لیے پلٹا اور اپنے آفس کے لیے نکلنے لگا۔۔

۔

دوپہر کا وقت ہوا تھا سلمان کیمکلز میں فہاد سبز شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے اپنے آفس کیبن کے باہر دیوار سے ملحق کھڑا موبائل پر نظریں جمائے کال ملانے میں مصروف تھا اسے اپنے سوالات کے جوابات اب تک نہیں ملے تھے گویا اس کی ہر چالبازیوں کی ساری مہارت اب کار گر ثابت نہ ہو رہی ہو گویا وہ مسلسل اب تقدیر کے ہاتھوں ناکام ہو رہا ہو۔۔

اسی دوران اس نے میشل کے کمرے سے میشل کے ہمراہ عارض کو خوشگوار لہجے میں نکل کر دونوں کو کہیں روانہ ہوتے دیکھا یہ دیکھتے فہاد کے چہرے پر کچھ حیرت کے تاثرات ظاہر ہوئے۔۔

اس نے موبائل اسکرین آف کرتے اپنے کمرے کا رخ کیا اور عارض کے حوالے سے سوچنے لگا۔۔

"اپنے آفس ورکنگ ٹائم میں یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟ کہیں اُسے شاہ خاندان کی طرف سے ہم پر نظر رکھنے کے لیے تو نہیں کہا گیا۔۔؟ یا پھر کچھ اور غلط ارادہ؟ اس کی آنکھوں میں، میں نے اپنے لیے نفرت دیکھی ہے تو اب اچانک ہم میں اتنی دلچسپی کیوں۔۔؟ اگر یہ میشل کو دوستی کے نام پر اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہا ہوا تو۔۔؟"

وہ ماتھے پر بل ڈالے اپنے موبائل کو ہتھیلی پر مسلسل پٹختا اپنی زندگی میں عارض کی بے جاں دخل اندازی پر تشویش ظاہر کر رہا تھا۔۔

اس نے کھڑے کھڑے اگلے ہی لمحے دوبارہ موبائل آن کرتے اس پر نمبر ملانا شروع کیا اور موبائل کان سے لگا گیا۔۔

ہیلو جیری کہاں ہو تم میرے کمرے میں آؤ فوراً۔۔"اس نے ایک ہی جملے میں" اپنی گفتگو مختصر کرتے کال منقطع کی، ٹیبل کی جانب بڑھا، اپنا موبائل ٹیبل پر رکھا اور خود بھی آفس کی کرسی پر براجمان ہوا۔۔

کچھ دیر گزری کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

جی ہادی آپ نے بلایا تھا۔۔"حمزہ دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا۔۔"

"فوراً سے اس عارض پر نظر رکھنا شروع کردو۔۔ایسا نہ ہو کہ جِسے ہم غفلت میں بے کار اور غیر ضروری سمجھ رہے ہیں وہی ہمیں نقصان پہنچانے کی سب سے بڑی وجہ بنے۔۔"

اس نے حمزہ کے آتے ہی بے ساختہ کہا کیونکہ یہی بات اس کے ذہن میں گردش کرتی اسے تمام باتیں بھلا کر بیچین کیے جا رہی تھی۔۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں! میں نے بھی اسے کئی دفع اپنے ارد گرد دیکھا ہے اب میں اس شخص سے غافل نہیں رہوں گا۔۔"حمزہ نے مؤدبانہ انداز میں فہاد سے اتفاق کیا۔۔

"ویری گڈ۔۔کل کی کیا خبر ہے۔۔؟"اس نے مدعے کی بات چھیڑتے حمزہ سے استفسار کیا جس پر حمزہ کے بھنویں بھی اوپر اٹھیں مگر جواب دینے کے لیے وہ کوئی خاص الفاظ نہ سمیٹ سکا۔۔

خاموش کیوں ہو۔۔؟؟"ہادی کے ماتھے پر بل پڑے۔۔"

"کل کے متعلق ہمیں کچھ خاص پتا نہیں چل سکا بس یہی جان پایا ہوں کہ علی شاہ ترکی نہیں گئے۔۔"اس نے مدھم آواز میں معقول مگر غیر تسلی بخش سا جواب دیا۔۔

"ترکی نہیں گیا۔۔؟کیوں نہیں گیا چھوٹی موٹی وجہ تو اُسے ہر گز نہیں روک سکتی"

"کیونکہ ہر مسلہ سلجھانے کے لیے یہاں فیصل شاہ اور دانیال موجود ہے۔۔

وہ حمزہ کی بات پر حیرت زدہ ہوا اس نے نظریں حمزہ کی جانب سے پھیر کر کچھ متفکرانہ انداز میں کہا۔۔

بالکل۔۔!"حمزہ نے ہاتھ پیچھے باندھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

"تو اس کے رکنے کے پیچھے وجہ کوئی بہت بڑی ہو گی۔۔اور وجہ تم تبھی جان پاؤ گے جب تم اس پر نظر رکھو گے۔۔!" ہادی نے اپنے آخری جملے میں اس پر ایک غضب ناک نگاہ ڈالی۔۔

"جی ہم نظریں جمائے ہوئے ہیں۔۔" حمزہ نے سہمے انداز میں کہا۔۔

"اس کے گھر یا آفس پر نہیں اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ایکٹیویٹی پر نظر رکھو اور مجھے بتاؤ کہ کیا وجہ بنی۔۔مجھے فوراً جاننا ہے۔۔"
"او کے آپ بے فکر رہیں۔۔"

اس نے اپنے حکم کی وضاحت کی، حمزہ نے بھی اسے فلحال لفظی تسلی دی۔۔
علی کا اعلان، ترکی جانے کا پلان کینسل اور پھر اس کی جانب سے ہر طرف خاموشی! ہادی کو اس غیر معمولی سی حرکت پر اب الجھن ہو رہی تھی۔۔

وہ بلا کا ذہین شخص ان حالات پر یہی بات دماغ میں لیے ہوئے تھا ابھی کہ معمالات جتنے پر امن اور ٹھنڈے نظر آرہے ہیں یہ کہیں اس کے لیے کسی طوفان کی آمد کا اندیشہ نہ ثابت ہو۔۔اس لیے وہ ہر چیز کا علم پہلے سے حاصل کر کے خود کو ہر صورتحال سے بچانے کے لیے تیار کر رہا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ تقدیر کے ہاتھوں وہ مزید حالات میں الجھنے جارہا ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

زمان ہاؤس میں رات کے کھانے کے بعد وہ لان میں ٹہلتا موبائل کان سے لگائے فون پر گفتگو میں مصروف تھا اسی دوران اپنے کاموں سے فراغت کے بعد عالیہ اسے لاؤنج کے دروازے سے لان میں اکیلا پا کر مناسب موقع دیکھتے اس کی جانب بڑھی۔۔

تم یہاں۔۔!" وہ گفتگو کے اختتام پر موبائل پینٹ کی جیب میں کھسکاتا عالیہ کو"
اپنی جانب آتے دیکھ گویا ہوا۔۔

"مجھے کچھ بات۔۔"
مجھے بھی کرنی تھی۔۔"اس نے عالیہ کا جملہ ٹوکتے کہا تو عالیہ نے بھی تعجب سے"
بھنویں بھینچیں۔۔

آج یہ کھانا تم نے بنایا تھاناں۔۔؟"وہ سوالیہ بولا۔۔"

یس صبح تم نے بھی تو ناشتے میں اتنی جتن کی تھی تو اب یہ رات کا اِہتمام میری"
طرف سے۔۔"اس نے خوش مزاجی سے کہا یہ جانے بغیر کہ مقابل اس کا
لفظوں کا مطلب اپنے لیے زو معنٰی بھی اختیار کر سکتا ہے۔۔

یعنی تم بھی مجھے امپریس کر رہی ہو۔۔" وہ گہرا مسکرا کر دو قدم اس کے قریب ہوا جس سے عالیہ کے چہرے پر تاثرات یک دم بدلے اور خوش مزاجی میں سجی مسکراہٹ فوراً سمٹی۔۔

"نن۔ نہیں! بالکل نہیں، تمھیں امپریس کر کے میں نے اپنی جان پر ظلم تھوڑی کرنا ہے، بس دل چاہ رہا تھا اسی لیے کھانا بنایا۔۔"
وہ قدم پیچھے لیتی نظریں چرائے بولی اسی دوران اس کا باہنا پیر گھانس میں پوشیدہ چھوٹے سے معمولی گڑھے میں پڑتے لڑکھڑایا جسے مقابل نے ہاتھ سے تھام کر اپنی جانب کھینچتے اسی بہانے اپنے اسے قریب کیا۔۔

سیاہ آسمان پر گہرے بادل، تاریک رات میں سرد ہوا، خاموشی ماحول میں ہری بھری گھانس پر کھڑے وہ اتنے عرصے بعد ایک دوسرے کے بے حد قریب اک دوسرے کی سانسوں کو محسوس کرتے ان چند لمحوں میں کھل کر جی رہے تھے۔۔

"علی۔۔!" مقابل کی ہتھیلی اپنی کمر پر محسوس کرتے وہ آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھولے اس کے بازو کو دیکھتی اپنے محرم کو کسی بھی عمل سے روکنے کے لیے اس کا نام پکار گئی۔۔

"اب بولو! کیا بات کرنی تھی؟" اس نے عالیہ کی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے اس کے چہرے کو دیکھ کر محویت سے کہا۔۔

"ایسا کرو گے تو نہیں بتا سکوں گی۔۔" اس کا اشارہ مقابل کے ہاتھ پر جو اس وقت اس کی کمر پر حرکت کر رہا تھا۔۔اس کے ذو معنی جملے پر علی گہرا مسکراتے نظریں جھکا گیا۔۔افف وہ شخص اس لمحے میں عالیہ کو کس قدر پیارا لگا تھا۔۔

"اب بتاؤ۔۔؟" اپنے ہاتھ سے اس کی کمر آزاد کرتا ایک قدم کا فاصلہ بنا کر مقابل کو پر سکون کرتا پھر بولا۔۔

عالیہ نے الگ ہوتے نظریں جھکائے خود پر شال ٹھیک کی جبکہ علی مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اب بھی اس کے چہرے پر بکھرے حیا کے رنگ دیکھ رہا تھا۔۔

مم۔میں گھر جانا چاہتی ہوں۔۔"اس نے نظریں اٹھائے کہا اور مقابل کو اپنے" جملے میں حیرت زدہ کیا۔۔

وٹ۔؟ابھی؟ شاہ مینشن؟ واقعی۔۔؟"وہ حیرت اور غیر یقینی سے بولا جس پر" عالیہ مسلسل اثبات میں سر ہلاتے مسکرا گئی۔۔

کل پکا۔۔کل لینے آؤں گا تمھیں۔۔ مگر میری ایک شرط ہے۔۔"اس نے پر" مسرت انداز میں کہتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا جواب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

شرط یہ کہ تم کل بھی اسی طرح تیار ہو کر میرا انتظار کرنا۔۔!" وہ مقابل کے" جملہ پر پھر سے اثبات میں سر ہلاتے مسکرائی جس پر علی نے اس ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔

نیا سال ان کے لیے خوشیوں کی آمد کا سبب بنتا نظر آرہا تھا مگر یہ خوشیاں کب تک برقرار رہنے والی تھیں یہ تو آنے والا وقت ہی جانتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

یہ جنوری کی ایک اور صبح کا آغاز ہوا تھا آج جسکی پاکستان آمد کا شاہ انڈسٹریز، سلمان کیمیکلز اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو کافی وقت سے انتظار تھا بلا آخر وہ شخص اب پاکستان کی سرزمین پر اپنا قدم رکھ چکا تھا۔۔

زاہد حقانی! سیاہ تھری پیس آفس سوٹ میں ہلکی سفید داڑھی سیاہ جیل سے سیٹ کیے بال ہاتھ میں اپنا لیپ ٹاپ تھامے ایک انداز میں سلمان کمپنی کے وفد اور ان کی جانب سے دی گئی سیکورٹی پروٹوکول کے ساتھ ائیرپورٹ سے برآمد ہوا۔۔

ویلکم ٹو پاکستان۔۔!"ائیرپورٹ پر اس کے استقبال کے لئے موجود اس کا بھائی" اسے دیکھ کر گلے لگاتا پیٹھ تھپتھپاتے بولا۔۔

تھینک یو بھیا۔۔!"وہ مسرور سا مسکرایا۔۔"

"!تمھیں کافی مہینوں بعد یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی اب نہ جانا واپس۔۔"

بالکل کہیں نہیں جاؤں گا اب۔۔!"اس نے شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ ذو" معنٰی انداز میں کہا اور وہ لوگ ائیرپورٹ سے روانہ ہونے لگے۔۔

اُن دونوں کو ائیر پورٹ کے باہر سیکورٹی گارڈز کی جانب سے گاڑی کی پیچھلی نشستوں پر براجمان کیا گیا اور گاڑی روانہ ہوئی۔۔

گاڑی اب سڑک پر ہر گزرتا منظر اپنے پیچھے چھوڑتی اپنی منزل ماجد ہاؤس کی جانب رواں تھی۔۔

ہمارا صاحبزادہ کہاں ہے۔۔"زاہد نے اپنے بھائی سے سوال کیا۔۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔۔؟"

داون اینڈ اونلی آور ہادی!"بھائی کے تعجب بھرے انداز میں سوال پر زاہد نے" فہاد کا تعارف کروایا وہ اپنے استقبال کے لیے فہاد کی آمد کا بھی منتظر تھا جو کہ اس وقت موجود نہیں تھا۔۔

اسے میں نے تمھاری آمد کی اطلاع نہیں دی۔۔!"ماجد نے جواباً کہا۔۔"

خیریت۔۔؟"وہ متعجب ہوا۔۔"

"!سرپرائزز پسند ہیں اسے۔۔"

"ہاہاہاہا بہت خوب بھائی آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں اس سے۔۔"

ماجد نے ذو معنی انداز سے کہا جس پر بے ساختہ زاہد کا قہقہہ گاڑی میں گونجا۔۔

"!تم سے بھی زیادہ واقف ہوں۔۔"

خیر اب آگیا ہوں تو یہ سرپرائزز کا سلسلہ اب یونہی چلتا رہے گا۔۔"زاہد نے"

اپنے بھائی کو مخاطب کرتے فہاد کا تذکرہ کیا جبکہ لہجے میں سنجیدگی اتری۔۔

اس کے باپ نے تو کبھی ہمیں دیکھا تک نہیں، اپنا بزنس چلا کر یہ بھول ہی گیا"

کہ اس کے پیچھے بھی دو بھائی زندہ ہیں۔۔"زاہد نے سرد لہجے میں مزید کہا۔۔

اِسی بزنس پر غرور تھا اُسے، یہی سب کچھ چھین کر رہوں گا میں اس خاندان"

سے۔۔"اس نے مٹھیاں بھینچتے پھر سے کہا۔۔

"پر سکون رہو زاہد۔۔ابھی تو آئے ہو، کیوں اپنا مزاج بگاڑ رہے ہو۔۔گھر پہنچ کر سکون سے بات کریں گے۔۔"

بڑے بھائی نے اس کی بھینچی گئی مٹھی پر نرمی سے اپنی ہتھیلی رکھتے اسے سمجھایا جس پر زاہد بھی گہری سانس کھینچتے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

اس کے انداز اور غصے سے کچھ حد تک فہیم کے انکشافات درست ثابت ہو رہے تھے مگر زاہد شاہ خاندان کے پیچھے بھی پڑا ہے یا نہیں یہ اب تک ظاہر نہ ہو سکا۔۔

لیکن ان حالات میں کیا اب زاہد حقانی کی آمد شاہ اور سلمان خاندان کی تباہی کا سبب بننے جا رہی تھی یا پھر وہ خود اپنی بربادی کو دعوت دینے پاکستان پہنچا تھا اس بات سے بھی فلحال کوئی واقف نہیں تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

سہ پہر کا وقت ہوا علی شاہ اپنے وعدے کے مطابق آج زمان ہاؤس اسے لینے پہنچا تھا زمان ہاؤس میں تمام افراد کے ہمراہ چائے کچھ مختصر سی گفتگو کے بعد اب وہ لوگ شاہ مینشن روانگی کے لیے تیار تھے۔۔

ملازمین بھی عالیہ اور امرحہ کا سامان اب گاڑی میں ترتیب سے رکھوانے میں مصروف ہوئے، لاؤنج کے دروازے کے قریب آنکھوں میں نمی کی چمک لیے دستور کے ہمراہ شیر زمان اپنی بیٹی کی ایک بار پھر سے رخصتی پر کچھ خوش بھی تھا اور افسردہ بھی مگر افسردہ بھی کیوں نہ ہو اس کے گھر زمان ہاؤس کی رونقیں امرحہ اور عالیہ اب پھر سے شاہ گھرانے کی زینت بنے جا رہی تھیں۔۔

وہ خوبرو مرد سرخ شرٹ پر سفید بلیزر کوٹ اور سفید پینٹ پہنے چہرے پر بے انتہا مسرت لیے لان میں کھڑا سامان ترتیب سے گاڑی میں رکھوانے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

سامان رکھوانے کے بعد علی نے امرحہ کو گاڑی میں بیٹھا کر دوبارہ لاؤنج کا رخ کیا۔۔

چلیں۔۔؟"وہ لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوتا عالیہ سے سوال کر گیا جو" ہلکے گلابی رنگ کڑھائی دار جوڑے میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ گلے میں دوپٹہ ڈالے اور خود پر گرم خاکی شال اوڑھے اثبات میں سر ہلا کر اپنے والد کے قریب بڑھی۔۔

بابا اپنا بہت خیال رکھیے گا"وہ والد کے سینے پر سر رکھتے آبدیدہ ہوئی۔۔ جبکہ علی" دستور کے گلے لگا۔۔

آج تمھارا دن ہے شاہ۔۔مان گیا ہوں تمھیں۔۔آخر کار آج جیت گئے" تم۔۔"دستور نے علی کی پیٹھ تھپتھپاتے اس کی فتح پر اسے سراہا۔۔

"!بہت شکریہ بھائی۔۔"

"تمھیں ہیرے سے نوازا گیا ہے اس کی قدر کرو۔۔"

"جی بابا۔۔"

شیر زمان نے عالیہ کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے اپنے جملے میں علی کا ذکر کرتے سرگوشی نما کہا۔۔ جس پر وہ اپنے آنکھوں کے قریب آنسو پونچھتی اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

تمھارے معمالات حل ہو گئے امید کرتا ہوں میرے معمالات میں بھی مزید"

"تاخیر نہیں ہو گی۔۔

"میں کوشش کروں گی کہ مزید تاخیر بالکل نہ ہو۔۔"

دستور عالیہ کے بازوؤں کو تھامے ذو معنٰی انداز میں نرمین کی آمد کا ذکر کر گیا جس پر عالیہ بھی مسکرا کر اسے مطمئن کرنے لگی۔۔

"میں جانتا ہوں خود سے زیادہ تمھیں عالیہ کی پرواہ ہے۔۔تو یہ ہر گز نہیں کہوں گا کہ میری بیٹی کا خیال رکھنا۔۔"

"اس حوالے سے بالکل بے فکر رہیں بابا۔۔"

شیر زمان علی کے گلے لگتے گویا ہوا جس پر علی نے بھی مقابل کو مطمئن کیا یوں کچھ جذباتی لمحات گزرنے کے بعد وہ لوگ گاڑی میں سوار ہوتے زمان ہاؤس سے روانہ ہوئے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ سفر طے کرتی ان کی گاڑی بلاآخر شاہ مینشن پہنچی اور لان کے کار پورچ میں پارک ہوئی جس کا دروازے کھلنے پر امرحہ فوراً نکلتی لاؤنج کی جانب بھاگی تو لاؤنج میں موجود تمام افراد بھی جو ان کی آمد کے منتظر تھے لان میں کچھ ہلچل پر چونکے۔۔

چند ہی لمحوں میں وہ گاڑی سے نکل کر علی کے ہمراہ کئی عرصے بعد شاہ مینشن میں قدم رکھتی داخل ہوئی۔۔ تمام گھر والے بھی ان کے استقبال کو صوفے سے اٹھتے لاؤنج کے دروازے پر پہنچے۔۔

"خوش آمدید میری جان۔۔"

"شکریہ امی۔۔"

شبانہ بیگم عالیہ کی آمد پر اسے گلے سے لگاتی گویا ہوئی۔۔ گھر کے دیگر افراد بھی چہروں پر، پر مسرت انداز میں مسکراہٹیں ظاہر کیے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔

"السلام و علیکم بابا" شبانہ بیگم سے ملاقات کے بعد وہ شاہ کے قریب پہنچتی سلام میں پہل کر گئی۔۔

"وعلیکم السلام، خوشی ہوئی کہ تم اپنے گھر لوٹ آئی۔۔"فیصل شاہ نے اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے لہجے میں اپنی مسرت کا اظہار کیا۔۔

"بالکل بابا مجھے تو آنا ہی تھا۔۔"

"تمھارے اور امرحہ کے بغیر گھر بہت سُونا تھا واپس آکر بہت اچّھا فیصلہ کیا تم نے جیتی رہو۔۔"ثمینہ بیگم نے بھی شاہ کے بعد فوراً کہتے عالیہ کو گلے سے لگایا۔۔

"شکریہ پھوپھو۔۔!"

"ویلکم بھابھی۔۔"

وہ نرمین اور سارہ کے استقبال پر بھی ان کے گلے گل کر ملی اور پھر انہی گھر والوں کے ساتھ لاؤنج میں صوفے پر براجمان گفتگو میں مصروف ہو گئی۔۔

-

-

-

شام مکمل ڈھلی شاہ مینشن کے لاؤنج میں رونقیں بکھیرتی وہ تمام گھرانے سے گفتگو میں اب تک مصروف تھی شام کی چائے کا اہتمام ہوا پھر رات کے کھانے کے انتظام کی تیاریاں شروع ہوئیں ان کی گفتگو مسلسل جاری تھی یہاں تک کہ اب دو گھنٹے گزر گئے۔۔

علی کی بیتابی بھی اب ماند پڑ چکی تھی وہ صوفے پر بیٹھا موبائل پر نظریں جھکائے اسکرولنگ میں مصروف صبر کے گھونٹ پی رہا تھا جس کے صبر کا اندازہ اس کی بیوی بھی وقفے وقفے سے اس کی جانب دیکھ کر لگا رہی تھی۔۔

"کب سے موبائل پر لگے کیا کر رہے ہو؟ تم بھی تو ہمارے ساتھ گفتگو میں کچھ حصہ ڈالو برخوردار۔۔" فیصل شاہ علی کو متوجہ کرتے سوالیہ گویا ہوئے جس پر تمام افراد علی کی جانب دیکھنے لگے۔۔

"کیا تمھیں اپنی بیوی کی آمد پر خوشی نہیں ہوئی۔۔؟"ثمینہ بیگم نے فوراً شریر انداز میں پوچھا جس پر ارد گرد بیٹھے گھر والے بھی مسکرانے لگے۔۔

"ثمینہ کیوں تنگ کر رہی ہو میرے لاڈلے کو دیکھو کیسا چہرہ اتر گیا۔۔"علی کی خاموشی پر شبانہ بیگم نے اس پر محبت نچھاور کرتے کہا جبکہ علی کی سرد نگاہیں اپنی بیوی پر ٹکی تھیں اسی دوران عشرت بھی لاؤنج میں موجود گھر والوں کی جانب بڑھی۔۔

"بھائی سامان سارا آپ کے کمرے کے باہر رکھوایا ہے مگر میں بتانا بھول گئی تھی کہ کمرے کا دروازہ نہیں کھل رہا۔۔"عشرت لاؤنج میں علی سے مخاطب ہوتی تمام افراد کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی۔۔

"ہاں چابی میرے پاس ہے، سامان رکھوانے کا شکریہ۔۔"

علی نے بھاری آواز اور سرد لہجے میں جواباً کہا۔۔

"وقت کا پتا ہی نہیں چلا دو گھنٹے گزر گئے عالیہ تم بھی جاؤ بیٹا اپنا سامان کمرے میں ترتیب سے رکھ لو فریش ہو جاؤ رات کے کھانے پر ملتے ہیں۔۔"
شبانہ بیگم نے بلا آخر علی پر ترس کھاتے اس کی زوجہ کو آزادی بخشی جس پر عالیہ نے اثبات میں سر ہلا اور کھڑی ہوئی۔۔

"کمرے کی چابی میرے پاس ہے۔۔!" علی اپنا جملہ دہراتا کھڑا ہوا جس پر شبانہ بیگم بھی شریر سا مسکرا گئیں۔۔

وہ دونوں لاؤنج سے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے کی جانب روانہ ہوئے اور کچھ ہی لمحوں میں کمرے کے دروازے پر پہنچے جہاں عشرت کے کہنے کے مطابق عالیہ کے سوٹ کیس دروازے کے قریب موجود تھے۔۔

علی نے پینٹ کی جیب سے چابیاں نکالتے کمرے کا دروازہ کھولا اور اپنی زوجہ کو داخل ہونے کا اشارہ کیا جب وہ قدم بڑھاتے داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ کمرے کو سرخ پھولوں کی بتیوں سے سجایا گیا تھا ہلکی سرخ اور سنہری روشنی کمرے میں جگمگا رہی تھی صوفے کے قریب ٹیبل پر کچھ گفٹ کے باکسز موجود تھے۔۔

وہ کمرے کی اس غیر معمولی سجاوٹ کو دیکھ کر حیرت سے چونکی، آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھول کر ستائشی نظروں سے پورے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر خود سے مسکرائی اسی دوران علی اس کے سوٹ کیس کمرے میں لاتا دروازے بند کرنے کے بعد اس کے قریب پہنچا۔۔

فائنلی۔۔ آج پھر سے مکمل ہوا ہوں۔۔ گویا اپنے ہی وجود کا کوئی کھویا ہوا حصہ واپس مل گیا ہو مجھے۔۔" وہ سرگوشی نما کہتا ایک قدم مزید اس کے قریب ہوا۔۔

"یہ سب۔۔؟"

بس یہی وجہ تھی ملکہ عالیہ کہ کل آپ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا میں۔۔ کیونکہ " تمھارا چھوٹا سا استقبال کرنا تھا مجھے۔۔"اس نے عالیہ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے اس کا جملہ کاٹ کر وضاحت دی۔۔

تمھاری ہر چیز اُسی طرح موجود ہے جس طرح تم رکھ کر گئی تھی۔۔ میرے دل" کے ساتھ اس گھر کی ہر در و دیوار نے تمھیں بے حد مس کیا۔۔بس یہی امید تھی کہ تم ضرور واپس آؤ گی۔۔!"اس نے عالیہ کی ہتھیلیوں کو تھامے ان پر بوسہ دیتے کہا۔۔

"!واپس تو مجھے آنا ہی تھا لیکن اس استقبال کی ضرورت نہیں تھی۔۔"

"تمھیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ میں آج کتنا خوش ہوں۔۔ جیسے صحرا کو برسوں بعد بارش کی بوندیں نصیب ہوئی ہوں جیسے مُفلس کو خزانوں سے نوازا گیا ہے۔۔" وہ عالیہ کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھے سرگوشی نما فوراً بولا۔۔

"جانتی ہوں کہ خوش ہو۔۔ نظر آرہی ہے تمھاری خوشی۔۔!" وہ اثبات میں سر ہلاتے مسکرائی جس پر علی بھی مسکرا گیا۔۔

"میں کبھی آئندہ تمھیں شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔۔" عالیہ نے اس کی چوڑی چھاتی پر سر رکھتے اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ باندھتے کہا۔۔

"مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔" جواباً وہ بھی عالیہ کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار مضبوطی سے باندھ کر کہتا آنکھیں موندے اپنی روح کو مدتوں بعد سکون سے سرشار کر گیا۔۔

امی کا جانا میرے لیے بہت اذیت ناک تھا۔۔ لیکن میں نے اپنی اذیتوں میں "
"تمھیں بھی سخت سزا دی۔۔ مجھے اپنے اس عمل پر ہمیشہ شرمندگی رہے گی۔۔
وہ اس کے سینے پر سر ٹکائے پشیمانی سے بولی اس کی آنکھوں سے آنسو بھی گرتے
علی کے بلیزر کوٹ میں جذب ہوئے۔۔

تمھاری ہر سزا خوشی قبول ہے مجھے مگر شرط یہ ہے کہ ہر سزا کے اختتام پر "
"مجھے یونہی تمھارا ساتھ چاہیئے۔۔
علی موندی آنکھیں وا کیے بولا اور اسے خود سے الگ کرتے اس کی ٹھوڑی تھام کر
اوپر کرتا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جسے عالیہ نظریں جھکائے چھپا رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی اور رخسار پر بہتے آنسو دیکھ کر علی نے تکلیف سے بھرپور
گہری سانس اندر کھینچی اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

اب آگر مزید تم نے اپنی آنکھیں آنسو سے سرخ کی تو ان آنسوؤں کو اب "
"انگلیوں سے نہیں چنوں گا بلکہ یوں چنوں گا کہ اپنا آپ بھول جاؤ گی تم۔۔
وہ اپنے انگوٹھے سے اس کے رخسار پر ٹھہرے آنسو صاف کرتا ذو معنیٰ انداز میں
گویا ہوا جس سے عالیہ کے ماتھے پر بھی سلوٹیں بکھری۔۔

تم مجھے رونے پر بھی دھمکی دے رہے ہو۔۔؟ ایسے تو نہیں تھے تم۔۔"اس "
نے مقابل کے سخت بازو پر مارتے ہوئے کہا وہ واقعی اس کے محض جملے سے ہی
رونا بھول چکی تھی۔۔

بن گیا ہوں کچھ شدت پسند سا۔۔اور یہ سب شاید تمھاری دوری کا نتیجہ ہے "
۔۔"اس نے عالیہ کو کمر سے تھام کر اپنے قریب کرتے مدھم مسکرا کر کہا۔۔

شدت پسند۔۔!"عالیہ نے بھنویں اٹھائی جبکہ علی نے بے نیازی سے اثبات "
میں سر ہلا رہا تھا۔۔

"آگر میں نے اس جذبے کا اظہار کر دیا تو۔۔؟" وہ عالیہ کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے اپنے اندر چھپے طلاطم خیز کیفیات سے واقف کروانے کا ارادے ظاہر کرتے بولا۔۔

"عشق کے دعوے دار ظلم نہیں کرتے مسٹر شاہ۔۔!" وہ اس کے کالر سے چھیڑ چھاڑ کرتی مدھم آواز میں بولی اس کی محویت سے بھرپور اس ادا پر تو مقابل دل و جاں بھی وارنے کو تیار تھا۔۔

"تو پھر کیا تمھارا کیا گیا ہر ظلم جائز ہے۔۔؟" علی نے سوال کیا جس پر وہ خاموش محض مسکراہٹ ظاہر کیے ہوئے تھی۔۔

"یا پھر تمہیں عشق نہیں ہے مجھ سے۔۔۔؟" علی اپنے اگلے جملے سے مقابل کی مسکراہٹ پل میں غائب کر گیا وہ ماتھے پر بل ڈال گئی۔۔

"تم مجھے اپنے سوالوں میں الجھا رہے ہو علی۔۔!" وہ اس کی چھاتی پر زور دیتی خود کو آزاد کرواتے بولی۔۔

"کیونکہ اب مجھے اپنا مطلوبہ جواب چاہیے۔۔" اس نے خمار آلودہ لہجے میں کہا اور عالیہ کی کمرے پر گرفت مضبوط کی۔۔

"کک۔ کیسا جواب۔۔؟" وہ سہمی۔۔

"کبھی تم نے اپنی محبت کا کھل کر اظہار نہیں کیا۔۔ میں چاہتا ہوں کہ اب کرو۔۔ اسی لمحے!"

وہ اس کے چہرے پر جھک کر اس کے گلابی لبوں کو تکتا ان سے اظہار کا منتظر عالیہ کو بری طرح پھنسا گیا تھا جو آنکھیں پھاڑے ساکت ذہن میں خود کو آزاد کرنے کی کوئی ترکیب سوچ رہی تھی۔۔

اسی دوران دروازے پر دو دفع دستک ہوئی جس پر وہ چونکا اور عالیہ نے سکون کا سانس لیا۔۔ مقابل چہرے پر گہری برہمی ظاہر کیے عالیہ کو اگلے ہی لمحے خود سے دور کرتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔

اس نے طیش میں دروازہ کھول کر دیکھا تو عشرت ہی سہمی کھڑی تھی جو انہیں کمرے میں لانے کا سبب بھی تھی ابھی ان کے حاض لمحوں میں خلل ڈال کر وہ حساب برابر کر گئی مگر اس کی نیت ہر گز خلل واقع کرنے کی نہ تھی۔۔

"بب بھائی وہ۔ وہ فون رہ گیا تھا باجی کا۔۔اس پر کال آرہی ہے۔۔"
اس نے علی کی خونخوار نظروں سے تھوک نگلتے فوراً موبائل تھاما ہاتھ علی کے آگے بڑھا کر لڑکھڑاتی آواز میں کہا وہ عالیہ کا ہی موبائل تھا جس پر شیر زمان کی کال موصول ہو رہی تھی، اپنی کوتاہی پر وہ علی کی برہمی دیکھ کر آنکھیں میچتی عالیہ بھی خود کو کوسنے لگی۔۔

"شکریہ۔۔!"موبائل پر کال ختم ہو چکی تھی علی نے موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر سرد لہجے میں کہا تو عشرت بھی مزید کچھ کہے بنا واپسی کو پلٹی علی نے بھی دروازہ بند کر کے پلٹتے موبائل عالیہ کی جانب بڑھایا۔۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی ہمارے ساتھ مسئلہ کیا ہے گھر والوں کو۔۔ ہمیں کمرے میں آئے پندرہ منٹ بھی نہیں گزرے اور دروازے پر دستک۔۔؟ کیا یہ ناانصافی نہیں۔۔"علی نے شکوہ کناں لہجے میں کہتے اپنا بلیزر کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا۔۔

"انہیں لگا ہو گا کہ شاید کال امپورٹنٹ ہے۔۔ اور ویسے بھی اب میں آ گئی ہوں اس لیے برہم ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب تم سے تو میں کبھی بھی بات کر سکتی ہوں ناں۔۔"

عالیہ نے نظریں موبائل پر جھکائے والد کو کال ملاتے مصروفانہ لہجے میں کہا جبکہ علی اپنی بھاری کلائی پر بندھی گھڑی اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے میں مصروف تھا۔۔

بہت اچھی سوچ ہے۔۔!" وہ سرد لہجے میں جواباً کہتا وارڈروب سے اپنے رات" کے لیے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر نکال کر واشروم میں بند ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات کا ہی وقت تھا وہ پہلی بار ماجد کے گھر کے گیسٹ روم میں موجود زاہد کی اچانک پاکستان آمد پر اس سے ملاقات کو پہنچا تھا۔۔

صوفے پر ایک شان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے براجمان فہاد آنکھیں موندے سگریٹ کا کش لگانے میں مصروف تھا۔۔

"مجھے خوشی ہوئی ہادی کہ تم یہاں میرے لیے آئے۔۔"زاہد صوفے پر بیٹھا گلاس تھامے شراب نوشی میں مصروف مسرور سا گویا ہوا۔۔

"تو فائنلی آپ آہی گئے۔۔مجھے بتادیتے میں ریسیو کرلیتا آپ کو۔۔"فہاد ایک گال سے مسکراتا بولا اسے خوشی تھی کہ شاہ سے لڑنے کے لیے اس کا بازو زاہد کی آمد پر مضبوط ہوا۔۔

"تمھیں سرپرائز دینا تھا۔۔!"زاہد نے خماری سا کہا۔۔
"واقعی یہ بہترین سرپرائز تھا آنکل۔۔!!"

"مجھے کل تمھارے آفس جانا ہے ایک امپورٹنٹ اناونسمنٹ کرنی ہے اس لیے تمام بورڈ ممبرز کے ساتھ میٹنگ طے کرو۔۔"زاہد نے اپنا ارادہ ظاہر کرتے کہا جس پر فہاد کی نگاہیں بھی سرد ہوئی۔۔

جب وقت ملے گا آپ کو ضرور لے جاؤں گا فلحال اپنی مصروفیات میں الجھا" ہوں ذرا وقت چاہتا ہوں۔۔" فہاد نے دو ٹوک انکار کیا وہ مقابل کے کسی بھی فیصلے کو جانے بنا کوئی اقدام نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔

یہ ضروری ہے میری جان ورنہ میں خود میٹنگ بلا لوں گا۔۔" زاہد کا لہجہ بھی" سرد ہوا جس پر فہاد حیرت میں ڈوب گیا آخر اُسے کیوں مقابل کے ارادوں سے کسی خطرے کی گھنٹیاں بجتے سنائی دے رہی تھیں۔۔

زاہد آنکل ! ایک تو آپ بنا بتائے چلے آئیں ہیں اور اب ہم پر حکم بھی مسلط کر" رہے ہیں میں ایک مصروف انسان ہوں یہ نہ بھولیں کہ یہ کمپنی میرے انڈر چلتی "ہے آپ کو ہم نے اپنی سہولت کے لیے رکھا ہے مصیبت کے لیے نہیں۔۔ ہادی کش لگاتار عبدار سخت لہجے میں بولا اور اپنے خوف کو نہایت بہترین انداز سے چھپانے میں کامیاب ہوا۔۔

کیا میں جان سکتا ہوں تم کن مصروفیات میں الجھے ہو تم۔۔؟" زاہد جو ٹیک لگائے ہوئے تھا ماتھے پر سلوٹیں ظاہر کیئے اس نے گلاس ٹیبل پر رکھ کر چونکتے بیٹھا۔۔

"کل بتاؤں گا فلحال آرام کریں کل ہم تفصیل سے گفتگو کریں گے۔۔" فہاد آنکھوں پر چشمہ چڑھائے اپنا جملہ کہتا گفتگو ختم کرتے صوفے سے اٹھا اور اپنی سیگریٹ زمین پر پھینک کر اسے پیر سے روندتے ہوئے گیسٹ روم سے باہر کی جانب روانہ ہوا۔۔

جیسی تمھاری خوشی۔۔" فہاد کے جاتے زاہد دوبارہ ٹیک لگائے خود سے خماری" لہجے میں گویا ہوا۔۔

سرد موسم کی خوشگوار صبح کا آغاز ہوا، شاہ گھرانے میں عالیہ کی آج کافی عرصے بعد یہ پہلی صبح تھی وہ آسمانی رنگ ہلکے کڑھائی دار شلوار قمیض میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ گلے میں دوپٹہ ڈالے آج بھی خود پر شال اوڑھے اپنے کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھول کر داخل ہوئی۔۔ آتے ہی بستر پر نگاہ ڈالی تو وہ بکھرا سا معلوم ہوا مگر علی وہاں موجود نہیں تھا یقیناً وہ واشروم میں تھا اس دوران عالیہ نے بستر کا حلیہ ٹھیک کیا۔۔

پھر کمرے کی کھڑکی کی جانب بڑھی، کھڑکی سے اس نے شیفون کے خوبصورت سنہری پردے سرکائے تو ایک سرد ہوا کا جھونکا اس نے اندر کی جانب کمرے میں آتا محسوس کیا وہ آنکھیں موندے گہری سانس کھینچ کر اس ہوا کو اپنی سانسوں کا حصہ بنائے ایک سکون سا اپنے اندر اتار گئی وہ اس گھر میں آکر اتنے عرصے بعد خود ہر غم ہر پریشانی سے آزاد محسوس کر رہی تھی اُس شخص کا ہونا عالیہ کے لیے کس قدر ضروری تھا اُسے آج اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا۔۔

ہاں اس کے سکون کا محور تو وہ شخص ہی تھا جس کے حصار میں اسے ہر غم ہر مشکل سے حفاظت محسوس ہوتی تھی جو اس پر اپنا سب کچھ وارنے کو ہر دم تیار تھا ہاں وہی شخص، اس کی محبت، اس کا عشق، جو اسے دوبارہ مل گیا تھا۔۔

علی کے تصور پر وہ خود سے مدھم مسکرا گئی اگلے ہی لمحے اس نے علی کے لیے ڈریسنگ روم کا رخ کیا جہاں اس کی وارڈروب سے اسکے آفس کا بہترین تھری پیس سفید شرٹ اور سیاہ خاکی رنگ امتزاجی سوٹ اپنی مرضی سے منتخب کر کے نکالتی وہ دوبارہ خوشگوار مزاج لیے کمرے میں داخل ہوئی ایک بزنس وومن کے ساتھ کبھی کبھی وہ ہاؤس وائف کا کردار بھی اپنے گھر کے لیے نبھایا کرتی تھی وہ علی کا تقریباً کام تو خود کرتی تھی مگر دیگر گھریلو کام اسے تب کرنے کی فرصت ملتی تھی جب اسے آفس نہ جانا ہو۔۔

وہ بستر پر اس کا بلیزر کوٹ الگ کرتی احتیاط سے رکھ گئی اسی دوران علی بھی سیاہ ٹراؤزر پہنے شرٹ لیس اپنا نم بھاری وجود لیے نہا کر واشروم سے باہر نکلا اور اپنے

براؤن گھنے بالوں کو سکھانے کے لئے انہیں تولیے کی مدد سے خشک کرنے لگا اس کی یوں اچانک واشروم سے نکلنے پر عالیہ کی ایک بے ساختہ نگاہ اس کے برہنہ سینے پر لگتی فوراً اٹھی۔۔وہ اس کا محرم تھا مگر نا جانے کیوں آج اسے حیا سی آئی انھی کیفیات کی الجھن کے سبب اس نے فوراً کمرے میں اپنا کام ختم کرتے روانگی کا ارادہ باندھا۔۔

گڈ مارننگ۔۔" وہ بال سکھا کر تولیا اپنے بھاری شانوں پر ڈالتا اپنی بیوی کو خود سے غافل پاتے بلا آخر مخاطب کر گیا مگر وہ بھی کہاں غافل تھی وہ تو صرف اس کے بھاری وجود سے سہم کر نظریں پھیر گئی تھی۔۔

گڈ مارننگ تمھارے کپڑے نکال دیے ہیں میں نے بٹ آج آفس سے جلدی آجانا۔۔" وہ مقابل کی آواز پر چونکتی اس کی سفید شرٹ بھی بستر پر رکھ کر گویا ہوئی۔۔

زہے نصیب! جلدی آنا۔۔؟ یہ تم کہہ رہی ہو۔۔؟" وہ بھنویں اٹھائے حیرت" سے کہتا بستر سے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنے لگا۔۔

زیادہ آور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ جلدی آنے کا اس لیے کہا کہ بابا" اور بھائی آئیں گے آج نرمین کو لینے۔۔ابھی امی نے بتایا ہے مجھے ابھی۔۔ "اس نے ماتھے پر بل ڈالتے سنجیدگی سے وضاحت دی اور اپنا کام ختم کر کے اب کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

ویسے میرا ابھی آج آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں، تمھیں آئے ہوئے آج پہلا" دن ہے تمھارے ساتھ ٹائم سپینڈ کروں گا۔۔ "اس نے عالیہ کی کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچتے کہا جس سے وہ اس کے قریب تو آئی مگر ان کے درمیان اب بھی فاصلہ تھا۔۔

میرے آسرے پر مت رہنا۔۔مجھے بہت کام ہے دونوں فیملیز ساتھ ہوں گی" ان کے لیے آج امی کے ساتھ مل تیاریاں کرنی ہیں۔۔"عالیہ نے نہایت سنجیدگی سے دوٹوک الفاظ میں کہا۔۔

"ملازمین ہیں گھر والے بھی ہیں تمھیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں تم صرف مجھ پر دھیان دو۔۔"وہ اسے کمر سے تھام کر مزید قریب کرتا خمار آلود لہجے میں گویا ہوا۔۔

اس کی قربت میں عالیہ نے تھوک نگلا وہ سر اٹھا کر مقابل کی سنہری آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جس میں اس وقت عجب خمار سا تھا اس کی شرٹ کے بٹن بھی ابھی تک کھلے تھے جس کے باعث اس صنفِ نازک کی ہتھیلی نہ چاہتے ہوئے مقابل کے نیم برہنہ سینے کو چھو رہی تھی۔۔

سب۔سب ہیں تو کیا ہوا؟ یہ اچھا تھوڑی لگتا ہے سب کام کریں اور میں فارغ" بیٹھی رہوں۔۔!"اس نے مقابل کی سنہری آنکھوں سے نظریں چرا کر اپنا جملہ مکمل کیا۔۔

تمھیں آئے محض کچھ گھنٹے ہی ہوئے ہیں اور تم کاموں میں لگ پڑی ہو۔۔ابھی" صبح بھی میرے اٹھنے سے پہلے کمرے سے باہر چلی گئی تم۔۔"علی کا لہجہ سرد ہوا جسے بھانپتے عالیہ نے حیرت سے پھر اس کے چہرے کو دیکھا۔۔

یہ شکایت ہے؟"اس نے بھنویں اٹھائے تعجب سے کہا۔۔"

ہاں۔۔اور کل رات تم نے میری بات بھی نظرانداز کر دی۔۔"وہ جواباً بولا" لہجہ اب بھی سرد تھا۔۔

"کونسی بات۔۔؟"

اظہارِ محبت۔۔!!" وہ جواباً بولا۔۔"

وٹ؟ یہ تم کس بحث میں پڑ گئے۔۔؟ مجھے آتے ہی تم یوں نہیں الجھا سکتے یہ"
"!غلط بات ہے۔۔

اس نے نظریں چراتے اب خود کو آزاد کرنے کی جتن شروع کی مگر اس حسین شخص کی حسین قید سے اب اس کا نکلنا کہاں ممکن تھا۔۔

محترمہ مجھے جواب چاہیے بہانا نہیں۔۔"اس نے عالیہ کی ٹھوڑی اپنی انگلیوں" میں تھام کر اُٹھاتے کہا۔۔

جواب دو۔۔؟"اس کی خاموشی پر وہ مزید بولا اور اسے بیچین کرنے کی غرض" سے کمر پر موجود اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو کچھ حرکت دی۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔مجھے امی کے ساتھ ان کی ہیلپ کرنی ہے چھوڑو مجھے۔۔!"""

اس نے اب احتجاجاً سے انداز میں کہا۔

جب تک مجھے جواب نہیں مل جاتا میں تمھیں یہاں سے ہلنے بھی نہیں دوں" گا۔۔"اس کی گرفت عالیہ پر مزید مضبوط ہوئی۔۔

مگر یہ بات کہاں سے آگئی اچانک۔۔؟"وہ متعجب ہوئی۔۔"

ٹھیک ہے تو پھر تسلیم کرلو کہ تمھیں مجھ سے محبت ہے ہی نہیں اس لیے اظہار" کرنے کے لیے بھی کچھ نہیں ہے تمھارے پاس۔۔!!"علی کا لہجہ سنجیدہ ہوا جس سے مقابل کے چہرے پر بھی تاثرات خوفزدہ ہوئے وہ اسے برہم نہیں کرنا چاہتی تھی مگر کوئی بھی اظہار اس کی جان پر عذاب کے مترادف تھا۔۔

تم سچ کہہ دو میں برا نہیں مانوں گا۔۔ مگر آج کہنا ہی پڑے گا تمھیں اور وہ بھی" صرف سچ۔۔" وہ سرد لہجے میں مزید کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

۔

۔

بولو جو بھی تمھارے دل میں ہے کہہ دو۔۔ میں سننا چاہتا ہوں۔۔" وہ خماری" سا بولا۔۔ مقابل پر گرفت مضبوط تھی۔۔

چچ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔" عالیہ مضبوط گرفت سے آنکھیں میچے ملتجی انداز میں گویا" ہوئی اس کی سانسیں مقابل کے وجود میں قید ہو کر اٹک رہی تھیں۔۔

میری آنکھوں میں دیکھو۔۔ آنکھیں کھولو اپنی۔۔" اس نے عالیہ کا جملہ نظر" انداز کرتے سنجیدگی سے کہا اور کمر کو جھٹکا دے کر مزید اپنے قریب کیا جس پر اس نے یک دم حیرت سے آنکھیں وا ہوئی۔۔

میری خونخوار شیرنی! تمھارا یوں سہم جانا قبول نہیں ہے مجھے۔۔"اس کی" آنکھیں کھلنے پر وہ مسکراتے بولا۔۔

تم سچ جان کر محبت کو آزمانا چاہتے ہو۔۔؟" وہ اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھ" کر سوالیہ بولی کمرے میں صبح کا حسین وقت گہری خاموشی اور اس خاموشی کو توڑتی ان دونوں کی سرگوشیاں ماحول میں مزید سرور بھر رہی تھی۔۔

"! میری مجال؟ مجھے صرف اظہار سننا ہے۔۔"

تمھیں اظہار کے لیے ابھی کچھ انتظار کرنا ہوگا۔۔ مناسب وقت پر سارے" اظہار کروں گی۔۔" وہ سرگوشی نما بولی۔۔

اور یہ مناسب وقت کب آئے گا۔۔؟" وہ متعجب ہوا۔۔"

جلد آئے گا۔۔ تحمل سے کام لو۔۔ابھی ابھی تو میں آئی ہوں۔۔ تمھاری ہر" خواہش کی تکمیل دھیرے دھیرے ہو گی۔۔"وہ یک کے بعد دیگرے اس کے شرٹ کے بٹن بند کرنے لگی جس سے علی کا بھی دھیان بھٹکا اور اپنی گرفت ڈھیلی کر گیا۔۔

" کہو کوئی اور خواہش۔۔؟؟"

خواہش؟"وہ عالیہ کے سوال پر اسکا لفظ دہراتا پھر متعجب ہوا جبکہ وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔

میں تمھیں اسی بلیک ساڑھی میں دیکھنا چاہتا ہوں جو تم نے نیو ائیر نائٹ پر پہنی" تھی۔۔"اس نے اپنی خواہش ظاہر کی جسے وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

چاہتا ہوں کہ پھر سے تم وہ بلیک ساڑھی صرف میرے لیے پہن کر میرے سامنے آؤ۔۔"اس نے خواہش کی وضاحت کی تو مقابل صنف نازک کا حسین چہرہ بھی مسکراہٹ سے کھل اٹھا۔۔

"اوکے۔۔بٹ اب میری بھی ایک ریکوسٹ ہے۔۔"اس نے اپنا جملہ کہا جس پر علی نے سوالیہ انداز میں بھنویں آچکائے۔۔

"ابھی مجھے جانے دو۔۔اور فلحال مجھے تنگ مت کرو۔۔"اس نے خواہشات کے نتیجے میں اپنی شرائط پیش کی جسے سن کر اس خوبرو مرد کے عنابی لبوں پر مسکراہٹ سجی یہاں تک کہ اس کے موتی جیسے دانت لبوں میں ظاہر ہوئے۔۔

"تمھارے اندر اس وقت بھی ایک بزنس وومن کی جھلک نظر آرہی ہے۔۔ہر چیز ڈیلینگ پر کر رہی ہو۔۔"

وہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا اس کی ٹھوڑی تھام کر گویا ہوا اس کے جملے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

ہماری طرف سے ڈیل ڈن ہوئی مسٹر شاہ۔۔آپ بھی ڈیل ڈن کیجیے۔۔"وہ" ہتھیلی علی کے سامنے پھیلائے ایک انداز سے بولی۔۔

اوکے میں تمھارے اس مناسب وقت کا انتظار کروں گا۔۔ مگر انتظار طویل" نہیں ہونا چاہیے۔۔"وہ اس کی ہتھیلی پر اپنی بھاری ہتھیلی دیتا بولا۔۔

نہیں ہوگا۔۔!"وہ ذومعنی انداز سے کہتی مسکرا کر کمرے سے روانہ ہونے" لگی۔۔

------------سونی رائٹس------------

مکمل صبح ہوئی حقانی کیمکلز کے مین آفس میں دن کے آغاز پر چہل پہل اور کام کی شروعات تھی۔۔

سیاہ سوٹ پہنے میٹنگ روم میں بریفنگ لینے کے بعد فہاد اب اپنے آفس کیبن کی جانب روانہ ہوا۔۔اسے آج پھر حمزہ سے جواب طلب کرنے کی جلدی تھی یہی وجہ تھی کہ اس کے قدموں میں تیزی نمایاں تھی۔۔

وہ اجلت میں ورکنگ اسپیس سے ہوتا ہوا اپنے آفس کیبن کی جانب رواں تھا اسی دوران اس کا سامنا آج پھر اس کے آفس میں عارض سے ہوا جسے دیکھ کر وہ ٹھہرتا اپنی اجلت پل میں بھول گیا۔۔

"عارض صاحب؟ تم یہاں آفس میں آج پھر سے؟ سب خیریت۔۔؟" اس نے مقابل کو روک کر تعجب و حقارت سے سوال کیا۔۔

میشل نے بلایا تھا۔۔اسے گھر لے جانے آیا ہوں طبیعت ٹھیک نہیں اس" کی۔۔" عارض نے حیرت انگیز انکشاف کیا۔۔

مجھے نہیں بتایا میشل نے۔۔؟ حیرت ہے۔۔" وہ عارض کا جملہ سن کر دل میں" خود سے بڑ بڑایا۔۔

ہاں طبیعت تو خراب تھی ہی میں نے اسے کہا بھی کہ نہ آئے آفس۔۔" اس" نے بڑے آرام سے مقابل کے سامنے جھوٹا بیانہ پیش کیا۔۔

جی بھائی آپ نے ٹھیک کہا میں اس کی ضد سے بھی واقف ہوں۔۔ خیر" میں۔۔" عارض نے روانگی کے متعلق آخری جملے میں اجازت چاہی۔۔

ایک منٹ مجھے یہ بتاؤ میں نے ای میل بھیجی تھی شازمان ٹیکسٹائل کو۔۔"
پروجیکٹ کے سلسلے میں۔۔بٹ جواب نہیں آیا۔۔ مس عالیہ سے میٹنگ فکس
"نہیں ہوئی اب تک ان کا فون بھی نیو ائیر نائٹ سے بند ہے۔۔
فہاد نے ماتھے پر بل ڈالے اسے اپنے ذہن میں پوشیدہ الجھن کا اظہار کیا جو اس
کے ذہن میں کئی دنوں سے ڈیرا جمائے اسے بیچین کیے ہوئے تھے۔۔

مس عالیہ اس نئے سال پر اپنی ذاتی زندگی میں کافی مصروف ہیں اس لیے آفس"
سے کچھ دنوں تک غیر حاضری رہیں گی۔۔"عارض نے مؤدبانہ انداز میں
کہا۔۔

"وہ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔؟"
جی وہ ٹھیک ہیں اور شاید اب خوش بھی۔۔"عارض نے جواباً کہا جس سے فہاد"
کے چہرے پر تاثرات فوراً بدلے۔۔

بہت خوب! سن کر اچھا لگا۔۔ میری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ خوش ہی رہیں۔۔ جیسے "
"ہی وہ آفس جوائن کر لیں تم مجھے انفارم کر دینا۔۔
وہ مسرور لہجے میں عارض سے گویا ہوا یقیناً اس کے دل میں ایک عجب سی تسلی اتری تھی مگر محض غلط فہمی کے نتیجے میں۔۔ ایک عارضی تسلی تھی۔۔

اوکے۔۔! "وہ اثبات میں سر ہلاتے کہتا اب گفتگو مختصر کرتا روانہ ہوا اور فہاد " کی اجلت میں عارض کی خبر سے مزید اضافہ ہوا وہ دگنی تیزی سے اب آفس کی جانب بڑھتا حمزہ کا بے صبری سے منتظر تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آفس کے دروازے پر دستک دیتا وہ مرجھایا ہوا چہرہ لیے داخل ہوا۔۔

جیری آؤ آؤ۔۔! "اپنی آفس کی کرسی پر شان سے بیٹھا پر مسرت انداز میں فہاد" نے اس کا استقبال کیا۔۔

میرے پاس ایک۔۔ بری خبر ہے ہادی۔۔ "حمزہ نے فوراً داخل ہوتے ہاتھ" پیچھے باندھ کر سر جھکائے سرد لہجے میں کہا۔۔

اور میرے پاس ایک اچھی خبر ہے۔۔ "وہ پر مسرت لہجہ برقرار رکھے بولا یہاں" تک کہ حمزہ کا جملہ بھی اس کا لہجہ نہ بگاڑ سکا۔۔

کیسی خبر۔۔؟ "حمزہ سر اٹھائے متعجب ہوا۔۔"

یہی کہ عالیہ کو بلا آخر سمجھ آچکی ہے کہ وہ شخص اس کے قابل نہیں تھا اور اس" "کے فیصلے پر وہ اب خوش ہے۔۔
وہ یک دم اپنی جگہ سے اٹھ کر حمزہ کی جانب بڑھ کر خوشگوار لہجے میں بولا۔۔

یہ آپ سے کس نے کہا۔۔؟؟"حمزہ نے پھر سوال کیا فہاد اس کے رُو برو تھا۔۔"

عارض نے۔۔اچھا ہوا کہ آخر کار اس فضول شخص نے بھی کچھ اچھی خبر سنائی" مجھے۔۔"ہادی کے جواب پر حمزہ نے سرد سی گہری سانس کھینچی۔۔

اس نے آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے ہادی! جو آپ سمجھ رہے ہیں ایسا" نہیں ہے۔۔"حمزہ نے مدھم آواز میں سرد لہجے سے کہا۔۔

"کیا مطلب۔۔؟"

عالیہ صاحبہ شاہ مینشن دوبارہ جا چکی ہیں ان کے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو گیا" ہے اس اناونسمنٹ کے بعد عالیہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی جس سے شاہ نے اپنا "دوسری شادی کا فیصلہ واپس لے لیا۔۔

حمزہ نے پل بھر میں نہایت بڑاانکشاف کرتے فہاد کے پیروتلے زمین کھینچی سر پر پہاڑ گرایااور لبوں سے مسکراہٹ غائب کر دی۔۔

ہوش میں تو ہو۔۔؟"فہاد ماتھے پر بل ڈالے سنجیدگی سے کہتا حمزہ کی جانب" ایک اور قدم بڑھایا۔۔

یہی سچ ہے۔۔اور یہ خبر آج ہی پہنچی ہے مجھ تک۔۔!"حمزہ نے نظریں جھکائے" اپنے سابقہ جملے کی تصدیق کی۔۔

وٹ۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے آنکھیں پھاڑتا بے یقینی" سے بولا۔۔

"عالیہ اس کے پاس کیسے جاسکتی ہے۔۔"

وہ مزید کہتا اگلے لمحے میں حمزہ کے قریب موجود سائیڈ ٹیبل سے طیش میں کانچ کے شوپیز کو جھٹکتے گرا کر غرایا جس پر حمزہ نے بھی یک دم آنکھیں میچی۔۔

اہھھہ "وہ چیخا۔۔اسے اپنی ہار محسوس ہوئی چہرہ سرخ ہو کر غصّے سے کپکپاہٹ" کا شکا ہوا۔۔

ہادی سنبھالیں خود کو۔۔"حمزہ نے سہم کر کہا۔۔"

اتنے عرصے تک جس کی محض خوشبو کے لیے میں ترستا رہا وہ میرے دشمن کی" دسترس میں ہو گی اس وقت۔۔جس کی جھلک کے لیے میں مر رہا تھا وہ ہر لمحے "کسی اور کی آنکھوں کے سامنے موجود ہو گی۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے آنکھیں پھاڑے خود سے گویا ہوا وہ اس شکست کو ہر گز قبول نہیں کر رہا تھا اس کی سبز آنکھوں میں سرخی اتری تھی۔۔

"ہادی وہ اس کی بیوی۔۔"

نہیں تھی وہ اس کی بیوی۔۔ ختم کر دیا تھا میں نے سب کچھ۔۔ وہ اب دوبارہ" کیسے ایک ہو گئے۔۔ یہ لڑکی بیوا قوف ہے کیا۔۔ اسے سمجھ کیوں نہیں آئی۔۔ اتنی بڑی اناونسمنٹ کے بعد بھی اس کے پاس چلی گئی۔۔"حمزہ کے جملے کو ٹوکتا اس کا گریبان تھامے گویا ہوا۔۔

ہادی آپ خود کو سنبھالیں۔۔ میں صرف یہی بتانا چاہتا تھا کہ عارض نے آپ کو" غلط خبر دی ہے۔۔" وہ مود بانہ انداز میں کہتے اس کی توجہ عرض کی جانب مبذول کرا گیا جس پر وہ یک دم چونکا۔۔

ختم کر دو اسے۔۔" وہ گہری سانسیں لیتا خود کو پر سکون کر کے حمزہ کے گریبان" کو جھٹکتا اس کی پیٹھ تھپتھپاتے حکم دے گیا۔۔

کیا۔۔؟"حمزہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑی۔۔"

یہی سزا ہے اس کی۔۔اس سے پہلے کہ فیوچر میں ہمارے لیے کوئی سر درد ی" بنے اسے راستے سے ہٹا دو فوراً۔"اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا وہ کچھ بدحواس سا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کا حکم۔۔"
حمزہ اس کی بات ماننے کو تیار نہ تھا مگر اس کے حکم کے آگے مجبور ہو تا سرد لہجے میں گویا ہوا کیونکہ وہ فلحال مقابل کو مطمئن کرنا چاہتا تھا چاہے قیمت کوئی بھی چکانی پڑے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی شاہ مینشن میں آج دونوں خاندان ایک ساتھ تھے رات کے کھانے کی میز سجی تمام افراد میز کے گرد کرسیوں پر براجمان ہوئے علی بھی اپنی بیوی کے

روبرو کرسی پر بیٹھا ہر چیز سے بے نیاز اسی کو دیکھنے میں محو تھا جو امرحہ کو کھلانے میں مصروف تھی۔۔

خوشی ہوئی کہ بچوں کی بدولت ہماری دوستی برقرار رہی۔۔"زمان نے شاہ کو" مخاطب کرتے کہا تو تمام افراد بھ ءان کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

بالکل شیر زمان تم مجھے بھائیوں کی طرح عزیز ہو۔۔"شاہ نے مسکراتے کہا۔۔"

جانتا ہوں مگر میں اس کے فیصلے سے خوفزدہ تھا۔۔"زمان نے اپنے جملے میں" اپنی بیٹی کی جانب اشارہ کیا جو نظریں جھکائے تھی۔۔

بات کڑوی ہو گی مگر سچ ہے کہ طلاق کسی بھی مسلے کا حل نہیں یہ واحد جائز عمل" ہے جو سخت ناپسند کیا جاتا ہے۔۔"شاہ نے تمام لوگوں کو مخاطب کیا تو علی کی توجہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ والد کی جانب ہوئی۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلاتے پھر سے اپنی بیوی کو دیکھا جو اب اپنے پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگی تھی۔۔اس نے ٹیبل کے نیچے اپنے روبرو بیٹھی بیوی کے پیر پر اپنا پیر پھیرنا شروع کیا جس کی حرکت پر وہ چونکتے نظریں اس کی جانب اٹھا کر اسے خبردار کرنے لگی۔۔

"مجھے اسی بات کی سب سے زیادہ خوشی ہے کہ تم دونوں نے اپنے معمالات آپس میں سلجھا لیے۔۔"شیر زمان نے بھی اپنی بیٹی اور داماد کو مخاطب کرتے کہا۔۔

"بس آپ سب کی دعائیں ہیں بابا جب تک آپ لوگ اور آپ کی یہ دعائیں ہمارے ساتھ ہیں ہم کبھی کسی سازش کا شکار نہیں بنیں گے نہ خود ٹوٹیں گے نہ خاندان کو ٹوٹنے دیں گے۔۔"علی نے زمان کی جانب متوجہ ہوتے مودبانہ انداز سے کہا دیگر افراد بھی اس کے جملے پر اثبات میں سر ہلاتے مُسکرانے لگے۔۔

"بالکل ہم اور ہماری دعائیں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہیں رب تمھیں یونہی ہنستا ہوا ہمیشہ خوش رکھے۔۔"

"آمین۔۔"

دستور نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔۔ تو تمام لوگ بھی جوابا گویا ہوئے دستور بھی آج اپنی بیوی بچوں سمیت تمام افراد کو یوں ساتھ اور خوش دیکھ کر اتنے عرصے بعد خوش ہوا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات گہری ہوئی وہ زمان ہاؤس میں موجود اپنے عالی شان کمرے کے وارڈروب کے سامنے کھڑی بیگ سے اپنے تہہ شدہ کپڑے نکال کر اپنی وارڈروب میں ترتیب سے رکھ رہی تھی۔۔

اس کی آمد زمان ہاؤس میں دوبارہ رونقیں بحال کر گئی اس کے دونوں بچے اپنے دادا کے ساتھ رات کے اس پہر کمرے میں موجود کھیل میں مصروف تھے جبکہ دستور اپنے کام ختم کرتا اب کمرے میں داخل ہوا۔۔

اس نے کمرے میں ایک جانب وارڈروب میں مصروف اپنی بیوی کو پایا تو اس نے ایک گہرا سکون کا سانس اپنے اندر کھینچا کمرے میں اس کی بیوی کی موجودگی دیکھ کر ایک عجب تسلی اور خوشی اس کے دل میں اتر کر روح کو سرشار کر رہی تھی یہاں تک کہ وہ بے ساختہ خود سے مسکرا دیا۔۔
کمرے میں داخل ہوتے وہ اپنی مسکراہٹ سمیٹ کر قدم بڑھاتا اس کے قریب پہنچا۔۔

چھوڑ دو۔۔ میں سب کچھ سیٹ کر دوں گا۔۔" اس نے کہتے نرمین کے نازک" ہاتھوں سے اس کے کپڑے لینے کی کوشش کی۔۔

"آپ کیوں کریں گے ؟ یہ میری زمہ داری ہے میرا سامان ہے۔۔مجھے کرنے دیں۔۔"نرمین اس کی بھاری آواز پر چونکی مگر کپڑے نہ دیے۔۔

"تمھارا آنا ہی کافی تھا۔۔باقی کچھ بھی مشکل نہیں سب کچھ کرلوں گا میں۔۔چھوڑ دو۔۔"وہ بیگ کی جانب جھکتا اس کے کپڑے نکال کر وارڈروب میں رکھنے لگا جس بیگ میں اب تھوڑے سے ہی کپڑے تھے۔۔

"تمھارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔بس تم سے الگ نہیں رہ سکتا۔۔"اس نے کام ختم کرتے نرمین کے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے تھامتے کہا۔۔

"ہمم آچھا جی؟تو پھر میری بات کیوں نہیں مان رہے تھے آپ۔۔؟"وہ بھنویں اچکائے سوالیہ گویا ہوئی۔۔

"میں تیار ہو گیا تمھاری بات ماننے کے لیے۔۔نیوائیر نائٹ سے اگلے دن تمھیں لینے بھی آنے والا تھا مگر پھر وہ تمھارے کزن صاحب کی اناؤنسمنٹ !۔۔ہر چیز پر بھاری پڑ گئی۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"چلیں اناؤنسمنٹ کا فائدہ تو ہوا ناں۔۔!"وہ جواباً بولی۔۔

"بالکل مگر تم نے مس نہیں کیا مجھے۔۔؟خود سے ایک بار بھی کال نہیں کی۔۔!"لہجے میں شکوہ تھا۔۔

"آپ نے کیا؟مس۔۔؟"نرمین نے بات گھمانا چاہی۔۔

"تم میرا خاندان ہو، تمھارے بغیر میں کچھ بھی نہیں۔۔تو کیسے ممکن ہے کہ تمھیں مس نہ کروں۔۔؟"

اس نے نرمین کی ہتھیلی کی پشت پر عقیدت سے بوسہ دیا جو اس کے پر خلوص جذبے اور تمام تر جوابات کو ظاہر کرنے کے لیے کافی تھا۔۔

امی کے جانے کے بعد جس طرح سے تم نے یہ گھر سنبھالا ہے میں بیان نہیں" کر سکتا کہ اب تم اس گھر کے لیے کتنی لازم اور کتنی اہم ہو۔۔اب یہ زمان ہاؤس "تمھارے بغیر ویران رہتا ہے یہاں تم سے اور بچوں سے رونق ہوتی ہے۔۔

"!جانتی ہوں اور اسی لئے میں بہت کم گھر جاتی تھی مگر۔۔"

ہاں مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے تمھیں تمھارے گھر سے منع بھی نہیں کر رہا" میں، مگر رضامندی سے جاؤ گی تو میرے دل میں کچھ تسلی رہے گی۔۔"اس نے نرمین کا جملہ کاٹتے کہا کیونکہ اس کا لہجہ کچھ شرمندہ سا محسوس ہوا تھا۔۔

"سمجھ رہی ہو ناں۔۔؟"اس کے سوال پر زمین نے اثبات میں سر ہلایا وہ اسے ایک بچے کی طرح سمجھا رہا تھا اور جواب بھی طلب کر رہا تھا جس پر وہ مسکرا گئی۔۔

"مت مسکراؤ ورنہ تمھیں آج تمھاری دی گئی سزا پر، تمھیں سزا دینے کا دل چاہے گا میرا۔۔"وہ ذو معنٰی انداز میں گویا ہوا اس کی مسکراہٹ واقعی مقابل پر پل میں خمار سا طاری کر گئی تھی۔۔

"آپ کے پاس سزا دینے کا اختیار نہیں ہے فلحال، کیونکہ میں۔۔آپ سے ناراض ہوں۔۔آپ نہیں تھے ناراض۔۔"اس نے وضاحت دیتے اپنے ہاتھ دستور کے ہاتھوں سے چھڑانا چاہے مگر وہ مسکرا کر مقابل کو مزید اپنے قریب کر گیا۔۔

"تو چلیں پھر محترمہ! سزا دینے کے بجائے آپ کو آج منا لیتے ہیں۔۔"وہ بے ساختہ اپنا جملہ مکمل کرنے سے قبل اس صنفِ نازک کو گود میں اٹھاتا بستر کی

جانب بڑھا جس کی اچانک کی گئی حرکت پر وہ آنکھیں پھاڑے ششدر رہ گئی مگر اس زور آور پر وجاہ مرد کے آگے کوئی مزاحمت نہ کر سکی۔۔

سونی رائٹس---------------

مکمل صبح ہوئی سردی کی خوبصورت صبح میں سورج کی ہلکی روشنی زمین پر پڑتی دن کے آغاز کا پیغام دے رہی تھی وہ اپنے شاہ مینشن کے سب سے بڑے کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے بھاری وجود پر سفید شرٹ پہن کر اسکے بٹن بند کرنے کے بعد اب شانو پر خاکی رنگ بلیزر کوٹ ڈالتا آج آفس کے لیے تیاری ہونے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔۔

کمرے میں دو گھنٹے بعد اس کی بیوی دروازہ آہستہ سے کھول کر داخل ہوئی۔۔اس نے علی کو تیاری میں مصروف دیکھا تو کچھ نہ بولی اس کے ہاتھ میں امرحہ کا بیگ

تھا وہ کل امرحہ کو پڑھاتے ہوئے اس کی کچھ کتابیں یہیں اپنے کمرے میں بھول گئی تھی۔۔

علی نے بھی خاموش نگاہوں سے اس کی آمد اور اس کے حرکت کا جائزہ لیا۔۔
عالیہ سائیڈ ٹیبل سے اپنی بیٹی کی کتابیں بیگ میں ڈال رہی تھی،اس کا لباس آج بھی گھریلو تھا جس سے اس کا آج بھی آفس نہ جانے کا ارادہ ظاہر تھا اس نے ہلکا زرد رنگ کڑھائی دار جوڑے پر آج بھی شال اوڑھ رکھا تھا گلے میں دوپٹہ بھی تھا بال آج بھی کھلے تھے۔۔ علی مسلسل اسے محویت سے تکتا اپنا کام بھول گیا تھا یہاں تک کہ عالیہ کتابیں ڈال کر دوبارہ کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

"ہیلپ ؟؟"
اسے جاتا دیکھ علی نے اسے روکنے کی غرض سے سامنے ٹیبل پر رکھی ٹائی اٹھا کر اسے مخاطب کیا۔۔

پکار سن کر دروازے کی جانب بڑھتے عالیہ کے قدم فوراً رکے اور وہ تعجب سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"مجھے امرحہ کو اسکول کے لیے تیار کرنا ہے دیر ہو رہی ہے۔۔" عالیہ دوٹوک انکار کرتے پھر روانہ ہوئی۔۔

"پلیز۔۔!" اس نے کچھ معصومیت سے پھر محض ایک لفظ ادا کرتے عالیہ کو دوبارہ روکا۔۔

"کیوں تمھیں ٹائی باندھنے نہیں آتی۔۔؟" اس نے برہم ہوتے طنزیہ کہا جس پر علی نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"واؤ! شاہ ایمپائر کے اونر کو اپنی ٹائی باندھنے نہیں آتی۔۔؟ یہ خبر تو بریکینگ نیوز بن سکتی ہے۔۔"

عالیہ نے تمسخرانہ انداز میں کہا جبکہ وہ تو صرف اس کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ لیے ہوئے اس کے ایک ایک عمل کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔ مقابل کا تمسخر آمیز لہجہ بھی اس پر قہر ڈھا رہا تھا۔۔

"جب میں نہیں تھی تو اتنے عرصے تک کیا کر رہے تھے پھر۔۔؟" وہ بستر پر بیگ رکھ کر اس کی جانب قدم بڑھاتے بولی۔۔

"بنا ٹائی کے گھومتا تھا۔۔!" علی نے جواباً سرگوشی نما خماری سے لہجے میں کہا۔۔ اسے ٹائی باندھنے آتی تھی اور یہ بات صرف فیصل شاہ جانتا تھا۔۔ وہ صرف خاص موقعے پر ٹائی پہنتا تھا لیکن آج اسے اس بہانے اپنی بیوی کی چند لمحوں کی توجہ چاہیے تھی۔۔

وہ بنا کوئی جواب دیے اس کے ہاتھ سے مطلوبہ شئے لے کر اس کے مزید قریب ہوئی۔۔وہ قد میں اس سے تھوڑا نیچے تھی اس کا چہرہ مقابل کی ٹھوڑی تک آتا تھا۔۔

وہ اس کے مصروف تاثرات ظاہر کیے ہوئے چہرے کو مسلسل دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے اپنے کام پر متوجہ تھی۔۔

وہ اس نے نظریں اٹھا کر مقابل کی خود پر پڑتی نگاہوں کو دیکھا اور اس کی محویت کے نتیجے میں ٹائی کو مزید کس کر باندھتے اس کی گردن پر دباؤ ڈالنے لگی وہ چونکا آنکھیں پھاڑے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ ٹائی تھامے مسکرائی جبکہ مقابل نے گردن پر دباؤ کے نتیجے میں تھوک نگلا جس سے اس کی گردن میں ابھری ہڈی نے کچھ حرکت کی جسے دیکھ کر اسنے علی کی ہڈی پر انگلی پھرتے اس کے ضبط کو مزید مشکل بنانا چاہا۔۔

تمھیں تو دیر ہو رہی تھی ناں۔۔" وہ بلا آخر بولا۔۔"

گھبرا ؤمت جا رہی ہوں۔۔!" وہ اس کی ٹائی ڈھیلی کر گئی اس کے جملے پر وہ گہرا" مسکرا کر نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

تم زیادہ تر ٹائی کبھی پہنتے ہی نہیں ہو۔۔تو آج یہ خیال کہاں سے آیا۔۔" عالیہ " نے تعجب سے سوال کیا۔۔

اہم کام ہے ترک ڈیلیگیشن کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔" وہ سنجید گی سے بولا۔۔"

اوکے۔۔آل دی بیسٹ!" اس کے بھاری بازو سہلاتے بولی اسی دوران پینٹ " کی جیب میں علی کا موبائل بجا وہ دونوں اسی جانب متوجہ ہوئے عالیہ پھر بیگ کی جانب بڑھی علی نے جیب سے موبائل نکال کر کال ریسیو کی۔۔

"ہیلو دانیال۔۔؟"

کہاں ہو تم۔۔"وہ اجلت میں جواباً بولا۔۔"

میں گھر پر ہوں آفس کے لیے نکل رہا ہوں کیا ہوا سب خیریت۔۔؟"دانیال" کے لہجے میں اجلت اور پریشانی پر وہ حیرت زدہ ہوا۔۔

عارض کا آفس جاتے ہوئے کار ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔"دانیال نے اسے فوراً" خبر سنائی۔۔

وٹ۔۔؟"علی مزید حیرت زدہ ہوا۔۔"

"میں اس وقت ہاسپٹل میں ہوں مجھے تمھاری ضرورت ہے۔۔"

ہاں ہاں میں ابھی آتا ہوں۔۔"علی اس کے آخری جملے پر گفتگو مختصر کر گیا۔۔"

"کیا ہوا پریشان لگ رہے ہو۔۔۔؟" عالیہ اس کی حیرت کو دیکھ کر سوال کر گئی۔۔

"عارض کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔" وہ موبائل پینٹ کی جیب میں ڈالتا اجلت میں بولا۔۔

"کیا۔۔؟"
"ہمیں فوراً نکلنا ہو گا۔۔" علی مزید بولا صبح صبح یہ خبر تمام سننے والوں کو پریشان کر گئی آخر یہ خبر پھر سے کسی آفت کا پیش خیمہ تھی یا کسی سازش کا آغاز۔۔

۔

۔

حادثے کی اطلاع کے کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں اجلت میں دانیال کے بتائے ہوئے ہسپتال پہنچے جہاں آپریشن تھیٹر کے باہر دانیال لائٹ بلو شرٹ سیاہ پینٹ اور بلیزر کوٹ پہنے کپڑوں پر خون آلودہ سی حالت میں پریشان حال اکیلا دیوار سے ملحق کھڑا تھا۔۔

اُن دونوں کے پہنچتے ہی ان کی نظریں سب سے پہلے دانیال پر ہی پڑی اور اسی کی جانب بڑھے۔۔

دانیال! کیا ہوا ہے؟ کیسا ہے عارض۔۔؟" علی نے پریشان کن لہجے میں پوچھا"
اتنے میں ڈاکٹر بھی آپریشن تھیٹر سے برآمد ہوا۔۔

ڈاکٹر۔۔؟" اس سے پہلے کے دانیال کچھ کہتا علی نے پہل کرتے مخاطب کیا۔۔"

خون کے کافی ضیاع کے سبب ان کی حالت ٹھیک نہیں مگر ہم کوشش کر رہے" ہیں آپ دعا کیجیے۔۔!" ڈاکٹر اپنا ماسک نیچے کرتا جملہ ادا کر کے فوراً روانہ ہوا۔۔

"کیسے ہوا یہ سب کچھ۔۔؟" علی نے اب پھر دانیال کو مخاطب کیا اس کے ہمراہ موجود عالیہ سارا معاملہ خاموشی سے پریشان حال کھڑی سن رہی تھی۔۔

"اسکی گاڑی کو ٹرک کی ٹکر لگی۔۔!" اس نے جواباً مختصر سا کہا۔۔
"او گاڈ۔۔" علی سن کر مزید پریشان ہوا۔۔

"میں نے فہیم کو اور عارض کے پیرنٹس کو بھی اطلاع کر دی ہے۔۔" دانیال نے مزید کہا۔۔

"اور میشل؟" علی نے سوال کیا۔۔
"اسے نہیں بتایا۔" وہ جواباً بولا لیکن عالیہ اس لڑکی کا تذکرہ سن کر متعجب ہوئی۔۔

میشل ؟اس کا ان سب سے کیا تعلق۔۔؟" عالیہ نے بلآخر حیرت سے سوال کیا۔۔

وہ محبت کرتی ہے عارض سے، اُسے اس وقت ہونا چاہیے عارض کے ساتھ !"""" علی نے اجلت میں ایک حیرت انگیز انکشاف کرکے ان کے سروں پر ایک پہاڑ گرایا۔۔

کیا۔۔؟" عالیہ اپنے شوہر کے جواب پر ششدر رہ گئی دانیال کے ماتھے پر بھی بل پڑے۔۔

ہاں اسے تو سب سے پہلے پتا ہونا چاہیے تھا عارض کے پیرنٹس کو آنے میں" وقت لگے گا لیکن میشل قریب سے وہ فوراً آسکتی ہے۔۔" علی مزید کہتا پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اسی کو ملانے لگا۔۔

"ہیلو میشل۔۔!" مقابل کی جانب سے کال ریسیو ہوئی جس کا محسوس کرتے وہ موبائل کان سے لگا کر گویا ہوا جبکہ عالیہ اور دانیال حیرت میں مبتلا کسی بھی بات کو سمجھنے سے قاصر تھے۔۔

"گڈ مارننگ علی۔۔؟" میشل اپنے کمرے میں صوفے پر براجمان لیپ ٹاپ بیگ میں فائلز رکھنے میں مصروف اپنا کام روک کر خوشگوار لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"گھر پر ہو۔۔؟" اس نے سوال کیا۔۔

"ہاں آفس کے لیے نکل رہی ہوں۔۔!"

"میری بات غور سے سنو۔۔ عارض اس وقت ہاسپٹل میں ہے تمھیں لوکیشن بھیجتا ہوں فوراً پہنچو۔۔" اس نے سرسری مگر سنجیدہ لہجے میں کہا جس سے میشل کے ماتھے پر بھی سلوٹیں ابھریں۔۔

وٹ۔۔؟ایک منٹ میں کچھ سمجھی نہیں کیا ہوا ہے اسے۔۔؟"وہ تعجب سے" کہتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس کا۔۔باقی باتیں فون پر نہیں پتا سکتا تم ہاسپٹل آؤ۔۔" علی کا جملہ مکمل سنتے ہی میشل کا بدحواسی اور حیرت کے مارے موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا وہ ساکت سی آنکھیں پھاڑے کھڑی رہ گئی اس کے دماغ نے اسے پیغام پہنچانے بند کر دیے گویا اب کچھ نہ سوجھ رہا ہو۔۔

ہیلو میشل۔۔؟"علی نے جواباً مقابل کی جانب سے خاموشی پر اسے دوبارہ" پکارا۔۔

میشل؟۔۔ڈیم اٹ۔۔"وہ دوبارہ کہتا موبائل کان سے الگ کر کے ہاتھ پر پٹختے" خود کو کوسنے لگا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"

فون کٹ گیا۔۔" عالیہ کے سوال پر اس نے جواب دیا جو اسکے عمل کو تعجب بھرے انداز میں دیکھ رہی تھی۔۔

۔

۔

عارض کا ایکلک ایکسیڈنٹ؟" اپنے کمرے میں اکیلی کھڑی میشل آنکھیں چھوٹی" کیے خود سے حیرت بھرے انداز میں گویا ہوئی۔۔اس کے کانوں میں علی کے سنائی گئی خبر کی بازگشت گونج رہی تھی۔۔

"تتت۔ تمھیں کچھ نہیں ہو گا عارض۔۔"

اس کی آنکھوں میں نمی اتری مگر اس نے خود کو مضبوط کیا اپنا موبائل زمین سے اٹھا کر فوراً پینٹ کی جیب میں کھسکاتے خود سے گویا ہو کر دروازے کی جانب لپکی۔۔

اس نے فوراً لاک گھما کر دروازے کھینچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔۔ابتداء میں اسے سمجھ نہ آیا اس نے اپنا عمل دوبارہ دہرایا۔۔

"یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا۔۔؟" وہ مزید حیرت زدہ ہوتے خود سے گویا ہوئی اور دروازے کو بھی لاک سے تھامے مسلسل کھینچ رہی تھی۔۔
وہ واقعی سمجھنے سے قاصر تھی کہ دروازہ اندر سے بند ہوتا ہے تو باہر سے کھل کیوں نہیں رہا آج۔۔

"ہیلو دروازے کھولو۔۔!" وہ چلائی اس نے دروازہ اندر سے بجاتے باہر ملازمین سے مدد کی امید لگائی مگر کوئی اس وقت اس کمرے کے آس پاس موجود نہ تھا۔۔

"ہادی کہاں ہو تم۔۔"

دروازے کھولو۔۔ کوئی ہے؟" وہ مزید کہتے چلائی۔۔ موبائل فون جیب سے" نکالتے فہاد کا نمبر ملانے لگی مگر اسکا فون بند تھا۔۔

ہادی۔۔؟ ہادی پلیز دروازہ کھولو۔۔ وقت پر نہ پہنچی تو مر جاؤں گی میں۔۔" وہ" موبائل جیب میں ڈال کر اب دروازہ پیٹتے غرائی وہ جلدی میں تھی مگر جانے کا راستہ بھی کوئی نہ تھا۔۔

"پلیز کوئی دروازہ کھولووو۔۔"

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے اس کے دل و دماغ پر عارض کو کھونے کی ہیبت طاری تھی خوف اور پریشانی سے اس کا برا حال ہونے کو تھا ماتھے پر پسینے عیاں ہوئے دھڑکنیں تیز ہو گئیں اسنے خود کو یوں محصور جان کر بے بس سا پایا وہ کمرے میں حل سوجھنے کے واسطے ٹہلنے لگی۔۔

اس نے کمرے کے ارد گرد نظریں دوڑائی مگر کوئی حل تلاشنے میں ناکام تھی اس نے اپنے کھلے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر انھیں بری طرح نوچا یہ سوچ کر کہ آخر اس کا دماغ اسے کوئی حل کیوں نہیں بتا رہا۔۔آخر کیوں وہ بے بس ہے آج ۔۔کیا تقدیر اسے پھر آزما کر اس سے سب کچھ چھیننے والی ہے۔۔

وہ شدید غصے میں ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی اس نے ایک ہی لمحے میں ٹیبل سے ہر شے گرا دی،اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ساری دنیا کو اس وقت پل تہ و بالا کر دے۔۔مگر یہ بھڑاس وہ اپنے کمرے پر نکالنے لگی۔۔

اس نے بیڈ شیٹ کھینچی کانچ کے شوپیز دیوار پر مارے سائیڈ ٹیبل سے کانچ کا گلاس اٹھا کر ڈریسنگ مرر پر دے مارا دیکھتے ہی دیکھتے کمرے کا نقشہ میشل کے غصے کے آگے بگڑ گیا۔۔

اس نے کھڑکیوں کے پردے بھی کھینچ نکالے وہ گہری سانسیں بھرتی کچھ دیر وہیں کھڑی رہی اس نے یہاں سے نکلنے کا راستہ اختیار کرنا چاہا مگر اس کا کمرہ خاصا اونچائی پر تھا اترنا بھی ناممکن تھا۔۔

کوئی ہے؟" وہ کھڑکی کے قریب کھڑی ہو کر چلائی مگر وہاں گارڈن ایریا میں" بھی کوئی اس کی پکار سننے والا نہیں تھا وہ بلا آخر ضبط کھوتی لڑکھڑا کر گرپڑی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کیا کوئی نہیں تھا اس کی مدد کو وہ بغیر کسی سبب کے بھی کس قدر اضطراب میں مبتلا ہو چکی تھی یہ اس وقت اس کا دل ہی جانتا تھا۔۔

"!علی۔۔"

اس کے کانوں میں پھر سے علی کی بازگشت سنائی دی یہ بازگشت اسے حل کی جانب قائل کرنے لگا جس کا خیال آتے ہی وہ خود سے گویا ہوتی چونکی۔۔

آج بھی صرف تم ہی میری مدد کر سکتے ہو۔۔" وہ خود سے مزید گویا ہوتی اپنے "ہتھیلی کی پشت سے چہرے پر آنسو رگڑتے کانپتے ہاتھوں سے موبائل نکال کر کال ملانے لگی۔۔

دوسری جانب وہ ہاسپٹل میں دانیال اور اپنی بیوی کے ہمراہ موجود انتظامات دیکھنے میں مصروف میشل کا ہی منتظر تھا اسی دوران اس کا موبائل بجتا اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

ایک سیکنڈ، میشل کی کال ہے۔۔" جملہ کہتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔"
"ہیلو میشل کہاں تک پہنچی۔۔؟"

علی مجھے۔۔مجھے تمھاری ہیلپ چاہیے، میرا روم ڈور لاکڈ ہے میں کمرے میں "
"بند ہوں۔۔

ٹھیک ہے میں فوراً آتا ہوں۔۔"اسے میشل کا کہا جملہ کچھ عجیب لگا مگر مزید کوئی" وضاحت سنے بغیر اسے تسلی دیتا کال منقطع کرتے روانہ ہونے لگا۔۔

کیا ہوا کدھر جا رہے ہو۔۔؟"اس کی اجلت دیکھ کر عالیہ سوال کر گئی دانیال" بھی وہیں کھڑا ان کی گفتگو کی جانب متوجہ ہوا۔۔

حقانی ہاؤس۔۔!"وہ بے ساختہ بولا۔۔جس پر عالیہ کی آنکھیں بھی باہر کو" نکلی۔۔

تمھیں اندازہ بھی ہے کہ کیا کہہ رہے ہو۔۔؟"وہ ششدر ہوتے بولی۔۔"

عالیہ میشل کو کسی نے کمرے میں بند کر دیا ہے۔۔"اس نے مختصر سی وضاحت" دی مگر وہ نہایت سنجیدہ تھا۔۔

"آگر یہ حقانی خاندان کی طرف سے کوئی نئی چال ہوئی تو۔۔؟؟"

ایسا نہیں ہے۔۔ تم بھی ساتھ چلو میرے تمھاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔"وہ" عالیہ کے خدشات کی نفی کرتا اسے بھی اصرار کرتے ہوئے اپنے ساتھ روانہ کر گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

علی صبح ہی میثل کو ہسپتال پہنچانے میں کامیاب ہو چکا تھا اب وقت گزرتے گزرتے شام ہو گئی۔۔ آپریشن تھیٹر کے باہر بینچ پر عارض کے والدین کے ہمراہ براجمان عالیہ میثل دعاؤں کا سہارا اور رب سے امید لگائے پریشانی کے عالم میں اس وقت وہ تمام افراد بس ایک ہی شخص کی زندگی مانگ رہے تھے۔۔

دریں اثناء دانیال بھی علی کے ہمراہ وہیں پہنچا سب کے چہروں پر مایوسی اور پریشانی پڑھ کر وہ کسی سے کوئی سوال کیے بنا ایک کونے میں کھڑے ہو گئے۔۔

"فہیم سے مل کر لگتا ہے کہ یہ معمالات اتنے سیدھے نہیں ہیں۔۔" دانیال مدھم آواز میں اپنے پہلو سے لگے علی کی جانب سرگوشی کرتا بولا۔۔

"مجھے اندازہ تھا کہ یہ محض ایک حادثہ نہیں بلکہ سازش ہے۔۔!" علی نے جواباً کہا۔۔ جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دیوار سے ملحق بے بس کھڑا تھا۔۔

"ابھی ابھی تو سب کچھ ٹھیک ہوا تھا یار ہم پھر سے سازشوں کے الجھن میں پھنس گئے۔۔" دانیال کا رویہ کچھ بیزار سا تھا جس کا جملہ سن کر علی نے اس کی جانب دیکھا۔۔

"یہ تمھاری غلط فہمی ہے ڈینی کہ سب کچھ ٹھیک ہو چکا ہے۔۔ ابھی صرف عالیہ کی مس انڈرسٹینڈنگ کلیئر ہوئی ہے باقی کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے اور یہ تب تک ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک ہم ان سب حادثات کی تہہ تک نہیں پہنچ

جاتے۔۔" علی نے اس کے تمام گمان درست کرتے مدھم آواز میں کہا یہ بات دانیال کو بھی سوچنے پر مجبور کر گئی۔۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔ان سب کی کڑیاں کہیں نہ کہیں آپس میں ملتی ہوئی نظر آتی ہیں۔۔"

"وہ تو وقت آنے پر ہی پتا چلے گا۔۔"

وہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے ہوئے مصروف تھے کہ اسی لمحے ڈاکٹر بھی آپریشن تھیٹر سے برآمد ہوا جس کی آمد پر ویٹنگ ایریا میں موجود تمام افراد چونکے۔۔

"ڈاکٹر صاحب۔۔؟" عارض کے والد نے اسے روک کر سوالیہ نظروں سے دیکھتے کہا دیگر افراد بھی ان کے گرد جمع ہوئے۔۔

اچھی خبر ہے کہ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔"ڈاکٹر نے والد" کے قریب پہنچ کر انہیں خوش خبری سناتے مطمین کیا جس پر تمام افراد نے شکر کا کلمہ پڑھتے سکھ کا سانس لینے لگے۔۔

شکر الحمدللہ کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں۔۔؟"دانیال سوالیہ گویا ہوا۔۔"

ابھی وہ کسی سے بات کرنے کی حالت میں نہیں ہیں۔۔"

"مگر امید کی جارہی ہے کہ اب آہستہ آہستہ بہتری آئی گی۔۔

چلو شکر ہے آپ پریشانی کی کوئی بات نہیں تو آپ سب گھر چلے جائیں میں"

"اقبال صاحب کے ساتھ یہی رہو گا۔۔

دانیال نے تمام افراد کو مخاطب کرتے کہا۔۔

میں کہی نہیں جارہی۔۔"میشل دوٹوک بولی۔۔"

عارض کی امی بھی راضی نہیں ہوں گی جانے کے لیے۔۔" عالیہ نے بھی حصہ "
ڈالا۔۔

دانیال ابھی تمھیں اس کیس کے حوالے سے فہیم کے پاس بھی جانا ہے آنکل "
" کے ساتھ میں یہیں ٹھہروں گا تم سب گھر چلے جاؤ صبح سے یہاں ہو۔۔
علی نے اسپاٹ لہجے میں حکم دیتے انداز سے کہا جس پر سب سوچنے اور عمل
کرنے کے لیے مجبور ہوئے۔۔

مجھے سکون نہیں آئے گا پلیز مجھے فورس مت کرو۔۔" تمام افراد علی کے "
مشورے پر متفق ہوئے مگر سوائے میشل کے۔۔ وہ انکار کرتی کچھ ملتجی سا بولی۔۔

میشل رات ہونے کو ہے ابھی گھر چلی جاؤ صبح آجانا ہم ہیں ناں یہاں۔۔"اس" نے میشل کو تسلی دی اور مزید بحث کیے بغیر وہ لوگ روانگی کے لیے تیار ہوئے وہ تینوں علی کی ضد اور اس کے فیصلہ لینے کے عمل سے بخوبی واقف تھے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی آسمان نے سیاہ چادر اوڑھی ہر جانب خاموشی چھائی ماحول میں اب ہر جانب سکون بکھرنے لگا سوائے اس ایک شخص کے ذہن کے جو حقانی ہاؤس کے لاؤنج میں اضطراب کے مارے چکر کاٹتا سگریٹ نوشی میں مصروف تھا ہادی سلمان! وہ شرٹ کی آستیں کلائی تک چڑھائے، بکھرے بال، سرخ چہرہ، پریشان سا حال لیے اس وقت کسی جنونی شخص سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔

اس نے گہری خاموشی میں لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوتے قدموں کی آہٹ سنی تو فوراً رک کر پلٹا۔۔اس نے میشل کو آتے دیکھا سگریٹ یک دم زمین

پر گرائی اور اسے روندتے ہوئے بجھا کر وہ میشل کی جانب لپکا، جسکا دھیان اس وقت ہادی کی موجودگی پر بالکل نہیں تھا۔۔

"کہاں تھی تم؟ فون بھی گھر پر چھوڑا۔۔آفس بھی نہیں پہنچی اور کمرے کی یہ حالت۔۔؟"

اس نے فوراً میشل کو بازوؤں سے تھامتے جھنجوڑ کر سوال کیا۔۔میشل اسے سامنے پا کر اپنے دن بھر کا سارا غصّہ ذہن میں تازہ کرتے اس کے مضبوط ہاتھ بھی اپنے بازوؤں سے جھٹک کر خود کو آزاد کر گئی۔۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟آخر کیا دشمنی تھی تمھاری عارض سے۔۔"

اس نے بغیر کوئی جواب دیے برہمی سے سوال کیا اور اپنی ہتھیلیوں سے ہادی کی چھاتی پر زور دیتے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا جس کے باعث وہ بری طرح لڑکھڑایا۔۔مگر وہ میشل کی برہمی سمجھنے سے قاصر تھا یا یوں کہا جائے کہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔

"وہ ویٹ ویٹ میشل ؟۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم ؟ مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا۔۔" وہ لڑکھڑاتے سنبھلتا تعجب سے بولا اس کا تعجب بھی مقابل کھڑی اس سرپھری کو مزید طیش دلا رہا تھا۔۔

"میرے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کیا تھا ناں تم نے۔۔!" میشل نے اس کا گریبان پکڑتے کہا اس کا لہجہ سوالیہ ہرگز بھی نہ تھا جبکہ اپنا کالر میشل کی مٹھیوں میں دیکھ کر وہ آنکھیں پھاڑے اس کی جرت پر حیرت زدہ تھا، آج سے پہلے ہادی کے گریبان تک پہنچنے کی جرت دنیا میں کسی نے نہ کی تھی۔۔
مگر وہ تو میشل تھی ان دونوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑتا تھا۔۔ تو پھر کیسے ممکن تھا کہ میشل میں جنونیت اور بے خوفی کے گن نہ ہوتے۔۔

"پاگل ہوگئی ہو۔۔؟ میں کیوں بند کروں گا تمھیں؟ انفیکٹ آج ہماری میٹینگ تھی سب تمھارا آفس آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔پتا ہے کتنی ایمباریسنگ ہوئی مجھے سب کے سامنے۔۔!"

وہ مقابل کی بے خوف آنکھیں اور غصیلہ لہجہ دیکھ کر خود کو پرسکون کرتا نرم لہجے میں گویا ہوا وہ میشل کا مزاج بھی ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔۔

"یاد رکھنا ہادی۔۔اب اس معاملے کی تہہ تک جاؤں گی میں! اور آگر تم اس میں پائے گئے تو میرے ہاتھوں برا انجام ہو گا تمھارا۔۔" وہ اس آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھ کر اس کی تمام وضاحتوں کو نظرانداز کرتے دانت بھینچ کر بولی جبکہ گریبان اب بھی اس کی گرفت میں تھا۔۔

"آگر مجھے پتا لگا کہ اس سب کے پیچھے تمھارا ہاتھ ہے تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں ہادی۔۔" وہ گریبان جھٹک کر اسے پھر دھکیلتی اپنا دھمکی آمیز جملہ دہرا گئی۔۔

"ویسے شرم آنی چاہیے تمھیں۔۔"وہ بے خوف سا نفی میں سر ہلاتے اپنا کالر ٹھیک کرتے ہوئے جواباً بولا۔۔

"ایک غیر آدمی کے لیے تم اپنے بھائی سے لڑ رہی ہو کچھ لحاظ ہے تم میں یا۔۔"
"وہ کوئی غیر نہیں محبت ہے میری۔۔"وہ فہاد کا جملہ کاٹتے بری طرح غرائی۔۔

"کیا۔۔؟"وہ حیرت زدہ ہوا، اس پر ایک اور پہاڑ ٹوٹا، اس کے پیرو تلے زمین کھسکی اور سنے گئے لفظوں پر یقین نہ آیا۔۔

"اگر اُسے حاصل کرنے کے لیے۔۔۔مجھے تم سے بھی لڑنا پڑے۔۔تو میں کوئی لحاظ نہیں کروں گی۔۔"وہ اپنے جملے میں ٹھہر ٹھہر کر سانس کھینچتی اپنا موقف بیان کر کے مزید کچھ سنے بغیر روانہ ہوئی۔۔

میشل میری بات سنو۔۔ میشل۔۔ "ہادی نے اسے روکنے کے لیے اسے پکارا" مگر وہ پیچھے مڑے بغیر تیزی سے زینوں کی جانب بڑھ چکی تھی جبکہ ہادی اپنا سر پکڑتے خود کو ایک نئی مصیبت میں پھنستا دیکھ رہا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات کا ایک بج چکا تھا ہوش آنے کے بعد ڈاکٹرز کے مطابق وہ گفتگو کے کچھ قابل بھی ہو گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اب اسے ٹھیک سے دیکھنے کی غرض سے علی نے اس کے کمرے کا رخ کیا جہاں اس کے والدین اس کے قریب صوفے پر براجمان تھے۔۔

"بب۔بھائی۔۔؟"

کمرے پر مدھم سی دستک کے بعد داخل ہوتے وہ فوراً عارض کی توجہ کا مرکز بنا جس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو جوڑتے اسے مخاطب کیا جبکہ علی بھی اس کے الفاظ ادا کرنے پر ہلکی تبسم کے ساتھ اس کی جانب بڑھا۔۔

کمرے میں موجود اقبال احمد علی کے آتے ہی کچھ تسلی محسوس کرتا اپنی زوجہ کو کھانے کے اپنے ہمراہ لیتے روانہ ہوا کیونکہ وہ دونوں صبح سے بغیر کچھ کھائے پیئے اپنے بیٹے کے غم میں اضطراب کا شکار تھے۔۔

کیسے ہو۔۔؟ تمھیں ہوش میں آتے دیکھ کر ہی اب مجھے سکون ملا ہے۔۔ شکر" ہے کہ طبعیت میں بہتری آ رہی ہے۔۔" وہ اس کے قریب کرسی پر بیٹھ کر ایک بچے کی طرح اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گویا ہوا۔۔

مم۔میشل۔۔؟" عارض نے جواباً مدھم مسکراتے اب بلآخر اُس سر پھری کے" متعلق سوال کیا جس کا خیال اسے اس تکلیف کے عالم میں بھی ستائے جا رہا تھا۔۔

"ہاں وہ آئی تھی۔۔ تمھاری طبیعت میں بہتری کی خبر سننے کے بعد میں نے اُسے بھیج دیا کیونکہ وہ صبح سے یہاں تھی اور آگے رات کا وقت تھا۔۔ خیر صبح وہ سب سے پہلے یہاں آئے گی مجھے یقین ہے۔۔" علی نے جواباً کہتے اس کے دل میں کچھ تسلی اتاری۔۔

"اب تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔ تمھارے پیرنٹس بھی یہیں آ گئے ہیں۔۔ تمھاری اور میشل کی شادی کا سوچتے ہیں اب۔۔" وہ اسکا دھیان بھٹکانے کی غرض سے بولا جس سے دوبارہ عارض کے لبوں پہ مسکراہٹ عیاں ہوئی۔۔

"اچھ۔۔اچھی موٹیویشن ہے یہ۔۔ ٹھیک ہونے کی۔۔" وہ مختصر سا جملہ کہتے علی کو بھی گہری مسکراہٹ ظاہر کرنے پر مجبور کر گیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

گہری رات کی تاریکی کے عالم میں وہ اپنی گھپ اندھیرا اسٹڈی روم میں بیٹھا ایک ہاتھ میں سگریٹ سلگائے دوسرے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھامے اس وحشت ناک سیاہ اور گہری خاموشی میں ڈوبے کمرے میں صوفے پر براجمان خود کو سکون پہنچانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

"وہ کوئی غیر نہیں محبت ہے میری۔۔"
"وہ لوگ اب ساتھ ہیں۔۔ وہ شاہ مینشن جا چکی ہیں۔۔"

اس کے ذہن میں عارض کے متعلق میشل کا جملہ اور عالیہ کے متعلق حمزہ کا جملہ مسلسل گردش کرتا اس کے کانوں میں گونجتا اسے شدید اضطراب سے دوچار کر رہا تھا۔۔

اہھھھہ "وہ ضبط کھوتا بری طرح چیخا۔۔"

"میں ہر محاذ پر کیوں مات کھا رہا ہوں۔۔؟"
"آخر کہاں غلطی ہو رہی ہے مجھ سے۔۔؟"
"ہادی تم ہار نہیں مان سکتے۔۔!!!"

وہ ٹیبل پر بوتل رکھتا اپنا سر پکڑتے خود سے ہمکلام ہوا اس کے سوالات اسے الجھا رہے تھے۔۔
اس کی سبزی خوبصورت آنکھوں میں سرخی تھی بال پسینے کے سبب ماتھے پر چپکے تھے اس کے شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے جس سے باہر نمایا ہوتا اس کا گلے میں پہنا لاکٹ چمک رہا تھا۔۔

"مجھے علی کو ہر رشتے، ہر رتبے سے خالی کرنا تھا۔۔میں خود کیوں آہستہ آہستہ خالی ہوتا جا رہا ہوں۔۔؟" وہ اپنے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کرتا خود سے گویا ہوا۔۔

کچھ بڑا کرنا پڑے گا۔۔ لیکن لگتا ہے میں اب کچھ بھی اکیلے نہیں کر سکتا۔۔ مجھے" ساتھ چاہیے۔۔!!" وہ سگریٹ کا کش لگاتا جنونی سا لہجہ لیے خود سے گفتگو کر رہا تھا۔۔

"!!ہاں ساتھ چاہیے مجھے۔۔"
اپنا آخری جملہ دہراتا وہ کچھ عزم وارادہ کرنے لگا مگر اب سوال یہ تھا کہ اس کے عزائم میں وہ اب کس کو اپنا محرہ بنانے جا رہا تھا، اُسے اب کس کے ساتھ کی ضرورت درپیش تھی۔۔؟

۔

۔

تھکا دینے والے دن اور گہری رات کے بعد اب نئی اُمیدیں لیے سورج آج پھر سرزمین کو روشن کرنے کے غرض سے حاضر ہوا۔۔

صبح مکمل ہوئی شاہ مینشن میں وہ اپنے کمرے میں موجود یہاں سے وہاں ٹہلتے اپنے آفس جانے کی تگ ودو میں مصروف تھی وہ اس نئے سال میں کوئی ایک بار ہی آفس جا سکی تھی اور تب بھی طبعیت کی خرابی پر اس کا شوہر ہی اسے واپس گھر لایا تھا وہ یادگار دن جس کے بعد اس کی زندگی پھر سے سنور گئی تھی مگر اس کے باوجود بھی اسے اب تک دوبارہ اپنا آفس دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا۔۔

آج اس نے عزم باندھ رکھا تھا کہ اپنے ارادوں میں ہر حال وہ آج کامیاب ہو کر رہے گی اور آفس پہنچ کر رہے گی مگر قسمت اب بھی اس کے راہ میں روکاوٹیں لاتے اسے جانے سے روک رہی تھی۔۔

ناشتے کے بعد وہ کمرے میں پہنچی اس نے محسوس کیا کہ اس نے آج بھی آفس کے بجائے گھر کا ہی لباس پہن لیا ہے کیونکہ مسلسل سی عادت ہو چکی تھی۔۔

یہ خیال آتے ہی وہ اپنے وارڈروب کی جانب لپکی جہاں سے اس نے سیاہ ٹرنچ کوٹ بھورے رنگ پینٹ اور سفید شرٹ تو نکل لی مگر بلیزر کوٹ نہ ملا۔۔ جسے

ڈھونڈنے میں اس نے اپنا مزید وقت ضائع ہوتے محسوس کیا اور اسے دیر بھی ہو چکی تھی۔۔

وہ بلا آخر جتن اور پورا وارڈروب ٹٹولنے کے بعد اپنا بھورے رنگ بلیزر کوٹ ڈھونڈ کر اسے نکالنے میں کامیاب ہوئی اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی اور اگلے لمحے اس کے سماعتوں سے قدموں کی آہٹ ٹکرائی، وہ آہٹ محسوس کرتے ڈریسنگ روم سے باہر کو آئی تو اس نے اپنے شوہر کو دروازے سے داخل ہوتے اپنا کوٹ صوفے پر پھینک کر وہی بیٹھتے دیکھا۔۔

"گڈ مارننگ!"

وہ عالیہ کو ڈریسنگ روم سے نکلتا دیکھ مخاطب کر گیا لہجہ ذرا تھکان بھرا تھا آنکھوں میں کچھ نیند بھی ظاہر تھی بال بھی بکھرے تھے وہ ساری رات ہسپتال میں جاگتے گزار کر اب گھر کو پہنچا تھا بھلا تھکن کیوں نہ عیاں ہوتی پھر۔۔

آ گئے تم۔۔؟" وہ اپنے آفس کے کپڑے ہاتھ میں لیے اسے بستر پر رکھ کر اس" کی جانب پہنچتے گویا ہوئی جبکہ وہ صوفے کے سرے پر گردن ٹکائے آنکھیں موند چکا تھا۔۔

آر یو اوکے۔۔؟" وہ اس کے قریب صوفے پر بیٹھ کر فکریہ لہجے میں گویا" ہوئی۔۔ جسکی فکریہ بولی پر وہ مدھم سا مسکراتا آنکھیں پھر کھول گیا۔۔

"!ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔"

اس نے مقابل کے چہرے پر نظروں کا رُخ پھیرتے اس کے فکریہ تاثرات کو پڑھ کر کہا اور ساتھ ہی اس کا پورا جائزہ لینے لگا جو آج ہلکے سبز رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھے تھی گلے میں دوپٹہ تھا بال کھلے مگر سردی کے باعث اس نے آج بھی کندھوں پر شال اوڑھے ہوئے تھا وہ بنا کسی سجاوٹ و بناوٹ کے بھی اسے خوبصورت لگی تھی۔۔

"ٹھیک ہے، تم فریش ہو جاؤ میں ناشتہ لاتی ہوں تمھارے لیے۔۔" وہ کہتے اُٹھنے لگی جبکہ مقابل کو اس نے اپنی جانب متوجہ ہوتے ہوئے بھی محو سا پایا اور اس کے جملے پر کوئی رد عمل نہ دیا۔۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئے۔۔؟ کیا سوچ رہے ہو۔۔؟ سب ٹھیک تو ہے ناں تم نے میسج کر کے بتایا تھا کہ عارض کو ہوش آگیا ہے تو اب کیا پریشانی ہے۔۔؟" وہ پھر اس کے مزید قریب بیٹھ کر فکریہ سا بولی۔۔

"ہاں ؟ اُسے ہوش آگیا ہے اور یہ اطلاع میں نے تمھیں اور میشل کو اسی وقت دے دی تھی وہ ابھی ہاسپٹل پہنچی تو مجھے گھر جانے کو کہا اس لیے میں اس کے اصرار پر واپس آگیا۔۔"
اس نے وضاحت دیتے کہا۔۔

ہمم ویسے میشل پر تو مجھے یقین نہیں آرہا تھا وہ، عارض، اور محبت؟" عالیہ نے " کل کا منظر ذہن میں لاتے اب کھل کر اپنی تعجب کا اظہار کیا۔۔

جو بھی ہے آچھا ہے۔۔ وہ بھی زندگی میں اب آگے بڑھ رہی مجھے اس بات کی " "خوشی ہے۔۔

اس نے جواباً اپنا جملہ مکمل کیا تو ایک سوالیہ سی نگاہ عالیہ نے اس کے چہرے پر ڈالی اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

پرانی باتیں بھول چکا ہوں میں، اس لیے میں اسکے لیے خوش بھی ہوں کیونکہ " کہ وہ اپنی زندگی میں بالکل اکیلی ہے اُسے عارض جیسے شخص کی ہی ضرورت تھی "جس کا اس نے انتخاب کر لیا۔۔

اپنی زوجہ کی سوالیہ نظروں پر اسے وضاحت دیتے مطمین کرنے لگا جس پر عالیہ نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

"مگر ابھی تم کچھ پریشان لگ رہے تھے۔۔؟" اس نے سوال کرتے بات کا رُخ پلٹا، وہ نہایت سنجیدہ تھی۔۔

"مجھے میشل نے ایک عجیب بات بتائی اسے لگتا ہے کہ اسکا روم اتفاقیہ بند نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے پیچھے فہاد کا ہاتھ ہے اور اس حادثے کا زمہ دار بھی وہ فہاد کو ٹھہرا رہی ہے۔۔"

اس نے ماتھے پر بل ڈالتے بلا آخر عالیہ کے اصرار پر اپنے ذہن میں گردش کرتی الجھن بیان کی۔۔

"وٹ؟ یہ بات سچ نہیں لگتی مجھے، مگر یہ سب کرنے کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ تمھیں کیا لگتا ہے۔۔؟"

وہ حیرت زدہ ہوئی، جس طرح کا فہاد کا چہرہ اور لب ولہجہ تھا اس کے ظاہری اخلاق کو دیکھتے عالیہ نے یک سر میشل کے الزام سے انکار کیا مگر عالیہ اس شخص کا خطرناک چہرہ بھی کہاں جانتی تھی۔۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ حادثہ اتفاقیہ نہیں ہے۔۔سازش ہے۔۔بٹ آگر اس کے پیچھے فہاد ہے تو اس حادثے کی تہہ تک جانا ضروری ہے۔۔ہو سکتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے اِس حادثے کا تعلق بھی اسی سے ہو۔۔؟"

"بھالا عارض سے اس کی کیا دشمنی۔۔؟"وہ اب بھی حیرت زدہ تھی۔۔

"یہی تو پتا لگانا ہے۔۔"اس نے جواباً نظریں پھیرتے ایک عزم سے کہا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"تمھاری کھلی آنکھیں دیکھ کر جان میں جان آئی ہے۔۔"وہ ہسپتال میں کل کا لباس پہنے ہوئے عارض کے بستر کے پاس کرسی پر بیٹھی فکریہ لہجے میں بولی جس پر عارض جو بستر کے سرے سے ٹیک لگائے لیٹا تھا مدھم مسکرایا۔۔

"کیسے ہوا تھا یہ سب۔۔؟"میثل نے سوال کیا۔۔

"اچھا ہی ہوا ہے۔۔ جو بھی ہوا ہے۔۔اس بہانے تمھاری محبت تو کھل کر سامنے آئی۔۔"اس نے بات کا رُخ بدلتے شریر انداز میں کہا۔۔

"بکواس بند کرو، ہماری نیندیں حرام کردی تم نے، ہم سب تمھارے لیے اتنے پریشان ہیں اور تم کہہ رہے ہو سب اچھا ہوا ہے۔۔؟"وہ برہم ہوئی جس پر عارض کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔۔

"ہم سب؟ یا صرف تم۔۔؟"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا جس پر دلیل نہ پا کر وہ نظریں چراتی خاموش رہی۔۔وہ جان گئی تھی کہ یہ شخص پل میں اس کی برہمی دور کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

خوش قسمت ہوں میں !کہ اتنے سارے لوگ میرے خیر خواہ ہیں ورنہ آج" کل کوئی کسی کے لیے نہیں آتا۔۔" عارض کا لہجہ سنجیدہ ہوا۔۔

تمہارے خیر خواہ اس لیے زیادہ ہیں کہ تم بھی بہت اچھے انسان ہو کسی کا برا" نہیں چاہتے نہ برا ہونے دیتے ہو۔۔اور تمہاری اسی خوبی کی وجہ سے تم مجھے پسند آئے۔۔"اس نے تعریفی کلمات ادا کیے جس کے آخری جملے عارض بھی کہیں اٹک کر رہ گیا۔۔

صرف پسند ہوں یا محبت ہے۔۔؟" عارض اس کی جانب گردن موڑے مدھم" آواز میں سوال کیا۔۔

محبت ہے، بے انتہا۔۔ !"اس سرپھری نے دوٹوک اپنا اظہار کیا وہ پہلے سے" گھائل اس معصوم شخص کی جان اپنے لفظوں کے ذریعے لینے پر تل گئی تھی۔۔

"اس جملے سے میری زندگی بڑھادی تم نے، میرے ہر درد کو ماند کر دیا، مجھے اس تکلیف میں بھی راحت دے دی۔۔" اس نے بستر پر اس کے قریب رکھے میشل کا ہاتھ تھامتے کہا۔۔

"تمھارے اس اظہار پر میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔۔"

"ہاں پوچھوناں؟"

وہ مزید بولا جس پر میشل نے اثبات میں سر ہلاتے جواب دیا۔۔

"میشل حقانی! کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟" اس کا ہاتھ تھامے وہ بھی اسے اپنے الفاظ کے ذریعے حیران کر گیا۔۔

"اس حالت میں تم مجھے پروپوز کر رہے ہو۔۔؟" وہ بھنویں اٹھائے حیرت میں بولی۔۔

اچھا موقع ہے! میرے ایکسیڈنٹ کے بہانے مام ڈیڈ یہیں آگئے ہیں اب انہیں" اس شادی کے ہوئے بغیر واپس جانے نہیں دوں گا۔۔"اس نے اپنا ارادہ کھل کر واضح کیا۔۔

نیک خیال ہے عارض احمد۔۔میں تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔" میں بھی چاہتی ہوں کہ تم جلد از جلد میرے ہو جاؤ۔۔ مگر ہر چیز سے پہلے تمھارا "ٹھیک ہونا ضروری ہے۔۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے اسکی ہتھیلی تھامتے اس کے ارادے کی حوصلہ افزائی کی،اسے یقین نہیں آرہا تھا آج پہلی بار کسی نے میشل سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور یہ بات اس کے دل کو باغ باغ کر گئی تھی۔۔

بس سمجھو کہ ہو گیا۔۔ٹھیک۔!"اس نے جواباً کہا اسی دوران میشل کا موبائل" بجنا شروع ہوا جس کی جانب وہ دونوں متوجہ ہوئے۔۔

میشل نے اپنے پرس سے فون نکال کر دیکھا تو اس پر فہاد کے ڈرائیور کی کال آ رہی تھی۔۔ جسے وہ بڑے تحمل و خوش مزاجی سے ریسیو کرتے موبائل کان سے لگا گئی۔۔

"ہیلو۔۔؟"

میشل صاحبہ ہادی کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی ہے آپ فوراً پہنچیں۔۔" مقابل کی" جانب سے ہڑبڑاتے ہوئے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا گیا جملہ اسے پل بھر میں ششدر کر گیا۔۔

"وٹ۔۔؟"

کیا ہوا میشل۔۔؟" اسکا پریشان کن لہجہ دیکھ کر عارض نے بھی تعجب بھرے" انداز میں سوال کیا۔۔

میشل نے گفتگو مختصر کرتے موبائل واپس پرس میں ڈالا اور اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔

مجھے ایک امپورٹنٹ کام ہے میں جلدی واپس آجاؤں گی۔۔"اس نے عارض " کو پریشانی سے بچانے کے لیے فلحال بات چھپائی۔۔

تم پریشان لگ رہی ہو۔۔؟"عارض نے پھر سوال کیا۔۔"

نہیں بس جلدی میں ہوں واپس آکر بتاؤں گی۔۔"وہ عارض کو مطمئن کرنے " کی کوشش میں آخری جملہ ادا کرتے اجلت میں روانہ ہوئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر کا وقت ہوا وہ خوبرو مرد سیاہ رنگ تھری پیس سوٹ پہنے تیار ہو کر شاہ آفس پہنچا جہاں آج وعدے کے مطابق وہ اپنی بہن کو بھی آفس ساتھ لایا تھا جو ہلکے سبز آفس سوٹ کے ساتھ حجاب کیے بالوں کو مکمل ڈھکے ہوئے تھی۔۔

سارہ پہلے بھی والد کے ساتھ کئی بار آفس آئی تھی مگر بطور امپلائی آج اس کا پہلا دن تھا۔۔اس کی گھبراہٹ اور بے چینی آج انتہا پر تھی کیونکہ آج تمام ورکرز سے اس کا باقاعدہ تعارف ہوں ا تھا۔۔

وہ لوگ اسسٹنٹ کے ہمراہ آفس بلڈنگ میں داخل ہوتے اب لفٹ لے کر ورک اسپیس پہنچے جہاں علی کی آمد پر تمام ورکرز اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور اس کا استقبال کرنے لگے۔۔

وہ اکثر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے گزر جایا کرتا تھا مگر آج وہ ورک اسپیس کے وسط میں اپنی بہن اور اسسٹنٹ کے ہمراہ ٹھہر کر کھڑا رہا جس پر باقی تمام ورکرز

بھی مزید توجہ کے ساتھ اس کی جانب دیکھنے لگے ساتھ ہی آج تمام ورکرز علی کے ہمراہ سارہ کی آمد پر تھوڑے متعجب تھے۔۔

"گڈ آفٹر نون، کافی وقت بعد آج دلچسپی اور پوری توجہ سے کام کا آغاز کریں گے۔۔!" وہ باوقار انداز میں کھڑا پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے سنجیدگی سے بولا۔۔

"آج میں تم سب کو کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔۔ میٹ مائی ینگر سسٹر مس سارہ شاہ!" وہ اپنے آگلے جملے میں اپنی بہن کی جانب اشارہ کرتا تمام آفراد کی توجہ اس پر مرکوز کر نے گیا۔۔

"گڈ افٹر نون آئیوری ون۔۔!" وہ مدھم سا سہم کر تمام افراد سے مخاطب ہوئی۔۔

سارہ آئی ٹی سے ریلیٹڈ ڈیپارٹمنٹ میں اپنا کام سرانجام دینے کی خواہش مند" ہیں۔۔یہ آج ہی کے دن سے آفس جوائن کریں گی اور باقاعدہ اپنے کام کا آغاز کریں گی۔۔"اس نے سارہ کے ارادے کو ظاہر کرتے کہا۔۔

موسٹ ویلکم میم۔۔"ورکر نے خوش مزاجی سے اسے مخاطب کرتے جواباً" کہا۔۔

ارسلان میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی نگرانی کرو اسے کام بھی سمجھاتے رہو اور" "!رہنمائی بھی کرو۔۔

تمام افراد کے درمیان چھپے اس شخص کو مخاطب کرتے علی نے نمایاں کیا جو آج بھی عام سی زرد رنگ شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے جُھنڈ کے درمیان کھڑا تھا،اثبات میں سر ہلاتے خوش مزاجی سے مدھم مسکرایا جبکہ سارہ نے بھی اس کی جانب نظر اٹھاتے اسے آنکھ بھر کے دیکھا۔۔

بے فکری رہیں سر۔۔!""اس نے علی کو مؤدبانہ انداز میں اطمینان بخش جواب دیا درجنوں افراد کے درمیان کھڑا وہ شخص علی کے مخاطب کرنے پر سارہ کی توجہ کا مرکز بھی بنا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"ہیلو۔۔؟"

سفید شرٹ میں وہ آستینیں چڑھائے شرٹ کے اوپری بٹن کھولے اپنے آفس کیبن میں کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا موبائل کان سے لگا کر دوسری جانب سے جواب کا منتظر تھا۔۔

""صاحب فائرنگ کرنے والے کا پتا لگا چکے ہیں ہم، سب اسی کا کیا دھرا تھا۔۔""

مقابل کی جانب سے ہادی کو اس کے عرض کا جواب ملا تو اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔۔

"یعنی بندہ مل گیا۔۔ گریٹ جاب۔۔!!"اس نے نہایت پرجوشی سے کہا۔۔

"اس سے ملاقات کے لیے بے چین ہوں میں۔۔ جلدی اسے دریافت کر کے میرے قدموں تک لاؤ جتنا جلدی یہ کام تم پورا کر لو گے اتنے ہی زیادہ انعام کے مستحق ٹھہرو گے۔۔"وہ گھمبیر لہجے میں اپنا اختتامی جملہ کہتے کال منقطع کر گیا تھا کہ اسی دوران دروازے کی جانب سے بنا دستک دیئے میشل برآمد ہوئی۔۔

"ہادی تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔؟"میشل اُسے کمرے میں پا کر اس کے ٹیبل تک پہنچتی گہری سانسوں میں نہایت پریشانی ظاہر کرتے گویا ہوئی جسے پریشان دیکھ کر فہاد بھی اپنا موبائل ٹیبل پر رکھتے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان، کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔! اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو تم۔۔؟"اس نے میشل کے بازو تھامتے فکریہ انداز میں کہا۔۔

وہ گہری سانسیں بھرتی کسی جواب دینے سے قاصر تھی اس کی حالت سے ظاہر تھا کہ وہ کس قدر ہیبت اور اضطراب میں یہاں تک پہنچی تھی۔۔

سب سے پہلے تو تم یہاں آؤ، یہاں بیٹھو۔۔" وہ میشل کو صوفے کی جانب لاتا" وہاں بٹھا گیا اور خود جگ سے پانی کا گلاس بھرنے لگا۔۔

یہ لو پانی پیو۔۔" وہ گلاس بھر کر اس کے قریب پہنچتے اس کی جانب بڑھا گیا۔۔"

اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے بتاؤ تم ٹھیک ہو ناں؟ اور آفس آتے ہوئے" "تمھاری گاڑی پر کس نے فائرنگ کی یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔

میشل خود کو پُر سکون کرنے بعد اس سے سوالات کا آغاز کیا جس پر فہاد ہاتھ میں پکڑا گلاس ٹیبل پر رکھ کر اس کے قریب براجمان ہوا۔۔

دیکھو مجھے ! بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔ہادی کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔تو ٹینشن "

"مت لو اور جس نے بھی کیا ہے شام سے پہلے ہی پتا لگا لوں گا میں۔۔

اس نے تحمل سے کہا اس کے دل میں پوشیدہ خوشی وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ صرف وہی جانتا تھا کہ میشل کے چہرے پر اس کے لیے فکر مندی دیکھ کر وہ کتنا سکون اپنے اندر اترتا محسوس کر رہا تھا اس کا اعتماد اپنی بہن پر پھر سے مکمل بحال ہونے لگا تھا۔۔جبکہ میشل نے اس کے جملے پر محض اثبات میں سر ہلایا۔۔

لیکن ایک اور بات۔۔!" وہ مزید بولا۔۔"

کل کے لیے مجھے معاف کر دو میشل، میں نہیں جانتا تھا کہ تم عارض کو پسند کرتی" ہو۔۔"اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا جسے وہ خاموشی اور تعجب سے سن رہی تھی۔۔

مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس حادثے کی وجہ بھی میں نہیں جانتا، نہ میری عارض "

"سے کوئی دشمنی ہے۔۔

اس نے مزید کہتے میشل کے دل سے شکوک وشبہات ختم کرنے کی کوشش کی مگر میشل کا چہرہ بے تاثر تھا جس سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ فہاد اس کے دل سے شک دور کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں۔۔

"میں نہیں جانتا کیسے وہ ڈور لاکڈ ہو گیا۔۔ یہ سب ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"اس نے پھر مزید وضاحت پیش کی۔۔

"ہادی اپنے دماغ پہ زیادہ زور مت ڈالو۔۔"اس نے جواباً سنجیدگی سے کہا۔۔

"میں تمہارے معاملات میں کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا میشل! ایک تم ہی ہو جس کے لیے ہادی اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔۔"اس نے میشل کے ہاتھ تھامتے پُراعتمادی سے کہا جس کا جملہ بلا آخر میشل پر اثرانداز ہوا۔۔

شکر ہے کہ تم جیسے خود غرض انسان کو بھی کسی کی پرواہ ہے۔۔"وہ جواباً بولی" لہجے میں طنز تھا۔۔

تم نے مجھے معاف کر دیا ناں۔۔؟"اپنی سبز آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ" کر وہ سوالیہ بولا۔۔

ہاں ہاں کر دیا ہے ریلیکس ہو جاؤ۔۔"میشل نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے اسے" مطمئن کیا اس کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ بھی ظاہر ہوئی جو مقابل کو مطمئن کرنے کے لیے بے حد ضروری تھی۔۔۔حادثہ بھلے تشویشناک تھا لیکن وہ ہادی کے حق میں بہتر ثابت ہوا جو ہادی کے خلاف میشل کے غصے کو فوراً ہی ختم کر گیا۔۔

ایک طرف دن کی شام ڈھلی تھی تو دوسری جانب اس کے سنسان فام ہاؤس میں بھی گہرا اندھیرا چھایا۔۔

وہ صوفے پر بیٹھا سگار سلگاتا اپنے سامنے کچھ فاصلے پر موجود ستون سے بندھے اس شخص کی جانب انگار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

ہادی کے دعویٰ اور اس کے کارندوں کے وعدے کے مطابق وہ لوگ اس فائرنگ کرنے والے شخص کو شام ڈھلنے سے قبل ہی پکڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔۔

صص۔صاحب۔۔صاحب معاف کر دیجیے۔۔!"ستون سے بندھا وہ شخص" ملتجی انداز میں چلاتے بولا۔۔اس کی آواز پورے فام ہاؤس کے خاموش سنسان لاؤنج میں گونج رہی تھی۔۔

"!معافی نہیں چاہیے مجھے میرا جواب چاہیے۔۔"

ہادی جوابا اُس شخص سے دگنی آواز میں چلاتے گویا ہوا اس کا چہرہ بھی غصے سے سرخ پڑ چکا تھا نیلی ہری رنگیں گردن اور ہتھیلیوں پر ابھرنے لگی اس کی غیرت یہ ہرگز گوارا نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ بھی کسی کے حملے کا شکار ہو سکتا ہے اور کسی مرحلے پر شکست بھی کھا سکتا ہے یہ بات اس کا مسلسل خون جلا رہی تھی۔۔

صصا صاحب میں کچھ نہیں جانتا۔۔!" آواز مدھم کرتے وہ شخص پھر التجاء" کرنے لگا۔۔

اپنی جان کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہو تم؟ دس منٹ میرے ضائع کر دیئے" "!! تم نے! آگر اب بھی مجھے جواب نہیں ملا تو۔۔

فہاد نے ماچس کی تیلی جلا کر زمین پر گرائی جو سیدھے ستون کے گرد چھینکے پیٹرول کے تعاقب میں لگ کر پل میں ہی لاؤنج کو روشن کر گئی آگ کی روشنی سے اندازہ ہوا کہ لاؤنج میں فہاد کے علاوہ اس کے کارندے بھی کچھ فاصلے پر کھڑے اس کے آگلے حکم کے منتظر تھے۔۔

بھڑکتی آگ کی تپش اس ستون سے بندھے شخص کو بھی شدت سے محسوس ہوتی اسے مزید خوف میں مبتلا کرنے لگی ساتھ ہی وہ حیرت زدہ بھی تھا کہ کیسے وہ پلک جھپکتے گہری آگ کا شکار ہو گیا، جِسے وہ آنکھیں پھاڑے اب شدید خوف سے دیکھ رہا تھا۔۔

صصاحب صاحب رحم کریں۔۔"اس شخص کے چہرے پر آگ کی تپش سے" پسینے عیاں ہوئے آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔۔

اب یا تو تم مجھے سچ بتا دو یا تمھارے وجود کو اس بھڑکتی آگ کی نذر کر دوں" میں۔۔"وہ کش لگاتا بے نیاز سا مدھم آواز میں بولا۔۔

بے خوف سخت جان یا حیوان اور جنونی سا وہ ہادی! اپنے دشمنوں کی زندگی میں بربادی برپا کر دینے والا وہ شیطان! کیسے ممکن تھا کہ اب ہار مان جاتا۔۔؟آج

ہونے والے حادثے یعنی اس کا اتنی جان لیوا سازش سے بچ نکلنا اور پھر اس سازش کو فوراً جڑ سے اکھاڑنے کے ہنر سے اس کی ذہانت اس کی قوت اور اس کی جنونیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا تھا۔۔

شان سے صوفے پر براجمان بکھرے بال چوڑی جسامت، سفید شرٹ کے اوپری بٹن کھلے، شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ، سرخ پسینے سے شرابور چہرہ اور اس کا وہ گلے میں چمکتا سنہری لاکٹ۔۔ جو چند لمحوں پہلے مضطرب سی کیفیت میں جواب کی غرض سے مسلسل انگار نگاہیں لیے اس شخص کو تک رہا تھا اب وہ آگ لگنے کے بعد بے حد سکون محسوس کرتا خود سے مسکرا رہا تھا۔۔

کچھ لمحے آگ کے جلنے اس لاؤنج کے اندر اس کی تپش اور گرمی میں مزید اضافہ ہو رہا تھا جس کے باعث جو پہلے سے فاصلے پر ساکت کھڑے تھے اس کے کارندے اب کچھ قدم پیچھے کی جانب لیتے خود کو آگ سے مزید دور کرنے لگے۔۔

"بتاتا ہوں صاحب میں سچ بتاتا ہوں۔۔!" بلا آخر اپنی موت کو قریب سے دیکھ کر وہ شخص اپنی ہار تسلیم کر گیا۔۔

"جلدی۔۔!" فہاد سر اٹھا کر اس پر توجہ دیتے جواباً چلا اٹھا۔۔

"آپ پر حملہ کرنے کے لیے مجھے زاہد حقانی صاحب نے کہا تھا، اس نے مجھے بڑی رقم دی تھی اور ساتھ حکم دیا تھا کہ اگر میں نے سچ بتا دیا تو وہ میرے بیٹے کی جان لے گا۔۔" وہ شخص آنسو بہاتے سر جھکائے بے بسی اور پشیمانی سے گویا ہوا۔۔

زاہد کا نام سن کر فہاد کو کوئی خاص تعجب نہ ہوا اسے لگا تھا گویا یہ حملہ شاہ خاندان کی جانب سے ہوا ہو گا مگر اس کا گمان غلط ثابت ہوا۔۔

"تمھارا بیٹا۔؟" وہ ایک بھنواں اچکا کر متعجب ہوا۔۔

"! صاحب اب سچ آپ جان چکے ہیں مجھے اور میرے بیٹے کو بچا لیجئے۔۔" اس شخص نے التجاء کی جبکہ اس دوران فہاد نے اپنے ایک ملازم سے پانی کے ذریعے آگ بجھانے کا اشارہ کیا جس پر تمام کارندے چونکنے ہو کر اس عمل میں مصروف ہونے کو تیار ہوئے۔۔

میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، صرف یہاں سے تمہیں آزادی دے سکتا" ہوں جو کہ میں نے دے دی ہے۔۔!" اس نے سر جھکا کر شراب کی بوتل سے گلاس بھرتے مصروفانہ لہجے میں کہا اب وہ مکمل سچ جان کر کچھ قدرے مزید سکون میں آ چکا تھا۔۔

صاحب ایسا مت کہیں۔۔" وہ شخص فکریہ لہجے میں گویا ہوا۔۔"

اس کے لوگ آگ بجھانے میں کامیاب ہو گئے تھے جبکہ اس شخص کی رسی کھول کر اسے بھی فہاد کے حکم پر آزاد کر دیا گیا جو رسی سے نکلتے فوراً فہاد کے قدموں میں بیٹھ کر اس کا پاؤں پکڑنے لگا۔۔

"اب میں آپ کہ رحم و کرم پر ہوں بچالیں ہمیں۔۔!" اس شخص نے پیر پکڑتے التجاء کی، وہ ایک طرح سے فہاد پر اصرار کرتے دباؤ ڈالنے لگا اسے لگا کہ فہاد کی جانب سے جان بخش دی گئی ہے تو اب معاونت بھی یہیں سے حاصل ہو سکے گی۔۔

"ہادی کے رحم و کرم پر ہو۔۔؟" اس نے نگاہوں کا رُخ اپنے پیروں میں پڑے اس شخص کی جانب کرتے اسے گردن گھما کر عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا الفاظ میں خاصا ٹھہراؤ تھا گویا خماری سا لہجہ ہو، اس کا جملہ سن کر شخص نے مدھم سا اثبات میں سر ہلا دیا وہ نظریں اٹھائے ایک امید سے فہاد کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

اس شخص کے اثبات میں سر ہلانے پر فہاد شاطرانہ سا مسکرایا۔۔

"چلو تمھارے لیے آسانی کیے دیتے ہیں۔۔!" مسکرا کر اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد اپنے قریب موجود ٹیبل پر پڑی پستول اٹھائی اور اک لمحہ ضائع کیے بغیر اُس شخص کے ماتھے پر گولی چلا کر اس کا کام تمام کر گیا۔۔

یہ معمالات اس نے اس قدر تیزی سے اور اچانک سرانجام دیے کہ نہ کوئی یقین کر سکا اور نہ کوئی اسے روک سکا بس تمام لوگ حیرت کی تصویر بنے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اگلی صبح ہوئی آج بھی عارض اور اس کے خاندان کے لیے یہ عام سی ہسپتال میں گزرنے والی صبح تھی جہاں عارض ہسپتال کے کمرے میں بستر پر پٹیوں اور مشینوں کی زد میں لیٹا تھا اور اس کے والدین وہیں صوفے پر بیٹھے اسے بے بسی سے تک رہے تھے۔۔

ڈاکٹر سے بات ہو گئی ہے، جلد ہی تمھیں گھر شفٹ کر لیا جائے گا۔۔!" والد" عارض کے چہرے پر الجھن اور بے سکونی دیکھ کر اسے کچھ تسلی دینے کی غرض سے گویا ہوا۔۔

بابا آپ سے ایک اہم بات کرنی تھی۔۔!" اس نے جواباً کہا جس کے جملے پر" والدہ بھی متوجہ ہوئی۔۔

"ہاں کہو۔۔؟"

بابامیں چاہتاہوں کہ ٹھیک ہوتے ہی آپ میری ایک خواہش پوری کریں۔۔""
اس نے مدھم آواز سے کہااس دوران اتفاق سے میشل بھی اس سے ملنے ہسپتال کے کمرے تک پہنچ چکی تھی۔۔

اس نے ہلکہ سادروازہ کھول کر دیکھاتو عارض کے والدین اس کے ہمراہ موجود گفتگو میں مصروف تھے جس پر میشل کو داخل ہونا فلحال مناسب نہ لگا مگر خاندان کوایک ساتھ دیکھ کر اسے اپنے والدین کی یاد آئی جو دونوں اب اس دنیا میں نہیں تھے۔۔

حکم کرو لاڈلے تمھارے لیے تو سب کرنے کو راضی ہوں بس تم ٹھیک ہو جاؤ"
۔۔" والد نے اس کی دل جوئی کرتے کہا۔۔
میشل عارض کے والد کا جملہ سن کر اپنے والد کو یاد کرتی آنکھیں نم کر گئی۔۔

بابا میں شادی کرنا چاہتا ہوں میشل سے۔۔!" وہ واپسی کی جانب پلٹی تھی کہ اپنا" نام عارض کے منہ سے سن کر دوبارہ رک گئی اور خود سے مدھم مسکرا گئی۔۔

جبکہ عارض کا کہا گیا جملہ اس کے والدین پر پہاڑ بن کر ٹوٹا۔۔

کیا؟ میشل ؟میشل حقانی ؟" والد نے اوّل الفاظ تعجب اور بعد کے الفاظ حقارت " سے کہے۔۔

جی بابا۔۔" عارض نے مدھم سا اثبات میں سر ہلایا۔۔"

تمھیں اس کا خیال کہاں سے آیا؟ بھولو مت تمھاری ہی بزنس پارٹنر کے شوہر " "! کے ساتھ اس نے کیا کیا تھا۔۔

والد نے سرد لہجے میں کہتے عارض کو مخاطب کیا یہ بات میشل سن کر حیرت زدہ ہوئی کہ اس کے ماضی کے قصے کہاں کہاں تک پہنچ چکے ہیں وہ اُس علی فیصل شاہ

کے پیچھے نہ صرف اپنا سب کچھ گنوا بیٹھی ہے بلکہ ہر جانب اپنی رسوائی کا باعث بھی بن گئی ہے۔۔

اسے شدید شرمندگی اور دل میں کہیں گہری جگہ تکلیف بھی محسوس ہوئی، مگر اسے یہ احساس تھا کہ ماضی میں کی گئی ساری حماقتیں اور بے وقوفیاں اس نے خود کی تھیں جس کا خمیازہ وہ آج تک بھگت رہی ہے۔۔

"بابا میں جانتا ہوں مگر وہ سب ماضی تھا سب ختم ہو گیا ہے، وہ ویسی نہیں ہے اور مجھے وہ پسند ہے۔۔!" عارض اپنے والدین کو دلائل سے قائل کرنے لگا جبکہ وہ دروازے کے قریب بہتے آنسوؤں کے ساتھ کھڑی یہ تلخ مکالمہ سن رہی تھی۔۔

دیکھو برخوردار ہم میشل سے تمھاری شادی کے لیے رضامند نہیں ہیں۔۔"" والد نے سرد لہجے اور دوٹوک الفاظ میں صاف انکار کر دیا۔۔

"لیکن بابا۔۔!"

"تمھارے اس حادثے سے ہم ویسے بھی سہم کر رہ گئے ہیں۔۔انفیکٹ ہم نے سوچ رکھا ہے کہ تمھیں ٹھیک ہوتے ہی واپس اپنے ساتھ لے جائیں اِس ملک سے دور۔۔!"

والد نے اس کی بات کاٹتے کہا یہ سنتے ہی میشل اور عارض کے سروں پر ایک پہاڑ گرا اور پیروں سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔

"بابا یہاں سے ہلنے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔۔!" عارض کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

"تمھاری جان ہمیں عزیز ہے، سب سے پہلے تم ٹھیک ہو جاؤ باقی بحث ہوتی رہے گی۔۔"

والد نے گفتگو تمام کرنا چاہی جبکہ میشل بھی والد کے انکار اور ان کے ارادے سن کر بہتے آنسوؤں کے ساتھ طیش میں واپسی کی راہ لیتی روانہ ہوئی۔۔

والد کے جملے پر کمرے میں خاموشی چھائی مگر عارض نے اپنے ذہن میں والدین کو راضی کرنے کے طریقے سوچنا شروع کیے وہ ہار ماننے کے حق میں نہیں تھا مگر اس محاذ پر اس کی لڑائی اپنے ہی باپ سے تھی تو کیا باپ ہار تسلیم کر سکتا تھا۔۔؟

--------------سونی رائٹس--------------

صبح کا ہی وقت تھا شاہ انڈسٹریز میں بے شمار کام کی سرگرمیاں ہمیشہ کی طرح آج بھی جاری تھیں یہ دن بھی تمام ایمپلائز کے لیے ایک عام دن تھا مگر سارہ کے لیے خاص تھا وہ کل اپنے آفس میں تعارف کے بعد آج اپنے کام کا باقاعدہ افتتاح کرنے جا رہی تھی۔۔

اسے علی نے ایک خوبصورت سا چھوٹا کیبن بھی دے رکھا تھا جہاں اب وہ کرسی پر لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھی اسے تعجب سے تکتے ماتھے پر بل ڈالے تھی۔۔

اسے اپنے کام میں کچھ مراحل دشوار اور نہ سمجھ میں آنے والے محسوس ہو رہے تھے وہ گہری سانس لیتی کچھ لمحے سوچنے کے لیے لیپ ٹاپ بند کر گئی۔۔

وہ آج ہلکے نارنجی رنگ شلوار قمیض پر سیاہ بلیزر کوٹ اور سیاہ حجاب کیے ہوئے تھی۔۔
کچھ لمحے سوچنے کے بعد وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے بھائی کے آفس کمرے کا رُخ کر گئی۔۔

کیا میں اندر آ سکتی ہوں۔۔"اس نے دستک دیتے معصومیت سے کہا۔۔"

آجاؤ بچے!" وہ موبائل پر کچھ نمبر ملانے میں مصروف اپنی بہن کی آواز پہچان کر جوابا بولا جس پر سارہ کمرے میں لیپ ٹاپ لیے داخل ہوئی۔۔

جیل سے سیٹ کیے بال ڈارک بلو شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے آستینیں چڑھائے وہ خوبرو مرد اپنی آفس کے راکنگ چیئر پر سکون سے بیٹھا موبائل پر نظریں جمائے مصروف سا محسوس ہوا جبکہ سارہ اس کے سامنے کرسی پر براجمان ہوتی اپنا لیپ ٹاپ بھی ٹیبل پر اس کے آگے رکھ گئی تھی۔۔

کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟" وہ بہن کو سامنے بیٹھتا دیکھ کر موبائل بند کرتے ٹیبل پر رکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوتا گویا ہوا۔۔

مجھے کچھ کام سمجھ نہیں آرہا آگر آپ سمجھا دیں تو آج کا سارا کام آسانی سے ہو جائے گا۔۔ آئی پرومس۔! "اس نے شرمندہ ہوتے کہا کیونکہ وہ اپنے اصرار اور

ضد پر اس آفس میں آئی تھی مگر اب کام کی نوعیت دیکھ کر اسے اپنے فیصلے پر کچھ حد تک پچھتاوا ہو رہا تھا جس کا لہجہ دیکھ کر علی بھی مدھم مسکرا گیا۔۔

"جانتا ہوں یہ سب آسان نہیں، شروع شروع میں مسلہ ہوتا ہے، مجھے بھی ہوا تھا اور میں بابا سے گائیڈ لائن بھی لیتا تھا، تمھاری مدد کرنے کی پوری کوشش کروں گا مگر فلحال مجھے ایک ضروری میٹینگ اٹینڈ کرنی ہے کیا تم کچھ دیر انتظار کر سکتی ہو۔۔؟"

وہ کہنیاں ٹیبل پر ٹکا کر اپنے بھاری ہاتھ کی انگلیاں آپس میں الجھائے اس سے مخاطب تھا۔۔

"اتنا انتظار تو ٹھیک نہیں، وقت ضائع ہو گا، آپ جانے سے پہلے بس تھوڑا سا سمجھا دیں۔۔!" وہ جواباً بولی۔۔

تو پھر ایسا کرو تمھارے کیبن کے سامنے رسلان کا کیبن ہے وہاں جا کر اس سے "
مدد طلب کروان دنوں اس کا کام ذرا کم ہے اور تمھارے آنے سے اس کا کام
"بہت جلدی بٹ جانے والا ہے کیونکہ تم دونوں کا سیم ڈپارٹمنٹ ہے۔۔
علی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ارسلان کا کیبن دکھایا۔۔

وہاں جانا مناسب ہو گا۔۔؟"سارہ نے جواباً جھجکتے کہا۔۔"

"!ہاں ہاں وہ ایک اچھا انسان اور قابل بھروسہ ہے"
علی نے اسے تسلی دی جس پر وہ مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا
کر واپس کی جانب روانہ ہوئی۔۔

سارہ کے جاتے ہی اس کے کمرے میں ملازم کافی کا مگ ٹرے میں رکھے حاضر ہوا
جبکہ علی لیڈ لائن فون کان سے لگائے ملازم کو آتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

"یہ سامنے رکھ دو۔۔"وہ فون کان سے لگائے پہلے ملازم سے مخاطب ہوتا ہاتھ کے ذریعے ٹیبل کی جانب اشارہ کر گیا۔۔

"میٹینگ میں کتنا وقت ہے۔۔؟"وہ اب فون پر مخاطب تھا،اور ملازم مگ رکھ کر روانہ ہوا۔۔

"سر ٹوینٹی منٹس!"

"اوکے۔۔!"

علی کو فون پر مقابل کی جانب سے مؤدبانہ انداز میں جواب موصول ہوا جس پر وہ گفتگو مختصر کرتا فون دوبارہ رکھ گیا۔۔

دریں اثناء میں علی کا ٹیبل پر رکھا موبائل بجنا شروع ہوا جس کی جانب متوجہ ہوتے موبائل اٹھا کر دیکھا اس پر میشل کا نام چمکا تھا اسے دیکھتے ہی کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

"علی ویئر آر یو۔۔؟" وہ سلام دعا کیے بغیر فوراً بولی جواب ہسپتال سے نکل کر اپنی گاڑی کے قریب پہنچی تھی۔۔

"آفس میں ہوں، تم ہو آئی ہاسپٹل سے۔۔؟"

"عارض کے پیرنٹس نے شادی سے انکار کر دیا ہے اور وہ اُسے اپنے ساتھ لندن لے جانے والے ہیں۔۔" وہ برہمی سے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہوتی بولی۔۔

"ایسا کیسے ممکن ہے۔۔؟" وہ متعجب ہوا اس کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

"یہی ہونے جا رہا ہے علی۔۔!!"

آ گر یہ ہوا اور عارض مجھے نہیں ملا تو میں کسی کو نہیں چھوڑوں گی، اسے کسی اور کا"
"بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔

وہ جنونیت سے بھرپور انداز میں گہری سانسیں لیتی گویا ہوئی اس کے جملے پر علی کا چہرہ بھی نہایت سنجیدہ اور فکر مند ہوا کیونکہ وہ میشل کی جنونیت سے بخوبی واقف تھا۔۔

آرے ذرا کول ڈاؤن ہو جاؤ میشل ! سب ٹھیک ہو جائے گا تم پریشان مت ہو، "
میں بات کرلوں گا اس کے پیرنٹس سے۔۔!" وہ اسے تسلی دیتا پر سکون کرنے لگا۔۔

آ گر وہ نہ مانے تو۔۔؟" وہ ایک بچے کی طرح معصومیت سے سوال کر گئی۔۔"

تو جو تم کرو گی تمھیں نہیں روکوں گا۔۔" علی نے سرد لہجے میں کہا وہ میشل کی" باتوں سے ایک الگ کشمکش میں الجھ چکا تھا،

کسی بھی طرح اس مسلہ کا حل نکالنا اس نے اب ضروری سمجھا ورنہ اسے خدشہ تھا کہ کئی زندگیاں میشل کی جنونیت کے نذر ہو جائیں گی۔۔

------------سونی رائٹس------------

وہ گہری سانس بھر کر خود کو پر سکون کرتی ہاتھ میں لیپ ٹاپ لیے اب دروازے پر دستک دینے کے بعد کیبن میں داخل ہوئی۔۔

سارہ کو دستک کے بعد اپنے کیبن میں دیکھتے ہی ارسلان فوراً بے حواس سا ہوتا اس کی تعظیم میں اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا،اس کی بد حواسی پر سارہ بھنویں اٹھائے قدموں کی رفتار مزید مدھم کر گئی۔۔

"کک۔ کیا آپ فری ہیں؟ بھائی نے! آئی مین، سر نے مجھے یہاں بھیجا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ آپ مجھے کام سمجھا سکتے ہیں۔۔؟"

وہ حلق تر کرتی بمشکل پہلی بار ارسلان سے مخاطب ہوئی۔۔ جو اسے پلک جھپکائے بغیر محویت سے دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ بھی اپنے بھائی کی طرح حسین تھی لیکن معصوم بھی تھی۔۔

"آ۔۔ ہاں پلیز آئیں بیٹھیں۔۔" وہ خود کو محویت سے باہر لاتا اسے اپنے ٹیبل کے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر گیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی کرسی کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔

"سوری میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔۔" وہ کرسی پر براجمان ہوتے معذرت خوانہ انداز میں سر جھکائے بولی۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں واقعی فری ہوں۔۔"وہ اپنی کرسی پر بھی دوبارہ" بیٹھتے اسے مطمئن کرنے لگا جس پر سارہ نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

وہ سارہ کا لیپ ٹاپ آن کرنے میں مصروف ہوا جبکہ سارہ اب اس کے حلیے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

وہ براؤن شرٹ سیاہ پینٹ پہنے سیاہ گھنے گردن تک آتے بال، کلین شیو میں سانولی سی رنگت کا حامل کم عمر اور باصلاحیت نوجوان تھا۔۔

یہ چارٹ بنانا اتنا مشکل نہیں ہے ایک بار بتادوں تو یقیناً آپ سیکھ جائیں گی۔۔"" وہ سافٹ ویئر آن کرتے لیپ ٹاپ ٹیبل پر اس کی جانب کھسکا کر مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔

اگلے لمحے وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب آتا اس کی کرسی سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر اسے سمجھانے لگا۔۔

"یہ اس طرح سے ہو گا۔۔"

"! تھینک یو۔۔"

ارسلان اسے اس کے پوچھے گئے تمام مراحل سکھا چکا تھا جس پر وہ مشکورانہ انداز میں بولی اور روانگی کا ارادہ باندھنے لگی۔۔

میرا خیال ہے کہ آپ پہلے کچھ دن کام سیکھ لیں اس کے بعد شروع کر لیجیے " گا۔۔" وہ لیپ ٹاپ بند کرنے لگی اس دوران اسے ارسلان نے مشورہ دیا وہ اسے گفتگو میں الجھا کر کچھ وقت مزید اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔۔

سر بھی یہی کہہ رہے ہیں بٹ۔۔!" وہ سہمے سے انداز میں بولی۔۔"

"بٹ؟"

"!بٹ انہوں نے کہا ہے کہ آپ سے سیکھوں میں۔۔"

یہ تو بہت اچھی بات ہے جو بھی ضروری کام ہے، جو آفس ٹاسکنگ میں زیادہ"
"استعمال ہوتا ہے وہ ہم پہلے سکھیں گے۔۔
ارسلان نے اسے کُھلے دل سے سیکھنے کی دعوت دیتے خوشگوار لہجے میں کہا تا کہ
سارہ کو کچھ پر سکون اور مطمئن کیا جا سکے۔۔

بائے داوے وہ سامنے کیبن سر نے آپ کو دیا ہے۔۔!" وہ مزید کہتا سوال کر"
گیا جس پر سارہ اثبات میں سر ہلاتے جواب دے گئی۔۔

کافی پیئیں گی میں کافی بہت اچھی بنا لیتا ہوں، آپ جب تک کام کی پریکٹس"
کریں میں لے کر آتا ہوں۔۔!" وہ ایک لمحے میں پوچھتا اگلے لمحے اطلاع دیتا
کمرے سے روانہ ہونے کے لیے پلٹا۔۔

"نہیں میں باقی پریکٹس اپنے کیبن میں کرلوں گی بہت شکریہ۔۔!" وہ لیپ ٹاپ ہاتھ میں لیتی مدھم سا رسماً مسکرا کر کرسی سے اٹھتی کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

سارہ وہاں سے نکلتے چند لمحوں میں اپنے کیبن پہنچ کر اب اس نے سکھ کا سانس لیا اور لیپ ٹاپ آن کرتے ارسلان کے سکھائے گئے طریقے سے اپنے کام کا آغاز کر گئی۔۔

کچھ دیر گزری تھی کہ ملازم کافی کا مگ ٹرے میں رکھے دروازے پر دستک دیتا اس کے کیبن میں بھی داخل ہوا جسے دیکھتے وہ کچھ متعجب ہوئی۔۔

"آنکل مگر میں نے کافی نہیں منگوائی تھی۔۔" وہ مدھم آواز میں ملازم سے گویا ہوئی۔۔

"یہ سامنے والے کیبن میں ارسلان صاحب نے کہا تھا دینے کو انہوں نے خود
بنائی ہے۔۔"

ملازم نے سامنے کی جانب اشارہ کرتے سارہ کو جواب دیا جس پر وہ بھی مر روال
کے اس پار لیپ ٹاپ کے سامنے اپنے کیبن میں براجمان ارسلان کو دیکھنے لگی جو
مدھم سا مسکرا کر سارہ کو اپنے ہاتھ میں تھاما کافی کا مگ دکھاتا ملازم کے پیغام کی
تصدیق کرنے لگا۔۔

"ٹھیک ہے بہت شکریہ۔۔!" ارسلان کی تصدیق پر سارہ بھی اس کی جانب
دیکھتے رسماً مسکرائی اور ملازم سے مخاطب ہو کر اسے رخصت کر گئی۔۔

"ہاں ہاں وہ ایک اچھا انسان اور قابل بھروسہ ہے!"
اس نے کچھ لمحے مگ کو دیکھتے اپنے بھائی کا کہا گیا جملہ ذہن میں تازہ کیا۔۔

وہ کافی کا مگ اٹھا کر اس سے پہلا گھونٹ بھرتی اب پھر خود سے گہرا مسکرائی اور ارسلان کی صلاحیتوں پر بھی حیرت زدہ ہوئی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شام ڈھلی تو پولیس کی بھاری نفری ماجد حقانی کے گھر پر اچانک چھاپا مارتے داخل ہوئی۔۔

گھر کے مرکزی دروازے سے لان میں پولیس نفری اپنی دو گاڑیاں کھڑی کرتی لاؤنج میں دندناتے داخل ہوئی اپنے آڑے آتے گھر کے گارڈز کو بھی طیش میں دھکیل کر زمین پر گرایا۔۔

یوں لاؤنج میں پولیس کی آمد پر ماجد کے گھر اس کا بھائی زاہد اور ماجد کا خاندان والے بے حد خوف زدہ ہوئے۔۔

"یہ کیا حرکت ہے؟اس طرح بغیر کسی وجہ کے تم لوگ میرے گھر میں داخل کیسے ہوئے۔۔؟"زاہد نے تلخ مزاجی سے انسپکٹر اشرف کو کندھے کی جانب سے دھکیلتے پیچھے کا راستہ دکھایا۔۔

"ٹھیک کہا آپ نے! ہم کہیں بھی بغیر کسی وجہ کے نہیں جاتے۔۔!"اشرف نے رعب دار آواز اور بے تاثر سا چہرہ لیے اپنا جملہ کہتے ایک قدم مزید اسکی جانب اندر بڑھا گیا۔۔

"کیا مطلب ہے تمھارا؟"زاہد کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

مطلب یہ کہ آپ کو فہاد سلمان حقانی پر حملہ کرنے کے جرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔۔!"اشرف نے اسے ہتھکڑیاں دکھا کر رعب دار انداز میں کہتے کچھ خوف زدہ سا کیا۔۔

وٹ نانسینس از دز؟ ہوش میں تو ہو۔۔"ماجد اشرف کے جملے پر حیرت زدہ ہو کر فوراً زاہد کے پہلو میں پہنچ کر اشرف سے مخاطب ہوا۔۔

ہوش میں تو زاہد چچا نہیں ہیں۔۔!"لاؤنج کے دروازے سے پینٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈالے لمبے لمبے ڈگ بھر کر ایک انداز سے فہاد سلمان برآمد ہوتا بلند آواز میں بولا جس کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ۔۔؟"ماجد نے فہاد کی آمد پر تعجب ظاہر کرتے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

ہادی۔۔؟"زاہد بھی فہاد کو اپنے روبرو پا کر آنکھیں پھاڑے حیران رہ گیا۔۔

"سوچا تمھیں ہوش میں لانے کی ایک کوشش کریں۔۔!" فہد اشرف سے چند قدم آگے اور زاہد کے رُوبرو اس کے مزید قریب ہوتا اس کی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھے بولا۔۔

"کیا مطلب ہے تمھارا یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔؟" زاہد نے بناوٹی تعجب ظاہر کیا۔۔

"کیا لگا تھا تمھیں کہ مجھ پر میرے ہی سیکھائے گئے وار کرو گے اور اسی میں ہی کامیابی حاصل ہو جائے گی تمھیں۔۔؟" وہ بے تاثر سا چہرہ لیے مدھم لیکن رعب دار آواز میں بولا۔۔

"غلطی پر ہو تم۔۔" زاہد نے ماتھے پر بل ڈالتے سرگوشی کی ان دونوں کی گفتگو پر ماجد حیران اور ہر معاملے سے انجان انھیں خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔

"!انسپکٹر اشرف آپ سب جا سکتے ہیں اب تھینک یو فار یور ٹائم۔۔"
فہاد نے انسپکٹر اشرف کو حکم دیتے انداز میں اپنی نفری واپس لے جانے کا کہا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنی نفری کے ہمراہ لاؤنج سے واپسی کی جانب روانہ ہوئے۔۔

چند ہی لمحوں میں جو لاؤنج پورا پولیس اہلکاروں سے بھرا تھا اب رفتہ رفتہ پولیس سے مکمل خالی ہوا، مگر ماجد کا خاندان اس کی بیوی اور بچے اب بھی حیرت کی تصویر بنے فہاد کو دیکھ رہے تھے۔۔

"""اتنی آسانی سے اور آپ کے ہاتھوں تو کم از کم ہر گز نہیں مرنے والا ہادی۔۔!
فہاد نے سرد لہجے میں زاہد کو مخاطب کرتے کہا۔۔

"وٹ۔۔؟ یہ کیا کہہ رہا ہے زاہد۔۔"موت کے ذکر پر ماجد آنکھیں پھاڑے ششدر سا ہوتے اپنے چھوٹے سے استفسار کرنے لگا۔۔

زاہد اپنے بھائی کو بغیر کیسی وضاحت اور جواب دیے محض فہاد کے بے تاثر چہرے کو تک رہا تھا جس سے اسے بخوبی اندازہ تھا کہ اس بے تاثر چہرے کے پیچھے کتنا غصہ پوشیدہ ہے۔۔

"اپنے ہی سگے بھیجتے پر حملہ؟ سیریسلی؟ایسی حرکتیں نہ ہی کیا کریں جو آپ کو زیب نہیں دیتی!"

فہاد زاہد سے مخاطب ہوتے تحقیر آمیز لہجے میں بولا اس کے جملے میں واضح طور پر ماجد کا جواب بھی پوشیدہ تھا جس کا وہ اپنے بھائی سے طالب تھا۔۔

"کیا تم نے ہادی پر حملہ کیا ہے۔۔؟"ماجد اپنے بھائی کا کندھا تھام کر اسے بری طرح اپنی جانب پھیرتا سوالیہ گویا ہوا۔۔

بھائی۔۔بھائی پلیز آپ ابھی سب کو یہاں سے لے کر اپنے اپنے کمروں میں"
"! جائیں میں تھوڑی دیر میں آپ کو سب بتاتا ہوں۔۔

زاہد اپنے بڑے بھائی کے غصے اور اس کے خاندان والوں کے چہرے پر حیرت و تعجب دیکھ کر ملتجی انداز میں گویا ہوا۔۔

"پتا نہیں کیا تماشا لگا رکھا ہے تم لوگوں نے۔۔؟"

اس کی التجاء پر ماجد برہمی سے کہتا اپنے گھر والوں کو لاؤنج سے لے جاتا کمرے کا رخ کر گیا ملازمین بھی روانہ ہوئے اب لاؤنج میں صرف زاہد اور فہاد اکیلے ایک دوسرے کے رُوبرو کھڑے تھے۔۔

"آپکا مائنڈ سیٹ اچھا ہے بہترین آئیڈیاز دیتا ہے آپ کو، بٹ آپ کے ہائیر کیے گئے بندے کام کے نہیں ہیں۔۔اسی لیے مات کھا رہے ہیں۔۔ کچی گولیاں کھیل رہے ہیں آپ۔۔!" فہاد اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مدھم مسکراتا اب اس کی تعریف کرنے لگا۔۔

جب مجھے گرفتار نہیں کروانا تھا تو پولیس لے کر کیوں آئے تم یہاں۔۔؟""""
زاہد نے سرد لہجے میں اس کی بات نظرانداز کرتے سوال کیا۔۔

یہ بتانے آیا ہوں کہ میں کسی سے بھی غافل نہیں ہوں! ہر جگہ نظر ہے میری"
اور ایسی حرکتیں کرنے کے بجائے مجھ سے مل کر حریف سے لڑنے میں اپنی
"! طاقتیں لگائیں گے تو اس کا کچھ فائدہ بھی حاصل ہو گا آپ کو۔۔
اس نے ذو معنیٰ انداز میں زاہد کو اپنے ذرائع شاہ خاندان کے خلاف استعمال کرنے
میں اس کی مدد طلب کی۔۔

میں سمجھا نہیں۔۔"وہ متعجب ہوا۔۔"
ہم شاہ کو برباد کرنا چاہتے تھے اپنی لڑائیوں میں الجھ کر ایک دوسرے کو برباد"
کرنے لگے۔۔؟" فہاد نے کھل کر زاہد پر اپنے ارادے ظاہر کرتے ہوئے اگلے
جملے میں افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"مجھے شاہ سے بابا کا بدلہ لینے کے لیے آپ کی مدد چاہیے آنکل۔۔!"اس نے اب واضح طور پر کہا۔۔اسے واقعی اب زاہد کی ضرورت تھی کیونکہ اکیلے وہ مات کھا رہا تھا۔۔

"!ضرور کروں گا مدد، کیونکہ مقصد بھی ایک ہی ہے ہمارا۔۔"
زاہد شاطرانہ مسکراہٹ ظاہر کرتے فوراً ہامی بھر گیا۔۔

زاہد اب بھی فہاد کو بے وقوف سمجھ رہا تھا کیونکہ فہاد کے باپ کا اصل دشمن اس وقت فہاد کے رُو برو کھڑا تھا مگر فہاد خود شاہ کے پیچھے پڑا تھا اور شاہ سے فہاد کو اصل حقیقت کا پتا نہ چلے اس لیے زاہد بھی اپنا آخری ثبوت یعنی کہ علی شاہ کو ختم کرتے سکون کی زندگی گزارنے کا خواہشمند تھا، اسی لیے وہ فہاد کے ساتھ مل کر شاہ کی زندگی میں آگ لگانے کو فوراً تیار ہوا۔۔

"گریٹ! آنکل تو ہم اس کی شروعات کب سے کریں۔۔؟" فہاد پرجوش ہوا۔۔

"ابھی مجھے دو مہینوں کے لیے دوبارہ جانا ہے دبئ۔۔
واپس آکر اس کھیل کو کھیلیں گے۔۔"
"آگر آپ ڈر کر واپس ہی نہ آئے تو۔۔؟" فہاد نے اس کے جملے پر تمسخرانہ انداز میں کہا۔۔

"ضرور آؤں گا ایسا ممکن نہیں ہے کہ نہ آسکوں۔۔"

"آگر نہ آئے تو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا آپ کو۔۔!"
اس نے زاہد کی آنکھوں میں دیکھ کر مدھم شاطرانہ مسکراہٹ ظاہر کرتے ایک رعب اور وقار سے کہا۔۔

"!بخوبی جان گیا ہوں تمھیں۔۔ڈھونڈنے کی نوبت نہیں آئے گی۔۔"

زاہد نے اسے جواب دیا جس پر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

ان کے ایک ہونے سے غلط فہمیوں اور رازوں کے بھنور میں الجھی ہوئی صورتحال !اب مزید کیا مسائل دیکھنے والا تھا علی یہ تو آنے والے وقت میں ہی بہتر پتا چل سکتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

ایک اور خوبصورت صبح ہوئی شاہ مینشن میں اپنے بڑے سے کمرے میں موجود علی آفس جانے کے لیے مکمل تیار تھا آف وائٹ شرٹ سفید پینٹ پہنے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے حلیے کا جائزہ لے رہا تھا آج کا یہ سفید لباس اس خوبرو مرد کے حسن میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔۔

اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے اپنے کالر کے نیچے دوسرے بٹن کو کچھ ڈھیلا پایا جسے وہ بند کرنے ہی لگا تھا کہ بٹن ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آ گرا۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتا ڈریسنگ روم کی جانب پلٹ کر روانہ ہوا اور اسی طرح کی دوسری شرٹ نکالنے لگا۔۔

اس نے اپنی وارڈروب کھولی شرٹ تلاش کی مگر اس رنگ کی دوسری نہ ملی ہر شرٹ کے رنگ ذرا برابر فرق ضرور تھا۔۔

وہ ناکام واپس لوٹ کر اب سوئی دھاگہ ڈھونڈنے لگا مگر جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو اب کمرے میں اس کی زوجہ موجود تھی جو آج ہلکا سرمئی رنگ شلوار قمیض پہنے کھلے بالوں کے ساتھ شال اوڑھے خود بھی کچھ کم حسین نہ لگ رہی تھی مگر اسکی نظر علی پر پڑتے ہی وہ اسے محویت سے دیکھنے لگی جبکہ علی اپنی

الجھن میں الجھا سوئی دھاگہ ڈھونڈنے میں مصروف اپنی بیوی کی موجودگی کو محسوس نہ کر سکا۔۔

وہ عالیہ کو آج عام دنوں سے زیادہ حسین لگا تھا مگر بستر کے سائیڈ ٹیبل کی دراز ٹٹولنے میں مصروف وہ اسے کچھ پریشان بھی لگ رہا تھا۔۔

کیا ہوا کیا ڈھونڈ رہے ہو۔۔؟" عالیہ اسے مصروف دیکھ کر بولی جو اس کی آواز" سن کر اپنا کام روکتے پلٹا۔۔

اس شرٹ کا بٹن ٹوٹ گیا ہے! یہ شرٹ اس بلیزر کے ساتھ مناسب لگتی ہے،" اس لیے سوئی دھاگہ ڈھونڈ رہا ہوں بٹن لگانے کے لیے، اگر نہ ملا تو پھر پورا "سوٹ بدلنا پڑے گا مجھے۔۔

وہ اپنی الجھن تفصیل سے بیان کرتا اس کی جانب پہنچا۔۔ عالیہ اس کی دکھ بھری داستان پر مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

"سوٹ بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں میں نکال دیتی ہوں سوئی دھاگہ۔۔"

وہ اپنا جملہ کہتی ڈریسنگ روم کی جانب روانہ ہوئی اور کچھ ہی دیر میں سفید دھاگے سے منسلک سوئی لیتی حاضر ہوئی۔۔

شکریہ! دو میں خود لگادوں گا۔۔"اسے کامیاب ڈریسنگ روم سے لوٹتا دیکھ کر" وہ پرسکون ہوتا اس کی جانب ہاتھ پھیلا کر گویا ہوا۔۔

میرے ہوتے ہوئے تم خود کیوں لگاؤ گے۔۔؟"اس نے ڈھکے چھپے انداز میں" علی کو سوئی دھاگہ دینے سے انکار کیا جس پر علی نے بھنویں اٹھائے حیرت ظاہر کی۔۔

"!بٹن دو۔۔"

وہ سوئی دھاگہ ٹھیک کرتی نظر جھکائے مصروفانہ لہجے میں کہتی ایک قدم لیتے اس کے قریب ہوئی جبکہ علی اب بھی حیرت سے اُسے تکتے سوچ رہا تھا کہ کیا وہ واقعی اس کے قریب آرہی ہے۔۔

علی میں نے کہا بٹن دو۔۔! "مقابل کی جانب سے اپنے الفاظ نظر انداز ہوتے" دیکھ وہ اس کے چہرے کو تکتی اس پر مکمل توجہ دے کر اپنا جملہ نئے انداز سے دہرا گئی۔۔

عالیہ کا سنجیدہ لہجے میں جملہ سن کر وہ اپنی حیرت کا اختتام کرتا بھاری ہتھیلی اس کے سامنے کھول گیا جس میں وہ ننھا سا چمکتا سفید بٹن ہتھیلی کے بیچوں بیچ پڑا تھا۔۔

اس کے ہتھیلی سے بٹن اٹھا کر وہ کچھ مزید اس کے قریب ہوئی اور اس کا کالر ہاتھ میں لیتے اس پر بٹن ٹانکنے کے عمل کا آغاز کر گئی۔۔

اس کی یوں اچانک قربت کی توقع علی کو ہر گز نہ تھی وہ اس کی خوشبو سے اپنی سانسوں کو معطر کرتا روح کو عجب طلاطم کی نذر ہوتے دیکھ رہا تھا اس نے اپنی بیوی کے چہرے سے نظریں پھیری اور گردن موڑ کر دوسری جانب دیکھتا اپنا دھیان بھٹکانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ساتھ ہی وہ مٹھیاں بھینچ کر پینٹ کی جیب میں چھپاتا بمشکل تھوک نگلاتے خود پر ضبط باندھ رہا تھا مگر اس کی بیوی اس کے عمل سے بخوبی واقف اپنی مسکراہٹ دبائے اپنے کام کی رفتار مزید کم کر کے اس کے مزید قریب ہو کر اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔

تھوک نگلتے ہوئے اس کے حلق میں حرکت کرتی وہ گھٹلی عالیہ کی توجہ کا مرکز بن گئی مسکراہٹ دبائے اس کے حلق اور چہرے کے تاثرات کو تکتے وہ اِس وقت سے مزید لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔

تم نروس لگ رہے ہو۔۔؟" وہ بلا آخر سوال کر گئی جس پر مجبوراً علی اس کی" جانب گردن پھیرے متوجہ ہوا۔۔

نہیں بالکل نہیں۔۔" اس نے یک سر عالیہ کے گمان کی نفی کی۔۔"
پہلی بار لگ رہے ہو۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پھر بولی۔۔"

"! پہلے کبھی یوں بٹن نہیں ٹوٹا ناں میرا شاید اس لیے تمھیں ایسا لگ رہا ہے۔۔"
اس نے زو معنیٰ الفاظ میں عالیہ کی قربت کی جانب اشارہ کیا جس پر وہ کھل کر مسکرائی، وہ آج ہر لحاظ سے اس کا ضبط آزما رہی تھی، مگر اسے خود بھی آج اپنا محرم بے حد حسین لگ رہا تھا اس کا دل مزید چاہ رہا تھا کہ آج اس خوبرو مرد کا جینا حرام کیا جائے۔۔

وہ بٹن ٹانک چکی تھی اب مزید اس کے شرٹ پر اپنا چہرہ جھکائے قریب ہوتی دانتوں سے دھاگہ کاٹنے لگی جس لمحے اس شخص نے گہری سانس بھر کر روکتے آنکھیں اک لمحے کو میچی۔۔

ہو گیا۔۔"وہ اپنا کام مکمل کر کے اس سے دور ہوتے خوشگوار لہجے میں بولی جسے" سن کر علی بھی خود کو پر سکون کرتا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔؟"

وہ اپنی جان بچا کر پلٹ کر اجلت میں کمرے سے نکلنے لگا مگر عالیہ آج اس کی جان اتنی آسانی سے بخشنے کا ارادہ نہ رکھتی تھی۔۔

کوٹ نہیں پہننا؟"وہ بستر سے اس کا سفید بلیزر کوٹ اٹھا کر گویا ہوئی۔۔"

یہاں آؤ پہنا دوں۔۔!" علی اس کے جملے پر اسے دیکھ کر مسکراتا انکار نہ کر سکا" اور مدھم سے قدم اُٹھاتا دوبارہ اس کی جانب بڑھا۔۔

اس نے عالیہ کی مدد سے کوٹ پہنا اور اب اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ مقابل کا ارادہ اسے تنگ کرنے کا ہے۔۔

فلحال یہ تمھارا وقت ہے! جب میرا وقت آئے گا تو سود سمیت سارے حساب" "!لوں گا تم سے۔۔

وہ اپنی زوجہ کے بازوؤں کو اپنے بھاری ہاتھوں میں سختی سے تھام کر اپنے قریب کرتا زومعنٰی انداز میں گویا ہوا مگر زوجہ بھی بے خوف اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر فاتحانہ سا مسکرا رہی تھی۔۔

-

تین ماہ بعد۔۔

صبح ہوتے ہی شازمان ٹیکسٹائل میں کاروباری سرگرمیوں کا بھرپور آغاز ہوا۔۔

ایک ہاتھ پر سلنگ پلاسٹر چڑھائے سرخ ٹی شرٹ اور سیاہ پینٹ کے ساتھ وہ عالیہ کے آفس دروازے پر دستک دیتا داخل ہوا۔۔

آفس کی کرسی پر براجمان سیاہ پینٹ سفید شرٹ اور خاکی بلیزر کوٹ پہنے کھلے بالوں کے ساتھ ہلکا میک اپ کیے وہ ٹیکسٹائل ملز کی حسین مالکن ہاتھ میں قلم تھام کر اپنے سامنے ٹیبل پر موجود فائل پر نگاہیں مرکوز کیے اسے پڑھنے میں مصروف تھی جواب دستک پر نظریں اٹھائے دروازے کی جانب دیکھتی چونکی۔۔

عارض تم۔۔؟" دروازے سے عارض احمد کو برآمد ہوتا دیکھ وہ حیرت زدہ ہوئی" وہ آج اپنے حادثے کے طویل مدت بعد پہلی بار آفس نمودار ہوا تھا۔۔

"تمھیں اتنی جلدی آفس نہیں آنا چاہیے تھا۔۔!" عالیہ اسے دیکھ کر فکریہ لہجے میں بولی۔۔

"آج آنا ضروری تھا مجھے اطلاع ملی کہ ہمارا پراجیکٹ آج مکمل ہونے والا ہے۔۔" وہ آگے بڑھتے کرسی پر براجمان ہونے لگا۔۔

"کونسا پراجیکٹ؟ تمھیں غلط انفارمیشن ملی ہے فلحال سارے پراجیکٹس رننگ میں ہیں۔۔!"
وہ ماتھے پر بل ڈالے متعجب ہوئی اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کی والدہ کے انتقال کے بعد شاہ انڈسٹریز کے ساتھ کلاتھنگ برانڈ کا پروجیکٹ اس کے حکم کے باوجود بھی ختم نہیں کیا گیا تھا۔۔

وہ پراجیکٹ آپ کے علم میں نہیں ہے اسے میں ہیڈ کر رہا تھا آپ کو آج پتا چل جائے گا فلحال یوں سمجھیں کہ سرپرائز ہے۔۔!" وہ تفصیل دیتے آخر میں مدھم مسکرایا۔۔

"سرپرائز؟"

وہ عارض کے اک لفظ پر زور دیتے اسے سوالیہ انداز میں دہرا گئی، اسی دوران اس کے آفس کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی جس کے بعد عارض کا اسسٹنٹ کمرے میں داخل ہوا۔۔

عارض سر۔۔ بڑے صاحب لفٹ تک پہنچ چکے ہیں۔۔" اسسٹنٹ نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔۔

بڑے صاحب کون۔۔؟" وہ پھر حیرت سے سوالیہ گویا ہوئی وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ آخر یہاں ہو کیا رہا ہے۔۔

چھوٹے شاہ جی۔۔!" اسسٹنٹ نے جواباً کہا یہ جملہ اس کی حیرت میں مزید اضافہ کر گیا وہ ماتھے پر بل اور نگاہوں میں تعجب سمیت کئی سوال لیے اب اسسٹنٹ کے جملے پر دوبارہ عارض کو دیکھنے لگی۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ،" عارض نے اسسٹنٹ کو رخصت کیا۔۔"

"کیا ہو رہا ہے۔۔ علی یہاں کیوں آرہا ہے؟ وہ بھی ایسے اچانک۔۔ بنا بتائے؟" اسسٹنٹ کے جاتے عالیہ نے کھل کر سوال کیا جواب ملنے سے قبل اسکی گفتگو میں ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی اور وہ خوبرو مرد سیاہ پتلون گہرے نیلے رنگ کی شرٹ پر مہرون بلیزر کوٹ پہنے باوقار انداز میں اپنے اسسٹنٹس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔۔

علی۔۔!"اس نے حیرت سے اپنے روبرو آتے محرم کا نام پکارا اور اٹھ کھڑی" ہوئی جس پر عارض بھی گردن گھما کر دیکھتے ہی علی کے استقبال میں کھڑا ہو گیا۔۔

وہ مسکراتے قدم لیتا عارض کے قریب پہنچا جبکہ اسسٹنٹس سارے کمرے میں داخل ہو کر ادب سے کھڑے رہے۔۔

خوش آمدید بھائی۔۔کیسے ہیں؟"عارض نے اسے مخاطب کیا۔۔عارض کو آج" اپنے پیروں پر کھڑا دیکھ کر علی اس کے گلے لگا اور اس کی پیٹھ تھپتھپا کر حوصلہ افزائی کی۔۔

ٹھیک ہوں!تم نے زحمت کی۔۔آرام کرنا چاہیے تمھیں۔۔"وہ عارض کو خود" سے الگ کرتا اس کے بازو تھامے بولا۔۔

"مگر بھائی میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔!"اس نے علی کو مطمئن کیا جبکہ عالیہ اب بھی خاموش حیرت زدہ کھڑی معاملات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"چلو یہ تو اچھی بات ہے۔۔!"وہ بازو تھپتھپاتے اب اپنے مہرون رنگے بلیزر کوٹ کا بٹن کھولتے عارض کے پہلو میں موجود کرسی پر براجمان ہونے لگا لیکن اِس عمل سے پہلے علی نے اپنے روبرو کھڑی بیوی پر ایک گہری نگاہ ڈالی جو اُسی کو دیکھ رہی تھی۔۔

"تم کیا ایسے ہی خاموش کھڑی دیکھتی رہو گی۔۔ میرا ویلکم نہیں کرو گی۔۔؟"وہ اسے مخاطب کرتا اسے چونکنے پر مجبور کر گیا جبکہ عارض بھی اپنی مسکراہٹ دبائے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

"بھائی ہم پراجیکٹ کی تیاریاں دیکھ لیتے ہیں۔۔"اس سے پہلے عالیہ کچھ کہتی عارض نے اب کمرے سے نکلنے کے لیے رخصت چاہی۔۔

"ہاں میں بھی آتا ہوں کچھ دیر میں۔۔ !"

علی نے اثبات میں سر ہلاتے جواب دیا جس پر وہ کھڑے کھڑے کمرے میں موجود علی کے تمام اسسٹنٹس کے وفد کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اب کمرے میں ان دونوں کے علاؤہ کوئی نہیں تھا۔۔

وہ کمرے کو خالی اور پر سکون دیکھ کر اب بلا آخر ایک اطمینان سے عالیہ کے روبرو موجود کرسی پر براجمان ہوا جسے اب بھی وہ خاموش کھڑی بس دیکھے جا رہی تھی وہ آج تقریباً پانچ ماہ بعد اس کے آفس آیا تھا یہ واقعی عالیہ کے لیے تعجب بات تھی۔۔

"تم تو کل اسلام آباد میں تھے ناں تو اچانک یہاں ؟" عالیہ نے بلا آخر سوال کیا۔۔

"تمھارے لیے آیا ہوں۔۔ مس کر رہی تھی ناں مجھے۔۔"

وہ کرسی سے ٹیک لگائے اپنی پر کشش نگاہیں اٹھا کر روبرو کھڑی اس حسین لڑکی کو تکتے خوش گوار لہجے میں گویا ہوا۔۔

وہ علی کے جملے پر خاموشی اختیار کیے اپنی کرسی پر بیٹھ گئی،اس کے تعجب اور حیرت کا جیسے ایک ہی لمحے میں اختتام ہوا اس کے چہرے پر فکریہ تاثرات بھی غائب ہوئے۔۔

تمھیں اچھا نہیں لگا۔۔؟" علی نے اس کی خاموشی پر سوال کیا۔۔"

بہت اچھا لگا۔۔ بہت اچھا سرپرائز تھا یہ۔۔!" اس نے بھی خوش مزاجی سے " کہا۔۔

"ہمم۔۔ویسے تمھارے آفس روم میں کچھ چینجز لگ رہی ہیں۔۔!" وہ مہینوں بعد آمد پر اس کے آفس کے چاروں جانب اپنی نگاہوں کو سفر کرواتا گویا ہوا جبکہ اس کی بیوی اب اسی کو محویت سے دیکھ رہی تھی۔۔

"ہاں تھوڑی بہت۔۔!" اس نے محویت سے مدھم آواز میں کہا۔۔

ہر چیز کو ٹٹولنے کی عادت سے مجبور وہ کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اس کے ٹیبل پر موجود اشیاء کو بھی متجسس نگاہوں سے دیکھنے لگا جہاں کچھ کاغذات، فائل لیپ ٹاپ، قلم پینسل، ڈسک آرگنائز، ٹیبل کلاک، نوٹ بک ڈائری اور ایک ڈیسک فریم میں مقید تصویر پڑی تھی جسکا رخ عالیہ کی جانب تھا۔۔

وہ ہر چیز کو نظر انداز کرتا فریم پر نظریں ٹکا کر مزید متجسس ہوا اور اس جانب اپنا ہاتھ بڑھا گیا۔۔

"کیا کر رہے ہو۔۔!" اس نے تصویر کی جانب علی کا ہاتھ بڑھتے دیکھ کر اسے ٹوکنے کی کوشش کی مگر وہ فریم اٹھا چکا تھا۔۔

"یہ تصویر دیکھ رہا تھا۔۔!"اس نے فریم کی اس تصویر میں سفید آفس سوٹ میں ملبوس خود کو اور اپنی گود میں اٹھائے امرحہ کو ایک کھلکھلاتی ہنسی کے ساتھ پایا، بلاشبہ وہ اسے ایک نایاب تصویر لگی کیونکہ وہ بہت کم کھلکھلا کر ہنستا تھا۔۔

وہ مسکراتے اس تصویر کو دیکھ کر اب نظر اٹھائے اپنی بیوی کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو مسکرا رہی تھی مگر ساتھ ہی نظریں بھی چرا رہی تھی۔۔

"خاصا ہینڈسم شوہر ہے تمھارا۔۔"علی دوبارہ فریم کو اسی رخ پر رکھ کر گویا ہوا، علی کے جملے پر وہ مدھم سا نفی میں سر ہلا گئی۔۔

"تم سے میں ایک اور اہم بات کرنا چاہتا تھا اکیلے میں۔۔"وہ اب سنجیدہ ہوا۔۔

"ہاں کہو۔۔؟"

"عارض نے ہمارے لیے کافی کچھ کیا ہے اب وقت ہے کہ ہم بھی اس کے لیے کچھ کریں۔۔!"

"ہمیں کیا کرنا ہوگا۔۔؟" وہ متعجب ہوئی۔۔

"میں نے اپنی طرف سے کوشش کی مگر اس کے پیرنٹس کے آگے میری دال نہیں گلی، وہ میشل کے بارے سننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔۔ میں اب چاہتا ہوں کہ تم بات کرو۔۔"

"جب وہ سننے کو تیار نہیں ہیں تو وہ میری بات کیا سننیں گے۔۔؟" اس پر میشل کا ذکر کچھ ناگوار گزرا۔۔

عالیہ اس کے پیرنٹس تمھیں پسند کرتے ہیں، تم پر یقین رکھتے ہیں۔۔ میں تو" انہیں میشل کی وجہ سے کچھ خاص پسند نہیں ہوں، مگر تم بات کر کے مناؤ انہیں میشل کی گارنٹی لے کر قائل کر و وہ ضرور مان جائیں گے۔۔"اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔۔

"میں میشل کی گارنٹی لوں؟اس پر تو مجھے خود بھی بھروسہ نہیں۔۔"

مگر وہ عارض کی پسند ہے اس سے آگے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے،عارض نے بھی" مجھے تم سے دوبارہ ملوانے میں بہت مدد کی، میں اُس کے اس احسان کا بدلہ تو نہیں "چکا سکتا لیکن اُس کے لیے اب مجھ سے جتنا ہو گا کروں گا۔۔
علی نے ارادہ باندھتے کہا علی کے اس عمل کے پیچھے بھی احسان کا بدلہ پوشیدہ تھا وہ احسان جس کے ذریعے اسے اس کی محبت دلوائی گئی، علی کے حوالے سے یہی سوچ کر وہ مدھم مسکرا گئی۔۔

ٹھیک ہے میں بات کروں گی گارنٹی بھی لے لوں گی کیونکہ بات اب تمھاری" ہے۔۔"وہ بلا آخر ہامی بھر گئی اسے اس گفتگو میں بھی اپنی اہمیت کا احساس ہوا کہ علی اسکے حاصل ہو جانے کو اپنے لیے کس قدر اہم اور کتنا بڑا احسان مانتا ہے۔۔

اس نے تشکرانہ انداز میں عالیہ کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔اسی دوران علی شاہ کا موبائل بجا جسے وہ بلیزر کوٹ سے نکال کر کال ریسیو کرتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔

یس؟ جانتا ہوں ڈینی ڈاکیومنٹس تیار ہو گئے مگر کیا وہ شخص اندھا تھا۔۔؟"وہ" مقابل کی بات مکمل سنے بنا شکوہ کرتا گویا ہوا۔۔

اس کی بیوی اُسے پھر محویت سے تکنے لگی وہ رعب دار، خوش اخلاق، اس کے لیے محبت سے بھرپور، عاقل، بردبار اور خوبرو سا جاذب نظر مرد عالیہ کے حصے

میں آیا تھا، اسے اپنے محرم کی ساری خصوصیات اب نظر آنے لگی تھیں کیونکہ عالیہ کی محبت میں شدت آچکی تھی مگر اس بات سے مقابل بالکل انجان تھا۔۔

"دیکھو دانیال میری ڈیٹ آف برتھ اس نے غلط ڈالی ہے اس لیے وہ ڈاکیومنٹ میں نے واپس بھجوادیئے۔۔" وہ سنجیدگی اور برہمی سے بولا جس کا جملہ سن کر وہ خیالات سے باہر نکلتی چونکی۔۔

"ڈیٹ آف برتھ! مطلب برتھ ڈے جو ابھی تک نہیں آئی۔۔" وہ کچھ سوچ میں پڑتی دل میں خود سے ہمکلام ہوئی۔۔

"کیا؟ ڈاکیومنٹ اتنی جلدی ٹھیک ہو کر واپس آگئے؟" وہ حیران ہوا۔۔
"ٹھیک ہے ابھی میں ضروری کام سے باہر آیا ہوں آفس آکر دِکھادینا مجھے پیپرز۔۔!" دانیال کے مثبت جواب پر اب وہ گفتگو کا اختتام کرتا کال منقطع کر گیا۔۔

اس نے موبائل دوبارہ جیب میں ڈالتے اپنی بیوی کو دیکھا جواب بھی سوچ کے بھنور میں ڈوبی تھی۔۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئی۔۔؟" وہ اسے مخاطب کرتا ہر خیال سے بری کر گیا۔۔

"کچھ نہیں میٹنگ روم میں چلیں؟ تیاریاں ساری ہو چکی ہوں گی۔۔" وہ جواباً کہتی اپنی کرسی سے اٹھنے لگی اس نے جان بوجھ کر بات کا رُخ بدلا اور گفتگو تمام کی۔۔

"او کے چلو۔۔!" وہ بھی ہامی بھرتا کھڑا ہوا اور دونوں مختصر سی گفتگو کے بعد اب کمرے سے روانہ ہوئے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

میٹنگ کی تیاریاں آخری مراحل میں تھیں لمبے سے ٹیبل کے گرد کئی کرسیاں ترتیب سے موجود تھیں، پریزنٹیشن کے لیے چھوٹے ٹیبل پر لیپ ٹاپ پروجیکٹر اور کچھ فائلز بھی رکھی گئی تھیں شاہ انڈسٹریز کا وفد کمرے میں اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان تھا شازمان ٹیکسٹائل کے اس پروجیکٹ سے منسلک افراد بھی کمرے میں موجود اپنی نشستوں پر موجود تھے۔۔

وہ دونوں عارض کے بلاوئے سے قبل میٹنگ روم اپنی آمد سے سب کو حیران کر گئے، دونوں ایک ساتھ تقریباً سال بعد اس آفس میں خوشگوار مزاج کے ساتھ نظر آئے تھے جو وہاں موجود اس کے ملازمین کے لئے بھی خوشی کی اور قابلِ رشک بات تھی۔۔

یہ وہی میٹنگ روم تھا جہاں علی اچانک آکر اپنی زوجہ کی بزنس میٹنگ میں خلل ڈالتا ڈیل کینسل کروا گیا تھا اپنی وہی کرسی والی سابقہ نشت خالی دیکھ کر اُس دن کی شرارت کو یاد کرتا خود سے مدھم مسکرا گیا۔۔

وہ دونوں سر براہی کرسی تک پہنچے وہ کرسی عالیہ کی تھی مگر آج عالیہ نے اسے نظروں سے اس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

"یہاں تم بیٹھتی ہو تو مجھے اچھا لگتا ہے۔۔!" وہ مسکرا کر اس کے اشارے کے جواب میں گویا ہوتا اس کے قریب دوسری کرسی بیٹھا۔۔

"تو میٹنگ کا آغاز کریں۔۔؟" عارض نے اسے بیٹھتے دیکھ کر سوال کرتے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔

"یس پلیز۔۔" وہ جواباً بولا اسی دوران عالیہ بھی اپنی سر براہی کرسی پر بیٹھی، عارض بھی اپنی کرسی کی جانب بڑھتا وہاں براجمان ہوا۔۔

تمام لوگوں کے بیٹھ جانے پر عارض نے اپنے اسسٹنٹ کو اشارہ کیا جو اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر تمام افراد کو بریفنگ دینے کے لیے تیار تھا۔۔

گڈ مارننگ ٹو آل، دن کے آغاز سے ہی آج شازمان ٹیکسٹائل کے آفس میں یہ "
خبریں گردش کر رہی تھیں کہ جس پراجیکٹ کے افتتاح کا سب کو انتظار ہے وہ
"اپنے تکمیل کی جانب بڑھتا جارہا ہے۔۔

عارض اپنے اسسٹنٹ کی بریفنگ سنتے اپنے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا جبکہ عالیہ اب بھی انجان سی بس بریف توجہ سے سن رہی تھی۔۔

اس پراجیکٹ کا سب کو اس لیے بھی انتظار ہے کہ یہاں اس کے ذریعے ایک "
نئے باب کی شروعات ہوگی، نئی ملازمتیں اور نئے سرے سے ایک نئے شعبے کا
آغاز ہوگا۔۔ یہ کلاتھنگ برانڈ کا پروجیکٹ دونوں کمپنیز کے لیے روزاؤل سے ہی
"بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔۔

اب اس اسسٹنٹ کی تفصیل سے عالیہ کو اندازہ ہوا کہ جسے وہ بھول چکی تھی ایک وہی واحد پراجیکٹ ہی تو تھا شاہ انڈسٹریز کا شازمان ٹیکسٹائل کے ساتھ۔۔

وہ پراجیکٹ تور کواکر ختم کروادیا تھاناں!" وہ بلا آخر بریف کے دوران عارض" کوتپی ہوئی سوالیہ نظروں سے دیکھ کر بولی کیونکہ اس کے حکم عدولی کی غستاخی جو کی گئی تھی۔۔

اُسے ختم نہیں کیا تھا میں نے، میری نگرانی میں پراجیکٹ چل رہا تھا اور اب" مکمل ہونے جارہا ہے۔۔ میں کمپنی کا نقصان نہیں چاہتا تھا صرف اس لیے۔۔!" عارض نے محتاط انداز میں وضاحت دی علی بھی اس کے سہمے لہجے پر مسکرایا جبکہ عالیہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔

تم مت رکو، آگے بولو۔۔" علی اسسٹنٹ کو مخاطب کرتا حکم دینے لگا۔۔"

سر پراجیکٹ کی پراگریس، آوروِیو، ڈیزائننگ، میجرنگ کی دیگر تفصیلات" "پروجیکٹر کے ذریعے دکھا کر آپ کو سمجھانا چاہوں گا۔۔

وہ مؤدبانہ انداز میں جوابا گویا ہوا علی کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اپنی جگہ سے نکلتا پراجیکٹر کے قریب پہنچا اور اسے آن کرتے اپنے روبرو بڑے پردے پر تفصیل سے تمام افراد کو آگاہ کرنے لگا۔۔

پراجیکٹ کی تفصیلات دیکھ کر عالیہ اندازہ ہوا کہ عارض کا فیصلہ درست تھا اور یہ اچھا ہوا کہ پراجیکٹ کو اس کے حکم کے باوجود ختم نہیں ہونے دیا گیا۔۔
اسسٹنٹ سے وفد کے افراد نے بریفنگ کے دوران کئی سوالات پوچھے جس کا وہ جواب دے کر انہیں بھی مطمئن کر گیا۔۔

"سر یوں یہ پراجیکٹ اس ماہ پندرہ سے بیس دنوں میں مکمل ہو جائے گا جو ایک خوش آئند بات ہے، آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔۔؟" وہ اپنی بریفنگ کا اختتام کرتے اب مؤدبانہ انداز میں علی سے مخاطب ہوا۔۔

یہ واقعی ایک اچھی خبر ہے کہ اس پراجیکٹ کو بلا آخر مکمل کیا جارہا ہے یہ آئیڈیا" بینش زیدی کا تھا اس پراجیکٹ میں ان کا بھی کانٹریبیوشن ہے میں چاہتا ہوں کہ "اس کلاتھنگ برانڈ کی اوپننگ سرمنی میں اسے بھی مدعو کیا جائے۔۔

وہ ایک گہری سنجیدگی اور رعب سے حکم دیتا بولا جس کی آواز اس میٹنگ کے کمرے میں گہری خاموشی پر گونج سی گئی تھی۔۔

"!اوکے سر۔۔"

"شاہ بلڈرز اور انڈسٹریز اب کلاتھنگ برانڈ کی جانب بھی اپنا پہلا قدم بڑھانے جارہی ہے یقیناً یہاں بھی بہت اہم سنگِ میل عبور کریں گے اور اس شعبے میں بھی شاہ انڈسٹریز اپنا لوہا منوائے گی۔۔!" وہ ایک عزم ویقین سے مزید گویا ہوا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

دن کی دوپہر ہونے کو تھی شاہ انڈسٹریز میں سارہ اور ارسلان ہاتھ میں لیپ ٹاپ اور فائلز تھامے اپنی آئی ٹی سے متعلق میٹنگ کے بعد ارسلان کے کیبن کی جانب رواں تھے ان تین مہینوں میں وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے۔۔

ارسلان آج بھی سادہ سی پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا کیونکہ وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا مگر اس کی اعلی ظرفی نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ انسان مالی لحاظ سے نہیں اپنے عمل اور کردار سے پہچانا جاتا ہے۔۔

ارسلان اپنی صلاحیت اور دیانت داری سے سارہ کا اعتماد بھی جیت چکا تھا مگر سارہ بھی اسے اپنی خاندانی وقار اور بہترین اخلاق کے سبب پسند آنے لگی تھی۔۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب مائل ہو رہا تھا۔۔

سیاہ آفس سوٹ کے ساتھ وہ حجاب کیے ہاتھ میں فائلز تھامے درمیانے ڈگ بھرتی ارسلان کے شانہ بشانہ چل رہی تھی۔۔

آج کی پریزنٹیشن تو کمال کی رہی آپ واقعی کافی کچھ سیکھ چکی ہیں۔۔" وہ اس کی حوصلہ افزائی میں بولا وہ دونوں کیبن سے اب بس کچھ قدم کے فاصلے پر تھے۔۔

بہت شکریہ یہ سب تمھاری مدد کے بغیر میرے لیے ممکن نہیں تھا۔۔!" وہ جواباً بولی اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے اندازہ ہوا کہ وہ قد میں ارسلان سے چھوٹی ہے وہ اس کے کندھے سے ذرا نیچے تھی۔۔

بالکل نہیں، یہ میری مدد نہیں آپ کی قابلیت کا نتیجہ ہے، سکھانے والے تو مل جاتے ہیں مگر سیکھنے والے کی ذہانت اس کا درست ثبوت دیتی ہے۔۔" اس نے دلیل پیش کی اور وہ دونوں کیبن میں داخل ہونے لگے۔۔

کوئی اور کام ہے ؟" وہ کیبن میں پہنچ کر دروازے کے قریب ٹھہرتی سوال کر" گئی۔۔

نہیں اب تو فری ہیں ! "ارسلان نے جواباً کہا۔۔"

تو کافی ہو جائے۔۔؟" وہ چہرے پر معصومیت لیے پرجوش انداز سے بولی جس" پر ارسلان بھی مسکرایا۔۔

باہر یا میرے ہاتھ کی۔۔؟" ارسلان نے کچھ دلچسپ انداز میں سوال کیا۔۔"

"! تمھارے ہاتھ کی۔۔"

ضرور کیوں نہیں، چلیں کینٹین۔۔؟" سارہ نے اس کی توقع کے مطابق جواب" دیا تھا جس پر ارسلان کی خوشی میں اضافہ ہوا۔۔

وہ دونوں کیبن میں میٹنگ کا سامان رکھ کر اب کینٹین کا رُخ کر گئے جو کچھ قریب ہی واقع تھا۔۔

وہ لوگ ورک اسپیس سے خوشگوار مزاج لیے گفتگو میں مصروف گزر رہے تھے جہاں شاہ انڈسٹریز کے ورک اسپیس میں موجود کئی ملازمین ان دونوں کو مشکوک اور متجسس نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

یہ کوئی پہلی بار نہیں تھی ان کا ایک ساتھ کام کرنا ارسلان کے لیے آفس میں سوالیہ نشان بنتا جا رہا تھا یہاں تک کہ کئی لوگوں کی اپنے حوالے سے غلط افواہیں اور چہ مگوئیاں ارسلان نے خود سن رکھی تھیں مگر وہ سارہ اور علی کو اس حوالے سے کچھ نہیں بتاتا تھا کیونکہ اسے رسوائی اور نوکری چھن جانے کا ڈر لاحق تھا۔۔

وہ سارہ سے دوری برتنے کی کوشش بھی کرتا تھا مگر کوئی نہ کوئی کام اُنہیں پھر ایک دوسرے کے ساتھ کر دیتا اور سارہ کے ساتھ وہ خود کو ہر فکر سے آزاد کر کے ہر بات فراموش کر جاتا تھا۔۔

"آج سر آفس نہیں آئے۔۔؟" وہ کینٹین پہنچے ارسلان نے سارہ سے پھر ایک موضوع پر گفتگو کرتے اپنا دھیان لوگوں کی خود پر پڑتی نظروں سے بھٹکانا چاہا۔۔

"وہ دانیال بھائی بتا رہے تھے کہ کسی اہم کام سے گئے ہیں کوئی پراجیکٹ کمپلیٹ ہونے جا رہا ہے شاہ انڈسٹریز کا۔۔" سارہ نے تفصیل سے جواب دیا اتنے میں وہ کف کے بٹن کھول کر آستینیں چڑھانے میں مصروف ہوا۔۔

ان کی آمد سے کافی کاؤنٹر پر موجود وہ عمر رسیدہ ملازم مسکرایا اور کاؤنٹر خالی کر کے کرسی پر جا کر بیٹھ گیا، وہ اب اس معمول سے واقف ہو چکا تھا کہ ارسلان خود کافی بناتا ہے اور اپنے ہاتھ کی زیادہ پسند کرتا ہے اس بہانے ملازم کو بھی کچھ لمحے سکون کے میسر آ جاتے ہیں۔۔

ارسلان کاؤنٹر میں داخل ہوا اور کافی برتن میں ڈال کر چینی شامل کرتا پھینٹنے کا عمل شروع کر گیا جبکہ سارہ کاؤنٹر ڈیسک پر اپنی کہنیاں ٹکائے اسے دیکھنے میں مصروف ہوئی۔۔

"ارسل؟ یہ منفرد ذائقے والی کافی تم نے کہاں سے سیکھی۔۔؟" سارہ نے اسے مصروف دیکھ کر، اسے اپنی جانب سے مختص کئے گئے روایتی نام سے مخاطب کر کے سوال کیا۔۔

"اگر کہوں کہ یہ میری خود کی ایجاد ہیں تو کیا آپ مان لیں گی۔۔؟" وہ نظریں اٹھائے ایک لمحے کو اس کی جانب دیکھ کر اپنی بات مکمل کر گیا۔۔

"سیریلی؟" وہ حیرت زدہ ہوئی۔۔

ہاں! یہ میں نے اپنے ٹیسٹ کے حساب سے خود یہ ایجاد کی۔۔"اس نے وضاحت سے سارہ کو جواب دیا اور کپ اٹھانے کے لیے پلٹا۔۔

"ویری گڈ، ویسے فیوچر میں تُمھاری بیوی تمھاری اس کافی اسکل سے بہت خوش رہے گی۔۔"

سارہ نے شریر انداز میں کہا تھا مگر یہ جملہ ارسلان کی سماعتوں تک رسائی حاصل کرتے ہی اسے ساکت کر گیا، سر جھکائے اپنے کام میں مصروف جملے سنتے ہی کپ کے لیے بڑھائے گئے اس کے ہاتھ یک دم رکے اور چہرے پر سنجیدگی چھائی مگر اس کی پیٹھ ہونے کے سبب سارہ اس کے تاثرات نہ دیکھ سکی۔۔

"کیا ہوا؟ کچھ غلط کہا تو سوری۔۔؟"وہ ارسلان کے تاثرات بھلے نہ دیکھ پائی ہو مگر اس کی خاموشی کے باعث وہ اپنے ادا کیے گئے الفاظ پہ نادم سی ہوئی۔۔

آرے نہیں، میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اُس لڑکی کو کافی پسند ہوئی تبھی وہ خوش" رہ سکتی ہیں مجھ سے، ورنہ میری خوبی کا اس کے آگے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔۔"وہ خیالات سے نکل کر اپنا کام دوبارہ سرانجام دیتا اپنی بناوٹی خوش مزاج سے سارہ کو بہلانے لگا۔۔

وہ دونوں مگ کافی سے بھرتا سارہ کی جانب پلٹا اور کافی اس کے سامنے ڈیسک پر رکھ گیا۔۔

بات تو ٹھیک ہے پھر تمھارے لیے کسی ایسی لڑکی کو ڈھونڈتے ہیں جسے کافی پینا" پسند ہو۔۔!"وہ پھر شریر انداز میں گویا ہوئی مگر انجان تھی کہ اس کا غیر سنجیدہ جملہ بھی مقابل کے دل بھی کاری ضرب لگا گیا ہے اور اسے گہرے فکر میں مبتلا کر کے سوچنے پر مجبور کر گیا ہے۔۔

ضرور! بہت نیک خیال ہے آپ کا۔۔"وہ کافی مگ سے گھونٹ بھر کر حلق میں انڈیلتا بناوٹی مسکراہٹ ظاہر کیے گویا ہوا۔۔

------------- سونی رائٹس -------------

شام ہونے کو تھی، حقانی بنگلے میں موجود فہاد کے بیڈرُوم میں اس کے صوفے" پر براجمان اس کے سینے پر سر رکھے فریحہ زرد رنگ ٹی شرٹ پر خاکی جیکٹ اور بلو جینز پہنے اس کی بھاری ہتھیلی کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے ہوئے اسی عمل میں مشغول تھی۔۔

وہ اس ہفتے واپس پاکستان پہنچی تھی اور دو دنوں سے وہ میشل کی غیر موجودگی میں یہیں فہاد کے ساتھ رہ رہی تھی۔۔

جبکہ فہاد فریحہ کے اتنے قریب ہونے اور خود کو ہر قسم کے سکون سے سیراب کرنے کے باوجود بھی مضطرب تھا۔۔

اس کے ذہن سے وہ عکس نہ مٹ پا رہا تھا، ہاں وہ ایک عکس ! وہ ایک وجود ! وہ ایک شخصیت ! وہ خوبصورت لڑکی ! جِسے بھرپور حسن کے ساتھ اس نے نیوائیر نائٹ کی تقریب میں سیاہ ساڑھی پہنے دیکھا تھا۔۔ یا جسکی جان بچاتے ہوئے دھوپ کی تمازت میں فہاد نے اس لڑکی کے حسین چہرے کو قریب سے دیکھا تھا۔۔ یا جب وہ نشانہ تانے بے خوفی سے شوٹنگ رینج میں گولیاں چلا رہی تھی تب دیکھا تھا۔۔ وہ سارے منظر فہاد کے ذہن میں گردش کر رہے تھے مگر عکس وہی ایک تھا۔۔

فہاد ہر لحاظ سے بااختیار تھا مگر اپنے دماغ سے وہ ایک چہرہ ! وہ ایک خیال ! نکالنے سے قاصر تھا جو اب ہر وقت کہیں نہ کہیں اس کے اضطراب کا باعث بنی ہوئی تھی بس فرق یہ تھا کہ کبھی اسکی اضطراب اور بے چینی میں شدت آجاتی تھی کبھی یہ بے چینی مدھم پڑ جاتی تھی۔۔

"!کیا ہوا ہادی؟ تم پھر سے کھو گئے۔۔"

فریحہ گردن اٹھائے اس کا چہرہ دیکھتی اُس سے مخاطب ہوئی جسے سن کر وہ یک دم لرزتا چونک اٹھا اور اپنی آنکھوں کو انگلیوں سے دبا کر خود کو ہر خیال سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"مجھے تمھاری بہت ضرورت تھی۔۔ اچھا ہوا کہ تم واپس آ گئی۔۔!" اس نے فریحہ کے گرد ہاتھوں کا حصار بناتے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تم نے شادی کا وعدہ کیا تھا۔۔!" وہ اسے بھولے بھٹکے سے اپنی متعین کردہ راہ پر گامزن کرنے کی کوشش میں ایک امید سے بولی۔۔

"میں بہت جلد اپنے اس بڑے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں تو تم سے شادی بھی کر لوں گا آگے کی زندگی کچھ مزید سکون میں ہو گی۔۔ تمھارے ساتھ۔۔!" وہ اپنی خام خیالی کے ساتھ خود کو اور فریحہ کو جھوٹی تسلیوں میں باندھ کر گویا ہوا۔۔

"آگر کامیاب نہ ہوئے تو۔۔؟" وہ سر اس کے سینے سے اٹھا کر الگ ہوتی اس کے چہرے کو تکتے گویا ہوئی جس کا جملہ فہاد پر ناگوار سا گزرتے اس کے چہرے کے تاثرات کو یک دم سرد کر گیا۔۔

"میری جان! ہادی کبھی اپنے مقصد میں ناکام نہیں ہوتا۔۔" وہ خماری سا سرگوشی نما بولا اس کے لفظوں میں پوشیدہ اس کا جنونی انداز فریحہ کو بھی خوف زدہ کر گیا وہ مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی۔۔

"آجاؤ۔۔؟" وہ دستک کے جواب دیتا چلایا جس کے آگلے لمحے گھر کا ملازم دروازے سے برآمد ہوا اور مؤدبانہ انداز میں وہیں کھڑا ہو گیا۔۔

"ہادی صاحب، زاہد صاحب آئے ہیں۔۔!" ملازم نے سہم کر کہا۔۔

اُسے گیسٹ روم میں بٹھا کر اس کی بھرپور تواضع کرو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔۔" فہاد نے بیزاری سے ہاتھ کا اشارہ کرتے اُسے پیغام دے کر روانہ ہونے کو کہا جس پر فوراً وہ ملازم دروازے بند کرتے اس کی نظروں سے اوجھل ہوا۔۔

ملازم کے جاتے کچھ لمحوں بعد وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ٹی شرٹ میں ابھری سلوٹوں کو سلجھاتا گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے سنوارنے لگا۔۔
کیا ہوا۔۔؟" اسے کھڑا ہوتا دیکھ فریحہ نے سوال کیا۔۔"

"آنکل جی آئے ہیں، فائنلی اب میرے مقصد کا پھر سے نیا آغاز ہو گا۔۔"
وہ پرجوش ہوتا نہایت خوشی سے سرشار اور بھرپور امید لیے گویا ہوا اس کی بات پر فریحہ نے کوئی خاص ردعمل ظاہر نہ کیا مگر اس کے بدلتے لہجے سے وہ بے حد حیران ہوئی وہ پل میں صرف اپنے چچا کی آمد پر اتنا خوش کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن اس بات سے صرف وہی واقف تھا کہ وہ کیوں خوش تھا۔۔

اُسے پھر سے عالیہ کو حاصل کرنے کی ایک امید نظر آنے لگی وہ پھر سے اس بار زاہد کا سہارا لے کر عالیہ کو حاصل کرنے کی تنگ ودو کے لیے بے تاب تھا۔۔ ہاں اس کا مقصد اب بدل چکا تھا وہ شاہ خاندان کو برباد کرنے کے بجائے اس بار اپنی دیوانگی کو تسکین بخشنے کے سفر نکل پڑا تھا۔۔

اس کا گمان تھا کہ ایک تیر سے دو نشانے لگائے جا سکتے ہیں تو بہتر ہے کہ اس کی من پسند لڑکی کو حاصل کرنے کی جتن شروع کی جائے اس طرح جب علی سے اس کی محبت چھین لی جائے گی تو وہ خود ہی بکھر کر برباد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لیے اس کی زوجہ محبت سے بڑھ کر تھی اور یہ بات فہاد بخوبی جان چکا تھا۔۔

مگر فہاد اس بات سے واقف نہیں تھا کہ اُس مزاحمت سے ناواقف ٹھنڈے مزاج والے مرد سے اگر اس کا عشق چھین لیا جائے تو وہ جنونیت کی آگ میں فہاد کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا۔۔

فہاد روانہ ہونے لگا مگر اس نے دیکھا کہ فریحہ کے وجود میں اب تک کوئی حرکت واقع نہ ہوئی وہ اُسی طرح بے بس سرد تاثر بھرا چہرہ لیے صوفے پر براجمان تھی۔۔

"تم بھی چلو۔۔ تم سے کیا چھپانا۔۔!" وہ فریحہ سے گویا ہوا جس پر فریحہ بھی خوش ہوتی یک دم اٹھی اور فہاد کے ہمراہ روانہ ہوئی جبکہ فہاد اس کا اعتماد جیتنا چاہتا تھا اور دوسری طرف اس سے اپنے کام بھی نکلوانا چاہتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"زاہد آنکل! آخر کار آ ہی گئے۔۔ بہت انتظار کروایا۔۔" وہ گیسٹ روم میں داخل ہوتا ایک جوش سے بولا جہاں زاہد اس کی بھاری آواز پر چونک کر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"مجھے تو آنا ہی تھا۔۔!" وہ فہاد کے گلے لگ کر پیٹھ تھپتھپاتے مدھم آواز میں بولا ساتھ ہی اس کی نظر کمرے میں موجود فریحہ پر بھی پڑی جسے دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوا۔۔

"اب مجھے جلدی سے پلان بتاؤ!" وہ زاہد کو خود سے الگ کرتا صوفے پر فوراً بیٹھ کر بیتابی سے سوال کر گیا جس پر زاہد نے ایک لمحے کو فریحہ کی جانب دیکھا مگر پھر مجبوراً فہاد کی بے تابی پر اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"پلان یہی ہے کہ۔۔ شاہ انڈسٹریز کے سب سے فینس اور لگژری ہوٹل پر حملہ کروائیں گے جس سے ایک بار پھر علی شاہ کی امیج خاک میں مل جائے گی۔۔"

وٹ۔۔؟ مجھے لگا تم اُنہیں الگ کرنے کا کوئی پلان اپنے ساتھ لے کر آؤ" گے۔۔!" فہاد نے تعجب اور ناگواری سے کہا اس کی امیدوں پر زاہد نے پانی جو پھیرا تھا۔۔

"!میری بات سمجھنے کی۔۔"

علی شاہ کو دولت میں نفع نقصان سے کوئی غرض نہیں، اس کی کمزوری صرف" اس کی بیوی ہے! کیا یہ بات نہیں جانتے تم۔۔؟" فہاد نے اس کا جملہ کاٹتے قدرے بلند آواز اور سخت لہجے میں کہا۔۔

ہادی سمجھنے کی کوشش کرو اس وقت علی شاہ کی بیوی کو اس سے الگ کرنا تقریباً" "ناممکن ہے ہاں اگر کسی ایک کی جان آ گر لے لو تم، تو یہ ممکن ہو سکتا ہے۔۔

نہیں! ایسا نہیں ہونے دے سکتا میں۔۔ ان دونوں کو زندہ تو رہنا پڑے گا۔۔" "میں شاہ کی تڑپ دیکھنا چاہتا ہوں۔۔

وہ نفی میں سر ہلا کر اک ہی لمحے میں زاہد کی تجویز مسترد کر گیا۔۔

"اسی لیے پہلے یہ پلان کامیاب ہونے دو آہستہ آہستہ مزید آگے کا سوچیں گے۔۔" وہ زاہد کے نرم لہجے میں سمجھانے پر بغیر کورد عمل ظاہر کیے گہری سانس بھرتا صوفے سے ٹیک لگا گیا جبکہ فریحہ ان دونوں کے رُوبرو خاموش صوفے پر بیٹھی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔۔

"تم نے اس لڑکی کا تعارف نہیں کروایا۔۔؟" زاہد پھر سے فریحہ پر سر سے پیر تک ایک خباثت بھری نگاہ پھیرتا فہاد سے سوال کر گیا۔۔

"یہ فریحہ ہے، میری دوست۔۔!" اس نے سرد لہجے میں مختصر سا تعارف کروایا جس پر فریحہ ایک انداز سے بھنواں آچکاتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

"کیا یہ ہماری کوئی مدد کر پائے گی؟" زاہد نے پھر سوال کیا۔۔

وقت آنے پر اندازہ ہو جائے گا تمھیں۔۔!" فہاد آنکھیں موندے صوفے" کے سرے پر گردن ٹکائے اسے جواب دیتا ایک ہی لمحے میں خاموش کر گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کا ایک بج رہا تھا آسمان نے گہری شب کی سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی شاہ مینشن میں تقریباً سبھی افراد نیند کی وادیوں میں جا چکے تھے مگر سوائے ان دونوں کے جو اس وقت بھی اپنے کمرے میں جاگ رہے تھے۔۔وجہ صرف لیپ ٹاپ پر علی کا کام میں مصروف ہونا تھا۔۔

وہ آف وائٹ ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے صوفے پر بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے اپنے کام کے اختتام کی جتن میں مصروف عمل تھا۔۔

جبکہ اس کی زوجہ رات کے آرام دہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس بالوں کا ڈھیلا جوڑا باندھے بستر پر بیٹھی گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اس کی چوڑی جسامت، ہالف سلیوز ٹی شرٹ میں ابھرتے اس کے مسلز، بھاری ہاتھوں میں ابھری ہوئی نیلی ہری رنگیں، مصروفانہ سا عمل، اور ماتھے پر بل کے ساتھ بکھرے چمکتے بال، وہ پرکشش مرد کبھی لیپ ٹاپ صوفے پر رکھ کر فائل ٹٹولتا، کبھی لیپ ٹاپ پر ڈیٹا کا جائزہ لیتا، کبھی گھڑی دیکھ کر وقت کی فکر کرتا، کبھی پاس رکھے موبائل کی اسکرین آن کر کے نوٹیفیکیشن چیک کرتا۔۔

عام سے لباس میں بھی خوبرو دیکھنے والے اس مرد کے سارے عمل کو وہ بہت غور سے دیکھتی خود کو کسی خمار میں مبتلا ہوتا محسوس کر رہی تھی، اس کے ذہن میں علی کی ڈیٹ آف برتھ کا جملہ پھر گونجا تھا۔۔اس کے ذہن میں کچھ خیال ترتیب پاتا اسے خود سے مدھم سا مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

"سنو۔۔!" وہ کمرے میں گہری خاموشی کا اختتام کرتی گویا ہوئی۔۔

"ہمم؟"

"ایک بات پوچھوں؟" وہ پھر بولی۔۔

"ہاں پوچھو؟" وہ لیپ ٹاپ پر نظر جمائے مصروف سے لہجے میں جواب دے گیا۔۔

"تم جانتے تھے کہ میں نے وہ پراجیکٹ کینسل کر دیا ہے اس کے باوجود بھی وہ چل رہا تھا مگر تم نے اس بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا۔ ایسا کیوں؟" وہ متجسس انداز میں سوال کر گئی جسے سن کر علی اپنے کام کو روکے سر اٹھا کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔

کیونکہ میرا اس پراجیکٹ سے جو مقصد تھا وہ مجھے حاصل نہیں ہو سکا اس لیے "
پھر میری نظر میں اس کی اہمیت کم ہو گئی تھی اور میں اسے تقریباً بھول چکا
تھا۔۔" علی نے وضاحت دیتے کہا۔۔

تمھارا مقصد؟ جب مقصد حاصل نہیں ہوا تو تم بھی اسے ختم کر دیتے۔۔" اس "
نے سرد لہجے میں پھر کہا۔۔

نہیں کر سکتا تھا ختم، کیونکہ اس پراجیکٹ سے کافی لوگوں نے روزگار کی امید لگا "
" لی تھیں ان کے مقصد کو اہم جانتے ہوئے پراجیکٹ جاری رکھا میں نے۔۔
اس نے مصروفانہ انداز میں وضاحت دے کر عالیہ کو مطمئن کرنا چاہا۔۔

اور تمھارا کیا مقصد تھا؟" وہ متعجب تھی، علی اس کا ایک اور سوال سن کر خود "
سے مسکراتا لیپ ٹاپ بند کر گیا۔۔

مجھے بینش نے یہ آئیڈ یا دیا تھا کہ شازمان ٹیکسٹائل کے ساتھ ایک ایسا پراجیکٹ "شروع کرو جس میں تم اور عالیہ دونوں ایک ساتھ کام کر سکیں۔۔ تمھارے قریب رہنا میرا مقصد تھا۔۔"

علی محبت سے سرشار لہجے میں گویا ہوتا مقابل کے چہرے پر تاثرات کو پل میں بدل گیا جبکہ اس کی زوجہ بھنویں اٹھائے مسکراہٹ دبا کر آنکھیں بڑی اور رخسار سرخ کیے اپنے سوال پر کچھ پشیماں ہوئی۔۔

"مگر ہم ساتھ رہنے کے بجائے مزید ایک دوسرے سے دور ہو گئے تھے اور پراجیکٹ ہماری جگہ عارض نے مکمل کر لیا بینش کے ساتھ۔۔" وہ لہجہ سرد کیے مزید بولا۔۔

"پلان آچھا تھا تمھارا۔۔" اس کے ارادے کی حوصلہ افزائی کرتے بولی جس پر علی بھی اثبات میں سر ہلاتے مسکرایا۔۔

"ویسے پراجیکٹ سے یاد آیا۔۔مجھے تم سے ایک فیور چاہیے۔۔!" وہ بستر سے سرکتے نیچے اتر کر صوفے کی جانب بڑھی۔۔

"حکم کرو۔۔" اسے اپنی جانب آتا دیکھ وہ صوفے سے اپنا سامان ایک طرف سرکانے لگا۔۔

"""مجھے ایک پرائیوٹ بزنس میٹنگ کے لیے اچھا سا میٹنگ پوائنٹ چاہیے تھا۔۔" وہ صوفے پر اس کے قریب براجمان ہوتی بولی۔۔

"ہاں تو تم بس حکم کرو، تمھارے لیے ملک کے سب سے بہترین میٹنگ پوائنٹس کو خرید لوں گا۔۔" وہ اس کے جُوڑے سے نکلتی لٹ کان کے پیچھے کرتا گویا ہوا۔۔

"اتنی جتن کی ضرورت نہیں، بس مجھے۔۔ تمھارے اُس فام ہاؤس کی چابی چاہیے۔۔"اس نے مقابل کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر کہا جسے سن کر وہ سنجیدہ ہوا۔۔

"ڈیم اٹ۔۔!" وہ خود سے ہمکلام ہوا جس سے عالیہ کے ماتھے پہ بھی سلوٹیں ابھریں۔۔

"کس قدر غافل ہوں میں؟ وہ فام ہاؤس میں نے تمھارے نام پر بنوا رکھا ہے مگر اب تک چابیاں دینے کا خیال کیوں نہیں آیا مجھے۔۔" وہ خود کو کوسنے لگا۔۔

"اٹس اوکے تمھارے پاس ہو یا میرے پاس ایک ہی بات ہے۔۔ مجھے صرف ابھی کے لیے چاہیے۔۔!"

نہیں یہ تمھارا ہے تمھارے پاس ہونا زیادہ ضروری ہے۔۔" وہ فوراً صوفے "
سے اٹھ کر اپنی سائیڈ ٹیبل کی دراز سے چابیاں نکالتا دوبارہ اس کی جانب حاضر
ہوا۔۔

یہ لو۔۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے چابیاں عالیہ کو تھمائی۔۔ "
" یہ چار ہیں اس میں دو تم رکھو۔۔ "
"نہیں ہرگز۔۔"
وہ چابیاں الگ کرنے میں مصروف ہوتی گویا ہوئی جس کی بات کو وہ یک سر رد کر
گیا۔۔

دونوں کے پاس ہونی چاہیے ناں، پکڑو اِسے۔۔" وہ لہجے میں بناوٹی سختی لیے "
اُسے اس کے حصے چابیاں لوٹانے لگی۔۔

اور میری بات غور سے سنو !" وہ مزید بولی جس پر علی نے سوالیہ انداز میں" بھنویں آچکائی۔۔

دو دن بعد شام کے وقت میں نے اُس فام ہاؤس میں ایک بزنس میٹنگ رکھنی" ہے، تم بھی اچھے سے تیار ہو کر وہاں وقت پر پہنچ جانا کیونکہ تمھارا آنا ضروری ہے۔۔انفیکٹ تمھارا سوٹ میں خود سلیکٹ کر کے نکال دوں گی وہیں پہن کر آنا ۔۔" وہ اُسے نہایت سنجیدہ لہجے اور حکم دیتے انداز میں سمجھانے لگی۔۔

اوکے میم ! جو آپ کہیں گی ویسا ہی ہو گا بٹ یہ میٹنگ کس حوالے سے ہونے" جا رہی ہے وہ بھی بتا دو۔۔ تھوڑی تو نالج ہونی چاہیے ناں مجھے۔۔" وہ متعجب سا ہوتے آخر میں سوال داغ گیا۔۔

فلحال نالج کی ضرورت نہیں جب تم آؤ گے وہاں تو سب سمجھا دوں گی۔۔"" مزید سوالات سے بچنے کے لیے عالیہ نے اس موضوع کا اختتام کرنا چاہا۔۔

تو ابھی سمجھا دو اس میں کیا ہے۔۔؟" وہ اصرار کرنے لگا۔۔"

ابھی رات کا وقت ہے اس کی تفصیل نہیں سمجھا سکتی۔۔ سو تم سے میں نے جتنا" کہا ہے اتنا کرو۔۔" وہ لہجہ پھر سخت کیے اپنے غرض کے مطابق چابیاں حاصل کرنے کے بعد صوفے سے اٹھی اور بستر کی جانب روانہ ہوئی۔۔

۔

۔

اگلی صبح ہوئی ارسلان اپنے کمرے میں چکر کاٹتا آج آفس کے حوالے سے شش و پنج میں تھا وہ بالکل تیار ہو چکا تھا روانگی کے لیے مگر پھر اس کے ذہن میں سارہ کے کہے گئے کل کے الفاظ گردش کرتے اس کے قدموں کے آڑے آنے لگے۔۔

کہاں پھنس گیا ہوں کیا کروں وہ تو میرے باس کی بہن ہے اس کے بارے میں " تو ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔۔" وہ خود سے فکریہ لہجے میں ہمکلام ہوا۔۔

لیکن اب میرے دل کی جرات بڑھتی جا رہی ہے۔۔!" وہ اپنی محبت پر حیران تھا۔۔

کام چھوڑ دوں گا یہی واحد حل ہے۔۔نہ روز ملاقات ہو گی نہ اسکا خیال آئے " گا۔۔" وہ خود سے گویا ہوتے خود کو صوفے پر گرا کر اپنے لیے ایک بہتر حل تلاش کر چکا تھا۔۔

ساتھ ہی اسے فکر بھی لاحق ہوئی کیونکہ گھر کی مالی خراب حالت اسے سوچنے کے لیے مجبور کر گئی شاہ انڈسٹریز میں نوکری کے سبب اس کے حالت میں بہتری آ رہی تھی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اِس نوکری کا متبادل اُسے دوبارہ کبھی نہیں مل سکتا۔۔

"چھوڑنا تو پڑے گا یہی میری سزا ہوئی اور میں اسی لائق ہوں۔۔"

وہ خود کو اونچی جگہ دل لگانے پر کوسنے لگا مگر اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی وہ نازک مزاج نوجوان خود کو بے بس سا محسوس کر رہا تھا مگر سارہ سے دور ہونے کا ارادہ پختہ باندھ چکا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

فہاد سلمان حقانی سیاہ پینٹ گہری ہری سلک شرٹ پر سیاہ بلیزر پہنے اپنی گاڑی کی پچھلی نشست پر براجمان آفس کے لیے نکل چکا تھا کھڑکی سے ہر گزرتا منظر اسے زندگی کا احساس دلا رہا تھا مگر یہ سب اس پر اثر انداز نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اسکے ساتھ اب بھی وہی مسلہ تھا۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کا چہرہ لہراتے اسے بیچین کیے جا رہا تھا۔۔

وہ تنہائی کے سبب اپنے ذہن میں الجھے اس خیالات سے لڑتا حل تلاش کرنے کی غرض سے موبائل پر نمبر ملانے لگا۔۔

ہیلو۔" عارض اپنے آفس کیبن میں موجود موبائل پر فہاد کی آتی کال فوراً اٹھا کر" گویا ہوا۔۔

"عارض صاحب! طبیعت کیسی ہے اب تمھاری۔۔؟"

"بہت بہتر ہوں بھائی۔۔"

ویری گڈ کیا اب تم آفس آتے ہو۔۔" فہاد نے پھر سوال کیا"

"جی بھائی آتا ہوں آج بھی وہیں ہوں۔۔"

"بہت خوب۔۔ تو تم میرا کام کر ہی سکتے ہو ناں۔۔"

مثبت جواب پر وہ ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ لیے گویا ہوا آواز میں خاصا بھاری پن تھا۔۔

"کیسا کام بھائی۔۔؟"

تم سے میں نے کہا تھا کہ ای میل کا جواب بھیجوا دینا۔۔"اس نے عارض سے" گویا ہو کر عالیہ سے ملاقات کا راستہ سوجھا۔۔

"وہ پہنچ چکا ہے دو دن بعد کی میٹنگ آپ کی فکس ہوئی ہے۔۔"

"!ٹھیک ہے"

عارض کے جواب سے وہ عارض کی بیوا قوفی پر مسکرایا اور نفی میں سر ہلا کر کال منقطع کر گیا اسے عارض کی آفس موجودگی پر اپنا راستہ صاف ظاہر ہونے لگا۔۔

------------سونی رائٹس------------

"سر پلیز آپ بنا اپوائنٹمنٹ کے میم سے نہیں مل سکتے۔۔!"
وہ گارڈ ورک اسپیس سے ہوتا مسلسل فہاد کا پیچھا کرتا اس سے التجاء کر رہا جس کی بات کو نظر انداز کرتے اپنی منزل کی جانب رواں تھا۔۔

یہ تو فہاد سے واقفیت رکھنے والا ہر وہ شخص جانتا تھا کہ فہاد کی ضد کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں نہ ہی وہ کبھی اپنی بات سے پیچھے ہٹتا ہے وہ اب بھی بنا رکے عالیہ کے آفس کیبن تک پہنچنے کی جتن میں تھا۔۔

"سر پلیز رک جائیں میری نوکری چلی جائے گی۔۔"
وہ کیبن کے گلاس ڈور تک پہنچ کر اس کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے اسے اندر کی جانب پش کر رہا تھا کہ اسی لمحے گارڈ بھی دروازے کے قریب پہنچتے اس پر ہاتھ رکھ کر فہاد کا راستہ روکے پھر ملتجی انداز میں گویا ہوا۔۔

ہٹو میرے راستے سے۔۔ تمھاری میم کی جان نہیں لے رہا میں۔۔" وہ ایک" گہری آگ برساتی نگاہ سے گارڈ کو دیکھتا نہایت سنجیدگی سے بولا۔۔

"آئی نو سر مگر یہی رولز ہیں آپ بنا۔۔"
گارڈ نے جواباً کہا یہ بحث اب دروازے کے قریب ہونے کے سبب عالیہ نے بھی محسوس کی اور وہ اپنا کام روک کر نظر اٹھائے دروازے کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

کون ہے باہر۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے سوال کر گئی۔۔"

میں ہوں!" فہاد دروازے کے اس پار کہا گیا عالیہ کا جملہ سن کر فوراً ڈور پش" کرتا کمرے کے اندر جھانک کر اسے دیکھتے ایک مسکراہٹ سے بولا۔۔

فہاد؟" وہ مزید متعجب ہوئی اس دوران وہ باقاعدہ اندر آچکا تھا ساتھ ہی گارڈ" بھی کیبن کے اندر داخل ہوا۔۔

"میم معاف کیجئے یہ ضد کر رہے تھے۔۔"گارڈ نے پشیمانی سے کہا۔۔

"کوئی بات نہیں تم جاؤ۔۔!"وہ جواباً بولی۔۔

"آئی ہوپ میں نے آپ کو ڈسٹرب ضرور کیا ہو گا بٹ۔۔"

"نواٹس فائن آپ بتائیں کیسے آنا ہوا۔۔"

فہاد نے طنزیہ انداز میں جملہ ادا کرتے قدم بڑھا گیا جبکہ عالیہ نے اسکا جملہ کاٹ کر کہتے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر گئی۔۔

"اس سال میں یہ پہلی ملاقات ہے آپ سے۔۔"وہ کرسی پر براجمان ہوتا پر مسرت لہجے میں بولا جس کے جملے پر عالیہ نے کوئی خاص رد عمل نہ دیا۔۔

"ایکچولی میں عارض سے ملنے آیا تھا۔۔اس کی طبیعت پوچھنے۔۔اس بہانے آپ سے بھی ملاقات ہو گئی۔۔!"اس نے عالیہ کی خاموشی پر وضاحت دی۔۔

"اواوکے۔۔ کیالیں گے آپ۔۔"وہ انٹر کام کافون ہاتھ میں تھامتے سوال کر گئی۔۔

"جو آپ اپنے لیے پریفر کرتی ہیں۔۔"اس نے محویت سے کہا۔۔

"دو بلیک کافی بھجوادو میرے کیبن میں۔۔!"وہ فہاد کا جواب سن کر فون پر حکم دیتے انداز میں گویا ہوئی اس دوران اس کے کیبن کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اس نے دستک کے بعد لیپ ٹاپ تھامے کمرے میں داخل ہوتی لڑکی کو دیکھا جو اس کے ہی آفس میں ایمپلائی تھی۔۔

"کیاہوا۔۔؟"وہ لڑکی کے چہرے پر فکریہ تاثرات دیکھ کر سوال کر گئی۔۔

میم کلا تھنگ پراجیکٹ کے فائنانس ڈیٹا میں کچھ مسلہ ہے۔۔"وہ فکریہ لہجے میں" بولی۔۔جبکہ فہاد کی توجہ اس وقت صرف عالیہ پر تھی جو ماتھے پر بل ڈالے غور سے لڑکی کا مواقف سن رہی تھی۔۔

تم اسے عارض کو دکھاؤ وہ ہیڈ کر رہا ہے اس پراجیکٹ کو۔۔!"عالیہ نے اسے" رخصت کرنا چاہا۔۔

میم وہ سائٹ دیکھنے کیلئے آفس سے جا چکے ہیں۔۔"لڑکی مؤادبانہ انداز میں" کھڑی جواباً گویا ہوئی۔۔

اوکے تو پھر ابھی میں بزی ہوں اس میٹنگ کو فنش کر کے تمھارا مسلہ دیکھ لوں" گی۔۔کچھ دیر بعد آجانا۔۔"اس نے تجویز دی جس سے فہاد کے چہرے پر تاثرات بدلے اسے احساس ہوا کہ یوں تو جلد بازی میں عالیہ فہاد سے محض جان چھڑانے کی کوشش کرے گی۔۔

نہیں آپ کام دیکھ لیں مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔۔"لڑکی کے پلٹتے وہ عالیہ" سے گویا ہو کر لڑکی کے بڑھتے قدموں کو روک گیا۔۔

عالیہ فہاد کے جملہ سننے کے بعد بھی اس پر عملدر آمد کو راضی نہیں تھی۔۔

"! پلیز آپ اپنا امپورٹنٹ کام کر لیں آئی ایم فائن اینڈ کمفرٹ ایبل۔۔"

"اوکے دکھاؤ یہ ڈیٹا۔۔"

عالیہ کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ دوبارہ اصرار کرنے لگا جس سے عالیہ نے اس لڑکی کو اپنے قریب بلا کر اس کا کام سلجھانا شروع کیا۔۔

وہ اس کے ساتھ کام میں مصروف ہوئی جبکہ فہاد اسے محویت سے دیکھ کر اک عرصے کے بعد یہ انجانہ سا سکون اپنے اندر اتار رہا تھا۔۔

اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر اسے کیا ہو گیا ہے وہ محض مقابل کی نظروں کے سامنے موجودگی پر ہی قناعت کرتا خود کو عجب سی خوشی سے سرشار کر رہا ہے۔۔

وہ پلک جھپکائے بنا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ کھلے بال ہلکا میک اپ اور ہلکے نیلے رنگ کا اس کا پہنا آفس سوٹ وہ بہت باوقار شخصیت کی مالکن اور بے حد حسین لگ رہی تھی اسے۔۔

وہ عالیہ کی شخصیت کی انہی خوبیوں سے متاثر ہو کر اس سے محبت کر بیٹھا تھا مگر اس جذبے سے انجان تھا ورنہ اس نے پوری دنیا گھوم کر کسی کے بھی تصور سے زیادہ لڑکیاں دیکھ رکھی تھیں۔۔

دیکھا تم نے کوئی گڑبڑ نہیں تھی، بس آنکھیں اور دماغ کھول کر کام کیا کرو۔۔""

وہ کام سمجھانے کے بعد لیپ ٹاپ بند کرتے لڑکی کو آخر میں تسلی اور ہدایت دیتی گویا ہوئی اس کے جملے پر فہاد بھی چونکتا محویت سے باہر نکلا۔۔

سوری میم۔۔"لڑکی نے پشیمانی سے کہااور کچھ ہی لمحوں میں لڑکی کیبن سے "
روانہ ہوئی۔۔

اب آپ بتائیں مسٹر فہاد بہت انتظار کروایا میں نے آپ کو اور اب تک پوچھا"
" بھی نہیں میں نے آپ سے کہ آپ کا کیا کام تھا۔۔
اس کا لہجہ سرد تھا کیونکہ وہ بلا غرض کسی انجان شخص سے بے تکلف ہونا تو دور
بات بھی نہیں کیا کرتی تھی۔۔اور فہاد اس کے لیے اب تک انجان ہی تھا۔۔

"!مجھے اپنے پروجیکٹ کا پوچھنا تھا۔۔"
وہ رنینگ میں نے ڈونٹ وری۔۔!" وہ فہاد کے جملے پر بھی فوراً جواب دیتی"
اسے خاموش کروا گئی۔۔

میں عارض سے اس کے گھر ملاقات کرنے والا تھا مگر وہ یہاں تھا اس لیے"

"یہاں آنا پڑا مجھے ویسے عارض کو اتنی جلدی آفس نہیں آنا چاہیے تھا۔۔

وہ اپنی آمد پر اسے وضاحت دیتا اب مطمئن کرنے لگا کہ شاید مقابل کے چہرے پر تاثرات میں کچھ تبدیلیاں واقع کر سکے۔۔

ابھی عارض کا پراجیکٹ مکمل ہونے جا رہا ہے اس لیے اس کا کہنا ہے کہ اس کا" یہاں ہونا ضروری ہے۔۔" وہ جواباً گویا ہوئی تاہم اس کے چہرے پر اب سرد پن نہیں تھا۔۔

"کونسا پراجیکٹ۔۔؟"

شاہ انڈسٹریز کے ساتھ کلاتھنگ برانڈ کا پروجیکٹ!" فہاد کے سوال پر وہ پھر" جواباً گویا ہوتی فہاد پر بے یقینی سی کیفیت طاری کر گئی۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ؟آپ جانتی ہیں کلا تھنگ کا برانڈ کلابریشن آپ میرے ساتھ الریڈی کر رہی ہیں تو پھر یہ سب ؟"

"یس بٹ۔۔"

"شاہ انڈسٹریز کو کلا تھنگ برانڈ کی ضرورت آخر کیوں پڑی ؟وہ تو اپنے کاروبار سے بھی اچھی خاصی ریوینیو جنریٹ کر لیتے ہیں خسارے میں تو میری کمپنی ہے مجھے اس برانڈ کو اسٹیبلش کرنے کی زیادہ ضرورت تھی۔۔۔"

وہ عالیہ کی بات کاٹ کر مسلسل مظلوم بنتے احتجاج کر رہا تھا۔۔

"اس نے ضرور مجھ سے پرانی دشمنی نبھانے کے لیے اس برانڈ کو میری ٹکر میں لا کر کھڑا کیا ہے۔۔"

وہ فہاد کی باتوں پر توجہ ظاہر کرتی اس کی غلط فہمیوں پر نفی میں سر ہلاتے مسکراہٹ دبائے ہوئے تھی۔۔

"بٹ ٹوبی اونیسٹ میرے دل میں پرانی کوئی دشمنی نہیں ہے مس عالیہ یہ بات مسٹر شاہ کیوں نہیں سمجھتے۔۔۔!" وہ ماتھے پر بل ڈالے بولے جارہا تھا کیونکہ وہ مقابل سے ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔۔

"کول ڈاؤن مسٹر فہاد۔۔!"

"پانی پی لیں اتنا پریشان ہونا ٹھیک نہیں۔۔" اس نے ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس سے کور ہٹا کر فہاد کی جانب کھسکاتے ہوئے کہا۔۔

"پی لیں پلیز۔۔" وہ اصرار کر گئی جس سے اثبات میں سر ہلاتے فہاد گلاس اٹھانے پر رضامند ہوا۔۔

پہلی بات تو یہ کہ وہ پراجیکٹ آپ کے پراجیکٹ سے پہلے شروع ہوا تھا دوسری" بات یہ کہ مجھے اس بارے میں بالکل علم نہیں تھا کہ عارض اب تک اسے ہیڈ کر رہا ہے۔۔"

اس نے فہاد کو وضاحت دی جواب گلاس ہونٹوں سے لگائے حلق تر کرنے میں مصروف تھا۔۔

آئی نو اٹس آور لٹل مسٹیک بٹ آئی ول میک شور کہ آپ کا بزنس اس سے" ایفکٹ نہ ہو۔۔!" وہ اگلے جملے میں اسے مطمئن کرنے لگی۔۔

دشمنی جیسی کوئی بھی بات آپ دل میں نہ لائیں ورنہ ساتھ بزنس کرنا تینوں" کے لیے مشکل ہو جائے گا۔۔" وہ مزید بولی جبکہ فہاد گلاس خالی کر کے اب ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔۔

مگر مجھے اس سے نقصان ضرور ہو گا۔۔" وہ بناوٹی معصومیت اور بے بسی سے" بولا۔۔

کوئی نقصان نہیں ہو گا آپ بھروسہ رکھیں مجھ پر۔۔!" وہ اسے یقین دہانی" کراتی بولی وہ اپنے بزنس میں کسی کو انفرادی خصوصیت دینے کی قائل نہیں تھی یہی وجہ تھی کہ وہ فہاد کا نقصان بھی نہیں ہونے دینا چاہ رہی تھی مگر وہ اس بات سے انجان تھی کہ مقابل اس کے کہے گئے اس جملے پر ایک بار پھر اپنا دل ہار بیٹھا ہے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تھینک یو مس عالیہ۔۔" وہ کچھ لمحے کو خاموش ہو کر اسے محویت" سے دیکھتا گویا ہوا۔۔ مگر اس نے ذہن میں سوچ لیا تھا کہ اس پراجیکٹ کا افتتاح علی شاہ کو مہنگا پڑنے والا ہے۔۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلی رات کے کھانے کے بعد علی شاہ اپنے مینشن کے وسیع لان میں کرسی پر براجمان خوبصورت موسم سے لطف اندوز ہوتے موبائل کان سے لگائے گفتگو میں مصروف تھا۔۔

وہ آج اپنی چوڑی جسامت پر خاکی رنگ شلوار قمیض پہنے اور کاندھوں پر سیاہ شال اوڑھے بیٹھا بے حد حسین لگ رہا تھا۔۔

اتنا خوش ہونے کی وجہ ؟"فون پر دوسری جانب نسوانی آواز میں اس سے سوال" ہوا۔۔

وجہ یہی ہے مس بینش کہ ہم شازمان ٹیکسٹائل کا پروجیکٹ مکمل کرنے جارہے" ہیں میری خواہش ہے کہ تم وہاں ضرور شرکت کرو۔۔"وہ کچھ پر مسرت انداز میں بولا۔۔

ایک اور اہم سنگِ میل !" بینش نے بھی جملہ سنتے پر جوشی کا مظاہرہ کیا۔۔"

بالکل، لاسٹ ٹائم تم جواد سیٹھی صاحب کے پراجیکٹ افتتاح میں ہمارے"
"ساتھ تھی انفیکٹ کافی کچھ تمھاری مینیجمینٹ سے ہوا تھا جو بہت شاندار رہا۔۔

بے فکر رہو شاہ ! جیسا کہو گے اِس افتتاح کے لیے بھی ویسا ہی پلان تیار کیا جائے"
"گا۔۔

وہ جواباً بولی اس دوران سارہ بھی رات کا آرام دہ شلوار قمیض میں ملبوس سر پر دوپٹہ اوڑھے اپنے بڑے بھائی کو لان میں بیٹھا پا کر اسی کی جانب پہنچی۔۔

وہ علی کے رُوبرو کھڑی ہو کر اسے گفتگو میں محتاط رہنے کا اشارہ کرنے لگی۔۔

بہت خوب۔۔ آچھا میں پھر تمھیں بعد میں کال کرتا ہوں۔۔" علی اپنی بہن کی" جانب متوجہ ہوتا مزید گفتگو برقرار نہ رکھ سکا اور کال منقطع کر گیا۔۔

وہ لوگ افتتاحی تقریب کی پلاننگ کرنے کی گفتگو میں مصروف تھے جو سارہ کے آتے ہی بنا کچھ طے کیے اختتام پذیر ہوئی۔۔

کیا ہوا؟ کیا اشارے کر رہی ہو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے بہن سے سوال کر" گیا۔۔

سوری ٹو ڈسٹرب یو بھائی بٹ اس سے پہلے کہ آپ بینش آپی سے مل کر کچھ "
"طے کریں میں آپ سے کچھ آئیڈیاز شئیر کرنا چاہتی ہوں۔۔
وہ بھائی کے پہلو میں موجود کرسی پر براجمان ہوتی بے تابی سے بولی۔۔

اس سے قبل کہ وہ سارہ کا موقف سنتا فیصل شاہ بھی انہیں آج باہر بیٹھا دیکھ کر ان کے قریب پہنچا۔۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔؟" وہ ان کے قریب پہنچتا بھاری آواز میں انہیں "
مخاطب کر کے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

"! بابا۔ آئیں ناں۔ پلیز جوائن آس۔۔"
وہ جوابا والد کے لیے کھڑا ہوتا انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر گیا فیصل شاہ اُس کے تعظیماً کھڑے ہونے کی پیٹھ تھپتھپاتے کرسی پر براجمان ہوا جس کے بعد علی بھی سارہ کی بیچین نگاہیں دیکھتا اس کے پہلو میں کرسی پر آ بیٹھا۔۔

"کیا باتیں کر رہے تھے تم دونوں۔؟"
میں بینش سے بزنس کی اہم بات کر رہا تھا اس نے مجھے ٹوک دیا۔۔" وہ فیصل "
شاہ کے سوال پر سرد لہجے میں بہن کی جانب دیکھتا بولا۔۔

"بابا آئی نو یہ ٹھیک نہیں کیا میں نے اینڈ آئی ایم سوری فار ڈاٹ بٹ میں ایک سجیشن لے کر آئی ہوں بھائی کے پاس۔۔" وہ دلیل پیش کر گئی جس سے علی نظریں پھیر کر بیزاری سے نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

"کیسی سجیشن ؟" والد نے سوال کیا۔۔

"بھائی بھول رہے ہیں کہ نیکسٹ ویک ان کی برتھ ڈے آرہی ہے۔۔"

"ہاں۔۔" فیصل شاہ سارہ کے جملے پر حیران ہوتا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"تو بھائی آپ اپنی کلا تھنگ برانڈ کی اوپننگ سرمنی اپنے برتھ ڈے کی گرینڈ پارٹی میں کیوں نہیں کرتے۔۔؟" اس نے اپنی تجویز پر بھائی اور والد کو حیران کر دیا۔۔

"آپ کی برتھ ڈے پر شاہ انڈسٹریز ہر سال اپنی اینیورسری سلیبریٹ کرتی ہے "ناں اس بار کچھ نیا سہی۔۔

"!خیال اچھا ہے۔۔"

وہ مزید بولی جس سے فیصل شاہ نے اتفاق کیا۔۔

"بٹ بابا سالگرہ اس آنے والے ہفتے میں ہے اور ہماری اوپننگ سر منی میں ابھی بیس دن رہتے ہیں۔۔" وہ سارہ کی تجویز کورد کرنے پر اپنی دلیل پیش کر گیا۔۔

"تو بھائی آپ کچھ کریں ناں۔۔"

"کچھ نہیں ہو سکتا، تم اپنا پلان اپنے پاس رکھو۔۔" وہ سارہ کی پر جوشی پر پانی پھیر گیا۔۔

"ویسے سارہ کی سجیشن میں کوئی برائی نہیں ہے دونوں ایونٹ الگ الگ کرو گے تو تمھیں مشکلات ہو گی۔۔"

"مجبوری ہے بابا، کیا کر سکتے ہیں۔۔؟"

"شاہ انڈسٹریز کی اینیورسری کو فلحال ملتوی کر دو اور بیس دن بعد او پننگ کے ساتھ اینیورسری بھی منا لینا اس سے زیادہ لوگ تمھاری کلاتھ برانڈ سے بھی واقف ہو سکیں گے برانڈنگ اور تشہیر اچھے سے ہو گی۔۔" والد نے اس کی الجھی گتھی سلجھاتے مشورے پر عمل کا راستہ ہموار کیا۔۔

"یہی تو میں بھی کہہ رہی ہوں بھائی ڈبل سیلبرشن ہو جائے گی۔۔"

"ٹھیک ہے بابا پھر یہی کر کے دیکھتے ہیں۔۔" وہ بلا آخر معاملات کو سمجھ کر رضامند ہوا۔۔

ان تینوں کی اس تجویز پر اتفاق سے اب بلاشبہ ایک بار پھر بڑی تقریب کا انعقاد ہونے جا رہا تھا پچھلی بار سیٹھی گروپ تقریب کی تیاری میں ساتھ تھا اس بار ساری زمہ داری شاہ انڈسٹریز پر اکیلے عائد تھی۔۔

ایسے میں کیا وہ اکیلے اس جشن کو کامیاب بنا سکتا تھا یا پھر سے کوئی نئ مصیبت ان کی منتظر تھی؟ یہ تو آنے والا وقت بہتر بت سکتا تھا۔۔

----------------سونی رائٹس----------------

وہ لان میں طویل گفتگو اور پلاننگ کے بعد اپنے کمرے میں پہنچا جہاں ڈریسنگ روم سے اس نے اپنی بیوی کو بھی باہر آتے دیکھا۔۔
ہلکے گلابی رنگ رات کے لباس میں وہ گلے میں دوپٹہ ڈالے بالوں کا ڈھیلا جوڑا باندھے حسین لگ رہی تھی اور علی کی آمد پر چونکی تھی جبکہ وہ بھی اسے دیکھ کر آگے بڑھ رہا تھا۔۔

"سارہ کا کہنا ہے افتتاح کینسل کر دیا جائے۔۔" وہ پہل کرتا گویا ہوا۔۔

"آرے کیوں۔۔؟"

کیونکہ وہ شاہ انڈسٹریز کی اینیورسری سلیبریٹ کرنا چاہتی ہے اوپننگ سرمنی" کے ساتھ۔۔" وہ جواباً بولا اور اس کی جانب قدم بڑھاتا اس کے قریب پہنچا۔۔

واؤ بریلینٹ آئیڈیا۔۔" عالیہ نے پر مسرت انداز میں کہا۔۔"

"ریلی یو لائکڈ اٹ۔۔؟"

اس کے بغیر میک اپ کے پاک سفید چہرے اور خوشی سے مسکراہٹ میں ابھرتے ان سرخ رخساروں کو تکتا مسکرایا اور ایک قدم مزید اس کی جانب بڑھا گیا جبکہ ان کے درمیان فاصلہ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔۔

علی وٹ یو ڈوینگ ؟" وہ اس کے قدم بڑھانے پر پیچھے قدم لیتی تعجب سے بولی" اس کی مسکراہٹ بھی پل میں سمٹ گئی تھی۔۔

"کک۔ کیا کر رہے ہو۔۔؟" وہ مسلسل اس کے آگے بڑھنے پر پھر گویا ہوئی یہاں تک کہ پیچھے قدم لیتے لیتے اس کی پیٹھ ڈریسنگ روم کے دروازے سے ملحق ہوئی اور فرار کا راستہ اسے ختم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

اس نے دروازے اپنی بھاری ہتھیلیاں ٹکائے اپنا چہرہ مزید اپنی زوجہ کے قریب کیا۔۔

"تت۔ تم نے انتظار کا وعدہ کیا تھا۔۔" وہ نظر جھکائے مدھم آواز میں اسے عہد یاد دلانے لگی اس کا جملہ سن کر علی کے عنابی لبوں پر گہری مسکراہٹ سجی۔۔

"اور وعدہ کیوں لیا تھا تم نے۔۔؟" وہ اس کی ٹھوڑی ہاتھ میں تھام کر اوپر کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کر گیا۔۔

کیا میرا قریب آنا تمھیں اچھا نہیں لگتا جو مجھے ایک وعدے میں باندھ کر خود" سے پھر دور کر دیا؟۔۔" وہ مزید بولا اس کے جملے پر عالیہ کے سہمے تاثرات بے خوفی میں بدل گئے۔۔

مجھ سے ایموشنل گیمز مت کھیلو۔۔ ورنہ گلا دبا دوں گی تمھارا۔۔" عالیہ اس" کے کندھوں پر اوڑھا شال سختی سے مٹھیوں میں بھینچ کر اسے اپنی جانب کھینچتی دھمکی آمیز لہجہ اپناتے بولی۔۔

تو کیا میرا سوال بر حق نہیں۔۔ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔" وہ مظلومیت کا" ڈرامہ کرنے لگا۔۔

آ گر چانس مس کرنا ہے تو تمھاری مرضی۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر" بے خوفی سے بولی اس کا یہ انداز مقابل کو گھائل کیے جا رہا تھا۔۔

میری مرضی پر چل سکتی ہو؟" وہ خمار سے چور لہجے میں سوال کرتا چہرہ مزید اس کے قریب کر گیا۔۔

اس سے قبل کے زوجہ کوئی جواب یا ردعمل ظاہر کرتی ان کے کمرے کے دروازے پر ایک پرزور دستک ہوتی ان دونوں کو چونکا گئی۔۔

دستک کے بعد وہ یک دم پلٹتا عالیہ سے دور ہوا مگر دل ہی دل میں غصے کا لاوا ابھی ابلنا شروع ہوا جبکہ عالیہ مسکراہٹ دبائے اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی اور اسی لمحے سارہ لیپ ٹاپ تھامے دروازے کی جانب سے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

اہہ۔سارہ!۔۔تم پھر آ گئی۔۔؟" وہ گہری سانس لیتا خود کو پرسکون کر کے " بیزاری سے بولا۔۔

"سوری بھائی۔۔اصل میں ابھی تھوڑی دیر پہلے جس متعلق آپ سے بات ہوئی اسی حوالے سے ابھی آپ کو کچھ دکھانا تھا۔۔" وہ کمرے میں اس کی جانب بڑھتی معصومیت سے بولی۔۔

"رات کے آٹھ بج رہے ہیں یہ کام کا وقت نہیں ہے سارہ اور نہ ہی ہم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے ہیں۔۔" وہ جو پہلے سے تپا تھا اب قدرے سخت لہجے میں کہتا اپنا غصہ اتارنے لگا۔۔

"آرے کیوں نہیں ہے یہ کام کا وقت ؟خود تو کل رات دو بجے تک موصوف کام ہی کر رہے تھے بھول گئے کیا تم ؟" جلتی پر تیل کا کام کرتی عالیہ بھی انجان بنتے اپنا حصہ ڈال کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔۔

"تم آئیڈیا ایکسپلورر کرو میں ہم تینوں کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔"

وہ سارہ کی حوصلہ افزائی کرتے اسے صوفے پر بٹھا کر کمرے سے روانہ ہوئی جبکہ علی مدھم سا نفی میں سر ہلا کر بوجھل قدم لیتے صوفے پر براجمان ہوا۔۔

"سارہ تم نے آج کیا مجھے ہر جگہ سے ڈسٹریکٹ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔۔؟" وہ سرد لہجے میں سارہ کو مخاطب کر گیا جو سر جھکائے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھے اسے آن کرنے میں مصروف تھی۔۔

"بھائی میں سوری کہہ تو رہی ہوں۔۔" وہ سر اٹھا کر علی کی جانب متوجہ ہوتی پشیمانی اور معصومیت سے بولی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

بلا آخر اب اس اگلے دن کی بھی شام ڈھلی تھی علی فیصل شاہ اپنی تمام کاروباری مصروفیات کا اختتام کرنے کے بعد گھر سے عالیہ کا منتخب کردہ سوٹ پہنے تیار ہوتا اکیلے ہی اس کے مقررہ وقت کے مطابق اپنے فام ہاؤس پہنچا۔۔

اس نے مین گیٹ پر کسی کو نہ پایا تو گاڑی سے اترتا خود مین گیٹ کھول کر دوبارہ سوار ہوتا اپنی گاڑی فام ہاؤس میں داخل کرواکر گیٹ اندر سے بند کر گیا۔۔

اسے گیٹ پر کسی کے نہ ہونے سے تعجب ہوا وہ گاڑی کار پورچ میں کھڑی کرتا دوبارہ گاڑی سے اترا۔۔اسے ارد گرد کی لان بھی سنسان محسوس ہوا۔۔

وہ چوڑی جسامت پر براؤن ٹکسیڈو سوٹ میں ملبوس سیاہ شرٹ پر سرخ ٹائی باندھے،ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی پیروں میں سیاہ جوتے جیل سے اپنے گھنے براؤن بال سیٹ کیے گہری براؤن داڑھی کے ساتھ آج کے حلیے نے اس خوبرو مرد کے حسن میں مزید اضافہ کر رکھا تھا۔۔

وہ لان میں سناٹا اور رات کے سبب اندھیرا دیکھ کر گاڑی لاکڈ کرتا گھر کے لاؤنج کی جانب بڑا مگر حیرت انگیز طور پر اس کا دروازہ بھی مکمل بند تھا، خوش قسمتی تھی کہ علی گھر کی چابیاں ساتھ لایا تھا اور لاؤنج کا دروازہ بھی چابی سے کھول کر اندر داخل ہوا جہاں گھپ اندھیرے تھا محض مر روال سے پرے سر کے ہوئے تھے جہاں سے باہر چاند کی مدھم روشنی لاونج پر پڑ رہی تھی۔۔

مگر روشنی اتنی مدھم تھی کہ اس گہرے اندھیرے پر اثرانداز نہیں ہو پا رہی تھی علی لاؤنج کا یہ منظر دیکھ کر مزید حیرت زدہ ہوا۔۔

وہ نہایت متعجب تھا جب اس نے فام ہاؤس کے تمام حالات دیکھے کیونکہ وہاں کسی اور کا ہونا تو دور ہر چیز ہر دروازہ اسی طرح بند تھا جس طرح وہ کئی مہینے پہلے چھوڑ کر گیا تھا۔۔

اس اندھیرے سے بھی یوں محسوس ہو رہا تھا گویا علی سے پہلے وہاں کوئی آیا ہی نہ ہو، اسے یہ حالت دیکھ کر گمان ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی بہت بھونڈا مذاق کھا گیا ہے یا پھر وہ تمام مہمانوں سے پہلے پہنچ گیا ہے۔۔ پھر دوبارہ خیال آیا کہ اگر وہ پہلے بھی پہنچا ہوتا تو کچھ انتظامات تو ہوتے جو اسے نظر آتے۔۔؟

وہ ہر چیز سے بیزار ہو کر اب موبائل پر عالیہ کا نمبر ملائے موبائل کان سے لگا گیا۔۔ جو کچھ بیلز کے بعد فوراً ریسیو ہوا۔۔

ہیلو عالیہ میں فام ہاؤس پہنچ چکا ہوں مگر وہاں تو اندھیرا ہے کوئی نہیں آیا اب تک۔۔ تم کہاں ہو۔۔؟" وہ نرمی سے سوالیہ گویا ہوا اگرچہ اسے یہ حالات دیکھ کر بہت غصہ آرہا تھا۔۔

تمھارے آس پاس۔۔!" وہ مدھم سا بولی۔۔"

عالیہ بی سیریس یار! آگر آفس میں ہو تو جلدی پہنچو۔۔ میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا۔۔" اس کے غصے سے آثار اب اس کے لہجے میں عیاں ہونے لگے۔۔ علی نے فون پر مقابل سے مزید جواب طلب کرنے کا کچھ لمحے انتظار کیا مگر کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا۔۔

عالیہ میں کچھ کہہ۔۔" وہ تلخی سے گویا ہوا کہ اس دوران پورے لاؤنج میں یک دم روشنی ہوئی یہ عمل اسے چونکانے پر مجبور کر گیا تمام لائٹس لگ چکی تھیں مگر ساتھ ہی ایک اور تبدیلی بھی اسے محسوس ہوئی۔۔

اس نے ارد گرد نظر دوڑائی تو ہر طرف سرخ پھولوں غباروں کی سجاوٹ دیکھی وہ مزید متعجب ہوا زمین پر اس کے قدموں میں پھولوں کی پتیاں بکھری تھیں کچھ لمحے ارد گرد کا منظر دیکھنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ وہ موبائل کان سے لگائے کسی سے مخاطب تھا۔۔

"عالیہ کہاں ہو تم۔۔؟" وہ فون پر بیچینی سے گویا ہوا۔اسی دوران اسے سینڈل میں مقید قدموں کی آہٹ سی محسوس ہوئی مگر وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آہٹ کس جانب سے آرہی ہے۔۔

کچھ ہی لمحوں میں لاؤنج کے ایک کمرے سے وہ حسین دوشیزہ برآمد ہوئی جو ہاتھ میں تھامے موبائل پر اب کال منقطع کرتی موبائل اپنے قریب دیوار سے ملحق سائیڈ ٹیبل پر رکھ گئی۔۔

"کہا تھا ناں تمھارے آس پاس ہوں۔۔!" وہ مدھم آواز میں گویا ہو کر اسے چونکا گئی علی اس کی آواز پر فوراً پلٹا اور اس پر پہلی نظر پڑتے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔

وہ کمرے کے قریب علی کی خواہش کے مطابق فل آستینوں والی سیاہ زرق برق ساڑھی میں ملبوس تھی پیروں میں ہائی ہیلز، گلے میں ڈائمنڈ نیکلس کانوں میں

آوازے، براؤن چمکتے کھلے بال، ہلکے میک اپ کے ساتھ لبوں کو مہرون لپسٹک سے رنگے وہ اس وقت مقابل پر قہر ڈھا رہی تھی۔۔

علی پہلی ہی نظر میں اسے پلک جھپکائے بنا بے تاثر سا چہرہ لیے ساکت کھڑا دیکھ رہا تھا وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ کال منقطع ہونے کے باوجود وہ موبائل اب بھی کان سے لگائے کھڑا ہے۔۔

۔

عالیہ شاہ اپنے براؤن ہالف کرلی کھلے بالوں کے ساتھ سیاہ ساڑھی میں بلا کی حسین لگ رہی جس پر وہ اپنی پہلی نگاہ ٹکاتے دیکھتا ہی رہ گیا جبکہ سیاہ ساڑھی پہنے وہ مدھم انداز میں قدم اٹھاتے اس کے قریب بڑھنے لگی۔۔

عالیہ کے ہر اٹھتے قدموں پر مقابل کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی سانس روکے بے تاثر سا چہرہ لیے اسے تکتے اپنے دھڑکنوں کی رفتار کو بھی تیز محسوس کر رہا تھا یہ پہلی بار تھی کہ علی شاہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی ہوں یہاں تک کہ اس کی زوجہ اس کی قریب پہنچی۔۔

ہیپی برتھڈے مائی لو۔۔!" وہ اس کے بلیزر کوٹ کا کالر ٹھیک کرتی مدھم آواز" میں اس کے قریب سرگوشی کرتی گویا ہوئی۔۔

کیسا لگ رہا ہے؟" اس نے علی کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جو پلک جھپکائے بنا اِسی" کو دیکھ رہا تھا مگر کوئی رد عمل ظاہر کرنے سے قاصر تھا۔۔

یہی سب چاہتے تھے ناں تم۔۔؟" وہ اگلا سوال کر گئی مگر مقابل اپنی بصیرت کو" اسکے حسن سے سیراب کرنے میں مصروف تھا جس کے پاس فلحال اک لمحے کو بھی فرصت نہ تھی۔۔

تو اب بتاؤ۔۔؟"

"میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔؟

اس نے مقابل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پھر سوال کیا وہ خود سے مسکرا رہی تھی کیونکہ وہ واقف تھی کہ اس کے سامنے موجود اس کے شوہر کی باطنی کیفیات کیا ہیں۔۔

کچھ لمحے ان کے درمیان خاموشی کا رقص تھا۔۔

بے حد حسین۔۔!" وہ نگاہوں میں حیرت لیے اپنا پہلا جملہ کہتا گویا ہوا۔۔" میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جو تمھارے حسن کی ترجمانی کر سکے۔۔" وہ اس" کے گال پر غیر یقینی انداز سے ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔۔

یقین نہیں آرہا ہے مجھے۔۔" وہ گال پر انگوٹھا سہلاتا اپنی کیفیت کو الفاظ کا سہارا دینا چاہ رہا تھا مگر قاصر تھا۔۔

"اپنی تھوڑی سی حیرت بچا کر رکھو۔۔ابھی بہت کچھ باقی ہے۔۔" وہ جواباً مسکرا کر بولی۔۔اور اس کا بھاری ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام گئی۔۔

"کم ودمی۔۔!" ہاتھ تھامے وہ گویا ہوئی اور اسے اپنے ساتھ ایک جانب لے جانے لگی۔۔

کچھ قدموں کا فاصلہ طے کرتے وہ اسے فام ہاؤس کے سب سے بڑے بیڈروم تک لے آئی جو علی شاہ کا ہی تھا۔۔وہ بیڈروم کی سجاوٹ دیکھ کر حیرت زدہ ہوا وہاں ہائی اسٹینڈنگ ٹیبل پر سالگرہ کا کیک اور ایک تحفہ بھی موجود تھا۔۔

علی کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرنے کے بعد وہ ٹیبل کی جانب بڑھی جبکہ علی کمرے کے چاروں اطراف کو حیرت سے تکنے میں محو ہوا۔۔

ٹیبل پر موجود لائٹر کی مدد سے کیک پر کھڑی موم بتی کو جلاتے ہوئے اس نے شوخ نگاہیں اٹھا کر اپنے مقابل اس حسین مرد کو دیکھا جو اب ہر شے سے بے نیاز اسی کی جانب اپنی سانسیں تھامے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ آگے بڑھی، علی کو چھری پکڑائی اور کیک کی جانب نظروں سے اشارہ کیا علی اسکے اشارے پر عمل در آمد کرتا چھری کی مدد سے کیک کا معمولی سا ٹکڑا کاٹ کر اسے دیتا کچھ خود بھی کھا گیا۔۔

سالگرہ مبارک ! دعا ہے تمھاری ہر وہ خواہش پوری ہو جس کی تمھیں تمنا ہے۔۔" وہ خود بھی کیک ٹکڑا کاٹتی اس کے بے حد قریب پہنچ کر اسے کھلا کر گویا ہوئی۔۔

تمھیں جواب چاہیے تھاناں۔۔؟کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔۔اور ہے بھی" یا نہیں۔۔؟"اس نے اپنا باہنا ہاتھ علی کے کندھے پر رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔

آج تمھیں تمھارے سارے سوالوں کے جواب دوں گی۔۔"وہ داہنے ہاتھ" سے اس کی ٹائی کھولنے لگی جبکہ علی بے جان ساساکت اسے دیکھ رہاتھا۔۔

تمھاری جانکاری کے لئے تو یہی کافی ہے کہ تم سے شادی کا فیصلہ میری زندگی کا" سب سے بہترین فیصلہ تھا۔۔"اس نے مقابل کی ٹائی نکال کر صوفے پر پھینکی وہ اسے اپنے حسن کے بعد اپنے لفظوں سے بھی مزید گھائل کر رہی تھی۔۔

مسٹر شاہ!ہاں مجھے تم سے آج بھی بے حد محبت ہے جو مسلسل بڑھتی جارہی" ہے۔۔"

اس نے بلا آخر ایک طویل عرصے اور لمبے انتظار کے بعد اپنی محبت کا اقرار کیا جسے سنتے ہی علی شاہ کو اپنی روح پیچھے چھوٹتی محسوس ہوئی، لمحے ساکت سے لگے، سماعتوں تو یقین نہ آیا، نہ ہی بصیرت اس منظر پر یقین کرنے کو تیار تھی۔۔

"تم سے دور رہ کر میں نے اس محبت کو ختم کرنا چاہا لیکن یہ دگنی قوت سے ابھر کر سامنے آتی گئی۔۔"

وہ اس کی شرٹ کی پہلی بٹن کھول کر اس کی سانسوں کو مزید آزادی بخشتی گویا ہوئی۔۔

علی اپنے کالر پر ٹھہرا اس کا ہاتھ تھام کر اسے مزید کوئی لفظ ادا کرنے سے ٹوک گیا، گویا وہ مزید تاب نہ لا سکے گا، مقابل کے لفظوں نے اس کے باطن میں اٹھتے ہوئے طلاطم میں مزید شدت برپا کر دی تھی۔۔

میں کوئی حسین خواب دیکھ رہا ہوں۔۔!" وہ بلا آخر گویا ہوا۔اس کے تھامے"
گئے ہاتھ پر بوسہ دے گیا۔۔

یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔۔!"اس نے فوراً جواب دیا۔اس دوران مقابل"
خود کو پر سکون کرنے کی غرض سے اپنا بلیزر کوٹ اتار کر قریب موجود صوفے پر
گرا گیا۔۔

یہ واقعی بہت بڑا سرپرائز دیا تم نے مجھے۔۔بہت شاندار۔۔جس کا کبھی میں نے"
"تصور بھی نہ کیا تھا۔۔
وہ خوشی سے سرشار اسے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیتا گویا ہوا۔۔

بلاشبہ اسے طویل ہجر کے بعد وصل کی شب آج میسر آنے والی تھی گویا شاہ کو
قدرت نے طویل صبر کے بعد میٹھے پھل جیسے خوشگوار لمحات سے نواز دیا تھا۔۔

پہلی بات تو یہ کہ وہ پراجیکٹ آپ کے پراجیکٹ سے پہلے شروع ہوا تھا")

دوسری بات یہ کہ مجھے اس بارے میں بالکل علم نہیں تھا کہ عارض اب تک

("اسے ہیڈ کر رہا ہے۔۔

آئی نو اٹس آور لٹل مسٹیک بٹ آئی ول میک شور کہ آپ کا بزنس اس سے ")

("! ایفکٹ نہ ہو۔۔

دشمنی جیسی کوئی بھی بات آپ دل میں نہ لائیں ورنہ ساتھ بزنس کرنا تینوں ")

("کے لیے مشکل ہو جائے گا۔۔

("مگر مجھے اس سے نقصان ضرور ہو گا۔۔")

("! کوئی نقصان نہیں ہو گا آپ بھروسہ رکھیں مجھ پر۔۔")

اپنے ویران بنگلے کے لاؤنج میں صوفے پر ٹیک لگائے براجمان پیر ٹیبل پر رکھے فہاد اپنی سبز آنکھوں میں سرخی لیے، ہاتھ میں شراب کا بھرا جام تھامے، اپنی اور عالیہ کی ہونے والی ملاقات کو ذہن میں تازہ کرتے مسرور سا مسکرایا۔۔

اسے عالیہ کے کہے تمام جملے یاد آنے لگے۔۔ ساتھ ہی وہ پراجیکٹ کا ذکر بھی ذہن میں گردش کر رہا تھا جس کے باعث اس کا خون کھول رہا تھا۔۔

"بہت شوق ہے تمھیں مجھ سے لڑنے کا، میرا مقابلہ کرنے کا، تو پھر میرے جواب کے لیے بھی تیار رہنا۔۔" وہ جام سے گھونٹ بھر کر حلق میں اتارتا علی شاہ کو مخاطب کر کے خود سے گویا ہوا۔۔

"تمھارے سامنے خود کو کمتر اس لیے نہیں دکھاتا کہ تم مجھے ہر محاذ پر شکست دے سکو۔۔ مجھے روند سکو۔۔" وہ مزید بولا اس کے لہجے میں خماری تھی جبکہ آواز میں بلندی تھی جو سنسان بنگلے کے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔۔

"یہ کمزوری اور کمتری تمھاری بربادی کی وجہ کو چھپانے کا ایک ذریعہ ہے
شاہ۔۔!"اس نے چیختے ہوئے یک ساعت میں کہا۔۔

"دیکھتا ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے یہ پروجیکٹ کیسے تمھیں کامیابیوں کی
بلندی تک پہنچاتا ہے۔۔"اس نے پھر ایک عزم سے کہا اور ہاتھ میں تھامے جام
کو ٹیبل پر رکھتے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالنے لگا۔۔

وہ موبائل نکالتا آنکھیں ایک لمحے کو میچ کر منظر کو واضح کرتا موبائل پر نمبر ملا کر
کان سے لگا گیا۔۔

"جی ہادی صاحب۔۔؟"
"ساری تیاریاں ہو گئی۔۔"مقابل کی جانب سے کال ریسیو ہوتے ہی فہاد نے
اپنے غرض کا سوال کیا۔۔

"نہیں آج وہ کام کرنا ممکن نہیں، اس کے ہوٹل پر سخت سیکیورٹی ہے، ہمیں اس کام کو کرنے کے لیے تھوڑا وقت چاہیے ہو گا۔۔"

"ڈیم اٹ۔۔" فہاد نے مقابل کے جواب پر سیخ پا ہو کر کانچ کے ٹیبل پر زور سے اپنا ہاتھ پٹخا۔۔

"آخر اور کتنا وقت چاہیے تمھیں۔۔" وہ پھر چیخا۔۔

"کل تک کا وقت دے دیں ہادی !۔۔" کال پر دوسرے جانب سے آواز آئی یہ فہاد کے کارندوں کا سربراہ تھا جو اس کے کام سنبھالا کرتا تھا۔۔

"ٹھیک ہے، صرف کل! اس کے علاوہ اور وقت نہیں دوں گا۔۔ کچھ بھی کر کے کل اس کے ہوٹل تک رسائی حاصل کرنی ہے تمھیں۔۔" وہ سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"ہاں میری نظر مرکوز ہے کل ہم کامیاب ہو جائیں گے۔۔ آپ بے فکر رہیں۔۔"

مقابل نے فہاد کو اپنے لفظوں سے مطمئن کیا جس کے بعد فہاد نے کال منقطع کر کے موبائل اپنے پہلو میں صوفے پر پھینکا اور دوبارہ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر گھونٹ بھرنے لگا۔۔

"شاہ یہ خاص پراجیکٹ بنے گا تمھاری رسوائی کا باعث۔۔!" وہ ایک جنونیت سے بھرپور انداز میں خود سے گویا ہوتے گہرا مسکرایا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

ایک خوبصورت شب کے بعد دن کا آغاز ہوا سورج نے زمین کو روشنی سے جگمگا کر دن کی آمد کا پیغام ہر سو پھیلایا۔۔

یہ ہر شخص کے لیے ایک عام سی ہی صبح تھی مگر شاہ فام ہاؤس میں موجود اس خوبرو مرد کے لئے یہ صبح کوئی عام صبح ہرگز نہ ہونے والی تھی جو رات کے حسن سے آشنا ہو کر اس وقت اوندھے منہ بستر پر شرٹ لیس پڑا گہری نیند میں غرق تھا۔۔

جبکہ عالیہ گیلے بال لیے واشروم سے نکلتے اپنے محرم کو اب تک نیند میں غرق دیکھ کر نفی میں سر ہلاتی اب دیوار پر نصب گھڑی کی جانب دیکھنے لگی جس میں اب صبح کے دس بج چکے تھے جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر فکریہ تاثرات عیاں ہوئے اُسے آج سے پہلے کبھی اتنی دیر نہیں ہوئی تھی۔۔

وہ سفید ڈھیلا ڈھالا شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے بستر کے قریب پہنچی اس کے لباس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے آج پہلی بار یقیناً علی کی شرٹ پہن رکھی تھی۔۔

صبح ہو گئی ہے۔۔اٹھ جاؤ۔۔ ہمیں گھر بھی جانا ہے۔۔"وہ بستر پر اس کے سر" کے قریب آ بیٹھی اور مقابل کا برہنہ کندھا ہلا کر گویا ہوئی۔۔

عالیہ کے عمل سے بستر پر پڑے اس بھاری وجود میں کچھ حرکت ہوتی محسوس ہوئی۔۔وہ بلا آخر نیند سے بیدار ہو کر پلٹا اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے پیچھے کرتا پھر میچی گئی آنکھوں کو انگلیوں سے دبا کر منظر واضح کرتا آنکھیں آہستہ آہستہ وا کر گیا۔۔

آنکھیں کھولتے ہی وہ اپنے سامنے بستر پر بیٹھی اس حسین لڑکی کو اپنی ہی شرٹ میں دیکھ کر مسکرایا جو اس وقت اِسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

گڈ مارننگ۔۔"علی اُسی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی زوجہ کے حلیے کا جائزہ لیتا گویا" ہوا۔۔

ایسے مت دیکھو، صبح صبح فارمل آفس سوٹ یا اپنی شام کی بھاری ساڑھی تو میں" پہننے سے رہی اس لیے میں نے تمھاری وارڈروب سے یہ شرٹ نکالی۔۔"اس نے علی کی خود پر پڑتی نظروں کے جواب میں ہچکچاتے ہوئے وضاحت دی۔۔

اچھی لگ رہی ہو۔۔"وہ گردن اونچی کرتا بستر سے ٹیک لگا کر اس کا ہاتھ تھامتے" گویا ہوا۔۔

"مذاق مت اڑانا۔۔"
مقابل نے انگار نگاہیں لیے اسے خبردار کیا۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔"

"اچھا اب ہاتھ چھوڑو الریڈی تم لیٹ اٹھے ہو اوپر سے مزید وقت ضائع کر رہے ہو، ہمیں ناشتہ بھی خود بنانا ہے اور نکلنا بھی ہے یہاں سے۔۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی اسے آج کے شیڈیول سے آگاہ کرنے لگی۔۔

"میں یہاں سے اب اتنی جلدی ہر گز نہیں جاؤں گا۔۔" اس نے عالیہ کا ہاتھ پوری قوت سے اپنی جانب کھینچ کر اس کا نازک وجود خود پر گرایا۔۔

"کیا مطلب۔۔؟" وہ متعجب تھی۔۔

"آج پورا دن یہیں گزاروں گا میں تمھارے ساتھ اکیلے ہر فکر ہر پریشانی اور ہر کام سے آزاد ہو کر۔۔ کیونکہ بڑی مشکل سے مجھے یہ اتنے خوبصورت لمحے میسر آئے ہیں۔۔" وہ خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی کرتا بولا۔۔

"یہ میری زندگی کے حسین لمحات ہیں اور کل کی رات میرے زندگی کی خوبصورت راتوں میں شمار ہوتی ہے۔۔ تھینک یو سو مچ فار ایوری تھنگ۔۔" وہ مزید کہتا اس کے ماتھے پر بوسہ دے گیا جو خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔۔

"آج میں بناؤں گا تمھارے لیے بریک فاسٹ۔۔" وہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائے پھر گویا ہوا۔۔

"ریلی۔۔؟ بریک فاسٹ تم بناؤ گے۔۔؟" اس نے حیرت سے کہا اور فوراً دوبارہ اٹھ بیٹھی۔۔

"آف کورس مائی لو۔۔" وہ مسکرا کر گویا ہوا۔۔

"چلو آج تمھارے ہاتھ کا بریک فاسٹ بھی دیکھ لیتے ہیں۔۔ بٹ یہ سب تب پاسبل ہوگا جب تم اٹھ جاؤ گے۔۔ تو اس لیے اب فوراً اٹھو۔۔"

ہمم ہمم یہ سب تب پاسبل ہو گا جب تم میری کچھ شرائط پوری کرو گی۔۔"وہ" نفی میں سر ہلاتا زومعنی سا بولا اس کے لہجے میں کچھ گستاخیاں کرنے کا ارادہ پوشیدہ تھے۔۔

کیسی شرائط؟"وہ آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھولے کچھ سہمی کیونکہ وہ مقابل" کے لہجے سے اس کے ارادوں کا اندازہ لگا چکی تھی۔۔
جبکہ مقابل فوراً بنا کسی وضاحت کے اسے دوبارہ کھینچ کر اپنے ساتھ اس کا وجود بھی بلینکٹ میں چھپا کر اپنے ارادوں پر عملدرآمد کرنے لگا۔۔

سونی رائٹس-------------- --------------

صبح ہوئی تو دانیال آف وائٹ ٹی شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے آفس پہنچا اور اپنے اسسٹنٹ کے ہمراہ ورک اسپیس سے ہوتا اپنے کیبن کی جانب رواں تھا۔۔

اسسٹنٹ ہاتھ میں اس کا لیپ ٹاپ بیگ تھامے اسے آج کے شیڈیول سے آگاہ کر رہا تھا، یہ ہمیشہ ہوتا تھا کہ شاہ انڈسٹریز میں علی کی غیر موجودگی پر دانیال کی زمہ داریوں میں اضافہ ہو جایا کرتا تھا کیونکہ وہ واحد تھا جس پر علی کو سب سے زیادہ بھروسہ تھا۔۔

"بینش زیدی صاحبہ آچکی ہیں۔۔؟" شیڈیول جاننے کے بعد دانیال نے اپنے کیبن میں داخل ہوتے اسسٹنٹ سے سوال کیا۔۔

"سر وہ آج شام پہنچیں گی۔۔!" اسسٹنٹ اس کا بیگ اس کے ٹیبل پر رکھ کر مصروفانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"اچھی خبر ہے یہ !تم جاؤاوراب پہلی میٹنگ کی تیاریاں شروع کرو۔۔"

وہ اپنی آفس کی کرسی پر براجمان ہوتا اسسٹنٹ کو رخصت کرنے لگا جو دانیال کے حکم پر اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے روانہ ہوا مگر ساتھ ہی دروازے پر اس کا سامنا ارسلان سے ہوا جسے رسماً مسکراہٹ ظاہر کرتا اسسٹنٹ باہر کی جانب قدم بڑھا گیا۔۔

ارسلان جو دروازے پر کھڑا تھا دستک دے دینے لگا جسے دانیال نے پانی پیتے سنا تھا۔۔

"!آجاؤ ارسلان۔۔"

وہ اب اپنے بیگ سے لیپ ٹاپ نکالنے میں مصروف دستک کی جواب میں گویا ہوا جسے سن کر ارسلان کمرے میں داخل ہوتے قدم بڑھائے اور دانیال کے روبرو کرسی پر براجمان ہوا۔۔

سر آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔!" وہ محتاط انداز میں مدھم سا گویا" ہوا۔۔

ہاں کہو۔۔" دانیال نے اپنے لیپ ٹاپ پر نظر جمائے مصروفانہ لہجے میں کہا۔۔"

"بڑے سر آفس نہیں آئے اس لیے آپ سے بات کرنے چلا آیا میں۔۔"
ہاں وہ شاید ابھی آتے ہوں گے تم بتاؤ کوئی مسلہ ہے۔۔؟"دانیال نے نظر اٹھا" کر دو لمحوں کو ارسلان کی جانب دیکھتے کہا جس پر ارسلان نے نظریں جھکالی وہ اپنی بات کہنے سے قبل بے حد نروس تھا۔۔
ایک دو لمحے کو سوچنے کے بعد وہ اپنی پینٹ کی جیب سے تہہ شدہ ایک لفافہ نکال کر اسے ٹیبل پر دانیال کی جانب کھسکا گیا۔۔

سس۔ سر یہ۔۔ یہ میرا استعفیٰ ہے۔۔ میں یہاں مزید کام نہیں کرنا چاہتا۔۔""

اس نے تھوک نگل کر حلق تر کرتے مدھم سی آواز میں کہا جسے سنتے ہی دانیال اپنے لیپ ٹاپ پر کام چھوڑ کر ساکت سا ہوتا اسے پھر دیکھنے لگا۔۔

وٹ؟ یہ کس خوشی میں اچانک۔۔؟" دانیال پر اس کا جملہ ناگوار گزرا تھا جس" کے باعث وہ اب اپنے طنز اور غصے کا اظہار کر رہا تھا۔۔

"سس۔ سر مم۔ مجھے اچھی جگہ پر بہتر جاب کا موقع ملا ہے اس لیے۔۔"

ارسلان نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا اور نظریں چرانے کی کوشش کی اس کے لہجے سے کہیں نہ کہیں دانیال کو اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ شخص اپنے نوکری چھوڑنے کی وجہ بتانے میں کتنا جھوٹا ہے اور کتنا سچا۔۔

آر یو سیریس؟" دانیال نے سنجیدگی سے کہا مگر لہجے میں تعجب نہ تھا۔۔"

یس سر۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے جواباً کہہ کر دانیال کے لیے مزید سوالات" اٹھانے کی گنجائش ختم کر گیا۔۔

ٹھیک ہے تم ابھی جاؤ۔۔ میں فلحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔ علی آئے گا تو تمھارے" حوالے سے وہ خود بہتر فیصلہ کرے گا۔۔"

دانیال نے سرد لہجے میں کہتے اسے ابھی رخصت کرنا چاہا جبکہ ارسلان کو امید ملی کہ اس کا استعفیٰ تقریباً قبول کر لیا گیا ہے اور اب جلد اس کا دل اور جان شاہ انڈسٹریز کے چنگل سے آزاد ہونے جا رہی ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

وہ بھاری جسامت پر سبز رنگ ہالف سلیوز ٹی شرٹ پہنے اپنے فام ہاؤس کے کچن کاؤنٹر پر کھڑا جوس بنانے کے بعد فرائی پین کو آملیٹ تیار کرنے کے لیے چولھے پر رکھ گیا۔۔

سفید رنگت، براؤن داڑھی، ماتھے پر بکھرے بال، اور ہالف سلیوز میں ابھرتے اس کے مسلز، وہ پرکشش مرد سر جھکائے اپنے کام پر بھرپور توجہ کیے آج اپنی زوجہ کے لیے شیف کی سرگرمیاں سرانجام دے رہا تھا۔۔

کچن میں کچھ لمحوں بعد اس کی بیوی بھی اپنے اسی شرٹ میں ملبوس حاضر ہوئی اور دروازے کے قریب کھڑی علی شاہ کو کام میں گہری مصروفیت کے ساتھ دیکھ کر مسکرانے لگی وہ اس منظر میں محویت سے خود کھوتا محسوس کر رہی تھی۔۔

"آگئی تم۔۔؟"

علی اسے دروازے پر کھڑا ایک نظر دیکھ کر بھاری آواز میں گویا ہوتا طویل خاموشی کا اختتام کر گیا جبکہ اس کی بھاری آواز پر عالیہ بھی چونک کر حقیقی دنیا میں داخل ہوئی۔۔

علی کے جملے پر وہ کچن میں سینٹرل ٹیبل کی جانب قدم بڑھاتی اس پر موجود علی کے تیار کردہ ناشتے کے قریب پہنچی اور اس کا جائزہ لینے لگی۔۔

تو کیا بنا رہے ہو۔۔؟ ویسے تمھیں کوئی ہیلپ چاہیے؟" ہر چیز کا جائزہ لیتے وہ" سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔

ہاں بالکل چاہیے ناں ادھر آؤ۔۔"اس نے عالیہ کو مخاطب کیا اس کا لہجہ بھی" سنجیدہ تھا مگر بناوٹی۔۔

"اوکے۔۔بتاؤ کیا ہیلپ چاہیے۔۔؟"
وہ اس کے حکم پر اس کے قریب پہنچتے گویا ہوئی ہی تھی کہ اگلے لمحے علی شاہ نے اسے ہاتھ سے تھام کر اپنی جانب کھینچا اور اسکی پشت اپنی چوڑی چھاتی سے ملحق کرتے اس کا نازک وجود اپنے گھیرے میں لیا۔۔

تم میرے پاس رہو، تمھاری یہی ہیلپ کافی ہے۔۔" وہ اس کے کان کے" قریب چہرہ کیے سر گوشی نما بولا۔۔

تمھارے رومینس کے چکر میں ناشتہ جل جائے گا۔۔" عالیہ نے آملیٹ کی" جانب نظر ڈالتے جواباً کہا جو مکمل پک چکا تھا۔۔

میرے دل میں جو کل سے آگ لگا رکھی ہے تم نے اس کا کیا۔۔؟"اس نے " سر گوشی کی مگر مقابل کو اپنی گرفت سے نکلنے سے روک نہ سکا۔۔ وہ خود کو آزاد کرتی دوبارہ کچن سینٹرل ٹیبل پر موجود تیار شدہ ناشتے کو ڈائننگ ٹیبل پر رکھنے کی غرض سے بڑھی۔۔

یہ کیا ہے؟ یہ سینڈوچ بنایا ہے تم نے۔۔؟"اس نے سینٹرل ٹیبل پر ٹرے میں" ترتیب سے گرما گرم سینڈوچز کی جانب دیکھ کر کہا۔۔

ہاں یہ خاص ریسیپی ہے مجھے میرے شیف دوست نے سکھائی تھی۔۔""

آملیٹ کو فرائی پین سے پلیٹ میں اتارتا مصروفانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔ جبکہ دوسری طرف عالیہ اس کا جملہ سن کر چھری کانٹا نکالتی وہیں کھڑے اس کا بنایا شاہکار چکھنے لگی۔۔

اس نے چھری کانٹا تھامتے ہوئے آج پھر کچن کاؤنٹر پر ایک باؤل کے اندر کھیرے ٹماٹروں کے بیچ کچھ سبز مرچوں کو پایا اور شرارت سوجھی۔۔

ہمم نائس اس کا ٹیسٹ عام سینڈوچ سے ڈفرنٹ ہے، تم ٹرائی کرنا چاہو گے۔۔؟"اس نے کھانا چکھ کر تعریف کرتے اب علی سے سوال کیا۔۔

"ضرور۔۔!"

علی نے مثبت جواب دیا مگر لہجہ مصروفانہ تھا اس کی مصروفیت اور بھٹکے ہوئے دھیان سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے عالیہ نے اسے سینڈوچ کا ٹکڑا کاٹ کر سبز مرچی سمیت اس کے قریب پہنچ کر اسے بے دھیانی میں کھلایا۔۔

دو لمحے گزرے تھے کہ کھانا چاباتے اسے زبان جلنے کا احساس ہوا اور وہ اپنا کام روک کر تعجب سے آنکھیں چھوٹی کیے ذائقہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اس کی بیوی اس کے چہرے پر بدلتے تاثرات کو اپنی مسکراہٹ دبائے دیکھ رہی تھی۔۔

یہ کیا ہے اتنی مرچی تو نہیں ڈالی تھی میں نے اس میں۔۔"اس نے خود پر" برہمی اور حیرت ظاہر کرتے کہا وہ نوالہ نہ اگل پا رہا تھا نہ نگل پا رہا تھا اسی دوران عالیہ نے اپنی مٹھی کھول کر اسے سبز مرچیں دکھائی۔۔

تم نے پھر سے۔۔؟" اسے جب صورتحال کا اندازہ ہوا تو اپنے لقمے پر پچھتانے لگا اور مزید بحث میں اپنا وقت ضائع کیے اگلے لمحے کو فریج کی جانب لپکنے لگا۔۔

"""کہاں بھاگ رہے ہو میری جان۔۔؟ تمھیں تو رومینس سوجھ رہا تھا ناں۔۔ اس نے علی کو پلٹتے دیکھ فوراً اسے بھاری کلائیوں سے تھام کر روکا۔۔

"آخر کیا دشمنی ہے تمھیں مجھ سے۔۔؟" وہ گہری سانسیں کھینچتے اپنی منہ کی جلن کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتا بولا اس کا حسین سفید چہرہ اب سرخ پڑ چکا تھا لیکن اس کے روبرو موجود اِس سفاک لڑکی کو اُس پر زرہ برابر رحم نہ آرہا تھا۔۔

"دشمنی کیسی۔۔؟ محبت میں اتنا بھی برداشت نہیں کر سکتے میرے لیے۔۔" وہ بناوٹی میٹھے انداز میں بولی۔۔

تم جانتی ہو میں مرچی نہیں کھاتا۔۔"اس نے برہمی سے کہا اس کی آنکھوں میں ہلکی نمی ظاہر ہوئی لب بھی سرخ پڑ چکے تھے۔۔

"جانتی ہوں اسی لیے تو دی ہے۔۔یہ لو۔۔"
وہ اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد ظلم کی تسکین حاصل کرنے کے بعد چینی کی برنی اُسے تھماتی اسے کے ہاتھوں کو آزاد کر گئی جبکہ مقابل اپنا اذیت ناک لقمہ نگل چلا تھا۔۔

سمجھو کہ یہ میرا تم سے اپنی محبت جتانے کا ایک انداز ہے۔۔"عالیہ نے ہاتھ باندھ کر اپنی فتح پر فخریہ انداز سے کہا۔۔

"بہت واحیات انداز ہے، تم نے دل کے ساتھ زبان بھی جلادی میری۔۔"
وہ چینی کھا کر برنی کاؤنٹر پر پٹختا انگار نگاہیں اس پر ٹکائے گویا ہوا وہ دوبارہ اس صنف نازک پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے کے لیے اس لمحے بے انتہا ضبط جمع کر رہا

تھا مگر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ جتنا مقابل کے قریب آئے گا اُسے اِسی طرح کی انوکھی سزائیں بھی سہنی پڑیں گی۔۔ کیونکہ اس کا مقابلہ بھی کسی عام لڑکی سے نہ تھا وہ عالیہ شاہ تھی جو بظاہر نازک سہی مگر سامنے والے کو بھی چنے چبوا دیتی ہے۔۔

یہ بہت چلتی ہے ناں اس لیے۔۔!" وہ سینٹرل ٹیبل سے ناشتہ لیتی باورچی" خانے سے روانہ ہوئی جسے نکلتا دیکھ کر بچی کچی اشیاء علی اٹھاتا اس کے تعاقب میں ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔

وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر پہنچے اور تمام چیزوں کو ترتیب سے رکھنے لگے۔۔
ساری چیزیں ترتیب سے رکھنے کے بعد اس نے عالیہ کا بازو تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

آگر زبان چلتی بھی ہے تو تمھارے ہی قصیدے پڑتی ہے، کبھی اِسے محبت میں "
شرک کرتے نہیں پایا ہو گا تم نے۔۔ تو یوں بلاوجہ سزا دینا۔۔ ناانصافی ہے۔۔ "
وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

شرک کے محض خیال پر بھی تم اپنی جان سے جاؤ گے مسٹر شاہ۔۔ "اس نے "
مقابل کو سرد اور دھمکی آمیز لہجے میں دوٹوک جواب دیا اس کا لہجہ دیکھ کر بلا آخر
علی اپنی سنجیدگی کو خیر باد کہتا مسکرایا۔۔

کاش کہ میں بھی کچھ ایسا کہہ پاتا تمھارے لیے۔۔ " علی نے فوراً کہا اور اپنے "
کرسی پر براجمان ہونے کے لیے پلٹا۔۔

کہنے کی ضرورت نہیں ہے آگر میری ذات کو میں نے شرک کا مرتکب پایا تو "
"خود کو خود ختم کر دوں گی۔۔

مقابل کا لہجہ اب بھی سرد تھا جس کا یہ جملہ سن کر وہ ساکت سا ہوتا اگلے لمحے کو دوبارہ عالیہ کی جانب چہرہ کیے پلٹا۔۔

"تمھارے متعلق مجھے شرک کا خوف نہیں ہے۔۔کسی ایک غلط فہمی سے دور ہو جانے کا خوف ہے۔۔یہ خوف ہمیشہ اب میرے ساتھ رہتا ہے۔۔" علی نے جواباً کہا اس کا لہجہ بھی سرد پڑ چکا تھا۔۔

"تمھیں نظر بھر کر دیکھتا ہوں تو یہ خوف میری آنکھوں کے سامنے لہرا کر میری محبت کو ماند کر دیتا ہے، تم نے اپنے معاملے میں بزدل بنا دیا ہے مجھے۔۔" اس نے اپنی زوجہ کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر کہا اس کے انداز میں اس کے لفظوں کی حقیقت ظاہر تھی۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا اب۔۔ہر حقیقت سے واقف ہوں۔۔کوئی نادانی نہیں کروں گی۔۔تم سے دور ہونا اب میرے لیے پاسبل نہیں ہے۔۔"

اپنے چہرے پر رکھے اس کے ہاتھوں کو تھام کر وہ اسے یقین دلاتی گویا ہوئی جو خوف بھرے الفاظ مقابل نے کہے تھے وہ کیفیت اب عالیہ کے چہرے پر عیاں تھی اسے اپنے محرم کے کھونے کا خوف محسوس ہوا یہ خوف اس کی آنکھوں میں اتری نمی کا باعث بنا۔۔

اس کی محبت کی شدت اس کی آنکھوں میں چھلکنے لگی تھی۔۔ وہ واقعی اپنے روبرو موجود اس شخص سے پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگی تھی۔۔ اس کی لفظوں کی گہرائی اور چہرے کی کیفیت کو وہ بہت دھیان سے محسوس کر رہا تھا۔۔

"امی کے جانے کے بعد بہت خالی ہو چکی ہوں میں۔۔ تمھارے سوا میرے پاس اب کچھ نہیں بچا۔۔ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تو ختم ہو جاؤں گی۔۔"

وہ مزید بولی اور اپنا ضبط کھو کر اپنا جملہ مکمل کرتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک کر اس کے خوبصورت رخسار پر گر پڑے۔۔

"تم سے میری سانسوں کی روانی وابستہ ہے۔۔ تم میرے لیے سب کچھ ہو، میں تمہیں کبھی بھی خالی نہیں ہونے دوں گا۔۔"

وہ اپنے انگوٹھے سے اس کے رخسار پر بہتے آنسو صاف کرتا اسے تسلی اور تحفظ کا احساس دلانے کے لیے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

"سازشوں سے اچھی طرح واقف ہوں میں۔۔ ہماری زندگی جتنی آسان لگتی ہے اتنی ہے نہیں۔۔ مگر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہم کسی بھی سازش میں آ کر ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے بس تمھیں مجھ پر بھروسہ رکھنا ہو گا۔۔"

وہ اسکے وجود کے گرد اپنے بھاری ہاتھوں کا حصار باندھے اس کے سر پر بوسہ دیتے ایک یقین سے گویا ہوا جس پر عالیہ نے بھی مدھم سا سر اثبات میں ہلایا۔۔

وہ دونوں ان چند گھنٹوں میں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزار کر اپنی محبت اور اپنے بھروسے کو ایک دوسرے کے دلوں میں مزید پختہ کر گئے تھے لیکن کیا

واقعی ان کی محبت اب چٹان جیسے فہاد کا مقابلہ اور اس کا سامنا کرنے کو تیار تھی۔۔ کیا واقعی اس کی سازشیں اب ان دونوں کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکنے والی تھی یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شام کے سائے ڈھل رہے تھے، اور ارسلان اپنے ایک کمرے کے مکان کے چھوٹے سے صحن میں چارپائی پر والدہ کی گود میں سر رکھے اداس نظروں سے آسمان پر ڈھلتی تاریکی دیکھ رہا تھا۔۔
اس نے اپنی محبت کو، آج اس شام کے ڈھلتے ساتھ ہی اختتام پذیر کر دیا تھا۔۔ وہ محبت جو آغاز سے قبل ہی اس کی نظر میں آج اپنے انجام کو پہنچی تھی۔۔

اس نے عام سوچ کے تحت خود کا اور سارہ کا موازنہ کیا تھا، سارہ کی مالی حیثیت دیکھ کر، اس نے اپنی محبت کو الٹے قدموں لوٹا دیا کیونکہ وہ ایک غریب گھرانے

سے تعلق رکھتا تھا، اس کے نزدیک، ایسی اونچی جگہ دل لگانا اسے زیب نہیں دیتا تھا۔۔

مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے خود کی اصل قیمت اس ظاہری دولت سے کہیں زیادہ تھی، وہ کئی امیر لوگوں سے لاکھ درجے بہتر تھا کیونکہ اس کا دل سونے جیسا تھا، اس کا کردار کھرا تھا، اور اس کی ایمانداری و اخلاق وہ خوبیاں تھیں جو دنیا کی کوئی دولت خرید نہیں سکتی۔۔

"تُو اتنا خاموش کیوں ہے۔۔؟"
والدہ اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی بلاآخر اس کی چپّی پر سوال اٹھا گئی۔۔

اس چھوٹے سے گھر میں وہ ماں بیٹا اکیلے رہتے تھے سلمہ بیگم کی ارسلان کے علاؤہ کوئی دوسری اولاد نہیں تھی اور شوہر بھی بیماری کی زد میں آکر دنیا سے رخصت ہو چکا تھا تب سے سلمہ بیگم کی کل دنیا اس کی یہ واحد اولاد تھی۔۔

ارسلان بھی والدین کی اکلوتی اور لاڈلی اولاد ہونے کے سبب زندگی کی سختیوں سے ناآشنا تھا کیونکہ سختیاں جھیلنے والے اس کے والدین ہر طوفان کا سامنا خود کرتے اپنے بچے کو گرم ہوا لگنے سے بھی محفوظ رکھتے تھے۔۔اسی سبب وہ سہما سہما، بزدل سا، خوف زدہ رہتا تھا، یہ تمام خصوصیات سمیت کم گوئی اس کی شخصیت میں رچ بس گئی تھی۔۔وہ باصلاحیت تھا مگر اس میں کانفیڈنس کی کمی تھی۔۔

"اماں میں نے نوکری چھوڑ دی ہے۔۔!" وہ آسمان کی جانب دیکھتا والدہ سے سرد لہجے میں گویا ہوا جسے سن کر والدہ بھی تعجب میں پڑ گئیں۔۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو ارسلان۔۔تُو نے نوکری کیوں چھوڑی کیا کوئی وہاں بھی تنگ کر رہا تھا۔۔؟"

"اماں مجھے باس نے ان کی چھوٹی بہن کے ساتھ پراجیکٹ پر کام کرنے کے لگایا تھا۔۔ باس کی بہن سے میری اچھی دوستی بھی ہو گئی تھی مگر آفس میں لوگوں کی نظریں مجھے چبھ رہی تھیں وہ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔۔"
اس نے والدہ کے سوال پر وضاحت دی۔۔

"تو تجھے اپنے سر سے ان ہی شکایت لگانی چاہیے تھی ناں۔۔"

"اماں تُو تو جانتی ہے گھوم پھر کر زمہ داری مجھ پر یا اس لڑکی پر آتی، قصور وار ہمیں ہی ٹھہرایا جاتا۔۔ باس کی بہن کے کردار پر بھی بات آتی اس لیے میں نے اس کمپنی سے الگ ہونا ہی بہتر سمجھا۔۔"

ٹھیک ہے جو کیا ٹھیک کیا میری جان۔۔ فکر نہ کر۔۔ میرا شہزادہ تو بہت پڑھا لکھا" ہے کہیں اور اس سے بہتر نوکری مل جائے گی۔۔" والدہ نے اس کے سرد لہجے اور افسردہ تاثرات پر اسے حوصلہ دیتے کہا۔۔

جی اماں تم نے ابھی مغرب کی نماز میں میرے لیے دعا تو کی ہو گی ناں۔۔!"" اس نے نگاہیں والدہ کے چہرے پر ٹکاتے سوال کیا۔۔

میں تو ہمیشہ تیرے لیے دعا کرتی ہوں میری جان تیرے لیے نہیں کروں گی تو" "کس کے لیے کروں گی۔۔

اماں میں نے کچھ پیسے جمع کیے تھے جب تک نئی جگہ نوکری نہیں مل جاتی وہ" "پیسے گھر کے خرچ میں استعمال کرنا۔۔

انشاءاللہ تجھے جلد نوکری ملے گی تو نے سر کی بہن کا بھلا چاہا رب تیرا بھلا کرے " گا۔۔" والدہ نے جواباً کہا۔۔

انشاءاللہ۔۔اماں ایک کپ اچھی سی چائے پلا دے۔۔" وہ والدہ کو بھیج کر کچھ " لمحے کو اکیلا رہنا چاہتا تھا۔۔

"ہاں میں لاتی ہوں میرے شہزادے۔۔"
والدہ نے محبت سے سرشار نظروں سے اسے دیکھ کر اس پر چہرہ جھکاتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اپنی گود سے اس کا سر اٹھا کر تکیے پر رکھتے خود باورچی خانے کی جانب روانہ ہوئی۔۔

ارسلان نے والدہ کے جاتے ہی اپنے ضبط کو خیر باد کہا اور نم آنکھوں سے بلاآخر آنسو بہہ کر کنپٹی سے ہوتے ہوئے تکیے کو نم کرنے لگے۔۔اسکی محبت کا دکھ تو اس

قدر گہرا نہ تھا مگر اپنی محرومی، اکیلے پن اور اس نوکری کے چلے جانے کا دکھ اُس کے لیے سب سے زیادہ بھاری تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام مکمل ڈھل چکی تھی اور وہ دونوں اپنے کل کے آفس سوٹ میں ملبوس ایک دن گھر سے باہر گزارنے کے بعد شاہ مینشن پہنچے۔۔
گھر کے کارپورچ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہاں سے نکل کر لاؤنج کے دروازے سے برآمد ہوئے جہاں لاؤنج میں کھڑی شبانہ بیگم علی شاہ کی اپنی زوجہ کے ہمراہ آمد پر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

آ گئے تم لوگ۔۔" شبانہ بیگم انہیں دیکھ کر ان کی جانب بڑھتی خوشگوار لہجے" میں گویا ہوئی۔۔
جی امی السلام و علیکم۔۔" عالیہ نے مؤدبانہ لہجے میں شبانہ بیگم کو مخاطب کیا۔۔"

"!وعلیکم السلام میری جان، کیسی رہی بزنس ٹرپ۔۔"

وہ عالیہ کی محبت پر دل وجان نچھاور کرتی اس کا چہرہ ہاتھ میں لیے گویا ہوئی شبانہ بیگم کے اس سوال پر علی نے عنابی لبوں تلے مسکراہٹ دبا کر عالیہ کی جانب دیکھا۔۔

اچھی تھی۔۔"اس نے رسماً مسکرا کر مختصر سا کہا تاکہ یہ موضوع ختم ہوسکے جبکہ" علی اب بھی اپنی زوجہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

بہت شاندار اور کامیاب بھی رہی۔۔" علی نے فوراً والدہ کی جانب دیکھ کر زو" معنی انداز میں کہا جسکا مطلب صرف عالیہ سمجھ پائی تھی اور نگاہوں کا رخ علی کے جملے پر اسکی جانب پھیر گئی۔۔

"شکر ہے، یہ بہت خوشی کی بات ہے۔۔!" والدہ نے خوشگوار لہجے میں کہا جس پر وہ دونوں اثبات میں سر ہلانے لگے اسی دوران ملازمہ عشرت سیڑھیوں سے اترتی ہاتھ میں کافی کے مگ کا ٹرے تھامے شبانہ بیگم تک پہنچی۔۔

"بڑی بیگم صاحبہ، سارہ باجی کمرے کا دروازہ نہیں کھول رہیں۔۔" ملازمہ عشرت شبانہ بیگم سے مایوس کن فکریہ لہجے میں گویا ہوتی ان تینوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی۔۔

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں، تم یہ کچن میں رکھ دو میں آتی ہوں۔۔" شبانہ بیگم نے اسے کافی کا مگ باورچی خانے میں رکھنے کا اشارہ کیا جس پر ملازمہ اثبات میں سر ہلاتے روانہ ہوئی مگر اس صورتحال سے علی کے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں۔۔

کیوں نہیں کھول رہی؟ کیا ہوا ہے آخر۔۔؟" علی ماتھے پر بل ڈالے والدہ کو" مخاطب کرتے سوالیہ گویا ہوا جبکہ عالیہ کے چہرے پر بھی تعجب سے بھرے تاثرات ظاہر تھے۔۔

پتا نہیں موڈ خراب ہے اس کا، آفس سے بھی جلدی آگئی تھی گھر۔۔"شبانہ" بیگم نے سرد لہجے میں جواباً کہا۔۔

تو میں بات کر کے پوچھتا ہوں ناں۔۔" علی نے قدم بڑھاتے کہا ہی تھا کہ" والدہ نے اس کا بھاری بازو تھام کر اسے روکا۔۔

بیٹا ابھی اسے اکیلا رہنے دو، تم دونوں بھی فلحال آرام کرو، رات کے کھانے پر" پوچھ لیں گے۔۔"شبانہ بیگم نے علی کو مخاطب کرتے اس کا ارادہ پل میں تبدیل کروادیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ چلو عالیہ۔۔" وہ والدہ کی ہدایت پر اثبات میں سر ہلاتے گویا ہو کر" زوجہ کے ہمراہ اپنے کمرے کی جانب روانہ ہوا۔۔

رات کا وقت ہونے کو تھا۔۔ وہ رات کے آرام دہ لباس پہنے ہاتھ میں دو کپ چائے کا ٹرے لیے اسٹڈی روم میں حاضر ہوئی انہیں فام ہاؤس سے گھر پہنچے صرف ایک گھنٹہ گزرا تھا۔۔

سفید لباس میں ڈھیلا جوڑا باندھے وہ کمرے میں داخل ہو کر ٹرے ٹیبل پر رکھتی خود صوفے پر پاؤ باندھے براجمان ہوئی اس نے علی کو ہلکے نیلے شلوار قمیض میں ملبوس راکنگ چیئر پر براجمان بے حد مطمئن محسوس کیا جو اس وقت سر جھکائے موبائل پر کچھ ای میلز پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

اس نے چائے کا ایک کپ اٹھا کر ٹرے میں شکر سی بھری کٹوری سے دو چمچ شکر اس کے کپ میں ڈالتے اس میں چمچہ ہلانے لگی جبکہ مقابل نے اس کی آمد پر کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔۔

تمھیں کیا لگتا ہے سارہ اس طرح کا ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو گی۔۔؟" کچھ " لمحے خاموشی کے بعد اس نے گہرے فکریہ لہجے میں سوال کیا۔۔

پتا نہیں، یہاں آئے دن ہی کچھ نہ کچھ چلتا رہتا ہے۔۔" مقابل نے مصروفانہ " لہجے میں بے دھیانی سے کہا۔۔

مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے آخر کیا ہوا ہو گا۔۔" وہ دوبارہ اسی لہجے میں بولی۔۔" اور کپ اس کے سامنے ٹیبل پر رکھنے لگی۔۔

ابھی ابھی اتنا اچھا وقت گزار کر آئیں ہیں ہم، میں نہیں چاہتا کہ خود کو کسی "

پریشانی میں مبتلا کرو۔۔ بات کر لوں گا میں اُس سے۔۔ ٹھیک ہو جائے گی وہ۔۔

"کوئی اتنا بڑا ایشو نہیں ہو گا۔۔

اس نے عالیہ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر نظر جھکائے اب بھی اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ عالیہ نے بھی محض اثبات میں سر ہلایا اسی دوران علی کا ہاتھ میں موجود فون بجا اور اسکرین پر دانیال کا نام چمکا جسے دیکھتے ہی علی نے کال ریسیو کی اور موبائل کان سے لگایا۔۔

ہیلو۔۔ ہاں دانیال۔۔؟" وہ نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا جبکہ عالیہ اپنے کپ "
سے گھونٹ بھرتے اسے تعجب سے دیکھنے لگی۔۔

تم آفس نہیں آئے اس لیے کال کی۔۔" دانیال نے جواباً کہا۔۔"

"میں ذرا مصروف تھا، تم بتاؤ۔۔؟"

بینش آچکی ہیں۔۔"دانیال نے اس کے سوال پر پھر جواب دیا۔۔"

ٹھیک ہے، کل آفس آؤں گا تو ملاقات کروں گا میں۔۔اچھا کیا کہ مجھے بروقت "انفارم کر دیا تم نے۔۔"

علی نے اپنا کپ اٹھاتے خود بھی اس سے گھونٹ بھر کر دانیال کو فون پر مخاطب کیا مگر دانیال کے لہجے میں بھی اسے کچھ پریشانی محسوس ہوئی۔۔

میرے پاس ایک اور خبر بھی ہے۔۔ بری خبر۔۔!!"دانیال نے محتاط سے سرد" لہجے کا انتخاب کیا۔۔

اس کے جملے پر علی نے مدھم سا نفی میں سر ہلایا، اسے جو اندازہ تھا دانیال کے لہجے سے متعلق وہ بالکل درست تھا۔۔اسے بیزاری سی ہوئی کہ فام ہاؤس میں سکون کے لمحات گزارنے کے بعد گھر آتے ہی ہر جگہ مختلف نوعیت کے مسائل اس کے منتظر تھے۔۔

"کیا خبر ہے۔۔؟"اس نے کپ دوبارہ رکھ کر سرد لہجے میں دانیال سے پوچھا۔۔

"ارسلان نے نوکری چھوڑ دی ہے! آج صبح ہی اپنا استعفیٰ دے کر گیا ہے مجھے۔۔"

"کیا؟ارسلان اور استعفیٰ؟ مگر کیوں؟"وہ دانیال کی خبر پر بے حد حیران تھا اس کے چہرے پر بدلتے تاثرات اس کی بیوی بھی دیکھ رہی تھی۔۔

"پتا نہیں،اس کا کہنا تھا کہ اُسے کہیں اور اچھی نوکری مل گئی ہے مگر مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔۔"

دانیال نے تفصیل دی جسے علی ماتھے پر بل ڈالے بغور اور خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

"علی وہ ہمارے لیے بہت امپورٹنٹ بندا ہے، اسے تمھارے کیس کے متعلق ساری خفیہ انفارمیشن بھی حاصل ہے، تمھیں کچھ کرنا ہو گا۔۔"

اس نے مزید کہا لیکن اس کی بات پر علی نے کوئی ردعمل نہ دیا وہ گہری سوچ میں محو ہوا۔۔

"اس جیسے دوسرے باصلاحیت ہیکر کو ڈھونڈنا ناممکن ہے، یہ شخص ہمیں زاہد حقانی کے کچھے چٹھے تک بھی پہنچا سکتا ہے۔۔ تم سن رہے ہو ناں۔۔؟" دانیال نے اسے مخاطب کرتے اسکی توجہ حاصل کرنے کی کوشش میں کہا۔۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔۔ تم پہلے اس کی نوکری چھوڑنے کی اصل وجہ کا پتا لگاؤ، ہم اُسے ایسے جانے نہیں دے سکتے۔۔" وہ فوراً متوجہ ہوا اور اسے ہدایت دینے لگا۔۔

"اوکے میں پتا کر کے بتاتا ہوں۔۔"

اس نے دانیال کے جواب پر بیزاری سے اپنا فون ٹیبل پر پھینکا۔۔

"تم اپنا موڈ کیوں خراب کر رہے ہو۔۔؟" عالیہ نے اس کی فون پر گفتگو کے اختتام پر سوال کیا۔۔

"بس یہاں قدم رکھ دیا ہے، اب یہی چلتا رہے گا، اسی لیے میں یہاں جلدی نہیں آنا چاہ رہا تھا۔۔" اس کا لہجہ کچھ تلخ تھا اس نے گہری سانس کھینچتے، خود کو پر سکون کرنا چاہا۔۔

"کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟"
"ارسلان صاحب نے نوکری چھوڑ دی ہے۔۔" اس نے عالیہ کی جانب دیکھ کر جواباً طنز اور تلخی سے کہا۔۔

"کون ارسلان؟" عالیہ نے سوال کیا۔۔

"افففف۔۔!" وہ بیزار سا مزید الجھن میں مبتلا ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو کر اسٹڈی روم سے روانہ ہونے لگا۔۔

"آرے کہاں جا رہے ہو۔۔؟"
وہ متعجب تھی کہ اتنا اہم کون ہو سکتا ہے جس کے ذکر پر مقابل کا لہجہ ہی بدل گیا۔۔

"آتا ہوں کچھ ضروری کال کرنی ہے۔۔" علی نے اسے مطمئن کیا اور اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات ہوئی آج شاہ مینشن میں رات کے کھانے پر تمام افراد موجود تھے مگر سارہ ان میں موجود نہیں تھی جس کی کمی شاہ محسوس کرتے اپنی بیگم سے اس متعلق سوال کرنے لگے اس سوال پر علی نے بلا آخر سارہ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے اس کے کمرے کا رُخ کیا۔۔

۔

۔

"میں نے کہا ناں مجھے اس وقت کسی سے بات نہیں کرنی۔۔" اس نے دروازے پر پہنچ کر دستک دی جس کے جواب میں ایک سخت لہجے اور بلند آواز میں ادا کیا گیا جملہ علی کا منتظر تھا۔۔

"دروازے کھولو سارہ، میں ہوں۔۔!" اس نے بھاری آواز اور نہایت سنجیدگی میں ایک رعب سے کہا جسکا جملہ دروازے کے اس پار کمرے میں صوفے بیٹھی روندی سی شکل لیے سارہ سن کر یک دم چونکی۔۔

اس نے فوراً اٹھ کر دروازے کا رخ کیا اور اسے کھول کر اپنے روبرو اُس چوڑی جسامت والے پر وجاہ مرد کو شلوار قمیض میں ملبوس چہرے پر سرد تاثر لیے پایا۔۔

وہ دروازہ کھول کر علی کو اندر آنے کا کہے بغیر روانہ ہوئی اور صوفے پر دوبارہ خود کو گرا گئی۔۔

"کیا بات ہے؟ موڈ کیوں آف ہے تمھارا۔۔؟" علی نے کمرے میں داخل ہو کر سوال کیا مگر وہ نظریں جھکائے زمین کی جانب دیکھتی خاموش تھی۔۔

"اب میں آگیا ہوں، مجھے بتاؤ جو بھی مسلہ ہے حل کر دوں گا۔۔" وہ اس کے قریب کچھ فاصلے سے صوفے پر براجمان ہوتا اسے تسلی دیتا پھر بولا۔۔

"مسلہ بھی تو آپ نے ہی کھڑا کیا ہے۔۔!!" وہ مدھم اور افسردہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"وٹ؟میں یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی مسلے کھڑے کر دیتا ہوں۔۔؟" علی نے اس کے جملے پر تعجب سے آنکھیں چھوٹی کرتے خود سے شریر انداز میں ہم کلامی کی کیونکہ وہ کل سے عالیہ کے ساتھ فام ہاؤس میں تھا اور سارہ کی بات سمجھنے سے بھی قاصر تھا۔۔

"آپ نے ارسل کو نوکری سے کیوں نکالا ہاں۔۔؟" وہ نظریں اٹھائے اب بلا آخر اپنا مدعا بیان کرتی سخت لہجے میں بولی۔۔

"ارسل؟" وہ پھر متعجب ہوا کہ اسے علم ہی نہیں اور اس نام کا شخص بھی اس کی کمپنی میں کام کرتا تھا؟

آپ جانتے ہیں کسی اور کے ساتھ اب میرا کام کرنا تقریباً ناممکن ہے کوئی" میرے معیار پر نہیں اتارتا کسی کے کام کے معیار پر میں نہیں اترتی۔۔"اس نے علی کے تعجب کو نظرانداز کرتے مزید وضاحت دی۔۔

اتنا اچھا کام کرتا تھا کسی کو اُس سے کوئی شکایت نہیں تھی تو آپ نے اُسے کیوں" نکالا؟اب وہ فون بھی نہیں اٹھا رہا ناراض ہے۔۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے "۔۔

وہ لہجے میں شدت کی برہمی لیے پھر بولی۔۔اسکا تمام جملہ سننے کے بعد علی کو اندازہ ہوا کہ محترمہ اُسی ارسلان کی بات کر رہی ہیں جس کے ذکر پر علی کے خود کا مزاج بھی کچھ دیر قبل بگڑا تھا۔۔

"کیا وجہ تھی؟آپ مجھے بتائیں کیوں نکالا آپ نے۔۔"
علی انہی سابقہ سوچوں میں تھا کہ اس کی مسلسل خاموشی سے وہ سیخ پا ہوتی سخت لہجے میں پھر گویا ہو کر علی کو چونکا گئی۔۔

"آرے آرے میرا بچہ میری بات تو سن لو۔۔ تم ارسلان کی بات کر رہی ہو اُسے میں نے نوکری سے نہیں نکالا ! وہ خود ریزگنیشن لیٹر دانیال کو دے کر گیا ہے آج صبح۔۔"

علی نے اسے ٹھنڈے لہجے میں وضاحت پیش کرتے ہوئے اس کے جھاگ کی مانند ابھرتے غصّے کو پل بھر میں بٹھا دیا۔۔

""بھائی آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا کوئی کنفیوژن ہوئی ہو گی۔۔"

علی کا جملہ سنتے اسے اپنے سماعتوں پر یقین نہ آیا تو وہ چہرے پر بے یقینی سے تاثرات لیے بولی۔۔

"کوئی کنفیوژن نہیں ہے ابھی میری ڈینی سے بات ہوئی اس نے سب کچھ بتا دیا مجھے۔۔"

مگر بھائی اچانک وہ اتنی اچھی نوکری کیوں چھوڑے گا۔۔؟" وہ حیرت زدہ" تھی۔۔

ارسلان کا کہنا ہے کہ اسے بہتر جگہ نوکری مل گئی اس لیے اس نے استعفیٰ" "دیا۔۔
علی نے اسے پھر دانیال کی بتائی ہوئی وضاحت پیش کی جسے سن کر سارہ کا حیرت سے بھرپور چہرہ اب مرجھا گیا۔۔

مگر۔۔ تم پریشان مت ہوں وہ جلد واپس آجائے گا۔۔" وہ سارہ کے تاثرات" دیکھ کر اس کے گال پر ہاتھ تھپتھپاتے اسے مطمئن کرنے لگا۔۔

"اپنا موڈ ٹھیک کرو اور چلو میرے ساتھ، بابا کھانے پر بلا رہے ہیں تمھیں۔۔" وہ سارہ کو آمادہ کرنے کے لیے پھر گویا ہوا جس پر وہ مدھم سا اثبات میں سر ہلاتی رضامند ہوگئی مگر اس کے دل میں کئی سوالات نے جنم لیا جبکہ افسردگی اپنی جگہ

ٹس سے مس نہ ہوئی بس اسے سارہ نے خود تک محدود کرتے چہرے سے غائب کر دیا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آگلے دن کی سہ پہر ہو چکی تھی عارض ہاتھ پر سلنگ پلاسٹر چڑھائے سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس کیفے میں کرسی پر اکیلا بیٹھا نگاہوں کو داخلی دروازے پر مرکوز رکھے ہوئے شدت سے اس کی آمد کا منتظر تھا۔۔

وہ جینز کی پینٹ کے ساتھ فل آستینوں والی آف وائٹ سلک شرٹ پہنے کھلے بال اور ہلکے میک اپ کے ساتھ حاضر ہوئی جسے دیکھتے ہی عارض نگاہوں میں مسرت کی چمک لیے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

فائنلی آگئی تم۔۔!" وہ آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتے خوشگوار لہجے میں گویا" ہوا۔۔

تمھیں یوں ٹھیک دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔" وہ جواباً بولی جبکہ عارض نے اس کی" کرسی ایک ہاتھ سے کھسکاتے اسے بٹھانے کے بعد خود بھی اس کے روبرو اپنی کرسی پر براجمان ہوا۔۔

تمھیں بہت مس کر رہا تھا میں۔۔" وہ میشل کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔"

آچھا؟ مگر میں نے تو تمھیں ذرا بھی مس نہیں کیا بہت بزی تھی ناں میں۔۔"

"فارغ آدمی۔۔

میشل نے مسکرا کر ایک انداز سے کہا وہ نہ جانتی تھی کہ اس کا ہر انداز اور یوں مسکرانا مقابل کے دل میں کیسا طلاطم برپا کرنے کو ہے۔۔

ہر اس مصروفیت سے مجھے شدت کی عداوت ہے جس نے تمھیں میرا خیال" تک آنے نہ دیا۔۔" وہ پلک جھپکائے بنا اس کی آنکھوں میں دیکھتا گھری سنجید گی سے جواباً بولا۔۔

"ہمم تو تمھیں سچ مچ لگتا ہے کہ مجھے تمھارا خیال نہیں آیا ہو گا۔۔؟"

نہیں۔۔!"میشل نے اس سے سوال کیا ہی تھا کہ مقابل کی حماقتیں بڑھیں" اس نے ٹیبل تلے اپنے جوتے میں مقید پیر کا سرا میشل کے ہیل میں مقید پیر سے مس کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے خمار سے چور لہجے میں ایک لفظ ادا کر گیا۔۔

حد میں رہو اپنی! کیا کر رہے ہو۔۔؟" وہ اس کی حرکت پر ششدر رہوتی اپنا پیر" الگ کر گئی اور ہاتھ کھینچنے کی کوشش کرتے گویا ہوئی مگر ہاتھ آزاد نہ کر سکی۔۔

تمھیں اس مریض کی تھوڑی تیمارداری کرنی چاہیے۔۔"اس نے ذو معنٰی انداز" میں کہا۔۔

"ایسی تیمارداری کروں گی کہ زندگی بھر یاد رکھو گے۔۔"
اس نے مقابل کو شوخ انداز میں جواب دیتے اپنا ہاتھ کھینچ کر آزاد کیا اس دوران عارض کا ٹیبل پر پڑا فون بجتے اسے اپنی جانب متوجہ کر گیا۔۔

وہ فون پر عالیہ کی جانب سے آتی کال دیکھ کر مجبوراً اسے ریسیو کرنے کے لیے اٹھا گیا۔۔

"ہیلو۔۔"
کہاں ہو تم۔۔؟"وہ آفس میں اپنی سربراہی کرسی پر براجمان تھی عارض سے" سوال کر گئی جس کے نتیجے میں وہ کچھ سوچ میں پڑ گیا۔۔

"وہ میں۔۔اصل میں۔۔"

"کون ہے؟اُسے کہہ دو کہ تم میرے ساتھ ہو۔۔"

اس سے قبل کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا میشل نے اسے مخاطب کیا یہ آواز فون پر دوسری جانب موجود عالیہ نے بھی سنی تو اس کے چہرے پر تاثرات سرد پڑے۔۔

اس کے پیرنٹس تمھیں پسند کرتے ہیں تم پر یقین رکھتے ہیں میں انہیں میشل "))
کی وجہ سے کچھ خاص پسند نہیں ہوں، تم بات کر کے مناؤ انہیں میشل کی گارنٹی
"!لے کر قائل کرو۔۔

وہ عارض کی پسند ہے اس سے آگے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، عارض نے بھی مجھے "
تم سے دوبارہ ملوانے میں بہت مدد کی، میں اس احسان کا بدلہ تو نہیں چکا سکتا لیکن
(("اس کے لیے اب مجھ سے جتنا ہو گا کروں گا۔۔

عارض نے مدھم سا اثبات میں سر ہلایا اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ میشل کی آواز عالیہ تک پہنچ چکی ہے اس لیے مزید کسی وضاحت سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا جبکہ دوسری طرف عالیہ کو اپنے شوہر الفاظ یاد آئے جس سے اسے اندازہ ہوا کہ عارض واقعی میشل میں دلچسپی رکھتا ہے۔۔

"ہمم ہمم۔۔آپ نے کال کی تھی۔۔؟" وہ عالیہ کی خاموشی پر گلا کھنگالتے سہم کر بولا اور عالیہ کو خیالات کے بھنور سے باہر نکال گیا۔۔

"ہاں۔۔جو پراجیکٹ تم ہیڈ کر رہے ہو اس کی فائنانس فائل میں نے سائن کر کے تمھیں دی تھی اب وہ کہاں ہے۔۔؟" اس نے مدعے پر آتے سوال کیا۔۔

"اچھا وہ۔۔وہ میں اپنے اسسٹنٹ کو کہہ دوں گا آپ کو ابھی لا دے گا میں ذرا آفس سے باہر ہوں اس وقت۔۔"

ہاں اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔۔ چلو آج شام سے پہلے بھجوا دینا۔۔" عالیہ نے جواباً" کہا اور گفتگو مختصر کی۔۔

جی جی ضرور۔۔" وہ گویا ہوا اور کال منقطع کرتے اس نے ایک گہری سانس" لی۔۔

یہ کال عارض کی منزل میں آسانی یا دشواری کا باعث بننے جا رہی تھی اس کا علم کسی کو نہ تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھلنے کو تھی۔۔ شاہ انڈسٹریز کا چیئر مین علی فیصل شاہ چوڑی جسامت پر سفید شرٹ کے ساتھ گہرے نیلے رنگ کا بلیزر کوٹ اور اُسی سے ہم رنگ پینٹ پہنے وہ پر وجاہ مرد ایک باوقار انداز سے اپنی بڑے آفس کمرے میں راکنگ چیئر پر

ٹیک لگائے براجمان ٹانگ پر ٹانگ رکھے مقابل بیٹھی بینش سے گفتگو میں مصروف تھا۔۔

"بیٹا کیسا ہے اب تمھارا۔۔؟"

بہت بہتر ہے، تم مجھے اس پراجیکٹ کے بارے میں کچھ بتانے والے تھے جو"
"پراجیکٹ شازمان ٹیکسٹائل کے ساتھ مکمل ہونے جارہا ہے۔۔

وہ سفید شرٹ کے ساتھ آج بھی اپنے بخت کی تاریکی کے خیال میں سیاہ آفس سوٹ پہنے فل کرلی بالوں کو باندھے ہلکا میک اپ کیے کرسی بھی چیئر مین کے رُوبرو بیٹھی گویا ہوئی۔۔

ہاں اس کی ساری ڈیٹیلز میں تمھیں سمجھاؤں گا کہ یہ اوپننگ سر منی کی" تقریب آخر کیسی ہونی چاہیے، لاسٹ ٹائم کی مینجمنٹ شاندار رہی میں چاہتا ہوں "کہ اس بار بھی کوئی کسر نہ رہے۔۔

وہ حکم دیتے انداز میں بولا کہ اس پر کشش مرد کا بھاری آواز میں ادا کیا ہوا یہ حکم کا خوبصورت انداز دل موہ لینے سا تھا۔۔

"سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسا تم چاہتے ہو۔۔ ہم اس بار سیٹھی صاحب کی تقریب کو بھی پیچھے چھوڑ دیں گے۔۔"

بینش نے ٹیبل پر کلائی رکھتے مسکرا کر ایک عزم سے کہا جس پر علی بھی اثبات میں سر ہلاتے فاتحانہ سا زیر لب مسکرایا اس دوران دروازے پر دستک ہوتی اگلے لمحے دونوں کو دروازے کی جانب متوجہ کر گئی۔۔

اس دستک کے بعد ہری ٹی شرٹ پر سفید بلیزر کوٹ اور جینز کی پینٹ پہنے چہرے پر ہلکی سیاہ داڑھی کے ساتھ دانیال اکرم حاضر ہوا۔۔

"علی!"

ہاں ڈینی آؤ۔۔!"اس نے دروازے سے داخل ہوتے مقابل کو پکارا جس پر "علی بھی اسے ہاتھ کے اشارے سے کرسی پر براجمان ہونے کا کہنے لگا۔۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔۔اکیلے میں!"وہ کھڑے کھڑے گویا" ہوا اور آخری لفظوں میں نے بینش پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالی جبکہ اس کا لہجہ کچھ سرد اور پریشان کن سا تھا۔۔

"!ٹھیک ہے چلو۔۔"
وہ دانیال کے جملے پر اپنی کرسی سے اٹھا اور اپنی سنہری آنکھوں سے بینش کی جانب دیکھ کر اجازت طلب کرتا کمرے کے دوسرے کونے یعنی میٹنگ ایریا کی جانب قدم بڑھا گیا۔۔

کیا ہوا، تم نے اکیلے میں بات کرنے کا کہا۔۔سب خیریت ہے۔۔؟"علی نے" مدھم آواز میں دانیال کے قریب ہوتے سوال کیا۔۔

"تم نے کہا تھا کہ ارسلان کا پتا لگاؤں۔۔" دانیال نے بات کا آغاز کرتے ایک بار پھر بینش کی جانب دیکھ کر سرگوشی نما کہا۔۔

"ہاں تو کیا پتا چلا۔۔؟" اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ کھسکاتے اطمینان سے پوچھا۔۔

"اسے کوئی نوکری نہیں ملی، جھوٹ کہا تھا اس نے۔۔" دانیال نے دانت بھینچتے سختی سے کہا۔۔

"جھوٹ؟ مگر کیوں۔۔؟"

ایسی کیا بات ہو سکتی ہے۔۔ خدا کرے کہ خیر ہو۔۔" بینش نے ان دونوں کو" میٹنگ ایریا میں ایک کونے پر گلاس ڈور کے قریب کھڑے گفتگو کرتے ہوئے خود سے فکریہ لہجے میں ہم کلامی کی۔۔

اس کا ایک ہی بیسٹ فرینڈ ہے، جو اس آفس میں ارسلان کا کولیگ بھی ہے اس" کے ذریعے ہمیں سے پتا لگا کہ وہ۔۔" دانیال اُسی سخت لہجے میں کہتے کہتے رکا۔۔

وہ۔۔؟ کیا بات ہے تم رک کیوں گئے؟" اسکے ادھورے جملے سے علی کے" ماتھے پر بل پڑے۔۔

وہ۔۔" دانیال نے ایک لفظ ادا کرتے گہری سانس لی اور ہمت جمع کی۔۔"

وہ سارہ کو پسند کرتا ہے۔۔ اس لیے اپنی اور سارہ کی رسوائی سے بچنے کے لیے" "اس نے نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کرنا بہتر سمجھا۔۔

اس نے پرسکون ہو کر یک ساعت میں کہا مگر نا جانے کیوں یہ بات علی کے سماعتوں سے لگتی اسے زیادہ متعجب یا حیرت زدہ نہ کر سکی۔۔

ہمم۔۔" علی نے پرسکون لہجے کا مظاہرہ کرتے کوئی خاص رد عمل نہ دیا جبکہ" اس پرسکون لہجے کی دانیال کو توقع نہ تھی۔۔

میں جانتا ہوں بظاہر یہ بات بہت عجیب اور غلط ہے مگر دل پر کسی کا اختیار نہیں" ہوتا دیکھا جائے تو ارسلان نے بہتر فیصلہ لیا اس سچویشن سے نکلنے کے لیے، تو اب "تم بھی اپنے غصّے پر کنڑول رکھنا۔۔
اس نے علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اس معاملے میں آگے بھی پرسکون رہنے کی ہدایت کی۔۔

ارسلان کے گھر کا پتہ جانتے ہو۔۔؟" وہ اسپاٹ چہرہ لیے نظریں دانیال سے" پھیر کر اسکی بات نظر انداز کرتے سوال کر گیا۔۔

"میں نے ابھی تمھیں سمجھایا ہے، تم پھر سے وہی بات۔۔"

"!!ارسلان کا گھر۔۔"

وہ دانیال کا جملہ سرعت میں کاٹ کر انگارسی نگاہیں دوبارہ اس پر ڈال کر بولا۔۔

ہاں میں نے پتا کروایا ہے۔۔ میں ایڈریس بھیجتا ہوں تمھیں۔۔" دانیال نے" سرد لہجے میں ہار تسلیم کرتے کہا۔۔

جلدی چاہیے مجھے۔۔" علی پھر گویا ہوا جس پر دانیال نے اثبات میں سر ہلایا،" اسی دوران دروازے پر دستک دینے کے بعد ملازم اجلت میں دروازہ کھول کر داخل ہوا۔۔

شاہ جی۔۔ شاہ جی۔۔" وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ چہرے پر بلا کی پریشانی" لیے کمرے میں علی کو نگاہوں سے ڈھونڈھتا گویا ہوا۔۔

آفس کمرے میں موجود تینوں افراد ملازم کی آمد پر متوجہ ہوئے جبکہ علی بھی پینٹ کی جیب میں اسی طرح ہاتھ ڈالے ملازم کی پکار پر اس کی جانب بڑھا۔۔

کیا ہوا اتنے ہانپتے ہانپتے کیوں آرہے ہو۔۔؟" وہ ملازم کے رُوبرو پہنچ کر سوال" کر گیا۔۔

شاہ جی میرے پاس۔۔ میرے پاس ایک۔۔ میرے پاس ایک بری خبر ہے" ۔۔!!" اس نے اٹکتی سانسوں میں جملے کو ترتیب دیا۔۔

اچھا ٹھیک ہے پر سکون ہو جاؤ اور سناؤ تم بھی اپنی۔۔ بری خبر۔۔!" علی نے" اس کے فکریہ تاثرات کو نظرانداز کرتے اطمینان سے کہا۔۔

"شاہ جی ہوٹل میں آگ لگ گئی ہے۔۔!!" ملازم نے گویا ہوتے کمرے میں موجود تمام افراد کو چونکا دینے والی خبر سنائی۔۔

"ووٹ؟" علی کے ماتھے پر ایک بار پھر سلوٹیں اُبھریں، اُسے اندازہ ہوا کہ وہ جب سے فام ہاؤس سے واپس آیا تھا اُسے مسلسل عجیب وغریب خبریں سننے کو مل رہی تھیں۔۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔ ہوش میں ہو تم۔۔؟" دانیال نے سخت لہجے میں ملازم کو مخاطب کیا بینش بھی ملازم کی خبر پر چونکتی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ جبکہ علی بھی دانیال کے جملے پر خیالات سے باہر آیا۔۔

"کیسے لگی یہ آگ؟ کیا تمھیں یقین ہے۔۔؟" علی نے نرم لہجے میں سوال کیا۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں شاہ جی۔۔" وہ روندی سی شکل لیے جوابا گویا جس پر علی نے" افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"پھر ہمیں وقت ضائع کیے بغیر ہوٹل پہنچنا ہوگا۔۔"
علی نے موبائل پینٹ کی جیب سے نکال کر اس کی اسکرین پر وقت اور بے شمار نوٹیفیکیشنز دیکھتے ہوئے کہا جس پر دانیال نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ لوگ آفس سے روانہ ہونے لگے۔۔
اس آگ سے کس کو کیا نفع اور کیا نقصان ہونے جا رہا تھا اس کا ابھی کوئی اندازہ لگانا قبل از وقت تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات پر سیاہ تاریکی چھائی آسمان نے سیاہ چادر اوڑھی وہ لوگ اپنے سکیورٹی وفد کے ہمراہ جائے وقوعہ پر پہنچے ان کی گاڑیاں موقع پر رکتے ہی علی نے نگاہیں اٹھا کر

اپنی ہوٹل کی عمارت کی کھڑکیوں سے نکلتے آگ کے شعلوں کو افسردگی سے دیکھا۔۔

جائے وقوع پر عجب افرا تفری کا ماحول تھا بے انتہا رش تھی۔۔ جہاں فہیم کے ہمراہ پولیس کی نفری۔۔ شاہ انڈسٹریز کے دیگر اہم منتظمین۔۔ آگ بجھانے والی گاڑیاں اور خبر رساں اداروں کے صحافی موجود تھے۔۔

گارڈز اور پولیس کی نفری کچھ لوگوں کی حفاظت اور میڈیا والوں کو جائے وقوعہ سے دور رکھنے کی جتن میں مصروف تھی آگ بجھانے والی گاڑیاں الگ جتن میں مصروف تھیں ہوٹل کے منتظمین الگ پریشان یہاں وہاں پھر رہے تھے۔۔

وہ ہوٹل کی عمارت ایک طویل آراضی پر مشتمل بارہ منزلہ تھی جسکی ساتویں منزل پر آگ لگی تھی، اس عمارت کی کھڑکیوں سے نکلتے شعلے آگ کی شدت اور تپش کا پتا بتا رہے تھے۔۔ گہرا آسمان کی جانب اٹھتا سیاہ دھواں اور تاریک رات

میں وہ ہوٹل سے نکلتی آگ کے سبب تیز زرد و سرخ روشنی عجب منظر بنائے ہوئے تھی۔۔

علی اپنی گاڑی سے اتر کر گارڈز کے حصار میں ہوٹل مینجر تک پہنچا جہاں ہوٹل کی مینیجمینٹ اور ملزمین سے پولیس کی نفری پوچھ تاچھ کرنے میں مصروف تھی پولیس کے عمل سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بھی ابھی موقع پر پہنچی ہے۔۔

"یہ آگ کیسے لگی۔۔؟"
علی نے ہوٹل مینجر کے قریب پہنچ کر سوال کیا جو ماتھے پر بے انتہا پسینہ چہرے پر شدید خوف اور ہیبت لیے صورتحال سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

پپپ۔۔پتا نہیں۔۔شاہ جی۔۔" وہ لڑکھڑاتے لہجے کے ساتھ الفاظ کو جوڑنے " کی کوشش میں بولا اور ہاتھ میں رومال تھامے اپنے ماتھے پر مسلسل پسینہ خشک کیے جا رہا تھا۔۔

"یہ کس قسم کا جواب ہے۔۔؟" علی نے تعجب اور رعب دار انداز میں کہہ کر مقابل کو مزید خوفزدہ کیا جبکہ دانیال فہیم سے گفتگو میں مصروف تھا۔۔

"شاہ جی۔۔" فہیم دانیال سے گفتگو تمام کرتا علی کے قریب پہنچ کر اسے مخاطب کر گیا۔۔

"اچھا ہوا کہ تم یہاں موجود ہو۔۔" فہیم کی جھلک علی کے دل میں کچھ اطمینان اتار گئی۔۔

"شاہ جی آپ بالکل پریشان نہ ہوں ہم جلد تحقیقات کر کے پتا لگا لیں گے کہ یہ حادثہ کیسے پیش آیا۔۔"

اس نے ہوٹل کے عمارت سے بھڑکتے ہوئے نکلتے شعلوں کی جانب ہاتھ کا اشارہ کرتے کہا۔۔

خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔" دانیال نے اپنا حصہ ڈالتے علی کو خبر دی۔۔

"مگر میڈیا والوں کی بھیڑ کھڑی ہے وہ زیادہ دیر ہم سے سنبھالی نہیں جائے گی۔۔انہیں کیا جواب دیں گے۔۔؟" بینش نے فکریہ لہجے میں گردن موڑ کر صحافیوں کی جانب ایک نظر ڈالتے کہا جنہیں فلحال گارڈز اپنی جگہ پر منجمد رکھے ہوئے تھے۔۔

بینش کی توجہ دلانے پر علی بھی صحافیوں کی جانب دیکھتا دو لمحے کو سوچ میں پڑتا اب بنا کچھ کہے اسی جانب بڑھنے لگا جہاں تمام صحافی ہاتھوں میں مائیک تھامے جواب کے منتظر کھڑے تھے۔۔

علی کے قدم بڑھاتے ہی اس کے ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھتے اس کے تعاقب میں آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ لوگ کچھ فاصلہ طے کرتے صحافیوں تک پہنچے۔۔

"سر آپ بتا سکتے ہیں کہ آگ لگنے کیا وجہ بنی۔۔؟"

علی کو اپنے قریب پا کر کیمرے کی آنکھوں نے اسی جانب پوری توجہ مرکوز کی اور صحافیوں کی جانب سے ایک نہ ختم ہونے والے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا جسے وہ تحمل سے پینٹ کی جیبوں میں پھر ہاتھ کھسکائے سن رہا تھا۔۔

"سر کیا آپ جانتے ہیں کہ اس حادثے کے ایک گھنٹے بعد آپ کے تمام ہوٹلز میں رہائش کا بائیکاٹ مہم شروع کر دیا گیا آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ۔۔؟"

"لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر عارضی رہائش کے لیے آپ کے ہوٹل کا انتخاب اب ہرگز نہیں کریں گے، کیا آپ کے ہوٹلز کا معیار اس حد تک گر چکا ہے۔۔؟"

"سر کیا اس مہم سے شاہ انڈسٹریز کی کلاتھنگ برانڈ کی اوپننگ سرمنی اثر انداز ہو سکتی ہے؟ کیا آپ سرمنی کینسل کرنے یا تاریخ میں کوئی ردوبدل کرنے والے ہیں۔۔؟"

"سر سننے میں آیا ہے کہ ہوٹل میں آگ لگنے سے پانچ افراد کے جھلس جانے کی خبر پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔۔ کیا یہ سچ ہے۔۔؟"

صحافی علی شاہ کو بہت مشکل سے کسی منظر پر پاتے تھے اور جب پاتے تھے تو سوالات کی بوچھاڑ کر دیا کرتے تھے۔۔ جہاں آج بھی اسی طرز کا منظر دیکھنے کو مل رہا تھا۔۔

"سب سے پہلے تو آپ سب کے دلوں میں یہ اطمینان ڈالتا چلوں کہ یہاں اس حادثے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا ہے! کیونکہ ایک مہینے سے اس ہوٹل کی بلنگز آف تھی یہاں کچھ رینوایشن کا کام چل رہا ہے اور اچھی خبر یہی ہے کہ ملازمین بھی سارے خیریت سے اور محفوظ ہیں۔۔

"میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ لوگوں کو یہ کن ذرائع سے اس طرز کی خبریں موصول ہوتی ہیں جن میں رتی بھر صداقت نہیں، جو خبریں بھی نہیں بلکہ سراسر افواہیں ہوا کرتی ہیں۔۔ آپ لوگوں کو اپنے ان تمام ذرائع پر غور کرتے ہوئے انہیں درست کرنا چاہیے جو آپ تک سچی خبر پہنچانے میں ناکام ہیں۔۔"

علی نے بیک وقت رعب دار اور پر اطمینان انداز میں کہا، اس نے اپنے پہلے ہی جواب میں صحافیوں پر ایک عجب سی چپی طاری کر دی تھی۔۔

"جہاں تک بات ہے کسی مہم کی تو شاہ انڈسٹریز کو کسی مہمات سے فرق نہیں پڑتا، ہوٹلز کا معیار ہمیشہ کی طرح بہتر ہے اور ہم انہیں مزید بہتر بنانے کی کوشش کرتے آرہے ہیں، یہاں اس ہوٹل میں تعمیری کام جاری تھا جہاں کوئی مائیز سی مسٹیک سے یہ حادثہ پیش آیا ہے اور جلد تحقیقات کے ذریعے اس حادثے کی اصل وجہ تک بھی ہم پہنچ جائیں گے۔۔"

اس نے مزید وضاحت دیتے کہا، صحافی اس کی باتوں کو خاموشی سے سن رہے تھے جبکہ علی کے عقب میں موجود دانیال بینش اور فہیم بھی خاموشی اختیار کیے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔

"اور میں یہ بات بھی واضح کردوں کہ کلا تھنگ برانڈ کی اوپننگ سرمنی نہ تو کینسل ہوگی نہ ہی ڈیٹ میں کوئی ردوبدل کیا جائے گا۔۔ بہت شکریہ۔۔"

اس نے صحافیوں کو آخری خبر سناتے اپنی گفتگو کا اختتام کیا اور پلٹ کر روانہ ہوا۔۔

تم نے ڈیٹ آگے نہیں بڑھائی۔۔ ہم یہ سب کچھ کیسے مینج کریں گے۔۔؟""

دانیال اس کے عقب میں چلتا فکریہ لہجے میں کہتے اس کے بڑھتے قدموں کو ٹھہرا گیا۔۔

"ڈینی! ہمیں مخالفین کو خوش ہونے کا موقع نہیں دینا ہے۔۔ یہ ہوٹل خالی تھا اس حادثے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا ہے۔۔اس لیے سب کچھ اپنے وقت پر ہوگا۔۔اس کی تحقیقات بھی جاری رکھو اور سرمنی کی تیاریاں بھی کرو۔۔" اس نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھاتے ہوئے حکم دیتے انداز میں کہا جس پر دانیال نے اثبات میں سر ہلاتے ہامی بھری اسی دوران علی کا بلیزر کوٹ میں موجود موبائل بجنا شروع ہوا۔۔

وہ کوٹ سے موبائل نکالتے اسے تکنے لگا جس پر اس کی زوجہ کا نام چمکا تھا وہ موبائل پر کال ریسیو کرتا کان سے لگا گیا۔۔

تمھاری میڈیا ٹالک سنی میں نے، یہ سب کیسے ہوا، تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔؟""""

کال ریسیو ہوتے ہی مقابل کی جانب سے فوراً فکریہ لہجے میں جملہ ادا ہوا۔۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں تم ٹینشن مت لو۔۔گھر آ رہا ہوں میں۔۔گھر آ کر سب بتاؤں گا۔۔"

اس نے سرد لہجے میں ایک جملہ ادا کرتے گفتگو کا اختتام کیا اور اپنی گاڑی کی جانب قدم بڑھاتے گھر کی جانب روانہ ہونے لگا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

حقانی کیمکلز کے بڑے سے آفس کمرے میں اپنے صوفے پر براجمان ٹیک لگائے انگلیوں میں سگریٹ پر مضبوط گرفت رکھے زرد شرٹ پر مہرون ویسٹ کوٹ پہنے نظریں دیوار پر نصب ایل ای ڈی اسکرین پر ٹکائے اس وقت وہ نیوز چینل پر علی کی صحافیوں سے کی گئی گفتگو سن رہا تھا۔۔

اور میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ کلا تھنگ برانڈ کی اوپننگ سر منی نہ تو "
" کینسل ہو گی نہ ہی ڈیٹ میں کوئی ردوبدل کیا جائے گا۔۔ بہت شکریہ۔۔

اس نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے علی کے آخری جملے سنے اور اس کی آنکھوں میں اپنی ناکامی کے سبب غصے پر سرخی اتری۔۔

اس نے فوراً اپنے صوفے پر پہلو میں پڑا فون اٹھا کر نمبر ملاتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔

یہ کیا کہہ رہا ہے شاہ۔۔؟ وہ ہوٹل بند تھا تم نے اس میں آگ لگوائی۔۔ کیا فائدہ "
اتنی محنت کا۔۔؟" اس نے برہمی سے کہا مگر لہجہ ابھی کچھ ٹھنڈا تھا۔۔

"!ہادی۔۔"

"تم سے میں نے کہا تھا کہ اس کے ایکٹیو ہوٹل میں یہ کام کرنا تا کہ اس کی ریپوٹیشن خاک میں مل جائے۔۔ مگر تم نے۔۔۔!"

"ہادی سر پلیز میری بات سنیں۔۔" مقابل نے فہاد کا جملہ کاٹ کر التجاء کی۔۔

"اپنی موت کو دعوت دی ہے تم نے منظور۔۔" فہاد نے دانت بھینچتے کہا۔۔

"ہادی اس کے ایکٹیو ہوٹل کی سیکورٹی بہت سخت ہے آپ کو کل بتایا تھا میں نے۔۔"

مقابل نے وضاحت دی جس پر فہاد نے اپنے کان سے موبائل الگ کیا وہ اپنے بھاری ہاتھ میں مقید موبائل پر پورا زور اور غصہ ظاہر کرنے لگا۔۔

"ہیلو؟ ہادی ہیلو۔۔"

فون پر کال جاری تھی، مقابل نے پکار لگائی جبکہ فہاد نے موبائل پوری قوت سے ایل ای ڈی اسکرین پر دے مارا جس سے اسکرین اور فون دونوں اک لمحے میں ہی ٹوٹ کر ناکارہ ہوئے وہ چہرہ سرخ کیے گہری سانسیں بھرتا اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود سگریٹ کا کش لگا گیا۔۔

"تو نہ منی سر اوپننگ کی برانڈ کلا تھنگ کہ دوں کر واضح بھی بات یہ میں اور
کینسل ہو گی نہ ہی ڈیٹ میں کوئی ردوبدل کیا جائے گا۔۔"

"پہلی بات تو یہ کہ وہ پراجیکٹ آپ کے پراجیکٹ سے پہلے شروع ہوا تھا
دوسری بات یہ کہ مجھے اس بارے میں بالکل علم نہیں تھا کہ عارض اب تک
اسے ہیڈ کر رہا ہے۔۔"

اس کے ذہن میں ان میاں بیوی کی بازگشت گونجی اسے مزید طیش دلا رہی تھی۔۔اسے اندازہ ہوا کہ زاہد حقانی کے ساتھ سے بھی اسے فائدہ نہ ہو سکا اور

ایک بار پھر ایک نئے محاذ پر اسے شکست ہوئی مگر اس کے ارادے اور عزم اب بھی مضبوط تھے۔۔

سونی رائٹس--------------------------

وہ کار پورچ میں اپنی گاڑی پارک کرتا شاہ مینشن پہنچا ملازم نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو وہ اترا اور اپنی بھاری کلائی پر تہہ کیا گیا بلیزر کوٹ ڈالے لان سے ہوتا ہوا لاؤنج کی جانب بڑھا۔۔

آستینیں کلائیوں سے چڑھائے وہ بے تاثر سا چہرہ لیے اپنا پہلا قدم لاؤنج میں رکھتے اسے اندازہ ہوا کہ تمام گھر والے وہیں صوفے پر براجمان فکریہ تاثرات لیے اسی کہ آمد کے منتظر تھے جواب اس کی قدموں کی چاپ سن کر فوراً اپنی سوالیہ نظریں اس پر ٹکا گئے۔۔

"" یہ سب کیسے ہوا بیٹا؟ کال پر بھی تم نے کوئی خاص تفصیل نہیں دی مجھے۔۔؟""
لاؤنج میں کھڑے فیصل شاہ نے علی سے پہل کرتے سوال کیا جو آگے بڑھتا ان تمام افراد کے کچھ قریب پہنچا تھا۔۔

"وہاں کام چل رہا تھا تو مجھے لگتا ہے یہ سب ایک چھوٹی سی غلطی سے ہوا ہو گا، مجھے فہیم ہر چیز چیک کر کے بتائے گا کل تک۔۔" اس نے بھاری آواز میں سنجیدگی سے کہا۔۔

"پریشان مت ہو بیٹا کسی سے کام کرتے ہوئے ہو گئی ہو گی غلطی۔۔ شکر ہے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔۔" صوفے پر ثمینہ بیگم کے پہلو میں براجمان والدہ گویا ہوتی اسے تسلی دینے لگی جس پر دیگر افراد نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

جی امی یہی میں آپ سب کو سمجھانا چاہتا تھا کہ پریشان نہ ہوں پریشانی جیسی کوئی" بات نہیں ہے۔۔" وہ جواباً بولا اس نے اپنے لہجے سے گھر والوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔۔

پھر بھی آگر کوئی مسلہ ہو تو بلا جھجک مجھے ضرور بتانا۔۔ "فیصل شاہ نے اس کے" کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے تحفظ، تعاون اور اطمینان کا احساس دلایا۔۔

"جی بابا، میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔"
وہ مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے سرد لہجے میں اپنا جملہ ادا کرتے روانہ ہوا۔۔
اس کے چہرے تاثرات سے لاؤنج میں تمام لوگوں نے اس کے دل میں پوشیدہ افسردگی کو محسوس کیا مگر کوئی کچھ نہ کہہ سکا جبکہ اس کی زوجہ بھی لاؤنج میں موجود یہ سارا ماجرا دیکھ کر کچھ دیر اسے اکیلا چھوڑنے کے بعد خود بھی کمرے کا رُخ کرنے کا ارادہ باندھ گئی۔۔

اسے کمرے میں آئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا وہ اپنا بلیزر کوٹ گود میں رکھے صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا اب بھی کل سے ہونے والے تمام واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔

("شاہ جی ہوٹل میں آگ لگ گئی ہے۔۔")

وہ سارے اہم جملے یاد کرتا سوچ میں محو تھا اسی دوران اس کی زوجہ رات کے ہلکے گلابی شلوار قمیض میں خود پر دوپٹہ پھیلائے بالوں کا ڈھیلا جوڑا باندھے کمرے میں حاضر ہوئی۔۔

اس نے علی کو صوفے پر براجمان، سوچوں میں گم خوبصورت چہرے پر پریشانی کے ساتھ پایا تو وہ بھی صوفے کی جانب بڑھتی اس کے قریب براجمان ہوئی۔۔

"تم نے نیچے کہا کہ پریشانی جیسی کوئی بات نہیں ہے۔۔؟ تمھارا چہرہ تمھارے
الفاظ کی ترجمانی نہیں کررہا۔۔"
وہ مدھم سے کہتی اس کی جانب دیکھ کر گویا ہوئی جس کے جملے سے مقابل پر کوئی
اثر نہیں پڑا تھا۔۔

("وہ سارہ کو پسند کرتا ہے۔۔اس لیے اپنی اور سارہ کی رسوائی سے بچنے کے لیے
اس نے نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کرنا بہتر سمجھا۔۔")

("میں جانتا ہوں بظاہر یہ بات بہت عجیب اور غلط ہے مگر دل پر کسی کا اختیار نہیں
ہوتا دیکھا جائے تو ارسلان نے بہتر فیصلہ لیا اس سچویشن سے نکلنے کے لیے، تو اب
تم بھی اپنے غصّے پر کنٹرول رکھنا۔۔")

سر کیا آپ جانتے ہیں کہ اس حادثے کے ایک گھنٹے بعد آپ کے تمام ہوٹلز ")
میں رہائش کا بائیکاٹ مہم شروع کر دیا گیا آپ اس بارے میں کیا کہیں گے
("۔۔؟

لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر عارضی رہائش کے ")
لیے آپ کے ہوٹل کا انتخاب اب ہر گز نہیں کریں گے کیا آپ کے ہوٹلز کا
("معیار اس حد تک گر چکا ہے۔۔؟

اس کے ذہن میں ہر باز گشت گردشِ کرتی اس قدر اسے خیالوں کے گہرے
بھنور میں الجھائے ہوئے تھی کہ اس نے اپنے پہلو میں اپنی بیوی کی موجودگی کو
اب تک محسوس نہیں کیا جو پچھلے دو منٹ سے اس کے قریب بیٹھی اس کے
چہرے کو تکتی جواب کی منتظر تھی۔۔

"علی! کہاں کھوئے ہوئے ہو؟ میں تم سے بات کر رہی ہوں اتنے پریشان کیوں ہو۔۔؟"

اس نے مقابل کے کندھے کو تھام کر اسے کچھ سہلاتے ہوئے پھر مدھم آواز میں کہا اور اس بار وہ مقابل کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی جو اس کی جانب گردن کا رُخ کرتے چونکا۔۔

"نہیں۔۔ میں پریشان نہیں ہوں۔۔" اس نے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر عالیہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔

"یہاں میری طرف دیکھو۔۔" اس نے مقابل کی خوبصورت تراشی گئی داڑھی سے لدی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔۔

"مجھ سے چھپاؤ گے؟" وہ مقابل کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر بولی جس پر علی ہار تسلیم کرتا گہری سانس کھینچ گیا۔۔

سب کچھ بتاؤ مجھے۔۔"وہ پھر بولی۔۔"

آگ لگتے ہی کسی نے شاہ انڈسٹریز کے خلاف بائیکاٹ مہم شروع کر دی ہے۔۔" گھر آتے ہوئے میں نے فون پر ڈیٹیلز چیک کی ہماری ساری انڈسٹری کے شئیرز بھی گر رہے ہیں۔۔"اس نے بلا آخر عالیہ کہ اصرار پر سرد لہجے میں کہا۔۔

"وٹ۔۔؟"

"بلا وجہ لاس اٹھانا پڑ رہا ہے۔۔پتا نہیں کہ اتنی سختی کے باوجود بھی آگ کیسے لگی۔۔؟"اس نے سر جھکا کر گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے اپنا سر پکڑتے کہا جبکہ وہ اسے تسلی دیتی اس کا کندھا اور پیٹھ سہلانے لگی۔۔

"آگر یہاں سے انڈسٹری کو شئیرز کا فائنینشل لاس ہوا تو وہاں پر اجیکٹ میں اور اوپننگ سرمنی میں پیسے انوسٹ کرنے سے انڈسٹری کو بہت مالی خسارہ ہوگا۔۔" اس نے مزید کہا جبکہ اس کی زوجہ حل تلاش کرنے کے لیے سوچ میں گم ہوئی۔۔

"یہ بات میں نے تمھارے علاوہ کسی کو نہیں بتائی، آگر تم بھی بار بار سوال کر کے اصرار نہ کرتی تو شاید نہ بتاتا تمھیں۔۔" اس نے سر اٹھا کر عالیہ کی جانب دیکھتے کہا۔۔

"میری جان تم بھول رہے ہو کہ شازمان ٹیکسٹائل بھی تمھاری ہے، ہم ایونٹ کا سارا انتظام اپنی ٹیکسٹائل کے بجٹ سے کریں گے۔۔" وہ بلاآخر حل تلاش کر کے اسے پیش کرتی گویا ہوئی۔۔

نہیں وہ تمھارا ہے، میں اپنے نقصان میں تمھارے بزنس کو نہیں گھسیٹنا چاہتا اور "
"نہ ہی تمھیں بتانے کا مقصد تمھاری ٹیکسٹائل کو کسی مالی مسلے الجھانا ہے۔۔

اس نے تجویز کو ماننے سے یک سر انکار کیا اسے لگا کہ اسکا عالیہ کو سچ بتانا وہ اب اس سے مدد طلب کرنے کا سوال سمجھ رہی ہے۔۔

تم اب بھی ہمارے بیچ میرا تمہارا کرو گے۔۔؟ تمھیں پورے دو دن یہ بات "
سمجھانے میں لگ گئے اس کے باوجود بھی تمھیں سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے بیچ میرا تمہارا جیسا اب کچھ بھی نہیں ہے۔۔ جو ہے ہم دونوں کا ہے اور کیا فائدہ اس
" بزنس کا جو وقت آنے پر میرے یا تمھارے کام ہی نہ آسکے۔۔؟

عالیہ نے برہمی سے کہا جسکے جملے وہ سنتے ہی وہ چہرے پر فوراً تاثرات بدلتے ہر قسم کی فکر و پریشانی سے آزاد ہو کر سنہری آنکھوں میں بھرپور محبت لیے اسے دیکھنے لگا۔۔

ایک تو وہ سہارا دے رہی تھی ہمدردی جتا رہی تھی اوپر سے اس نے فام ہاؤس میں گزارے گئے وقت کا تذکرہ کر کے مقابل کی محبت کی شدتوں کو مزید بیدار کیا۔۔

وہ خود سے مدھم مسکرایا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی مسکراہٹ میں اس کی زوجہ کو مثبت جواب ملتا دکھائی دے رہا تھا۔۔

ایک اور بات بھی ہے جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں۔۔"اس نے گفتگو کا رخ" موڑا اس کا مزاج اب قدرے بہتر ہو چکا تھا۔۔

ہاں بتاؤ جو بھی ٹینشن ہے یو کین شئیر او پنلی ودمی۔۔"وہ جوابا گویا اس کی" نازک ہتھیلی اب بھی مقابل کے کندھے پر تھی۔۔

اِس حادثے سے پہلے مجھے دانیال نے بتایا کہ۔۔" علی نے ارسلان کے متعلق" عالیہ کو بتانا چاہا مگر جملہ شروع کرتے ہی اس کی نظر دروازے پر پڑی جہاں سارہ نیم دروازہ کھولے دروازے کے قریب کھڑی ان دونوں کی آگ سے ہونے والے نقصان کی گفتگو سن رہی تھی سارہ کو دیکھ کر وہ اپنے جملے میں رکا۔۔

سارہ تم یہاں۔۔؟اندر آؤ بچہ۔۔" وہ بھاری اور قدرے اونچی آواز میں کہتا" سارہ پر ایک لمحے کو لرزہ طاری کر گیا۔۔وہ بھائی کے حکم پر کمرے میں داخل ہوئی جس پر اب عالیہ بھی متوجہ تھی۔۔

شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ اوڑھے بوجھل سے قدم اٹھائے کمرے میں داخل ہوتی ان کے قریب پہنچی اس کے قریب آنے سے ان دونوں کو سارہ کی آنکھوں سے بہتی نمی اس کے رخساروں پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

"آرے کیا ہوا بچہ تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟" وہ اپنی بہن کی کلائی تھام کر اسے اپنے روبرو ٹیبل پر بٹھا کر اس کے رخسار سے آنسو صاف کرتا حیرانی میں گویا ہوا۔۔

"سب کچھ خراب ہو گیا بھائی۔۔ پراجیکٹ بھی بگڑ گیا نا جانے کس کی نظر لگ گئ ہمارے کام کو۔۔" وہ کہتی اب کھل کر رونے لگی۔۔

"نہیں گڑیا یہ کوئی پہلی بار ایسا نہیں ہوا ہے۔۔ ہماری انڈسٹری کے دشمن ہر جگہ بے شمار ہیں۔۔ وہ ایسے ہتھکنڈوں سے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر شاہ انڈسٹریز کبھی ہار نہیں مانتی ہمیشہ ڈٹ کر کھڑی ہوتی ہے اور منہ توڑ جواب دیتی ہے۔۔۔ ہم اس بار بھی یہی کریں گے۔۔ کچھ بھی نہیں بگڑا ہے۔۔"

ہاں سارہ تمھارے بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں ایسے ہم ہمت ہار کر رونے نہیں "
"بیٹھ سکتے، میری جان ہمیں حالات کا مقابلہ کرنا ہو گا۔۔

اُن دونوں سے سارہ کو تسلی دی جس پر وہ اپنی ہتھیلی کی پشت سے اپنے رخسار پر بہتے آنسوؤں کو رگڑ کر صاف کرتے مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

تمھاری ان سرخ آنکھوں اور بہتے آنسوؤں کی وجہ میں جانتا ہوں! تمھیں "
ہمیشہ خوش رکھنے اور ہر خواہش پوری کرنے کا وعدہ کیا ہے میں نے۔۔ تو بھروسہ
"رکھو جلد سب کچھ ٹھیک کر دوں گا میں۔۔ سمجھی۔۔
علی نے اس کا چہرہ ہاتھ میں تھام کر ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے تسلی دیتے مطمئن کیا۔۔

"سب کچھ ٹھیک ہے تم اب رونا مت اور کمرے میں جا کر ریسٹ کرو۔۔ جب تک تمھارا بھائی زندہ ہے تمھیں کسی بھی چیز کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

اس نے سارہ کے چہرے پر آنسوؤں کو دوبارہ صاف کرتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا وہ اپنے بھائی کی جانب سے دی جانے والی تسلی پر دل میں کچھ اطمینان اتارتی اب اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

"میں دیکھ رہی ہوں یہ جو تم میں اچانک سے موٹیویشنل لیول بوسٹ ہوا ہے اچھا لگا مجھے کہ سارہ کو بھی تسلی دی اور خود بھی کانفیڈنٹ ہوگئے ورنہ تو تم کافی پریشان تھے۔۔" وہ سارہ کے جاتے علی کے لہجے پر حیران اور خوش ہوتی بولی۔۔

"تمھارے ایک جملے سے سارا کانفیڈنس واپس آگیا۔۔" وہ سرگوشی نما گویا ہوا۔۔

"کونسا جملہ۔۔؟"

تم نے کہا کہ۔۔دو دن تمھارے مجھے یہ بات سمجھانے میں لگ گئے کہ ہم ایک ہیں۔۔" وہ اس کی بالوں سے نکلتی لٹ کان کے پیچھے کرتا اپنا چہرہ اس کے لبوں کے قریب کیے زو معنٰی سا خماری لہجے میں بولا۔۔

بے ہودہ آدمی، وہ بات میں نے اس لیے نہیں کہی تھی کہ تم اس کا الٹا سیدھا مطلب نکالو۔۔" وہ اس کے سینے پر مار کر خود سے دور کرتی برہمی میں گویا ہوئی۔۔

تو کس لیے کہی تھی۔۔؟" وہ بناوٹی تعجب لیے مسکرایا۔۔"

صرف اس لیے کہی تھی کہ تم ٹیکسٹائل کا فائنینشل سپورٹ ایکسپٹ کرو۔۔""

اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

اب تو سب کچھ ایکسپٹ کروں گا۔۔ جب تک تم میرے ساتھ ہو مجھے کسی بھی" چیز کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"اس نے اپنی بیوی کا ہاتھ تھام کر اس پر بوسہ دیتے جواباً اُسے مخاطب کیا۔۔

اور میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں۔۔" عالیہ نے اپنا دوسرا ہاتھ مقابل کے" داڑھی سے لدے خوبصورت چہرے پر رکھ کر اسے یقین دلاتے لہجے میں کہا اسی دوران علی کا بلیزر کوٹ میں موجود اسکا موبائل بجتے ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ کر گیا۔۔

وہ کوٹ سے موبائل نکال کر اس پر دانیال کی کال آتے دیکھ فوراً ریسیو کرتا موبائل کان سے لگا گیا۔۔

"ہاں ڈینی بولو۔۔؟"

"دوسرے ہوٹل کے ریسیپشن پر ہمیں ایک جوکر تھیم کا پلیئنگ کارڈ ملا ہے

جس پر لکھا ہے کہ۔۔

اِس ہوٹل کو خاک میں ملانا چاہتے تھے وہ لوگ !، لیکن تمھیں کافی حد تک بچالیا)

میں نے، مگر تمھیں خود بھی خبر دار ہونا پڑے گا میں تب تک تمھیں بچاتا رہوں

گا جب تک تم خود اپنی حفاظت نہیں کر لیتے، کیونکہ میں تمھارا خیر خواہ

ہوں۔۔!!)

دانیال ہوٹل لابی میں فہیم کے ہمراہ کھڑا اپنے ہاتھ میں تھامے کارڈ پر لکھا نامعلوم

شخص کا پیغام پڑھ کر فون پر علی کو سناتا گویا ہوا۔۔

"وٹ؟ کیسا خیر خواہ؟ یہ سب کس نے لکھا ہے؟" وہ حیرت زدہ ہوتا فوراً دانیال

سے سوال کر گیا اس کے تعجب اور حیرانی کو عالیہ بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"سی سی ٹی وی فوٹیج میں یہ کارڈ ایک سیاہ ہوڈی اور سیاہ ماسک چڑھائے شخص نے ریسیپشن پر خاموشی سے رکھا اور چلا گیا ہم پتا نہیں لگا سکے کہ وہ کون تھا۔۔"

دانیال نے وضاحت دی۔۔

"ساری سی سی ٹی وی فوٹیجز چیک کرو، آسمان پاتال ایک کر دو، چیک اینڈ ڈاویری تھنگ، ہر حال میں ہمیں اِس جوکر کارڈ والے تک پہنچنا ہے۔۔ مجھے لگتا ہے کہ اب سارے راز یہیں سے کھلیں گے۔۔"

وہ سختی سے حکم دیتے انداز میں دانیال سے گویا ہوا اسے ایک امید ملی کہ وہ بہت جلد کسی بڑی فساد کی جڑ تک پہنچنے والا ہے مگر اس کی امید پوری ہونا ممکن تھی یا نہیں یہ بھی وقت جلد بتانے والا تھا۔۔

-

-

آگ لگنے کے واقعے کو مزید پانچ دن گزر چکے تھے ہر چیز معمولی پر تھی ارسلان نے بھی بلا آخر ذہن میں یہ تسلی اب بٹھالی تھی کہ آخر کار اس کا استعفیٰ منظور ہو چکا ہے اور شاہ انڈسٹری سے متعلق اس کی کہانی ختم ہوئی۔۔۔

صبح کے وقت کا اختتام تھا اور ابھی دوپہر مکمل نہ ہوئی تھی ارسلان خاکی رنگ شلوار قمیض پہنے اپنے چھوٹے سے کمرے کے اندر چارپائی پر گود میں لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا نوکری تلاش کرنے کی جتن میں مصروف تھا۔۔

اس کی والدہ باورچی خانے میں موجود دوپہر کا کھانا بنانے میں مصروف تھی کہ اسی دوران ان کے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

ارسلان! بیٹا دروازے پر دیکھو کون ہے۔۔؟" والدہ نے باورچی خانے سے " پکار لگائی جسے سن کر وہ چونکا۔۔

جی اماں۔۔آیا" وہ جملہ کہہ کر لیپ ٹاپ بند کرنے کے بعد چارپائی پر رکھتا" دروازے کی جانب روانہ ہوا۔۔

وہ صحن سے ہوتا ہوا دروازے تک پہنچا جونہی اس نے گھر کا دروازے کھولا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ اس نے اپنے سامنے اپنی سابقہ چھوڑی گئی بڑی سی کمپنی کے مالک کو اپنی گھر کی دہلیز پر کھڑا پایا۔۔

چوڑی جسامت پر بنفشی رنگ شرٹ کے ساتھ سیاہ کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے، جیل سے سیٹ کیے خوب صورت گھنے بال، آنکھوں پر سیاہ چشمہ اور عنابی لبوں پر ہلکی تبسم لیے علی فیصل شاہ آج خود چل کر اس کے گھر آیا تھا۔۔

یہ منظر ارسلان کے لیے خوف کا باعث تھا وہ پھاڑے اسے اپنے سامنے دیکھ کر بے حد خوف زدہ ہوا اس کا وجود ساکت ہوتا سرد ساپڑنے لگا، اس نے کوئی جرم

نہیں کیا تھا مگر نا جانے کیوں اسے پھر بھی ڈر تھا یہ سوچ کر کہ امیروں کی نہ دوستی اچھی نہ دشمنی۔۔

"سسس۔ سسر آپ۔؟"
وہ لڑکھڑاتی آواز میں تھوک نگلتے بولا جس پر مقابل نے اپنی سنہری آنکھوں سے چشمہ اتار کر اسے دیکھتے اس پر نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا مزید رعب طاری کیا۔۔

"اندر آنے کا نہیں کہو گے۔۔؟"
اس نے مسکرا کر خوش مزاجی سے کہا تا کہ مقابل سہما یہ شخص بھی کچھ پر سکون ہو اور خوف نہ کھائے۔۔

آئیں ناں سر پلیز۔۔" وہ دروازے سے کچھ سرکتا علی کو اندر کی جانب اشارہ "کرتے گویا ہوا۔۔

دروازے پر کون ہے بیٹا۔۔"اپنے بیٹے کی آواز سن کر والدہ بھی دوپٹے سے" گیلے ہاتھ پونچھتی باورچی خانے سے باہر نکلی۔۔

سامیہ بیگم نے سر پر دوپٹہ ٹھیک کیا اور اپنے دروازے کی جانب سے صحن میں داخل ہونے والے خوش لباس میں اس پرکشش مرد کو سر سے پیر تک بغور دیکھا۔۔

السلام وعلیکم آنٹی کیسی ہیں آپ۔۔"وہ قدآور جاذب نظر مرد اپنے سامنے" بزرگ خاتون کو پا کر کچھ ادب سے گردن جھکاتا اسے مخاطب کرتا گویا ہوا۔۔ اتنے میں ارسلان بھی دروازے بند کرنے کے بعد پلٹا۔۔

وعلیکم السلام بیٹا۔۔"وہ اک نظر ارسلان کو دیکھ کر شش و پنج میں مبتلا ہوتی" بولی۔۔

"اماں یہ ہمارے باس ہیں۔۔!"ارسلان نے اپنی والدہ کی خود پر انجانی سی نظر پڑتے ہی اس سے علی کا تعارف کروایا۔۔

"وہ جو کمپنی اس نے چھوڑ دی۔۔اس کے۔۔"علی نے فوراً کہتے اسکے جملے کو کچھ وضاحت بخش کر ارسلان کو نظریں جھکانے پر مجبور کیا۔۔

"آؤ بیٹا اندر آؤ۔۔"

والدہِ ارسلان اسے کمرے کی جانب اشارہ کرتی گویا ہوئی وہ تینوں کمرے کی جانب بڑھے ارسلان نے فوراً کمرے کی جانب لپکتا چارپائی سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر کونے میں ایک جانب موجود ٹیبل پر رکھ کر علی کے لیے جگہ خالی کرنے لگا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی علی خالی کی گئی چارپائی پر براجمان ہوا اس کے روبرو رکھی دوسری لکڑی کی چارپائی پر ارسلان اپنی والدہ کے سمیت بیٹھ گیا۔۔

وہ دونوں علی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ علی گھر کا جائزہ لیتے ارد گرد کے منظر کو دیکھنے میں مصروف ہوا۔۔ایک کمرے کا خستہ حال مکان جس کی چھت چادروں کی تھی کمرے میں دو لکڑی کی چار پائیاں ایک لوہے کی الماری اور ایک اسٹڈی ٹیبل پڑا تھا جس پر کچھ کتابیں اور ارسلان کا رکھا گیا لیپ ٹاپ موجود تھا۔۔

کمرے سے باہر نظر آنے والے صحن میں ایک چار پائی دو کرسیاں اور کچھ تازہ پھولوں سے بھرے خوبصورت گملے قطار میں لگے تھے جن کی حالت سے دیکھ کر محسوس ہو رہا تھا کہ ان کی دیکھ بھال روز کی جاتی ہے اور اس کا شوق بھی سامیہ بیگم کو ہی تھا۔۔

بیٹا نام کیا ہے۔۔؟" وہ اسے مسلسل خاموشی پا کر سوالیہ گویا ہوئی۔۔"

"علی ! علی فیصل شاہ۔۔!" وہ متوجہ ہوا اور مسکرا کر بولا اس کے لہجے سے اسکی خوش اخلاقی واضح ہو رہی تھی۔۔

"سنا ہے آپ چائے اچھی بنا لیتی ہیں اس لیے آپ کی ہاتھ کی اچھی سی چائے پینے آیا ہوں۔۔" وہ مزید کچھ جوش سے بولا۔۔

"ہاں ہاں بیٹا تم بیٹھو میں ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔" وہ گویا ہوتی اپنی جگہ سے اٹھی، جبکہ ارسلان ان کی گفتگو پر خاموش چہرے پر شدت کی پریشانی لیے ذہن کی غیر حاضری کے سبب کسی اور ہی دنیا میں بھٹک رہا تھا۔۔
اس نے اپنی والدہ کو اٹھ کر اپنے سامنے سے گزرتے دیکھا تو اس کا ذہن حقیقی دنیا میں حاضر ہوا اور خود کو علی کے ساتھ تنہا پا کر مزید خوف زدہ ہونے لگا۔۔

"اور تم بتاؤ؟ نئی جگہ جاب کیسی چل رہی ہے۔۔؟" علی نے بلا آخر سوال کیا وہ علی کی بھاری آواز پر چونکا۔۔

"یا پھر کوئی جاب ہے ہی نہیں۔۔؟" اس سے قبل کے ارسلان کوئی جملہ جوڑتا علی نے مزید کہا یہاں تک کہ ارسلان کے ماتھے پر پسینے عیاں ہوئے جسے دیکھ کر علی کو سمجھ ہی نہ آرہا تھا اس کا دل علی سے اس قدر خوف کیوں کھا رہا ہے جبکہ اس نے تو صرف نوکری ہی چھوڑی ہے۔۔

"مجھے سچ بتاؤ۔۔ کیوں جاب چھوڑی۔۔؟" وہ گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے چہرہ اس کے قریب کیے سنجیدگی سے سوال کر گیا۔۔

"سچ سننا چاہتا ہوں تم سے۔۔!"

اس نے مزید کہا ارسلان نے بھی ششدر ہو کر تھوک نگلا بھلا وہ یہ بات اتنی بڑی کمپنی کے مالک کو کیسے بتا سکتا ہے کہ وہ اس کی بہن سے محبت کرنے لگا اور اپنے دل کا پیچھا چھڑانے کے لیے نوکری کو خیر باد کہنا پڑا۔۔ یہ الفاظ کیا مقابل کو کہنے کے قابل تھے؟ کیا یہ الفاظ اس کے شایان شان تھے؟ ہر گز نہیں۔۔

سس۔ سر میں ملک سے باہر جاب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔اسی کے لیے" اپلائی کیا ہے میں نے۔۔ جلد جواب آجائے گا۔۔"اس نے جھوٹ کا سہارا لیا۔۔

ہمم۔۔!"وہ ارسلان کا جواب سن کر خود سے دل میں مسکرایا کہ یہ نوجوان" کس قدر شریف اور معصوم تھا۔۔

"تو پھر اپنی والدہ کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہو گے۔۔؟"

جی سر۔۔"اس نے یہاں وہاں دیکھ کر نظریں چرائی۔۔"

کون کون ہیں تمھارے گھر میں۔۔؟"وہ پھر ارد گرد کمرے کا جائزہ لیتا" ارسلان سے سوال کر گیا۔۔

"سر میں اور میری اماں ہیں۔۔اور کوئی نہیں۔۔"

اس نے نظریں جھکائے سرد لہجے میں کہااِس ایک جملے میں اس نے گہرادکھ سمیٹ رکھا تھا جو لہجے سے بالکل واضح تھا۔۔

وہ اپنی ہاتھ کی انگلیاں آپس میں الجھائے انہی سے کھیلتا انہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ علی اس پر نگاہیں ٹکائے خاموش ہوااس کے جی نے چاہاکہ مقابل کی تکلیف کو پل میں ہوا کردے،اس کے چہرے پر اس ایک جملے سے جھلکتی تنہائی اور محرومی کے سبب افسردگی کو لمحے بھر میں اوجھل کردے۔۔

اسے گلے سے لگاکر اسے بڑے بھائیوں کی طرح سہارادے اس سے ہمدردی کرے اسے تحفظ کا احساس دلائے اس کی ڈھارس بندھے مگر وہ یہ سب کچھ کرنے سے قاصر تھا کیونکہ وہ اس وقت محض ایک رسمی ملاقات کو آیاارسلان کے لیے اجنبی شخص کے سوا کچھ نہ تھاان کے درمیان ایک اجنبیت کی حدودیں بندھی تھیں جسے پار کرنا فلحال ناممکن تھا۔۔

یہ لیجیے چائے آگئی۔۔!"اس سے قبل کے وہ کچھ کہتا سامیہ بیگم اپنی حیثیت" کے مطابق ٹرے میں چائے کے تین کپ اور کچھ پلیٹ میں بسکٹ رکھے حاضر ہوئی۔۔

اس نے چارپائیوں کے درمیان موجود چھوٹے سے ٹیبل پر تواضع کا سامان رکھا اور ایک کپ اٹھاکر علی کی جانب بڑھاتے اسے پیش کیا۔۔

بہت شکریہ۔۔اور بتائیں اماں سب خیریت۔۔؟"وہ کپ تھام کر گویا ہوا۔۔"

بس بیٹا چل رہی ہے زندگی۔۔اچھا برا وقت نہ آئے تو زندگی جینے کا احساس" کیسے ہوگا۔۔"وہ کچھ افسردگی سے سرد آہ بھرتی بولی۔۔
آپ نے بیٹا کہا ہے تو مجھے اپنا بیٹا سمجھیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک" "حکم کیجیے گا۔۔

وہ اک نظر ارسلان کی جانب دیکھ کر بولا جواب قدرے سکون میں آ چکا تھا مگر خاموش تھا۔۔

"یہ تو آپ کا بڑا اپن ہے بیٹا۔۔ آپ کی بہت تعریف سنی ہے میں نے اس سے۔۔ واقعی تعریف کے قابل ہو۔۔"

سامیہ بیگم نے ارسلان کی جانب اشارہ کیا جبکہ علی اپنے عنابی لبوں سے کپ لگا کر گھونٹ بھرتا پھر ارسلان کی جانب دیکھنے لگا۔۔

"چائے واقعی اچھی بنائی ہے آپ نے۔۔" وہ پھر بولا جس پر سامیہ بیگم مسکرائی۔۔

"میں ارسلان کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں کام کے حوالے سے کچھ بات کرنی ہے۔۔ تھوڑی دیر بعد میں اسے یہیں چھوڑ آؤں گا۔۔"

اس نے اپنے مدعے کی بات کہی جس سے ارسلان کی آنکھیں پھر ضرورت سے زیادہ کھلی یعنی وہ پھر پریشان ہوا۔۔

ہاں بیٹا چلے جاؤ تم دونوں مجھے کوئی اعتراز نہیں۔۔"اس نے اطمینان سے کہا" جبکہ ارسلان نے والدہ کی جانب اجازت پر ناگوریت سے دیکھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ گھڑیاں گزری، کچھ دیر ملاقات کے بعد اب وہ دونوں ارسلان کے گھر سے نکلے، چھوٹی سی گلی سے ہوتے ہوئے اس کے محلے سے کچھ دور کھڑی اپنی گاڑی کے قریب پہنچے،ارسلان نے احترام میں اس کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے داخل کیا محلے میں کھیلتے بچے اور راہ چلتے بڑے اس منظر کو تعجب سے دیکھ رہے تھے جبکہ علی میں سوار ہوا۔۔

تم بھی گاڑی میں بیٹھو۔۔"اس نے ارسلان کو مخاطب کیا جو اثبات میں سر ہلا کر" اس کے پہلو والی سیٹ پر براجمان ہونے کے لیے تیار ہوا۔۔

وہ دونوں سوار ہوئے اور علی نے گاڑی گھما کر محلے سے نکالی یہاں تک کہ ان کی گاڑی مرکزی شاہراہ تک پہنچی مگر ان کے درمیان خاموشی کا رقص تھا۔۔

تم میرے لیے میرے پینتیس ہزار امپلائی کی طرح ایک عام سے امپلائی تھے" لیکن تب تک جب تک تمھاری اصل صلاحیتوں سے واقف نہیں تھا میں۔۔" اس نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔۔

"جج جج سر۔۔"

ارسلان ناصر!۔۔ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میں بلاوجہ کسی کو" سزا نہیں دیتا۔۔"اس نے پھر مخاطب کیا۔۔

"سر آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔۔؟"

کیونکہ تم مجھ سے بلاوجہ خوف زدہ ہو۔۔!" علی نے اسے جواباً کہا جسے سن کر" ارسلان کے چہرے پر تاثرات سرد پڑے۔۔

اس نے گہری سانس بھری تھوک نگلتے حلق تر کیا اس کے عمل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ابھی کچھ کہنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔

سر دیکھیں، آپ ہر لحاظ میں ہم سے بڑے ہیں۔۔ اگر آپ کو اپنی اس سمیرا" کیس کے متعلق پرسنل انفارمیشن لیک ہو جانے کا ڈر ہے تو میں ہر طرح سے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے تیار ہوں میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے میں "سب وہیں آفس میں چھوڑ آیا ہوں۔۔

وہ علی کی جانب گردن کارخ کرتے پوری توجہ سے یک ساعت میں بولنا شروع ہوا گویا اپنی دل ہلکا کر رہا ہو۔۔اس کی باتیں علی غور سے سننا ڈرائیونگ کرتے ہوئے عنابی لبوں پر مدھم مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا۔۔

سر میں آپ کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ انجام سے ڈر لگتا" ہے۔۔اس لیے میری نوکری چھوڑ دینے پر آپ اس انفارمیشن لیک ہو جانے کے محض خدشے سے مجھے کوئی سزا مت دیجیے گا میرا آپ سے کوئی مقابلہ نہیں، "نہ ہی آپ سے مقابلہ کرنے کی سکت رکھتا ہوں۔۔
وہ پھر مزید بولا اس کا لہجہ فکریہ تھا اس نے موقع غنیمت جان کر تمام دل میں لاحق خدشات کو علی کے سامنے رکھا جو اس کی نادانی پر نفی میں سر ہلاتے اب بھی مسکرا رہا تھا۔۔

کہہ دیا۔۔؟اور کچھ کہنا ہے۔۔؟کوئی اور خوف کوئی اور کنفیوژن ؟" علی نے "
سوال کیا جس سے ارسلان کو شرمندگی سی ہوئی شاید وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا
ہے۔۔

نننن۔ نہیں بس اسی لیے پریشان تھا میں۔۔ سوری۔۔" وہ نظریں جھکائے اپنی "
ہتھیلی کھول کر دیکھتا شرمندگی سے بولا۔۔

مجھے تم سے نقصان کا کوئی ڈر نہیں ہے میں ہر شخص کو اچھے سے پرکھنے کے بعد "
ہی اس پر بھروسہ کرتا ہوں اور یہ بھی جان لو کہ میں بھی تمھیں کوئی نقصان
نہیں پہنچاؤں گا مجھ سے مت ڈرو، میں صرف جاب چھوڑنے کی وجہ جاننا چاہتا
" ہوں۔۔

علی نے سڑک کنارے ایک جانب گاڑی روکی اس کی طرف دیکھا اور اس کی پیٹھ
تھپتھپاتے اسے مطمئن کرتا گویا ہوا۔۔

"سر میں بتا چکا ہوں۔۔" اس نے مدھم آواز میں مختصر سا پھر جھوٹ کہا۔۔

"وہ اصل وجہ نہیں ہے۔۔" علی نے جواباً اسے دیکھ کر کہا جبکہ ارسلان نے پھر سر جھکا یا کیونکہ اسے اس کا ضمیر بھی جھوٹ بولنے پر اب ملامت کر رہا تھا۔۔

"اور اصل وجہ میں جانتا ہوں۔۔" علی مزید بولا جسے سنتے ہی ارسلان سرعت میں حیرت سے پھر سر اٹھا کر اسے آنکھیں بڑی کیے دیکھنے لگا۔۔

"لیکن تم سے سننا چاہتا ہوں۔۔" وہ ارسلان کو دیکھ کر زو معنیٰ سا مسکراتے مزید گویا ہوا جبکہ ارسلان بھی اسکے ڈھکے چھپے انداز میں کہے گئے جملے کو تقریباً سمجھ چکا تھا۔۔

"سر میں کوئی الٹی سیدھی گستاخی نہیں کرنا چاہتا تھا مجھے معاف کر دیں۔۔" اس نے بھی ڈھکے چھپے الفاظوں کا ستعمال کرنے انکار ظاہر کیا۔۔

سچ کیا ہے۔۔؟" وہ اپنا سوال ایک نئے انداز سے دہرا گیا۔۔"

"! سر معاف کر دیں پلیز۔۔"

اسے علی کے جملوں سے لگا کہ آج اسے ہر جانب سے خسارہ ہے، اسے خدشہ تھا وہ سارہ سے محبت کا اقرار کرے گا تب بھی ایک امیر، طاقتور اور با اختیار بھائی کی غیرت کے ہاتھوں انتقام کا نشانہ بن جائے گا اور آ گر جھوٹ کہے گا تب بھی جان سے جائے گا کیونکہ علی کا کہنا ہے کہ وہ سچ سے واقف ہے۔۔

سارہ تمھارے جانے کے بعد تمھارے لیے بہت پریشان ہے۔۔اور میں اپنی"

"! بہن کو پریشان نہیں دیکھ سکتا۔۔

وہ اپنے جملے میں اب باقاعدہ اپنی بہن کا ذکر کرتے اپنی باتوں کو کچھ وضاحت بخشنے لگا یہ الفاظ سن کر پہلو میں بیٹھا وہ کم عمر نوجوانوں بھی ششدر رہوا۔۔

علی نے اپنے جملے میں اس کے سارے خدشات دور کیے اسے یہ یقین دلایا کہ محبت میں غیرت کو آڑے لانا ضروری نہیں ہوتا نہ ہی محبت کے معمالات سے غیرت کا کوئی تعلق ہے۔۔

جو خدشات ارسلان کو خاموش رہنے پر مجبور کر رہے تھے اسی خدشات کو دور کرتے علی نے اس کی سوچ کو بدلنے کی کوشش کی، اس نے ارسلان کو یقین دلایا کہ محبت میں غیرت کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔اس کے جملے میں ڈھکی چھپی وضاحت تھی کہ اگر محبت سچی اور خالص ہو، عزت اور نیت پاک ہو، تو اس میں غیرت کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔۔

اس لیے تمھیں کہنے آیا ہوں کہ تمہارا استعفیٰ میں نے ایکسپٹ نہیں کیا ہے۔۔" تمھیں آفس آنا پڑے گا۔۔" وہ مزید بولا جبکہ ارسلان پلک جھپکائے بنا ششدر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

سس۔ سر میں کبھی اتنی بہترین نوکری نہ چھوڑتا مگر اب آپ کی کمپنی میں کسی "
"کی بھی رسوائی نہیں چاہتا۔۔

اس نے اپنی طرف سے سچ کو قبول کرنے کے بعد ڈھکی چھپی وضاحت دی۔۔

کسی کی رسوائی نہیں ہو گی، تمھارے پیچھے اب میں کھڑا ہوں! اگر تم سچے ہو تو "
"اب کسی بھی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے تمھارے دل میں۔۔

میں اپنے جذبات میں کتنا سچا ہوں یہ میرا رب جانتا ہے سر، آپ کو اپنی طرف "
سے یقین دلانے یا بدلے میں کچھ دینے کے لیے میرا پاس کچھ نہیں ہے۔۔ہاں
یہ ایک جان ہے وہ بھی اپنی صداقت اور آپکی وفاداری میں حاضر ہے، جب چاہیں
"گے پیش کر دوں گا۔۔

وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر پر خلوص لہجے میں گویا ہوا جس پر علی پھر مسکرایا
اس کے سر میں بالوں کو سہلا کر اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔

سر نہیں۔۔ تمھارا بڑا بھائی ہوں میں۔۔اور اب جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا" کرنا۔۔"

اس نے ہدایت دیتے کہا ارسلان نے اثبات میں سر ہلایا ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں نمی بھی اتری۔۔

اسے حیرت ہوئی کہ جس علی کے بارے میں وہ اس قدر غلط اور خوف بھرے گمان لیے ہوئے تھا اس کی غیرت کا سوچ کر اپنے آپ کو نقصان میں دیکھ رہا تھا وہ تو بڑا بھائی بن کر اسی کو سہارا دے گیا ہے۔۔

محبت میں عزت، اعتماد اور نیت کی پاکیزگی ضروری ہوتی ہے، لیکن اگر غیرت کو ضد، غصے اور شدت کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو یہ کئی رشتوں کو بگاڑ سکتا ہے۔۔
علی نے ارسلان کے خدشات دور کر کے اسے یہ باور کرایا کہ اگر اس کی محبت سچی ہے اور وہ رشتے کو عزت دینا چاہتا ہے، تو اسے اپنی نیت اور ارادے پر بھروسہ رکھنا چاہیے، نہ کہ بلاوجہ کے خوف میں مبتلا ہونا چاہیے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

حقانی ہاؤس کے گیمنگ ایریا میں وہ سبز ہالف سلیوز کھلی سی سلک کی پیٹرن شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے رات کے کھانے کے بعد اسنوکر ٹیبل پر حمزہ کے ہمراہ اپنے کھیل میں مصروف تھا۔۔۔

"تم سے کئی دنوں بعد ملاقات ہو رہی ہے میری۔۔بہت مس کیا تمھیں میں نے۔۔ تمھارے بغیر میرے سارے کاموں کی رفتار سست پڑ جاتی ہے یو نو دیٹ کہ تم میرے رائٹ ہینڈ ہو۔۔"

وہ ہاتھ میں اسنوکر اسٹک تھامے نشانے کے لیے دوسری جانب بڑھتا بولا۔۔

"جانتا ہوں ہادی سرکار۔۔" وہ آفس سوٹ میں ملبوس کھیل میں مصروف سا گویا ہوا۔۔

تقریباً ہر چیز تم میرے بارے میں جانتے ہو میری اچھائی بھی اور برائی بھی" ۔۔"اس نے جملے کے آخری لفظوں میں آواز کو مدھم کیا اور شاطرانہ سی مسکراہٹ ظاہر کی جس پر حمزہ نے بھی مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

اسی لیے میں نے تمھارے یہاں رہنے کا بندوبست کروایا، تم میرے لیے" میری فیملی کی طرح ہی ہو۔۔"وہ اسنوکر ٹیبل کی دوسری جانب حمزہ کے عقب سے گزرتے اس کی پیٹھ تھپتھپا کر گویا ہوا۔۔

اس کی گفتگو کے دوران میشل بھی ڈارک بلو جمپ سوٹ پہنے حاضر ہوئی آج کئی دنوں بعد وہ بہن بھائی گھر میں ساتھ تھے۔۔

تمھیں یہاں دیکھ کر اچھا لگا۔۔ کبھی اپنے بھائی کو بھی جوائن کر لیا کرو۔۔" فہاد" اسنوکر ٹیبل پر جھکا اپنی باری کھیلتا میشل کی آمد پر مصروف سا طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔۔

فرصت تمھیں نہیں ملتی اور الزام مجھ پر۔۔؟" وہ ہاتھ باندھے ایک انداز سے" بولی۔۔ جسے سنتے وہ مسکرایا اور اپنی باری کھیل کر گردن اٹھائے اپنی بہن کو دیکھنے لگا۔۔

"! کل آفس سے جلدی نکالنا ہو گا ہمیں۔۔"

کیوں کل کوئی خاص بات ہے۔۔؟" وہ میشل کی ہدایت پر متعجب ہوا یہ بات" اب حمزہ بھی غور سے سننے لگا۔۔

"تم پھر بھول گئے؟ کل علی کی برتھ ڈے سیلبریشن ہے۔۔" وہ کچھ مسرت اور جوش سے کہتی مقابل کے چہرے پر تاثرات کو سرد کر گئی۔۔

"علی۔۔" وہ انتقامی لہجے میں خود سے اس کا نام پکار گیا۔۔

"یس اینڈ آئی تھنک ان کا کوئی برانڈ بھی لانچ ہونے جارہا ہے۔۔ سو کل بہت بڑا ایونٹ ہے۔۔!"

وہ پھر بولی مگر فہاد اپنے کھیل میں مصروف اس کی بات پر اب کوئی رد عمل ظاہر نہ کر رہا تھا گویا نظر انداز کر رہا ہوں جبکہ حمزہ اب کھیل کی جگہ اس صورتحال پر دھیان دیتا ساکت ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"کیا ہوا تم خاموش کیوں ہو۔۔ میں تو بہت ایکسائٹڈ ہوں۔۔؟" وہ فہاد کا نظر انداز کرنا محسوس کرتی پھر بولی۔۔

مگر میں نہیں ہوں۔۔ کیونکہ میں نہیں آؤں گا۔۔ "لہجہ سرد تھا۔۔ "

"اب تم اپنی انا کو بیچ میں مت لاؤ۔۔ علی نے پرسنلی کہا ہے کہ ہم دونوں وہاں انوائیٹڈ ہیں۔۔اور عارض نے بھی شازمان ٹیکسٹائل کی طرف سے انویٹیشن سینڈ کیا ہے۔۔"

وہ ایک اصرار سے بولی فہاد جہاں جہاں قدم بڑھا تھا اسی کے تعاقب میں وہ نظریں پہنچائے اپنے الفاظ سے اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"مجھے بھی عالیہ نے انوائیٹ کرر کھا ہے۔۔"وہ گردن گھمائے اسے دیکھ کر بھاری آواز اور سرد لہجے میں بولا۔۔

"تو تمھیں آنا چاہیے ناں کیوں منع کر رہے ہو۔۔؟"

کیونکہ میں فری نہیں ہوں۔۔ تم چلی جانا، حقانی گروپ کی طرف سے تمھاری" شرکت بھی کافی رہے گی۔۔" اسنے اپنے اگلے جملے میں حکم دیتا لہجہ استعمال کیا۔۔

ایونٹ رات کا ہے! تم رات کو بھی فری نہیں؟ یا پھر سے فریحہ کے ساتھ کوئی"
"پرسنل پلانز ہیں تمھارے؟
وہ اسے طیش دلانے لگی حمزہ بھی سانس روکے چہرے پر یکدم سرد تاثرات لیے خوفزدہ سا ہوا کیونکہ کھیل میں مصروف فہاد کا وجود اپنی بہن کے جملے پر ساکت سا ہو گیا تھا۔۔

فہاد نے اسٹک اسنوکر ٹیبل پر رکھی اور ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ کھسکاتے وہ میشل کے قریب پہنچا حمزہ خوف زدہ تھا مگر میشل کے ماتھے پر شکن تک نہ تھی نہ آنکھوں میں اپنے بھائی سے کوئی ڈر ظاہر تھا۔۔

ڈیڈ کی ڈیتھ کو پانچ سال ہو چکے ہیں تقریباً۔۔" فہاد نے سرد لہجے میں اپنی بات کہنا شروع کی جسے بے تاثر چہرہ لیے وہ سن رہی تھی۔۔

اور باپ ایک ہی ہوتا ہے جو پانچ سال پہلے اس دنیا سے جا چکا ہے۔۔" وہ مزید بولا۔۔

سو اب تم میرا دوسرا باپ بننے کی کوشش مت کرو کیونکہ میں تمھیں ہر چیز بتانے کا پابند نہیں ہوں میری جان۔۔" وہ بے حد نرم لہجے میں کہتا اس کا چہرہ تھپتھپا کر گیمنگ ایریا سے روانہ ہونے لگا۔۔

وہی فضول کا ایٹیٹیوڈ۔۔" وہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتی جواباً بولی۔۔"

"جچتا ہے ناں مجھ پر۔۔؟"

اس نے دروازے سے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھتے آنکھ ماری اور ایک گال سے فاتحانہ مسکراہٹ ظاہر کی۔۔ جس پر میشل نے آنکھیں سکھیڑ کر نظریں پھیری، اسے اندازہ تھا کہ اس کا بھائی کتنا بڑا ڈرامہ ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات ڈھل چکی تھی شاہ مینشن میں رات کے کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں شلوار قمیض میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ گلے میں دوپٹہ ڈالے صوفے پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھی اُردو شاعری کی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔۔

جو کتاب سالوں سے اس کے کمرے کے شیلف میں بے سبب پڑی تھی جسکا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔۔ نا جانے کیوں آج کل اسے پڑھنا سارہ شاہ کا ایک پسندیدہ مشغلہ بن چکا تھا۔۔

کچھ دیر گزری تھی کہ اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی جو اسے خوشنما لفظوں کی طلسماتی دنیا سے فوراً باہر کھینچ لائی۔۔

محترمہ؟ کیا میں اندر آسکتا ہوں۔۔" وہ دستک کے بعد ذرا سا دروازے کھول" کر بھاری آواز میں کہتا اپنا گزارشی انداز میں گویا ہوا۔۔

"آجائیں بھائی۔۔"
وہ علی کی آواز پر چونکتی گویا ہوئی اور اگلے لمحے میں کھڑی ہو کر کتاب فوراً بند کر کے صوفے کے قریب موجود سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اپنے سر کو دوپٹہ سے ڈھانپے لگی، اسی دوران وہ چوڑی جسامت کا حامل خوبرو مرد سفید رنگ کے شلوار قمیض پہنے کمرے میں داخل ہوتا صوفے پر براجمان ہونے لگا۔۔

"بیٹھو مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔"
"جی بھائی کریں سب ٹھیک ہے۔۔؟"

اس نے سارہ کو اشارہ کیا وہ اثبات میں ہلاتی اس کے قریب صوفے پر بیٹھتے ہی فکریہ لہجے میں بولی۔۔

"پراجیکٹ آخر کل اپنے اوپننگ سرمنی کے لیے ریڈی ہو چکا ہے۔۔"

"جی بھائی۔۔"

"مگر بابا نے مجھے ایک مشورہ دیا ہے۔۔" اس نے فوراً مدعے کی بات کہی مگر لہجے میں بناوٹی پریشانی سی جھلکی تھی۔۔

"کیسا مشورہ۔۔؟"

"پاسٹ میں جو بھی کچھ ہوا وہ تم ڈزرو نہیں کرتی تھی اور اب ہم سب تمھارے فیوچر کو لے کر کافی پریشان ہیں۔۔

سارہ کے سوال پر وہ جواباً وضاحت دیتا گویا ہوا مگر یہ جملے سارہ کو فرقان کے ساتھ گزارے گئے تلخ لمحات یاد دلا گئے جس کے باعث اس کے چہرے پر تاثر سرد پڑا اور اس نے علی سے نظریں پھیری۔۔

اسی لیے تمھاری خاطر بابا بھی بہت فکر مند ہیں۔۔"اس نے مزید کہا۔۔"

بٹ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔۔میں یہاں بہت خوش ہوں۔۔میرا" وقت بہت اچھے سے گزر رہا ہے۔۔مجھے فیوچر کی کوئی ٹینشن نہیں۔۔"سارہ نے سرد لہجے میں کہا۔۔

ایک باپ کو ہمیشہ بیٹے سے زیادہ اپنی بیٹی کی فکر ہوتی ہے، یہ تم نہیں سمجھ" "سکتی۔۔

ہمم ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ بٹ میں بابا کو سمجھاؤں گی وہ میری وجہ سے "
"ٹینشن لے کر اپنی طبیعت نہ خراب کریں۔۔

اس کے پاس علی کی دلیل کے آگے کوئی خاص جواب نہ تھا وہ نظریں جھکا کر
مناسب سا جواب دیتے یہ موضوع ختم کرنے لگی۔۔

"! بابا کا کہنا ہے کہ، ہمارے کزن مہران سے تمھاری شادی کروادی جائے۔۔"

"کیا۔۔؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟"

مقابل کا نرمی اور بڑے آرام سے کہا گیا جملہ سارہ کے سر پر پہاڑ بن کر ٹوٹا وہ فوراً
سر اٹھا کر اپنے بھائی کو غیر یقینی نگاہوں سے تکتی گویا ہوئی۔۔

"میں سچ کہہ رہا۔۔"

"یہاں کوئی مزاق چل رہا ہے؟ شادی کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے۔۔"

وہ علی کا جملہ کاٹ کر نہایت تلخ لہجے میں بولی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ اس ایک جملے سے عروج پر پہنچا ہے۔۔

"میں نے اپنا آفس جوائن کر لیا ہے میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں مجھے شادی کی ضرورت نہیں نہ ہی ہر مسلے کا حل صرف شادی ہے۔۔" وہ مزید بولی اس کا غصے سے سرخ چہرہ تکتے مقابل مسکراہٹ دبائے دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ لوگوں کو سمجھنا ہو گا کہ مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی، میرے پاس کسی کی بھی سجیشنز لے کر مت آیا کریں۔۔" وہ اپنی دل کی بھڑاس نکالتی یک ساعت میں بولی جا رہی تھی جبکہ علی مسلسل اس کے جملوں پر اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا، خیر تم اس بات کو چھوڑو میرے پاس ایک اور خبر ہے تمھارے لیے۔۔"

علی گویا ہوتے اسے خاموش کر گیا مگر سارہ نے اس کے اگلے جملے میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہ کی اس کا گمان تھا کہ دوسری خبر بھی اس کا خون جلانے والی ہی ہو گی۔۔

"ارسلان دوبارہ آفس جوائننگ کے لیے راضی ہو گیا ہے۔۔ آگلے ہفتے سے آئے گا۔۔" وہ اس کے تاثرات کو غور سے پڑھنے کے لیے پلک جھپکائے بغیر گویا ہوا۔۔

"واقعی؟"

اس ایک جملے پر سارہ کا غصہ ہوا ہوا، لہجے میں مسرت اور حیرانی ظاہر ہونے لگی مقابل اپنی بہن کے اسی تاثرات کو دیکھنے آیا تھا جسے دیکھ کر اس کا ہر گمان یقین میں بدلا۔۔

ہاں۔۔ لیکن سوچ لو۔۔! کیا تمھیں سچ میں۔۔" وہ کہتے کہتے رکا سارہ نے "سوالیہ انداز میں بھنویں اٹھائے۔۔

"کسی سے، شادی نہیں کرنی۔۔؟"
علی نے سوال مکمل کیا چہرے پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں بہت کچھ کہہ گیا تھا جسے دو لمحے غور کے بعد سمجھتی خود بھی مدھم مسکرانے لگی۔۔

"بھائی حد ہے ویسے۔۔"
اس نے علی کو بازوں پر مارتے نفی میں سر ہلایا جبکہ علی گہرا مسکرا کر اسکا سر اپنی چوڑی چھاتی سے لگا گیا اسے دونوں جانب سے راہیں ہموار ہوتی نظر آرہی تھیں۔۔

-----------سونی رائٹس-----------

اگلی شام ڈھلی بلا آخر اس تقریب کا آغاز ہوا جس کا سب کو انتظار تھا شاہ بلڈرز کا
اپنا تعمیر کردہ ایونٹ کے لیے وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہال آج ہلکے نیلے رنگ
کے تھیم پر خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

ہال میں بڑا سا اسٹیج بھی موجود تھا جہاں وسیع اسکرین نصب تھی جس پر برانڈ کی
سرسری معلومات اور پروموشن چل رہی تھی۔۔
اسٹیج سے کچھ فاصلے پر اسٹیج کے روبرو کئی میز اور ان میزوں کے گرد کئی کرسیاں
رکھی گئی تھیں۔۔
ہال میں مہمانوں کے کھڑے ہونے کی بھی خاصی جگہ موجود تھی کیونکہ یہ ہال
وسیع اراضی پر مشتمل تھا۔۔

ہال میں قطار سے تین بڑے ہلکے نیلے رنگ کے فانوس نصب تھے جن میں
درمیان والا فانوس قدرے مختلف اور بڑا ہونے کے سبب زیادہ نمایاں تھا،
دونوں جانب ارد گرد کھڑکیوں اور ستون پر بھاری آسمانی رنگ کے پردے

لٹکائے گئے تھے نیلے اور سفید پھولوں کا سجاوٹ میں نمایاں کردار تھا ہر جانب سفید روشنی تھی جبکہ زمین پر بھی ہلکا نیلا قالین بچھا ہوا تھا۔۔

ہال کا مرکزی دروازہ لان اور لابی سے ہوتا ہوا ہال تک جاتا تھا جہاں جگہ جگہ ہر دروازے پر گارڈز موجود تھے جگہ جگہ کیمرے بھی لگائے گئے تھے جس سے سخت انتظامات کا اندازہ ہو رہا تھا جبکہ فہیم بھی اپنی نفری کے ہمراہ وہاں ہر صورتحال سے نمٹنے کے لیے موقع پر موجود تھا۔۔

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا، کچھ میزبان بھی مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھے، خبر رساں اداروں کے صحافی بھی بڑی تعداد میں موجود تھے جو ہر آنے والے مہمان پر نظر رکھے ہوئے تھے اور اہم مہمانوں سے کچھ سوالات کے زریعے گفتگو بھی کر لیتے تھے۔۔

"تیاریاں بہت شاندار کی ہیں شاہ نے۔۔"

ایک مہمان نے ہال میں داخل ہوتے ارد گرد نظریں گھما کر اپنے مقابل ساتھی سے حیرت بھرے انداز میں تعریف کرتے کہا یہ جملہ انتظامات دیکھتے ہوئے ان مہمانوں کے قریب سے گزرتے دانیال نے بھی سنا جواب خود سے خوش مزاجی میں مسکرایا۔۔

وہ آج سیاہ شرٹ پر مہرون بلیزر کوٹ اور سیاہ پینٹ پہنے کیژول لک میں پر کشش لگ رہا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"ویسے ماننا پڑے گا اتنے کم وقت میں حادثے کے باوجود اتنی اچھی تیاریاں صرف شاہ انڈسٹریز ہی کر سکتی ہے۔۔" کچھ مزید مہمان عارض کے ہمراہ کھڑے انتظامات اور ہال کی خوبصورتی پر تبصرہ کرتے گویا ہوئے۔۔

بہت شکریہ! ویسے یہ پراجیکٹ میرے دل کے بہت قریب تھا اس لیے میں" بھی چاہتا تھا کہ سب کچھ اچھے سے اچھا ہو۔۔اور اس تیاریوں کے لیے بینش "زیدی صاحبہ کا بھی شکر گزار ہوں۔۔

وہ ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے ان کے درمیان کھڑی بینش کی جانب اشارہ کرتا گویا ہوا جو فارمل ہلکا زرد رنگ آفس سوٹ پہن کر آئی تھی۔۔

عارض احمد آج تھری پیس نیوی بلو رنگ کا سوٹ سفید شرٹ اور سیاہ ٹائی کے ساتھ پہنے ہوئے تھا آج ساڑھے تین ماہ میں پہلی بار اس کے ہاتھ پر پلاسٹر کی سلنگ موجود نہیں تھی۔۔ جس سے آج اس کی مکمل صحت یابی کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔

"تو کیا یہ برانڈنگ تُمھاری ہے۔۔؟" مہمان نے تعجب سے کہا۔۔

مگر تمھارا تعلق شاہ انڈسٹریز سے تو نہیں ہے۔۔!" دوسرا مہمان بھی فوراً اپنا حصہ ڈالتا گویا ہوا۔۔

"جی میں شازمان ٹیکسٹائل کا ہالف شئیر ہولڈر ہوں یا یوں کہہ لیں کہ سی ای او ہوں۔۔ یہ برانڈ نگ شاہ اور شازمان کی پارٹنرشپ سے بننے جا رہی ہے اور اس پروجیکٹ کا ہیڈ میں تھا اس لیے اس پراجیکٹ کی اہمیت میری نظر میں بہت زیادہ ہے۔۔"

عارض نے انہیں وضاحت دی جس پر بینش نے بھی اثبات میں سر ہلایا دریں اثناء میں اس کی نگاہیں ہال کے مرکزی داخلی دروازے پر پڑتے ہی ٹھہر گئیں جہاں سے میشل کچھ اہم لوگوں کے ہمراہ ہال میں ایک انداز سے داخل ہوتی اب میزبانوں سے گفتگو میں مصروف ہوئی۔۔

"اکسکیوز می گائز۔۔" وہ میشل کو دیکھتے ہی مہمانوں کے گروہ سے گفتگو تمام کرتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔

"ویلکم مائی کوئین!" وہ میشل کی جانب پہنچ کر استقبالیہ انداز میں گویا ہوتا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے ساتھ ہال میں کچھ آگے تک لے جانے لگا۔۔

وہ آج سیاہ فل سلیو ہائی نیک گاؤن پہنے ہوئے تھی بال ہالف کرلی تھی ہلکا میک تھا اور پیروں میں سیاہ ہائی ہیلز تھیں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی جس کا حسن عارض کو اپنے سحر میں جکڑنے کا اہم ترین ذریعہ تھا۔۔

"اچھی لگ رہی ہو۔۔" وہ دونوں چلتے چلتے ایک مقام پر ٹھہرے جہاں اس کے لباس کا جائزہ لیتے عارض نے خماری لہجے میں سرگوشی کرتے اس کی سادہ سی تعریف کی۔۔

"تم بھی سمارٹ لگ رہے ہو۔۔" وہ اس کے بلیزر کوٹ کا کالر ٹھیک کرتی مسکرا کر بولی۔۔

"اینڈ بائے داوے۔۔یہ جگہ بھی بہت اچھی ہے۔۔نائیس چوائس۔۔"

امپریسو۔۔"وہ ہال کا نگاہوں سے جائزہ لیتی بولی جبکہ مقابل اس کے سحر میں

جکڑا پلک جھپکائے بنا اس وقت صرف اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اب شاہ نے انتخاب کیا ہے تو جگہ بری کیسے ہو سکتی ہے۔۔؟"وہ اس کے حسین

چہرے کو تکتے بولا پلک اب بھی نہ جھپکائی تھی۔۔

"شاہ کے چمچے! یہ تمھارے شاہ ابھی تک آئے کیوں نہیں۔؟اپنے ہی ایونٹ

میں لیٹ ہو گئے۔۔؟"وہ اسے سینے پر مارتی حقیقی دنیا میں لانے پر مجبور کر گئی۔۔

"آتے ہی ہوں گے۔۔"عارض نے اپنے بھاری کلائی پر پہنی برانڈڈ گھڑی کو دیکھ

کر کہا گھڑی میں اس وقت رات کے نو بج رہے تھے تقریب کا آغاز دو گھنٹے پہلے

ہو چکا تھا۔۔

اسی دوران بینش بھی موبائل کان سے لگائے عارض اور میشل تک پہنچی۔۔

علی ابھی تک کیوں نہیں پہنچا فون بھی نہیں اٹھا رہا۔۔"وہ فکریہ لہجے میں"
عارض سے حل کی امید لیے گویا ہوئی۔۔
آپ پریشان نہ ہوں پہنچ جائیں گے ابھی آتے ہی ہوں گے۔۔"اس نے تسلی"
دیتے انداز میں مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شاہ انڈسٹریز کے اہم افراد اور شاہ خاندان کے اہم افراد اکرم گھرانہ، زمان
خاندان، اور دیگر اہم شخصیات کی ہال میں آمد ہو چکی تھی۔۔
یعنی تمام افراد اب ہال میں موجود تھے سوائے علی شاہ کے، جو آج بے حد تاخیر
کرتا کچھ لوگوں کے ذہنوں میں پریشانی سی بڑھا گیا تھا۔۔

اس کی زوجہ نے آج نیوڈ بیج رنگ کی ساٹن میڈی ڈریس پہن رکھی تھی، جو گھٹنوں سے نیچے تک آرہی تھی۔اس کے اوپر اس نے سفید بلیزر پہنا ہوا تھا، جو اس کے لباس کو زیادہ ایلیگنٹ اور فارمل بنا رہا تھا۔۔

اس نے ساتھ ہی پیر و میں ہیل والی اسٹریپی سینڈلز پہن رکھی تھی، اس کے براؤن چمکتے بال کھلے اور نرم لہروں میں اسٹائل کیے گئے تھے، اس لباس کے ساتھ وہ ہلکا میک اپ اور ہلکی جیولری چین نیکلس اور گھڑی پہنے ایک خوبصورت اور کلاسک بزنس کیژول لک دے رہی تھی۔۔

وہ ہال کے وسط میں موبائل کان سے لگائے کچھ پریشان سی کھڑی تھی اسی دوران داخلی دروازے پر زبردست چہل پہل محسوس ہونے لگی جس کی جانب ہال میں موجود افراد متوجہ ہوئے۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں میڈیا والوں کی بھیڑ سے بچنے کے لیے وہ گارڈز کے حصار میں ایک باوقار انداز سے ہال میں داخل ہوا۔۔

علی فیصل شاہ آج سفید ٹکسیڈو کے ساتھ سرخ ٹائی پہنے ہوئے سفید جوتوں میں مقید پیروں سے لمبے ڈگ بھرتا بلا آخر ہال میں موجود تمام افراد کو ایک طویل انتظار کرواتا اب حاضر ہو چکا تھا۔۔

اس کے آتے ہی کئی لوگ اس کے قریب پہنچے وہ میڈیا کی گفتگو سے بچ نکلا مگر ان کے کیمرے مسلسل اسے کے ارد گرد گھومتے اسے کور کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔۔

وہ بلا کا خوبرو جاذب نظر مرد جیل سے سیٹ کیے بال، آنکھوں پر براؤن چشمہ چڑھائے عنابی لبوں پر ہلکی سی مسکان کے ساتھ اپنے اہم مہمانوں سے ملنا شروع ہوا جو ہال میں داخلی مقام پر اسے پاتے ہی اس کے قریب پہنچے تھے۔۔

عالیہ نے اسے آتے ہی لوگوں میں مصروف دیکھا تو بے ساختہ نفی میں سر ہلا دیا۔ اسے اندازہ تھا کہ اس کا شوہر بزنس کی دنیا میں کوئی معمولی شخصیت نہیں، مگر اس کے اخلاق ایسے تھے کہ جو بھی اس کے ساتھ رہتا، وہ اس کی شہرت کا اندازہ نہ لگا سکتا۔ وہ بے حد معروف ہونے کے باوجود بھی اپنے انداز و طرزِ زندگی میں ہر گز متکبر نہ تھا، اور یہی خوبی اسے زندگی میں مزید بلندی اور عروج بخش رہی تھی۔

وہ اس کے قریب پہنچی جہاں علی کے ارد گرد جمع بھیڑ میں اس کی زوجہ کی آمد پر خود بخود علی تک پہنچنے کے لیے راستہ بن گیا۔۔

ویلکم۔۔!" وہ اس کے داڑھی سے لدے خوبصورت چہرے کو تکتی گویا ہوئی" جس پر وہ مسکراہٹ کے ساتھ اپنے خوبصورت سنہری آنکھوں سے چشمہ اتار کر اسے دیکھنے لگا۔۔

اتنی خوبصورت کیسے لگ سکتی ہو تم؟۔۔"وہ مدھم سا اس کے کان کے قریب" چہرہ کیے گویا ہوا۔۔

اور تم؟لیٹ آنے والی یہ بیماری ختم نہیں ہوئی ناں تمھاری۔۔"اس نے بات کا" رُخ بدلتے برہمی سے کہا۔۔

کیونکہ غیر موجودگی میں ہی انسان کی اصل قدرو قیمت کا احساس ہوتا ہے۔۔"" اس نے دوبارہ چشمے آنکھوں پر چڑھا کر ایک انداز سے کہا اسی دوران وہ لوگ بھیڑ سے نکلنے لگے۔۔

کچھ قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ دونوں جواد سیٹھی اور فیصل شاہ کے قریب پہنچے جو تھری پیس آفس سوٹ میں ملبوس آنکھوں میں انتظار کی چمک لیے اسے آتا دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔

"بابا۔۔سوری میں لیٹ ہو گیا" وہ والد سے گلے مل کر گویا ہوا۔۔

"میرا شیر۔۔یہ رعب اور دبدبہ جچتا ہے تم پر۔۔" والد اس کی پیٹھ تھپتھپاتے پر جوش انداز میں گویا ہوا۔۔

"سب آپ کی دعائیں ہیں۔۔" اس نے والد سے الگ ہو کر چشمے اتارے اور والد کے چہرے کو تکتے بولا۔۔

"ویلکم مسٹر شاہ۔۔" جواد سیٹھی نے اس کے کندھے پر ایک ہاتھ رکھ کر داہنا اس کی جانب بڑھاتے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔۔

"تھینک یو سیٹھی صاحب۔۔آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔۔مجھے امید تھی کہ آپ ضرور آئیں گے۔۔" علی نے جواباً کہا۔۔

مجھے تو آنا ہی تھا یہ تیاریاں مجھے بہت امپریس کر رہی ہیں، لاسٹ ٹائم نیو ائیر "ایونٹ کی تیاریاں بھی شاندار تھیں۔۔انتظامات کی پرفیکشن اور خوبصورتی میں شاہ انڈسٹری کا کوئی ثانی نہیں۔۔"

وہ پرمسرت لہجے میں تعریفی کلمات کے ساتھ گویا ہوا جسے سن کر علی نے بھی ہال کا جائزہ لیتے ارد گرد نظریں دوڑا کر پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ دیر گزری تقریب جاری تھی سارہ بھی فل آستینوں والی ہلکے گلابی رنگ سالٹن میکسی پہنے بال باندھے ایک جانب دانیال کی زوجہ سائرہ اور نرمین کے ہمراہ کھڑی ان سے گفتگو میں مصروف تھی۔۔

ہائے۔۔؟" سارہ کے پشت سے کچھ جانی پہچانی مردانہ مدھم سی آواز اس کے" سماعتوں سے ٹکراتی محسوس ہوئی۔۔

وہ آواز سنتے ہی ایک لمحے کو ساکت ہو کر ماتھے پر بل ڈالے پلٹی۔۔

تم یہاں۔۔؟" اس نے شدید حیرت سے کہا کیونکہ اس کے رُوبرو آج پندرہ" دن کے بعد ارسلان کھڑا تھا جسے اس تقریب میں دیکھنے کی سارہ کو بالکل توقع نہ تھی۔۔

سیاہ پینٹ شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ پہنے اپنے گردن تک آتے بالوں کو خوبصورت ترتیب دیئے وہ نوجوان آج بے حد خوبرو اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔اسے یوں تیار سجے سنورے حلیے میں سارہ نے آج بھی پہلی بار دیکھا تھا جبکہ اس کی آمد سے ماتھے پر بل ڈالے نرمین اور سائرہ بھی ارسلان کو دیکھ رہی تھیں۔۔

آپ سے کچھ بات ہو سکتی ہے اکیلے میں؟۔۔" وہ مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔"

ٹھیک ہے چلو۔۔"وہ نگاہوں کے ذریعے سائرہ اور نرمین سے اجازت لیتی" ارسلان کی محض اک گزارش پر بنا اس سے اصرار کروائے اس کے ہمراہ روانہ ہوئی۔۔

آخر کہاں تھے تم؟دس دن سے تم آفس نہیں آئے،نہ فون کیا نہ اٹھایا۔۔اب"
"کیا سوچ کر اپنی شکل دکھائی ہے اس ایونٹ میں۔۔؟
وہ ہال کے ایک کونے میں بھیڑ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے جہاں پہنچتے ہی سارہ اس پر کھل کر برسنے لگی۔۔

سوری کہنا چاہتا ہوں معاف کر دیں۔۔"اس نے جواباً معصومیت سے کہا اس کا" چہرہ بھی معصومیت سے بھرپور تھا کہ کسی کو بھی اگلے لمحے اس پر ترس آ جائے۔۔

ہر گز نہیں۔۔تم نے تو مجھ سے مشورہ کرنا دور بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا اور" مجھے لگتا تھا کہ ہم اچھے دوست بن چکے ہیں۔۔" وہ ظالم اس کی معصومیت پر بھی نہ پگھلی تھی۔۔

بٹ تھینک یو سوچ مجھے یہ ریلائز کرانے کے لیے کہ میں تمھاری زندگی میں" کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔" وہ مزید بولی اس کا چہرہ شدید برہمی بے شمار شکووں اور انتہا کے غصے سے بھرپور تھا۔۔

جو خود زندگی بن جائے اسے اہمیت کے ترازو میں کیا تولنا؟" وہ زو معنٰی کہتا" مدھم مسکرایا مقابل کھڑی سارہ نے اس کے جملے پر آنکھیں سکھیڑ کر تعجب سے اسے دیکھا۔۔

میں جانتا ہوں! آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے میں نے، بٹ میں مجبور تھا۔۔اور" نہیں چاہتا تھا کہ شاہ خاندان میری وجہ سے کسی مشکل میں آئے یا میں شاہ خاندان

کی وجہ سے کسی مشکل میں پھنسوں۔۔" وہ مزید بولا مگر اس کی کوئی بات زرہ برابر بھی سارہ کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔۔

اس سے قبل کے سارہ کچھ کہتی وہ اپنے بلیزر کوٹ سے سیاہ انگوٹھی کا چھوٹا سا ڈبہ نکال کر اسے کھولتا اس کے سامنے پیش کرنے لگا۔۔

"یہ آپ کے لیے۔۔!!"

اس ڈبے میں سونے کی خوبصورت انگوٹھی موجود تھی جو ارسلان اپنی حیثیت کے مطابق سارہ کے لیے لایا تھا وہ بخوبی واقف تھا کہ یہ انگوٹھی سارہ کے شایان شان نہیں ہے لیکن وہ جس محبت سے لایا تھا وہ کسی بھی قیمتی پتھر یا زیور سے زیادہ انمول تھی۔۔

"یہ کس خوشی میں۔۔؟" وہ مزید متعجب ہوئی۔۔

"آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔"

اس نے پُراعتمادی سے اور روانی میں بہت بڑی بات کہہ دی تھی جسے سن کر سارہ شدید حیرت زدہ ہوتی سکتے میں مبتلا ہوئی وہ جس سہمے سہمے ارسلان کو جانتی تھی اس میں اتنی ہمت آخر کہاں سے آئی کہ شاہ خاندان کی اکلوتی بیٹی کو اس طرح شادی کا پیغام دے۔۔

وٹ؟ تمھارا دماغی حالت تو ٹھیک ہے ناں؟ ہمارے بیچ شادی کا ٹاپک کہاں سے آگیا۔۔" اسے ماتھے پر سلوٹیں ابھریں اور وہ سختی سے بولی۔۔

جہاں سے میرے دل و دماغ میں یہ خواہش جگی، وہیں سے یہ ٹاپک بھی آ" گیا۔۔" اس نے جواباً بڑی روانی سے کہا وہ اتنی بڑی بڑی باتیں کہتے ہوئے ذرا برابر بھی نہ ہچکچا رہا تھا۔۔

"یہ سب کیا ہے اور کیوں کر رہے ہو تم۔۔؟"اس کی آواز تلخی میں قدرے بلند ہوئی۔۔

"کیونکہ آپ سے محبت کرنے لگا ہوں۔۔"
اس نے سارہ کی آنکھوں کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا اُس کے اِس ایک جملے کئی پر خلوص جذبات پوشیدہ تھے۔۔ وہ اپنے جملے میں سارہ کے ماتھے سے تمام سلوٹیں ہموار کرتا اسے حیرت زدہ کرنے لگا۔۔

"تم جانتے ہو میری ڈیورس ہو چکی ہے۔۔"اس کی آواز مدھم ہوئی اور لہجہ نرم پڑا وہ یوں پشیمانی اور شرمندگی سے بولی گویا اپنے کردار کا کوئی داغ یا اپنا کوئی بہت بڑا گناہ گنوا رہی ہو۔۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا یہ کوئی عیب یا خامی نہیں ہے جسے قبول کرنے میں دشواریاں ہوں۔۔"

وہ جواباً بولا اس کے انداز میں اعتماد تھا اور اسی چیز پر سارہ حیران تھی اس کے اندر یہ اعتماد کہاں سے آیا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

تمھاری دماغی حالت واقعی ٹھیک نہیں ہے۔۔رہنے دو۔۔"وہ بیزاری سے کہہ" کر روانہ ہونے لگی۔۔

آپ ایسے نہیں جاسکتیں۔۔کوئی بھی جواب دیئے بغیر میں آپ کو جانے نہیں" دوں گا۔۔"وہ پھر اس کا راستہ روک کر اس کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

اِن دونوں کی نوک جھونک کچھ دور کھڑے علی نے بھی دیکھ کر محسوس کی جو اس وقت اپنے خاندان کے افراد اور عالیہ کے ہمراہ کھڑا گفتگو میں مصروف تھا۔۔

وہ دیکھ رہی ہو۔۔"علی نے اپنی زوجہ کی توجہ کچھ دور کھڑے سارہ اور ارسلان" کی جانب مبذول کرائی۔۔

"ہاں۔۔" وہ اسے جانب دیکھ کر جواباً بولی۔۔

"وہ ارسلان ہے۔۔!!" وہ دور سے ہی ارسلان کا سرسری تعارف کرواتا اب تمام حقیقت اپنی زوجہ کو تفصیل سے بتانے کا ارادہ باندھ گیا۔۔

دوسری جانب سارہ اسے اپنا راستہ روک کر دیکھتے مزید ششدر ہوئی۔۔

"آپ جواب دیے بغیر نہیں جاسکتی آگر جواب ناں بھی ہے تو کہہ دیں۔۔آپ سے وعدہ کرتا ہوں پلٹ کر کبھی نہیں دیکھوں گا ہمیشہ کے لیے بہت دور چلا جاؤں گا۔۔"

وہ مزید بولا اس کے انداز میں دھمکی نہ تھی نہ وہ دباؤ ڈال رہا تھا مگر پھر بھی ناجانے کیوں سارہ کے دل میں ارسلان کے ان لفظوں سے کسی اہم چیز کے کھو جانے کے ڈر نے جنم لیا۔۔

اس کے پاس اب کوئی جواب نہ تھا وہ شدید کشمکش میں مبتلا ہوئی یہ چند ہی لمحے اسے اس کی زندگی پر سب سے بھاری لمحے محسوس ہونے لگے کیونکہ وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کچھ لمحے ان کے درمیان خاموشی کا رقص تھا مگر پھر سارہ نے اپنے بھائی کو دیکھا جو اسی کی جانب دیکھتے مسکرا کر آنکھیں مارنے لگا۔۔

سارہ کو اب آہستہ آہستہ سارے معمالات سمجھ آنے لگے اسے اندازہ ہوا کہ اس کے مقابل کھڑے اس سہمے چوہے کو سارا اعتماد اسی کے بھائی سے ملا ہے۔۔

وہ اگلے لمحے ارسلان کے خاموش سوالیہ نگاہوں دیکھنے لگی۔۔ جس کے بعد اس نے پھر اپنے بھائی کو دیکھا جو اُس سے ہاں کہلوانے کا اشارہ دے رہا تھا۔۔ جس پر سارہ نے اپنی غصیلی نظریں پھیری۔۔

''تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو۔۔؟''

"آپ جو کہیں گی کرنے کو تیار ہوں۔۔"

اس نے ارسلان سے سوال کیا جس پر وہ فوراً گویا ہوا۔۔

ابھی اسی وقت اپنی جان دے سکتے ہو۔۔؟"وہ نہایت سنجیدہ تھی۔۔"

آپ کہیں گی تو دے دوں گا۔۔"اس نے پھر معصومیت سے کہا۔۔"

"اور اپنی باتوں سے مکر سکتے ہو؟"

سارہ کا گمان تھا کہ مقابل روانی اور بے دھیانی میں ہاں کا جواب ضرور دے گیا

ابتدائی جھوٹے وعدوں میں صرف ہاں ہاں کی تو ضرورت ہوتی ہے چاہے

معمالات یا موضوع کوئی بھی ہو۔۔

کبھی نہیں۔۔ جس دن مکرا آپ پر اسی لمحے واجب ہے کہ جان لے لیں"

"میری۔۔

اس نے پر خلوص مؤاد بانہ انداز میں کہااس نے سارہ کے تمام گمان غلط ثابت کر دیئے اور محض ایک جملے میں اس کا دل مزید جیت گیا۔۔

وہ مدھم مسکرائی اور اس نے اپنا نازک سفید ہاتھ انگوٹھی کے لیے ارسلان کی جانب بڑھایا۔۔وہ حیرت اور مسرت سے سارہ کا بڑھتا ہاتھ دیکھ کر فوراً انگوٹھی نکالتا اسے انگلی میں پہنانے لگا۔۔

تو ارسلان ناصر صاحب! بہت شوق تھا تمھیں مجھے قائل کرنے کا۔۔؟"وہ" انگوٹھی پہن کر اس کی جانب تکتے بولی۔۔

اب آج اور ابھی سے تم ایک وعدے میں بندھ گئے ہو۔۔یہ انگوٹھی تمھارے" مکر جانے کی صورت میں تمھارے گلے کا طوق بن جائے گی۔۔یاد رکھنا۔۔"
اس نے نظر اٹھا کر ارسلان کی جانب دیکھا اور اسے طنزیہ انداز میں خبردار کرنے لگی۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔"

وہ جواباً اطمینان سے بولا۔۔

ارسلان کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے مراحل میں اس کے رب نے اس قدر آسانی رکھی تھی وہ محبت جسکا حصول بظاہر ناممکن تھا وہ کس قدر سہل انداز میں اسے حاصل ہونے لگی تھی۔۔اس لیے کہتے ہیں ناممکن کو ممکن کر دکھانے والی، معجزات اور کرامات کر دکھانے والی ذات رب العالمین کی ہے جس پر ہر معاملے اور مرحلے میں توکل کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔۔

سچ بتاؤ اتنا کانفیڈنس کس نے دیا تمھیں۔۔؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر" ماتھے پر بل ڈالے قدرے سخت لہجے میں بولی۔۔

"بھائی نے دیاناں۔۔؟"

وہ ارسلان کے جواب سے قبل خود گویا ہوئی جس پر ارسلان نے مدھم سا سہم کر اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ وہ ماتھے پر بل ڈالے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

علی کی آمد کے بعد وہ تمام مہمانوں سے یک کے بعد دیگرے ملنا شروع ہوا تمام اہم افراد سے ملنے کے بعد ہال کے وسط میں اس کی سالگرہ کا بڑا سا کیک حاضر کیا گیا جسے کاٹنے کے بعد انھوں نے اسٹیج پر چڑھ کر اپنے مشترکہ کلاتھنگ برانڈ کا افتتاح کیا۔۔

برانڈ کا نام ریویل کیا گیا جو شازمان ٹیکسٹائل کے نام سے ہی منسوب تھا کیونکہ شازمان نام بذات خود شاہ اور زمان خاندان کی مشترک ہونے کو ظاہر کرتا تھا اور ان کے اتحاد کی ترجمانی کرتا تھا۔۔

ان دونوں میاں بیوی نے عارض اور بینش سمیت ہال میں موجود تمام مہمانوں اور صحافیوں کو اپنے برانڈ کی سرسری بریفنگ دی اور اپنے برانڈ کا تعارف کروایا اس دوران میڈیا کی بھرپور توجہ ان پر مرکوز تھی۔۔

میڈیا والوں میں کچھ افراد حقانی اور شازمان ٹیکسٹائل کے اشتراک سے بھی واقف تھے یہی وجہ تھی کہ وہ اس کلاتھنگ برانڈ پر کچھ متعجب ہوئے تھے۔۔

"سر کیا آپ کے اس کلاتھنگ برانڈ کی آؤٹ لیٹ صرف اسی شہر میں موجود ہو گی۔۔" صحافی نے سوال کیا۔۔

"نہیں یہ تو صرف آغاز ہے۔۔ انشاءاللہ آہستہ آہستہ اس کی دیگر آؤٹ لیٹس بھی مختلف شہروں میں جلد اوپن ہوں گی۔۔" عارض نے جواب دیا۔۔

"یہ شازمان کلاتھنگ برانڈ ہے تو کیا اسے بھی شازمان ٹیکسٹائل اون کر رہا ہے۔۔؟"

نہیں یہ صرف نام ہے اونراس کی دونوں کمپنیز پاٹنر شپ میں ہیں۔۔"بینش" نے صحافی کے سوال پر وضاحت دی۔۔

اس سے فرق نہیں پڑتا آگر شازمان ٹیکسٹائل اکیلا بھی اس برانڈ کا اونر ہو تو" "ہمارے لیے یہ بھی اتنی ہی خوشی کی بات ہو گی جتنی کہ اب ہے۔۔
علی نے صحافی کے سابقہ سوال پر بینش کے بعد اسے مزید وضاحت دی لہجہ خوشگوار تھا۔۔

سر کیا آپ جانتے ہیں کہ شازمان ٹیکسٹائل کا حقانی کیمکلز کے ساتھ بھی" کلاتھنگ برانڈ کا پراجیکٹ جاری ہے تو کیا یہ طرزِ عمل شازمان ٹیکسٹائل کی جانب سے ایک نئے انداز سے اپنے کپڑوں کی مارکیٹنگ اسٹریٹیجی کا حصہ ہے یا دونوں کمپنیز کے ساتھ سیم کلاتھنگ برانڈز کا آغاز کرنا کسی اور کاروباری طرز کی جانب "اشارہ کر رہا ہے۔۔؟

صحافی نے بلا آخر اپنے ذہن میں گردش کرتی الجھن کو زبان پر لاتے بیاں کیا مگر یہ سوال علی فیصل شاہ کے سر پر حیرت کا پہاڑ توڑنے کے لیے کافی تھا۔۔

اسے تعجب ہوا کہ جس فہاد حقانی کو اپنے خاندان سے دور رکھنے کے لیے اس نے کنٹریکٹ سائن کروایا تھا اس کی بیوی اسی شخص کے ساتھ کاروبار کر رہی تھی اور وہ خود اس بات سے بالکل انجان تھا نہ ہی اسے اس کی بیوی نے بتانا ضروری سمجھا تھا۔۔

اس نے صحافی کے سوال پر عالیہ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا جواب سرد تاثر لیے خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی، وہ علی کی نظروں سے کچھ گھبرا سی گئی تھی گویا ذہن نے اسے پیغام پہنچانے بند کر دیے ہوں۔۔

-

وہ تقریب میں اسٹیج پر اپنی زوجہ سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا وہ صحافی کے ناگوار سے سوال پر کئی لمحوں تک سوالیہ نظریں لیے دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ بات کسی بھی طرح سے لاعلمی سے تعلق نہیں رکھتی۔۔ سب کچھ میرے علم میں ہے اور یہ ایک مارکیٹنگ اسٹریٹیجی ہی ہے اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لیے۔۔ میرا نہیں خیال کہ اس طرح کی اسٹریٹیجی کو اپنانے میں کوئی برائی ہے۔۔"

اس نے رسماً مسکرا کر تمام صحافیوں کو وثوق سے جواب دیا مگر درحقیقت وہ خود کسی بھی معمالات سے آشنا نہیں تھا۔۔

عالیہ نے اس کے جواب پر سکھ کا سانس تو لیا مگر اس کی سرد نظروں میں برہمی اور شکوہ دیکھ کر وہ کچھ فکرمند ہونے لگی۔۔۔

صحافیوں کے کئی سوالات کا سلسلہ جاری تھا جس کے اختتام پر ہال تالیوں سے گونج اٹھا اس کے بعد گارڈز نے صحافیوں کو سنبھالا اور تمام مراحل مکمل ہونے پر مہمانوں کے لیے ایک بھرپور اور شاندار قسم کے عشائیے کا اہتمام کیا گیا تھا جس کے بعد آہستہ آہستہ تقریب کا بھی اختتام ہونا تھا۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

اب رات کے دو بج چکے تھے شاہ خاندان کب کا تقریب سے لوٹ کر گھر آ چکا تھا اور اب سب گھر والے اپنے اپنے کمروں میں موجود آرام کر رہے تھے لیکن علی شاہ نے ابھی تک اپنے کمرے کا رُخ نہیں کیا تھا۔۔

سیاہ رات میں جلتی مدھم روشنی، سرد ہوا میں گرم مزاج لیے وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ کھسکائے کھڑا گہرے بادلوں میں ڈھکے تاریک آسمان کو تک رہا تھا۔۔

سر کیا آپ جانتے ہیں کہ شازمان ٹیکسٹائل کا حقانی کیمکلز کے ساتھ بھی "))
(("کلاتھنگ برانڈ کا پراجیکٹ جاری ہے

اس کے ذہن میں آج کی گئی صحافی کے سوال کی بازگشت گونجتے اسے الجھن میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

تمھاری نیت اور اخلاص دیکھ کر میں نے ابھی اور اسی وقت یہی فیصلہ کیا ہے "))
کہ وہ تمام قانونی مسئلے جو تمھارے بزنس پر اثر انداز ہو رہے ہیں اُنہیں ٹھیک
"!! کرنے میں ہم تمھارا ساتھ دیں گے۔۔۔ مگر میری ایک شرط ہے۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچی، ماتھے پر بل ڈالے وہ چھت سے نیچے اپنے سنسان لان کا منظر دیکھ رہا تھا ساتھ ہی اسکے ذہن کے پردے پر اسکی اور فہاد کے درمیان ہونے والی پہلی اور آخری ملاقات لہرائی۔۔

"کیسی شرط۔۔؟" فہاد نے سوال کیا تھا۔۔"

"تم ایک لیگل ڈاکومنٹ سائن کروگے یہ ایک مستقل کانٹریکٹ ہوگا جس کے مطابق تم وعدہ کروگے کہ شاہ انڈسٹریز اور شاہ خاندان سے ہمیشہ کے لیے دور رہوگے انہیں تمھاری طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اگر تم نے کہیں نہ کہیں یہ کانٹریکٹ توڑا تو اس کی سزا بھی بہت سخت ہوگی۔۔ !!"

"جی جی بالکل بے فکر ہو جائیں میرا فوکس ویسے بھی اپنے کام پر ہی ہے، میری توبہ یے مجھے دشمنیوں سے اور بدنامیوں سے ڈر لگتا ہے۔۔"))

وہ ڈیڑھ سال قبل فہاد کے ساتھ سائن ہونے والے کانٹریکٹ کے حوالے سے سوچ پر مجبور ہوا آج اتنے عرصے بعد یہ بات پھر سے نکل کر اسے غصہ دلائے ہوئے تھی کہ فہاد نے اس کے کانٹریکٹ کا پاس نہیں رکھا اس کی تنبیہہ کو ہوا میں اڑا دیا تھا۔۔

"!علی۔۔"

رات کے اس پہر اسکے سماعتوں سے اپنی بیوی کی آواز ٹکرائی تھی جسے سن کر وہ خیالات سے نکلتا ماتھے پر سلوٹیں ہموار کر کے چونکا۔۔

پلیزام سوری، مجھے اندازہ نہیں تھا تمھیں یہ بات اتنی بری لگ سکتی ہے۔۔"وہ" مزید گویا ہوئی لہجے میں التجاء اور بے انتہا فکر پوشیدہ تھا جس کی یہ التجاء مقابل نے بنا پلٹے سنی۔۔

مجھے موقع ہی نہیں ملا تمھیں کچھ بتانے کا۔۔!"وہ مزید بولی۔۔"

پلیز کچھ تو کہو۔۔ تم نے وہاں ایونٹ میں بھی مجھ سے کوئی خاص بات نہیں" کی۔۔ تمھاری برتھڈے کی خاطر سب کچھ ارینج کیا تھا میں نے اور تم نے مجھے ہی "اگنور کر دیا۔۔

وہ پھر پریشان کن لہجے میں گویا ہوئی جسے سن کر وہ مسکرایا وہ اب بھی نہ پلٹا تھا البتہ اس کی شرارت بھری مسکراہٹ سے ظاہر تھا کہ وہ ناراضگی کا ڈھونگ کرتا اپنی بیوی کو ستا رہا ہے۔۔

وہ برہمی سے کچھ قدم لیتی اس کے قریب پہنچی۔۔

"علی میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں جواب دو۔۔"
اس نے مقابل کا بازو تھام کر اسے سرعت میں اپنی طرف پلٹا کر سختی سے کہا۔۔

مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس وقت۔۔ بہتر ہے کہ تم کمرے میں چلی جاؤ۔۔""
وہ بناوٹی سرد لہجے میں بولا جسے سن کر عالیہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی اسکی آنکھوں میں بھی نمی اتری۔۔

میں ایسے تمھیں ناراض چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔پلیز مجھے معاف کر "
"!دو۔۔

پلیز ام ریلی سوری۔۔" وہ اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر اس کے قریب "
ہوتی گویا ہوئی جو اس کے خوبصورت چہرے سے نظریں پھیرے خاموش کھڑا
کہیں اور دیکھ رہا تھا۔۔

علی کی مسلسل خاموشی پر وہ مضبوط اور سخت جان لڑکی بھی اپنی محبت کے آگے
کمزور پڑنے لگی اسکی ہتھیلیوں کی گرفت بھی مقابل کے بازوؤں پر کچھ ڈھیلی
ہوتی محسوس ہوئی اس نے پشیمانی سے سر جھکا دیا،اس کی بھری بھری آنکھیں
سرخ ہوئیں اور بلا آخر ان سے بہتے وہ قیمتی موتی زمین پر گر کر بے مول ہونے
لگے۔۔

علی نے ایک لمحے کو زمین کی جانب دیکھا جہاں مدھم روشنی میں کچھ قطروں کی صورت میں چمکتے آنسو اسے محسوس ہوئے وہ نظریں وہیں ٹھہرا کر آنکھیں سکھیڑتا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

کیا مطلب، تم رو رہی ہو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھا کر " گویا ہوا اس کی آنکھیں واقعی نم تھیں۔۔

آرے۔۔" وہ بھنویں اٹھائے ششدر رہوا۔۔"

مجھے معاف کر دو۔۔ میں تمھیں سب کچھ بتاتی ہوں۔۔" اس نے رخسار پر بہتے " آنسو صاف کرتے معصومیت سے کہا۔۔

اور تمھیں لگتا ہے کہ علی کو، تم سے کسی وضاحت کی ضرورت پڑ سکتی "
ہے۔۔؟" وہ اس کا چہرہ تھام کر کہتا اس اسکے ماتھے پر بوسہ دیے اسے چھاتی سے لگا کر اسے خود سے قریب کر گیا۔۔

میں تمھیں خود سے بدگمان ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔۔"اس کا لہجہ مغموم تھا۔۔"

میری جان میں صرف تمھیں تنگ کر رہا تھا۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتنی "
"چھوٹی سی بات پر میری شیرنی اس قدر سیریس ہو جائے گی۔۔
وہ مسکرا کر سچ کہتا گویا ہوا۔۔ جسے سنتے ہی زوجہ ماتھے پر بل ڈال کر اس کے پیٹ پر اپنی کہنی مارتی فوراً اس سے الگ ہوئی۔۔

مذاق لگتا ہے تمھیں یہ سب ؟ بچے ہو جو اس طرح کے مزاق سوجھتے ہیں "
تمھیں۔۔؟" وہ برہم ہوئی۔۔

سوچا دیکھ تو لوں کہ تم مجھے کس طرح مناتی ہو۔۔"اس نے ہاتھ باندھتے جواباً"
کہا عنابی لبوں پر اب بھی مسکراہٹ تھی۔۔

وہ نم آنکھوں میں برہمی لیے اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی گہری دیر رات کے سبب ہر سو سناٹا تھا، وہیں یہ دونوں اکیلے چھت پر کھڑے گفتگو میں مصروف تھے۔۔

تم نے واقعی آج کی ساری تیاریاں میرے لیے کروائی تھیں۔۔؟"وہ اس کا کچھ" لمحے قبل کہا گیا جملہ حیرت سے دہرا گیا جو اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔۔

کیوں تمہاری برتھڈے نہیں تھی کیا۔۔؟"اس کے لہجے میں اب بھی کچھ" برہمی تھی۔۔

لوگ مجھ سے آج پوچھ رہے تھے کہ تمھیں بیوی نے کوئی برتھڈے گفٹ دیا"
بھی ہے یا نہیں۔۔
میرا دل بڑا چاہ رہا تھا کہ انہیں تمھارے دیے گئے برتھڈے سرپرائز کا بتادوں
"مگر تم نے منع کیا تھا۔۔
وہ فام ہاؤس میں گزارے گئے اپنے وقت کو یاد کرتا مقابل کھڑی اپنی زوجہ کا
مزاج بدلنے لگا۔۔

ویسے کیا سوچ تم نے اتنے دن پہلے مجھے برتھڈے کا سرپرائز دیا اس میں تو ایک"
"ہفتہ پڑا تھا۔۔؟

تمھیں فکس برتھڈے والے دن سرپرائز نہیں دے سکتی تھی کیونکہ یہ ایونٹ"
ہونا تھا اور دو تین دن پہلے دیتی تو تمھیں اندازہ ہو جاتا کہ بزنس میٹنگ نہیں بلکہ
کوئی اور بات ہے۔۔"اس نے وضاحت دی مزاج اب قدرے بہتر تھا۔۔

ویسے میرے ساتھ رہ کر تم بھی کافی سمارٹ ہو گئی ہو۔۔" وہ دونوں بیک وقت " ہنسے۔۔اف یہ لمحہ واقعی بے حد حسین تھا۔۔

رات بہت ہو گئی ہے چلو اب۔۔" عالیہ نے گفتگو کا اختتام سمجھ کر اسے اپنے " ساتھ روانہ ہونے کا اشارہ کیا۔۔

ٹھہرو تو سہی۔۔" اسکی کلائی تھام کر روکتا اپنے قریب کر گیا۔۔ "

وہ بھنویں اٹھائے اس کی گہری سنہری آنکھوں میں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

آج پھر سے ان لمحات کو دہرانا چاہتا ہوں۔۔" اس نے مقابل کھڑی صنفِ " نازک کو کندھوں سے تھام کر اس کا سفید پہنا بلیزر کوٹ سرکانا چاہا۔۔

ایسا ممکن نہیں۔۔" وہ نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹاتی گویا" ہوئی۔۔

آج سالگرہ ہے میری۔۔ مجھے گفٹ دینا تو بنتا ہے ناں۔۔؟"اس نے اپنی زوجہ" کی سرخ ناک سے اپنی ناک رگڑتے سرگوشی نما لہجے میں گزارش کی۔۔

میری جان! تمھیں تمھاری برتھڈے کا ایک شاندار گفٹ مل چکا ہے دوبارہ" کچھ نہیں ملنے والا تمھیں۔۔" وہ اپنے نازک ہاتھوں میں اس کے ہلکی داڑھی سے لدا چہرہ تھام کر محبت سے بھرپور لہجے میں نہایت سفاکی کا مظاہرہ کر گئی۔۔

مقابل نے خاموشی سے نفی میں سر ہلا کر مدھم مسکراہٹ ظاہر کی۔۔ وہ طاقتور شخص اپنے روبرو کھڑی اس لڑکی کے ہاتھوں آسانی سے مارا جا سکتا تھا وہ بھی بنا کسی ہتھیار کے۔۔

"تم آگر مجھ سے ناراض نہیں تھے تو یہاں اکیلے کیوں کھڑے تھے۔۔؟"
عالیہ نے اپنے ذہن میں گردش کرتی الجھن کو بیان کیا اسی بہانے اس نے موضوع کے زریعے مقابل کا دھیان بھٹکانے کی کوشش کی۔۔

فہاد سے میں نے کانٹریکٹ سائن کیا تھا اس کی مجال کے اس کے باوجود وہ پیچھے نہیں ہٹا۔۔" اس نے سنجیدگی سے جواباً کہا یہ جملہ عالیہ کے چہرے پر بھی تاثرات سرد کر گیا۔۔

یہ معمالات سیدھے نہیں ہیں۔۔ یہ تو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔ بس" "تمھیں بھی محتاط رہنا ہوگا۔۔

"تم ساتھ ہو ناں۔۔ پھر مجھے کیا ٹینشن۔۔"
وہ مقابل کی ہدایت پر بے فکری سے مطمئن انداز میں بولی کہ اس کا شوہر جو سنجیدہ چہرہ لیے تھا پھر مسکرا گیا۔۔

علی شاہ اپنی زوجہ کے خوبصورت چہرے کو محویت سے دیکھ رہا تھا وہ ہر موضوع چھیڑ کر بھی مقابل کے ذہن پر طاری خمار کو کم نہ سکی تھی۔۔

"یو آر رائٹ مائی لو۔۔ جب ہم ساتھ ہیں تو بڑے سے بڑا مسلہ بھی ہمیں کسی ٹینشن میں نہیں ڈال سکتا۔۔"
وہ اپنی بیوی کے کہے گئے جملے سے متّفق تھا۔۔

"بلکہ ہمیں ٹینشن لینے کے بجائے آج کی اس سیلبریشن کو سلیبریٹ کرنا چاہیے۔۔"
اپنا ادھورا جملہ ذو معنی انداز میں مکمل کرتا مزید بولا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اسے پلک جھپکتے گود میں اٹھا کر حیرت زدہ کرتا چھت سے روانہ ہوا۔۔ اس کے لہجے اور عمل سے صاف ظاہر تھا کہ آج کی رات اس کے ارادے نیک ہرگز نہ تھے۔۔

اگلے دن کی صبح کا اختتام تھا۔۔ فہاد کل کی تقریب دیکھ کر آگ بگولہ ہوتا زاہد کے سامنے اپنی برہمی ظاہر کرنے کے لیے آج اپنے سارے کام چھوڑتے خود زاہد کے گھر چل کر آیا تھا۔۔

وہ نیلے ٹی شرٹ پر خاکی رنگ جیکٹ اور جینز کی پینٹ پہنے آج کیژول لک میں کچھ منفرد لگ رہا تھا بکھرے بال سبز گہری آنکھیں اور گلے میں چمکتا ٹی شرٹ کے اوپر اس کا وہ لاکٹ۔۔ وہ نگاہوں میں سرخی اور ذہن میں کچھ اضطراب لیے زاہد کے گھر پہنچا تھا۔۔

وہ لوگ گیسٹ میں آمنے سامنے صوفے پر براجمان گفتگو میں مصروف تھے یہ ایک نیا گھر تھا جو شہر سے دور زاہد نے ابھی ابھی خریدا تھا جہاں اس کے سوا کسی کا آنا جانا نہ ہوتا تھا۔۔

"تم نے مجھ سے کہا تھا کہ جب تم آؤ گے تو اسکی دنیا تہس نہس کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑو گے مگر میں دیکھ رہا ہوں اب تم بھی اس کے آگے ہار مان رہے ہو۔۔"

اس نے ماتھے پر بل ڈالے زاہد کو مخاطب کیا۔۔

"ہادی ایسا نہیں ہے۔۔"

"ایسا ہی ہے۔۔" اس نے دانت بھینچتے کہا۔۔

"تم اتنے بیوقوف کب سے ہو گئے ہادی؟ اتنے جذباتی کیوں ہو رہے ہو۔۔؟"

زاہد کو طیش آنے لگا۔۔ جبکہ مقابل بیٹھے جنونی شخص نے عنابی لبوں سے شراب کا گلاس لگاتے ہی اسے ایک سانس سے حلق میں انڈیلا۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔مجھے جلدی سے حل تلاش کر کے دو ورنہ میں خود کچھ ایسا کر "
" جاؤں گا جس کی کسی کو توقع نہیں ہو گی۔۔

اس نے گلاس پوری قوت سے ٹیبل پر رکھا،اپنی ہلکی داڑھی اور عنابی لبوں پر ہتھیلی کی پشت پھیرتے کہا۔۔

تمھیں کیا ہو گیا ہے۔۔؟تم جانتے ہو میں ہار نہیں مانتا مگر ابھی تحمل سے کام "
" لے رہا ہوں تو تم بھی تحمل سے کام کو۔۔

"اور مزید کتنا صبر۔؟"

اس نے یک دم کھڑے ہوتے ٹیبل پر پڑی شراب کی بوتل کو ہاتھ سے جھٹک کر زمین پر گرایا جو فہاد کے غصے کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک ہی لمحے میں سنگ مر مر کے فرش پر ٹوٹتے بکھری۔۔

انتقام کی شدت اس قدر کیوں بڑھتی جا رہی ہے کہ تم سے صبر ہی نہیں ہو رہا۔۔؟"زاہد کو اس کی جنونیت پر تعجب زدہ تھا۔۔

"یہ مجھے انتقام نہیں لگتا۔۔ بات کوئی اور ہے۔۔!!"وہ ایک بھنواں اٹھا کر مزید بولا جبکہ فہاد نے گہری سانسیں بھرتے خود کو بے جان و بے بس سا صوفے پر گرایا۔۔

"اپنے کام پر دھیان دو تو بہتر رہے گا۔۔"فہاد نے نظریں چراتے مدھم اور سرد لہجے میں کہا یہ جملہ زاہد کو مزید اس کی حالت میں دلچسپی لینے پر مجبور کر گیا۔۔

"مجھے بتاؤ تمھیں کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔۔؟"زاہد نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔۔

اپنے موضوع سے بھٹک رہے ہو تم۔۔ صرف علی شاہ کی رسوائی کا کہا تھا میں" نے۔۔ وہ کام اب تم سے بھی نہیں ہو پا رہا ہے۔۔"اس نے نگاہیں زاہد پر ٹکائے غضب ناک انداز میں کہا۔۔

اگلے لمحے فہاد نے نظریں جھکائے پینٹ کی جیب سے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا۔۔

"جب تک مجھے وجہ نہیں بتاؤ گے میں حل کیسے تلاش کروں گا۔۔؟" زاہد نے فکریہ لہجے میں کہا یہ ایک بہترین وقت پر اس کی جانب سے بہترین پتّا پھینکا گیا۔۔ یہ جملہ فہاد کو دل پر لگتا اسے ساکت کر گیا وہ کچھ لمحے سوچ میں مبتلا ہو کر نظریں اٹھائے زاہد کی جانب دیکھنے لگا۔۔

"کوئی وجہ نہیں ہے اپنے ڈیڈ کے قاتل کو اتنی بلندیوں پر نہیں دیکھ سکتا میں۔۔"

اس کے ذہن نے پھر زاہد کو سچ بنانے سے روکا مگر زاہد بھی تجربہ کار اور عمر میں فہاد سے کافی بڑا تھا اسی لیے تو اپنے کھیل کا ماسٹر مائنڈ تھا اور کوئی اس کے اصل چہرے سے واقف بھی نہ تھا۔۔

جتنی بلندی ہو گی وہاں سے گرانے میں بھی اتنا ہی مزا آئے گا۔۔ مگر تمھیں پھر" "بھی صبر تو کرنا پڑے گا ناں۔۔ آخر کیوں ہے تمھیں اتنی جلدی۔۔؟

کیونکہ مجھ سے نہیں ہو رہا برداشت۔۔ اس کی بیوی چاہیے مجھے۔۔ "لفظ صبر" سن کر فہاد کو پھر جوش آیا وہ بے ساختہ طیش میں زاہد کا جملہ کاٹتے چلا کر گویا ہوا۔۔

"کیا۔۔؟"

زاہد نے بلا آخر حقیقت کو تلاش کر لیا تھا مگر وہ متعجب تھا اسکا تعجب دیکھ کر فہاد کو بھی ہوش آیا کہ فہاد اسے اپنے دل میں پوشیدہ وہ راز بتا گیا ہے جو آج سے پہلے فہاد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

ہاں ایک یہی ذریعہ ہے اب۔۔اسے توڑنے کا۔۔" فہاد نے ماتھے پر بل ڈالتے" پھر نظریں چرا کر سرد لہجے میں کہا اس نے اپنی بات کو اب نیا رخ دینے کی کوشش کی مگر ناکام تھا۔۔

تمھیں اس کی بیوی چاہیے ؟۔۔ کہیں تمھیں وہ اچھی تو نہیں لگنے لگی۔۔؟""
زاہد نے مسکرا کر حیرت سے کہا جبکہ فہاد خاموش تھا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔"

زاہد نے فہاد کی خاموشی پر ایک جاندار قہقہ لگایا جو یقیناً نہ صرف گیسٹ روم بلکہ اس سنسان گھر کی درودیوار سے لگ کر گونجا تھا۔۔

مانناپڑے گا۔۔ہیروں میں بھی سب سے قیمتی ہیرے کاانتخاب کرناکوئی تم "
سے سیکھے۔۔"اس نے فہاد کی پسند پر داد دیتے انداز میں کہااور تالی بھی بجائی۔۔

فہاد کواپنے راز کھولنے پر پیشمانی تھی جبکہ زاہد کو حد سے زیادہ حیرانی تھی اسے لگا گویااس راز کے زریعے اس کے ہاتھ کوئی قیمتی خزانہ لگ گیاہو کیونکہ وہ فہاد کی کمزوری جان گیا تھااور اسی کواستعمال کرنااب اسکااگلاٹارگٹ تھا۔۔

"بہت شاندار چوائس ہے تمھاری۔۔"
وہ پھر گویاہواجبکہ فہاد کش لگاتااس کی باتوں کوناگواریت سے سن رہاتھا۔۔

یہاں محض بکواس کرنے سے اور میری چوائس پر میری تعریف کرنے سے تم "
مجھے خوش نہیں کر سکتے زاہد۔۔مجھے خوش کرناہے توتمھیں میرے لیے اس تک
"رسائی حاصل کرنے کی آسانیاں بنانی ہوں گی۔۔

وہ سرد لہجے میں زاہد سے گویا ہوا۔۔

"بے فکر رہو۔۔اب تمھارا مقصد جلد پورا ہو گا۔۔وہ لڑکی تمھیں ضرور ملے گی۔۔"

زاہد نے پراعتمادی سے کہا وہ مقابل کو اپنی تسلیوں سے خوش کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بن سکے مگر فہاد پر اس کے جملے،اس کی تسلی اور اس کی دلائی گئی امید کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔

"ابھی شاہ کو یہ یقین ہو جانے دو کہ اس کے سارے دشمن ختم ہو گئے ہیں۔۔ سب کی دھاک بیٹھ گئی ہے،سب ہار گئے ہیں وہ جیت گیا ہے۔۔"زاہد نے مزید کہا۔۔

جب اسے یہ یقین ہو جائے گا تو وہ سکون میں آجائے گا۔۔اسی موقع سے فائدہ" اٹھا کر ہم اس پر اچانک ایک ایسا وار کریں گے کہ جس سے وہ سنبھل نہیں پائے گا۔۔"

اس نے فہاد کو مستقبل کے حوالے سے ترکیب بتائی جسے فہاد نے سنا کش لگایا مگر کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا۔۔

فہاد جو پہلے سے مضطرب، دل کے ہاتھوں مجبور اور بے چینی میں رہتا تھا، کیا یہ راز زاہد پر افشاء کرنے کے بعد فہاد کے اصل زوال کا دور شروع ہونے جا رہا تھا؟ اب زاہد اسے کتنا ستانے والا تھا اور یہ ممکن تھا بھی یا نہیں یہ سب کچھ صرف آنے والے وقت کو پتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

صبح کا اختتام ہونے کو تھا کل کی تقریب کے بعد آج شاہ انڈسٹری میں کاروباری سرگرمیاں عروج پر تھیں۔۔ جبکہ اس کے آفس کمرے میں بھی خاصی چھل پہل تھی۔۔

دوسری جانب بزنس کی دنیا میں بھی عجب سا تہلکہ مچا تھا بزنس میں یہ پہلی بار ہو رہا تھا کہ کوئی میاں بیوی اس طرح اپنے اپنے کاروبار کے اشتراک سے کسی برانڈ کا آغاز کرنے جا رہے تھے۔۔

یہ اکثر دیکھا گیا تھا کہ جب بھی شاہ انڈسٹریز کے متعلق کوئی ایونٹ یا کوئی خبر گردش کرتی تو وہ بزنس کی دنیا میں ہلچل مچا دیا کرتی تھی اسی لیے ہر کسی کی نظریں اب زیادہ تر اسی انڈسٹری پر ہوتی تھیں۔۔

اگر کہا جائے کے شاہ خاندان کے بزنس سے متعلق فیصلے ملک کی تمام بزنس انڈسٹری پر اثر انداز ہوتے تھے تو یہ کہنا غلط نہ ہو گا۔۔

وہ آج شان سے اپنے بڑے سے آفس کمرے میں راکنگ چیئر پر براجمان آج سالوں بعد آفس میں ٹکسیڈو سوٹ پہن کر آیا تھا جسکا رنگ سیاہ تھا۔۔

اس پرکشش مرد پر سیاہ رنگ بے حد جچتا تھا۔۔ آج اس کی روح خوشی سے سرشار تھی، ہر جانب اسے فتح و کامیابی سے نوازا جا رہا تھا، اس نے عرصے بعد سکھ کا سانس لیا تھا جن طویل تکلیفوں پر وہ ہمیشہ ثابت قدم کھڑا رہا اسی کا انعام اسے آج مل رہا تھا۔۔

اس کے آفس ٹیبل کے رُوبرو کرسی پر براجمان دانیال اور بینش اس سے کاروباری حوالے سے گفتگو کرنے میں مصروف تھے دوسری جانب میٹنگ ایریا کے ٹیبل پر اس کے سالگرہ پر ملنے والے بے شمار تحائف موجود تھے جن کی چیکنگ ٹیبل کے قریب کھڑے ملازمین کر رہے تھے۔۔

ملازمین کو حکم دیا گیا تھا کہ کسی اہم پیغام یا اہم تحفے کو الگ رکھا جائے دیگر تحائف کو ملازمین میں بانٹ دیا جائے۔۔

اس کے علاوہ اسکا اسسٹنٹ طلحہٰ اس کے ٹیبل کے قریب کھڑا ہاتھ میں فائل لیے اس میں علی سے دستخط لینے والا صفحہ ٹٹولتا اسی عمل میں مصروف تھا۔۔

تمھارا کل کا ایونٹ شاندار رہا۔"اس کے روبرو بیٹھی بینش زیدی نے پر" مسرت لہجے میں کہا۔۔

"!ٹویٹر پر تمھارے نئے کلا تھنگ برانڈ کا ہیش ٹیگ ٹرینڈ کر رہا ہے۔۔"
دانیال نے بھی اپنی موبائل اسکرین پر سر جھکائے کہا جبکہ علی شاہ یہ تمام اچھی خبریں سنتا فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے ہوئے تھا۔۔

سر اِسے کہتے ہیں جشن کی کامیابی۔۔"قریب فائلز تھامے کھڑا اسسٹنٹ طلحہ" بھی اپنا حصہ ڈالتا مسرت بھرے انداز میں گویا ہوا۔۔

کامیابی کا جشن تو سنا تھا یہ تم نے آج کچھ نیا ایجاد کر لیا ہے۔۔"اس نے گردن "
اٹھا کر بھاری آواز میں طلحہ کی جانب دیکھتے کہا۔۔

یہ ٹرینڈ اس ہوٹل کے خلاف شروع ہونے والی مہم کا منہ توڑ جواب ثابت ہوا"
ہے۔۔"دانیال نے اپنے موبائل کی اسکرین بند کرتے اسے ٹیبل پر رکھ کر علی کو
مخاطب کیا۔۔

بے شک۔۔آج بہت خوش ہوں میں۔۔مجھے امید ہے کہ اس ٹرینڈ سے "
ہمارے شئیرز کا مسلہ بھی دوبارہ حل ہو جائے گا۔۔"علی کرسی سے ٹیک لگائے پر
اطمینان انداز میں گویا ہوا اس کے عنابی لبوں پر بھی حسین مسکراہٹ تھی۔۔

اس کے جملے کے دوران دروازے پر دستک ہوئی اور دستک کے بعد ملازمین کچھ
مزید تحائف لے کر آفس میں حاضر ہوئے۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" علی نے مزید تحائف دیکھ کر بیزاری سے کہا تو بینش بھی اسی جانب متوجہ ہوئی اور دانیال بھی مسکرا گیا۔۔

"سر۔۔ابھی بھی مختلف ملکوں سے اور کئی جگہوں سے آپ کے لیے مبارکباد اور گفٹس موصول ہو رہے ہیں۔۔" ملازم نے مزید لائے گئے تحائف کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے جواباً کہا جس پر علی نے مدھم سا نفی میں سر ہلا یا۔۔

طلحہ نے دستخط کا صفحہ ڈھونڈ کر اسے ٹیبل پر علی کے سامنے رکھا اور اس سے دستخط کرنے کو کہا۔۔

اس کے آفس کمرے میں اب کافی افراد موجود تھے۔۔ علی شاہ بھی دستخط میں مصروف ہوا اتنے میں پھر دروازے پر دستک ہوئی اور دستک کے جواب میں

حیرت انگیز طور پر اس کی زوجہ کمرے کے دروازے کو پش کرتی داخل ہونے لگی۔۔

وہ براؤن کھلے بال لیے سفید شرٹ پر آسمانی رنگ بلیزر کوٹ اسی سے ہم رنگ پینٹ پہنے سفید ہیل، بلیزر کے اوپر خاکی ٹرنچ کوٹ ہاتھ میں چھوٹا سا آسمانی رنگ کلچ اور مختلف پھولوں کا خوبصورت بکے تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

مسٹر شاہ۔۔!" وہ داخل ہوتے گویا ہوئی اور تمام آفراد کی توجہ اپنی جانب " مبذول کرا گئی۔۔

علی دستخط سے فارغ ہو کر سر اٹھائے اس حسین دوشیزہ کو تکتا مسکرایا کمرے میں موجود دیگر افراد بھی چہروں پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہے تھے وہ آج دو سال بعد اس کے آفس آئی تھی۔۔

زہے نصیب۔۔ کہ اس آفس کو آپ کی آمد کا شرف حاصل ہوا۔۔" وہ ٹیبل کی جانب قدم بڑھا گئی جبکہ علی نے دستخط کے بعد اپنے ہاتھ میں تھاما پین ٹیبل پر رکھتے ایک انداز سے کہا۔۔

دانیال اپنی جگہ سے اٹھا کرسی خالی کی اور مدھم مسکراہٹ کے ساتھ عالیہ کا استقبال کرتے اب میٹنگ ایریا کی جانب تحائف کے ڈبے دیکھنے کے لیے بڑھا۔۔ ساتھ ہی اسسٹنٹ طلحہ بھی فائل پر علی کے دستخط لے کر اب کمرے سے روانہ ہوا۔۔

اب تو آنا جانا لگا رہے گا۔۔ ساتھ بزنس برانڈ جو لانچ کر دیا ہے۔۔" وہ بکے اس کے روبرو ٹیبل پر رکھتی جواباً گویا ہو کر براجمان ہوئی۔۔

اچھا ہوا تم یہیں آگئی، تم سے آج میں ارسلان کا تعارف کرواؤں گا۔۔" علی نے اسے مخاطب کیا۔۔

"ضرور! بائے داوے اوپننگ بہت اچھی رہی۔۔" وہ بینش کی جانب دیکھ کر گویا ہوئی۔۔

"ایسا ہی ہے۔۔ ہم ٹرینڈ کر رہے ہیں۔۔" بینش نے اسے فخریہ انداز جواباً مخاطب کیا جبکہ علی جو کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا ہتھیلی ٹیبل پر ٹکائے انگلیاں پیٹتا ان دونوں کی جانب دیکھے مسکرا رہا تھا۔۔

"میں نے نوٹس کیا ہے کہ جب میں تمھارے ساتھ ہوتا ہوں تو میرے ستارے چمکنے لگتے ہیں۔۔" وہ گفتگو میں حصہ ڈالتا اپنی زوجہ سے خمار آلودہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیشہ تمھارے ستارے چمکیں گے۔۔"

عالیہ نے جواباً کہا جسے سن کر بینش بھی مسکرائی دوسری جانب دانیال ملازمین کے ہمراہ کھڑا تحائف کا جائزہ لے رہا تھا اسی دوران ایک سیاہ پیکنگ میں لپٹا بکس اسے ملازم نے دیا۔۔

وہ بکس کو تھام کر اسے تعجب بھری نظروں سے دیکھتا اسکا جائزہ لے رہا تھا جسے اگلے لمحے گھماتے ہی اس نے دوسری جانب بکس پر چسپاں وہی جوکر کارڈ دیکھا جو اسے ریسیپشن پر ملا تھا جسے دیکھتے وہ آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ ہوا۔۔

علی! تمھارے لیے نامعلوم گفٹ آیا ہے۔۔" وہ بکس تھامے علی کے قریب" قدم بڑھا کر گویا ہوتا ان تینوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

جوکر تھیم کارڈ ہے اس پر۔۔" اس نے ڈبے سے کارڈ الگ کرتے اسے علی کے" روبرو موجود ٹیبل پر رکھ کر کہا جس پر سالگرہ کی مبارکباد دی گئی تھی جبکہ ڈبہ اب بھی دانیال کے ہاتھ میں تھا۔۔

اس کا مطلب یہ اسی شخص نے بھیجا ہے۔۔فوراً کھولو اسے۔۔" علی نے اس کی" جانب گردن اٹھائے کہا۔۔

دانیال نے علی کے کہنے پر اثبات میں سر ہلاتے ڈبے سے سیاہ پیکجنگ پھاڑ کر ڈبے کو کھولا جس میں ایک کاغذ تھا اور ساتھ ہی سیاہ رنگ کی پن ڈرائیو تھی۔۔

اس میں تو پن ڈرائیو اور ایک پیپر ہے۔۔" دانیال نے ڈبے سے پن ڈرائیو" نکال کر الٹتے پلٹتے کہا۔۔

وٹ ؟" عالیہ کو حیران ہوئی یہ پن ڈرائیو آخراب کس مسلے میں ان لوگوں کو" الجھانا چاہتی ہے یہ بات اسے خوفزدہ اور کچھ پریشان سی کر گئی۔۔

ایک لیٹر بھی ہے۔۔"اس نے پن ڈرائیو ٹیبل پر رکھ کر ڈبے کے اندر موجود" ایک تہہ شدہ کاغذ نکالتے مشکوک انداز میں کہا۔۔

سالگرہ اور کامیابی مبارک ہو شاہ!۔۔امید ہے کہ تمھیں میرے بھیجے گئے تحفے" کو دیکھ کر کچھ یاد آگیا ہو گا۔۔میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ذریعے ارسلان سے مدد لے کر سمیرا کے اصل مجرم تک پہنچو۔۔ تمھارا گمان درست ہے کہ تمام سازشیوں کے پیچھے کئی سارے لوگ نہیں ہیں۔۔وہ ایک ہی ہے جس نے عرصے سے تمھیں برباد کرنے کا جنون سر پر بٹھا رکھا ہے۔۔اور مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرو میں کہیں نہیں ملوں گا تمھیں لیکن میرا کام ہے اب تمھیں "!تحفظ دینا چوکنا رکھنا۔۔کیونکہ۔۔میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔۔

دانیال نے کاغذ پر لکھا پیغام پڑھا اس پر آخر میں وہی جملہ موجود تھا جو پچھلی بار اس کارڈ پر لکھا گیا تھا۔۔وہ پیغام پڑھ کر کاغذ علی کی جانب بڑھا گیا۔۔

اس کی تلاش جاری رکھو۔۔"علی کے کاغذ کو دیکھتے پر اطمینان انداز میں حکم دیا"
اس کے اطمینان پر ان تینوں کو تعجب ہوا۔۔

تمھیں فکر نہیں ہوئی۔۔؟"دانیال اس کے انداز سے حیران ہوا۔۔"

نہیں تم بھی بے فکر رہو اور اُسے تلاش کرتے رہو۔۔ارسلان کو میرے روم"
"میں بھیج دینا میں یہ پن ڈرائیو اسے دے دوں گا۔۔
اس نے دانیال کی جانب کاغذ کو بڑھا کر اسے تسلی دیتے انداز میں کہا وہ اپنے لہجے سے ان تینوں کی پریشانی کو دور کرنا چاہتا تھا۔۔

"اوکے۔۔"

وہ اثبات میں سر ہلاتے کاغذ پینٹ کی جیب میں ڈال کر روانہ ہوا جبکہ علی نے اس انجان شخص کی حماقتوں پر گہری سانس کھینچتے مدھم سا نفی میں سر ہلایا۔۔

رات کا وقت ہوا ارسلان اپنے گھر کے کمرے میں اسٹڈی ٹیبل پر لیپ ٹاپ کھولے علی کی دی گئی پن ڈرائیو اور سی ڈی کو چیک کر رہا تھا یہ کام اسے بے حد الجھا رہا کیونکہ اس کی پن ڈرائیو پر مختلف پابندیاں اور لاک لگے ہوئے تھے جسے کھولنے کی ناکام کوشش میں اس کے دو گھنٹے لگ چکے تھے۔۔

کچھ لمحے قبل اس کی والدہ چارپائی کے روبرو ٹیبل پر اس کے لیے رات کھانا رکھے ہوئے اسے کھانے کی تاکید کرتے ہوئی باورچی خانے کی جانب گئی تھی مگر وہ کھانا ٹیبل پر پڑا اس کی راہ تکتا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔

اب والدہ اپنے حصے کا کھانا اور اپنے بیٹے کے لیے مزید روٹی لیے دوبارہ کمرے میں حاضر ہوئی مگر اس نے آتے ہی یہ منظر نگاہوں میں برہمی لیے دیکھا کہ ارسلان اب بھی لیپ ٹاپ کھولے اپنے کام میں مصروف ہے۔۔

"یہ دیکھو میں دوسری روٹی بھی لے آئی ہوں اور تم نے اب تک کھانا شروع بھی نہیں کیا۔۔؟" وہ لہجے میں برہمی لیے گویا ہوئی۔۔

"شروع کرتا ہوں اماں۔۔ صبر تو کریں۔۔" وہ لیپ ٹاپ پر نظر جمائے مصروفانہ لہجے میں بولا۔۔

"کھانا کھالے !کام بعد میں کر لینا۔۔" والدہ ٹیبل پر تمام کھانا رکھتے گویا ہوئی اور خود بھی چارپائی پر براجمان ہونے لگی۔۔

"اماں کام ضروری ہے علی سر نے بہت اعتماد سے سونپا ہے۔۔ تھوڑا سا انتظار کر لیں یا آپ کھالیں میں بعد میں کھالوں گا۔۔" وہ جواباً بولا جسے سن کر والدہ نے بیزاری سے گہری سانس کھینچی۔۔

میں تو تھک گئی تمھاری منتیں سماجتیں کرتے جو مرضی ہے کرو۔۔جب بیوی"
"آئی گی ناں وہی سدھارے گی تمھیں۔۔

وہ بیزاری سے اپنی حصے کی روٹی توڑتے مصروف انداز میں بولی اس کا جملہ ارسلان کی سماعتوں سے ٹکراتے ہی اسے ساکت کرتا ایک نئ دنیا میں لے گیا۔۔

"ارسلان ناصر صاحب! بہت شوق تھا تمھیں مجھے قائل کرنے کا۔۔؟"))

اب آج اور ابھی سے تم ایک وعدے میں بندھ گئے ہو۔۔یہ انگوٹھی تمھارے"
(("مکر جانے کی صورت میں تمھارے گلے کا طوق بن جائے گی۔۔یاد رکھنا۔۔

اسے کل کی تقریب میں سارہ کی کہی گئی باتیں یاد آتی اس کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ کا سبب بنی مگر والدہ کی جانب پیٹھ تھی وہ اپنے بیٹے کے چہرے پر یہ بے سبب کی مسکراہٹ نہ دیکھ سکی۔۔

چل جلدی آ اب۔۔" والدہ نے حکم دیتے لہجے میں پھر کہا مگر اسے مقابل کی "
جانب سے کوئی رد عمل نہ ملا۔۔

آرے کہاں کھو گیا ہے تُو؟" وہ برہمی سے قدرے بلند آواز میں گویا ہوتی اسے "
خیالات کے حسین دنیا سے جھٹک کر باہر نکال گئی۔۔

"کہیں نہیں اماں۔۔"

بیوی کا ذکر اتنی سنجیدگی سے لے لیا تو نے۔۔؟" وہ نوالہ منہ میں ڈالتی متعجب "
تھی۔۔اور ارسلان خاموش تھا جو انجانے میں اپنی والدہ کے گمان کو اپنی خاموشی
سے مزید پختہ کر رہا تھا۔۔

کوئی تو ہے جو تیرے ذہن میں گھوم رہی ہے۔۔بتا جلدی کون ہے۔۔" وہ پھر "
گویا ہوئی۔۔

"سارہ شاہ۔۔"وہ گردن موڑ کر والدہ کی جانب دیکھتا گویا ہوا۔۔"

"کون ہے یہ سارہ۔۔؟"والدہ کے ماتھے پر بل ظاہر ہوئے۔۔"

"باس کی بہن۔۔"اس نے وضاحت دیتے والدہ کے سر پر ایک حیرت کا بڑا سا پہاڑ گرایا۔۔

"کیا۔۔؟بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔میں تو اپنے بچے کو بہت سمجھدار سمجھتی تھی۔۔؟"

ارسلان اپنی کرسی سے اٹھ کر والدہ کی جانب بڑھتا اس کے قریب چارپائی پر براجمان ہوا۔۔

"میں آپکی بات سمجھ رہا ہوں اماں۔۔ مگر ہم دونوں ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں مجھے اچھی لگتی ہے وہ۔۔"

اس نے والدہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر خوشگوار لہجے میں کہا وہ اپنے جملوں سے اپنی ماں کو شدید فکر میں مبتلا کر رہا تھا مگر انجان تھا۔۔

"خدایا میں تمھیں کیسے سمجھاؤں میری جان۔۔ اتنے اونچے خوابوں کی تعبیر نہیں ہوتی۔۔ آگر تمھیں اس سے محبت بھی ہے تو وہ تمھیں حاصل نہیں ہو سکتی اس کی اور ہماری زندگی میں بہت فرق ہے۔۔" وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر ایک چھوٹے سے بچے کی طرح اسے سمجھانے لگی۔۔

"اس سے محبت کر کے خود کو اذیت میں مت ڈالنا۔۔ کیوں اپنی معصوم جان پر ظلم کر رہے ہو، دل کو روک لو ورنہ ہاتھ خالی رہ جانے پر تمھیں تکلیف ہو گی۔۔" وہ مزید بولی اس کی آنکھوں میں اپنے بیٹے کی خواہش اور اسکے ادھورے رہ جانے کی تکلیف سے نمی ظاہر ہوئی۔۔

مگر میں نے اسے پروپوز کر دیا ہے۔۔وہ مان بھی گئی ہے۔۔"اس نے مدھم سا" کہتے والدہ کو پھر حیران کر دیا۔۔

ہمارااوران کا کوئی موازنہ نہیں۔۔ کیاسوچ کر تم اسے شادی کا پیغام دے آئے" ہو۔۔بہت احمقانہ حرکت کی ہے تم نے۔۔"والدہ نے شدید برہمی اور شکوہ ظاہر کیا۔۔

"!نہیں اماں۔۔"

چل چھوڑاس بحث کو۔۔توُنے پیغام دے دیا ہے تواب کچھ نہیں کہہ سکتی" میں۔۔اللہ بہتر کارساز ہے وہی حل نکالے گا۔۔توُ کھانا کھاروٹی ٹھنڈی ہونے "لگی ہے۔۔

وہ ارسلان کی وضاحت بھرے جملے کو کاٹتی سرد لہجے میں گویا ہوئی جس پر ارسلان پرجوش اور پر مسرت لہجے میں اثبات میں سر ہلاتے والدہ کے قریب سے اٹھ کر اپنی جگہ پر براجمان ہوا۔۔

سامیہ بیگم نے آج اپنی برہمی اپنے بیٹے کی خوشی کے آگے ختم کی اور اُمیدیں اپنے رب سے باندھ لی

--------------سونی رائٹس--------------

رات ڈھل چکی تھی کھانے کے بعد وہ سلور رنگ شلوار قمیض میں ملبوس اپنے والد سمیت اسٹڈی روم میں صوفے پر اس کے قریب بیٹھا والد سے آج خصوصی گفتگو کا عنوان لیے حاضر ہوا تھا۔۔

"تمھارا دماغ ٹھکانے پر ہے یا نہیں۔۔ ہم اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی اپنی کمپنی کے سب سے کمتر معمولی ملازم سے کرائیں گے۔۔یہ کیسی تجویز لے کر آئے ہو تم میرے پاس۔۔؟"

فیصل شاہ نے صوفے سے فوراً کھڑے ہو سختی لہجے میں کہا اس پر علی کی تجویز یکسر ناگوار گزری تھی۔۔

"بابا ٹھنڈے مزاج سے سوچیں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔۔" اس نے نرمی سے مؤادبانہ لہجے میں جواباً کہا۔۔

"اسمیں اچھائی کیا ہے۔۔؟" فیصل شاہ ماتھے پر بل ڈالے اس کی جانب پلٹ کر گویا اسی سخت لہجے میں گویا ہوا۔۔

"مگر بابا۔۔!"

دیکھو علی ہم سارہ کا رشتہ مہران سے ہی کروائیں گے یہ میرے لیے ممکن نہیں" کہ میں تمھاری تجویز پر عمل کروں۔۔"اس نے بے ساختہ اپنے بیٹے کے جملے کو ادا ہونے سے پہلے ٹوک کر حکم دیتے انداز میں کہا۔۔

یہ سارہ کے ساتھ دوبارہ زیادتی ہو گی بابا یہ سراسر ناانصافی ہے۔۔"علی بھی" صوفے اٹھا اور ملتجی انداز میں بولا۔۔

یہی اس کا بھلا ہے! ہم نے اسے شادی میں سکھ دینا ہے سزا نہیں دینی۔۔"شاہ" کا لہجہ ٹھنڈا ہوا مگر اب بھی تجویز سے صاف انکاری تھا۔۔

جانتا ہوں بابا مگر یہ کوئی سزا نہیں ہے وہ بہت خوش رہے گی۔۔"علی نے دلیل" پیش کی۔۔

ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ؟"شاہ کے ماتھے پر بل پڑے وہ آنکھیں سکھیڑ کر" تعجب سے گویا ہوا۔۔

۔

۔

ہمیں سارہ کی خوشی سے غرض ہے وہ جہاں بھی رہے خوش رہے۔۔"فیصل" شاہ نے مزید کہا۔۔

بالکل مجھے بھی سارہ کی خوشی سے غرض ہے۔۔جہاں اس کی خوشی ہے وہ وہیں" رہے۔۔!"

اور خوشی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھی جگہ رہے۔۔"فیصل شاہ نے علی کے" جملے پر فوراً جواب میں کہا۔۔

ان کی گفتگواب بھی اسٹڈی روم میں جاری تھی جبکہ دوسری جانب موضوع بحث وہ دوشیزہ اپنے بھائی کو پورے گھر میں ڈھونڈتی یہاں وہاں بھٹک رہی تھی۔۔

وہ اب علی کے کمرے سے ناکام لوٹی تھی کہ دروازے کے قریب اسے ملازمہ عشرت گزرتی دکھائی دی جسے دیکھتے ہی وہ کچھ امید لیے اس کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔

سنو! تم نے بھائی کو دیکھا ہے؟ کمرے میں تو نہیں ہیں۔۔" وہ عشرت کو" مخاطب کرتی اس کے بڑھتے قدموں کو بریک لگا گئی۔۔

میں نے اُنہیں اسٹڈی روم کی طرف جاتے دیکھا تھا کچھ دیر پہلے۔۔" عشرت" نے جواباً کہا۔۔

ٹھیک ہے۔۔"وہ عشرت کو رخصت کرتی خود بھی اسٹڈی روم کی جانب روانہ ہوئی۔۔

جہاں اسٹڈی روم میں اب تک علی اپنے کے قریب صوفے پر براجمان والد کو ارسلان کے لیے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"بابا آپ ایک بار ارسلان سے مل تو لیں۔۔"

کوئی فائدہ نہیں۔۔"شاہ نے جواباً کہا اسی دوران سارہ بھی دروازے پر دستک دیتی دروازہ کچھ نیم وا کیے داخل ہونے لگی۔۔دستک سن کر علی کی نظریں فوراً دروازے پر ٹکیں۔۔

"سارہ۔۔!" وہ اپنی بہن کو پکارتا اپنی جانب متوجہ کرا گیا مگر ساتھ ہی سارہ نے اپنے والد کو بھی کمرے میں پایا جس کے باعث وہ اپنی آمد پر کچھ پشیماں سی ہوئی۔۔

"سوری مجھے اندازہ نہیں تھا بابا آپ بھی یہاں ہوں گے۔۔" وہ سر کو دوپٹے سے فوراً ڈھکتی بولی جبکہ علی نے ایک لمحے کو اپنے والد کی طرف دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے خاموش سارہ کو ہی تک رہا تھا۔۔

"اچھا ہوا تم یہاں آگئی سارہ۔۔ بالکل ٹھیک وقت پر آئی ہو۔۔ ادھر آؤ۔۔" علی اپنی جگہ سے اٹھ کر فوراً دروازے کی جانب بڑھتا سارہ کو مخاطب کر گیا۔۔

"کیا ہوا بھائی۔۔؟" وہ داخل ہوئی لیکن متعجب تھی۔۔"

بابا مجھ سے تمھاری اور مہران کی شادی کی بات کر رہے ہیں۔۔"اس نے بے" تاثر چہرہ لیے اپنی بہن کی جانب دیکھتے اس انداز سے کہا کہ وہ ششدر رہ گئی۔۔

وٹ۔۔؟"سارہ نے حیرت بھری ایک نگاہ اپنے والد پر ڈالی جو اس کے تاثرات" کو پڑھتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم خود آج بابا سے بات کرو۔۔"

"کیا بات کروں بھائی؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔"

علی نے اسے دوبارہ مخاطب کیا مگر سارہ اپنے والد کے رعب دار چہرے اور سرد نظروں کے آگے کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں تھی۔۔

"تم خود بتادو بابا کو کہ تمھیں کہاں شادی کرنی ہے۔۔"

"مگر بھائی۔۔"

"سارہ آگر آج ہمت نہیں کی تم نے تو بہت دیر ہو جائے گی۔۔"

علی اس پر ایک انداز سے دباؤ ڈالتا اسے اپنی دفاع میں دلیل پیش کرنے اور اپنی خوشی کی جنگ خود لڑنے کو کہہ رہا تھا جبکہ بہن بھائی کا یہ مکالمہ فیصل شاہ کو حیران کر رہا تھا۔۔

اسے مت بہکاؤ علی۔۔ جو اس کے لیے صحیح ہو گا ہم وہی کریں گے اور صحیح یہی "
" ہے کہ مہران سے بات طے کی جائے۔۔
شاہ بھاری آواز میں کہتا ان کی آپسی بحث کا اختتام کر کے دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

والد کے منہ سے یہ جملہ سننا تھا کہ سارہ کو بھی اب اپنے بھائی کی بات کا یقین ہو گیا کہ وہ آج اگر کچھ نہ بولی تو کبھی کچھ نہ بول پائے گی۔۔

وہ دروازے سے کچھ مزید بڑھتی والد کے صوفے تک پہنچی آنکھوں میں بلا کی حیرت تھی کہ ان کے بابا نے تو کبھی ان کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں لیا تو آج کیا

ہو گیا ہے کہ ضد پر اڑ گئے ہیں ؟ مگر وہ فیصل شاہ کی اندرونی کیفیات سے واقف نہیں تھی جو اپنی بیٹی کے لیے دل میں حد سے زیادہ فکر وہ پریشانی پوشیدہ رکھے چہرے پر بناوٹی سختی ظاہر کیے ہوئے تھا۔۔

بابا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔ میں مہران کو ٹھیک سے جانتی تک نہیں۔۔ شادی" "ضروری یا فرض نہیں ہے میرے لیے لیکن اگر کروانی ہی ہے تو۔۔

تو کیا کروں ؟اُس ارسلان کے حوالے کر دوں تمھیں ؟ جسکا نہ گھر ہے نہ کوئی" مکمل خاندان ہے۔۔
تمھارے ایک معمولی سے رات کے لباس کی قیمت اس کے پورے مہینے کی "سیلری کے برابر ہے۔۔ وہ کیسے پالے گا کہاں رکھے گا تمھیں۔۔ ؟
فیصل شاہ اپنی بیٹی کا جملہ کاٹتے طیش میں صوفے سے اٹھ کھڑا ہوتا گویا ہوا اس کی آواز پورے اسٹڈی روم میں گونجی مگر کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہ جا سکی، شاہ اپنے سخت لہجے سے ان دونوں بہن بھائی کو حیرت زدہ کر گیا۔۔

سارہ آنکھیں پھاڑے والد کے لہجے پر لرزی تھی جسے آگے بڑھ پشت کی جانب سے کاندھوں سے تھامتے بھائی نے سہارا دیا۔۔

سارہ میں تمھارے ساتھ ہوں پلیز۔۔سچ بولو۔۔میری بات پر یقین نہیں کر" "رہے تھے بابا۔۔ تمھیں ہی بتانا پڑے گا۔۔

"علی خاموش رہو تم۔۔الٹی سیدھی پٹیاں مت پڑھاؤ اُسے۔۔"

شاہ نے اپنے بیٹے کو اسے حوصلے دینے پر سرد نظروں سے دیکھتے کہا لہجے میں اب سختی نہیں تھی کیونکہ وہ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں حیرت دیکھ اپنی سابقہ سختی پر کچھ پشیماں تھا۔۔

مجھے شادی میں کوئی دلچسپی نہیں رہی اب لیکن اگر کروائیں گے تو۔۔ مم میں" "صرف ارسلان کا ہی انتخاب کروں گی۔۔

وہ ہمت کرتی اپنے آخری جملے میں آنکھیں میچتی اپنی بات مکمل کر گئی جسے سنتے اب شاہ حیرت میں ڈوبا حیرت کے سبب آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھلی تھیں ماتھے پر تمام بل بھی غائب ہوئے۔۔۔

"احمق لڑکی! تم یہ چاہتی ہو؟"

شاہ نے حیرت میں کہا جس پر سارہ نے مدھم سا سہم کر اثبات میں سر ہلاتے والد کو پھر طیش دلایا جواب گہری سانس کھینچتے اپنے سخت لہجے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

فیصل شاہ بے بس تھا اسے لگا گویا سارہ خود کو سابقہ شادی کی تلخی میں اب سزا دینا چاہتی ہے، اپنی بیٹی کے فیصلے کے آگے شاہ کی آنکھیں بے بسی سے سرخ ہوئیں، وہ ناکام ہو رہا تھا اس کی باطنی کیفیات میں پوشیدہ فکر و پریشانی اب بڑھ کر اس کی آنکھوں نمی میں ظاہر ہو رہی تھی۔۔

"بیٹا ارسلان کے پاس تمھیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے اور صرف محبت سے پیٹ نہیں بھرتا میری جان۔۔" وہ اپنی بیٹی کا چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں میں لیتا نرمی سے گویا ہوا۔۔

"مصنوعی شان و شوکت، خوبصورت محل اور سنگ مرمر کی درودیوار سے بھی کہاں خوشی ملتی ہے بابا۔۔" وہ حلق تر کرتی سرگوشی نما بولی اس نے واضح طور پر اپنے والد کی آنکھوں میں نمی اور سرخی کو دیکھا مگر وہ جانتی تھی کہ آگر وہ آج پھر والد کے اس کیفیت پر پگھلی تو ایک بار پھر کوئی فرقان جیسا شخص اس کی زندگی تباہ کرنے کو تیار ہوگا۔۔

"مگر مجھے تمھاری فکر ہے میں دوبارہ تمھیں کسی مسائل میں الجھتا نہیں دیکھنا چاہتا۔۔" والد نے جواباً کہا چہرہ اب بھی اس کے بھاری ہاتھوں میں تھا۔۔

علی یہ جذباتی منظر اور یہ مکالمے سنتا خاموش کھڑا تھا وہ اس بار مکمل طور پر بہن کے ساتھ تھا کیونکہ پچھلی بار اپنے والد کا ساتھ دے کر وہ سارہ کی زندگی بگڑتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔۔

"مجھے اس بار خود اپنا نصیب آزمانے دیں بابا۔۔اب جو بھی میرا مقدر ہو گا میرے فیصلے سے ہو گا۔۔ جس پر کبھی کوئی شکوہ نہیں کروں گی میں۔۔"
سارہ نے اپنے چہرے سے والد کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر انہیں بوسے دیتے کہا ساتھ ہی اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوئے یہ آنسو سابقہ تجربات کا کرب تھا یا ارسلان کی محبت وہ اسے نہیں سمجھ پائی تھی۔۔
مگر والد اس کے آنسوؤں پر بری طرح پگھلا اسے ان آنسوؤں میں عجب التجاء نظر آئی وہ فوراً اپنی بیٹی کو چوڑی چھاتی سے لگاتا اس پر اپنی شفقت بھری بے پناہ محبت نچھاور کرنے لگا۔۔

"ٹھیک ہے اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"

علی ارسلان کو کل ہی گھر بلا لینا۔۔"اس نے بیٹی کے سر پر بوسے دیتے رضامندی ظاہر کی اور آگلے جملے میں علی کو مخاطب کرتے حکم صادر کیا۔۔

جی بابا ضرور۔۔"وہ اثبات میں سر ہلاتے مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا اس کے دل" میں والد کی رضامندی پر خوشی تھی۔۔

فیصل شاہ بلا آخر اپنی اولاد کے آگے اس بار شکست کو تسلیم کر چکا تھا مگر اس کی فکر مندی اب مزید بڑھ گئی تھی جو کہ اپنی جگہ درست تھی یہ فکر وقت کے ساتھ اطمینان میں بدلنے والی تھی یا اس کے تمام تر گمان صحیح ثابت ہونے جا رہے تھے یہ اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شبانہ بیگم اپنے کمرے میں وارڈروب کے قریب کھڑی وارڈروب میں کچھ اہم فائلز اور کپڑے رکھنے میں مصروف تھیں اسی دوران آہستگی سے دروازہ کھلا اور گھر کا سربراہ بوجھل قدموں چہرے پر افسردگی اور پریشانی لیے حاضر ہوا۔۔

شبانہ بیگم دروازے سے نکلتی آہٹ پر پلٹی اس نے فیصل کو پریشان دیکھا جواب اپنے بستر پر سائیڈ ٹیبل کے قریب پیر لٹکائے بیٹھا بھاری کلائی سے گھڑی اتارنے میں مصروف ہوا لیکن نظریں زمین پر تھیں اور دھیان کہیں اور تھا۔۔

شاہ کہاں تھے آپ۔۔؟" شبانہ بیگم وارڈروب بند کرتے ان کے قریب پہنچتی" گویا ہوئی۔۔

اسٹڈی روم میں تھا علی سے بات کر رہا تھا۔۔" اس نے اپنے قریب ٹیبل پر" کلائی سے اتاری گئی گھڑی رکھتے سرد لہجے میں کہا۔۔

آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔۔"شبانہ بیگم ان کے سرد لہجے کو بھانپ چکی" تھیں۔۔

کیا کہوں،جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو پریشانیاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔۔ علی" اور سارہ کی ضد نے پریشان کر دیا مجھے۔۔"وہ گہری سانس کھینچتے گردن جھکائے زمین کو تکتے گویا ہوا۔۔

"وہ دونوں کیوں ضد کریں گے۔۔؟"

تم سے میں نے سارہ اور مہران کے رشتے کی بات کی تھی کچھ دن پہلے۔۔"شاہ" نے جواباًشبانہ بیگم کی جانب دیکھ کر کہا۔۔

ہاں تو کیا ہوا۔۔؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے متعجب تھیں۔۔"

سارہ مہران کے لیے راضی نہیں ہے نہ صرف یہ بلکہ وہ علی کے کہنے پر اپنی" "طرف سے لڑکے کی تجویز بھی دے گئی ہے۔۔

کیا سارہ کسی کو پسند کرتی ہے۔۔؟" شبانہ بیگم نے پھر سوال کیا۔۔"

مجھے اس کی پسند سے کوئی مسلہ نہیں ہے کیونکہ زندگی اسی نے گزارنی ہے مگر وہ" جس لڑکے کا انتخاب کر بیٹھی ہے شبانہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے وہ کرائے "کے چھوٹے سے گھر میں رہتا ہے شاہ انڈسٹریز کا معمولی سا ملازم ہے وہ۔۔ وہ فکر سے بھنویں سکھیڑ کر اپنا رخ مکمل طور پر شبانہ بیگم کی جانب موڑتا اپنی الجھن بیان کر گیا۔۔

مگر یہ کیسی پسند ہے شاہ۔۔ آخر ہمارے اتنے سمجھدار بچے کسی ایسے شخص کے" لیے ضد کیوں کریں گے۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اچھا ہو۔۔!" شبانہ بیگم جواباً بولی ان کے جملے کے اختتام میں شاہ کو دینے کے لیے کچھ تسلی چھپی تھی۔۔

"اس میں کوئی شک نہیں وہ اچھا ہی ہو گا۔۔ مگر ہماری سارہ گزارہ نہیں کر پائے گی، اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس پر، اسے کبھی کسی چیز کی کمی نہیں رہی یہاں۔۔ تم سمجھ نہیں پا رہی میں اس وقت کیا سوچ رہا ہوں اپنی بیٹی کے بارے میں۔۔"

"میں سمجھ رہی ہوں، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔"

"یہی بات پریشان کیے ہوئے ہے مجھے۔۔" وہ پھر نظریں پھیر کر دروازے کی جانب دیکھتا گویا ہوا۔۔

"آپ پریشان نہ ہوں شاہ! یقیناً اس میں رب کی رضا ہے، بچے بھی راضی ہیں تو سب بہتر ہی ہو گا۔۔"

وہ ان کی پیٹھ پر ہتھیلی ٹکائے انہیں تسلی دیتی گویا ہوئی جس پر وہ بے بس باپ پھر گہری سانس کھینچتے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

اگلی صبح کا اختتام تھا شاہ انڈسٹریز میں کام بھی عروج پر تھا میٹنگ روم میں ایک غیر معمولی میٹنگ کا اختتام ہوا جس کے بعد تمام ممبران اپنی نشستوں سے اٹھ کر کمرے سے نکلنے لگے۔۔

ارسلان بھی جو آف وائٹ شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے تھا اپنی کرسی پر بیٹھا لیپ ٹاپ بند کرتا کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت کا اندازہ لگاتے اب کرسی سے اٹھنے لگا اس دوران اس کے موبائل پر میسج نوٹیفیکیشن ٹون اس کی سماعتوں سے ٹکراتی اسے اپنی جانب متوجہ کر گئی۔۔

اس نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اس پر میسج چیک کیا۔۔

"اگر فارغ ہو گئے ہو تو میرے روم میں آجاؤ۔۔کچھ بات کرنی ہے۔۔"

اس نے سر جھکائے موبائل پر لکھا پیغام پڑھا جو علی شاہ کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔۔

"او کے سر۔۔"اس نے جواب ٹائپ کر کے بھیجا اور موبائل دوبارہ جیب میں ڈال کر کرسی سے اٹھتا ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھامے کمرے سے روانہ ہوا۔۔

ورک اسپیس سے ہوتا ہوا وہ بلڈنگ کے مین پڑے سے کمرے کی دہلیز تک پہنچا یہ کمرہ علی شاہ کا ہی تھا جس کے دروازے پر وہ دستک دیتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں سنوارنے کے بعد کمرے میں داخل ہوا۔۔

"ارسلان! اچھا ہوا تم آگئے تم سے ضروری بات کرنی تھی۔۔"

علی شاہ سرمئی رنگ آفس سوٹ میں ملبوس اپنی سربراہی کرسی پر براجمان ارسلان کی آمد پر لہجے میں مسرت کا اظہار لیے گویا ہوا اور ارسلان کو ہاتھ سے میٹنگ ایریا میں بیٹھنے کا اشارہ کر گیا جبکہ خود بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ارسلان اس کی مسرت اور گرم جوشی پر حیران تھا وہ بمشکل ہی کچھ قدم لیتا آفس میں داخل ہو کر میٹنگ ایریا کی جانب بڑھا اور لیپ ٹاپ وہیں صوفے کے قریب ٹیبل پر رکھ کر علی کی آمد کا انتظار کرنے لگا وہ چاہتا تو بیٹھ سکتا تھا مگر اس نے ادب احترام کا مظاہرہ کرتے صوفے کے قریب کھڑا رہنا بہتر سمجھا۔۔

میرے بھائی! تم بھی خوش ہو جاؤ! کیونکہ میرے پاس تمھارے لیے ایک گڈ" "نیوز ہے۔۔

علی فوراً اس تک پہنچتا اسے پر مسرت لہجے میں پہلی بار گلے لگا کر اس کی پیٹھ زور سے تھپتھپاتے گویا ہوا جبکہ ارسلان بچارہ معمالات سمجھنے سے قاصر خاموش اور متعجب تھا۔۔

" بابا تمھارے اور سارہ کے رشتے کے لیے مان گئے ہیں۔۔"
ارسلان کو خود سے الگ کرتے اس کے بازوؤں کو مضبوطی سے گرفت میں لیے وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھے مسکرا کر گویا ہوا۔۔

واقعی ؟" وہ آنکھیں پھاڑے علی کی خبر پر مزید ششدر ہوتے سوال کر گیا جس" پر مقابل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

" ! تھینک یو سو مچ آپ نہیں جانتے سر آپ نے کتنا۔۔"
آرے گلے ملو میری جان۔۔" ارسلان نے نم آنکھوں سے کہا جسکا جملہ وہ" کاٹ اسے دوبارہ گلے سے لگا گیا۔۔

اور یہ سرور کہنا اب بند۔۔ بھائی کہو گے مجھے، صرف بھائی۔۔ اوکے۔۔"وہ" اسے خود سے الگ کرتا انگلی اٹھا کر حکم دیتے انداز میں گویا ہوا اس کا ایک ہاتھ اب بھی ارسلان کے کاندھے پر تھا۔۔

"جج۔جی بھائی۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔"وہ کچھ سہم کر اثبات میں سر ہلاتے بولا" اس دوران علی نے جیب میں ہاتھ کھسکاتے ایک چابی نکالی جس کے ساتھ لکڑی سے بنے گھر نما کیچین بھی منسلک تھی۔۔

"یہ میرے طرف سے تمھارے لیے گفٹ۔۔"وہ ارسلان کی ہتھیلی کھلوا کر" اس پر چابی رکھتا گویا ہوا۔۔

"کیا ہے یہ۔۔"ارسلان نے چابی کو ہاتھ کی گرفت میں لیتے اسے نظروں سے" ٹٹول کر سوال کیا۔۔

اس شہر کا سب سے خوبصورت گھر۔۔ تمھارے لیے۔۔" علی نے اس کا کندھا" تھپتھپاتے کہا چہرے پر اب بھی مسکراہٹ تھی۔۔ مگر مقابل کا چہرہ اس کا جملہ سنتے ہی سرد پڑا۔۔

بھائی آپ نے اتنا سوچا میرے لیے تھینک یو سو مچ بٹ میں یہ نہیں لے" سکتا۔۔" اس نے چابی واپس علی کی ہتھیلی پر رکھتے اسے لوٹائی اور سرد لہجے میں معذرت ظاہر کی۔۔

میں سب کچھ اپنے دم پر کمانا چاہتا ہوں۔۔ مجھے یہ ایسے منظور نہیں ہے۔۔" وہ" علی کے سوال سے قبل مزید کہتا گویا ہوا۔۔

کمالو گے اور بہت جلد کمالو گے کیونکہ تم بہت باصلاحیت ہو۔۔ لیکن اسے ابھی" "رکھ لو اپنے پاس۔۔

"نہیں بھائی میں یہ نہیں لے سکتا۔۔"

علی اسے مطمئن کرتا چابی دوبارہ تھمانے لگا مگر مقابل نفی میں سر ہلاتا صاف انکاری تھا۔۔

چلو اِسے ایک ادھار کی سہولت سمجھ کر رکھ لو آہستہ آہستہ رقم سے اس کی قیمت" چکاتے رہنا مگر اسے لازماً رکھنا پڑے گا تمھیں۔۔ بہت مان سے خود خریدا ہے یہ "! گھر میں نے تمھارے لیے۔۔ جو تمھارے لیے بالکل پرفیکٹ ہے۔۔

"ٹھیک ہے بھائی یہ بہتر رہے گا۔۔"

علی کے اصرار پر وہ مطمئن اور قائل ہو گیا، اور علی نے چابی دوبارہ اس کے ہاتھ میں تھما دی۔ ارسلان کی خودداری دیکھ کر علی کو اپنی اور سارہ کی پسند پر رشک آیا، ورنہ اتنا خوبصورت گھر کا تحفہ اور اعلیٰ خاندان میں شادی کو لوگ اپنی قسمت کے دروازے کھل جانے سے تشبیہ دیتے ہوئے ہر چیز فوراً قبول کر لیتے ہیں۔۔

اور میں نے تمھیں کل ایک پن ڈرائیو دی تھی۔۔اس سے پہلے ایک سی ڈی" دی تھی۔۔تو کچھ پتا چلا ان دونوں میں کیا ہے۔۔؟"
علی نے صوفے کی جانب اشارہ کرتے اسے بیٹھنے کو کہا اور ساتھ ہی سوال بھی کیا۔۔

جی بھائی کل والی آن نہیں ہو رہی میں کوشش کر رہا ہوں، اس پن ڈرائیو میں" بہت سارے الگ الگ فولڈرز ہیں، سب کے الگ الگ نام ہیں سب تک رسائی حاصل کرنا ان کے کوڈز کریک کرنا نہیں کھولنا ذرا مشکل عمل ہے کچھ دن مزید لگ سکتے ہیں اس پر۔۔" وہ صوفے پر علی کے پہلو میں براجمان ہوتا گویا ہوا۔۔

کل کی پن ڈرائیو میں اب تک صرف ایک ہی فولڈر کھول پایا ہوں اور اسی کی" انفارمیشن دینے آج آپ کے پاس آنا چاہتا تھا۔۔" وہ لیپ ٹاپ ٹیبل سے اپنی جانب سرکاتا اسے آن کرتے ہوئے مزید بولا۔۔

کل کی پن ڈرائیو وہی تھی جو علی تک اس خیر خواہ انجان شخص نے سالگرہ کے تحفے کے طور پر بھیجی تھی۔۔

کیا انفارمیشن ہے اس میں۔۔؟" علی نے سوال کیا۔۔"

بھائی کل کی پن ڈرائیو میں پتا چلا ہے کہ آپ کا پرسنل اسسٹنٹ طلحہ اور شانی" دونوں آپ کی انفارمیشن فہاد حقانی نامی کسی شخص تک پہنچاتے ہیں۔۔ان دونوں کو آپ پر نظر رکھنے کے لیے اور آپ کی خبریں دوسری جانب پہنچانے کے لیے "ہائیر کیا گیا ہے۔۔

وٹ۔۔؟" وہ ارسلان کے اس انوکھے انکشاف پر شدید حیرت زدہ ہوا۔۔"

جی بھائی اور اُس سی ڈی پر میں نے جاب چھوڑنے کے بعد کام روک دیا تھا، بٹ "اُسے بھی کل چیک کیا ہے، بھائی وہ آپ کو کس نے دی تھی۔۔؟" ارسلان نے سوال کیا علی اس کے سوال پر متعجب ہوا۔۔

"وہ خفیہ سی ڈی مجھے ایک مہینہ پہلے فہیم نے دی تھی، اس سی ڈی پر فہیم اپنی ٹیم کے ذریعے انوسٹیگیشن کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اس کے غائب ہو جانے کے خدشے سے منع کر دیا کیونکہ میرا موبائل بھی اسی طرح دورانِ تفتیش غائب کروا دیا گیا تھا اس لیے میں نے یہ سی ڈی تمھیں دی۔۔ کیا تھا اس میں۔۔؟" علی نے اسے وضاحت پیش کی اور آخر میں ماتھے پر بل ڈالتے سوال کیا۔۔

"اس میں ایک لانگ کوڈ کریک کرنے کے بعد مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج ملی ہے کہ سمیرا میم کے گھر وہ حادثہ کیسے پیش آیا تھا۔۔ !!"

ارسلان مدھم آواز میں گویا ہوا وہ اپنے جملے میں بہت بڑا انکشاف کر چکا تھا جو علی کو مزید ششدر اور متجسس کر گیا۔۔

"بھائی اِس دن شام کا وقت تھا اور سمیرا میم آئی تھنک گھر پر بالکل اکیلی تھیں ایسے میں چار غنڈے سمیرا میم کے گیٹ پر دستک دیتے ہیں اور پھر گیٹ کھلنے پر زبردستی داخل ہو جاتے ہیں۔۔" وہ لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر انگلیاں پھیرتا مصروفانہ لہجے میں مزید انکشافات کرتا چلا گیا۔۔

"چار غنڈے؟ تم مجھے صرف اتنا بتا سکتے ہو کہ ان چار لوگوں کے چہرے دکھائی دے رہے ہیں یا نہیں اور سمیرا نے مجھے مدد کے لیے بلانے کے بعد مجھ پر ہی الزام کیوں لگایا تھا۔۔؟"

"جی بھائی یہ آپ خود فوٹیج دیکھ لیں سب کچھ واضح ہے۔۔" علی نے اس سے سوال کیا ہی تھا کہ ارسلان نے لیپ ٹاپ پر فوٹیج کھول کر اپنا لیپ ٹاپ علی کی جانب کھسکاتے اسے متوجہ کیا۔۔

"اس میں تو سب کچھ ہے۔۔!!"

وہ فوٹیج کی ویڈیو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں ارسلان سے گویا ہوا۔۔

"جی بالکل اس فوٹیج کو سسٹم سے ڈیلیٹ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی مگر فہیم سر نے بہت پرفیکٹ ٹائمنگ پر اسے ری کور کروایا۔۔" وہ مسکرا کر علی سے گویا ہوا جو اب بھی ویڈیو دیکھنے میں محو تھا۔۔

"اسے سنبھال کر رکھنا۔۔ ہمیں اب فہیم کے تھرو ان غنڈوں تک پہنچنا ہے یہی غنڈے ہمیں اس کیس کے اصل ماسٹر مائنڈ کا پتا بتائیں گے۔۔" علی نے اسے ہدایت دیتے اپنے اگلے لائحہ عمل سے آگاہ کیا۔۔

"جی بھائی اس ویڈیو کی کاپیز بھی بنوا کر مختلف جگہوں پر سیو کرلی ہیں میں نے، اب کوئی چاہ کر بھی اس ثبوت کو مٹا نہیں سکتا، ہم بہت جلد اصل مجرم تک پہنچ جائیں گے۔۔"

"زبردست بٹ یہ تمام انفارمیشن فلحال صرف ہم دونوں کے بیچ رہنی چاہیے

۔۔" علی نے اس کی ہوشیاری اور صلاحیت پر داد دیتے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔۔

"آپ بے فکر رہیں بھائی ایسا ہی ہوگا۔۔اور میں بہت جلد ساری سچائی تک پہنچ جاؤں گا کیونکہ مجھے پہلی بار فولڈرز کھولنے میں مشکل ہوئی تھی اب تو سارا طریقہ جان چکا ہوں۔۔"

وہ لیپ ٹاپ بند کرتا مصروفانہ لہجے میں مزید گویا ہوا جبکہ علی کچھ سوچ میں پڑتا اس کی بات خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

"ابھی فلحال تم اپنی شادی پر فوکس کرو بابا ابھی راضی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ پھر کسی سوچ میں آکر اپنا فیصلہ بدلیں۔۔"

وہ کچھ لمحے سوچ میں پڑتا بولا گویا اپنا کوئی فیصلہ بدل گیا ہو ارسلان بھی ماتھے پر بل ڈالے اس کی بات نہایت توجہ سے سننے لگا۔۔

بابا نے کل تمھیں اور تمھاری اماں کو رشتے کی بات کے لیے شاہ مینشن میں" دعوت دی ہے۔۔ تمھیں کل شام آنا ہے۔۔" وہ مزید کہتا اپنے والد کا پیغام بھی اس تک پہنچا گیا۔۔

پہلے خیریت سے یہ شادی ہو جانے دو۔۔ باقی سب ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔۔"
"بس ان پن ڈرائیو اور سی ڈی کی حفاظت کرنا تمھارے زمے ہیں۔۔

"جی بھائی میں خیال رکھوں گا۔۔"
علی نے مزید اسے حکم دیتے انداز میں کہا جس پر ارسلان نے اثبات میں سر ہلاتے اسے مطمئن کیا۔۔

آہستہ آہستہ کئی رازوں سے پردہ اٹھ رہا تھا وہ لوگ فہیم کی مدد سے آہستہ آہستہ مجرم کے بہت قریب پہنچ چکے تھے۔۔ وہ مجرم جسے گمان تھا کہ یہ کیس علی کی بریت کے ساتھ ہی ختم ہو چکا ہے۔۔

لیکن اب جب حقیقت سے اسکا سامنا ہو گا تب اس مجرم پر کیا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا ساتھ ہی یہ سوال بھی اہم تھا کہ اس کیس کے پیچھے اصل مجرم اور اصل قصوروار آخر ہے کون؟ کیا وہ اب بھی اس ملک میں موجود ہے یا فرار ہو چکا ہے اور اس شخص تک پہنچنے کے لیے ان غنڈوں کو پکڑنا ممکن تھا بھی یا نہیں؟ اس نوعیت کے کئی سوالات تھے جنکے جواب اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سہ پہر ہو چکی تھی وہ گارڈز کے وفد کے ہمراہ اپنی گاڑی کی پچھلی نشست پر سوار ماتھے پر بل ڈالے اس انفارمیشن کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اُسے سیاہ ہوڈی پہنے نجان شخص نے اس کی سالگرہ کے موقع پر پن ڈرائیو میں دی تھی جو چند گھنٹوں کی تحقیقات سے درست ثابت ہوئی۔۔

یہ خبر واقعی سچ نکلی کہ طلحہ اور شانی اس کی تمام خبریں فہاد تک پہنچاتے تھے مگر یہ سب جاننے کے باوجود بھی علی نے ان دونوں کے کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا اور یوں ظاہر کیا جیسے اب تک وہ کسی بات سے واقف نہیں ہے۔۔ یہاں تک کے اس کا اسسٹنٹ طلحہ اسکی گاڑی میں اگلی نشست پر ڈرائیور کے ہمراہ سوار پر سکون طریقے سے اپنے کام کر سر انجام دیتا اس بات سے انجان تھا کہ وہ پکڑ میں آچکا ہے اور اس کے مالک کی گرفت اب اس پر سخت ہونے جا رہی ہے۔۔

علی طلحہ کی پشت دیکھتا سوچ میں مبتلا تھا مگر اس کی اصل الجھن یہ نہیں تھی بلکہ اس کے ذہن میں اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے سوالات زیر گردش تھے۔۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آخر کون ہے یہ انجان شخص اور اتنی درست اطلاعات کیسے دے سکتا ہے اور اس کی مدد کیوں کر رہا ہے؟ آخر یہ چاہتا کیا ہے اور سامنے بھی نہیں آتا ایسا کیوں ہے؟

وہ اس وقت گاڑی میں بیٹھا اب سڑک پر ہر گزرتا منظر دیکھ رہا تھا وہ اپنی سوچ نہ کسی پر ظاہر کر سکتا تھا نہ یہ الجھنیں کسی سے کہہ سکتا تھا اور نہ ہی اس وقت کوئی جواب حاصل کر سکتا تھا لیکن ہاں ایک چیز ممکن تھی وہ تھا صبر اور صبر کے ساتھ آہستہ آہستہ ایک خفیہ کوشش جو اس پر تمام سوالات کے جوابات اشکار کر سکتی تھی۔۔

کافی دیر سوچوں کے بھنور میں گزارنے کے بعد اب اس کی گاڑی حقانی کیمکلز کے مین آفس بلڈنگ پر آکر رکی گارڈ نے فوراً اپنی گاڑی سے اتر اس کی گاڑی کا رخ کیا اور اس کی جانب کا دروازے کھولا جسے دیکھ کر وہ خیالات سے نکلتا اب اپنا موبائل سلور بلیزر کوٹ کی جیب میں ڈالتا گاڑی سے باہر نکلا۔۔

اس نے آنکھوں پر براؤن چشمہ چڑھا رکھا تھا گاڑی سے اترتے اس نے اوپر کی جانب نظریں اٹھائے بلڈنگ کو دیکھ کر اس پر ایک سرسری نگاہ ڈالی اور پھر داخلی

دروازے کی جانب قدم بڑھایا وہ آج پہلی بار حقانی کیمکلز کے آفس پہنچا تھا مگر کیوں پہنچا تھا یہ صرف اسی کو پتا تھا۔۔

لابی سے لفٹ لیتا اپنے گارڈز اور اسسٹنٹ طلحہ کے ہمراہ وہ فہاد کے کمرے کا رُخ کرنے لگا وہاں کسی نے اس کا راستہ نہ روکا تھا کیونکہ ہر کوئی اس کی شخصیت سے واقف تھا اور ہر کوئی اس کی یوں اچانک پہلی بار آمد پر حیران بھی کافی تھا یہی حیرت طلحہ کے دل میں بھی تھی مگر وہ بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔

فہاد کے کمرے کے قریب پہنچتے ہی طلحہ نے ہاتھ دروازے کی جانب بڑھا کر اسے پش کرنا چاہا مگر علی نے اسے ہاتھ اٹھا کر باہر ہی رکنے کا اشارہ کیا یہ بات طلحہ کو مزید پریشان کر گئی مگر اپنے سربراہ کے حکم کے آگے بے بس تھا۔۔

فہاد اپنے کمرے میں سبز اور سیاہ آفس سوٹ میں ملبوس اپنی آفس کی کرسی پر بیٹھا ہونٹوں میں سگریٹ دبائے اسکا کش لگاتا اپنے سامنے رکھی فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

علی نے دروازے پر دستک دے کر اسے پیش کرتے اگلا قدم کمرے میں رکھ دیا۔۔

وہ مکمل کمرے میں داخل ہو چکا تھا اسی دوران فہاد بھی دستک پر متوجہ ساتھ ہی حیرت زدہ ہوا اسے کبھی بھی یوں علی کی آمد کی توقع ہر گز نہ تھی وہ آنکھیں پھاڑے اک لمحے کو یقین کی کوشش کرنے لگا۔۔

"آرے علی آپ۔۔؟ وٹ آ پیلزنٹ سرپرائز۔۔؟"

اگلے لمحے سگریٹ زمین پر پھینک کر اسے کچلتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو کر حیرت میں گویا ہوا۔۔

کیس ختم ہوتے ہی سر سے علی؟" وہ قدم لیتا فہاد کے قریب پہنچتے طنزیہ تعجب" میں بولا۔۔

"آئی تھنک شاہ صاحب بہتر رہے گا آیئے پلیز بیٹھیے ناں۔۔"
وہ صوفے کی جانب اشارہ کرتا گویا ہوا جس پر دونوں کمرے کے ہی میٹنگ ایریا کی جانب قدم بڑھاتے وہاں کے صوفوں پر آمنے سامنے براجمان ہوئے۔۔

ان دونوں کا سامنا طویل عرصے بعد یہ زندگی میں دوسری بار ہوا تھا فہاد کا دشمن اس کی آنکھوں کے سامنے بالکل درست حالت میں، صحیح سلامت، خوبرو خدوخال چوڑی جسامت اور باوقار انداز میں بیٹھا تھا گویا اس کا ایک بال بھی ان کی سال بھر کی محنت سے متاثر نہ ہوا ہو۔۔
فہاد کے سارے خفیہ وار اور ضربوں کو جھیلتا ہر امتحاں اور مشکل سے گزرنے کے بعد بھی چٹان کی مانند مضبوط، مکمل صحت یاب اور خوش حال میں اس کے سامنے موجود تھا یہ منظر فہاد کے خون کو جلانے کے لئے کافی تھا۔۔

"بہت لمبے عرصے بعد آپ سے ملاقات ہوئی۔۔بہت اچھا آپ کو یہاں دیکھ کر۔۔"

وہ بناوٹی خوشامدی لہجہ اپنائے بولا۔۔وہ صوفے پر بیٹھا بھی ادب سے سمٹ کر تھا جبکہ علی شاہ ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے شان سے بیٹھا اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

"آپ بتائیں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی۔۔"وہ مزید بولا جبکہ علی اب تک خاموش اس کا اور اس کے آفس کا نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔۔

"تمھارے ہوش ٹھکانے لگانے آیا ہوں۔۔میرے پاس فضول کی بحث کے لئے وقت نہیں ہوتا۔۔میں یہاں کبھی نہ آتا مگر تم نے مجبور کیا مجھے۔۔"وہ سرد اور رعب دار لہجے میں کہتے اپنی جانب سے گفتگو کا ایک تلخ انداز میں آغاز کر گیا۔۔

آپ مجھ سے ناراض لگ رہے ہیں؟ کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے۔۔؟" فہاد نے" جواباً کہا۔۔

تمھاری چالیں الٹی پڑنے والی ہیں۔۔!!" علی نے اپنا جملہ ادا کرتے مقابل بیٹھے" اس شخص پر حیرت اور عجب خوف ساطاری کر دیا تھا گویا فہاد ایک لمحے کو سانس لینا بھول گیا ہو۔۔

کک۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں شاہ۔۔؟" اس نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا اسکا" گلا خشک پڑنے لگا جبکہ اس کے روبرو علی شاہ بڑے پر اطمینان انداز میں بیٹھا اس کے تاثرات پڑھ رہا تھا۔۔

"تم نے کانٹریکٹ سائن کیا تھا ناں؟ کیا ہوا اسکا۔۔؟"

علی کے اس سوال پر فہاد کی جان میں جان بحال ہوئی اسے لگا تھا گویا اسکا کچھا چٹھا کھل چکا ہے مگر یہاں تو صرف کنٹریکٹ کا موضوع سامنے آیا ہے۔۔

"جی سائن کیا تھا، میں اب بھی اس پہ قائم ہوں میں نے کانٹریکٹ کا کوئی رول نہیں توڑا ہے۔۔" فہاد نے پر اعتماد انداز میں کہا۔۔

"تمھیں یقین ہے۔۔؟" علی نے بھنویں اٹھائے ایک مغرور انداز سے کہا۔۔

"بالکل۔۔؟ کیوں آپ کو ایسا نہیں لگتا؟"

فہاد کے اس جملے پر علی جو اپنی پیٹھ صوفے سے لگائے ہوئے تھا بے ساختہ الگ کرتا چہرہ اس کے کچھ قریب کر گیا۔۔

"تمھیں منع کیا تھا میں نے کہ شاہ فیملی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا ورنہ پچھتاؤ گے تم۔۔ پھر بھی اتنی جرات کہ شازمان ٹیکسٹائل سے میرے پیٹھ پیچھے پراجیکٹ شروع کر دیا۔۔؟"

علی بھاری رعب دار آواز میں اس پر پھر سے خوف ساطاری کرتا بولا مگر آواز مدھم تھی کہ کمرے سے باہر کسی صورت نہ جا سکتی تھی۔۔

"اوو گاڈ۔۔آپ کے پیٹھ پیچھے۔۔نہ نہ بالکل نہیں۔۔میں جانتا تھا آپ کے علم میں یہ بات ضرور آئے گی۔۔" فہاد نے گہری سانس کھینچتے اپنا ماتھا پکڑتے ایک ڈرامائی انداز اپنایا۔۔

فہاد کے جعلی شرافت اور معصومیت سے بھرپور چہرے کے پیچھے کا فریب علی فیصل شاہ ماتھے پر بل ڈالے سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ جتنا اس کا گمان ہے فہاد اس سے زیادہ خطرناک اور شاطر ہے وہ علی کے گمان سے زیادہ اس کا نقصان کر چکا ہے یہ تمام حقیقت کھلتے ہی فہاد کا کیا حشر ہو سکتا تھا اس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن تھا۔۔

اپنی باتوں سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟ اپنی یہ کھوکھلی جرات؟ مت بھولو" تمھیں سیکنڈز میں سڑک پر لا سکتا ہوں۔۔" علی نے ماتھے پر بل ڈالتے سختی سے کہا۔۔

شاہ میری کیا مجال۔۔؟ آپ کا تو احسان ہے مجھ پر! اپنے محسنوں کو ہادی کبھی" نہیں بھولتا۔۔" اس نے پھر خوشامدی انداز اپنایا مگر مقابل اس کے کسی جال میں نہ آیا۔۔

میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ انفارمیشن جو آپ کو ملی اس میں تھوڑی سی" " کنفیوژن ہے۔۔ آپ کو۔۔ ایک سیکنڈ!۔۔ میں کانٹریکٹ دکھا دیتا ہوں۔۔ فہاد وضاحت دیتے ہوئے فوراً اٹھا اور اپنی آفس کی دیوار سے ایک جانب ملحق بک شیلف کے نیچے سائیڈ ٹیبل کے درازوں کو ٹٹولنے لگا۔۔

اس نے درازوں کو ٹٹولنے کے بعد اس سے زرد رنگ کی ایک فائل برآمد کی اور دوبارہ صوفے کی جانب بڑھتا علی کے سامنے کھول کر پیش کرنے لگا۔۔

"یہ دیکھیں! اس میں لکھا ہے کہ شاہ خاندان اور ان کی کمپنی یعنی شاہ، پوری کی پوری شاہ انڈسٹریز۔۔ شازمان ٹیکسٹائل شاہ انڈسٹریز میں نہیں آتی۔۔" فہاد نے اپنے طور پر مزید وضاحت دی علی نے اس فائل کے صفحات کو دیکھا یہ اسی معاہدے کی کاپی تھی جو ان کے درمیان ہوا تھا۔۔

فہاد اپنی جگہ پر اس کے رُوبرو دوبارہ آبیٹھا جبکہ علی کی نظریں فائل پر تھیں۔۔ وہ فائل اٹھائے اسکے مزید صفحات پلٹتا ٹٹولنے لگا۔۔

"جہاں تک بات ہے عالیہ صاحبہ۔۔" فہاد کے منہ سے اپنی زوجہ کا نام سنتے ہی علی نے فائل سے سرعت میں نگاہ اٹھا کر فہاد پر ٹکائی جو اس کے رعب سے مرعوب ہوتا فوراً گھبرا گیا۔۔

"جج جہاں تک بات ہے عالیہ صاحبہ کے ساتھ پراجیکٹ کرنے کی تو ان کا تعلق بھی ان کی مام کی ڈیتھ کے بعد شاہ خاندان سے ختم ہونے والا تھا انہوں نے خود میڈیا بیان دیا تھا کہ وہ آپ سے ڈیورس لیں گی۔۔ان ساری باتوں کو دیکھ کر ہی میں نے یہ پراجیکٹ سائن کیا کیونکہ مجھے اس کی اپنے بزنس میں اشد ضرورت تھی۔۔"

علی کی خود پر پڑتی نظریں اسکے لہجے میں لڑکھڑاہٹ سی ظاہر کر گئی مگر وہ مزید وضاحت دیتا گویا ہوا جبکہ مقابل کا اس کے ادا کیے گئے جملوں پر خون کھول رہا تھا۔۔

"یہ الگ بات ہے کہ آپ دونوں میں کوئی علیحدگی نہیں ہوئی اور پراجیکٹ بھی چلتا رہا۔۔بٹ میں اس بات سے خوش تھا اور یہی سوچ رکھا تھا کہ آپ سے بات کر کے آپ کو اس پراجیکٹ کو کنٹینیو کرنے کے لیے راضی کر لوں گا۔۔" فہاد مزید بولا۔۔

علی اس کے جملہ سننے کے بعد اب گفتگو تمام کرتا فائل ٹیبل پر پھینک کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا جسے دیکھتے ہی فہاد بھی صوفے سے کھڑا ہو گیا۔۔

علی نے اس کی جانب قدم بڑھائے یہاں تک کہ وہ اس کے قریب پہنچا اس کی سبز آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھ کر اپنی نگاہوں میں پوشیدہ غیض و غضب سے اسے آگاہ کر رہا تھا۔۔

"عالیہ! تب بھی میری بیوی تھی۔۔ وہ اب بھی۔۔ میری بیوی ہے اور ہمیشہ میری ہی بیوی رہے گی۔۔!! شاہ خاندان سے اس کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔۔"

وہ اپنی بھاری آواز میں رعب و دبدبے سے بولا آواز میں پستی کے باوجود بلا کا رعب تھا جسے فہاد پلک جھپکائے بنا مقابل کو تکتا سن رہا تھا۔۔

"دو دن ہیں تمھارے پاس! شازمان ٹیکسٹائل سے اپنا بوریا بسترا باندھ کر نکلو اور

پراجیکٹ جہاں تک پہنچ چکا ہے وہیں روک کر ختم کرو۔۔"

علی مزید بولا اس کے لہجے میں مقابل کے لیے حکم اور خبرداری پوشیدہ تھی۔۔

"شاہ یہ ناممکن ہے اس پراجیکٹ کو ادھورا چھوڑنے سے مجھے بہت زیادہ نقصان

ہو گا اور شازمان ٹیکسٹائل کو بھی لاس۔۔۔"

"اسکی فکر تم مت کرو۔۔ تمھاری جتنی اماؤنٹ اس پر خرچ ہوئی ہے، وہ ساری

رقم دوں گا تمھیں۔۔ مگر مجھے اپنے خاندان کے آس پاس نظر مت آنا تم۔۔ یہ

آخری وارننگ ہے۔۔"

علی اس کا جملہ کاٹ کر گویا ہوتا اس کے کندھا تھپتھپاتا کمرے سے روانہ ہونے لگا

اور جاتے جاتے آنکھوں پر پھر سے براؤن چشمہ چڑھا گیا۔۔

علی کے جاتے فہاد کئی لمحوں تک ساکت پلک جھپکائے بنا کھڑا یہاں وہاں دیکھتا گہری سانسیں بھرنے لگا اس کا بنا بنایا کھیل مزید آگے بڑھنے کے بجائے اسے سمٹتا ہوتا نظر آ رہا تھا اور ساتھ ہی علی کے وہ جملے۔۔ !!!

اس کے جملے تو فہاد کے دل میں زہریلے تیروں کی مانند چبھے تھے۔۔

کہاں سازشوں کے جال بنتے بنتے فہاد کی سال بھر کی محنت اور کہاں شاہ کے چند لفظ !! جو اس کی سارے سال کی محنت پر اسے بھاری محسوس ہوئے۔۔ وہ علی شاہ کو اتنا نقصان نہ پہنچا سکا تھا جتنی تکلیف فہاد کو علی کے چند لفظوں سے ہوئی۔۔

"عالیہ ! تب بھی میری بیوی تھی۔۔ وہ اب بھی۔۔ میری بیوی ہے اور ہمیشہ میری ہی بیوی رہے گی۔۔ !! شاہ خاندان سے اس کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔۔"

اس کی آنکھوں میں غصّے سے سرخی اتری اس کے کانوں میں مسلسل علی کی بازگشت گونجتی رہی۔۔

اہھھھہ "وہ بری طرح چیخا اور اپنے سامنے ٹیبل پر موجود شو پیس گلدستہ اٹھا کر" شیشے کی کھڑکی پر دے مارا جو دونوں ایک دوسرے سے تصادم کھاتے پل میں ٹوٹ کر بکھرے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام کا وقت تھا عشائیے کی دعوت پر سامیہ بیگم اپنے صاحب زادے کے ہمراہ شاہ مینشن کا رُخ کر گئے۔۔
انہیں علی شاہ کے حکم پر ڈرائیور کے ہمراہ بڑی سی سیاہ گاڑی میں بٹھا کر گھر سے ریسیو کرتے شاہ مینشن پہنچایا گیا وہ دونوں ماں بیٹا گاڑی کی پچھلی نشست پر سوار تھے۔۔

شاہ مینشن میں گاڑی داخل ہوتے ہی ان دونوں نے حیرت بھرے انداز نے اس عالی شان محل کا خوبصورت نظارہ دیکھنا شروع کیا یہاں تک کے گاڑی کار پورچ

میں آکر رکی اور ملازمین نے دروازے کھولا وہ دونوں منظر میں محواب دروازہ کھلنے کی آہٹ پر چونکے اور احتیاط سے باہر نکلے۔۔

ارسلان نے سفید نئے شلوار قمیض پر سیاہ واسٹ کوٹ پہن رکھا تھا جبکہ والدہ اپنے طور پر گھر میں موجود سب سے بہترین آج ہلکا گلابی رنگ کا جوڑا اپنا پہنے سر پر دوپٹہ لیے سیاہ شال اوڑھے ہوئے تھی وہ لوگ اب گاڑی سے اترنے کے بعد کچھ واضح طور پر اس بڑے سے گھر کا منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے خوشگوار موسم شام کا وقت، جگہ جگہ سے بتیوں سے برآمد ہوتی مدھم روشنی، سرد ہوا ہری بھری گھانس اور دیواروں سے قطار در قطار ملحق لہراتے ہوئے وہ پودے۔۔واقعی اس کے گھر کا منظر بے حد شاندار اور روح میں سکون سا اتارنے والا تھا۔۔

سامیہ بیگم کو گھر کی شان وشوکت دیکھ کر کچھ پیشمانی ہوئی اسے اندازہ ہوا کہ اس بڑے سے گھر میں ان کی کوئی اوقات نہیں ہوگی اور انہیں دعوت میں جی بھر کر تزلیل کیا جانے والا ہے۔۔

جبکہ دوسری طرف ارسلان بھی کشمکش کا شکار تھا ایک جانب خوشی اور علی کی جانب سے دیا گیا اطمینان تھا تو دوسری طرف شاہ سے پہلی ملاقات کا خوف۔۔ شاہ کی جاہ وجلال کا خاکہ ذہن میں لاتے اسے کئی خدشات محسوس ہوئے۔۔

وہ لوگ ملازم کے اشارے پر اب لان سے ہوتے لاؤنج کے جانب بڑھنے لگے جہاں بڑھنے سے قبل لاؤنج سے علی فیصل شاہ چوڑی جسامت پر گہرے براؤن رنگ شلوار قمیض پر سیاہ بلیزر کوٹ پہنے برآمد ہوتا ان تک پہنچا۔۔

"السلام وعلیکم اماں کیسی ہیں آپ۔۔"
"وعلیکم السلام بیٹا ٹھیک ہوں۔۔ تم کیسے ہو۔۔"

وہ سامیہ بیگم کے قریب پہنچ کر سر کو قدرے جھکائے مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا جس کے سر پر سامیہ بیگم نے شفقت سے ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔۔

بہترین۔۔ چلیں۔۔؟" وہ دونوں سے گویا ہوتا ارسلان سے مصافحہ کرنے کے" بعد لاؤنج کی جانب اشارہ کر گیا جس پر اثبات میں سر ہلاتے وہ لوگ لاؤنج کی جانب بڑھے۔۔

علی کے ہمراہ لاؤنج کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی وہ لوگ حیرت زدہ ہوئے جو انہوں نے سوچ رکھا تھا منظر اس کے برعکس تھا۔۔ تمام میزبان لاؤنج میں ان کی آمد پر ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔۔

شبانہ بیگم اور عالیہ سامیہ بیگم سے ملنے لگے جبکہ ارسلان نے شاہ کو کھڑا دیکھ کر اپنا کوٹ ٹھیک کرتے ان کی جانب ایک قدم بڑھایا۔۔

اسس السلام و علیکم آنکل۔۔"اس نے سہم کر شاہ کو مخاطب کرتے پہل کی۔۔"

و علیکم السلام بیٹا تو تم ہو ارسلان ناصر؟"شاہ نے اس کا سر سے پیر تک جائزہ" لیتے سوال کیا۔۔

جی۔۔"اس نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔۔"

شاہ مدھم مسکرا کر اسے پر سکون کرتا اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔۔

شاہ کے اس بہترین انداز اور گھر والوں کے پر خلوص استقبال نے ان دونوں ماں بیٹے کے ذہن میں گردش کرتے تمام خدشات کو پل میں دور کر دیا۔۔

۔

۔

جب سب اس رشتے کو لے کر رضامند ہیں تو میری رائے ہے کہ ہم دو دن بعد"
"اس جمعے کو بچوں کا نکاح کرا لیں۔۔

عشائیے کے بعد تمام افراد لاؤنج میں بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے ایسے میں فیصل شاہ کے جملے پر تمام لوگوں میں خاموشی سی چھا گئی۔۔

وہ سب لوگ شاہ کا جملہ سن کر کچھ حیران تھے مگر گھر کے بڑے ہونے کے سبب ان کے فیصلے پر کچھ کہنے سے بھی قاصر تھے۔۔

بٹ بابا سب کچھ اتنا جلدی کیسے ہو گا۔۔؟" علی نے بلا آخر سوال کیا مگر لہجہ"
نہایت دھیما اور مؤدبانہ تھا۔۔

ہو جائے گا۔۔اللہ ہمارا ساتھ ضرور دے گا۔۔اور سامیہ بیگم آپ کو فکر مند"
"ہونے کی ضرورت نہیں ہے سارے معاملات سادگی سے ہوں گے۔۔

شاہ نے جواباً کہا اور ارسلان کی والدہ کے چہرے پر فکریہ تاثرات بھانپ کر انہیں مطمئن کیا۔۔

شاہ جی، جیسے آپ لوگوں کی مرضی ہو گی سب کچھ ویسا ہی ہو گا۔۔"سامیہ بیگم" نے جواباً فیصل شاہ کو مخاطب کیا ان کی مشاورت لاؤنج میں بیٹھے تمام آفراد بغور سن رہے تھے۔۔

بہت خوب تو دو دن بعد کی تاریخ بہتر رہے گی۔۔اللہ تمام معاملات میں خیر اور" "آسانی فرمائے آمین۔۔

"آمین ان شاءاللہ۔۔"

فیصل شاہ نے پُر مسرت لہجے میں کہا تو دیگر افراد نے بھی جواباً حصہ ڈالا۔۔ تمام افراد ایک ہی فیصلے پر متفق ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر معمالات میں خیر و برکت کے لیے دعا کرنے لگے۔۔

--------------سونی رائٹس--------

رات ڈھلی تھی فہاد اپنے کمرے میں شرٹ کی اوپری بٹن کھولے، ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا آئی پیڈ ہاتھ میں تھامے اس پر عالیہ کی تصاویر دیکھنے میں مصروف تھا یہ ساری صرف وہی تصاویر اس کی دسترس تک پہنچ سکی تھی جو میڈیا نے ہر کسی نہ کسی بزنس تقریب میں کھینچی تھیں۔۔

اس ہر تصویر میں عالیہ نے کیزول آفس سوٹ پہن رکھا تھا کسی بھی تصویر میں وہ مکمل یا بھرپور سجی سنوری نہیں تھی نہ ہی کبھی مکمل سجا ہوا فہاد نے اسے آج تک دیکھا تھا مگر پھر بھی اس کی جنونیت اور دیوانگی اپنے عروج پر تھی۔۔

دوسرے ہاتھ میں وہ شراب کا گلاس تھامے محویت سے ایک ایک تصویر کو دیر تک دیکھتا انہیں یک کے بعد دیگرے الٹنے پلٹنے میں مصروف تھا اسی عالم میں وہ ٹیبل پر اب تک دو بوتلیں خالی کر چکا تھا، کثرتِ شراب نوشی کے سبب اس کی آنکھوں میں بلا کا خمار تھا سبز آنکھوں میں اب سرخی تھی مگر سکون تھا کہ جسکا اب تک کہیں کوئی نام و نشان نہ تھا۔۔

اس کا سکون اب اسکی زندگی میں آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا اور اس کی جگہ مستقل اضطراب لے رہا تھا اس کا سکون اب بس عالیہ کو اپنے روبرو دیکھنے میں تھا جو تقریباً نہ ممکن ہوتا جا رہا تھا۔۔وہ جس پر مرنے لگا تھا ساری دنیا اسے اسی لڑکی سے دور کر رہی تھی۔۔

اس کے اضطراب میں اضافے کی ایک یہ وجہ بھی تھی کہ آج عرصے بعد اس کی ملاقات علی سے ہوئی تھی جس کی بازگشت مسلسل اس کے کانوں میں گونجتی اسے پریشانی، فکر، بے سکونی اور اس لڑکی سے دور ہو جانے کے خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

دو دن ہیں تمھارے پاس! شازمان ٹیکسٹائل سے اپنا بوریا بستر ا باندھ کر نکلو"
"اور پراجیکٹ جہاں تک پہنچ چکا ہے وہیں روک کر ختم کرو۔۔

تمھاری جتنی اماؤنٹ اس پر خرچ ہوئی ہے، وہ ساری رقم دوں گا تمھیں۔۔ مگر" "مجھے اپنے خاندان کے آس پاس نظر مت آنا تم۔۔ یہ آخری وارننگ ہے۔۔

عالیہ! تب بھی میری بیوی تھی۔۔ وہ اب بھی۔۔ میری بیوی ہے اور ہمیشہ" میری ہی بیوی رہے گی۔۔!! شاہ خاندان سے اس کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹے (" گا۔۔

اس نے اپنی آنکھیں میچی آئی پیڈ صوفے پر رکھا اور گہری سانس لینے لگا، وہ اپنے ذہن میں گردش کرتی علی کی باتوں سے تنگ آچکا تھا۔۔

اس نے آنکھیں کھولی اپنی پشت کو صوفے سے الگ کیا اور نگاہیں ٹیبل پر دوڑاتا سگریٹ تلاش کرنے لگا جو اس وقت کہیں موجود نہیں تھی۔۔

سیگریٹ میسر نہ آنے پر وہ مضطرب سی کیفیت میں بے ساختہ صوفے سے اٹھا اور اپنا آئی پیڈ بھی اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا جہاں پہنچ کر اس نے سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولتے اس میں سگریٹ اور لائٹر نکالی اور آئی پیڈ وہیں سائیڈ ٹیبل کے اوپر رکھا۔۔

کچھ لمحے بعد اپنی مطلوبہ چیز حاصل کر کے اب وہ پلٹا اسی دوران اس پر ارد گرد کا ماحول گھومتا محسوس ہوا، اس نے فوراً دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا اس عمل میں سگریٹ اور لائٹر بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرے۔۔
اس کے دماغ پر بلا کا بوجھ تھا گویا پھٹنے کو آیا ہو، اس نے آنکھیں بری طرح میچی پوری قوت سے اپنی حالت پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس پر غشی طاری ہونے کو تھی، اس کا بھاری وجود لمحے بھر میں زمین پر آ گرا اور وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر رفتہ رفتہ آنکھیں موند گیا۔۔

کچھ لمحے گزرے تھے کہ اس کی بہن اب دروازے پر دستک دیتی اس کے کمرے میں داخل ہونے لگی۔۔

ہادی کھانے پر کیوں نہیں۔۔؟"اس نے دروازے سے داخل ہوتے کہا ہی تھا" کہ اگلے لمحے میں زمین پر پڑے اُس بھاری وجود پر میشل کی نظر پڑی جسے دیکھ کر وہ سب کچھ بھولتی شدید پریشانی میں مبتلا ہوئی۔۔

ہادی۔۔؟"وہ فوراً اپنے بھائی کی جانب دوڑی اور اس کے قریب زمین پر آ" بیٹھی۔۔

ہادی آنکھیں کھولو۔۔!!"اس نے ہیبت وخوف میں فہاد کا وجود بری طرح" ہلایا اور اسکا چہرہ تھپتھپاتے فکریہ لہجے میں کہا۔۔

"ہادی پلیز آنکھیں کھولو کیا ہوا ہے تمھیں ؟"

اس نے فہاد کا سر اپنی گود میں لیا وہ واقعی بے حد پریشان تھی کیونکہ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسکا چٹان جیسا مضبوط بھائی زمین پر آج بے سدھ پڑا تھا اور وہ فہاد کی اس حالت کی اصل وجہ سے بھی بالکل لاعلم تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

گھنٹہ گزر چکا تھا فہاد نے اب اپنی موندی آنکھیں نیم وا کی۔۔حالت سمجھنے سے قاصر تھا مگر خود کو اپنے کمرے میں اپنے بستر پر پایا۔۔
اس کے کمرے میں گھر کے دو ملازمین اور ڈاکٹر میشل کے ہمراہ کھڑا اسے پچھ ادویات کے حوالے سے سمجھا رہا تھا۔۔۔

"جیسا میں نے کہا ہے یہ ساری میڈیسن اسی حساب سے دینی ہیں۔۔کچھ دن آرام کرنے دیں ریلیکس رکھیں اور انہیں پلیز الکوحل سے دور رکھنے کی کوشش

کریں۔۔فلحال فکر کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اب حالت کافی بہتر ہے بٹ "کوشش کریں کہ انہیں سٹریس نہ ہو ورنہ خطرہ بڑھ سکتا ہے۔۔

ڈاکٹر نے میشل کو ہدایت کی اور اپنا سامان اکھٹا کرتے یک کے بعد دیگرے اپنے بیگ میں رکھنے لگا جبکہ فہاد نے اپنی نیم وا آنکھیں ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد پھر موند لی۔۔

"تھینک یو ڈاکٹر آیئے میں آپ کو باہر تک چھوڑ دیتی ہوں۔۔"

وہ مؤدبانہ لہجے میں بولی، ڈاکٹر نے جواباً اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں کمرے سے روانہ ہوئے ساتھ ہی ملازمین بھی کمرے سے روانہ ہونے لگے جبکہ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔

کمرے میں گفتگو کی آوازیں آنا بند ہو گئی، فہاد گہری خاموشی کو محسوس کرتا پھر نیم آنکھیں کھول گیا، آنکھیں کھولتے ہوئے اس بار کے منظر کو تکتے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی یہ منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھلی

کیونکہ اس نے اپنے قریب بستر پر سرخ آفس سوٹ میں ملبوس عالیہ کو اپنے روبرو بیٹھا پایا۔۔

ہادی؟" وہ بولی۔۔ مقابل کو اپنی آنکھوں پر بالکل یقین نہیں آرہا تھا کیونکہ عالیہ" نے کبھی اسے اس کے نک نیم سے نہیں پکارا تھا۔۔

کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی۔۔؟" وہ مزید بولی لہجہ سنجیدہ تھا مگر یہ سب" فہاد کا خیال تھا۔۔

عالیہ !" وہ آنکھیں پھاڑے حیرت میں جوابا اُس کا نام پکار گیا۔۔"

"! ایسے چلے گا تمھارا بزنس ؟بی اسٹرانگ مین۔"
"ابھی تو بہت کچھ باقی ہے۔۔ تمھیں تو ہر حالات سے لڑنا آتا ہے ناں۔۔"

وہ اسے تسلی دے رہی تھی یہ فہاد کے اپنی باطنی تسلی تھی جو اسے اسکا دل دے رہا تھا مگر خیالوں پر وہ لڑکی سوار تھی۔۔ جسکا حسین امتزاج اسکی آنکھوں کے سامنے بن کر اسے چند لمحوں کا عارضی سا کھوکھلا سکون بخش رہا تھا۔۔

"تم تت۔۔ میں!"

"ہادی۔۔!" وہ اپنا جملہ مکمل کرنے لگا تھا کہ اسے میشل نے کمرے میں داخل ہوتے پکارا۔۔

وہ میشل کی پکار پر اسکی جانب متوجہ ہوتا حقیقی دنیا میں آیا اس نے میشل کے بعد اگلے لمحے کو اپنے بستر کی جانب دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا یہ سب دیکھ کر وہ مزید حیران ہوا۔۔

آچھا ہوا کہ تمھیں ہوش آگیا۔۔"میشل اس کے بستر کے قریب پہنچتے خوشگوار"
لہجے میں بولی جبکہ فہاد اٹھ کر بیٹھا بدحواس سا نظروں کو ارد گرد دوڑاتے پریشانی
کے عالم میں عالیہ کو ڈھونڈ رہا تھا گویا کوئی قیمتی شے کھو گئی ہو۔۔

یہاں پر۔۔!"وہ میشل کو بستر پر عالیہ کی جگہ بیٹھتا دیکھ کر کہتے کہتے رکا کیونکہ"
اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ لڑکی کہیں نہیں تھی یہ سب محض اسکا خیال تھا۔۔

ریلیکس ہو جاؤ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمھاری۔۔"میشل نے کندھے پر ہاتھ"
رکھ کر اسے لیٹنے کا اشارہ کرتے کہا۔۔

تمھیں کیا ہو گیا تھا؟کس بات کا اتنا سٹریس ہے تمھیں؟"وہ پھر سوال کر گئی"
جبکہ مقابل دوبارہ لیٹ چکا تھا۔۔

ہمیں نقصان ہو گا میشل۔۔ ہمارا بزنس ختم ہونے والا ہے۔۔" وہ میشل کے "
ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا شدید فکر میں گویا ہوا۔۔

"وٹ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ کون ختم کرے گا ہمارا بزنس اور کیوں۔۔؟"

علی شاہ۔۔! وہ ہمارا بزنس ختم کر دے گا۔۔ میں نے بہت زیادہ محنت اور بہت "
انویسٹمنٹ کی ہے اس پراجیکٹ پر۔۔ وہ ایسے کیسے ختم کرنے کا کہہ سکتا ہے میشل
ہم بیٹھے بیٹھے سڑک پر آجائیں گے یار۔۔ کچھ کرو پلیز اس بزنس کو بچالو میشل۔۔
"ہم ختم ہونے والے ہیں۔۔
وہ مسلسل جنونی سا ہوتا بولے جارہا تھا۔۔

ہادی ہادی۔۔ کول ڈاؤن۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ ہم بیچ کا راستہ نکالیں گے اپنے "
"بزنس کو لاس نہیں ہونے دیں گے۔۔

وہ اس کی فکر مندی دیکھ کر اسے مطمئن کرنے لگی اسے فہاد کے لہجے سے معاملات کی سنگینی کا اندازہ ہو چکا تھا۔۔

"ایک ہی راستہ ہے۔۔ کہ یہ پراجیکٹ چلتا رہے اور کمپلیٹ ہو۔۔ آگر شاہ کو مجھ سے مسلہ ہے تو تم یہ پراجیکٹ سنبھال لو لیکن اسے کمپلیٹ کرنا ضروری ہے۔۔" وہ جواباً بولا اس کے جملوں سے اب ظاہر تھا کہ اسکے حواس ٹھیک کام کر رہے ہیں۔۔

"اوکے۔۔ اوکے میں بات کروں گی۔۔ مجھے سب کچھ سمجھا دینا۔۔ بٹ پلیز اتنی سی بات کا سٹریس مت لو۔۔" وہ دوبارہ بولی اور اسکے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسے تسلی دینے لگی۔۔

-----------سونی رائٹس-------------

دو دن گزر چکے تھے اب شام ڈھلی تھی اور نکاح کی تقریب سجی تھی آج پھر بڑے سے ہال کو اس پر مسرت تقریب کے لیے شاہ انڈسٹری اور شازمان ٹیکسٹائل کے اشتراک سے مل کر خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

آج نکاح کی سادہ سی تقریب منعقد کی گئی تھی مگر ہال کی خوبصورتی ہر جانب چار چاند لگائے ہوئے اس سادہ تقریب کو بھی شاندار بنانے میں اپنا حصہ ڈال رہی تھی۔۔

ہال میں سنہری بتیوں والے دو فانوس نصب تھے ہال کی تھیم ہلکے گلابی رنگ کی تھی سفید اور گلابی رنگ کے بڑے بڑے پردے لٹکائے گئے تھے ہر جانب سفید روشنی تھی خوبصورت سفید و گلابی پھولوں سے ارد گرد کا ماحول سجا ہال کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔۔

شام ڈھلی تو مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہوا جو کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ کثیر تعداد تک پہنچا جبکہ میزبان وہاں پہلے سے موجود ان کا استقبال کرنے میں مصروف تھے۔۔

کچھ لمحے گزرے کہ دلہے کی بھی اپنے خاندان اور دوستوں کے ہمراہ ہال میں آمد ہوئی جنکا عزت و تکریم سے استقبال کیا گیا۔۔ارسلان ناصر آج سفید رنگ کی سادی سی شیروانی پہنے کیلن شیو اور جیل سے سیٹ گھنے بال لیے بے حد خوبرو لگ رہا تھا۔۔

دلہے کو استقبال کے بعد اسٹیج پر موجود صوفے پر براجمان کر دیا گیا تھا جہاں بیٹھا وہ اپنے دلہن کی آمد کا بے صبری سے منتظر اب نگاہوں میں بے انتہا انتظار کی چمک لیے ہوئے تھا۔۔

تمام انتظامات دیکھنے میں مصروف سفید شلوار قمیض میں ملبوس پیروں میں براؤن پشاوری چپل اور براؤن بلیزر کوٹ پہنے وہ جاذب نظر مرد علی فیصل شاہ تمام مہمانوں کی توجہ کا مرکز بنا تھا۔۔

جبکہ اسکی بیوی براؤن رنگ زرق برق شلوار قمیض میں ملبوس کھلے خوبصورت بالوں کے ساتھ کانوں میں جھمکے پہنے خود پر دوپٹہ پھیلائے بے حد حسین لگ رہی تھی جواب ارسلان کی آمد کے بعد نزمین کے ہمراہ وہ سارہ کو دلہن کے لباس میں ملبوس اسٹیج تک پہنچانے میں مدد کررہی تھی، جسے عالیہ اور نزمین کے ہمراہ ہال میں نمودار ہوتے دیکھ ہی ارسلان بھی اسی جانب محویت سے متوجہ ہوا۔۔

سارہ زرق برق سفید لہنگے میں ملبوس بالوں کا جوڑا باندھے بھاری دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھے ہوئے ایک جانب کمرے سے نکلتی ہال میں تمام افراد کی توجہ کا مرکز بنی۔۔

سارہ کو ارسلان کے لمبے صوفے پر کچھ فاصلے کے ساتھ بٹھایا گیا اسی دوران قاضی صاحب بھی ہاتھ میں فائل تھامے فیصل شاہ کے ہمراہ حاضر ہوا اور صوفے پر بیٹھ کر نکاح کی کاروائی کا آغاز کرنے لگا۔۔

سارہ شاہ ولد جناب فیصل شاہ آپ کو ارسلان ناصر ولد ناصر اجمل کے ساتھ دو"
"لاکھ روپے سکہ رائج الوقت بحقِ مہر یہ نکاح قبول ہے۔۔؟
قاضی نے نکاح کی کاروائی کا آغاز کرتے تیسری مرتبہ سارہ سے اس کی زندگی اہم ترین سوال کیا۔۔

سارہ شاہ بنت فیصل شاہ آپ کو فرقان حامد بن حامد خاقان سے بحقِ مہر دس")
("لاکھ سکہ رائج الوقت میں یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

قاضی کے سوال پر اس کی دھڑکنیں تیز ہوئی اس کے کانوں میں اسی جملے سے ملتا جلتا جملہ گونجا اسکے آنکھوں کے پردے پر اپنے ڈیڑھ سال قبل ہونے سابقہ نکاح کا

منظر لہرایا اور نکاح کے بعد کی زندگی، وہ سختیاں، وہ اپنی جائز خواہشات کے حصول کے لیے بھی بے انتہا پابندیاں، وہ حقارت، وہ نفرت، اسے فرقان کا کر رویہ یاد آنے لگا۔۔

دل نے اک لمحے کو اسے اب اس نکاح کو قبول کرنے سے روکا جبکہ قاضی سمیت بھرا مجمہ اس کے جواب کا منتظر گہری خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا۔۔

("مگر مجھے تمھاری فکر ہے میں دوبارہ تمھیں کسی مسائل میں الجھتا نہیں دیکھنا چاہتا۔۔") اس کے کانوں میں والد کا پریشان کن لہجے میں کہا گیا وہ جملہ گونجتا سارہ کے انکار کے ارادے کو مضبوط کرنے لگا۔۔

مجھے اس بار خود اپنا نصیب آزمانے دیں بابا۔۔اب جو بھی میرا مقدر ہو گا")
("میرے فیصلے سے ہو گا۔۔ جس پر کبھی کوئی شکوہ نہیں کروں گی میں۔۔

اسے اپنی دلیل بھی یاد آئی اس کے ذہن میں عجب کشمکش اور جنگ سی چھڑ چکی تھی جبکہ ارد گرد کھڑے لوگوں کو بھی اس کی خاموشی پر طرح طرح کے خدشات لاحق ہونے لگے۔۔

"میری جان کچھ تو کہو۔۔؟"

فیصل شاہ اس کے ڈھکے سر پر اپنا بھاری شفقت سے بھرپور ہاتھ رکھ کر نرمی سے گویا ہوا اسے اپنی بیٹی کے کسی فیصلے پر اب کوئی اعتراض نہ تھا بھلے وہ بھرے ہال میں سب کے سامنے اس رشتے سے انکار ہی کیوں نہ کر دے مگر ارسلان کی جان مسلسل سارہ کی خاموشی سے اس کے حلق میں اٹک چکی تھی اس کی دل کی دھڑکنیں کچھ مدھم سی پڑ چکی تھیں گویا ایک ہی لمحے میں اس کی حاصل کی گئی خوشیاں اس سے چھن جائیں گی کیونکہ اس وقت اس کی تمام خوشیوں کا دار و مدار سارہ کی ایک ہاں پر منحصر تھا۔۔

قبول ہے۔۔"اس نے آنکھیں میچ کر مدھم آواز میں ہامی بھری اور خود کو ایک بار پھر اپنی تقدیر کے ذریعے ایک شخص کے حوالے کیا جو اس کے لیے فرقان سے کئی گنا بہتر ثابت ہونے والا تھا مگر وہ اس بات سے انجان تھی۔۔

دوسری جانب تمام افراد کے چہرے بھی سارہ کے مثبت جواب کھل اٹھے ارسلان کی جان میں بھی جان بحال ہوئی۔۔نکاح خواں بھی اب ارسلان کی جانب متوجہ ہوتا سوال کرنے لگا یہ منظر قریب کھڑے محفل کی جان علی شاہ اور اسکی زوجہ بھی دیکھ رہے تھے۔۔ان دونوں کے ذہن کے پردے پر بیک وقت اپنے نکاح کا منظر لہرایا جبکہ عالیہ کو اپنی اور اپنے محرم کی یونیورسٹی میں پہلی لڑائی اور اس کی جانب سے اظہارِ محبت کا لمحہ یاد آیا۔۔

("کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے ہو تم۔۔آخر کیا چاہتے ہو۔۔؟؟") کس طرح اس نے یونیورسٹی میں علی کے روبرو کھڑے آگ برساتی نگاہوں سے غصیلے لہجے میں سوال کیا تھا۔۔وہ اپنی نادانیوں پر خود سے مدھم مسکرا گئی۔۔

("کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔!!") یونیورسٹی میں اُسی لمحے علی کا کہا گیا جواب اُسے یاد آیا جسکے یاد آتے ہی وہ بے ساختہ نظریں اٹھائے اپنے پُروجاہ محرم کو تکنے لگی جواب سارہ سے نکاح نامے پر دستخط لینے میں مصروف تھا۔۔

("عالیہ زمان ولد شیر احمد زمان آپ کو علی شاہ ولد فیصل شاہ خان سے بحقِ مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت میں یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟") اپنے شوہر کو تکتے تکتے اسے اپنی زندگی کے بہترین لمحے یاد آئے۔۔

مبارک ہو بھئی آخر کار یہ نکاح خیر سے ہو گیا۔۔"اسے سائرہ نے مخاطب" کرتے اپنے ماضی کے حسین یادوں سے باہر نکالا وہ چونک کر اثبات میں سر ہلاتی سائرہ کے گلے لگی۔۔

نکاح کے بعد عالیہ اسٹیج سے اتر کے مہمانوں سے کچھ فاصلے پر موبائل کان سے لگائے گفتگو میں مصروف تھی کال منقطع کرتے اب وہ مہمانوں کی جانب بڑھنے لگی اسی دوران علی اس کے سامنے آتا اسے یک دم حیرت زدہ کر گیا۔۔

کیا کر رہے ہو ڈرا ہی دیا تم نے۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے گھبرا کر بولی۔۔ جبکہ " مقابل خاموش کھڑا چہرے پر مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔۔

راستہ چھوڑو میرا۔۔" وہ اب نہایت سنجیدہ تھی۔۔"

جس طرح تم اس نکاح میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ یقیناً تمھیں بھی آج کچھ تو یاد آیا" ہو گا۔۔" وہ جواباً بولا لہجہ خوشگوار تھا جبکہ اپنے جملے میں وہ عالیہ کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔۔

"وہ دن جب ہم ایک ہوئے تھے۔۔" وہ کچھ سرگوشی نما مزید بولا جملہ سنتے ہی عالیہ نے بے ساختہ نگاہیں اُٹھائے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔

"زندگی کا سب سے بڑا، یادگار اور خوبصورت دن تھا وہ میرے لیے۔۔" وہ اس کے بالوں سے نکلتی لٹ کان کے پیچھے کرتا خماری لہجے میں مزید بولا۔۔

علی کی حرکت پر وہ کچھ ہڑبڑاتی ارد گرد ماحول میں چہل پہل دیکھ کر اپنے بالوں کے دیگر لٹ خود کان کے پیچھے کر گئی۔۔

"بب۔۔ بائی داوے تمھیں یہ ہال کیسا لگا۔۔؟" مقابل کا لہجہ اور ارادہ بھانپ کر وہ گفتگو کا رخ بدل گئی اس کے جملے پر علی نے مسکراتے مدھم سا نفی میں سر ہلایا۔۔

تیاریاں اچھی کی ہیں تم نے۔۔ جیسا کہا تھا اس سے زیادہ شاندار۔۔" وہ ہاتھ باندھے کر نگاہوں کو ہال کا سفر کرواتا بولا۔۔

"ہاں یہ میں نے اور بینش نے مل کر کی ہیں۔۔"
وہ جواباً بولی اسی دوران اس کی نظر میشل پر پڑی جو اس وقت دور کئی فاصلے پر خوبصورت سیاہ لباس پہنے کھلے بال لیے کھڑی شبانہ بیگم سے گفتگو میں مصروف تھی۔۔

"گریٹ۔۔"

"یہاں آنے سے پہلے میشل نے مجھے کال کی تھی وہ بتا رہی تھی کہ تم نے اس کے بھائی کو پراجیکٹ ختم کرنے کے لیے کوئی الٹی میٹم دیا تھا۔۔؟" میشل کو دیکھتے ہی عالیہ کے ذہن میں اس متعلق سوال گردش کرتا اس کی زباں پر وارد ہوا۔۔

"Yes because he has violated the contract.!"

"ہاں کیونکہ اس نے کانٹریکٹ کی خلاف ورزی کی ہے۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

کانٹریکٹ دکھایا تھا مجھے فہاد نے۔۔اس میں لکھا تھا کہ شاہ انڈسٹری سے کوئی" تعلق نہیں ہونا چاہیے۔۔بٹ وہ لوگ شازمان ٹیکسٹائل کے ساتھ کام کر رہے "ہیں۔۔ تمھیں اس بارے میں۔۔

مجھ سے اس بارے میں میشل نے بھی ریکوسٹ کی تھی۔۔وہ کل میرے آفس" "!!آئی تھی مگر وہ اپنے بھائی کو نہیں جانتی۔۔

علی نے اس کی بات کاٹتے کہا اس کا لہجہ اب بھی نہایت سنجیدہ اور سرد سا تھا۔۔

تمھارا کنسرن جائز ہے۔۔اس کے بھائی سے احتیاط کرنا ہمارا کام ہے مگر اس" پراجیکٹ کو ختم کر دینا کوئی عقلمندی نہیں دونوں کمپنیز کو بہت نقصان ہو گا۔۔"وہ دلیل دیتی گویا ہوئی۔۔

میشل نے مجھ سے بھی کہا کہ اس کا بزنس لاس میں چلا جائے گا۔۔اس پراجیکٹ" کو ختم کرنے کے بجائے آگر تم چاہو تو میرے اور میشل کے بھائی کی جگہ یہ پراجیکٹ عارض اور میشل کے حوالے کر سکتے ہو۔۔"اس نے مزید کہا جسے علی خاموشی اور غور سے سن رہا تھا۔۔

عارض کو میں نے اپنا بھائی مانا ہے اینڈ ان فیوچر جیسا کہ تم نے کہا تھا عارض میشل" سے شادی کرے گا تو ہم اب چاہ کر بھی حقانی فیملی سے اپنا دامن نہیں بچا سکتے تمھارا فہاد کے ساتھ سائن کیا ہوا کانٹریکٹ میشل کی شادی کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ اپنا وجود کھودے گا وہ بالکل بے بنیاد ہو جائے گا۔۔"

عالیہ ایک اور دلیل پیش کرتی بولی جو مقابل پر اثر انداز سی ہوتی اسے کسی سوچ میں مبتلا کر گئی۔۔

اہہہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔ ہم چاہ کر بھی حقانیوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔۔"

وہ بیزاری سے گہری سانس کھینچتا چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر اثبات میں ہلاتا گویا ہوا۔۔

۔

۔

"ٹھیک ہے جیسا تم چاہتی ہو ویسا ہی ہو گا ہم اس پراجیکٹ کو ختم نہیں کریں گے۔۔" علی کچھ لمحے سوچ کے بعد مثبت جواب کے ساتھ گویا ہوا۔۔

اور یہ پراجیکٹ ہم میشل اور عارض کو دے دیں گے۔۔"وہ فوراً جواب میں" بولی۔۔

اس کی ضرورت نہیں۔۔تم یہ مت سمجھو کہ مجھے کوئی مسلہ ہے تمھارے کام" "سے۔۔

میرے کام سے مسلہ نہیں ہے۔۔میں جانتی ہوں تم صرف میرے لیے" پریشان ہو کہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔"عالیہ نے اس کی دل کی بات لمحوں میں جان لی تھی اس کا جواب مقابل کی گہری سنجیدگی کو غائب کر گیا وہ نہایت مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

بس یہی وجہ ہے۔۔مگر کوئی بھی ان یوژول سی چیز یا واقعہ پیش آئے تو تم نے" مجھے لازمی انفارم کرنا ہے۔۔"اس نے ہدایت کی۔۔

"ڈونٹ وری ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ ہوا تو ضرور بتاؤں گی۔۔"

اینڈ تھینک یو سو مچ کہ تم نے میری بات سمجھی اور مجھ سے اگری کیا۔۔ میں یہ " پراجیکٹ کی گڈ نیوز میشل کو سنا کر آتی ہوں۔۔ "وہ خوش گوار لہجے میں مزید بولی اور روانہ ہونے لگی۔۔

اس کا خوشگوار لہجہ اور خوبصورت لباس علی کو پھر سے اپنے سحر میں جکڑنے لگا تھا مگر اس وقت وہ کچھ بے بس سا تھا خود سے بس یہی عزم کر پایا کہ دوسروں کو کانٹریکٹ میں باندھ دینا کسی مسلے کا حل نہیں، اپنی بیوی کی اور اپنے خاندان کی حفاظت اسے خود کرنی ہے جو وہ ہر صورت میں کرتا رہے گا۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

ہال میں سارہ اور ارسلان کے نکاح کے بعد چہل پہل تھی تمام مہمان ایک دوسرے سے ملاقات اور گفتگو میں مصروف تھے۔۔

"اینڈ آئی ہوپ کہ آپ کا وہ شاہ اب مان جائے اور ڈیل کینسل نہ کرے۔۔" وہ عارض سے گویا ہوئی جو ہاتھ باندھے کھڑا سفید کرتے پر سرمئی واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔۔

ویسے تعجب کی بات ہے بزنس ہمارے ساتھ اور اختیار شاہ کے پاس۔۔؟" وہ" جوابا عیشل سے مخاطب ہوا ان دونوں کے درمیان پراجیکٹ کا موضوع زیر بحث تھا۔۔

وہ بزنس نہیں اپنے کانٹریکٹ اور اپنی وائف کی وجہ سے اس پراجیکٹ پر کنٹرول" کیے ہوئے ہے۔۔ مجھے علی سے کوئی شکایت نہیں اس کا سوچنا بھی جائز ہے ہادی "کی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔

پراجیکٹ واپس مل جائے تو تم اپنے بھائی کو سمجھا دینا کہ اگر بزنس عزیز ہے تو" شاہ سے کبھی نہ الجھے۔۔"اس نے اپنے لفظوں میں میشل کو کچھ تسلی اور پراجیکٹ کے متعلق کچھ امید دلائی۔۔

"رائٹ ! آئی ول ڈیفینٹلی گائیڈ ہِم۔۔"

بٹ اب تمھاری کلاس لینے کی باری ہے۔۔"وہ عارض کے پہلو میں آکر کھڑی" ہوتی مزید گویا ہو کر مقابل کو حیران کر گئی۔۔

میں نے کیا گستاخی کر ڈالی آپ کی شان میں۔۔"وہ کچھ طنزیہ بولا اسی دوران" ان کے عقب کی جانب سے عالیہ بھی میشل کو خوشخبری سنانے کے لیے ان تک آ پہنچی۔۔

"فارغ آدمی! بالکل شرم نہیں آتی تمھیں۔۔وہ سامنے دیکھو ذرا۔۔"

اس نے اپنے روبرو کچھ فاصلے پر موجود اسٹیج کی جانب اشارہ کیا جہاں چہرے پر مدھم مسکان لیے ارسلان اور سارہ بیٹھے فوٹو گرافر کے اشاروں کے مطابق تصاویر بنوانے میں مصروف تھے۔۔عارض بھی منہ اسٹیج کی جانب کیے اس نئے نویلے جوڑے کو دیکھ کر میشل کے جملے پر متعجب ہوا۔۔

"ہم سے چھوٹے ہیں وہ دونوں ان کی بھی شادی ہو گئی آج۔۔اور ایک تم ہو کہ۔۔"وہ کہتے کہتے رکی اور مایوسی سے نفی میں سر ہلا گئی یہ گفتگو عقب میں کھڑی عالیہ بھی سن کر خود سے مدھم مسکرانے لگی۔۔

"ہمم! کہہ دو کہ میری محبت کی شدت میں اب تم سے ایک لمحہ بھی انتظار نہیں ہو رہا۔۔"وہ بناوٹی سا انداز لیے بولا،اسکا جملہ سنتے عالیہ نے بھی حیرت سے بھنویں اٹھادیے۔۔

"کہہ دو؟ جیسے تم تو اگلے لمحے بارات لے کر میری چوکھٹ پر پہنچ جاؤ گے ناں؟"
وہ طیش میں آتی مقابل کھڑے اس معصوم پر طنز کے تیر برسانے لگی۔۔

عقب میں کھڑی عالیہ جانتی تھی کہ چھپ کر کسی کی گفتگو سننا نامناسب عمل ہے لیکن ان کی دلچسپ نوک جھونک سن کر اسے بھی لطف آنے لگا تھا وہ حیران بھی تھی کیونکہ عارض اور میشل سے اس طرز کی گفتگو کی توقع اسنے کبھی نہیں کی تھی۔۔

امید پر دنیا قائم ہے۔۔ پہنچ بھی سکتا ہوں! تمھاری چوکھٹ پر۔۔" وہ اس کے" کان کے قریب کچھ جھک کر بولا۔۔

عارض احمد! ہوائی فائرنگ دلہے کے آتے ہی ہو چکی ہے۔۔ تم مزید نہ "
"کرو۔۔

اس نے گردن اٹھا کر اپنے پہلو میں کھڑے اس شخص کو دیکھتے پھر سے ایک طنز کا تیر چھوڑا۔۔ عقب میں عالیہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکنے کی بھرپور کوشش کی۔۔

کیا یار تم تو مجھے کچھ سمجھتی ہی نہیں ہو۔۔"وہ برہم ہوا۔۔"

سمجھتی ہوں ناں۔۔ نکما اور فارغ آدمی!"میشل نے اسے مزید آگ لگانے کی" کوشش کی۔۔

تو پھر کیوں کرنی اسی فارغ آدمی سے شادی؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے بولا۔۔"

پسند آگیا ہے ناں، کیا کریں۔۔؟"وہ محبت سے بھرپور انداز میں کہتی عارض کی" ساری برہمی لمحے بھر میں ہوا کر گئی انہیں گفتگو میں مشغول دیکھ کر عالیہ نے فلحال پلٹنا بہتر سمجھا۔۔

بہت جلد تمھیں حقانی ہاؤس سے لے جاؤں گا۔۔"وہ پرامید انداز میں گویا" ہوا۔۔

مجھے انتظار رہے گا۔۔!!"وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔"

عالیہ نے ان کی گفتگو سنی اسے دونوں کی محبت کا اندازہ بخوبی ہو چکا تھا۔۔وہ کچھ فاصلے پر آ کر اکیلی کھڑی ہوتی کچھ سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔

اس کے پیرنٹس تمھیں پسند کرتے ہیں، تم پر یقین رکھتے ہیں۔۔تم بات کر") "کے مناؤ انہیں میشل کی گارنٹی لے کر قائل کرو وہ ضرور مان جائیں گے۔۔

وہ عارض کی پسند ہے اس سے آگے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، میں اُس کے اس "احسان کا بدلہ تو نہیں چکا سکتا لیکن اُس کے لیے اب مجھ سے جتنا ہو گا کروں گا۔۔)"

اسے علی کے جملے یاد آنے لگے۔۔اسے اندازہ ہوا کہ اسکے شوہر کی ہر بات درست تھی۔۔

اس نے علی کی ہدایت پر فوراً عمل کرنے کا فیصلہ لے لیا تھا یعنی اب بہت جلد عارض اور میشل کی راہیں بھی وہ ہموار کرنے لگی تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

رات ہوئی آسمان نے بھی گہری سیاہ چادر اوڑھی، نکاح کی تقریب میں عشائیے کے بعد اب تقریب اپنے اختتام کی جانب گامزن تھی۔۔

تمام اہم افراد کی مشاورت کے بعد سارہ کی رخصتی کا انتظام کیا گیا۔۔اسے چادر اوڑھے گھونگھٹ اور قرآن کے سائے میں روانہ کرتے ہال کے دروازے پر کھڑی گاڑی میں پچھلی سیٹ پر سوار کیا گیا۔۔

شبانہ بیگم کی آنکھیں اپنی بیٹی کی رخصتی پر ایک بار پھر اشکبار تھیں مگر دل میں خوشی اور اطمینان نے بھی اپنی جگہ بنا رکھی تھی ساتھ ہی انہیں ثمینہ بیگم بھی تسلیاں دے رہی تھیں۔۔

ارسلان بھی تمام افراد سے مل کر اسے اپنے انداز اور اخلاق سے تسلی دیتا ہال کے باہر کھڑی سجی دھجی گاڑی کی جانب بڑھا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر سارہ کے پہلو میں براجمان ہوا۔۔

تمام دلہے والے اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوتے اب رات کے اندھیرے میں سادگی سے بغیر دھوم دھڑکے کے اپنی منزل کی جانب کئی ساری یادیں پیچھے چھوڑ کر روانہ ہوئے۔۔

سارہ اور ارسلان کی گاڑی بھی اپنی منزل کی جانب رواں ہوئی ڈرائیور مدھم رفتار پر گاڑی چلانے میں مصروف تھا۔۔

سارہ کے ذہن میں اب بھی بے انتہا سوچیں بیک وقت گردش کرتیں اسے پریشان کیے جارہی تھیں اپنے تمام تر خوف زدہ کرنے والے خیالات سے پیچھا چھڑانے کے لیے اس نے نظریں کھڑکی پر ٹکائی۔۔

ہر گزرتا منظر اور وہ کھڑکی سے گاڑی میں داخل ہوتی خوشگوار ہوا اس کے مزاج کو سکون بخشنے لگی جبکہ پہلو میں بیٹھا ارسلان اس کی جانب گردن کا رخ کیے اُسے مسلسل محویت سے سفید سجے سنورے لباس میں دیکھ رہا تھا۔۔

ارسلان کی خود پر پڑتی نظروں سے وہ لاعلم تھی جبکہ دوسری جانب ارسلان کی تو دھڑکنیں ہی کچھ بے ترتیب سی تھیں، اس کے باطن میں بیش بہا کیفیتوں کا عجب طلاطم اس کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔

یہ خوشگوار منظر، یہ پر مسرت لمحات، وہ حسین دوشیزہ جسکا اپنے روبرو ہونا بھی ایک خواب سا تھا آج وہ اس کے نکاح میں آچکی تھی۔۔ یہ سب محسوس کرتے اسے اب بھی اپنے اس حسین وقت پر یقین نہیں آرہا تھا گویا وہ اپنی من پسند زندگی اپنے خوابوں میں جی رہا ہو۔۔

اس نے اپنے پہلو میں بیٹھی سارہ کا مکمل جائزہ لیا جو ہلکے میک اپ کے ساتھ زرق برق لباس میں بھاری دوپٹہ اور اس پر چادر اوڑھے گود میں سفید کلچ پر اپنی سرخ مہندی سے رنگی ہتھیلیاں رکھے کھڑکی کی جانب متوجہ ہر گزرتے منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔

ارسلان نے حلق تر کرتے کچھ ہمت جمع کی جس کے بعد سارہ کی ایک ہتھیلی کی پشت پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے اسے ایک دم اپنی جانب متوجہ کر گیا۔۔

سارہ اس حرکت پر ششدر تھی مگر ارسلان کے حق سے واقف وہ نظر جھکائے کچھ نہ کہہ سکی۔۔

سفر جاری تھا کافی دیر سے وہ ارسلان کی مسلسل خود پر پڑتی نظروں سے بھی واقف ہو چکی تھی۔۔ جس کے سبب وہ بلا آخر نظر جھکائے خود سے مدھم سا مسکرا گئی۔۔

مگر وہ نروس سی تھی اس نے دل ہی دل میں جلد اس سفر کا اختتام چاہا مگر آگے ایک اگلا اس کی نروسنس کا امتحان لینے والا کھٹن مرحلہ اس کا منتظر تھا۔۔

رات مزید گہری ہوئی دلہے کا گھرانہ گھر پہنچ چکا تھا۔۔
ان کی گاڑی خوبصورت سے بنگلے پر پہنچ کر رکی جسے خوبصورت بتیوں سے سجایا گیا تھا۔۔ یہ وہی گھر تھا جو علی نے ارسلان کو قسطوں پر دیا تھا۔۔

ارسلان کا ماموں زاد گھرانہ بنگلے کے باہر موجود دلہن کے استقبال کے لئے کھڑا تھا، گاڑی رکتے ہی ارسلان اترا اور گاڑی کے دوسرے دروازے کی جانب بڑھا۔۔

اس نے گاڑی کا دروازے کھولا اور سارہ کے آگے ہاتھ بڑھا کر اسے اترنے میں مدد کی، سارہ اسکا ہاتھ تھامے کچھ آہستہ آہستہ سے قدم لیتی گھر کی دہلیز تک پہنچی جہاں پھول کی پتیاں نچھاور کرتے ہوئے اس کا استقبال کیا گیا۔۔

گھر والوں سے ملنے اور رسومات کی ادائیگی کے بعد اسے اس کے کمرے میں بٹھا دیا گیا جو اس گھر کا سب سے خوبصورت اور بڑا کمرہ تھا اس کمرے کو بھی آج کے دن کی مناسبت سے سجایا گیا تھا وہ کمرے اور گھر کو دیکھ کر کچھ حیرت زدہ تھی کیونکہ وہ ارسلان کی حیثیت سے بخوبی واقف تھی اور یہ گھر اس کی حیثیت کے بالکل برعکس تھا۔۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے سفید لہنگے میں بستر پر سمٹ کر بیٹھی ارسلان کی منتظر تھی یہ وقت پھر اسے ماضی کی یاد دلا رہا تھا وہ اپنا دھیان بھٹکانے کے لیے پھر سے کمرے کا جائزہ لینے لگی جہاں خوبصورت صوفے، کمرے کی ہوادار بالکونی، مختصر سی دیوار سے منسلک سرمئی رنگ کی وارڈروب اور کتابوں کی ایک بک شیلف موجود تھی۔۔

دروازے پر دستک ہوئی جسے سن کر وہ خیالات سے نکلتی دروازے کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے بلاآخر ارسلان برآمد ہوا۔۔ وہ اسے کمرے میں داخل ہوتا ایک نظر دیکھ نظریں جھکا گئی جبکہ مقابل دروازے بند کیے کچھ قدم طے کرتا بستر تک پہنچا۔۔

سفید دودھیا رنگ، ہلکی سنہری آنکھیں، سرخ رنگے خوبصورت ہونٹ اور ہلکا میک اپ، وہ اس کے چہرے کا بڑی محویت سے جائزہ لینے لگا جو نظر جھکائے ساکت بیٹھی تھی۔۔

وہ ارسلان پر عجب سحر طاری کر رہی تھی، آخر تھی وہ بھی بلا کی حسین اور کیوں نہ ہوتی؟ شاہ خاندان سے تعلق تھا اسکا! جس خاندان کو رب نے مال اور حسن سے بے انتہا نوازا تھا۔۔

"تمھیں اس روپ میں دیکھنے کا خواب تھا میرا۔۔"

وہ بستر پر اس کے قریب بیٹھ کر محویت سے دیکھتا گویا ہوا سارہ اس کے بے تکلف سے انداز اور آپ سے تم تک سفر پر اپنی حیرانی سمیٹتی نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

تم مجھے اگر اُس گھر میں بھی لے جاتے تو تم سے کوئی شکایت نہ کرتی میں۔۔"وہ" سرد لہجے میں اسکا جملہ نظر انداز کرتے بولی۔۔

آ گر تمھیں لگتا ہے کہ یہ سب کرنے سے مجھے خوشی ملے گی تو تم غلط ہو" ارسل۔۔ میں ظاہری شان وشوکت سے متاثر نہیں ہوتی۔۔"وہ مزید بولی اس کے انداز میں برہمی تھی۔۔

یہ تو کچھ بھی نہیں، میرا بس چلے تو ساری دنیا کی تمام تر آسائشیں تمھارے" قدموں میں لا کر رکھ دوں۔۔ تم نے اپنا بنا کر زندگی سنواری ہے میری۔۔"وہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے محبت سے سرشار لہجے میں گویا ہوا۔۔

تمھارا نام اور تمھاری طرف سے ملنے والی عزت ہی میرے لیے کافی ہے۔۔"
تمھیں آج یہ میری نصیحت ہے کہ مجھے خوش کرنے کے لیے کبھی آسائشوں کی دوڑ میں بھاگنے کی جتن نہ کرنا۔۔ تمھاری سادگی میں ہی خوبصورتی ہے، میں اسے کھونا نہیں چاہوں گی۔۔"

تمھیں آسائش اور شان و شوکت سے اتنی نفرت کیوں ہے۔۔؟" وہ تعجب زدہ ہوتا سوال کر گیا۔۔

کیونکہ کافی کچھ دیکھ چکی ہوں میں۔۔ ایک کھوکھلی شان و شوکت! جِسے حاصل کرنے کی جتن میں انسان اکثر اندھا ہو جاتا ہے۔۔ نہ حرام حلال کو دیکھتا ہے۔۔ نہ پھر اپنے گھر والوں جانتا ہے اور نہ ہی اپنے سے کمتر کو انسان سمجھتا ہے۔۔"
وہ اپنے ماضی کے تلخ تجربات کو کسی جواز کے سہارے لپیٹ کر پیش کرتی اسے محتاط کرنے لگی کیونکہ اسے آسائشوں کی چکاچوند میں ارسلان کی معصومیت ختم ہو جانے اور اس کے بدل جانے کا خدشہ لاحق ہوا۔۔

"سارہ میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں، تم ابھی واقف نہیں ہو کہ میرے دل میں تمھارا کیا مقام ہے، مجھ سے جو ہو سکا میں تمھارے لیے اپنی آخری سانس تک کرتا رہوں گا مگر مجھ پر بھروسہ رکھو جیسا تم سوچ رہی ہو میں ویسا کبھی نہیں بنوں گا۔۔"

وہ اسکے چہرے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دیتا اسکے خدشات دور کرنے لگا۔۔

ارسلان اس کی ہتھیلیوں کی پشت پر بوسہ دیتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے اپنی باتوں پر یقین دلانے لگا جس کے جواب میں سارہ خاموشی اختیار کیے ہوئے محض اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

اگلے دن کی دوپہر تھی وہ لنچ کے بعد اپنی گاڑی میں سوار ڈرائیور کے ہمراہ کسی کو بنا بتائے عارض احمد کے گھر پہنچی تھی۔۔

اس کی آمد پر عارض کے گھر والے بھی حیران تھے جبکہ عارض اپنے آفس میں موجود اپنے گھر پر اس کی آمد سے بے خبر تھا۔۔

عالیہ شاہ سفید شرٹ پر زرد بلیزر کوٹ اور زرد پینٹ پہنے، کھلے بال اور ہلکے میک اپ کے ساتھ حسین اور جاذب نظر لگ رہی تھی۔۔عارض کے گھر کے گیسٹ روم میں صوفے پر اس کے والدین کے روبرو براجمان گفتگو میں مصروف تھی۔۔

ٹیبل پر اس کے رُوبرو تواضع کا تمام تر سامان موجود تھا جس میں سے اس نے اب تک صرف فریش اورنج جوس سے ایک گھونٹ حلق میں اتارا تھا۔۔

تو آپ لوگوں نے کیا سوچا۔۔؟" اس نے گلاس ٹیبل پر رکھتے عارض کے" والدین کو مخاطب کیا۔۔

بیٹا ہم یہ فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں؟ کیا تم اس لڑکی کو جانتی نہیں۔۔؟" افتخار احمد" نے تعجب سے کہا لہجے میں نرمی تھی۔۔

اس نے تمھاری زندگی برباد کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔ تم اسی کا"
"پروپوزل لے کر ہمارے پاس آگئی؟
اس سے قبل کے عالیہ کچھ کہتی جویریہ بیگم نے بھی برہم لہجے کے ساتھ اپنا حصہ ڈالا۔۔

ہم جسے جانتے تھے وہ اب ویسی نہیں رہی۔۔ میں اس سے اچھی طرح واقف" ہونے کے بعد یہ پروپوزل آپ کے پاس لائی ہوں۔۔ آپ کو میری بات پر یقین "نہیں تو آپ خود اس سے مل لیں، کچھ عرصہ جانچ کر لیں پھر فیصلہ کر لیجئے گا۔۔

وہ اپنے لفظوں پر زور دیتی عارض کے والدین کو میشل کے لیے مسلسل قائل کرنے کی ایک اور کوشش میں گویا ہوئی۔۔

"بات بھروسے کی نہیں ہے ہمیں تم پر بالکل بھروسہ ہے۔۔مجھے خوف ہے اس کی حرکتوں سے، کہیں وہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اسی لیے اسے اپنے بیٹے اور اپنے خاندان سے دور رکھنا چاہتے ہیں ہم۔۔" افتخار گویا ہوا۔۔

"آگر اسے عارض نہ ملا تو کیا وہ خاموش سکون سے بیٹھی رہے گی؟ اور عارض؟ وہ رہ پائے گا میشل کے بغیر؟" عالیہ نے بھنویں اچکاتے انہیں اپنے سوالوں میں الجھایا۔۔

"آپ کو عارض نے کچھ بتایا نہیں؟ کہ وہ کتنی محبت کرتا ہے میشل سے؟" وہ ایک اور سوال کرتی بولی۔۔

اچھے سے جانتا ہوں میں۔۔جب سے اس کی خواہش سے انکار کیا ہے وہ اب ہم" سے بات تک نہیں کرتا۔۔"افتخار نے سرد لہجے میں نظریں پھیرتے ہوئے کہا۔۔

ابھی تو وہ صرف ناراض ہے!وہ بھی اس امید پر کہ آپ لوگ اس کی بات مان" "!!جائیں گے۔۔

عالیہ نے اپنا جملہ ادا کیا، یہ جملہ کچھ ادھورا سا محسوس ہوا مگر آگے کے نہ کہے الفاظ بھی عارض کے والدین سمجھ چکے تھے گویا عالیہ انہیں آیندہ کے خدشات سے آگاہ کر رہی ہو۔۔

مگر وہ لڑکی اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے اسے یہ بات سمجھ کیوں نہیں" آتی۔۔؟"جویریہ بیگم نے بے بسی اور پریشان کن انداز میں کہا۔۔

"اس لڑکی میں اب کوئی برائی نہیں ہے، اس نے اپنی غلطیوں سے سیکھا ہے، اور میں نے اسے خود دیکھا ہے کہ وہ کس قدر بدل چکی ہے اور میں اس سے امید رکھتی ہوں کہ وہ آپ کی توقعات پر پورا اُترے گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی تبدیلی کو دیکھ کر اسے موقع دیں گے، اور آپ کی محبت اور رہنمائی سے وہ مزید بہتر ہو جائے گی۔"

وہ انہیں قائل کرنے کی کوشش میں پھر دلیل پیش کرتی گویا ہوئی جسے وہ دنوں سن کر خاموش کچھ سوچ میں مبتلا ہوئے۔۔

"آپ لوگ عارض کو اچھی طرح جانتے ہیں آگر آپ لوگ اس کی پسند پر راضی نہ ہوئے وہ تب بھی میشل سے چھپ کر شادی کر لے گا یا پھر عمر بھر میشل کت علاوہ کسی کو اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے گا۔۔"

"آپ دونوں کی رضامندی بہت ضروری ہے پلیز مان جائیں۔۔ صرف ایک موقع تو دے کر دیکھیں۔۔" وہ ان کی خاموشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پھر بولی۔۔

"آگر کوئی راہ راست پر آنا چاہتا ہے تو اس کے لیے آسانیاں پیدا کرنی چاہیے۔۔ تمھیں لگتا ہے کہ اس لڑکی کے انتخاب میں بہتری ہے تو ٹھیک ہے۔۔ ہم اُسے ایک موقع ضرور دیں گے۔۔"

عارض کے والد نے بھاری آواز میں نہایت سنجیدگی سے کہتے عالیہ کو مثبت جواب سنایا جسے سنتے ہی اس کی خوشی کہ انتہا نہ رہی تھی۔۔

"واقعی ؟آپ مان گئے آنکل ؟" وہ بے یقینی سے آنکھیں باہر کو نکالے بولی جس پر افتخار نے مدھم مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا جبکہ ان کی زوجہ خاموشی اختیار کیے ہوئے کسی سوچ میں مبتلا ہو چکی تھیں۔۔

"او تھینک یو سو مچ آنکل۔۔ آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے یہ عارض کے لیے کتنی بڑی گڈ نیوز ہے۔۔" وہ پر مسرت لہجے میں گویا ہوئی۔۔

وہ جس مقصد سے یہاں آئی تھی اس میں کامیاب ہوئی، عارض کے والدین عالیہ کی امیدوں پر پورے اترے مگر اب سوال یہ تھا کہ کیا میشل بھی عارض کے والدین کی امیدوں پر پوری اتر پائے گی۔۔؟

۔

۔

شام ڈھلی اور یہ وہی رونقوں سے بھرپور شام تھی جس کا انعقاد بھی بینش اور عالیہ کی ٹیم نے مل کر کیا تھا سارہ اور ارسلان کے ولیمے کی تقریب کو ہال کی خوبصورتی نے چار چاند لگا رکھے تھے۔۔

یہ وہی شاہ انڈسٹریز کا اپنا ہال تھا جہاں علی کی سالگرہ اور کلا تھنگ برانڈ کی اوپننگ سرمنی منعقد ہوئی تھی سنہری تھیم پر جسے نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

مہمان بھی تقریباً پہنچ چکے تھے شاہ خاندان اور زمان خاندان کے تمام افراد تقریب میں موجود تھے خوشنما ہال میں سب کے خوبصورت لباس ماحول کو بھی خوشنما بنا رہے تھے۔۔

دلہے میاں ارسلان نے آج ہلکے بنفشی رنگ کا ٹکسیڈو پہن رکھا تھا جبکہ اس کی نئی نویلی زوجہ ہلکا بنفشی رنگ کا خوبصورت زرق برق لہنگا پہنے کھلے بالوں کو خوبصورتی سے سجائے اس پر زرق برق بھاری دوپٹہ اوڑھے ہلکے میک اپ کے نہایت حسین لگتی اسٹیج پر ارسلان کے پہلو میں بیٹھی مہمانوں سے ہلکی پھلکی گفتگو میں مصروف تھی۔۔

ہال میں موجود علی کے تمام احباب میں عارض کی شادی کی خبر پھیل چکی تھی اور سب کے لبوں پر اب اسی متعلق چہ مگوئیاں تھیں۔۔

وہ تینوں بھی ایک گروہ کی شکل میں کھڑے آج کی اس تازہ اور بڑی خبر پر تبصرہ کرنے میں مشغول تھے جبکہ علی دانیال کے ہمراہ اپنے بزنس کی دنیا سے تعلق رکھنے والے اہم شخصیات سے ملاقات میں مصروف تھا۔۔

چوڑی جسامت پر نیلے رنگ شلوار کا قمیض اور سیاہ خوبصورت بلیزر کے ساتھ سیاہ پشاوری چپل پہنے وہ آج بھی اس مشرقی لباس میں بے حد پر کشش اور جاذب نظر لگ رہا تھا جبکہ دانیال نے سیاہ شرٹ پر ٹو پیس سفید آفس سوٹ پہن رکھا تھا۔۔

عالیہ آج ہلکا گلابی رنگ کا سادہ سا لہنگا پہنے ہلکا میک اپ کیے ہوئے تھی براؤن بال ڈھیلے ڈھالے سے باندھ رکھے تھے مگر لباس زیادہ زرق برق نہ تھا اس کے باوجود بھی وہ بہت خوبصورت سب سے مختلف لگ رہی تھی۔۔

"تھینک یو سو مچ ونس اگین۔۔" عارض سیاہ سوٹ میں ملبوس عالیہ کے رُو برو کھڑا گویا ہوا۔۔

"بہن کو تھینک یو نہیں کہتے۔۔" وہ جواباً بولی جس کے پہلو میں سائرہ بھی زرد ساڑھی میں ملبوس کھڑی خوش مزاجی سے اثبات میں سر ہلاتے مسکرا رہی تھی۔۔

ان کے عقب میں ہال کے داخلی دروازے داخل ہوتی مہرون ساٹن میکسی میں ملبوس کھلے بال لیے میشل کی پہلی نظر ہی عالیہ پر پڑی جسے دیکھتے ہی وہ بے تابی سے تمام افراد کو نظرانداز کرتی اس کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔

"عارض بھائی لیکن اگر آپ شادی کے بعد بدل گئے پھر آپ سے گلہ رہے گا۔۔" سائرہ فوراً بولی۔۔

"کبھی نہیں بدلوں گا اور اپنی بہنوں کے لیے تو بالکل نہیں۔۔"

وہ جواباً گویا ہوا اسی دوران ان تینوں کے قریب بڑھتی عالیہ کی نظر بھی میشل پر ٹکی جو اسی کو دیکھتی اجلت میں اسی کی جانب آرہی تھی۔۔

میشل!" وہ اسے مسلسل اپنی جانب دیکھتی مخاطب کر گئی جبکہ میشل نے بے" ساختہ اس کے قریب پہنچ کر اسے گلے لگایا اس حرکت پر ارد گرد کھڑے عارض اور سائرہ بھی حیرت زدہ ہوئے۔۔

تم نہیں جانتی۔۔ تم نے کتنا بڑا احسان کیا ہے مجھ پر، میں نے ہمیشہ تمھیں اپنا" دشمن سمجھا۔۔ تمھارے ساتھ بہت غلط کیا اور تم نے بدلے میں میری زندگی سنوار دی۔۔" وہ عالیہ سے الگ ہوتی مغموم اور پشیمان لہجے میں بولی۔۔

مجھے یقین نہیں آرہا کوئی اتنا بڑا دل کیسے رکھ سکتا ہے۔۔" عالیہ کو موقع دیے بغیر وہ اگلا جملہ ادا کر گئی اس کی آنکھوں میں اتری نمی کو عالیہ کے واضح طور پر محسوس کیا۔۔

"میشل ہم کبھی دشمن تھے ہی نہیں۔۔ کچھ تلخیاں اور غلط فہمیاں تھیں جو وقت کے ساتھ ہمارے بیچ ختم ہو گئی اور یہ میں نے کوئی احسان نہیں کیا ہے۔۔ تم میرے بھائی کی محبت ہو۔۔ اس وجہ سے میرے لیے بھی اب اہم ہو۔۔ ہمیشہ خوش رہنا ہم سب تمھارے ساتھ ہیں۔۔"

وہ اس کے بازوؤں کو تھامے اسے نہایت نرم اور پر خلوص لہجے میں تسلی دیتی گویا ہوئی جسکے جملے سن کر میشل ایک بار پھر اس کے گلے لگتی اپنی اور عالیہ کے بیچ ہمیشہ کے لیے ساری تلخیاں اور دوریاں ختم کر گئی۔۔

دوسری جانب کچھ فاصلے پر علی کے ہمراہ کھڑا دانیال کی مہمانوں سے ملاقات کے دوران بھٹکتی ہوئی نگاہیں یک دم میشل پر ٹھہری جسے عالیہ کے گلے لگا دیکھ وہ ہکا بکا رہ گیا۔۔

"یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں ؟؟" وہ پلک جھپکائے بغیر ناقابلِ یقین منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتا پہلو میں کھڑے علی سے گویا ہوا۔۔

"کیا؟" علی مہمانوں سے گفتگو میں مصروف جواباً بے دھیانی میں گویا ہوا۔۔

"سانپ اور نیولا ایک دوسرے کے گلے لگ رہے ہیں؟ یہ کیسے پاسبل ہوا بھائی؟ سورج آج مغرب سے نکلا ہے یا میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں۔۔؟" اس نے علی کے کان کے قریب غیر یقینی انداز میں سرگوشی کی جسے سن کر وہ پرکشش مرد بے ساختہ گہرا مسکرایا۔۔

نہ سورج مغرب سے نکلا ہے نہ تمھاری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں۔۔وہ دونوں" واقعی اب ایک دوسرے سے صلاح کر چکے ہیں انفیکٹ عالیہ نے افتخار آنکل سے میشل کی سفارش بھی کی،اسی لیے افتخار آنکل میشل اور عارض کی شادی کے لیے مان گئے۔۔"

اس نے مختصر سی وضاحت دانیال کو پیش کی جسے سنتے وہ مزید حیران ہوا اور اپنی نظریں ان لوگوں سے پھیر کر فوراً علی کی جانب کر گیا۔۔

کیا بات کر رہے ہو۔۔؟اتنی جلدی ایک اور شادی۔۔وہ بھی میشل کی؟"وہ" آنکھیں سکھیڑ کر بولا۔۔

جی ہاں میشل حقانی کی شادی ہونے والی ہے۔"وہ مزید وضاحت سے کہتے" دانیال کو یقین دلانے لگا۔۔

تو پہلے کیوں نہیں بتایا؟ ہم یہاں اکیلے کھڑے کیا کر رہے ہیں۔۔ چلو"
ان کے پاس اس خبر کی تصدیق تو کریں۔۔"وہ علی کی پیٹھ تھپتھپاتے اسے اپنے
ساتھ لے جانے لگا۔۔

۔

۔

اور تم بھی مجھے معاف کر دو سائرہ میں نے تمھارے ساتھ بھی بہت ناانصافی کی"
اور کبھی تم سے معافی تک نہیں مانگی نہ آج سے پہلے کبھی اپنے گناہوں کا احساس
"ہوا مجھے۔۔

دوسرے منظر نامے میں میشل عالیہ کے بعد اب سائرہ سے شرمندہ اور پشیمان
لہجے میں مخاطب تھی اس نے آج سائرہ کو طویل عرصے بعد دیکھا تھا۔۔

میشل جو گزر چکا ہے اسے یاد کر کے خود کو تکلیف مت دو۔۔ یہ زندگی بہت"
مختصر سی ہے، ہمیں اسے شکوہ شکایتوں میں ضائع کرنے کے بجائے خوشی سے
"گزارنا چاہیے۔۔

سائرہ نے اسے اپنی جانب سے مطمئن کیا وہ سائرہ کا جملہ سن کر اثبات میں سر ہلاتی اسے بھی گلے سے لگا گئی جبکہ علی اور دانیال بھی اب ان تینوں تک پہنچے یہ منظر قریب سے دیکھنے لگے۔۔

کیا بھئی عارض صاحب شادی طے ہو گئی اور بتایا بھی نہیں۔۔؟"دانیال نے شکوہ کرتے عارض کو مخاطب کیا اور گروہ میں موجود ان تمام آفراد کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

یہ خبر مجھے بھی آج شام کو ہی ملی ہے ڈینی۔۔اینڈ آل تھینکس ٹو عالیہ صاحبہ۔۔" "انہوں نے ہی ڈیڈ کو منایا ہے اس رشتے کے لیے۔۔

عارض نے ہاتھ اٹھا کر اپنے جملے کے اختتام پر عالیہ کی جانب اشارہ کرتے سب کی توجہ اسی پر ٹھہرائی جس سے علی بھی اپنی زوجہ کی جانب نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔

یہ سب عالیہ سے بالکل ایکسپیٹڈ نہیں تھا۔۔اتنا بڑا سرپرائز دیا ہے اس نے" مجھے۔۔"میشل بھی عارض کے جواب میں گویا ہوئی جبکہ عالیہ خاموش کھڑی اپنے محرم کی خود پر پڑتی زو معنٰی نظروں کو محسوس کرتے اس کی جانب دیکھ کر کچھ ہڑ بڑا رہی تھی۔۔

مانناپڑے گا۔۔افتخار آنکل جیسے کھڑوس انسان کو منالیا تم نے۔۔!"دانیال نے" عارض کے سامنے طنز کرتے عالیہ کی ہمت کی داد دی جس پر وہ سب مسکرائے جبکہ میشل نے نفی میں سر ہلایا۔۔

یہ کام عالیہ صاحبہ کے علاؤہ کوئی اور کر بھی نہیں سکتا تھا۔۔کیونکہ یہ مام ڈیڈ کی" فیورٹ ہیں۔۔!!"عارض نے جواباً کہا وہ تمام لوگ عالیہ کے اقدام کو سراہا رہے تھے جبکہ وہ خود علی سے نظریں چرانے کی کوشش میں ساکت کھڑی تھی۔۔

اب سے تو تم میری بھی فیورٹ ہو۔۔"میشل نے عالیہ کا بازو تھامتے کہا اور
اسے ہر خیال سے نکال کر اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"دستور بھائی نے موقع نہیں دیا۔۔اب ساری کسر اپنے اس بھائی کی شادی پر
پوری کروں گی۔۔"
وہ بلا آخر طویل خاموشی کے بعد گفتگو کا موضوع بدلتی سب سے مخاطب ہوئی
جبکہ علی اب بھی خاموش اسے دیکھ رہا تھا وہ علی پر لمحے بھر میں عجب سا خمار طاری
کر گئی تھی جس میں ڈوب کر وہ ارد گرد کے ماحول، دنیا و مافیہا سے بے نیاز صرف
اسی کی جانب نگاہیں ٹکائے ہوئے تھا۔۔

"تو تمھاری شادی ہونے والی ہے۔۔؟"
دانیال غیر یقینی انداز میں آج ایک طویل عرصے بعد میشل سے مخاطب ہوا جو اس
کے سوال پر مسکراتی پر مسرت انداز سے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔یہ وہی میشل
تھی جو اُسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔۔

"شادی کے بعد پھر سے بگڑنہ جانا ورنہ اس معصوم کا کیا ہو گا۔۔؟"

دانیال نے اگلے جملے میں عارض کی جانب اشارہ کرتے طنز کیا یہ طنز سن کر عارض نے اسے پیٹھ پر مارتے ہوئے کسی بھی شرارت سے باز رہنے کا اشارہ کیا۔۔

"تم اس کے ساتھ کیسے رہ لیتی ہو؟"

میشل سائرہ سے مخاطب ہوئی اس کے سوال پر سب مسکرانے لگے۔۔

"بس عادت ہو چکی ہے۔۔"

اس نے دانیال کی جانب دیکھ کر مختصر سا کہا دانیال نے سب کے سامنے اپنی انگلیوں پر بوسہ دیتے شریر انداز میں اپنی زوجہ کو فلائنگ کس دی اس کی حرکت پر پھر سب مسکرا گئے۔۔

تمام افراد آج بے حد خوش تھے خاموش کھڑا علی سب کو پر مسرت انداز میں گفتگو کرتے دیکھ کر اس لمحے پر رشک کرنے لگا۔۔ کیا واقعی خوشیوں نے اس کا در دیکھ لیا تھا۔۔ کیا اس کے اچھے دن آچکے تھے یا ان خوشیوں کو پھر کسی کی نظر لگنے والی تھی؟ یہ بات تو اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ مزید وقت گزرا تمام افراد کو ولیمے کا عشائیہ پیش کیا گیا جبکہ تمام مہمانوں سے ملنے کے بعد وہ ایک کونے میں اکیلا موبائل پر نظریں جھکائے مصروف کھڑا تھا اس پر میشل کی نظر پڑی اور اسے اکیلا پا کر اس کی جانب قدم بڑھا گئی۔۔

تم نے گیدرنگ میں کوئی خاص بات نہیں کی؟ کیا میری شادی سے خوش نہیں ہو۔۔؟" وہ گویا ہوئی جسکا جملہ سن کر وہ چونکتا سر اٹھا گیا۔۔

اس نے میشل کو اپنے روبرو دیکھا تو اپنے موبائل کی اسکرین آف کرتے اسے بلیزر کوٹ کے اندرونی جیب میں کھسکا گیا۔۔

میں بہت خوش ہوں۔۔عارض ایک بہت اچھا انسان ہے۔۔"اس نے جملہ ادا" کیا جسے میشل خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

میرا دھیان عالیہ پر تھا کیونکہ سب اسکی تعریف جو کرنے لگ گئے تھے۔"وہ " مزید بولا لہجہ غیر سنجیدہ تھا۔۔

کیونکہ وہ سچ مچ تعریف کے قابل ہے۔۔اس کا دل بہت بڑا ہے علی۔۔"میشل" نے فوراً کہا۔۔

مجھے اب اندازہ ہوا ہے کہ عالیہ جیسا کوئی نہیں۔۔اب اچھے سے سمجھ پا رہی" ہوں اس بات کو، کہ تم نے پانچ سال پہلے ساری دنیا پر اسے فوقیت دے کر اسکا

انتخاب کیوں کیا تھا۔۔"میشل مزید نہایت سنجیدگی سے بولی جسے سن کر وہ مسکرا گیا۔۔

"She has a heart of gold"

وہ پھر بولی۔۔

"Yeah she has..!"

علی نے اثبات میں سر ہلاتے اس جانب دیکھا جہاں عالیہ خوش مزاج لیے مہمانوں سے ملنے اور گفتگو میں مصروف تھی۔۔

تو اسے سنبھال کر رکھنا بہت انمول لڑکی ہے وہ۔۔"میشل نے جواباً کہا۔۔"

وہ واقعی آج عالیہ کا یہ روپ دیکھ کر اس سے بے حد متاثر ہوئی تھی مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ اس لڑکی کی انہی خوبیوں پر اسکا اپنا بھائی بھی دل وجاں سے فدا ہو چکا ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

تقریب کے اختتام پر شاہ خاندان گھر پہنچا تھا سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے سوائے عالیہ کے جو اس وقت اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔گھر آتے ہی وہ کہاں چلی گئی تھی کسی کو نہیں پتا تھا۔۔

وہ عالیہ کو پورے مینشن میں ڈھونڈتا بیزار ہو چکا تھا آخر میں اسے اسٹڈی روم کا خیال آیا جہاں وہ داخل ہونے کی غرض سے اس جگہ کا رخ کر گیا۔۔

اسٹڈی روم کا دروازہ بنا دستک کے سرکاتا وہ داخل ہوا جہاں عالیہ اسی لہنگے میں ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ اسکرین کے سامنے جھکی کھڑی اسی میں مصروف تھی۔۔

اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو تم۔۔" وہ عالیہ کو کمرے میں پا کر دروازے بند" کرتا تعجب اور کچھ برہمی سے بولا۔۔

اپنا لیپ ٹاپ لینے آئی تھی۔۔" وہ چونک کر پلٹی۔۔"

مجھے لگا مجھ سے چھپ رہی ہو۔۔!" علی نے کچھ قدم اس کی جانب اٹھائے۔۔"

تم سے کیوں چھپنا بھلا۔۔؟" وہ مکمل پلٹتے ماتھے پر بل ڈال گئی۔۔"

کیونکہ تمھاری شامت جو آنے والی ہے۔۔" وہ دھیمے دھیمے قدم لیتا اس کے" قریب پہنچ گیا۔۔

"میری شامت ؟اور کس خوشی میں ؟"

ہر کوئی تمھاری تعریفیں کر رہا تھا۔۔!"اس نے مزید ایک قدم عالیہ کی جانب اٹھایا حالانکہ اب مزید قدموں کی گنجائش ختم ہونے کو تھی۔۔

"تت۔۔تو اس میں میری کیا غلطی ہے؟تم ہی نے کہا تھا ناں کہ عارض کے پیرنٹس سے بات کرو۔۔"وہ اس کے بڑھتے قدموں پر کچھ ہڑبڑائی مگر ظاہر نہ ہونے دیا۔۔

"کب کہا تھا۔۔؟مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔۔"اس نے بناوٹی لہجے میں کہا۔۔

"وٹ۔۔؟تم اپنی ہی بات سے مکر رہے ہو۔۔؟"وہ آنکھیں سکھیڑ کر متعجب ہوئی۔۔جبکہ علی مسلسل اس کے قریب آ رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی پشت اس کے عقب میں موجود ٹیبل سے ملحق کر گیا۔۔

"مجھے صرف تم یاد ہو۔۔"وہ چہرہ قریب کیے خمار آلودہ لہجے میں بولا۔۔

"کیا کر رہے ہو اپنی حد میں رہو۔۔"وہ مقابل کی چوڑی چھاتی پر زور دیتی اسے دور کرنے لگی اسی دوران مقابل نے فوراً اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔

"اتنی خوبصورت بیوی سامنے کھڑی ہو۔۔اور شوہر حد میں رہے؟"اس نے بھنویں اچکاتے جواباً کہا۔۔

"چھوڑو مجھے روم میں جانا ہے بہت تھک گئی ہوں میں۔۔"وہ علی سے نظریں ملائے بغیر خود کو آزاد کرانے کی جتن میں بولی۔۔

"اتنی آسانی سے چھوڑ دوں۔۔؟"

اس نے کان کے قریب سرگوشی کی وہ بے حد قریب تھا جو اسکی قربت میں اسکی خوشبو محسوس کرتا گہرے سناٹے میں اس کی تیز رفتار دھڑکنوں کو سن پا رہا تھا۔۔ عالیہ نے بھی مقابل کی حماقتوں پر خود کو بے بس سا پایا وہ آنکھیں موند گئی تھی۔۔

میں بہت خوش قسمت ہوں جو مجھے اتنی حسین نعمت سے نوازا گیا ہے۔۔"وہ" ذہن میں عالیہ کے لیے کی جانے والی تعریفیں لاتا اس کے کان کو لبوں سے چھوتا ان میں سرگوشی کر گیا۔۔

میرا امتحان اس نعمت کے آگے بہت چھوٹا ہے۔۔"وہ مزید کہتا اس کی کمر پر" اپنی گرفت مضبوط کیے اسے مزید خود سے ملحق کر گیا جبکہ وہ شیرنی بھی اپنے محرم کے آگے بے بس ہار مانتی اس کا بلیزر کوٹ مٹھی میں سختی سے بھینچے آنکھیں میچ کر اس کے جملے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

میں اپنی ساری زندگی بھی آزمائشوں میں گزار لوں تب بھی اس نعمت کی قیمت "نہیں ادا کر پاؤں گا، شکر ادا کرنا تو پھر بھی میرے آگے بہت چھوٹا عمل ہے۔۔"

مقابل اسے پیچھے کی جانب جھکاتا اس کی گردن میں سر دے چکا تھا جبکہ اس زوجہ نے اپنے عقب میں موجود ٹیبل پر اپنی ایک ہتھیلی ٹکائی اور دوسری اس کے بلیزر کوٹ سے سرکتی سینے پر آچکی تھی۔۔

وہ گہری سانسیں بھرنے لگی مگر اس سے قبل کے مقابل اپنے دہکتے لب اس کی گردن پر رکھتا اس کے بلیزر کوٹ میں موجود اس کے موبائل پر کال کی رنگ ٹون بجتی اسے ایک لمحے کے اندر حقیقی دنیا میں لے آئی۔۔

موبائل کی ٹون سن کر وہ سرعت میں چونکتا اپنی زوجہ سے دور ہوا جس سے اس کی زوجہ بھی سکھ کا سانس لیتی سنبھلی۔۔

علی شاہ نے دانتوں کو آپس میں بھینچا اسے اپنے موبائل پر شدید غصے آنے لگا یقیناً اب رات کے اس پہر کال کرنے والی کی شامت ہوتی مگر جب اس نے موبائل کوٹ سے نکال کر دیکھا تو اس پر اس کے والد کا نام چمکا جسے وہ بے بس ہوتا اٹینڈ کر گیا۔۔

جی بابا۔۔" موبائل کان سے لگا کر گویا ہوا نظریں اس کی فرش پر ٹکی تھیں عالیہ " اس کی بے بسی دیکھ کر مسکراہٹ دبائے اپنی خوشی چھپا رہی تھی۔۔

کہاں ہو تم۔۔؟" فیصل شاہ نے بھاری آواز میں سوال کیا۔۔"

سٹڈی روم میں۔۔ خیریت۔۔؟" وہ سرد لہجے میں بولا اور آخری لفظ پر بھنویں " آچکا گیا۔۔

ذرا ہمارے کمرے میں آؤ تم سے دعوت کے بارے میں بات کرنی ہے کیونکہ "
"میں نے ابھی ابھی کچھ سوچا ہے۔۔

جی بابا آتا ہوں۔۔" وہ والد کے حکم پر جواباً گویا ہوتا کال منقطع کر گیا مگر موبائل "
پر غصہ نکالتا اسے سختی سے ہاتھ میں پکڑے رکھا۔۔

تم ! یہ ہرگز مت سمجھنا کہ بچ نکلی ہو۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے عالیہ سے "
مخاطب ہوا۔۔

اسمیں سمجھنے جیسا کیا ہے ؟۔۔ میں سچ مچ بچ نکلی ہوں، خوش قسمت جو "
ہوں۔۔" اس نے کندھے آچکاتے فخریہ مسکرا کر کہا جسکے انداز پر علی کو مزید
طیش آنے لگا۔۔

دیکھ لوں گا تمھیں۔۔" وہ کہتے روانہ ہوا اس کے پیچھے اس کی بے بسی پر اسکی" زوجہ مختصر سا قہقہہ لگا گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

اگلے دن ہی صبح ہوئی آسمان پر سیاہ بادل چھائے تھے، آج موسم کچھ ابر آلود سا تھا گویا گرم موسم میں ابرِ کرم برسنے والا ہو۔۔ایسے میں وہ سفید نک ٹور ٹل پر مہرون بلیزر کوٹ اور اسی سے ہم رنگ پینٹ پہنے آج کئی دنوں بعد شازمان ٹیکسٹائل کے مین آفس پہنچا۔۔

بھاری جسامت، سبز رنگ آنکھیں، گھنے بال، ہلکی داڑھی اور نک ٹور ٹل شرٹ پر پہنا اسکا وہ لاکٹ ! وہ ہر لحاظ سے حسین لگ رہا تھا۔۔اپنی گاڑی سے نکل کر وہ آفس بلڈنگ میں داخل ہوتا لابی میں پہنچا۔۔

"Good morning sir! how may i help you?"

ریسیپشن پر موجود لڑکی نے اس خوبرو مرد کو اپنے روبرو پاکر نہایت نرمی سے سوال کیا۔۔

"مجھے عارض احمد سے ملنا ہے اس کا فون نہیں لگ رہا۔۔"

وہ بھاری ہتھیلی ریسیپشن ڈیسک پر ٹکائے سنجیدہ لہجے اور رعب دار انداز میں گویا ہوا یہ انداز اس کے حسن میں اضافہ کرتا مقابل کھڑی اس لڑکی کو کچھ مزید متاثر کر گیا۔۔

"سر وہ ایکچولی ایک امپورٹنٹ میٹنگ میں بزی ہیں آپ کچھ دیر ویٹ کریں جیسے ہی وہ فری ہو جائیں آپ کو انفارم کر دیں گے ہم۔۔" اس نے ویٹنگ ایریا کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے مؤدبانہ انداز میں جواباً کہا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتا اپنے کوٹ سے موبائل نکال کر ویٹنگ ایریا کی جانب روانہ ہوا اور کچھ قدم کا فاصلہ طے کرتا وہیں موجود صوفے پر براجمان ہوا۔۔

ویٹنگ ایریا اور لابی میں ان دونوں اور گارڈز کے علاوہ کوئی اضافی شخص آج نہ تھا۔۔

اس نے پینٹ کی جیب سے سگریٹ اور لائٹر نکال کر سگریٹ لبوں میں دباتے اس پر لائٹر سے آگ لگائی حالانکہ وہاں صاف الفاظ میں نوٹ دیوار پر چسپاں تھا کہ سگریٹ پینا منع ہے مگر اسے اپنے اضطراب اور بری عادت میں کسی بھی شئے کی پرواہ نہ تھی۔۔

اسے آج میشل نے بھیجا تھا کیونکہ اس کا رشتہ ہونے جا رہا تھا وہ چاہتی تھی کہ عارض اور فہاد کی ملاقات ہو، عارض اسے اپنے خاندان کے بارے میں بتائے اور باقاعدہ اپنے والدین سے شادی کے متعلق گفتگو کے لیے ملاقات کا وقت طے کرے ساتھ ہی کوئی مناسب انتظامات کے حوالے سے بھی بات چیت

کرے۔۔اسی بہانے وہ کہیں اور نہیں بلکہ عارض کے آفس ہی اس سے ملاقات کو چلا آیا تا کہ یوں وہ عالیہ کو بھی دیکھ سکے۔۔

وہ سگریٹ سے کش لگاتا موبائل پر ای میلز چیکنگ میں مصروف وٹینگ ایریا میں موجود ہالف گلاس وال پر ایک نظر ٹکا کر آفس بلڈنگ کے باہر گھانس پر برستی تیز بارش کی جانب دیکھنے لگا جس سے اسے موسم کا بھی اندازہ ہوا یہ سارا منظر اس کے لیے بے حد معمولی تھا لیکن صرف تب تک جب تک وہاں اس ایک گاڑی کی آمد نہ ہوئی تھی۔۔

گاڑی کو بالکل آفس دروازے کے قریب کھڑا کیا گیا جہاں گارڈ فوراً گاڑی کو پہنچان کر چھتری تھامے گاڑی کی پچھلی سیٹ کی جانب دوڑا۔۔

گڈ مارننگ میم۔۔"وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔"

گڈ مارننگ۔۔" وہ جواباً بولی اور احتیاط سے اتر کر چھتری تلے آتی خود کو بارش کے قطروں سے محفوظ رکھتے ہوئے آفس بلڈنگ کی جانب بڑھی۔۔

گارڈ اسے آفس میں داخل کروا کر دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا آج بغیر اسسٹنٹ اور بغیر ڈرائیور کے وہ اکیلی آفس پہنچی تھی۔۔

سفید شرٹ پر ہلکے سرمئی رنگ کا بلیزر کوٹ اور پینٹ پہنے کندھوں پر سنہری بھورا رنگ کا ٹرینچ کوٹ ڈالے ہاتھ میں سیاہ رنگ لیڈر کا فائل ہولڈر اور بلیزر کوٹ سے ہم رنگ کلچ تھامے اس بڑے سے آفس کی مالکن باوقار انداز سے قدم لیتی لابی کے ریسیپشن تک پہنچی۔۔

"Good morning mam"

ریسپشنسٹ اسے اپنی جانب آتے دیکھ کر فوراً کھڑی ہوتی مؤدبانہ لہجے میں بولی ساتھ ہی کچھ فائلز ٹٹولتے ان میں سے ایک نکال کر ڈیسک پر اس کے سامنے رکھنے لگی۔۔

"Good morning, any message for me?"

اس نے ڈیسک کے قریب پہنچ کر وہاں فائل ہولڈر رکھتے سوال کیا۔۔

یس میم۔۔ یہاں اس پر آپ کے سائن چاہیئے۔۔" ریسپشنسٹ نے فائل کی" جانب اشارہ کرتے عالیہ کو پین دیا۔۔

کچھ فاصلے پر ویٹنگ ایریا میں بیٹھا فہاد موبائل پر مصروف ساتھ ہی سگریٹ کا کش لگاتا ایک بے دھیانی میں اٹھائی گئی نظر ریسپشن پر ٹکا گیا جہاں دیکھتے ہی اس کی نظر وہیں ٹھہر گئیں کیونکہ اس نے اب وہاں عالیہ کو کھڑا دیکھا تھا۔۔

لمبا ٹرینچ کوٹ کندھوں پر ڈالے وہ باس لیڈی اس لمحے سر جھکائے اپنے کھلے براؤن لہراتے بالوں کو ایک ہاتھ سے سنبھال کر فائل پر دستخط کرتی بے فہاد کو حد حسین لگ رہی تھی۔۔

وہ ساری دنیا سے غافل ہو کر ساکت سا اسی جانب مسلسل دیکھے جا رہا تھا وہ اپنا من پسند منظر دیکھ رہا تھا جس منظر کے لیے اس کا دل اسے دن رات مضطرب کیے ہوئے ہوتا ہے۔۔

"Here you go!.. Anything else?"

وہ دستخط کر کے پین فائل پر رکھتی پھر سوال کر گئی۔۔

میم آپ کے لیے کینیڈا سے شادی کی مبارکباد اور کچھ تحفے موصول ہوئے "

"ہیں۔۔

شادی کی مبارکباد ؟ایسا کون ہے کینیڈا میں جو پانچ سال پیچھے جی رہا ہے۔۔؟""
وہ تعجب زدہ ہوتی شریر انداز میں بولی۔۔

"میم مبارکباد مسٹر سمتھ نے بھیجی ہیں۔۔انہیں شاید سارہ میم کی شادی کی خبر ملی ہے مگر خبر پوری نہیں ملی۔۔"
وہ لڑکی جواباً وضاحت کرتی عالیہ کو گہرا مسکرانے پر مجبور کر گئی دور بیٹھے فہاد کو یہ منظر مزید حسین لگا تھا وہ مستقل ریسپشن کی جانب متوجہ تھا یہاں تک کہ اس کی انگلیوں میں دبا سگریٹ بھی سلگ کر ختم ہونے لگا۔۔

"تم اُنہیں میری طرف سے جواب دے دینا اینڈ میک شور کہ تم ان کی یہ مسٹیک بھی کریکٹ کرلو۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتے مسکراہٹ سمیٹ کر بولی۔۔

"Sure mam i will..!"

آج کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔۔"اس نے لابی میں سناٹا محسوس کرتے پھر" سوال کیا۔۔

میم آج آفس کا تقریباً اسٹاف لیٹ آیا ہے اور کافی لوگ تو آج آئے ہی نہیں" "بارش کی وجہ سے۔۔

ہمم انہیں آج موسم انجوئے کرنے دو۔۔کام کی پلینٹی ان سے کل لی جائے" گی۔۔میری اسسٹنٹ بھی آ گر نہ آئے تو اس سے آج کا شیڈیول منگوا کر میرے "آفس بھجوا دینا۔۔

"Okay mam, have a great day.."

وہ اپنا کلچ اور فائل ڈیسک سے اٹھا کر لڑکی کے جواب پر اثبات میں سر ہلاتے ایلیویٹر کی جانب روانہ ہوئی جسے جاتے دیکھ فہاد بھی چونکا۔۔

وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا سگریٹ کو پیروں تلے روند کر تیزی سے لابی میں عالیہ کی جانب بڑھا۔۔

ہائے۔۔" وہ گویا ہوا جسے سن کر عالیہ تعجب سے پلٹی۔۔"

آؤ ہائے مسٹر فہاد! آپ یہاں؟" اس نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اسکا نام پکارنا" مقابل کو عجب سا سکوں بخش گیا۔۔

"عارض سے ملنا چاہتا ہوں اسکا فون نہیں لگ رہا۔۔"

عارض آئی تھنک آفس پہنچ چکا ہے میں اسے بلا لیتی ہوں۔۔ بائے دا وے سنا" ہے آپ کی طبیعت خراب تھی۔۔؟ اب کیسے ہیں آپ؟" وہ اسکے روبرو کھڑی رسمی انداز میں گویا ہوئی۔۔

پہلے سے کافی بہتر ہوں۔۔اور آپ کا شکر گزار بھی ہوں۔۔"
آپ نے بزنس میں بھی میرا ساتھ دیا میشل کے رشتے میں بھی۔۔"وہ نرمی اور مدھم آواز میں گویا ہوا وہ اس لہجے اور اس انداز میں پہلے کبھی کسی سے مخاطب نہ ہوا تھا۔۔

یہ دونوں ضروری کام تھے مسٹر فہاد۔۔آئی تھنک پراجیکٹ پر کام بہت کم رہ گیا" ہے اب۔۔میں سوچ رہی تھی کہ یہ کام ہم میشل کی شادی سے پہلے ہی ختم کر دیں تو اچھا رہے گا۔۔"

"شادی اور پراجیکٹ؟ دونوں کام ایک ساتھ کیسے ہوں گے۔۔؟"

کام تو عارض اور اس کی ٹیم سنبھال رہی ہے آپ اس بارے میں سٹریس نہ لیں" آپ کی تو طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔۔آپ بس شادی کی چند زمہ داریاں سنبھال

لینا۔۔" وہ اس کی فکر کا اندازہ لگا کر اسے ہر معمالات کے حوالے سے مطمئن کر گئی۔۔

"آپ نے بڑی آسانی کر دی سمجھ نہیں آتا آخر کیسے شکریہ ادا کروں آپ کا۔۔"

"آپ شرمندہ نہ کریں مجھے۔۔بس اب تیاریاں شروع کریں۔۔"

یعنی بہت جلد اب عالیہ کے بھائی سے فہاد کی بہن کی شادی ہو گی۔۔" وہ بولا" مقابل مسکراتی اثبات میں سر ہلا گئی جس کی مسکراہٹ میں وہ کھو سا گیا تھا۔۔

اور اس کے بعد۔۔عارض کی بہن سے میشل کے بھائی کی شادی ہو گی۔۔" وہ" عالیہ کے بالوں سے نکلتا کٹ اس کے کان کے پیچھے کرتا خماری لہجے میں بولا مگر یہ محض اسکا خیال تھا۔۔

"تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے متعجب تھی لہجہ بے تکلف سا ہوا۔۔

"میری زندگی کی واحد سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ تمھیں حاصل کر لوں۔۔" اس نے ایک قدم عالیہ کی جانب بڑھایا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کچھ التجا سا کرتا بولا۔۔

"ہمم ساؤنڈس انٹریسٹنگ! پھر اس کے لیے تو تمھیں میرے پیرنٹس سے بات کرنی ہو گی۔۔" وہ بھنویں اٹھائے آخر میں مسکراتی بولی۔۔

"بٹ ویٹ آمنٹ! میرے پیرنٹس میں اب صرف میرے بابا ہی رہ گئے ہیں۔۔" اس سے قبل کے فہاد کچھ کہتا وہ بناوٹی حیرت کے ساتھ مزید بولی۔۔

کیونکہ میری ماں کو تو تم نے مار دیا تھا ناں۔۔"اس نے جملہ ادا کیا یہ جملہ مقابل پر پہاڑ بن کر ٹوٹا اس کی مسکراہٹ حیرت میں بدلی سبز آنکھیں باہر کو نکلی۔۔

"سو مسٹر ہادی ! یا تو تم بہت بڑے سٹیوپڈ ہو یا بہت اوُر سمارٹ !۔۔ کیا لگتا ہے تمھیں ؟ میری ماں کو مارنے کے بعد بھی میں تم سے شادی کروں گی ؟" عالیہ کا لہجہ طنز سے تلخ ہوا آنکھوں میں مقابل کے لیے نفرت کے انگارے ظاہر ہوئے جسے دیکھ فہاد بدحواس ہونے لگا گویا سب کچھ ایک پل میں ختم ہو گیا ہو، اس کی دنیا بننے سے پہلے اجڑ گئی ہو، گویا موت اس کے سامنے ہو۔۔

"وٹ ہیپنڈ ہادی ؟ ہوائیاں کیوں اڑھ گئی تمھاری۔۔؟" وہ تحقیر آمیز انداز میں مسکراتی اسکا بدحواس چہرہ تکتے گویا ہوئی یہ سب اسکا خیال تھا مگر اس خیال کے نتیجے میں وہ سچ مچ خوفزدہ ہوا یہ خوف اس کے چہرے پر صاف ظاہر تھا۔۔

مسٹر فہاد؟ وٹ ہیپنڈ؟" حقیقی دنیا میں اس کا خاموش کھویا تاثر ہوا اور خوف زدہ چہرہ دیکھ کر عالیہ اسے مسلسل مخاطب کر رہی تھی مگر اس کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام تھی۔۔

مسٹر فہاد؟" عالیہ نے اسکا ایک بازو تھام کر مقابل کو جھنجھوڑتے دوبارہ قدرے بلند آواز میں مخاطب کیا۔۔

ہاں۔۔؟" جھنجھوڑنے کے نتیجے میں بلا آخر وہ ہر خیال سے باہر آیا۔۔"

آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟ کہاں کھو گئے تھے آپ؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے فکریہ لہجے میں بولی۔۔

کلک۔ کہیں نہیں۔۔ چلیں آپ سے پھر بات ہو گی۔۔ مجھے کچھ ضروری کام یاد آگیا ہے۔۔"

اس نے حلق تر کرتے اپنے حواسوں اور پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کی ساتھ ہی اپنا موبائل بلیزر کوٹ میں ڈالتا روانگی اختیار کرنے لگا۔۔

"بٹ عارض سے تو مل لیں ابھی آتا ہی ہو گا۔۔"

"ام سوری۔۔۔"

وہ عالیہ کا جواب سن کر ملاقات سے معذرت کرتا دروازے کی جانب پلٹ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا روانہ ہوا اسکی دھڑکنیں بے حد تیز تھیں وہ اپنی حالت سنبھال نہیں پا رہا تھا جبکہ عالیہ کو بھی یہی گمان ہوا کہ شاید اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ مزید کچھ نہ بولی مگر فکر یہ تاثرات لیے اسے پشت کی جانب سے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔

وہ لڑکی اُسے جانے انجانے میں پاگل سا بنا چکی تھی، فہاد جنونی تو تھا ہی مگر اِس جنون میں محبت کی آمیزش، انتقام کا پچھتاؤا اور اپنا عشق چھن جانے کا خوف مل کر اسے دیوانہ اور نفسیاتی سا بنا رہے تھے وہ اپنی ہر کیفیت سے الجھتا گویا ختم ہوتا جا رہا تھا مگر کسی پر بھی اپنے اندر جاری اس طوفان کو ظاہر کرنے سے قاصر تھا۔۔

۔

۔

صبح کا وقت تھا ناصر ہاؤس کے بڑے سے بیڈ روم میں وہ بستر کی چادر ٹھیک کرنے میں مصروف تھی بالکونی سے تیز بارش کی آواز اس کے سماعتوں سے ٹکراتی محسوس ہو رہی تھی مگر اس نے بالکونی کا دروازہ بند کر رکھا تھا تا کہ برستا پانی ہوا کے رُخ سے اندر نہ داخل ہو سکے۔۔

وہ ہلکا کڑھائی دار سفید رنگ کا شلوار قمیض پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے بغیر کسی میک اپ کے بھی حسین لگ رہی تھی جو ناشتے سے فراغت کے بعد اپنا کمرہ ٹھیک کرنے آئی تھی۔۔

اب اپنے کمرے کا کام مکمل ہو جانے کے بعد بالوں کا جوڑا باندھ کر آگلے کام کو سرانجام دینے کے لیے کمرے سے نکلنے لگی۔۔

دروازے کے قریب پہنچتے ہی اس نے اجلت میں ارسلان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا جس سے اچانک سامنا ہونے پر وہ کچھ چونک کر گھبرا سی گئی۔۔

"یہ کیا سامنے آکر کھڑے ہو گئے؟ راستہ چھوڑو میرا۔۔!" اس نے ماتھے پر بل ڈالے۔۔

جبکہ ارسلان اس کے چہرے کے تاثرات پڑھتا کمرے کی دہلیز پار کر کے آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھنے لگا جو مجبوراً اب پیچھے کی جانب قدم لے رہی تھی۔۔

کہاں جارہی تھی تم۔۔؟"وہ مدھم آواز میں بولا۔۔"

کچن میں جارہی ہوں۔۔راستہ چھوڑو۔۔"اس نے مقابل کی آنکھوں میں دیکھ" کر کہا۔۔

وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔۔میں کواٹر سے ملازمین کو بلالوں گاوہ سارا کام" کردیں گے۔۔ تمھیں اس وقت صرف اپنے اس نئے نویلے شوہر پر دھیان دینا "چاہیے اوراس نئے رشتے کو وقت دیناچاہیے۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوتاہاتھ پیچھے کرتے ہوئے اپنے عقب میں دروازے بند کرتااس کی آنکھوں میں دیکھ کر خماری سالہجہ اپنائے بولا۔۔

یہ سب کچھ مختلف ساتھا،یہ لہجہ،یہ الفاظ اس کی شخصیت کے بالکل برعکس تھے، جِسے دیکھتے، محسوس کرتے مقابل کھڑی وہ دوشیزہ کچھ حیرت زدہ تھی کیونکہ یہ وہ ارسلان بالکل نہ لگ رہاتھاجوکم گو،سہما سہما، تنہائی پسند اور معصوم ساتھا۔۔

اسے اندازہ ہوا کہ ارسلان نے اپنی شخصیت کا یہ روپ اپنے اندر کہیں کونے میں سب سے چھپا کر رکھا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟" وہ اس کی خاموشی اور حیرت پر سوال کرتا اسے خیالات سے باہر نکال گیا۔۔

"مجھے نصیحتیں کرتے ہوئے اس وقت تم کوئی بزرگ اماں لگ رہی ہو۔۔" وہ طنز میں جواباً بولی۔۔

"نصیحتیں کرنی بھی چاہئیں۔۔ تمھیں ان کی ضرورت ہے۔۔" ارسلان نے سنجیدگی سے کہا وہ پلک جھپکائے بنا مقابل کے ہلکے سنہری رنگ خوبصورت آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہا تھا جبکہ قدم دونوں کے تھم چکے تھے۔۔

اب دیکھوناں قسمت بھی ہم پر مہربان ہے۔۔!" وہ مزید بولا جسے اب ماتھے پر" بل ڈالے اسکی زوجہ سن رہی تھی۔۔

"!!اس قدر خوبصورت موسم۔۔"

تقدیر بھی یہی چاہتی ہے کہ میں آج کا سارا دن تمھارے پاس گزاروں۔۔"وہ" ایک لمحہ ٹھہر کر پھر بولا آنکھوں میں بلا کا خمار اتر چکا تھا جسے سارہ واضح طور پر دیکھ رہی تھی۔۔

تمھیں اس موقع کو اِدھر اُدھر کے کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔۔"وہ" مزید بولا۔۔قدم پھر بڑھنے لگے۔۔

"اور اگر میں نے تمھاری بات نہ مانی تو۔۔؟"

سارہ نے ایک انداز سے ایک آئی برو آچکا کر کہا اسی لمحے اس کے قدم بھی پیچھے کی جانب اٹھتے لڑکھڑانے لگے جبکہ فاصلہ بھی ختم ہو چکا تھا اس کے عقب میں اب بستر تھا۔۔

"اہمہ۔۔"

وہ بستر سے لگ کر لڑکھڑاتی پیچھے کی جانب اس پر گرنے لگی جسے دونوں بازوؤں سے تھام سہارا دیتے ارسلان نے ایک جھٹکے میں اپنے قریب کیا۔۔

"تمھاری توجہ میں کہیں اور بٹتا ہوا برداشت نہیں کر سکتا۔۔ جہاں میں ہوں پھر وہاں کوئی دوسری شئے کا تصور نہ ہو۔۔"

وہ اس کے کان کے قریب لب کرتا سرگوشی نما بولا اور اگلے ہی لمحے اس کا ڈھیلا بندھا جوڑا بھی کھول کر اس کے بالوں کو آزادی بخش گیا۔۔

"تو تم۔۔ کیا زبردستی۔۔ اپنی مرضی۔۔ مجھ پر مسلط کرو گے۔۔؟"

وہ اس کی قربت میں آنکھیں میچے لفظوں کو جوڑتی سہم کر بولی اس کی دھڑکنیں کچھ خوف کے مارے بے ترتیب سی ہونے لگی تھیں۔۔ سانس بھی پھولنے کو آیا تھا، مقابل اس کے جملے اور اس کے خوف پر اپنی ہتھیلیاں اس کی پشت سے ٹکائے اسے مزید اپنے قریب کرتا سینے سے لگا گیا۔۔

تمھارے دل میں اس قدر اپنی محبت بھر دوں گا کہ ساری تلخیاں بھول جاؤ گی"
"اور میرے قریب آنے میں تمھاری مرضی بھی شامل ہو جائے گی۔۔

وہ اس کے گرد ہاتھوں کا حصار باندھے ہوئے ہر خوف سے آزاد کرتا تحفظ کا احساس دلاتے گویا ہوا اور اس کے سر پر عقیدت و محبت سے بوسہ دے گیا اسی دوران اس نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے بالکونی میں برستی بارش کو دیکھا۔۔

"چلو میرے ساتھ۔۔"

بارش دیکھ کر وہ سارہ کو خود سے الگ کرتا اس کا ہاتھ تھام کر پھر بولا۔۔

کہاں ؟"وہ تعجب زدہ ہوئی۔۔"

"ارے چلو ناں۔۔"

وہ سارہ کا ہاتھ تھامے کمرے کا دروازہ کھول کر اسے اپنے ساتھ لیتا روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ چند قدم لیتے لاؤنج میں داخل ہو چکے تھے۔۔

بچوں کہاں جا رہے ہو آپ لوگ۔۔؟"لاؤنج سے لان کی جانب بڑھتے دیکھ" کر سامیہ بیگم ان دونوں کو مخاطب کرتی ان کے قدم کو بریک سا لگا گئی۔۔

"اماں بارش میں بھیگنے جا رہے ہیں۔۔؟"

وٹ ؟"ارسلان کا جواب سن کر سارہ حیرت زدہ ہوتی ماتھے پر بل ڈالے اسے" دیکھنے لگی۔۔

"!بیٹا بیمار ہو جاؤ گے۔۔"

کچھ نہیں ہوتا اماں آپ بھی آئیں۔۔"ارسلان نے والدہ کو بھی لان کی جانب" اشارہ کیا۔۔

"نہیں میری جان میں یہیں ٹھیک ہوں۔۔"

مجھے بھی نہیں جانا۔۔"سامیہ کے نفی میں جواب پر سارہ بھی ارسلان سے ہاتھ" چھڑھانے لگی۔۔

تمھیں تو چلنا ہی پڑے گا۔۔"وہ مسکرا کر سارہ کا ہاتھ کھینچتا لان کی جانب پھر" پیش قدمی کرنے لگا۔۔

آرے نہیں۔۔روکو ارسل۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ارسل میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے پلیز نو۔۔ارسل پلیز میری بات سنو۔۔"وہ مسلسل بڑھتے قدموں کے ساتھ لبوں پر یک سر انکار لیے ہوئے تھی۔۔

ارسلان اسکے کسی انکار پر کوئی کان دھرے بغیر اسے ہاتھ سے تھامے، برستی بارش میں لے آیا۔۔سارہ کی پلکیں ہچکچاہٹ سے بھیگنے لگیں، مگر ارسلان کے اعتماد بھرے لمس نے اسے حوصلہ دیا۔۔

بارش کی خنک بوندیں جب اس کے چہرے سے ٹکرائیں، تو یوں لگا جیسے ہر درد، ہر خوف دھل کر دور جا رہا ہو۔۔
اس نے ہاتھ پھیلا کر بوندوں کو اپنی ہتھیلیوں میں جمع کرتے اس کے شفاف ٹھنڈے پانی کو محسوس کیا، وہ دھیرے دھیرے اس خوبصورت ماحول سے ہم آہنگ ہونے لگی۔۔

اس نے آنکھیں موند کر آسمان کی جانب چہرہ اُٹھایا برستے قطرے اس کے وجود کو بھگانے لگے۔۔

وہ ہنستے ہوئے گھومنے لگی، بازو پھیلائے جیسے زندگی کو پہلی بار مکمل قبول کر رہی ہو۔۔

ارسلان چند قدم دور کھڑا اسے اب خوش دیکھ کر مسکرا رہا تھا، جیسے اس کے اندر کھلتے ہر رنگ کا گواہ بننا چاہتا ہو۔

وہ کھلے آسمان تلے کھڑی، بارش میں بھیگتی، پہلی بار خود کو ہر غم و خوف سے آزاد محسوس کر رہی تھی۔۔

سیاہ بادل، سبز گھانس، آسمان سے برستی بارش، زمین پر اترتی خوشیاں، اور دلوں میں اترتی بے نام سی راحت۔۔

سارہ نے پہلی بار محسوس کیا کہ زندگی واقعی جینے کے لیے ہے، کھل کر، ہنس کر، اور بے خوف ہو کر اور اسے اس انجانی سی خوشی سے پہلی بار ارسلان نے ملایا تھا جو ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا اور اب خود بھی مکمل بھیگ چکا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہوئی بارش قدر ہلکی ہو چکی تھی علی فیصل شاہ اپنے آفس کمرے میں کرسی پر براجمان لیپ ٹاپ کی چمکتی سکرین پر اپنی سنہری آنکھیں جمائے مصروف تھا۔۔

وہ آج تھری پیس نیوی بلو رنگ کا سوٹ پہن کر آیا تھا اسے اپنے شہر میں اس قدر تیز بارش برسنے کی توقع نہ تھی ورنہ وہ آج آفس کا رخ ہرگز نہ کرتا۔۔

اسے کام میں مصروف ہوئے کچھ دیر گزری تھی کہ اب اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوتی اسے اپنی جانب متوجہ کر گئی۔۔

"گڈ مارننگ سر۔۔"

گڈ مارننگ آئی تھنک تم بھی آج لیٹ پہنچی ہو۔۔؟" وہ سر اٹھائے ماریہ سے" مخاطب ہوا جو پنک آفس سوٹ پہنے اس کے ٹیبل کے قریب ادب سے کھڑی تھی۔۔

"جی سر آج صبح سے کافی تیز بارش ہو رہی ہے۔۔"

"! حسین موسم ہے۔۔"

وہ میٹنگ ایریا میں موجود بالکونی کی جانب ایک نظر دیکھ کر گویا ہوا اسی جانب ماریہ بھی دیکھ کر مسکرائی۔۔

میں نے تمھیں آج کے شیڈول کے لیے بلایا ہے۔۔"وہ فوراًاگلا جملہ ادا کرتا"
اس کی جانب نظریں پھیر گیا۔۔

سر خراب موسم کی وجہ سے آج آپ کی جتنی بھی میٹنگز تھیں وہ ساری پوسٹ"
پونڈ ہو چکی ہیں۔۔"اس نے مؤدبانہ انداز میں کچھ افسردگی سے کہا۔۔

یعنی آج کوئی کام نہیں۔۔؟"علی نے بھنویں اچکاتے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔"

یس سر بٹ آج آپ کی ڈی ایس پی فہیم سے ملاقات شیڈیول میں ایڈ ہے،ان"
سے رابطہ ہو چکا ہے وہ آتے ہی ہوں گے۔۔آپ کی میٹنگ کس وقت فکس
"کروں۔۔؟

آج کوئی خاص مصروفیت نہیں اس لیے جیسے ہی وہ پہنچ جائیں انہیں بھیج "
دینا۔۔ "

اوکے سر۔۔! " وہ اثبات میں سر ہلاتے جواب دے کر روانہ ہوئی۔۔ "

ماریہ کے جاتے اس نے موبائل ٹیبل سے اٹھا کر اس پر کال ملائی اور موبائل کان سے لگایا۔۔

اپنے آفس کی کرسی پر ٹیک لگائے وہ فارغ بیٹھی سوچ میں گم تھی اسی دوران اس کا موبائل بجتا اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گیا۔۔

اس نے خیالات سے نکل کر موبائل اٹھایا جس پر علی کا نام چمکا تھا جسے دیکھ کر وہ مسکراتی کال ریسیو کر کے کان سے لگا گئی۔۔

"لگتا ہے آج تمھیں بھی کوئی کام نہیں ہے۔۔!" وہ کال ریسیو کرتے پہل میں بولی۔۔

"اور مجھے لگتا ہے کہ ہمیں آج آفس نہیں آنا چاہیے تھا۔۔" علی نے کرسی سے پشت تکا کر پر سکون انداز میں کہا۔۔

"باہر موسم دیکھو۔۔ کتنا رومانٹک ہے۔۔" اس نے فوراً اگلا جملہ ادا کیا اور دوبارہ بالکونی کی جانب دیکھا۔۔

"ہمم ہے تو۔۔؟" وہ بھی علی کا جملہ سن کر اپنے داہنے جانب گلاس وال کو تکنے لگی۔۔

"تو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہیے اس لیے میں آرہا ہوں تمھارے آفس۔۔!!"

"اتنی تیز بارش میں۔۔؟ بالکل نہیں۔۔ بہتر ہے کہ آفس میں سکون سے بیٹھو۔۔ شام کو گھر پر ہی ملاقات ہو گی۔۔" وہ حیرت سے گویا ہوتی اس کے خیال پر یک سر انکار ظاہر کر گئی۔۔

"یہ تو معمولی سی بارش ہے۔۔ تم تک پہنچنے کے لیے تو میں طوفانوں سے بھی گزر سکتا ہوں۔۔" وہ بھاری مدھم آواز میں کہتا مقابل کو گہری چپ لگا گیا۔۔

"میرے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔۔ بس فہیم سے ایک چھوٹی سی میٹنگ فنش کر کے آرہا ہوں تمھارے پاس۔" وہ مزید بولا۔۔

"اوکے۔۔" وہ مختصر سا جواب دے گئی اس کے جملے کے آگے اب مزید کچھ کہنے سے قاصر تھی جبکہ دوسری جانب گفتگو کے اختتام پر علی کے آفس کے دروازے پر پھر دستک ہوئی جس کی جانب وہ موبائل رکھ کر متوجہ ہوا۔۔

"السلام و علیکم شاہ جی۔۔آپ نے یاد کیا تھا۔۔؟"پولیس کی وردی پہنے وہ دروازہ کھول کر داخل ہوتا گویا ہوا۔۔

"و علیکم السلام فہیم آؤ بیٹھو۔۔"اپنے روبرو موجود کرسی کی جانب علی نے اشارہ کیا۔۔

فہیم اثبات میں سر ہلاتے قدم بڑھا کر کرسی پر براجمان ہوا۔۔

"تم نے مجھے جو سی ڈی دی تھی کیا اس کی فوٹیج تک تم پہنچ سکے۔۔؟"علی نے سوال کیا۔۔

"شاہ جی میں تو نہیں پہنچ سکا مگر وہ کام تو آپ نے ارسلان کو دیا تھا ناں۔۔؟"

ارسلان اپنا کام کر چکا ہے۔۔ میں نے وہ مکمل فوٹیج دیکھ لی ہے۔۔" علی نے جواباً کہا۔۔

"شاہ جی یہ تو بہت اچھی خبر ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کیس کی تقریباً مسٹری اب حل ہو چکی ہو گی۔۔" فہیم گویا ہوا اس دوران علی نے اثبات میں سر ہلاتے اپنا لیپ ٹاپ کھول کر اس کی جانب متوجہ تھا۔۔

"لو تم بھی دیکھو۔۔!" وہ فوٹیج پلے کرتا لیپ ٹاپ کا رخ فہیم کی جانب کر گیا۔۔

فہیم نے لیپ ٹاپ اپنے قریب کرتے حیرت اور تجسس بھری نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا۔۔
گھر کے باہر اور گھر کے اندر لاؤنج کی فوٹیجز کو ضم کیا گیا تھا اس فوٹیج میں یہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا کہ شام کا وقت ہونے کو آیا تھا سمیرا کے گھر بھرپور جسامت کے حامل باڈی بلڈر چار مرد مین گیٹ سے داخل ہوئے۔۔

گھر میں دو ملازمین موجود تھے گارڈ وہاں نہیں تھا ملازمین نے گھر میں انہیں داخل ہوتے ہی گیٹ پر روک کران سے پوچھ تاچھ شروع کی مگران غنڈوں نے ایک ہی جھٹکے میں دونوں ملازمین کو اپنے بازو کے گھیرے میں لیا، گردن پر ایسی گرفت بنائی جو زور اور وحشت کی عکاس تھی، ملازمین کے کمزور جسم بے بس اک لمحے میں ان کی بغل میں دب گئے تھے۔۔

مردوں نے دونوں ملازمین کو سخت زدو کوب کرر کھا تھا اور انہیں زخمی کر کے ان کی گردنوں میں اپنے بھاری بازوؤں کی طوق ڈالے انہیں اپنے ساتھ گھسیٹ کر لاؤنج تک لے گئے۔۔

گھر میں چیخوں اور مار دھاڑ کی آواز سن کر سیمرا بھی بے ساختہ اپنا لیپ ٹاپ پر کام چھوڑتے اپنے کمرے سے باہر نکلی۔۔

لاؤنج میں پہنچتے ہی اس نے ان انجان مردوں کے بازوؤں میں اپنے ملازمین کو زدوکوب دیکھ کر حیرت سے آنکھیں باہر نکالی۔۔

کک۔ کون ہو تم لوگ۔۔؟" وہ ہڑبڑاتی ماتھے پر بل ڈالے بولی۔۔"

تیرے چاہنے والے۔۔!!" ان میں سے ایک نہایت خباثت بھری نگاہ اس پر" ڈالے بولا جسے سن کر ان باقی تینوں غنڈوں نے ایک وحشت ناک قہقہہ لگایا یہ منظر دیکھ کر سمیرا مزید گھبرائی مگر کوئی بھی کیفیت اپنے چہرے پر ظاہر نہ ہونے دی۔۔

شٹ اپ اوکے ابھی کے ابھی نکلو میرے گھر سے ورنہ میں پولیس بلا لوں" گی۔۔" وہ سختی سے غرائی۔۔
"کوئی نہیں میری جان۔۔ پولیس ہم بلا لیتے ہیں تم موڈ تو بنالو۔۔"
دوسرے غنڈے نے فوراً جواب دیا جس پر ایک بار پھر لاؤنج ان کی وحشت ناک قہقہوں سے گونجا ان پر سمیرا کے غرانے کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔۔

میں نے کہا جاؤ یہاں سے۔۔!" وہ پھر غرائی۔۔"

"ورنہ؟"

ان غنڈوں نے ملازمین کی گردنوں کو آزاد کرتے انہیں فرش پر پٹخا اور سمیرا کی جانب قدم بڑھانا شروع کر دیا۔۔

سمیرا نے اُن کے بڑھتے قدم اپنی جانب دیکھ کر اپنے قدم پیچھے لینا شروع کیے۔۔اس نے اب حلق تر کرتے تھوک نگلا۔۔اسے اب خوف محسوس ہونے لگا جبکہ وہ ملازمین کی جانب بھی کسی امید سے نہیں دیکھ پا رہی تھی کیونکہ وہ لوگ بے سدھ سے زمین پر پڑے تھے گویا انہیں نہ کچھ دکھائی دے رہا ہو نہ سنائی۔۔

سمیرا مسلسل مدھم انداز میں پیچھے کی جانب قدم لے رہی تھی اس کے ذہن نے تو جیسے کام کرنا بند کر دیا ہو اسے بیٹھے بیٹھے یہ کونسی مصیبت گھیر گئی ہے؟اور آخر کیوں؟اس کی تو کسی سے کوئی دشمنی بھی نہیں۔۔تو ایسا کیوں ہو رہا ہے اس کے ساتھ؟آخر کون ہیں یہ لوگ۔۔انہیں اس گھر کا پتا کیسے چلا؟

وہ کئی سوالات ذہن میں لیے ان غنڈوں کے پھٹکار پڑے چہروں کو دیکھ رہی تھی جو خباثت بھری مسکراہٹ لیے سمیرا کی جانب بڑھ رہے تھے جنہیں اپنی کامیابی یقینی نظر آرہی تھی آہستہ آہستہ دونوں جانب سے قدم اُٹھانے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ اچانک سمیرا نے اپنے عقب میں سیڑھیاں محسوس کی وہ اس پر چڑھتے اپنی رفتار تیز کر گئی اسی دوران وہ ایک غنڈہ اس کی جانب تیزی سے بڑھ کر اس کی کلائی تھامتا پوری قوت سے کھینچتے اسے دو سیڑھیوں سے نیچے اپنے ساتھیوں کے قدموں میں گرا گیا۔۔

وہ سنگ مرمر کے فرش پر گر کر بری طرح زخمی ہوئی مگر فوراً زمین سے اٹھتی صوفے کی جانب بھاگنے لگی غنڈوں نے بھی اس کا پیچھا کیا جبکہ وہ صوفے کے قریب موجود شوپیس گلدستہ اٹھا گئی۔۔

میں بتا رہی ہوں میرے قریب مت آنا۔۔" وہ سہم کر دونوں کانپتے ہاتھوں سے گلدستہ انہیں دکھاتی بولی وہ چاروں سمیرا کی کھوکھلی دھمکی پر ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگے کہ بھلا اس ہتھیار سے ان کا کیا بگڑ جائے گا۔۔

وہ چاروں پھر اس کی جانب قدم بڑھاتے اس کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے جسے دیکھ کر سمیرا نے وہ گلدستہ ان کی جانب پھینکا اور پھر دوڑی۔۔ وہ بھاری گلدستہ ایک غنڈے کو کندھے پر لگتا اسے اندرونی چوٹ کا مزہ چکھا گیا۔۔

سمیرا کی بڑھتی ہمت کو دیکھ کر دوسرے غنڈے نے بھاگتے اس کا راستہ روکا اور اسے اپنے بھاری ہاتھ کا الٹا تھپڑ رسید کرتے صوفے کے درمیان موجود شیشے کے ٹیبل پر ایک بار پھر بری طرح گرایا۔۔ سمیرا کا سر شیشے کے مضبوط ٹیبل سے لگ کر خون آلود ہوا مگر اس نے ہار نہ مانی وہ دوبارہ اٹھی اور ٹیبل پر موجود ایک اور شو پیس اٹھا کر اگلے غنڈے کے سر پر وار کرتے لان کی جانب بھاگی۔۔

اس سے قبل کے وہ لاؤنج کا دروازہ پار کرتی وہاں ایک اور غنڈہ اس کا منتظر تھا جسے دیکھ کر وہ دوبارہ پلٹی، یوں کرتے کرتے وہ اپنی دفاع میں لاؤنج کی ہر شے توڑ چکی تھی۔۔

بظاہر ان کا اور سمیرا کا کوئی مقابلہ نہ تھا مگر وہ چاروں اس کی مذاحمت سے بھی لطف اندوز ہو رہے تھے جس کی مزاحمت اور دفاعی اقدامات سے پورا لاؤنج بکھر چکا تھا۔۔ وہ خود بھی ان کے وار سے کافی زخمی ہو چکی تھی اس کی ناک اور سر سمیت ایک ہاتھ اور پیر کا گھٹنے سے خون ظاہر ہوا تھا، سانسیں پھولی تھیں، چہرہ پسینے سے شرابور تھا اور اپنا دفاع کرتے وہ ہلکان ہونے کو آئی تھی مگر دماغ تھا کہ کوئی حل نہ دے پا رہا تھا بس دل میں خوف اور رب سے مدد کی التجاء تھی۔۔

کچھ لمحوں بعد اس کے ذہن نے اب اسے کمرے کی جانب دوڑ لگانے کا اشارہ کیا جس پر عمل کرتے وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر اسی جانب بھاگی غنڈوں کو بھی یہ منظر غیر معمولی محسوس ہوا وہ آنکھیں پھاڑے سمیرا کی اس حرکت پر

حیرت زدہ ہوتے اس کے کمرے کی جانب دوڑے مگر وہ کمرے میں پہنچ کر اندر سے دروازہ بند کر چکی تھی۔۔

وہ چاروں غنڈے جیسے چوہے بلی کا کھیل سمجھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے اچانک بازی یہ پلٹتے دیکھ کر انہیں طیش سا آیا۔۔ وہ پوری قوت سے دروازے کو توڑنے کی کوشش میں لگ گئے جبکہ دوسری جانب سمیرا نے فوراً سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا، دروازہ کھٹکھٹانے اور توڑنے کی مزاحمت سنتی وہ اپنے کمرے میں سہم کر صوفے قریب ایک کونے میں بیٹھ گئی۔۔

اس کے کانپتے ہاتھوں نے لرزتے ہوئے موبائل کی اسکرین آن کی۔ ارادہ پولیس کو کال ملانے کا تھا وقت کی تنگی اور دل کی بے تابی نے اس کے انگشتِ لرزاں کو نمبر لیسٹ میں پہنچا دیا جہاں فہرست کے آغاز میں ہی 'علی شاہ' کا نام سے شروع ہونے والا وہ نام، جو نہ 'A' جگمگا رہا تھا۔۔ رومن حروفِ تہجی میں

صرف اس فہرست بلکہ اس کے دل میں بھی سرِ فہرست تھا۔۔ لمحوں نے فیصلہ سنایا، اور اس نے بنا ہچکچاہٹ کال ملا دی۔۔

کال کی بیل جا رہی تھی وہ سہم کر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی موبائل کان سے لگائے مقابل کے جواب کی منتظر تھی۔۔

"ہیلو۔۔؟"

بلا آخر کال ریسیو ہوئی اور مقابل کی جانب سے رعب دار آواز میں جواب موصول ہوا۔۔ اسی دوران وہ غنڈے کمرے کا دروازہ توڑنے میں کامیاب ہوئے یہ تو ہونا ہی تھا کیونکہ وہ لوگ جسمانی طور پر مضبوط اور چار تھے جن کے آگے بند دروازے کی بھی کوئی حثیت نہ تھی۔۔

"ہہہ۔۔ہیلو۔۔ عع۔۔ علی۔۔!" علی کے جواب پر اس نے سہم کر کہا جس کے منہ سے مرد کا نام سنتے اس کے سامنے کسی دیو قامت شخص کا سایا چھاتا اس کے قریب بڑھنے لگا۔۔

"کیا ہوا سمیرا تم ٹھیک تو ہو۔۔؟" علی نے اس کی سہمی آواز پر فکریہ لہجے میں سوالیہ کہا اور اپنی گاڑی کی رفتار کو مدھم کیا۔۔

"کک۔۔کچھ۔۔کچھ لوگ مم۔۔میرے گھر میں زبردستی گھس آئے ہیں مم۔۔مجھے تمھاری مدد چاہیے پلیز بچالو مجھے پلیز۔۔!"
وہ دیو قامت شخص کا خود پر بڑھتا سایا اور اپنی جانب اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر تھوک نگلتی علی سے دوبارہ گویا ہوئی۔۔

اچھا میری بات سنو تم بالکل پریشان مت ہوں، گھبراؤ مت۔۔ میں ابھی آ رہا" ہوں تمھارے پاس۔۔"وہ سمیرا کو تسلی دیتا ٹرک سے اپنی گاڑی یوٹرن گھما کر سیمرا کے گھر کی جانب دگنی تیزی سے روانہ ہوا۔۔

کال منقطع کرتے وہ سر اٹھا کر اس شخص کی جانب دیکھنے لگی جو ہاتھ باندھے چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ لیے کھڑا تھا۔۔

آ چھا ہوا کہ تم نے اسے کال کی۔۔"وہ سمیرا کو بازوؤں سے سختی سے جکڑ کر" کھڑا کرتا گویا ہوا۔۔

تمھیں نقصان پہنچانے نہیں آئے میری جان۔۔ بس ایک کام کر دو۔۔"اس" نے مزید بڑے پر سکون لہجے میں کہا۔۔

"کلک۔ کیسا کام۔۔؟" وہ لرزتی بولی۔۔اسی دوران وہ شخص اپنے پینٹ کے پچھلی جیب سے موبائل نکالنے لگا جبکہ اس کے تینوں ساتھی عقب میں خاموش کھڑے تھے۔۔

"اس نمبر پہ میسج کرنا ہے۔۔اپنی آواز میں۔۔" اس شخص نے اپنا موبائل اس کی جانب بڑھایا جس پر کچھ تحریر درج تھی جسے وہ لرزتے ہاتھوں میں تھام کر پڑھنے لگی۔۔

"میرے گھر میں علی فیصل گھس آیا ہے اور مجھ سے زبردستی کرنے کی کوشش کررہا ہے آپ پلیز جلدی یہاں آئیں اور مجھے بچالیں۔۔ میری جان کو بہت خطرہ ہے۔۔؟"

اس نے موبائل پر درج تحریر پڑھی تو اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی اس نے نظریں اٹھا کر اس شخص کو بے یقینی سے دیکھا اسے اندازہ ہوا کہ یہ لوگ علی فیصل شاہ کے دشمن ہیں۔۔

میں ایسا کبھی نہیں کروں گی۔۔ تمھیں اس سے مسلہ ہے تو مرد بنو اور خود اس کا مقابلہ کرو۔۔" اس نے موبائل شخص کو تھماتے صاف انکار کیا اس کے الفاظ مقابل کو طیش دلا گئے۔۔

آگر میری بات نہیں مانی تم نے تو تمھیں اچھے سے اپنی مردانگی کا مظاہرہ کر کے دکھاؤں گا۔۔" اس شخص نے سمیرا کو بالوں سے پکڑتے اپنی جانب کھینچ کر دانت بھینچتے کہا۔۔

سمیرا سے سخت رویہ برتنے کے بعد وہ لوگ زبردستی سمیرا کو اس کام کے لیے رضامند کر چکے تھے سمیرا نے اپنی جان بخشی اور عزت کے تحفظ کی خاطر ان کے

کہنے پر اپنے موبائل سے انسپکٹر اشرف کو علی کے خلاف ایک وائس نوٹ بھیج دیا تھا۔۔

اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ لوگ دوبارہ کمرے سے نکل کر لاؤنج میں پہنچے جہاں انھوں نے دیکھا کہ وہ دو ملازمین اب موجود نہیں تھے یقیناً وہ موقع دیکھ کر فرار ہو چکے تھے۔۔
ملازمین کے فرار ہونے سے بھی ان غنڈوں کو کوئی خاص فرق نہ پڑا ان ملازمین کو صرف سمیرا ہی جانتی تھی جس کے بال اب بھی ایک غنڈے کی گرفت میں تھے جو اسے کھینچ کر زمین پر گرا گیا حالانکہ وہ لوگ اب مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے مگر پھر بھی انھوں نے سمیرا کی جان نہ بخشی بلکہ وہ اپنی وحشتناک چہرہ اس پر عیاں کرتے اپنی اصلیت پر اتر آئے۔۔

سمیرا خود کو زمین پر پیچھے کی جانب گھسیٹنے لگی وہ غنڈوں کے ارادے بھانپ کر ان کے آگے بے انتہا التجاء کرنے لگی، رحم کی بھیک مانگنے لگی مگر ان کے دلوں

میں کوئی خوف یا سمیرا کے لیے کوئی ہمدردی نہ جاگی اور وہ چاروں اس مختصر سے دورانیے میں اپنے ظلمتوں کی حدیں عبور کر گئے پورا لاؤنج سمیرا کی وحشت ناک چیخوں سے گونجنے لگا مگر کوئی وہاں اس کی مدد کو موجود نہ تھا یہاں تک کہ وہ لوگ تمام تر مقاصد میں کامیاب ہو کر سمیرا کو موت کی بھینٹ چڑھاتے وہاں سے فرار ہو گئے۔۔

کچھ دیر گزری اب وہاں علی پہنچا مگر اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی بہت دیر کر دی تھی اس نے گھر کا داخلی مین دروازہ کھلا پایا۔۔

تعجب میں مبتلا ہو کر علی نے اس کے گھر کے باہر اپنی گاڑی روکی جہاں کوئی سیکورٹی گارڈ موجود نہیں تھا وہ فوراً گاڑی سے نکلتا گھر کے اندورنی حصے میں داخل ہونے لگا۔۔

اس نے گھر میں داخل ہو کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا لاؤنج کا رخ کیا۔۔

لاؤنج میں داخل ہو کر وہ گھر کا بکھرا حال دیکھتے شدید حیرت زدہ ہوا۔۔

سمیرا۔۔! سمیرا کہاں ہو تم۔۔" وہ اسے پُکارتا لاؤنج میں تلاش کرنے لگا۔۔"

وہیں لاؤنج میں تلاشتے اس کی نظر صوفے کے پشت کی جانب زمین پر پڑے ہاتھ پر ٹھہر گئیں اسے اندازہ ہوا کہ صوفے کے پیچھے کوئی لیٹا ہوا ہے۔۔

وہ قدم بڑھاتے صوفے تک پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی صوفے کی پشت کی جانب سمیرا کا ہی بے سدھ وجود پڑا تھا۔۔

سم۔۔! سمیرا آنکھیں کھولو۔۔ او گاڈ۔۔ سمیرا آنکھیں کھولو بات کرو مجھ" سے۔۔ کیا ہوا یہاں۔۔؟" وہ اسے دیکھ کر آنکھیں پھاڑے حیرت سے اس کے قریب بیٹھا اس کا چہرہ تھپتھپاتے گویا ہوا۔۔

سمیرا کی حالت واقعی پریشان کن تھی زخمی جسم کے ساتھ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے گویا کسی نے بے دردی سے پھاڑے ہوں، آنکھیں کھلی تھیں، چہرہ زخمی خون آلود اور سرخ تھا جسے دیکھ کر وہ شدید پریشان ہوتا فوراً اپنا بلیزر کوٹ اتار کر اس کے وجود کے اوپری حصے کو ڈھک کر پھر سے اس کا چہرا تھپتھپانے لگا

--

علی کو یہاں آئے بس چند لمحے ہی ہوئے تھے سمیرا اور اس کے گھر کا حال دیکھ کر وہ اس قدر پریشان ہوا کہ اس کے دماغ نے اسے کوئی بھی حل بتانے سے صاف انکار کر دیا سمیرا کے گھر والے بیرونی ملک مقیم تھے جبکہ آج اس کے گھر میں ملازمین بھی موجود نہیں تھے وہ اکیلا سمیرا کے قریب بیٹھا دو لمحوں تک حل سوچنے کے بعد فوراً موبائل پینٹ کی جیب سے نکالتا اٹھنے لگا کہ اسی دوران گھر کے لاؤنج میں کچھ مزید قدموں کی آہٹ بھی اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

آہٹ سن کر اس نے ماتھے پر بل ڈالے اس نے لاؤنج کے دروازے کی جانب دیکھا تو وہاں سے پولیس نفری انسپکٹر اشرف کے ہمراہ برآمد ہوئی جسے دیکھتے ہی علی نے شکر کا کلمہ پڑھ کر سکھ کا سانس اندر کھینچا۔۔

شکر ہے آپ لوگ آگئے۔۔" وہ زمین پر ہتھیلی رکھ کر کھڑا ہوتا بولا۔۔"

گرفتار کرلو اِسے۔۔" اشرف نے اہلکار کو حکم دیتے علی کی جانب اشارہ کر کے" اسپاٹ لہجے میں کہا۔۔

وٹ؟ یہ کیا کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟ چھوڑیں مجھے۔۔!" علی انسپکٹر اشرف" کے جملے اور اہلکار کی حرکت پہ آنکھیں پھاڑے ششدر ہوتا بے ساختہ بولا۔۔

ارے ایک سیکنڈ یار یہ کس جرم میں، کس وجہ سے گرفتار کر رہے ہیں آپ" لوگ مجھے؟ آخر میں نے کیا کیا ہے؟" اس کے سابقہ جملے پر اہلکار اب بھی

خاموشی اختیار کیے اسے ہاتھ پر ہتھکڑی پہنا رہا تھا کہ غصے سے اپنا ہاتھ جھٹک کر وہ دبے دبے لہجے میں غراتے گویا ہوا۔۔

مسٹر علی فیصل شاہ! آپ کو سمیرا جاوید کے قتل اور زیادتی کیس میں گرفتار کیا جارہا ہے۔۔" اشرف نے بلاآخر علی کے غرانے پر مجبوراً اسے وجہ بتاتے اسپاٹ لہجے میں کہا۔۔

" کیا بکواس کر رہے ہیں آپ لوگ؟ دماغ ٹھیک ہے؟ تمھیں اندازہ بھی ہے کہ کون ہوں میں؟ اصل مجرم کو پکڑنے کے بجائے اپنی آسانی کے لیے جو بھی جائے وقوعہ پر ملے اسے گرفتار کر لو گے۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے غصے میں انسپکٹر سے مخاطب ہوا۔۔

بہت اچھی طرح جانتا ہوں آپ کو مگر آپ کی تسلی کے لیے آپ کو ثبوت سنا دیتے ہیں۔۔!" اشرف اپنے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا گویا ہوا اور موبائل پر ریکارڈنگ آن کر کے موبائل علی کے کان کے قریب کر گیا۔۔

"ہہہ۔۔ ہیلو۔۔ پپپ پولیس۔۔ اسٹیشن۔۔ یہہ۔۔ یہاں ممم۔۔ میرے گھر میں علی فیصل ممم۔۔ میرے گھر میں گھس آیا ہے اور مجھ سے زبردستی کرنے کی کک۔۔ کوشش کر رہا ہے آپ پلیز جلدی یہاں آئیں اور مجھے بچا لیں میری جان کو بہت خطرہ ہے۔۔"

علی نے غور سے انسپکٹر اشرف کے موبائل پر ریکارڈنگ سنی جو واقعی سمیرا کی آواز تھی جسے سن کر علی کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اسے اندازہ ہوا کہ آج وہ ایک اور نہایت بڑی مصیبت میں بری طرح پھنس چکا ہے وہ بے یقینی سا اشرف کو دیکھنے لگا اس کی آنکھیں پلک جھپکانا بھول گئی تھیں۔۔

"ہو گئی تسلی۔۔؟" اشرف دوبارہ موبائل جیب میں ڈالتا بے فکر سا بولا۔۔

"آرے یہ جھوٹ ہے !اس نے مجھے کال کی تھی،اس نے خود یہاں بلایا تھا تیس منٹ پہلے ،یہ کہہ کر وہ مصیبت میں ہے۔۔میں ابھی ابھی یہاں آیا ہوں۔۔"وہ اپنی صفائی پیش کرتا بولا مگراس وقت محض لفاظی پر کہاں کوئی یقین کرنے والا تھا۔۔

اہلکار اسے ہتھکڑی پہنا کر اب اپنے ساتھ لے جانے لگے جہاں اب نہ علی کی مزاحمت کام آرہی تھی نہ ہی کوئی صفائی۔۔

"!مجھے پھنسانے کی کوشش کی جارہی ہے انسپکٹر سمجھنے کی کوشش کریں۔۔"

"آپ کا خانم بیگم کے حوالے سے الریڈی ایک کیس ہمارے پاس چل رہا ہے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور آپکی مینٹل کنڈیشن کو دیکھتے ہوئے یہ کیس بھی آپ کا ہی لگتا ہے۔۔"

اشرف نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے پر اطمینان انداز سے کہا گویا یہ گرفتاری اس کی بھی مسرت کا باعث ہو۔۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔ کچھ ہوش ہے؟ ابھی اس فلور کی، اس گھر کی ہر جگہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرو خود اندازہ ہو جائے گا کہ میں ابھی آیا ہوں۔۔" وہ ثبوتوں کی جانب اشرف کا دھیان لاتا اسے یقین دلانے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اہلکار علی کو کھینچتے ہوئے اپنے ہمراہ لے جا کر لاؤنج کے دروازے تک پہنچا چکے تھے۔۔

"وہ بھی ابھی چیک کر لیں گے مگر فلحال آپ ہمارے ساتھ چلیے۔۔" اشرف گفتگو مختصر کرتا جائے وقوعہ کی تفصیل اکھٹی کرنے اور جگہ کو سیل کرنے کے عمل کو تیز کرنے کے لیے علی کو وہاں سے لے جانے گا۔۔

فوٹیج کے اختتام پر فہیم نے ایک جھٹکے سے لیپ ٹاپ کو بند کیا وہ مضبوط اور سخت جان شخص تھا لیکن یہ مناظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بھی نمی اتری، آنکھیں غم و غصے سے شدید سرخ ہوئیں۔۔

"شاہ جی یہ بہت تکلیف دہ مناظر ہیں۔۔" وہ علی کی جانب دیکھ کر مغموم لہجے میں گویا ہوا۔۔

"جانتا ہوں اور مجھے اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا کہ میں بر وقت اسے بچانے کے لیے نہیں پہنچ سکا۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

"نہیں شاہ جی یہ سب ایک پلان تھا آپ چاہ کر بھی انہیں نہیں بچا سکتے تھے۔۔"

"وہ میری دوست نہیں میری بہن جیسی تھی جس نے بھی یہ کیا ہے اسے انجام تک پہنچا کر رہوں گا میں۔۔" علی نے سختی سے دانت اور مٹھیاں بھینچتے کہا جس پر فہیم نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

"فہیم میری بات غور سے سنو۔۔اس فوٹیج میں جو یہ چار لوگ تمھیں نظر آرہے ہیں۔۔ تمھیں انہیں جلد از جلد ڈھونڈنا ہوگا۔۔" وہ اسے ہدایت دینے لگا۔۔

"شاہ جی۔۔یہ سب دیکھنے کے بعد میں آپ کو ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں۔۔" وہ گویا ہوا جس پر علی نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر بھنویں اچکائے۔۔

"جنہوں نے آپ کی گاڑی پر فائرنگ کی تھی اور بھاگ گئے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ اگلی سڑک کے سی سی ٹی وی میں نظر آگیا تھا وہ ایک شخص بھی انہی میں سے تھا اسے ابھی پہچان لیا ہے میں نے۔۔"

وہ علی کے روبرو ایک زبردست انکشاف کر گیا تھا جسے سن کر علی بے حد حیران ہوا۔۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟اس کا مطلب جو ہم سوچ رہے تھے کہ خانم امی اور سمیرا کا قتل ایک ہی پلان کے تحت ہوا ہے وہ سچ تھا۔۔؟"

وہ آنکھیں باہر کو نکالے ماتھے پر بل ڈالے حیرت بھرے انداز میں گویا ہوا جس کے جملے پر فہیم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"یعنی خانم امی اور سمیرا کا قاتل ایک ہی ہے اور کسی نے اپنے اس پورے پلان میں مجھے پھنسانے کی کوشش کی۔۔؟"

وہ مزید بولا اسے اب ساری کڑیاں آپس میں ملتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے مخالف کی کی گئی سازشوں کا اندازہ ہو رہا تھا اس کی آنکھوں کے آگے سارا منظر صاف ہو رہا تھا کیونکہ سازشوں سے پردہ جو اٹھتا جا رہا تھا۔۔

"!! ایسا ہی ہے شاہ کی گھتیاں سلجھانے لگی ہیں۔۔"

"بہت خوب کھیل کھیلا ہے اُس نے، مگر شروعات اس نے کی ہے اِس کا اختتام اب ہم کریں گے۔۔ تم اب فوراًاس حملہ آور شخص کی تلاش شروع کرو آسمان پاتال ایک کردو۔۔مجھے یہ شخص ہر صورت میں چاہیے۔۔کیونکہ مزید راز اب یہیں سے کھلیں گے۔۔"وہ گویا ہوا ماتھے پر بل برقرار تھے۔۔

"شاہ جی، آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ثبوت ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں، میں بہت جلد اس مجرم تک پہنچوں گا، سالوں سے پھیلی ان سازشوں کے گہرے جال کو اب ختم کر کے ہمیشہ کے لیے قصہ پارینہ بنانا ہے۔۔"اس نے ایک عزم سے کہا۔۔

مگر یاد رہے فہیم یہ بات کسی تک نہیں پہنچی چاہیے ورنہ وہ ہماری پہنچ سے بہت دور نکل جائے گا۔۔اوران ملازمین کو بھی ڈھونڈنے کی کوشش کروامید ہے کہ ان سے بھی تمہیں کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا۔۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں شاہ جی تلاش شروع کردوں گا لیکن یہ بات اپنے ڈپارٹمنٹ میں بھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے علی کی ہدایت پر جواباً اُسے مطمئن کرنے لگا۔۔

۔

۔

دوپہر کا وقت تھا وہ ہاٹ کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے اپنے آفس کے کمرے میں گلاس وال کے قریب کھڑی باہر برسی تیز بارش کا منظر دیکھ کر سوچوں میں محو تھی۔۔

اسکی نظر آگلے لمحے میں نیچے اپنے آفس بلڈنگ کے قریب آکر ٹھہرتی سیاہ گاڑی پر ٹکی جسکا دروازہ گارڈ نے چھتری تلے گاڑی تک پہنچ کر کھولا۔۔

وہ یہ تمام منظر اوپر اپنے آفس میں کھڑی دیکھ رہی تھی، گاڑی کا دروازہ کھلنے پر اس سے تھری پیس سوٹ پر سیاہ لانگ رین کوٹ پہنے علی شاہ برآمد ہوا اس کے گاڑی سے نکلتے ہی ہوائیں تیز ہوتی بارش کا رخ بدلنے لگیں ساتھ ہی اس کے خوبصورت گھنے بال بھی اس تیز ہوا کے سبب بکھرنے لگے۔۔

یہ تو معمولی سی بارش ہے۔۔ تم تک پہنچنے کے لیے تو میں طوفانوں سے بھی"
"گزر سکتا ہوں۔۔

وہ علی کو اس خراب موسم میں بھی اپنے آفس پہنچتا دیکھ کر اس کا جملہ ذہن میں لاتی مسکرائی۔۔

وہ اپنے وعدوں کو کس طرح وفا کرتا ہے اپنے ارادوں کو کس طرح تکمیل تک پہنچاتا ہے اسے اپنے شوہر کی یہی خوبی یاد آنے لگی۔۔

علی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا چھتری تلے آکر گارڈ کے ہمراہ آفس کی جانب قدم بڑھا گیا جبکہ اسکی زوجہ لبوں پر مدھم مسکراہٹ لیے یہ منظر اوپر سے دیکھ رہی تھی۔۔

کچھ لمحوں تک وہ اُسی جگہ ساکت کھڑی سوچ میں محو تھی علی کو اپنے ارد گرد اپنی نظروں کے سامنے اپنے قریب محسوس کرنے پر اس کے دل میں عجب اطمینان سا اتر جاتا تھا وہ اپنے اس اطمینان پر متعجب تھی مگر اس بات سے بھی بخوبی واقف تھی کہ اس کے دل میں اپنی محرم کی محبت عروج پر پہنچتی جا رہی ہے ایک ایسی محبت جس کی جنونیت سے اور شدت سے علی شاہ اب تک نہ واقف ہے۔۔

کچھ لمحے گزرے ہی تھے کہ اب دروازے پر دستک کے بعد قدموں کی آہٹ محسوس ہوتی اس کے سماعتوں سے ٹکڑا گئی۔۔

"گڈ آفٹرنون مائی لو۔۔"
علی دروازہ پش کرتا داخل ہوا جس کی آواز سن کر وہ پلٹی اس نے دیکھا کے مقابل کے رین کوٹ پر کچھ پانی کے قطرے موجود تھے مگر وہ مکمل بھیگا نہیں تھا۔۔

آخر کار پہنچ گئے۔۔! تمھیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔"وہ کچھ قدم بڑھا کر بولی" اور اپنا کافی کا مگ قریب موجود اسٹینڈنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

تمھارے پاس تو آنا ہی تھا مجھے۔۔"وہ اپنے کوٹ کی زپ کھول کر اسے اتارتا" بلیزر ہینگ کرنے کی جگہ پر اسے لٹکانے لگا۔۔

وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے سنوار کر عالیہ کی جانب قدم بڑھا رہا تھا جو علی کو اس عمل پر محویت سے تکتی اپنی جگہ ٹھہر گئی تھی۔۔

علی نے قریب پہنچ کر اسٹینڈنگ ٹیبل پر رکھا اسکا سرخ مگ اٹھایا جس میں آدھی کافی بچی تھی۔۔

"اکیلے اکیلے کافی پی رہی ہو؟ میرا انتظار بھی نہیں کیا۔۔"

وہ شکوہ کرتا کر مگ عنابی لبوں سے لگا کر گھونٹ بھرنے لگا یہ منظر وہ محویت سے دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔ نا جانے کیوں اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس خاموش کھڑی مقابل کو مسلسل تکتی رہے اس کی وہ سنہری آنکھیں ماتھے پر بکھرے نم بال لبوں پر مسکراہٹ شخصیت میں خوش مزاجی وہ ہر چیز کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

آئی ہوپ کہ کھانا ہم ساتھ کھائیں اور وہ نہ کھایا ہو تم نے۔۔!" وہ مزید کہتا" اسے لمحہ حاضر میں لے آیا۔۔

"کھانا ساتھ ہی کھائیں گے۔۔ تمھارا انتظار کر رہی تھی میں۔۔ آؤ بیٹھو۔۔" وہ اسے صوفے کی جانب اشارہ کرتی روانہ ہونے لگی۔۔

"اتنے رومنٹک موسم میں تمھارا اتنا فارمل ہونا ٹھیک نہیں ہے۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے روک کر بولا۔۔

"یہ میرا آفس ہے۔۔ آپکا بیڈرُوم نہیں۔۔ مسٹر شاہ۔۔" وہ مقابل کا لب ولہجہ اپنے انداز سے بدلنے کی کوشش میں بولی مگر کہاں واقف تھی یہ ادا بھی مقابل کو اسی کی جانب مائل کر رہی ہے۔۔

"میں جہاں قدم رکھ دوں وہ جگہ میری ہو جاتی ہے۔۔ تم بھی تو میری ہی ہو ناں۔۔" اس نے ایک جھٹکے سے اپنی زوجہ کو اپنے قریب کرتے سرگوشی نما گویا ہوا۔۔

فاصلہ رکھو گے تو بہتر ہو گا۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اس کے سینے پر زور دیتی دور ہوئی۔۔

"میں فاصلے ختم کرنے آیا ہوں۔۔" اسکا انداز اب بھی سرگوشی نما تھا مگر اس کے الفاظ عالیہ کو کچھ نیا موضوع عطا کر گئے۔۔

"تم نے کہا تھا کہ فہیم آئے گا تو کیا ہوا پھر۔۔؟" وہ بات کا رُخ بدلتی سنجیدہ ہوئی اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ حائل ہوا۔۔

"سب ٹھیک ہے، وہ اپنی تلاش جاری رکھے ہوئے ہے کہ کوئی اہم ثبوت ہاتھ لگ جائے۔۔" مقابل نے اسے معقول سا جواب دیا لیکن سچ نہیں بتایا۔۔

اچھا۔۔ویسے مجھے تم سے ایک اور بات بھی کرنی تھی۔۔"وہ صوفے کی جانب" بڑھتی اسے بھی اشارہ کر گئی۔۔

"ہاں کہو کیا بات کرنی تھی۔۔؟"

"افتخار آنکل سے میری بات ہوئی۔۔شادی کی تاریخ طے ہو چکی ہے۔۔"

"ویری گڈ۔۔"
وہ دونوں صوفے پر براجمان ہوئے۔۔علی کے ہاتھ میں اب بھی اس کا مگ تھا۔۔

بٹ افتخار آنکل چاہتے ہیں کہ ڈیکوریشن کا اور دیگر سارے انتظامات میں اور" "بینش مل کر کریں۔۔

تمھارا اگلا تنگ کا کام ہے ڈیکوریشن کا نہیں میری جان۔۔"وہ نرمی سے اپنی" انگلیوں کی پشت اس کے گال پر پھیرتا محبت سے بھرپور لہجے میں گویا ہوا۔۔

آئی نو بٹ جب سے لوگوں کو تمھاری برتھڈے پر اس سجاوٹ کا لوگوں کو علم" ہوا ہے وہ ہم سے بار بار کانٹیکٹ کرتے ہیں۔۔ باقی سب کو تو ہم انکار کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ساری تیاریاں میں نے صرف تمھارے لیے کی تھیں بٹ عارض بھائی ہے میرا۔۔ میری اپنی بھی خواہش ہے کہ میں اس کے لیے کچھ کروں۔۔اس "لیے تم سے اجازت لینی تھی۔۔

وہ وضاحت دیتی گویا ہوئی جس کے آخر کے جملے پر علی مسکرایا۔۔

تمھیں مجھ سے اجازت چاہیے؟"وہ سوال کر گیا جس پر عالیہ نے اثبات میں سر" ہلا دیا۔۔

تمھیں اجازت کی ضرورت نہیں انفیکٹ تمھیں اگر اس کام میں میری مدد کی" "ضرورت ہو تو مجھے انفارم کرنا۔۔

ریلی۔۔؟" وہ غیر یقینی انداز میں کہنے لگی اس کے لفظ پر علی نے پھر مسکراتے" اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

تھینک یو سو مچ علی آئی۔۔" وہ پر جوشی میں کہتے کہتے رکی۔۔"
آئی۔۔؟" وہ ایک آئی بر واچکا گیا۔۔"

"آئی۔۔آئی ریلی اپریشیٹ یور ڈیسیرشن۔۔"
اس نے ہڑں بڑاہٹ میں جملہ مکمل کیا مگر یہ وہ جملہ نہیں تھا جو وہ کہنا چاہتی تھی۔۔

مقابل اس کے جملے پر نظریں جھکائے گہرا مسکرایا وہ سمجھ چکا تھا کہ اس کی زوجہ اب بھی اظہار محبت سے کترا رہی ہے۔۔ وہ الفاظ جو عالیہ کے دل میں رہ گئے وہ نہ کہتے ہوئے بھی مقابل کے دل تک پہنچ چکے تھے۔۔

آگلے دن کی شام ڈھلی تھی فہاد آف وائٹ شرٹ پر سیاہ بلیزر کوٹ اور پینٹ پہنے وئیر ہاؤس میں پلاسٹک کی کرسی پر بیٹھا لائٹر سے منہ میں دبائے سگریٹ کو جلانے میں مصروف تھا۔۔اس کی شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے بال بھی بکھرے تھے سبز رنگ آنکھوں میں خمار تھا۔۔

ارد گرد اس کے گارڈز اور اسسٹنٹ حمزہ بھی کرسی کے پہلو میں کھڑا تھا جبکہ مقابل وئیر ہاؤس کا مالک شاہزیب اس کے سامنے ماتھے پر بل ڈالے اسے ناگواریت سے دیکھ رہا تھا۔۔

"ایسی بھی کیا ناراضگی کہ اپنے آفس بھی نہیں آنے دیا تم نے۔۔دیکھو اب کہاں ملاقات کرنی پڑ رہی ہے۔۔" وہ سگریٹ کا کش لگاتا سرور بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔

"ہادی مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا ہماری کمپنی کا پیچھا چھوڑ دو۔۔" اس کے روبرو کرسی پر بیٹھا شاہزیب اسکا جملہ نظرانداز کرتا سرد لہجے میں بولا۔۔

"چھوڑ دونگا! پہلے مجھے ہائی وے کے قریب والی زمین تو عطا کر دو۔۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے کرسی پر ٹیک لگائے ہوئے تھا ایک انداز سے بولا۔۔

"تمھیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی؟۔۔وہ زمین میری ہے۔۔وہ تمھیں کبھی نہیں مل سکتی۔۔" شاہزیب فہاد کی مسلسل ایک ہی رٹ سے طیش میں آتا کرسی سے اٹھ کر غرایا۔۔

میں اتنے پیار سے بات کر رہا ہوں تم خوامخواہ غصہ کر رہے ہو۔۔جیسٹ" ریلیکس مین۔۔سٹ ڈاؤن۔۔" فہاد نے نظریں اٹھائی اور بناوٹی مشفقانہ مزاج میں بولا۔۔

شاہزیب کرسی پر دوبارہ بیٹھا اس کے تمام گارڈز اور اسسٹنٹ بھی ارد گرد کھڑے یہ منظر خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔

وہ زمین ہماری کمپنی کی ہے۔۔اُسے تم سے پہلے ہم نے جائز طریقے سے خرید" لیا ہے۔۔تم نے دیر کر دی ہے اور اس ہار کو تسلیم کر لو اب۔۔۔" شاہزیب دوبارہ گویا ہوا۔۔

مغالطے میں ہو تم!۔۔میں نے جان بوجھ کر دیر کی۔۔کیونکہ میں اس پر نیلامی" میں کروڑوں روپے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اور رہی بات ہار کی تو میری جان "ہادی کبھی ہار نہیں مانتا۔۔

وہ لفظوں میں ٹھہر واور لہجے میں عجب خمار لیے سر گوشی نما بولا۔۔

چلو مجھے بتاؤ۔۔ کیا پروف ہے تمھارے پاس کہ وہ جگہ تُمھاری ہے۔۔؟" فہاد" نے سوال کیا۔۔

میرے پاس اصل پراپرٹی کے پیپرز ہیں۔۔" وہ سرد لہجے میں اپنے لفظوں پر" زور دیتا جواب دے گیا۔۔

"کیا ہیں۔۔؟"
فہاد نے آنکھیں سکھیڑ کر تحقیر آمیز لہجہ اپنایا۔۔

"اصل کاغذا۔۔"

"ہاہاہاہا۔۔"

وہ شاہزیب کا جملہ مکمل ہونے سے قبل ایک طنز سے بھرپور قہقہ لگا گیا جو پورے وئیر ہاؤس میں گونجا تھا جبکہ شاہزیب اسے نگاہوں میں حیرت لیے دیکھنے لگا۔۔

آرے وہ تو میرے پاس بھی ہیں۔۔"اس نے بناوٹی لہجے میں ماتھے پر بل ڈالے" مسکرا کر کہا گویا مقابل کے لہجے کی نقالی کی جا رہی ہو۔۔

زمین تو میں حاصل کرلوں گا بس تمھاری رضامندی سے مجھے ذرا آسانی ہو" "جاتی۔۔ کہو تو تمھیں تمھیں میں رقم بھی دے دیتا۔۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنا اور میرا مزید وقت ضائع کیے بغیر" پلیز یہاں سے چلے جاؤ ہادی۔۔ تمھیں کچھ نہیں ملنے والا یہاں۔۔"شاہزیب اسکا جملہ کاٹ کر قدرے بلند آواز میں گویا ہوا۔۔

اس کا جملہ سن کر فہاد نے نظریں اٹھائے اپنے پہلو میں حمزہ کی جانب ایک نظر دیکھا جس پر حمزہ نے مدھم سا اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ جیسی تمھاری مرضی۔۔"
فہاد جوابا گویا ہوا اور ایک نظر اپنی سگریٹ کی جانب دیکھا جو بجھ چکی تھی فہاد نے حمزہ کی جانب ماچس کے لیے ہاتھ بڑھایا جبکہ نظریں اب شاہزیب پر ٹکی تھیں جو ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

حمزہ نے اسے ماچس دی جسے حاصل کرنے کے بعد فہاد اپنی جگہ سے اٹھ کر سگریٹ ہونٹوں میں دبائی اور ماچس سے اسے سلگایا۔۔ جبکہ جلتی ماچس کی تیلی وئیر ہاؤس میں موجود سامان کے کاٹن بکسز کی جانب پھینک دی۔۔

یہ پلک جھپکتے ایک لمحے کا منظر تھا کہ تمام سامان کے کاٹن بکسز نے فوراً آگ پکڑی جس سے ظاہر تھا کہ وہاں کسی نے پہلے سے ہی تیل پھینک رکھا تھا

شاہزیب اور اس کے گارڈز کھڑے شدید ہیبت میں مبتلا ہو کر اپنے سامان کی جانب دوڑے مگر اسے بچا نہ سکے جبکہ شاہزیب کے گارڈز فہاد پر جھپٹنے کے لیے لپکے جن کا مقابلہ فہاد کے گارڈز نے آگے بڑھ کر کیا۔۔

فہاد آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھا کر پلٹا اور ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے حمزہ کے ہمراہ وئیر ہاؤس کے مین گیٹ کی جانب متکبرانہ انداز میں قدم اٹھاتا روانہ ہوا۔۔

وئیر ہاؤس اندر سے بری طرح آگ کی لپیٹ میں آ چکا تھا جس سے نکلتی زرد روشنی مین گیٹ تک محسوس ہو رہی تھی جبکہ فہاد کے گارڈز بھی دوڑتے ہوئے وئیرہاؤس سے باہر نکلے اور اپنے گاڑی میں سوار ہوئے فہاد بھی حمزہ کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہوتا وہاں سے روانہ ہوا۔۔

وہ لوگ کچھ ہی لمحوں میں کافی دور نکل چکے تھے فہاد گاڑی کی پچھلی نشست پر سوار کھڑکی سے ہر گزرتا منظر دیکھ رہا تھا جبکہ اس گاڑی کو حمزہ چلا رہا تھا۔۔

اس نے ہر گزرتے منظر کے ساتھ ایک بڑے سے ہال کے باہر گاڑی سے نکلتے ہوئے اپنی اسسٹنٹ کے ہمراہ عالیہ کو دیکھا۔۔

جیری گاڑی فوراً روکو روکو۔۔"وہ منظر کو دیکھ کر چونکتا اجلت میں بولا جس پر" حمزہ نے بھی ہڑبڑاتے ہوئے گاڑی فٹ پاتھ کے کنارے لگا کر فوراً روک دی۔۔

فہاد کو اپنی نظروں پر یقین نہ آیا مگر آگلے لمحے اسے احساس ہوا کہ یہ منظر خیالی نہیں تھا اس نے سچ مچ عالیہ کو گاڑی سے نکل کر ہال میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔۔

"کیا ہوا ہادی۔۔" حمزہ نے اپنے سامنے نظر اٹھا کر آئینے میں فہاد کی جانب دیکھ کر کہا۔۔

"یہ کونسی جگہ ہے۔۔؟" وہ خیالات سے نکل کر اگلی سڑک کے کنارے تعمیر اس خوبصورت بڑے سے ہال کی جانب اشارہ کرتے سوال کر گیا۔۔

"ہادی آپ بھول گئے؟ یہ شاہ انڈسٹری کا ایونٹ ہال ہے۔۔انہوں نے اسی سال بنایا ہے یہاں ان کے اہم تقریبات ہوتے ہیں۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔" وہ جواب سنتا گاڑی کا دروازہ کھول کر نکلا اور فٹ پاتھ پر کھڑا ہو گیا جسے دیکھ کر حمزہ بھی فوراً گاڑی سے باہر نکل کر فٹ پاتھ کی جانب بڑھا۔۔

"کیا ہوا۔۔آپ کیا کر رہے ہیں۔۔؟"اس نے فہاد کو بلیزر کوٹ اتارتے تعجب سے دیکھا۔۔

"تم یہ اسے گاڑی میں رکھو اور گاڑی بھی لے جاؤ۔۔"وہ کوٹ حمزہ کو تھما کر کلائی تک آستینیں چڑھاتا کچھ اجلت میں بولا۔۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔؟"وہ کوٹ ہاتھ میں لے کر اسے ٹھیک کرتا پھر سوال کر گیا۔۔

"جیری جتنا کہا ہے اتنا کرو گارڈز کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔مجھے کچھ ضروری کام یاد آ گیا ہے۔۔"وہ اجلت میں تھا اسے ہال میں جا کر عالیہ سے ملاقات کی جلدی تھی۔۔

"تو میں انتظار کر لیتا ہوں ناں آپ واپس کیسے۔۔"

حمزہ تم جاؤ۔۔ میں آجاؤں گا۔۔ میرا وقت ضائع مت کرو۔۔"وہ قدرے سختی" سے اسکا جملہ کاٹ کر کہتا اسے اسکے نام سے پکار کر اس کی بولتی بند کر گیا۔۔

حمزہ اثبات میں سر ہلاتے پلٹا اور دوبارہ گاڑی میں سوار ہوا اسی دوران فہاد نے فوراً دوڑ لگا کر اگلی سڑک پار کی وہ اس مکمل ڈھلتی شام میں بالکل اکیلا اور عام سا شخص محسوس ہو رہا تھا وہ ویسا بالکل نہیں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک گھنٹے پہلے اس ویئر ہاؤس میں تھا مگر یہ نیا روپ اسکا صرف عالیہ کے لیے تھا۔۔

وہ سڑک پار کر کے اپنے بالوں میں دونوں ہاتھ پھیر کر انہیں ٹھیک کرتا اپنے کالر کے قریب کا ایک بٹن بند کر کے ہال کے مین گیٹ تک پہنچا۔۔

رکیں آپ ایسے اندر نہیں جا سکتے۔۔"اسے گارڈ نے آتے دیکھ کر مخاطب" کیا۔۔

"آرے تم اسے نہیں جانتے؟ یہ ہادی سلمان صاحب ہیں اسے میں نے آفس میں بھی دیکھا تھا۔۔" دوسرے گارڈ نے فوراً کہا جسے ماتھے پر بل ڈالے فہاد دونوں کے جملے ناگواریت سے سن رہا تھا۔۔

وہ چاہتا تو ابھی انہیں ان کی زندگی پر پچھتانے کے لیے مجبور کر سکتا تھا مگر اسے صرف عالیہ کا خیال تھا جو خیال اسکا ضبط بنانے میں اسکا سہارا تھا۔۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے۔۔؟" اسے روکنے والے گارڈ نے اگلا سوال کیا جس پر ہادی نے اسے کوئی جواب نہ دیا محض سرد خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"آئیں سر اندر آئیں۔۔" اس کی نگاہوں میں پوشیدہ رعب اور دہشت کے خوف سے گارڈ نے خود بخود ہار تسلیم کی اور فہاد کا راستہ ہموار کیا۔۔

وہ اندر داخل ہو کر کھلے لان اور بارہ دری سے گزرنے لگا جہاں ملازمین اور کام کرنے والے آفراد یک کے بعد دیگرے ہاتھوں میں لائٹنگ کی لڑیاں کالین اور سجاوٹ کا دیگر سامان لانے اور لے جانے میں مصروف تھے۔۔

اس نے دیکھا کے لان کے قریب کچھ گاڑیاں کھڑی ہیں جن میں ڈیکوریشن کا سامان لوڈ ہو رہا ہے۔۔

وہ اجنبیت سے یہ سارا منظر دیکھتا آگے بڑھتے بڑھتے بلاآخر ہال تک پہنچا جہاں اس کی نظر ارد گرد پھرتی اس لڑکی کی تلاش میں لگ پڑی۔۔

ہال میں عجب ملازمین کی چہل پہل تھی ستونوں سے
ایکسٹینشن لیڈر ٹکائے اس پر چڑھے افراد تمام پردے اور بتیاں اتروانے میں مصروف تھے۔۔

یہ سارا منظر تکتے تکتے بلا آخر اس کی نگاہ ایک جانب کھڑی عالیہ پر ٹھہری جو کھلے بال لیے ہلکا گلابی رنگ آفس سوٹ پہنے ہاتھ میں فائل تھامے بینش اور اپنے اسسٹنٹ سے گفتگو میں مصروف اسٹیج کی جانب اشارہ کرتی انہیں کچھ سمجھا رہی تھی۔۔

فہاد اسے گہری مصروفیت میں محویت سے دیکھتا خود سے مسکرا گیا وہ لڑکی اسے اس لمحے کتنی حسین لگ رہی تھی اسکا اندازہ لگانا بھی اس کے لیے مشکل تھا۔۔

وہ اپنے ساتھیوں کو کام سمجھا کر پلٹی اس کی نگاہ بھی فوراً فہاد پر پڑی جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا وہ تعجب سے فہاد کو دیکھ کر اس کی جانب قدم اٹھانے لگی۔۔

مسٹر فہاد آپ یہاں۔۔؟" وہ گویا ہوتی اسکی محویت کا اختتام کر گئی۔۔"

جی میں یہاں سے گزر رہا تھا کچھ چہل پہل محسوس کی تو سوچا دیکھ لوں کہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔"اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ کھسکاتے کہا۔۔

"ہمم یہاں جو ہو رہا ہے اس سے آپ کا بھی بہت گہرا تعلق ہے۔۔"

مجھ سے متعلق۔۔؟"وہ متعجب ہوا۔۔"

یہ تیاریاں افتخار آنکل کے حکم پر میشل کی شادی کے لیے ہو رہی ہیں۔۔"عالیہ نے وضاحت دی۔۔

"جی افتخار آنکل نے کہا تو تھا۔۔ مگر سب کچھ اتار اجا رہا ہے۔۔؟"

"ہاں آج سے یہاں کام شروع کروایا ہے پہلے مرحلے میں پچھلا سب کچھ اتاریں گے اینڈ آئی تھنک اس میں بھی دو دن لگ جائیں گے جبکہ افتخار انکل نے نکاح کے لیے اس ہفتے کی ڈیٹ رکھی ہے۔۔"

وہ ارد گرد دیکھ کر متفکرانہ لہجے میں بولی۔۔

"ہاں جانتا ہوں۔۔آپ فکر نہ کریں جتنے وقت میں آپ یہ تیاریاں مکمل کرنا چاہتی ہیں یہ سب کچھ اس سے بھی جلدی ہو جائے گا۔۔میں بھی آپ کی ہیلپ کروں گا اس کام میں۔۔"

اسکے ذہن نے اسے لمحے بھر میں ایک بہترین ترکیب سے نوازا۔۔اس کے ذہن کے مطابق یہ واحد طریقہ تھا جس کے ذریعے فہاد اس کے قریب رہ سکتا تھا۔۔

"نہیں مسٹر فہاد میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا آپ کی طبیعت الریڈی ٹھیک نہیں۔۔اپنی ہیلتھ پر فوکس کریں تاکہ میشل کی شادی کے لیے ٹھیک ہو

سکیں۔۔"اس نے نرمی سے انکار ظاہر کیا کیونکہ وہ اس خیال کے حق میں بالکل نہ تھی۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ایٹ لِیسٹ اپنی بہن کے لیے اتنا تو بنتا ہے ناں۔۔"" اس نے میشل کا ذکر کرتے موضوع کو ایک جذباتی رخ دیا تاکہ مقابل کے پاس انکار گنجائش باقی نہ رہے۔۔

پلیز نہ روکیں مجھے۔۔میں اپنے دل سے یہاں کام کرنا چاہتا ہوں۔۔"وہ مزید" بولا جسے عالیہ سنتی کچھ سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔

اوکے مسٹر فہاد ایز یو وش۔۔میں کیا کہہ سکتی ہوں۔۔"وہ مقابل کے اصرار پر" بلا آخر ہامی بھر گئی جسے سن کر فہاد کا تو گویا دل خوشی سے جھوم اٹھا ہو۔۔

"تھینک یو سو مچ آپ مجھے کام کی ترتیب صرف ایک بار سمجھا دیں کہ کیا کیا کام ہے اور کیسے ہو گا۔۔"

"میں یہاں آفس سے آ کر تیاریاں دیکھتی ہوں یہاں تین سپر وائزر ہیں جو کام کو مینج کرتے ہیں اس کے علاوہ ساری ورکنگ گائیڈ لائن آپ کو بینش سے مل جائیں گی۔۔"

عالیہ نے اسے ابتداء میں ہی یہاں اپنی زمہ داری سے آگاہ کرتے اس کے خوشی سے ابھرتے جزبات پر اک لمحے میں پانی پھیر دیا۔۔اسی دوران اس نے دور کھڑی بینش کی جانب اشارہ کرتے اسے اپنے قریب بلایا۔۔

"بینش کون ہے۔۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے سرد لہجے میں بولا۔۔

یہ شاہ انڈسٹریز کی مین آفس مینجر ہیں۔۔" بینش قریب پہنچی جس پر عالیہ نے"
فہاد سے اسکا تعارف کروایا جسے وہ سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا بینش کرلی بالوں کو
باندھے سانولی رنگت کی حامل آج بھی سیاہ آفس سوٹ پہنے ہوئے تھی۔۔

بینش ان سے ملو۔۔ مسٹر فہاد۔۔" وہ اگلے لمحے بینش سے مخاطب ہوئی۔۔"

ہیلو فہاد سلمان۔۔" وہ بناوٹی مسکراہٹ لیے بینش کی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔۔"
ہائے مسٹر فہاد آئی ایم بینش زیدی۔۔" اس نے ہاتھ جواباً بڑھا کر فہاد سے"
مصافحہ کیا۔۔

بینش یہاں مسٹر فہاد بھی کام کرنا چاہتے ہیں تم انہیں کام سمجھا دو جوان سے ہو"
سکا وہ یہ کرلیں گے۔۔ مجھے وہاں سامان کی لسٹ چیک کرنی ہے پھر گھر بھی پہنچنا
ہے آئی ایم الریڈی گیٹنگ لیٹ۔۔" وہ کچھ اجلت میں کہتی روانہ ہونے لگی۔۔

اوکے ڈونٹ وری۔۔" بینش نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

کہاں وہ عالیہ کے ساتھ کام کرنے کا خواہشمند اور کہاں بینش اس کے متھے لگ پڑی یہی سوچ کر وہ بے بسی سے عالیہ کو ایک جانب جاتا دیکھ رہا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

وہ مسلسل بیس منٹ تک ہال میں عالیہ کو ایک جانب سے دوسری جانب بڑھتے اور مختلف افراد کو کام سمجھاتے دیکھ رہا تھا اس دوران وہ بینش کے روبرو کام سمجھنے کے بہانے بھی کھڑا تھا مگر اسکا دھیان مسلسل عالیہ پر تھا جسے وہ وقفے وقفے سے ایک دو جھلک دیکھ رہا تھا۔۔

سمجھ آگیا سب کچھ۔۔؟" بینش نے سوال کیا۔۔"

جی آگیا۔۔" وہ اس کی جانب متوجہ ہوتا بناوٹی مسکراہٹ لیے بولا۔۔"

کچھ پوچھنا ہے۔۔؟" وہ پھر سوال کر گئی۔۔"

"نہیں۔۔"

ٹھیک ہے۔۔" فہاد کا یک سر نفی میں جواب سن کر وہ گفتگو کا اختتام کرتی روانہ" ہوئی۔۔

اسی دوران عالیہ نے بھی اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھ کر وقت کا اندازہ لگایا رات کے آٹھ بج چکے تھے۔۔ وہ وقت دیکھ کر اپنے کام کا اختتام کرتی فائل بینش کو تھما کر اب ہال کے دروازے کی جانب قدم بڑھا گئی یہ منظر فہاد اب بھی دیکھ رہا تھا۔۔

اسے جاتے دیکھ کر فہاد بھی دروازے کی جانب روانہ ہوا۔۔

آپ جا رہی ہیں۔۔؟" فہاد لپک کر اس کے پہلو تک پہنچتا سوال کر گیا۔۔"

ہاں گھر جانا ہے۔۔" وہ اسے اپنا پیچھا کرتے دیکھ کر کچھ متعجب ہوئی۔۔"

"ایکچولی مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے۔۔"

کیسا فیور؟" وہ چلتے چلتے رکی۔۔"

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے کیا آپ مجھے گھر تک ڈراپ کر سکتی ہیں۔۔؟""
اس نے نہایت مودبانہ اور معصومانہ انداز سے کہا۔۔

"اوکے شیور۔۔"

وہ کچھ لمحے سوچ کے بعد راضی ہوئی اب تک اس نے اپنی گاڑی میں صرف دانیال اور عارض تک یہ اجازت محدود رکھی آج اسے عارض کے خیال سے اپنا اصول بدلنا پڑا۔۔

تھینک یو سو مچ۔۔"وہ مسرت سے مسکرایا۔۔"

"اٹس او کے۔۔ چلیں۔۔؟"

اس نے دروازے کی جانب اشارہ کیا جس سے اس کے ہاتھ میں موجود گاڑی کی چابی بھی لہراتی نظر آئی فہاد نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں ہال سے روانہ ہوئے۔۔

۔

۔

رات کا وقت تھا وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی گاڑی کو سڑک پر دوڑاتی اپنے پہلو میں براجمان فہاد سے کاروباری رسمی گفتگو میں مصروف تھی جبکہ مقابل اسے گفتگو کے بہانے مسلسل محویت سے تک رہا تھا۔۔

فہاد کے لیے یہ لمحات ناقابل یقین اور بے حد انمول تھے،وہ اپنی محبت کو محض اپنی نظروں کے قریب پا کر بھی خود کو اس لمحے میں خوش قسمت ترین انسان تصور کر رہا تھا۔۔

اس کے دل میں پوشیدہ جذبات سچے اور پاک تھے مگر وہ بذات خود ایک اچھا انسان نہیں تھا یہی اس کی ہار کی بڑی وجہ تھی اور یہی وجہ تھی کہ اسکی یہ محبت اس کے لیے سزا سی تھی جس کی ابتدائی مراحل میں وہ اپنی مشکلات سے بالکل انجان تھا۔۔

"چلیں ٹھیک ہے مسٹر فہاد پراجیکٹ جو مکمل ہونے جارہا ہے اس کی ساری ڈیٹیلز میں آپ کو ای میلز میں بھجوادوں گی۔۔"وہ اسٹیئرنگ ویل گھماتے گاڑی سے یوٹرن لیتی گویا ہوئی۔۔

"یہ بہتر رہے گا۔۔"وہ جواباً بولا۔۔

"یہ لیں آپ کا آپکا گھر بھی آگیا۔۔!"اس نے حقانی ہاؤس کے باہر گاڑی روک کر کہا، مقابل اس کے جملے پر چونکتا کھڑکی سے باہر جھانک کر اپنا گھر دیکھنے لگا۔۔

"آپ بھی آئیں ناں۔۔میشل سے بھی مل لیجئے گا، تینوں اسی بہانے ساتھ بیٹھ کر کافی بھی پی لیں گے۔۔"وہ ایک اور بہانہ ڈھونڈتا گویا ہوا۔۔

"میں ضرور ملتی مگر مجھے ابھی جانا ہو گا پھر کبھی صحیح۔۔"

چلیں ٹھیک ہے۔۔ تھینک یو سو مچ ونس اگین۔۔ سی یو ٹو مارو۔۔" وہ عالیہ کے " انکار پر گویا ہوتا اپنی جانب گاڑی کا دروازے کھول کر گاڑی سے اترنے لگا۔۔

"اوکے۔۔"

وہ فہاد کے اترتے ہی سرد لہجے میں مختصر کہہ کر گاڑی اپنی منزل کی جانب روانہ کر گئی جسے مین گیٹ پر داخل ہونے سے قبل اس کی گاڑی کو پشت سے گزرتے دیکھ کر خود سے مسکرا رہا تھا۔۔

آج کے سفر کو اس نے اپنی پہلی جیت تصور کی، اسکا گمان تھا کہ آج گاڑی تک رسائی حاصل کی ہے کل اسکے دل تک بھی رسائی حاصل کر لے گا مگر کیا واقعی وہ اپنے تمام تر مقاصد میں کامیاب ہو پائے گا یا نہیں؟ یہ تو صرف اسکا مستقبل ہی جانتا تھا۔۔

------------سونی رائٹس------------

وہ آستینیں چڑھائے ہشاش بشاش انداز سے لاؤنج میں داخل ہوا جہاں جینز کی پینٹ اور زرد شرٹ پہنے صوفے پر بیٹھی میشل اس کی آمد کی منتظر تھی۔۔

اتنی دیر ہو گئی تمھیں اور مجھے بھی آفس جانے نہیں دیا۔۔"وہ فہاد کو آتا دیکھ" فوراً کھڑی ہوتی برہمی سے بولی۔۔

میشل، میری جان، میری بہن، تمھاری شادی کے دن قریب آرہے ہیں۔۔ تم" سے اب کوئی کام نہیں لوں گا۔۔اپنے یہ دن اس گھر میں بھرپور انجوائے کرو "تاکہ تمھیں کبھی اپنے بھائی سے کوئی گلہ نہ رہے۔۔

وہ اس کے کندھے تھام کر اسکے وجود کو پر مسرت انداز سے جھنجوڑتا گویا ہوا۔۔

تم اتنے اچھے کب سے ہو گئے اور چہرے پر اتنی خوشی۔۔؟ میرے جانے پر" خوش ہو۔۔ جان چھوٹ جائے گی تمھاری۔۔؟" وہ آنکھیں سکھیڑ کر اسکے چہرے اور لہجے کو دیکھ کر متعجب تھی۔۔

آرے نہیں میشو۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔ تم بھلے ہی اس گھر سے جا رہی ہو" لیکن ہمیشہ یاد رکھنا کہ ایک پل کے لیے بھی ہادی سلمان تم سے غافل نہیں رہے گا۔۔" وہ اُنگلیوں میں اس کی ٹھوڑی لے کر اٹھاتا بولا۔۔

جہاں تک بات ہے میرے چہرے پر رونق کی تو ایک لمبے عرصے بعد حقانی" فیملی پر اور اس گھر پر کوئی خوشی کا موقع آیا ہے۔۔ اس ایونٹ کو ہم بھرپور "انجوائے کریں گے کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا اس شادی کے جشن میں۔۔

وہ مزید بولا مگر اس نے حقیقی خوشی کی وجہ میشل سے چھپائی جبکہ میشل اس کے جملوں پر ماضی کے کسی لمحے اٹک کر رہ گئی۔۔

مام ڈیڈ ہوتے تو کتنے خوش ہوتے ناں آج۔۔"اس نے مغموم لہجے میں کہا" آنکھوں میں نمی اتری حلق میں آنسو کا گولا انڈیلا۔۔

اس کا جملہ اور غمگیں چہرہ دیکھ کر فہاد خاموش اسے سینے سے لگا گیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

میشو وہ تمھیں یوں روتا ہوا دیکھ کر تو کبھی خوش نہ ہوتے۔۔ میں نے ہمیشہ۔۔" پوری کوشش کی ہے کہ تمھیں مام ڈیڈ کمی محسوس نہ ہونے دوں۔۔ لیکن وہ تو مام ڈیڈ ہیں ناں۔۔ ان کی جگہ تو واقعی کوئی نہیں لے سکتا۔۔"وہ سرد لہجے میں گویا ہوا

نہیں ہادی مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔ تم نے بہت کیا ہے میرے" لیے۔۔"وہ فوراً اپنے بھائی سے الگ ہوتی بولی۔۔

لیکن تمھاری آنکھوں میں یہ آنسو دیکھتا ہوں تو دشمن سے انتقام لینے کو خون" کھولتا ہے میرا۔۔"وہ میشل کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر دانت بھینچتے بولا اسکا اشارہ علی شاہ کی جانب تھا۔۔

نوہادی، کسی سے دشمنی رکھ کر اپنی زندگی خراب مت کرنا۔۔بہت مشکلوں" سے اپنے حصے کے امتحان جھیل کر ہماری زندگیاں سنبھلی ہیں میں تمھیں اس دلدل میں دوبارہ پھنستا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔"وہ اپنے آنسو پونچھ کر سختی سے ہدایت کرنے لگی۔۔

خیر چھوڑو یہ ساری باتیں اپنی شادی پر فوکس رکھو۔۔"

"میں کپڑے چینج کر کے آتا ہوں پھر ساتھ میں کھانا کھاتے ہیں۔۔

فہاد نے گفتگو ختم کی جس پر میشل مدھم سا اثبات میں سر ہلا گئی جبکہ فہاد اپنے کمرے کی جانب روانہ ہوا۔۔

فہاد کی پشت کو تکتے میشل کو پھر سے اپنے آنے والے کل میں خدشات نظر آنے لگے جسے دیکھ اس نے اپنے اندر ہر ممکن کوشش سے ہادی کو برائی سے بچانے کا عزم باندھا مگر سوال تھا کہ کیا اسے اس عزم میں کامیابی ملنا بھی ممکن تھی۔۔؟

---------------سونی رائٹس---------------

وہ سرخ ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر میں صوفے پر پیر باندھے اپنے گود میں لیپ ٹاپ رکھے بیٹھا تھا۔۔
ماتھے پر بکھرے بال نظریں چمکتی لیپ ٹاپ اسکرین پر مرکوز اور ہالف سلیوز میں ابھرتے اس کے مسلز وہ ہر حلیے میں پر کشش تھا۔۔

شاہ مینشن میں رات کے کھانے کے بعد وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اپنے کام کو اختتامی مراحل میں پہنچانے کی جتن کر رہا تھا جبکہ اس کی زوجہ رات کا سفید آرام

وہ شلوار قمیض پہنے اسٹڈی ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر بستر کی جانب بڑھتی وہاں رکھ رکھنے لگی اس کے انداز سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھی لیپ ٹاپ پر اب اپنے کام کا آغاز کرنے جا رہی ہے۔۔

اس کے بال کھلے تھے وہ بستر کے قریب کھڑے کھڑے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے کیچر نکال اسکا سرا دانتوں میں دباتی اپنے گھنے ملائم بالوں کا جوڑا باندھنے میں مصروف ہوئی۔۔

کام میں مصروف علی شاہ کی ایک بھولی بھٹکی نظر بستر کے قریب اپنی زوجہ پر پڑتے ہی ٹھہر گئی اس لمحے اسکی زوجہ اپنے اس عمل کو سرانجام دیتے اسے سادہ حلیے میں بھی بے حد حسین لگی تھی اس قدر حسین کہ وہ لیپ ٹاپ بند کر کے اپنا کام چھوڑ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔۔

یہاں تک کہ وہ جوڑا باندھ کر اس میں کیچر لگانے میں کامیاب ہوئی اور اپنے عمل سے فراغت کے بعد علی کی جانب دیکھنے لگی جو پہلے سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

کافی پیو گے۔۔؟" اسکی خود پر پڑتی نظریں دیکھ کر وہ سوال کر گئی۔۔"

ہاں ضرور۔۔" وہ چونکتے گویا ہوا۔۔"

اس کے جواب پر عالیہ اثبات میں سر ہلاتی بستر پر پڑا اپنا سفید دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالتی کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

اس کے کمرے سے جاتے ہی علی خود سے مسکرانے لگا اور رب کی دی گئی نعمتوں کا جس میں سب سے افضل نعمت اس کے لیے اسکی بیوی اور بیٹی تھی پر دل میں شکر ادا کرنے لگا۔۔

وہ لیپ ٹاپ کھول کر کام میں دوبارہ مصروف ہوا۔۔کچھ لمحے گزرے تھے کہ دروازہ کھلا اور دبے پاؤں گلابی شلوار قمیض میں اس کی چھوٹی سی امرحہ حاضر ہوئی۔۔

بابا۔۔"وہ معصومیت سے گویا ہوتی والد کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی مگر" لہجہ نہایت افسردہ تھا۔۔

میرا شہزادہ۔۔!سوئے کیوں نہیں آپ ابھی تک۔۔؟"وہ امرحہ کو آتا دیکھ" سوال کر گیا جبکہ وہ بنا جواب دیے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کے صوفے کے قریب پہنچی۔۔

والد نے اس کے قریب آتے ہی لیپ ٹاپ پھر سے بند کر کے صوفے پر رکھا اور امرحہ کو گود میں بٹھایا۔۔

آپ کو کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر آرام کرنا ہوتا ہے ناں۔۔ کیا"
"آپ کو صبح سکول نہیں جانا۔۔؟

وہ پھر مدھم آواز میں کہتا سوال کر گیا اسی دوران اسکی زوجہ بھی ٹرے میں دو کافی کے مگ لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

امرحہ آپ سوئے نہیں؟" وہ جھک کر مگ صوفے کے روبرو ٹیبل پر رکھتی اپنی" بیٹی سے سوال کر گئی۔۔

"!مجھے بابا کے پاس رہنا ہے۔۔"
وہ والد کے بازو سے لپٹتے بولی، اس کی حرکت پر علی پیار برساتا اسکے سر پر بوسہ دے گیا جبکہ عالیہ مدھم مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی اپنا مگ لیے بستر کی جانب پلٹی۔۔

"ویسے آپ کی بات تو ٹھیک ہے۔۔ آج کل بابا اتنے بزی ہو گئے ہیں کہ اپنی امرحہ کو ٹائم ہی نہیں دے پا رہے۔۔" وہ اپنی بیٹی کو اپنے قریب کیے مخاطب کر گیا۔۔

"مگر مجھے تو وجہ کچھ اور بھی لگتی ہے! آپ بتائیں آپ کچھ اداس لگ رہے ہو، آپ کا موڈ کیوں خراب ہے۔۔؟" وہ امرحہ کی خاموشی پر سوال کرتا اس کا چہرہ اپنی جانب اوپر اٹھا گیا۔۔

"بابا وہ عرفان۔۔" وہ کہتے کہتے رکی۔۔

"عرفان تو بہت اچھا بچہ ہے وہ بھلا کیا کہے گا۔۔" بستر پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر نگاہیں مرکوز کیے عالیہ نے مصروفانہ لہجے میں جملہ ادا کیا۔۔

ایک سیکنڈ، تم عرفان کی سائیڈ مت لو۔۔یہ تو امرحہ بتائے گی کہ اسنے کیا کیا" ہے۔۔" علی نے فوراً کہا۔۔

وہ اسکول میں فاطمہ کے ساتھ جاتا ہے باباوراس کے ساتھ رہتا ہے۔۔اس نے" کہا کہ تم اکیلی ہو تمھارے ساتھ کوئی اسکول نہیں آتا۔۔"وہ روتی سی صورت بنا کر والد کو اپنی روداد سنانے لگی۔۔

اس کی اتنی مجال۔۔؟"والد نے بناوٹی انداز میں دانت بھینچے جس پر عالیہ بھی" مدھم مسکراتی پھر نفی میں سر ہلا گئی۔۔

آپ ان سے کہتی ناں کہ میں پرنسس ہوں اور پرنسس اکیلے پروٹوکول میں" ہی اچھی لگتی ہے۔۔!" عالیہ نے کہا۔۔

نہیں ! مجھے اکیلا نہیں رہنا۔۔"امرحہ والدین کے بناوٹی انداز اور ان کے " چہروں پر مسکراہٹ کو دیکھتے برہمی سے غرائی۔۔

تو آپ ہمیں بتادیں آپ کے کسی فرینڈ کو سکول جاتے ہوئے پک کر لیا کریں " گے پھر آپ اکیلی نہیں رہیں گی۔۔" علی نے اسے تجویز پیش کی۔۔

صرف اسکول جاتے ہوئے نہیں، فاطمہ تو ہر وقت عرفان کے ساتھ رہتی ہے " "گھر پر بھی۔۔ مگر ہم تو یہاں بھی اکیلے ہوتے ہیں۔۔
امرحہ نے دلیل پیش کرتے والد کی تجویز کو یک سر مسترد کر دیا۔۔اس کا والد حیران تھا کہ کس طرح اسکی بیٹی اتنی چھوٹی سی عمر میں اسے دلائل پیش کرتے لاجواب کر رہی ہے۔۔

میرا بچہ وہ اس لیے عرفان کے ساتھ رہتی ہیں کیونکہ وہ عرفان کی چھوٹی بہن " ہیں۔۔" وہ امرحہ کا چہرہ ہاتھ میں لیے نرمی سے گویا ہوا۔۔

"تو پھر مجھے بھی ایک ایسا چھوٹا بھائی لا کر دیں۔۔" وہ فوراً بولی جسکا جملہ سنتے کمرے میں موجود اسکے والدین مزید حیرت زدہ ہوئے بستر پر بیٹھی عالیہ بھی اپنا کام روکے ساکت آنکھیں باہر کو نکال گئی۔۔

"مجھے نہیں پتہ مجھے بھائی لا کر دیں۔۔" کمرے میں اسکے جملے کے سبب گہری خاموشی کو وہ اپنے اگلے جملے سے ختم کرتی پھر بولی۔۔

"وٹ۔۔؟" حیرت سے نکل کر عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالتے اسکے جملے پر اپنے انداز سے ناگواریت ظاہر کی۔۔

"تو آپ کو بھائی چاہیے۔۔؟" وہ مسکرایا اسے اب اس موضوع میں دلچسپی محسوس ہونے لگی۔۔

مجھے بھائی چاہیے جو سکول میں بھی ساتھ رہے اور یہاں بھی۔۔" وہ پھر بولی" اسکے جملے والدہ پر پھر ناگوار گزرے ساتھ ہی اسکا والد مسکراہٹ دبائے ہوئے اس کی بات بھرپور توجہ سے سن رہا کر لطف اٹھا رہا تھا۔۔

میرا بچہ آپ کو بھائی ضرور ملے گا مگر اس کے لیے آپ کو اپنی ماما کو منانا" ہو گا۔۔" وہ ایک نظر عالیہ کو لیپ ٹاپ پر کام کرتے دیکھ کر امرحہ کا چہرہ تھامے بولا۔۔

علی کا جملہ اسکی زوجہ کے دل پر جلتی پہ تیل کا کام کر گیا وہ نظریں فوراً لیپ ٹاپ سے ہٹا کر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

علی یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟" وہ فوراً کام روکے گویا ہوئی، اس کے جملے پر" امرحہ اس کی جانب متوجہ ہوتی صوفے سے اتر کر بستر کی جانب بڑھی۔۔

ماماماں جائیں ناں پلیز۔۔"وہ معصوم سا چہرہ بنائے مخاطب تھی۔۔"

امرحہ اپنے کمرے میں جاؤ آپ کو صبح سکول بھی جانا ہے۔۔"عالیہ نے سرد" لہجے میں کہا جبکہ علی صوفے پر بیٹھا کافی کا مگ عنابی لبوں سے لگائے ان کا مکالمہ گہری دلچسپی سے سن رہا تھا۔۔

"ماما پلیز۔۔"

امرحہ میں نے کہا اپنے کمرے میں جاؤ۔۔"اس نے امرحہ کا جملہ فوراً کاٹ کر" سخت لہجے میں کہا۔۔

میرا بچہ ابھی اپنے روم میں جائیں، میں آتا ہوں آپ کے پاس تھوڑی دیر" میں۔۔"والد نے عالیہ کا لہجہ سخت پا کر امرحہ کو نرمی سے سمجھایا وہ اثبات میں سر ہلا کر چہرے پر مایوسی لیے کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

امرحہ کے جاتے ہی وہ اگلے لمحے صوفے سے اٹھا۔۔

تمھیں کوئی ضرورت نہیں وہاں جانے کی۔۔"اسے کھڑا ہوتا دیکھ عالیہ نے" سرد لہجہ استعمال کرتے فوراً روکا، جسے سن کر وہ مسکرایا اور بستر کی جانب قدم بڑھا گیا۔۔

اس نے اتنے پیار سے ایک خواہش ظاہر کی۔۔اس بات پر اتنا برہم ہونے کی" وجہ سمجھ نہیں آئی مجھے۔۔"وہ بستر پر اس کے قریب بیٹھ کر گویا ہوا۔۔

یہ تم اسے کیا سکھا رہے ہو۔۔؟"اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے ماتھے پر بل ظاہر" کیے۔۔

"یہی کہ اپنی مام سے ریکوئسٹ کیسے کرتے ہیں۔۔" وہ اسکے بالوں سے نکلتا لٹ کان کے کے پیچھے کرتا خماری سا گویا ہوا۔۔

"اسے سمجھانے کے بجائے اسکی بات کو ہوا دے رہے تھے تم۔۔" مقابل کے لہجے میں اب بھی برہمی اور ماتھے پر بل برقرار تھے۔۔

"تو اسنے کچھ غلط تھوڑی کہا ہے۔۔ تمھیں ہماری چھوٹی چھوٹی خواہشات کا خیال رکھنا چاہیے آخر ہم دونوں تمھارے ہی رحم و کرم پر ہیں۔۔" وہ مدھم آواز میں نرمی سے بولا۔۔

"زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے، بات تم نے غلط ہی کی ہے۔۔ ایکسپٹ اٹ!"

یعنی تمھیں ہم دونوں سے محبت نہیں۔۔؟" وہ چہرہ اس سے کچھ دور کرتا لہجہ سرد کر گیا۔۔

"یہ تمھاری ہر آرگومنٹ میں محبت کہاں سے آجاتی ہے؟کوئی دلیل نہ ہو تو گفتگو میں ایموشنل کارڈ پھینک دو۔۔اچھا طریقہ ہے۔۔" وہ برہم ہونے کے ساتھ ساتھ متعجب بھی ہوئی اس کے انداز پر مقابل نے بمشکل اپنی ہنسی کو روکا تھا۔۔

وہ اسے مسکراہٹ دبانے کی جتن کرتے دیکھ کر چہرہ پھیر گئی۔۔

"اچھے سے واقف ہو گئی ہو تم۔۔پھر یہ بھی جان چکی ہو گی کہ اگر میں کچھ ٹھان لوں تو وہ ہر صورت کر گزرتا ہوں،علی شاہ کی ضد کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔۔" وہ اپنے بھاری ہاتھ سے اسکا چہرہ اپنی جانب کرتا پھر سے اسکے قریب ہو کر سرگوشی نما بولا۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا، تم زبردستی کرو گے۔۔؟"اس نے آنکھیں سکیڑ کر پھر ماتھے پر بل ظاہر کیے۔۔

"ہممممم اگر تم مجھ سے دور رہی تو ہاں۔۔ کروں گا زبردستی۔۔"
وہ بے فکری سے کندھے اچکا کر شوخ سا لہجہ اپنا گیا۔۔
اسکا جملہ عالیہ کے چہرے پر تاثرات کو سرد کر گیا وہ آنکھیں پھیر گئی، گویا اس کے پاس اس لمحے کوئی دلیل یا جواب ذہن میں موجود نہ تھا۔۔

"تم گھبرا رہی ہو۔۔؟"

مم۔میں کیوں گھبراؤں گی۔۔؟ کیا لگتا ہے ڈرتی ہوں تم سے۔۔؟"وہ فوراً" نظریں علی پر ٹھہرا کر بولی۔۔
اسکے ماتھے پر بل اب بھی موجود تھے اسکے سوال پر علی نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا، وہ بڑی محویت سے اپنی زوجہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

مسٹر شاہ! کسی غلط فہمی میں مت رہنا۔۔" وہ اسکی ٹی شرٹ کا کالر مٹھی میں " بھینچ کر اسے اپنے قریب کرتی بولی ساری دنیا میں علی شاہ کے کالر تک پہنچنے کا اختیار بھی صرف اسی کو حاصل تھا۔۔

تمھارے ضدوں کے آگے اگر کسی کی نہیں چلتی تو مجھے بھی کم مت سمجھنا۔!"
"تمھیں لوہے کے چنے چبوا سکتی ہوں۔۔
وہ اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر دوٹوک انداز میں بولی جس پر مقابل کے عنابی لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ سجی، یہ لمحہ دونوں کے درمیان کس قدر حسین تھا وہ دونوں اس بات سے واقف ہی نہیں تھے۔۔

سچ کہوں تو میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ چنے چبوا دو تم۔۔"اس نے اپنی زوجہ کے " نچلے لب پر انگوٹھا پھیرتے ذو معنی انداز میں کہا۔۔

فلحال تو مجھ سے دور ہٹو۔۔بیہودہ آدمی!"اپنے کالر تھامے ہاتھ سے اسے پیچھے" دھکیل کر دور کرتی بستر سے سرعت میں اٹھی۔۔

وہ قہقہہ لگاتے پچھلے ہو کر کچھ سنبھلا جبکہ عالیہ سائیڈ ٹیبل سے اپنا مگ اور صوفے کے قریب ٹیبل پر موجود اسکی کافی کا مگ اٹھاتی کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

یاد رکھنا بہت جلد اپنی بیٹی کی خواہش پوری کروں گا میں۔۔"وہ اسے باور کراتا" کچھ بلند آواز سے کہہ کر مخاطب کر گیا جسے سن کر وہ گردن گھمائے ایک لمحے کو پلٹ کر اسی کی جانب دیکھتے کمرے سے نکلی مگر کوئی جوابی وار نہ کیا۔۔

-----------سونی رائٹس-----------

رات گہری ہو چکی تھی مگر وہ اپنے کمرے میں بستر پر سیدھا لیٹا سر کے نیچے ہتھیلیاں ٹکائے اپنے کمرے کے وسط میں نصب فانوس کی جانب دیکھ رہا تھا اس کے کمرے میں مدھم روشنی تھی اور ظاہر تھا کہ اسے نیند نہیں آرہی تھی وہ عالیہ

کو اپنی جانب مائل کرنے کے نت نئے طریقے ذہن میں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

آج گاڑی کے سفر کو ذہن میں لاتے اسکے لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی عجب خوشی اور امید اسکے دل میں جگہ بنا رہی تھی۔۔

"تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔؟"
میری زندگی کی واحد سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ تمھیں حاصل کر لوں۔۔" اس کے ذہن میں اپنا اور عالیہ کا خیالی مکالمہ بھی لہراتا اسکی بازگشت کا حصہ بنا۔۔

ہمم ساؤنڈس انٹریسٹنگ ! پھر اس کے لیے تو تمھیں میرے پیرنٹس سے بات کرنی ہو گی۔۔"
فہاد کے ذہن میں یہ جملہ آتے ہی اسکی مسکراہٹ سمٹنے لگی۔۔

"کیا لگتا ہے تمھیں؟ میری ماں کو مارنے کے بعد بھی میں تم سے شادی کروں گی۔۔؟" وہ خیالی جملہ اسکے خیال میں پھر سے تازہ ہوتا اسکی سانسیں اٹکانے لگا، وہ فوراً بستر سے اٹھ بیٹھا۔۔
نہ جانے کیوں یہ جملہ اسکا سارا سکون پل میں ختم کرتے اسے بےچین فکر منداور شدید پریشانی میں مبتلا کر گیا۔۔

اس نے فوراً سائیڈ پر کی جانب دیکھا اور اپنا موبائل اٹھا کر اس پر نمبر تلاش کرنے لگا۔۔

"مجھے ثبوت مٹانے ہوں گے۔۔" وہ خود سے کچھ جنونیت سے بھرے انداز میں مخاطب تھا نظریں موبائل پر جمی تھیں، انگشت لرزاں میں مسلسل حرکت تھی آخر کار اسے نمبر ملا اور اس نے کال لگا کر موبائل کان کے قریب کیا۔۔

حقانی ہاؤس میں مقیم وہ اپنے کمرے میں لکڑی کی کرسی پر بیٹھا سفید شرٹ پر سرخ ڈھیلی ٹائی باندھے آستینیں کلائی تک چڑھائے سگریٹ نوشی میں مصروف کسی گہری فکر میں مبتلا تھا کہ اسی دوران جینز کی پینٹ میں بجتے موبائل پر اسکی توجہ مبذول ہوئی۔۔

"سب خیریت ہے۔۔؟"
وہ موبائل نکال کر کال اٹینڈ کرتا کان سے لگا کر گویا ہوا۔۔

جیری تمھیں میں نے ایک کام دیا تھا، کیا ہوا اسکا۔۔؟" وہ کچھ اجلت میں جواباً" بولا۔۔

کام تو مجھے کئی سارے دیے ہیں، آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔"حمزہ نے" سگریٹ کا کش لگاتے طنزیہ انداز میں کہا۔۔

"وہ لوگ جو مس خانم کی موت کے زمہ دار ہیں کیا تم نے انہیں ڈھونڈ لیا۔۔؟"

"نہیں! مگر تلاش جاری ہے۔۔"

کس چیز کا انتظار کر رہے ہو تم؟انہیں ڈھونڈ کر فوراً ختم کرو۔۔" فہاد نے طیش" میں کہا۔۔

ہاں ٹھیک ہے ہادی آپ فکر نہ کریں ہم اسی کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔۔""
وہ بڑی بیزاری سے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"جلدی کرنا ہو گا یہ تمھیں۔۔"

جلدی یعنی۔۔؟"اس نے فہاد کے جملے پر بھنویں اچکائے۔۔"

یعنی اسی ہفتے میں یہ کام کرنا ہوگا۔۔ان کی تلاش پر جتنا خرچہ ہوتا ہے کردو مگر"
"اس کیس کے سارے ثبوت جلد از جلد ختم کرنے ہوں گے تمھیں۔۔

فہاد نے اسے پریشان کن لہجے میں وضاحت دی اسکا لہجہ اور جملہ حمزہ کو بھی سوچ میں مبتلا کر گیا وہ اپنی پشت کرسی سے الگ کرتا ماتھے پر بل ڈال کر اسکے جملوں پر متوجہ ہوا۔۔

اچھا میں سمجھ گیا آپ فکر مند نہ ہوں، ہم ایسا ہی کریں گے۔۔"اس نے" سنجیدگی سے کہتے فہاد کو یقین دلایا اسے فہاد کی پریشان کن لہجے سے اندازہ ہوا کہ معمالات سیدھے نہیں ہیں ضرور خطرہ منڈلا رہا ہے اور اسکا حل یہی ہے کہ فہاد کی بات پر عمل کرتے تمام ثبوتوں کو تلاش کر کے اپنے دسترس میں لایا جائے۔۔

ایک جانب اسی ثبوتوں کی تلاش فہیم اور علی شاہ بھی جاری رکھے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف اب فہاد اور حمزہ بھی اپنی سرگرمی کو مزید تیز کرنے لگے ہیں۔۔

اب سوال یہ تھا کہ آخر وہ مجرم پہلے کس کے ہاتھ لگیں گے اور کیا وہ ان کے ہاتھ آ بھی پائیں گے یا یہ محض ان دونوں حریفوں کی خام خیالی ہے۔۔

۔

۔

شام ڈھلنے کو تھی۔

کھلی فضا میں پرندے اب اپنے اپنے آشیانوں کی راہ لے چکے تھے، جیسے دن کی تھکن اتارنے وہ بھی پناہ ڈھونڈنے نکلے ہوں۔ سورج کی آخری کرنیں افق پر بکھرتی، ہر منظر کو نرم سنہری رنگ میں رنگ رہی تھیں۔ ایسے میں وہ آفس کا کام نمٹا کر حسبِ معمول شاہ انڈسٹریز کے ایونٹ ہال کا رخ کر گئی، جہاں ایک ہفتے سے روزانہ کی طرح تقریب کی تیاریوں کا جائزہ لینا اُس کی ذمہ داری تھی۔

سفید اور نیلے امتزاجی رنگ کا آفس سوٹ، پیچھے بندھے بال، ایک ہاتھ میں فائل اور دوسرے میں کلچ لیے جب وہ اندر داخل ہوئی تو ہال میں ہلچل سی مچ گئی۔ اُس کی آمد کا مطلب تھا کہ کام کی رفتار میں تیزی اور ہر آنکھ کی توجہ صرف اُس پر۔

یہ ہال نہ صرف کشادہ تھا بلکہ اس وقت سو سے زائد افراد کی موجودگی سے پُر رونق بھی۔ ہر کوئی اپنی ذمہ داری کو نبھانے میں مصروف تھا۔ بینش، جو فائل کھولے کچھ سامان چیک کر رہی تھی، ایک ملازم کے اشارے پر دروازے کی جانب گردن موڑے پلٹی تو ایک باوقار اور پراعتماد چال کے ساتھ عالیہ کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔

"گڈ ایوننگ!"

بینش نے فائل بند کرتے ہوئے مسکرا کر اُس کی جانب پیش قدمی کی۔

"گڈ ایوننگ بینش، تیاریاں کہاں تک پہنچیں؟" عالیہ نے چاروں اطراف میں نظریں دوڑائیں۔

"بس، آخری مراحل باقی ہیں۔"

"وقت کم ہے بینش، نکاح میں صرف چند گھنٹے باقی ہیں۔"

"تقریباً ایک دن ہے، بے فکر رہو۔"

ویسے، تم نے مجھے ایک ہفتے کے خرچوں اور کام کی بریف دینی تھی آج، یاد ہے؟" اس نے بینش سے سوال کیا۔

ہاں بالکل، میں ابھی فائل لے کر آتی ہوں۔" بینش کہہ کر فوراً پلٹتی روانہ ہو گئی۔

عالیہ نے ارد گرد نظریں گھما کر ایک پر سکون کونا چنا، جہاں وہ کئی کرسیوں میں ایک کا انتخاب کرتے اس پر براجمان ہوئی۔ فائل اور کلچ ٹیبل پر رکھ کر موبائل نکالا اور بینش کے لوٹنے کا انتظار کرنے لگی۔۔

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ایک شفاف کانچ کے گلاس میں ٹھنڈا پانی تھامے ایک ہاتھ اُس کی جانب بڑھا۔ وہ چونکی، گلاس تھامتے ہوئے فوراً بولی:

"تھینک یو، مجھے واقعی اس کی ضرورت۔"

جیسے ہی اُس نے نظر اٹھائی، جملہ ادھورا رہ گیا۔ سامنے فہاد کھڑا تھا، مہرون شرٹ اور سیاہ پینٹ میں، آستینیں کلائیوں تک چڑھی ہوئی، چہرے پر نرمی اور لبوں پر مدھم مسکراہٹ۔۔

"جانتا تھا، ضرورت ہوگی۔"

جی، شکریہ۔" عالیہ نے رسمی انداز اپنایا، مگر دل کی دھڑکن لمحہ بھر کو بے ترتیب" ہوئی۔

اُس کا گمان تھا شاید یہ پانی بینش لائی ہو، مگر حقیقت بر عکس تھی۔ پانی کے کچھ گھونٹ حلق میں اتارنے کے بعد گلاس میز پر رکھتے ہی اُس نے پھر فہاد کو دیکھا، جو اُسی پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

اہم... کیسے ہیں آپ؟" وہ تھوڑا الجھ کر کھڑی ہوئی۔"

" بالکل ٹھیک، آج شاید آپ کو دیر ہو گئی۔"
"جی، ایک ضروری میٹنگ تھی۔"

وہ سرد لہجے میں جواباً بولی اسی لمحے فہاد کی نظر ہال کے داخلی راہ پر پڑی، جہاں سے زاہد حقانی اپنے باڈی گارڈ سمیت داخل ہو رہا تھا۔ عالیہ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور اُس کی پیشانی پر بل اُبھرے۔ وہ شخص، جسے اُس نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، یہاں کیسے آ پہنچا؟

آنکل؟آپ یہاں؟" فہاد نے تعجب سے اسے دیکھ کر کہا یہ جملہ سن کر عالیہ "
بھی ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"تم ہی نے کہا تھا کہ میں ہال میں ہوں، تو سوچا تم سے ملاقات کرلوں۔"
اچھا کیا۔"وہ رسماً سا مسکرایا۔۔"

"لیکن تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"
زاہد نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں، ہال کی صورتحال دیکھتے سوال داغا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے، ملازمت؟"
فہاد کا طنزیہ لہجہ سن کر عالیہ نے چونکتے اُس کی جانب دیکھا۔

اپنی بہن کی شادی کی تیاریاں کر رہا ہوں۔" اس نے عالیہ کی خود پر پڑتی نگاہوں" کے جواب میں زاہد کو وضاحت دی۔۔

"ہاں، شادی۔۔۔ معلوم ہے۔"

"بہر حال، ان سے ملیے۔۔۔"
وہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوا، جو خاموشی سے کھڑی تھی۔

"یہ عالیہ زما۔۔۔"
"! عالیہ شاہ"
عالیہ نے تیزی سے تصیح کی۔

جی، عالیہ شاہ۔۔ شاہ صاحب کی وائف۔۔" فہاد نے اپنا جملہ درست کرتے" مکمل کیا اور عالیہ کا تعارف کروایا۔۔

"!وائف"

زاہد کے لبوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ ابھری۔اُس نے فہاد کو ایسے دیکھا جیسے وہ سچ جان چکا ہو۔اُس لڑکی کو دیکھ کر اب وہ سمجھ چکا تھا کہ فہاد کی دیوانگی کی بنیاد کیا ہے۔

"تو آپ ہیں وہ۔۔۔"

زاہد کچھ کہتے کہتے رکا۔

وہ کون ؟" عالیہ کی سوالیہ نظروں نے ماحول میں تناؤ بڑھا دیا۔"

جن کی بہت تعریفیں سنی ہیں میں نے۔۔ہادی سے۔"اس نے بے لحاظ سا" ہوتے فہاد کی جانب معنی خیز نظروں سے دیکھ کر عالیہ کو مخاطب کیا۔۔

ہمم، نائس ٹو میٹ یو مسٹر؟" اسے زاہد کا جملہ کوئی خاص سمجھ نہ آیا تھا وہ اپنے " جملے کے اختتام فہاد کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"یہ زاہد حقانی ہیں، میرے آنکل۔"

"! نائس میٹنگ یو، زاہد آنکل"
عالیہ نے رسمی سا مسکرا کر کہا اور اسکے آخری الفاظ پر زاہد کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔

"ہادی؟"
اسی لمحے ایک نسوانی آواز نے ماحول کو جیسے چیر ڈالا۔

"ہادی، تم یہاں ہو؟"

اس نے ہال میں مکمل داخل ہوتے فہاد کی جانب قدم بڑھا کر پھر مخاطب کیا جسے سنتے فہاد کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا کیونکہ وہ آواز فریحہ کی تھی۔

وہ گھبراہٹ چھپاتے ہوئے پلٹا۔

دروازے پر کھڑی فریحہ کے چہرے پر شکوہ نمایاں تھا۔ پینٹ شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے، سیاہ بال شانوں پر بکھرے، ہلکی گلابی لپ اسٹک اور تیز نظریں، جو سیدھا فہاد کے چہرے سے اس کے اندر تک اسے جھانک رہی تھیں۔

"ایک ہفتے سے تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے ہے؟"
اُس کے لہجے میں محبت کم اور گلہ زیادہ تھا۔

فہاد نے پلکیں جھپکیں، جیسے کوئی مناسب جواب ڈھونڈ رہا ہو۔
"تمھیں کیسے پتا چلا میں یہاں ہوں؟"

تمھاری گاڑی باہر کھڑی ہے، ہادی۔۔"وہ دو قدم آگے بڑھی۔"

"میری گاڑی؟"

فہاد کی نظریں غیر ارادی طور پر زاہد کی جانب مڑیں، جواب ہونٹوں پر دبکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔۔

"ویسے عالیہ، تم بھی ہادی کے ساتھ آئی ہو؟"

فریحہ نے اس بار عالیہ کی طرف دیکھا۔۔

اسی دوران فریحہ کی توجہ عالیہ کی جانب دیکھ کر موقع کا فائدہ اٹھاتے فہاد نے زاہد کو صورتحال سنبھالنے اور مدد کرنے کا اشارہ کیا گویا اس وقت زاہد اسکا واحد سہارا ہو۔۔

"نہیں، میں اپنی گاڑی میں آئی ہوں۔"

عالیہ نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔اُس کی آواز میں غیر محسوس سی اجنبیت تھی، جیسے وہ اس وقت فریحہ کو ہر گز خوش آمدید نہیں کہنا چاہتی۔۔

"گڈ۔۔۔وہ کیا ہے ناں، ہادی پر صرف میرا۔۔"

"فریحہ، تم مجھ سے ملی نہیں؟"

زاہد نے نرمی سے مداخلت کی، موقع بھانپ کر فوراً گفتگو کا رخ بدلا۔فہاد نے شکر کا سانس لیا۔

"سوری آنکل، کیسے ہیں آپ اور کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

فریحہ نے مسکرا کر جواب دیا، مگر اُس کی توجہ اب بھی فہاد پر جمی ہوئی تھی۔

"یہاں شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں، میشل کی۔۔"

عالیہ نے آگے بڑھ کر بات کاٹ دی، اُس کی آواز میں چبھتا ہوا وقار تھا۔ اُسے یہ سب وقت ضائع کرنے والا تماشا لگ رہا تھا، ایک ایسا منظر جو اُس کی توقعات سے بہت مختلف تھا۔۔

"ریئلی؟ ہادی، تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔۔۔"
فریحہ نے ہنوز شکوہ سناتے ہوئے کہا۔

"سب بتاؤں گا۔۔"
فہاد کی آواز مدھم تھی، جیسے وہ خود بھی اس صورتحال کا جلد اختتام چاہتا تھا کیونکہ وہ واقف تھا کہ اگر زیادہ دیر فریحہ اور عالیہ اس کی موجودگی میں ایک دوسرے کے سامنے رہے تو اس کے کئی پول کھل کر اسے بری طرح پھنسا سکتے ہیں۔۔

"مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔"

زاہد نے فوراً اپنے انداز سے ایک بار پھر ماحول کو مزید بگڑنے سے بچانے کے لیے بہانہ بنایا۔

"فریحہ، تم بھی چلو گی ساتھ؟"

وہ اگلے جملے میں پوچھ کر آگے بڑھا۔ فریحہ نے فہاد کی جانب دیکھا، اُس کی آنکھوں میں سوال تھے، لیکن فہاد کی خاموش نظروں میں فلحال اسکے لئے کچھ نہ تھا۔۔

"ٹھیک ہے چلتے ہیں۔۔"

فہاد کا بے تاثر چہرہ پا کر اُس نے آہستہ سے سر ہلایا۔

"میں کال کروں گی تمہیں۔۔ پک کر لینا۔۔"

اس نے نرمی سے آگے بڑھ کر فہاد کے گال پر ہاتھ رکھ دیا، جیسے کوئی دعویٰ کر رہی ہو۔ اُس لمس میں اپنائیت کم، اعلان زیادہ تھا۔۔ جبکہ عالیہ نے ساکت اور

حیرت بھری نگاہوں سے اُس منظر کو دیکھا، پلکیں ساکن بھنویں اٹھی ہوئی کچھ عجب سی حیرت اس نے فریحہ کی حرکت پر ظاہر کی۔۔

اپنا جملہ ادا کرتے فہاد کا جواب سنے بغیر وہ زاہد کے ساتھ ہال سے روانہ ہوئی، فہاد نے آہستہ سے دانت پیسے، لب بھینچ لیے۔ وہ جانتا تھا، عالیہ کو فریحہ کی یہ حرکت کیسی لگی ہو گی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ دیر گزری، فریحہ اور زاہد کے جانے کے بعد تمام افراد دوبارہ تیاریوں میں مصروف ہو چکے تھے۔ نکاح کی تقریب کی تیاری آخری مراحل میں تھی۔ عالیہ اب بینش کے قریب کھڑی، کام کی تفصیل دے رہی تھی۔

چلو اچھا ہے، تقریباً سارا کام مکمل ہو گیا۔" عالیہ نے ہاتھ میں موجود فائلز بینش " کو تھماتے ہوئے سکون کا سانس لیا۔

"ہاں، بس تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ باقی فائنل ٹچ ہم کل صبح دیں گے۔"

بس یہ دیکھ لینا کہ ورکرز کل وقت پر آجائیں، کل کا دن بہت اہم ہے۔" عالیہ " نے ہدایت کی۔۔

میں سب کو اطلاع دے دوں گی۔ بلکہ خود بھی صبح جلدی آجاؤں گی، آفس " نہیں جاؤں گی۔" بینش نے جواباً کہا۔۔

اوکے، تو میں اب علی کو کال کر کے کہتی ہوں آگر آفس میں ہو تو آجائے، اسے " "سب کچھ دکھا کر پھر اس کے ساتھ گھر کیلئے نکل جاؤں گی۔

اس نے موبائل کی اسکرین پر وقت دیکھتے ہوئے بینش سے مخاطب ہو کر کہا جس پر جواب میں بینش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

دوسری جانب، فہاد کام میں مصروف ہونے کے باوجود وقفے وقفے سے عالیہ کو دیکھ رہا تھا، جیسے عالیہ کی موجودگی ہی اسے سکون دے رہی ہو۔

بینش سے گفتگو کے اختتام پر عالیہ وہاں سے ہال کے ایک گوشے میں موجود ستون کے قریب قدم بڑھاتے پہنچی۔۔ وہ چہرے سے پر سکون سی دکھائی دے رہی تھی، مگر اندرونی طور پر سارا دن کی تھکن اور سوچوں کا بوجھ لیے علی کو کال کرنے لگی۔ موبائل اسکرین پر نظریں جمائے، انگلیاں بے چینی سے نمبرز پر چلتی جا رہی تھیں۔۔

اسی دوران، ایک ورکر جو اسی ستون سے جڑی ایکسٹنشن لیڈر پر کھڑا اپر دہ فٹ کر رہا تھا، کام مکمل ہوتے ہی نیچے اترنے لگا۔ اس کی عدم توجہ سے لیڈر تھوڑی دیر میں لڑکھڑاتے ہوئے اب آہستہ آہستہ کھسکنے لگی۔۔

فہاد، جو کئی لمحوں سے چپ چاپ عالیہ کو دیکھ رہا تھا، اس اچانک حرکت پر چونکا۔ اس کی نگاہ فوراً لیڈر پر گئی، جو توازن کھو چکی تھی اور اب آہستہ آہستہ عالیہ کی جانب جھک رہی تھی۔

"عالیہ!"
ایک بے اختیار پکار کے ساتھ وہ جھٹ سے دوڑا۔

عالیہ جو موبائل پر مصروف تھی، اس آواز پر چونکی بھی نہ تھی کہ ایک لمحے میں فہاد کا بازو اس کے کمر کے گرد لپٹا اور اسے اپنی طرف کھینچ کر اسے لیڈر سے پیچھے کیا ساتھ ہی دوسرا ہاتھ فوراً بلند کرتے لیڈر کے وزن کو تھام لیا۔

وزن بہت زیادہ تھا، لیکن اس وقت نہ فہاد کو درد کا احساس ہوا نہ بوجھ کا، بس یہی جانتا تھا کہ عالیہ کو کچھ نہ ہو۔۔ وہ اس کے اتنے قریب تھا کہ سانس کی حدت بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اس کے خوبصورت چہرے کو وہ ساکت بے حد قریب سے دیکھتا ہر چیز گویا فراموش کر چکا تھا اسکی دھڑکنیں بھی مدھم ہوئی، روح بھی گویا اس سے پیچھے چھوٹ چکی ہو۔۔

ایک لمحے کے لیے سب رک سا گیا۔ بچاؤ کے دوران فہاد کی کلائی لیڈر کے نوکیلے کنارے سے ٹکرائی، جس سے اس کی جلد پھٹ گئی تھی۔

وہ لمحے بھر میں عالیہ کو تو حادثے سے بچا چکا تھا مگر خود کی کلائی بری طرح زخمی کرا بیٹھا تھا اس کے باوجود فہاد کے چہرے پر تکلیف کی زرا برابر جھلک نہ تھی بس نظروں میں اسکا عکس، سرخ چہرہ، ماتھے پر بھرپور توجہ کے باعث شکن، گردن

پر ابھرتی رگیں اور کلائی سے بہتا خون، اس کی موجودہ حالت میں مقابل کے لیے بھرپور محبت تھی۔۔

عالیہ، جو ابھی بھی اس جھٹکے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، جب فہاد کی زخمی خون آلود کلائی پر نظر پڑی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

فہاد!" وہ بے ساختہ اس کی کلائی دیکھ کر چیخی۔۔"

اس کی آواز پر فہاد نے چونک کر لیڈر کو ایک طرف پھینکا اور عالیہ کو سیدھا کیا جبکہ عالیہ نے فکر میں بے ساختہ اس کلائی کو دونوں ہاتھوں سے تھاما جس سے خون بہہ رہا تھا۔
خون اس کی ہتھیلی اور انگلیوں سے بہتا ہوا اب عالیہ کے ہاتھوں تک آ چکا تھا۔۔

آپ کو تو بہت گہری چوٹ آئی ہے!" عالیہ اسکی کلائی تھام کر اسے تکتے " گھبراہٹ میں بولی، لیڈر کے گرنے کی آواز اور عالیہ کی پکار پر ہال میں موجود تمام افراد ان کی جانب لپکے۔۔

فرسٹ ایڈ باکس لاؤ! جلدی!" وہ ورکرز کو پکارنے لگی۔"

فہاد بدستور بے نیازی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عالیہ کے ہاتھوں میں اپنی کلائی کو محسوس کرنا، اس کے لیے کسی خواب سے کم نہ تھا۔ وہ اسکے لمس میں اپنے زخم کی تکلیف بھول چکا تھا۔

اسکی پکار پر پہنچتے ورکرز اب فہاد کی کلائی تھامتے خون روکنے کی کوشش کرنے لگے کسی نے رومال، کسی نے ٹی شرٹ سے کپڑا اپھاڑ کر خون صاف کرنا شروع کیا۔

نرس کہاں ہے؟ کسی کو بلاؤ فوراً!" عالیہ مزید پریشان ہو کر بولی۔"

فکر نہ کریں۔۔" فہاد آخر کار نرم لہجے میں گویا ہوا۔"

کیسے نہ ہوں؟ آپ نے مجھے بچاتے ہوئے خود کو زخمی کر لیا!" وہ اب بھی اس" کی زخمی کلائی کو دیکھ کر اسی فکر میں بولی۔

"اٹس اوکے، یہ کوئی بڑی بات نہیں۔"
پھر، ایک لمحے کی خاموشی کے بعد، وہ مزید بولا۔۔
"آپ کو بچانے کی خاطر تو میں کئی سو چوٹیں کھا سکتا ہوں۔"

وہ جملہ سنتے ہی عالیہ کے چہرے پر رنگ بدل گئے، وہ بری طرح چونکی، لمحے بھر میں پیروں تلے زمین سے کھسکی، دل میں ایک جھٹکا سا محسوس ہوا، اس کی بے یقین سی نظریں فہاد پر جم گئیں۔ یہ انداز، یہ بات، یہ جذبہ، یہ سب تو کچھ اور ہی تھا۔۔

اسے فہاد کا جملہ ذو معنی لگا، فہاد کے لہجے کا مفہوم اس کے دل میں ایک ناگوار سا احساس چھوڑ گیا۔اسے لگا جیسے فہاد سب کچھ غلط سمجھ رہا ہے۔

عالیہ نے اسکے اس جملے پر بہت کچھ کہنا چاہتی تھی، مگر کہہ نہ سکی بس اسے سرد نگاہوں سے دیکھتی رہی۔اتنے میں نرس آگئی۔۔

ٹانکے لگانے پڑیں گے۔"نرس نے ہاتھ دیکھ کر تشویش سے کہا۔"

تو دیر کس بات کی؟"بینش فوراً بولی۔"

ہمیں قریبی اسپتال جانا ہوگا۔ مگر یہ خود جانے کو تیار نہیں۔"نرس نے فہاد کو" نفی میں سر ہلاتے دیکھ کر کہا۔

"نہیں، ہاسپٹل جانا ضروری ہے۔آپ لے جائیں، پلیز۔"

عالیہ نے بے تاثر چہرہ لیے سرد لہجے میں فوراً کہا۔

فہاد اسے مسلسل دیکھتا رہا، مگر وہ نرس کو آگے کر کے نظریں چراتی پیچھے ہو چکی تھی، نرس نے عالیہ کے جملے پر جواباً اثبات میں سر ہلایا اور ورکرز فہاد کو لے جانے لگے۔

فہاد عالیہ کی ہدایت کی خاطر ان کے ساتھ مجبوراً روانہ ہوا۔ جبکہ عالیہ سرد نظروں سے اسے اب گروہ کے ساتھ تیزی میں ہال سے نکلتے دیکھ رہی تھی۔۔

("آپ کو بچانے کی خاطر تو میں کئی سو چوٹیں کھا سکتا ہوں")

فہاد کو ہال سے نکلتے اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے پھر سے اسکا جملہ عالیہ کے ذہن میں تازہ ہوا فہاد کے جملے نے اس کے دل میں ہلچل سی مچا دی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے عالیہ تمھیں بھی گھر جانا چاہیے۔۔"وہ بینش کے مخاطب کرنے پر" بری طرح چونک کر فہاد کے خوفزدہ خیال سے نکل کر گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔۔

"ہمم۔۔ہاں، میں نکل رہی ہوں۔۔"
الفاظ اس کے لبوں سے نکلے ضرور، مگر آواز بے ربط تھی، ذہن میں کئی الجھنیں بس چکی تھیں۔۔

وہ جلدی سے پلکیں جھپکانے لگی، جیسے اپنی آنکھوں سے وہ منظر مٹانا چاہتی ہو جو لمحہ بھر پہلے اسے لرزا گیا تھا، فہاد کا زخمی ہاتھ، اس کی نظروں میں جھلکتا جذبہ، اور وہ الفاظ جو اس کے دل کے میں موجود سکون کو بگاڑ گئے تھے۔

وہ گردن موڑ کر نظریں اِدھر اُدھر دوڑانے لگی، جیسے خود کو مصروف دکھا کر اندر کے ہلچل کو چھپانا چاہتی ہو۔
چہرے پر گھبراہٹ تھی، اور ہونٹوں پر ایک زبردستی کی مسکراہٹ جو بینش کو مطمئن کرنے کے لیے تھی۔۔

نظروں کے زریعے الوداع کہتے اس کے قدم آہستہ آہستہ دروازے کی جانب بڑھنے لگے، مگر دل ابھی تک وہیں کہیں تھما ہوا تھا کیونکہ فہاد کے جملے کی بازگشت مسلسل دل و دماغ پر ہتھوڑے کے وار کی مانند لگتی اس پر پر اثر انداز ہوتی اسے ایک تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام کا ہی وقت تھا ارسلان دانیال کی ہدایت پر خفیہ معلومات پر کام کرنے کی غرض سے اس کے گھر آیا تھا۔۔

ہالف سلیوز سیاہ ٹی شرٹ اور بلو جینز کی پینٹ پہنے، اپنے سیاہ گھنے گردن تک آتے بالوں کو پیچھے باندھے، آنکھوں پر نظر کا چشمہ چڑھائے وہ ٹیبل کے آگے کرسی پر براجمان اس کے اسٹڈی روم میں موجود تھا۔۔

لیپ ٹاپ کی نیلی چمکتی اسکرین پر غور سے نظریں ٹکائے وہ گہری توجہ اس پر مرکوز رکھے ہوئے تھا جبکہ دانیال اسکی کرسی کے پیچھے آفس سوٹ پہنے خاموش کھڑا ماتھے پر بل ڈالے اسکی اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔

ارسلان اس کی نگرانی میں آج علی شاہ کے کیس کی تحقیقات کرنے اور ان فائلز کو کھولنے کی جتن کرنے میں مصروف تھا۔۔

اس نے علی سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اپنی شادی کے بعد وہ اس کے کیس پر بھرپور توجہ دے گا مگر اس وقت وہ کسی بھی گتھی کو سلجھانے میں ناکام تھا۔۔

وہ اپنا سر پکڑے کچھ سوچتا خود بھی بے حد الجھا ہوا تھا کیونکہ جو فائلز اسے کریک کرنی تھیں وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اب تک ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود ایک بھی نہ ہو سکی تھی۔۔

اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کہ کام اس سے ہو کیوں نہیں رہا جبکہ بھیجنے والے نے ہر فائل کو لاک کیوں کیا ہے جبکہ اس بات کا کوئی ٹھوس یقین بھی نہ تھا کہ فائلز ساری کریک کرنے کے بعد ان میں کوئی ثبوت بھی بر آمد ہو گا یا نہیں، اس نے پن ڈررائیو نکال کر اسے غور سے الٹتے پلٹتے دیکھا۔۔

کمرے کی مدھم روشنی میں صرف لیپ ٹاپ کی نیلی چمک ہیکر ارسلان کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ ہاتھ میں موجود پن ڈرائیو جیسے کسی معمہ کا دروازہ ہو، جو رازوں سے بھری کسی دنیا کی کنجی بننے والی تھی۔
اس نے گہری سانس لے کر پن ڈرائیو دوبارہ سلاٹ میں لگائی۔ لمحے بعد، اسکرین پر پھر سے ایک کے بعد ایک فولڈر ظاہر ہونا شروع ہوئے، ہر فائل پر الگ الگ کوڈ، الگ الگ تالہ۔

شاید پن نے ذہن بھی کھول دیا میرا۔ "وہ زیر لب بڑبڑایا۔"

کیا کہہ رہے ہو؟" دانیال نے سوال کیا وہ مکمل طور پر اسکا جملہ سن نہیں پایا" تھا۔۔

مجھے لگتا ہے اب اسے کھول پاؤں گا، حل مل گیا ہے۔۔"اس نے پر اعتمادی سے" کہا۔۔

پیچھے کھڑا دانیال جس کی آنکھوں میں بے چینی واضح تھی، بولا،"تم اچھی طرح جانتے ہو، یہ عام ڈرائیو نہیں ہے،ان فائلز تک رسائی صرف اسی کو ملے گی جو ہر "!کوڈ کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ تم کہہ رہے تھے کہ تم پرو ہو؟ثابت کرو

ارسلان نے اپنی انگلیاں کی بورڈ پر جمائیں۔ایک گہری سانس لے کر بولا۔۔ ہمم سب سے پہلے... فولڈرز کو ترتیب سے الگ کرتا ہوں۔ نام، سائز، تاریخ..." "چھپا ہے۔ pattern سب میں

چند لمحوں میں اسکرین پر کوڈز کی ساخت واضح ہونے لگی۔

"یہ فائلز الگ الگ دکھتی ہیں، لیکن کوئی کامن لاجک ضرور ہے۔"

اس نے فوراً الگورتھم پر مشتمل اپنا لکھا ہوا چھوٹا سا کوڈ چلادیا، جو metadata سے pattern نکالنے لگا۔

"یہ دیکھو... یہ سات فائلیں ایک ہی یوزر کی ہیں، وقت ایک جیسا ہے... اس کا مطلب، ایک ہی سورس کوڈ سے encrypt ہوئی ہیں۔" اس نے پیچھے مڑ کر دانیال کو ایک نظر دیکھتے ہوئے لیپ ٹاپ اسکرین پر انگلی پھیرتے کہا۔

"وقت ضائع نہ کرو!" اس نے ماتھے پر بل ڈالے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

تم گھبراؤ مت، میرے پاس ایک لاجک ٹری ہے۔پہلے کلوز نکالوں گا، پھر" کروں گا۔اگر نہ ہوا...تو code crack سے key-log test brute-force تیار ہے۔"

پندرہ منٹ مزید گزر چکے تھے۔پسینے کی ایک بونداس کی کنپٹی سے ٹپکی، مگر اس کی نظریں اسکرین سے ہٹیں نہیں۔

اچانک ایک فائل کھل گئی، جیسے کسی راز نے اپنا پہلا پردہ ہٹادیا ہو۔

"...ایک ہو گئی"

وہ مسکرایا۔

ہمم یہ دوسری فائل ہے لیکن باقیوں کا کیا۔۔؟"دانیال کا لہجہ پہلی کامیابی پر" سرد سے نرم ہوا۔۔

باقی بھی کھلیں گی، اگر سسٹم نے مجھے روکا نہیں۔ کیونکہ میں وہ ہیکر ہوں جسے" چابی کی نہیں، تجزیے کی طاقت پر یقین ہے۔"اس نے مسرت لہجے میں ایک فاتحانہ مسکراہٹ سے اپنی خصوصیت بیان کی۔۔

اس کے جملے پر دانیال نے بھی بھنویں اٹھاتے کچھ حیرت کا اظہار کیا کیونکہ اسے ارسلان کی شخصیت میں سارہ سے جڑنے کے بعد واضح تبدیلی محسوس ہوئی جو مثبت تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ گیسٹ روم میں شان سے سنگل سیٹر صوفے پر براجمان ماجد کے ساتھ بیٹھا گفتگو میں مصروف تھا ماجد کافی حد تک واقف ہو چکا تھا کہ زاہد کریمنل ایکٹیویٹیس میں ملوث ہے مگر وہ پورا سچ نہیں جانتا تھا کہ زاہد نے اس کی توقع سے بڑھ کر سلمان حقانی کے خاندان کو نقصان پہنچایا ہے۔۔

"تو تم ملے اس لڑکی سے؟تم نے دیکھا کہ وہ کیسی ہے؟"ماجد نے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔

"ہاں دیکھا ہے۔۔ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی اسکی دسترس میں رہی ہے مگر وہ اسکے پیچھے پاگل کیوں تھا آج سمجھا ہوں۔۔"
وہ سرور بھرے لہجے میں گھمبیر آواز سے گویا ہوا اسکے چہرے پر عجب شاطرانہ سی مسکراہٹ ظاہر تھی۔۔

"لیکن جس قدر وہ حسن کی دیوی ہے،اتنی ہی سخت مزاج بھی، مگر خیر اس میں ہمارا ابھی اتنا ہی فائدہ ہے۔۔"وہ مزید گویا ہوا۔۔

"ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔۔"اسکا پرسنل گارڈ گفتگو میں حصہ ڈالتا بولا کیونکہ ہال میں وہ بھی زاہد کے ساتھ تھا۔۔

عالیہ سے ؟اس سے کیا فائدہ اٹھاؤں ؟اپنے پیر پر کلہاڑی تھوڑی مارنی ہے۔۔" اسکا فائدہ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔۔کیونکہ اس کے پیچھے شاہ کھڑا ہے۔۔"اس نے جواباً کہاان دونوں کے مکالمے کو ماجد بڑے غور سے سنتا ماتھے پر شکن ظاہر کیے ہوئے تھا۔۔

توپھر ؟"ماجد نے سوال کیا۔۔"

"میں فہاد کی بات کر رہا تھا بھائی۔۔اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔۔"
تم نے دیکھا نہیں وہ فریحہ کو عالیہ سے دور رکھنے کے لیے کس طرح اشارے کر" رہا تھا مجھے۔۔"وہ اپنے پرسنل گارڈ اور ماجد دونوں سے بیک وقت مخاطب تھا۔۔

"ہاں دیکھا تھا۔۔"

اسکی عالیہ کے لیے جنونیت ایک ایسا نشہ ہے جسکا فائدہ اٹھا کر ہم اس سے کچھ بھی" کروا سکتے ہیں۔۔"وہ خود سے مسکرا کر فرش کی جانب دیکھتا گویا ہوا۔۔

کچھ بھی۔۔؟"گارڈ حیرت زدہ تھا۔۔"

ہاں کچھ بھی۔۔وقت آگیا ہے کہ اب اپنی منزل تک پہنچنے میں آسانی کر دی جائے۔۔"

زاہد نے مدھم سا اثبات میں سر ہلاتے کہا اور پھر فہاد کے عشق کرنے کی اس احمقانہ حرکت پر ایک جاندار قہقہہ لگا گیا جو گیسٹ روم میں گونجا،اس وقت زاہد کے ذہن میں کیا چل رہا تھا یہ بات ماجد بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

"...خاموشی،ادھوری خواہشیں،اور مدھم روشنی کا ساتھ"

فہاد گھر پہنچ کر اسٹڈی روم کے دروازے پر رکا، ایک لمحے کو پیچھے مڑ کر لاؤنج کے ہال میں دیکھا جہاں کوئی نہ تھا۔ باہر تو ہر جانب پر امن، پر سکون ماحول تھا مگر اس کے اندر ایک طوفان چل رہا تھا۔

مدھم سی روشنی میں جب اس نے راکنگ چیئر پر خود کو گرایا، تو اس کی سانس میں ایک خفیف سی راحت گھل گئی۔ اس کا زخمی ہاتھ اب بھی ہلکا سا درد دے رہا تھا، مگر وہ درد اس کے لیے جیسے کسی یادگار لمس کی طرح قیمتی ہو چکا تھا۔

"اس نے، میرے ہاتھ کو چھوا۔۔"
وہ زیرِ لب مسکرایا، جیسے کسی خزانے کو پا لیا ہو۔

اس نے آہستہ سے اپنا دوسرا ہاتھ زخمی کلائی پر پھیرا، جیسے اس لمس کو زندہ رکھنے کی ایک آخری کوشش ہو۔

"خوف سے تھی یا پریشانی سے، پر اس پل میں وہ صرف میری تھی۔"

صوفے کے قریب لٹکتی روشنی کی زرد لکیر میں اس کی آنکھیں چمکیں، راکنگ چیئر دھیرے دھیرے جھولنے لگی۔ وہ لمحے دوبارہ جی رہا تھا، وہ پل جس میں اس کی محبت کی آنکھوں میں اس کے لیے فکرمندی تھی، چاہے پھر صرف چند ثانیوں کی ہی کیوں نہ ہو۔

"محبت نہ سہی، ہمدردی ہی سہی۔ کچھ تو ہے، جو صرف میرے لیے تھا۔"

وہ پلٹ کر دیکھتا ہے زخمی ہاتھ کو، جیسے اس میں کوئی دعا بندھی ہو، کوئی آس چھپی ہو۔ اور مدھم روشنی میں، اس کا عکس دیوار پر لمبا ہوتا جا رہا تھا، جیسے اس کے دل کی ادھوری محبت ہر لمحہ اسے لپیٹ رہی ہو۔

وہ آج بے حد خوش تھا یہ خوشی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ اب بہت جلد کسی بڑی کامیابی کو حاصل کرنے والا ہے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

گاڑی کی کھڑکی سے باہر جاتے راستے پر نگاہیں جمائے عالیہ کے اندر ایک طوفان سا برپا تھا۔دل کی دھڑکن ابھی بھی نارمل نہیں ہو سکی تھی۔فہاد کی آواز،اُس کی گھبراہٹ،زخمی کلائی،اور پھر وہ جملہ۔۔

"تمھیں بچانے کی خاطر تو اس طرح کئی سو چوٹیں کھا سکتا ہوں۔۔"

وہ لبوں کو دانتوں سے دبائے یکدم پلکیں جھپکنے لگی۔
"یہ کیسا جملہ تھا؟کیا وہ مجھے یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ میں اس کے لیے اہم ہوں؟"

وہ چہرہ موڑ کر کھڑکی کے پار دیکھنے لگی،جیسے ارد گرد کے درخت،گلیاں،سڑکیں شاید اسے اس الجھن سے نکال دیں۔

لیکن اگلا خیال بجلی کی طرح دماغ میں کوند گیا۔

"یہ پہلا موقع نہیں تھا جب اُس نے میری جان بچائی۔۔"

اچانک اسے وہ واقعہ یاد آیا، جب چند ماہ پہلے وہ روڈ کراس کر رہی تھی اور ایک گاڑی تیزی سے قریب آگئی تھی۔ وہ تو کچھ سمجھ بھی نہ پائی تھی، لیکن فہاد نہ جانے کہاں سے نمودار ہو کر اسے جھٹکے سے پیچھے کھینچ لایا تھا۔

وہ لمحہ، جب وہ بری طرح ڈر گئی تھی، اور پھر فہاد کا وہ مضبوط بازو، جو اس کی پناہ بنا تھا۔۔۔

"کیا یہ محض اتفاق ہے؟ یا میں زیادہ سوچ رہی ہوں۔۔"

اسے اس مسلسل ایک جیسے واقعات پر اب تعجبات ہونے لگے وہ بچ گئی اسے یہ یاد ہی نہ رہا مگر اسے کس نے اور کیوں بچایا یہ بات اسکے ذہن میں کسی زخم کی طرح نقش ہو چکی تھی۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ جیسے نیند سے جاگی۔ گاڑی شاہ مینشن کے کارپورچ تک پہنچ چکی تھی جسکا اسے اندازہ تک نہ ہوا۔۔

ملازم کے دروازہ کھولنے پر وہ گاڑی سے اتری، دل کی بے ترتیبی کو چہرے پر آنے سے روکا، سانس سیدھی کی، اور خود کو دوبارہ سنجیدگی کے خول میں بند کر لیا۔ مگر دل کے کسی گوشے میں ایک خیال بدستور سرگوشی کر رہا تھا کہ وہ بار بار کیوں بچاتا ہے؟ آخر کیوں۔۔

لاؤنج میں آج شاہ خاندان رات کے کھانے سے قبل گفتگو میں مصروف تھا عالیہ کے علاوہ تمام گھر کے افراد موجود تھے۔۔

سننے میں آیا ہے کہ شاہزیب کی فیکٹری گوڈاون میں آگ لگ گئی تھی، اسے " بہت نقصان ہوا ہے۔۔ "فیصل شاہ علی کو مخاطب کرتا گویا ہوا اس کے جملے پر تمام افراد سنجیدہ اور حیرت زدہ ہوئے۔۔

"شاہزیب کون ہے بابا۔۔؟"

بزنس کی دنیا میں تم شاہزیب کو نہیں جانتے۔۔؟" والد کو تعجب ہوا۔۔"

باباب بزنس کی اس دنیا میں توکئی شاہزیب ہیں، آپ کس کی بات کر رہے" ہیں۔۔؟" گھر کے افراد ان کے جملوں کے تبادلے کو بڑے غور سے سن رہے تھے۔۔

اس نے تم سے مدد طلب کی ہے میں نے اسے کل تمھارے آفس آنے کو کہا" ہے کل مل لینا اس سے۔۔" والد نے موضوع کو مختصر کرتے لپیٹا۔۔

کل تو نکاح ہے ناں۔۔؟" اس نے آنکھیں سکھیڑیں۔۔"

"وہ شام کو ہے بیٹا۔۔ تم پورا دن کیا کرو گے؟ آفس نہیں جاؤ گے۔۔؟"

آفس۔۔؟"وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔"

تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تمھارا نکاح ہے۔۔"ثمینہ بیگم شریر انداز میں اسکی" ٹانگ کھینچی۔۔

اسکا ارادہ کچھ اور ہے۔۔"شبانہ بیگم نے مسکراہٹ دباتے شاہ کو مخاطب کیا۔۔"

کیا ارادہ ہے ظاہر کرو مجھ پر۔۔؟"شاہ نے علی سے سوال کیا اسی دوران عالیہ" بھی لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوئی۔۔

لو آگیا اسکا ارادہ۔۔!"شبانہ بیگم نے عالیہ کو آتے دیکھ کر مسکراتے کہا مگر یہ" الفاظ عالیہ تک نہ پہنچے تھے۔

مطلب۔۔"شاہ نے بھی اپنی زوجہ کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے لاؤنج" کے دروازے کے قریب عالیہ کو آتے دیکھا۔۔

السلام و علیکم۔۔"وہ صوفے کے قریب پہنچ کر رکتی گھر والوں سے گویا ہوئی"
لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔۔

"و علیکم السلام۔۔بیٹا۔"
لگتا ہے کام کافی زیادہ تھا۔۔"گھر والوں کے رد عمل پر علی نے بھی فوراً اسے"
مخاطب کیا۔۔

"مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔اگر فری ہو تو اوپر آجانا۔۔"
"او کے۔۔"
اس نے علی کا جملہ نظر انداز کرتے سرد لہجے میں کہا اور اسکا جواب سنتے روانہ
ہوئی۔۔

کچھ پریشان لگ رہی تھی۔۔ کیا ہوا ہے۔۔؟"شبانہ بیگم نے بہو کے لیے"
فکر مندی ظاہر کی۔۔

وہ تو پوچھ کر ہی پتا لگے گا۔۔" علی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اپنا بلیزر کوٹ اٹھا کر"
سیڑھیوں کی جانب روانہ ہوا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا۔
کلائی پر اپنا نیلا بلیزر کوٹ ڈالے، چوڑی جسامت پر سفید شرٹ اور ڈارک بلو پینٹ پہنے، ماتھے پر بکھرے کچھ بھورے بالوں کے ساتھ وہ خوبرو مرد، جو عالیہ کی زندگی کا سکون اور اس کے دل کی پناہ تھا، کمرے میں داخل ہوا۔
آستینیں کلائی تک چڑھی ہوئی تھیں، چہرے پر خستہ حالی کا ہلکا سا عکس تھا کہ شاید وہ بھی ابھی دفتر سے واپس آیا تھا۔

واشروم سے نکلتی عالیہ اپنے خون آلود ہاتھ دھو کر تولیے سے سکھا رہی تھی کہ دروازے کی آہٹ پر پلٹی۔ علی کو دیکھتے ہی، جیسے دل کو سکون کا ایک لمحہ ملا۔ لمحے بھر کو سوچے بغیر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور بنا کچھ کہے اس کے سینے پر سر رکھ کر لپٹ گئی۔

علی کے قدم ٹھٹک گئے۔ وہ جو ابھی چند لمحے پہلے تک نارمل گفتگو کے موڈ میں تھا، اب اس کے سینے سے لگی بیوی کی خاموشی اور لرزتی گرفت کو محسوس کر کے چونک اٹھا۔

عالیہ؟" وہ نرم لہجے میں بولا، اور فوراً اسے خود سے الگ کر کے اس کا چہرہ اپنے" ہاتھوں میں لیا۔

وہ چہرہ جو کبھی مسکراہٹ کا استعارہ تھا، آج فکر مندی اور خوف کی کئی پرتیں لیے اس کے سامنے تھا۔

کیا ہوا ہے میری جان؟ تمھیں آج سے پہلے میں نے اتنا گھبرایا ہوا کبھی نہیں "

"...دیکھا

اس نے دھیمے مگر فکرمند لہجے میں کہا۔

عالیہ نے آنکھیں بند کیں، جیسے کسی اندیشے سے لڑ رہی ہو۔ پھر آہستہ سے بولی،

"... کوئی ہمیں پھر سے الگ کرنے والا ہے"

وٹ؟" وہ لمحہ بھر کو مسکرایا، جیسے بات کو ہلکا لینا چاہتا ہو، لیکن عالیہ کی آنکھوں"

میں سنجیدگی دیکھ کر وہ چونک گیا۔

میں کافی دنوں سے تمھیں بتانا چاہ رہی تھی... مگر موقع نہیں ملا..."اس کی"

آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

علی شاہ انڈسٹریز کے ایونٹ ہال میں، جہاں میشل کی شادی کی تیاری ہو رہی "
".. ہیں... وہاں اس کا بھائی فہاد۔۔ روز کام کے بہانے آتا ہے
اس نے بمشکل جملہ مکمل کیا۔

علی نے چہرے پر کوئی تاثر ظاہر نہ کیا، محض آہستگی سے سر ہلا یا۔

اور آج... "عالیہ نے جھجک کر نظریں جھکا لیں، "آج اس نے میری جان "
"... بچائی... اور اس کے بدلے میں خود زخمی ہو گیا

ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔

"تم ٹھیک ہو ناں ؟"
علی نے اس کے بازو تھام کر پوچھا، جیسے باقی سب باتیں پس منظر میں چلی گئیں۔

سوال یہ نہیں ہے علی! "عالیہ کی نظریں اٹھی، آواز بلند ہوئی، "سوال یہ ہے "
"کہ وہاں درجنوں لوگ تھے، مگر... اسی نے کیوں بچایا؟

"...مجھے ڈر لگ رہا ہے، جیسے پھر سے ہمیں الگ کیا جا رہا ہو"

علی نے سانس لیا، اور نرمی سے کہا،
"ایسا کچھ نہیں ہونے والا... کوئی ہمیں الگ نہیں کر سکتا۔"

تم بھول رہے ہو... پہلے بھی تو سب کچھ ٹھیک تھا، اس کے باوجود بھی! "اس"
کی آنکھیں بھر آئیں۔

تم بہت زیادہ پینک کر رہی ہو۔ بھروسہ رکھو، کچھ نہیں ہوگا۔ ویسے میں تو جانتا"
"تھا کہ فہاد ٹھیک بندہ نہیں ہے، اسی لیے وہ ایگریمنٹ سائن کروایا تھا۔

ہمیں اس شادی میں شرکت ہی نہیں کرنی چاہیے۔" عالیہ نے فوراً کہا،"

کیا کہہ رہی ہو؟ تمھارے بھائی کی شادی ہے۔اتنی تیاریاں ہو چکی ہیں۔" اسنے"
پھر عالیہ کے جملے کو غیر سنجیدہ لیا۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا علی، میرے لیے صرف ہمارا رشتہ اہم ہے۔ ہم بہانہ بنا کر"
"ملک سے باہر چلتے ہیں۔جب سب ختم ہو جائے گا تو واپس آ جائیں گے۔

علی نے ایک تھکی تھکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا،
"یہ مسلے سے فرار ہے، عالیہ... حل نہیں۔"

تم آخر کیوں نہیں سمجھ رہے؟ میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں... ماضی، حال، اور"
شاید مستقبل بھی۔مجھے اب مزید کچھ نہیں کھونا... اور اگر تمھیں سب بتانے
"...کے بعد بھی تمھیں مجھے کھونے کا ڈر نہیں لگا تو

نہیں عالیہ ! اب مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔ تمھاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت "
" دیکھ رہا ہوں... جواب کوئی نہیں چھن سکتا۔۔

تمھیں کیا ہو گیا ہے میں کب سے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ہمیں "
خطرہ ہے۔۔" وہ کچھ بیزاری کا مظاہرہ کرنے لگی گویا دل تھک چکا ہو اسکا۔۔

علی نے اس کا چہرہ پھر ہاتھوں میں لیا،
خطرہ تو ہمیشہ سے تھا مگر میری جان، ہم ابھی کہیں نہیں جا سکتے۔ اگر ہم چلے "
گئے تو افتخار انکل شک میں آجائیں گے، اور ایک بار پھر میشل کی شادی خطرے
" ! میں پڑ جائے گی۔ اور فہاد... اس کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑے گا

"... مگر علی"

"اور دوسرا، خانم امی کا کیس؟"

"وہ تو دستور بھائی دیکھ رہے ہیں نا؟"

اس نے فوراً اسی بیزاری سے کہا بھلا یہاں اسکی والدہ کے ذکر کا اس معاملے سے کیا تعلق۔۔

وہ جو دکھا رہے ہیں وہ سب کو پتا ہے... جو میں، دانیال اور فہیم کر رہے ہیں، وہ" "کسی کو نہیں پتا۔

کیا مطلب؟ اور تم نے مجھے کچھ بتایا بھی نہیں؟" اس نے اب ناسمجھی کا مظاہرہ" کیا۔۔

"بتایا تھا، اُس رات جب تمھیں لینے آیا تھا۔ سب کچھ کلیئر کیا تھا۔"

ایک سال ہو چکا ہے۔۔ میں اس کیس سے ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہیں " تھا ہاں مگر کسی کو اس لیے نہیں بتایا کہ کسی کی جان خطرے میں نہ پڑ جائے۔۔ خیر

لیکن اب منزل کے بہت قریب آچکا ہوں، ایسے میں فلحال، میں کہیں نہیں جا سکتا۔۔"

وہ راز سے پردہ اٹھاتے مزید بولا جسے سنتے عالیہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

""""تم امی کے لیے اتنا کچھ کر رہے ہو، اور میں نے ہمیشہ تمھیں ہی غلط سمجھا تھا۔
اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"میری جان... وہ صرف تمھاری ماں نہیں، میری بھی ہیں۔ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کا بیٹا بن کر دکھاؤں گا... اور ہمیشہ تمھارا ساتھ دوں گا۔۔"
اس نے دوبارہ علی کے سینے پر سر رکھا اسکی خوبصورت آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہوئے ایک ساتھ کئی سارے درد اس کے دل ودماغ میں اُمڈ آئے تھے۔۔

میں ہوں ناں تمھارے ساتھ۔۔بے فکری سے اپنے بھائی کی شادی کو بھرپور"
انجوائے کرو۔۔کسی سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔۔"وہ عالیہ کے گرد
ہاتھوں کا حصار باندھ کر سر پر بوسہ دیتے پر اطمینان لہجے میں مسکرا کر گویا ہوا۔۔

میں فہاد کو اتنا اہم سمجھتا ہی نہیں کہ اسکے ڈر سے کوئی قدم اٹھاؤں، لیکن ہاں"
"ایک بار یہ شادی ہو جانے دو تو سب سے نبٹ لوں گا۔۔
اس نے مزید کہا اس کے لہجے میں مقابل کو مطمئن اور پر سکون کرنے کے لیے
ایک عزم پوشیدہ تھا جس سے ظاہر تھا کہ اب ان دونوں تک کوئی بھی خطرہ اتنی
آسانی سے ہر گز نہیں پہنچنے والا۔۔

۔

۔

آفس کی نرم روشنی میں شیشے کے ٹیبل پر علی شاہ کے ہاتھ میں پکڑا پین وقفے وقفے سے بجتا جا رہا تھا۔ سفید ٹی شرٹ پر براؤن بلیزر، بھورے رنگ کی ہلکی داڑھی، کشادہ پیشانی پر سنجیدگی کے واضح آثار، اور تنے ہوئے جبڑے... وہ اپنے سامنے بیٹھے سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان کو گھور رہا تھا۔

"جی تو... آپ شاہزیب کے اسسٹنٹ ہیں؟"
اس نے بلا کسی جذباتی تاثرات کے سرد لہجے میں پوچھا۔

جی سر۔" نوجوان نے فوراً اثبات میں سر ہلا کر اپنی ٹائی ٹھیک کرتے ہوئے" مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

اور وہ خود کیوں نہیں آئے؟ میرے والد نے تو کہا تھا کہ شاہزیب خود آ کر سارا"
"معاملہ واضح کریں گے۔
علی کی نظریں اب بھی اس پر گڑی تھیں۔

سر... وہ ہاسپٹل میں ہیں۔"اس کے لہجے میں گھبراہٹ صاف محسوس ہوئی" علی نے ٹیبل کی جانب دیکھتے اسکا جملہ بیزاری سے سنا۔۔

گودام میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے شدید آگ لگ گئ تھی۔انہیں خاصا" جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔اسی سلسلے میں... وہ آپ کی مدد کے خواہاں ہیں "سر۔۔

علی نے پین بجانا روکا، نظریں پھر تیزی سے اس کے چہرے پر گاڑدیں۔
شارٹ سرکٹ ؟ عجیب بات ہے... اتنی بڑی فائر سیفٹی کمپنی میں شارٹ" سرکٹ ؟"اس کے ماتھے پر تعجب سے بل ظاہر ہوئے۔۔

جی سر... مجھے خود تفصیلات کا مکمل علم نہیں، میں تو صرف ان کا پیغام لے کر آیا" "ہوں۔

علی سے گویا ہوتے اس نے انگلیاں ایک دوسرے میں بری طرح الجھار کھی تھیں، جیسے اندر ہی اندر کوئی اور بات چھپائے بیٹھا ہو۔

"اور یہ... اچانک مدد کی درخواست؟" علی نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔اسی دوران نوجوان نے فائل اپنی گود سے اٹھا کر ٹیبل پر رکھی۔۔

"مجھے اس وقت کوئی فائلز دکھانے کی ضرورت نہیں۔میں خود ہاسپٹل آ کر شاہزیب سے براہِ راست ملاقات کروں گا، وہیں سب فارمیلیٹیز طے ہوں گی۔"

اسسٹنٹ نے جھجھکتے ہوئے فائلز بند کیں۔

"سر... مگر وقت بہت کم ہے، وہ چاہتے ہیں کہ آپ فوراً کچھ رقم جاری کر دیں تاکہ..."

"رقم؟" علی نے جملہ کاٹتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"پہلے شاہزیب سے بات ہو گی، پھر کسی امداد پر غور کروں گا۔"

توسر آپ کب آئیں گے ہاسپٹل ؟"اس نے ہمت جٹا کر پوچھا۔"

"وہ ماریہ دیکھے گی میرے شیڈول کا۔"
علی نے کرسی سے پشت لگالی،
"اس سے مشورہ کر کے بتاؤں گا۔"

سر..."وہ کچھ کہنے کو پھر تیار ہوا مگر علی نے ہاتھ اٹھا کر بات کاٹ دی۔"

"تم جا سکتے ہو۔"

علی نے اسے دروازے کی راہ دکھائی جس پر اسسٹنٹ خاموشی سے سر ہلاتا کھڑا ہوا اور اپنی فائل تھامے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

دروازہ بند ہونے کے بعد علی نے گہری سانس لی، نظریں دوبارہ ٹیبل پر ڈالیں، جیسے وہ ابھی بھی سوچ رہا ہو۔

"شارٹ سرکٹ؟ یا کچھ اور؟"
اس کے اندر شک کی لہر پہلے ہی سر اٹھا چکی تھی، اور اب اس اسسٹنٹ کے رویے نے شکوک کو مزید گہرا کر دیا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"تمھاری بات ہو گئی شاہ سے؟"
گاڑی پورچ میں رکی تو حمزہ نے فوراً دروازہ کھولا۔ فہاد جلدی سے باہر نکلا، قدم تیز، چہرے پر سنجیدگی اور کان میں ائیر بڈز۔ لاؤنج کی طرف بڑھتے ہوئے وہ فون پر اس شخص سے مخاطب تھا۔

"...جی، ہو گئی ہے ہادی"

دوسری طرف سے خوف زدہ، مدھم سی آواز ابھری۔

میں... علی شاہ کے آفس سے ابھی نکلا ہوں۔ وہ شک کر رہا تھا، مگر میں نے"

"سنبھال لیا۔

فہاد کمرے میں پہنچ کر سگریٹ سلگاتا ہے، پھر آہستہ سے شاطرانہ مسکراہٹ

"لیے بولا، "تمھیں پتا ہے ناں... وہ آگ کس نے لگائی تھی؟

جی پتا ہے..."اس شخص نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا، لہجے میں تھرتھراہٹ"

واضح تھی۔

فہاد نے بالکونی کے قریب کھڑے ہوتے ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر

گہرا کش لیا، پھر زہر خند لہجے میں بولا،

"اب تک میرے مبارک ہاتھوں سے اڑتالیس جانیں جاچکی ہیں... اگر تم نے زبان کھولی، تو یہ گنتی پچاس پر بھی نہیں رُکے گی۔"

فہاد نے اپنے جملے میں اس شخص سمیت اسکے گھر والوں کی جان لینے کی بھی دھمکی دی جسے سن کر دوسری طرف سانس رک سی گئی۔

"... میں نے کچھ نہیں کہا، سچ میں، کچھ بھی نہیں"

وہ جلدی سے بولا، جیسے اپنی جان بچانے کی التجا کر رہا ہو۔

فہاد نے نرمی سے مسکرا کر دھوئیں کا دائرہ چھوڑا۔

"ویری گڈ... بس ایسے ہی اپنی زبان بند رکھنا۔ جیسے ہی زمین میرے نام ہوئی، تمھیں بھی تمھارا انعام مل جائے گا۔"

کال منقطع کر کے فہاد نے موبائل صوفے پر پھینکا، چہرے پر ایک خاموش فتح کا سایہ تھا اسے اپنی ہر منزل پر آسانی اور فتح نظر آرہی تھی ۔۔ جبکہ دوسری طرف وہ شخص لرزتے ہاتھوں سے فون جیب میں رکھ کر خاموشی سے یہاں وہاں دیکھتا شاہ انڈسٹریز کے آفس بلڈنگ سے روانہ ہوا۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کی دھوپ لاؤنج کی سفید پردوں سے چھن کر اندر آرہی تھی۔ سائرہ ہلکے رنگ کے سوٹ میں، آستینیں کہنیوں تک موڑے، ملازمہ کے ساتھ کھڑی کام کی کچھ ہدایات دے رہی تھی کہ اچانک دروازے سے دانیال اندر داخل ہوا۔ وہ آفس کا بلیزر کلائی پر ڈالے، تھوڑا تھکا تھکا سا مگر پھر بھی وجیہہ دکھ رہا تھا۔

"آرے! آپ ابھی تو آفس گئے تھے، اتنی جلدی واپس آ گئے؟"

سائرہ نے چونک کر پوچھا، اور مسکرا کر اس کی طرف بڑھی۔

دانیال رک کر اس کے قریب آیا،

"ہاں، عارض کا فون آیا تھا۔ وہ نکاح سے پہلے آج سپہر سب دوستوں کو گھر بلا رہا ہے۔"

"خدا خیر کرے، سب خیریت ہو۔"

سائرہ کے چہرے پر ہلکی سی فکر اتر آئی،

دانیال نے مسکراہٹ کے ساتھ اطمینان دیا،

"خیر ہی ہو گی، ورنہ وہ یوں تیار ہو کر آنے کا نہ کہتا۔"

وہ اپنا جملہ ادا کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا، سائرہ بھی فطری طور پر اس کے پیچھے چلنے لگی۔

تو پھر۔۔؟ وہ گویا ہوئی۔۔

"پھر یہی کہ بس کھانا کھا کر تیار ہونا ہے اور نکلنا ہے میں نے۔"
کمرے میں داخل ہو کر دانیال نے بلیزر کوٹ اس کی طرف بڑھایا۔۔

اور ہمیں تو شام کو جانا ہے ناں؟" سائرہ نے کوٹ سنبھالتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں جانا تو سب نے ساتھ ہی تھا مگر اب تم اپنی مرضی سے آجانا۔ چاہو تو"
ڈرائیور کے ساتھ، یا شاہ فیملی کے ساتھ عالیہ کے ہمراہ۔" وہ بستر پر پیر لٹکائے
بیٹھا اور اپنے کفس کھول کر آستین کلائی تک موڑنے لگا۔۔

شاہ فیملی بہتر ہے، عالیہ کے ساتھ ہی آجاؤں گی۔" وہ آہستگی سے بولی جس پر"
دانیال نے مصروفانہ انداز میں سر ہلایا،

چلیں ٹھیک ہے، آپ تھوڑا ریلیکس کریں میں کھانا لگواتی ہوں۔۔" سائرہ"
دروازے کی طرف جانے لگی،

بچے کہاں ہیں؟ ابھی تک آئے نہیں؟" اپنی آستینیں چڑھا کر دانیال نے اُسے"
پکارا۔۔

سکول میں ہیں، ڈرائیور لینے گیا ہے۔ آپ آج جلدی آگئے ہیں، اسی لیے سب"
"کچھ آپ کو خالی خالی لگ رہا ہے۔

اسکی وضاحت پر دانیال نے ایک لمحے کو اُسے غور سے دیکھا اور مسکراتے اپنی جگہ
سے کھڑا ہوتا اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔
"یعنی ابھی گھر میں صرف ہم دونوں ہی ہیں...؟"

"جی، آپ ہیں... میں ہوں... اور ملازمین۔۔"

اس کے جواب پر دانیال نے آہستہ سے ایک قدم مزید بڑھایا، نرم سی مسکراہٹ لبوں پر تھی۔ وہ سائرہ کے بالوں کو پیچھے کرتا، اس کے گال پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا،

"... لیکن ہمیں تنگ کرنے والا تو کوئی نہیں ہے ناں"

سائرہ کے رخسار یک دم سرخ ہو گئے، اس کی نظریں جھکیں تو دانیال کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ ایک خاموش، لطیف سا لمحہ دونوں کے درمیان مہکنے لگا... جہاں لفظوں سے زیادہ جذبات بولنے لگے تھے۔

سائرہ کے رخسار پر حیا لالی ظاہر ہو چکی تھی، نظریں مستقل جھکی ہوئی تھیں، دل کی دھڑکن جیسے تیز ہو گئی ہو۔ دانیال کے لمس اور مدھم لہجے نے جیسے لمحے کو تھما دیا تھا۔

"مم۔۔میں کھانا لگواتی ہوں۔۔"

وہ جھجکتے ہوئے بولی،اور ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی گویا دانیال کی مزید ایک نظر کا سامنا نہ کر پائے گی۔

دانیال اس کے فرار کے انداز پر ہلکا سا مسکراتے نفی میں سر ہلانے لگا۔۔کمرے میں اب اس کی ہنوز مسکراہٹ کی نرمی باقی تھی،اور دروازے کے باہر جاتی سائرہ کے قدموں کی ہلکی چاپ... محبت کی خاموش گواہی دے رہی تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کا ہی وقت عالیہ صوفے پر بیٹھی کچھ سکون کے سانس بھر رہی تھی، بال بندھے،ہلکا گلابی شلوار قمیض میں ملبوس سفید دوپٹہ شانوں پر ٹھہرا ہوااور اس پر خاکی رنگ شال اوڑھے وہ حسین لگ رہی تھی۔۔

چہرے پر تھکن اور سنجیدگی کی آمیزش تھی اس کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا گویا ابھی ابھی کہیں سے گھر لوٹی ہو۔۔

کچھ لمحے گزرے ہی تھے کہ دروازہ کھلنے کی آہٹ اسکی سماعتوں سے ٹکراتی اسے چونکا گئی وہ علی ہی تھا جو آفس بیگ ہاتھ میں لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔

اس نے عالیہ کو کمرے میں پا کر ایک مدھم مسکراہٹ ظاہر کی، اسکی جانب بڑھتے ہوئے ٹیبل پر بیگ رکھ کر کوٹ اتارا اور اس کے قریب صوفے پر آکر بیٹھا۔

"تم آج آفس نہیں گئی؟"
اس نے عالیہ کے حلیے اور لباس کو دیکھ کر حیران لہجے میں پوچھا۔

اس نے گردن موڑ کر علی کی جانب دیکھا، ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر آئی۔

آج ہال جانا تھا ناں۔ تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، تقریب کی فائنل چیکنگ کرلی "
ہے۔"

علی نے اثبات میں سر ہلاتے اسکا ہاتھ تھاما۔۔
"اور کھانا کھالیا تم نے؟"

"ہاں۔ تم کب آئے؟"

ابھی آیا ہوں۔ عارض نے کال کی تھی، کہہ رہا تھا نکاح سے پہلے سب سے ملنا "
چاہتا ہے۔۔"

عالیہ نے ہونٹوں کو دباتے ہوئے سر ہلایا،
ہاں، سائرہ بتا رہی تھی۔ مردوں کو الگ بلایا ہے اس نے، شاید وہ چاہتا ہے کہ "
آج کے دن سب اس کے ساتھ ہوں۔"

"میری خواہش تھی کہ ہم سب ایک ساتھ نکاح کی تقریب میں چلیں... لیکن

عارض۔۔"

علی کی سرد لہجے میں کہتے بات ادھوری چھوڑی۔

"جانتی ہوں، مگر کوئی بات نہیں۔ تم سب اس کے ساتھ رہو گے تو اسے حوصلہ

ملے گا۔" عالیہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا،

علی نے ایک ہلکی سانس لی، اس کے چہرے پر سنجیدگی ابھری،

"وہ کوئی جنگ لڑنے نہیں جارہا کہ اسے حوصلے کی ضرورت ہو۔۔"

"تم کیوں اتنا اپسیٹ ہو رہے ہو۔۔ سب چلے جاؤ گے تو اسے اچھا لگے گا ناں، اسکا

اپنا تو کوئی بھائی بہن ہے نہیں۔۔"

وہ نرمی سے اسکا ہاتھ سہلاتے بولی مگر وہ علی کے اندرونی خواہش اور کیفیت کے ادھورے پن کی تکلیف سے واقف نہ تھی۔۔ علی نے بھی اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے خود کو پر سکون کیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر کا اختتام تھا، سورج کی شدت اب مدھم پڑ چکی تھی۔ کمرے کی بڑی کھڑکی کے پار زردی مائل روشنی فرش پر لمبی دھاریاں بناتی اندر آرہی تھی۔ ہلکی سی خنکی، پر سکون سناٹا اور دبے دبے قدموں کی چاپ میں اک خاص ٹھہراؤ تھا۔

عالیہ اجلت سے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازے پر رکی، جیسے اچانک قدموں میں جان نہ رہی ہو کیونکہ اسکی ایک بے ساختہ نظر علی پر پڑی تھی جو کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا نکاح کی تقریب کے لیے مکمل تیار ہو چکا تھا۔۔

آئینے میں اپنے حلیے کا جائزہ لیتا اب وہ اپنی بھاری کلائی پر ایک مہنگی ترین گھڑی کو سجا رہا تھا۔ اس نے چوڑی جسامت پر آف وائٹ شلوار قمیض، اس پر مہرون رنگ کا بھاری ویلویٹ بلیزر پہن رکھا تھا، بلیزر کوٹ پر سنہری دھاگے سے ہلکی سی ایمبرائیڈری اور کندھوں پر نفیس کڑھائی کی گئی تھی۔۔ جس کے ساتھ کلاسک گھڑی، سیاہ چمکدار لیدر کے جوتے، اور سلیقے سے سنوارے گئے بال۔۔ وہ کچھ ایسا منظر پیش کر رہا تھا کہ جیسے فلمی دنیا کا کوئی شہزادہ، یا شاید... اس کا ہی شہزادہ۔

عالیہ کی نظریں لمحے بھر کے لیے اس پر ٹھہر گئیں۔ دل دھڑکنا جیسے بھول گیا ہو۔ کمرے میں اس خوشبو کی ہلکی سی لہر تیر رہی تھی جو وہ اکثر اہم تقریبات میں لگایا کرتا تھا، جو عالیہ کو لمحوں میں ماضی کے حسین دنوں میں لے گئی۔۔

وہ اسے اپنی تیاری میں مگن دیکھ کر خود سے ہلکا سا مسکرائی اور پھر ہولے سے سائیڈ ٹیبل پر رکھا سنہری ریشمی رومال اٹھایا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی علی کے

قریب چلی آئی۔ ہر قدم کے ساتھ دل کی دھڑکن گویا بلند ہوتی جا رہی تھی، لیکن کمرے میں اب بھی ایک گہرا سکون طاری تھا۔

علی آئینے میں اپنی کلائی پر گھڑی کا لاک ٹھیک کر رہا تھا، جب اسے اپنے قریب موجود خوشبو کا ایک مانوس جھونکا محسوس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر دیکھتا، عالیہ اس کے عین سامنے کھڑی ہو چکی تھی۔

ایک سیکنڈ۔۔" عالیہ کے لب ہلے، مگر آواز بہت دھیمی تھی۔"

اس نے نرمی سے بلیزر کوٹ کے فرنٹ پر ہاتھ رکھا، انگلیوں کی پوریں مخملی کپڑے سے ٹکرائیں، اور پھر بڑے احتیاط سے رومال اس کی فرنٹ جیب میں ڈالنے لگی۔ علی کی نگاہیں اب اس کے حسین چہرے پر مرکوز تھیں، لیکن عالیہ کی آنکھیں ابھی بھی جیب پر جمی تھیں، گویا وہ کسی نازک فن پارے کو درست جگہ پر رکھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

رومال رکھنے کے بعد، اس نے نظر اٹھائی، اور بس، لمحہ تھم گیا۔ علی کو اتنے قریب پا کر، اس کا دل ایک ان کہی کیفیت میں ڈوب گیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی، جیسے کچھ کہنا بھی ہو، اور چھپانا بھی۔

کمرے کی فضا میں ہلکی سی خوشبو، نیم دھوپ اور اس خاموشی کے درمیان وہ چند لمحے ایسا تاثر رکھتے تھے جیسے وقت نے ان کے لیے خود کو روک دیا ہو۔

اب مکمل لگ رہے ہو۔۔" وہ مدھم سا بولی۔۔"

تھینکس۔۔" وہ جواباً بولا جسے سنتے عالیہ مسکرائی تھی وہ گھریلو شلوار قمیض میں" ملبوس گلے میں دوپٹہ ڈالے اس کے سامنے کھڑی تھی اور اسکی خوبصورت پر رشک کر رہی تھی۔۔

اچھے لگ رہے ہو۔۔"وہ تعریف کیے بنا نہ رہ سکی اس کے لہجے میں کوئی شوخی" تھی، مگر آنکھوں میں تحسین، جذبہ، اور... کوئی راز سا چھپا تھا۔ وہ اسکے بے حد قریب ہوتی اسکے عنابی لبوں کو دیکھ رہی تھی جیسے کوئی حماقت یا شرارت کی منصوبہ بندی ذہن میں ہو۔۔

مقابل کی آج یوں ناقابل یقین قربت پر علی کا چہرہ کچھ سرخ سا پڑ چکا تھا۔۔وہ کبھی خود پر یوں ضبط کا عادی نہ تھا، مگر آج اپنی بیوی کے انداز دیکھ کر وہ الجھ سا گیا تھا کہ وقت کا خیال کرے یا اس نظارے میں کھو جائے۔

عالیہ اب بھی کچھ کہے بنا صرف آنکھوں سے علی کو بولنے پر مجبور کر رہی تھی۔ علی کی آنکھوں میں گھبراہٹ اور ہلکی سی مسکراہٹ بیک وقت ابھرنے لگی، جیسے ایک ناسمجھ عاشق کوئی پیغام پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو اسکی سانسیں مدھم پڑ چکی تھیں ساتھ ہی وہ یہ بھی جان چکا تھا کہ عالیہ اسے کسی پیار بھرے جال میں پھنسا

رہی ہے، اور یہ بھی سچ تھا کہ وہ اس جال میں خوشی خوشی پھنس جانا چاہتا تھا۔ مگر وقت کی سوئیاں شور مچاتی یاد دلا رہی تھیں کہ نکاح کی تقریب قریب ہے۔

ایک طرف بیوی کا بے حد حسین اور پر کشش لمس، اور دوسری طرف گھڑی کی ٹک ٹک۔۔

"دد۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔"

وہ عالیہ کے چہرے سے نظر ہٹا کر ہمت کرتا بولا۔۔ اسکی آواز پر عالیہ چونکتے لبوں سے نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

علی کے چہرے پر اس وقت بلا کی معصومیت اور سرخی اتری تھی جس کو دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی بیوی اسکی جانب مائل ہونے لگی۔۔

شاید نہیں۔۔ "وہ کہتے علی کے گردن میں ہاتھوں کا حصار باندھ کر اس کی" تھوڑی سی مزاحمت کا مزید لطف لینا چاہتی تھی۔

کچھ لمحے گزرے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ دونوں چونک کر ایک طلسماتی کیفیت سے باہر نکلے اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلے حائل ہوا۔۔ جبکہ دستک کے بعد ملازمہ عشرت حاضر تھی۔۔

"کہو۔۔؟"

اس نے عشرت کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر سوال کیا۔۔

وہ عالیہ باجی علی بھائی کے مہمان آگئے ہیں ان کو لینے۔۔" وہ مودبانہ لہجے میں" بولی۔۔

ٹھیک ہے انہیں گیسٹ روم میں بٹھاؤ میں آتا ہوں۔۔" علی نے اپنے سرخ" ہوتے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو سنبھالا اور جواب دیا۔۔

جی بھائی وہ گیسٹ روم میں ہی ہیں انھوں نے کہا کہ آپ کو بلاؤں۔۔انہیں، دیر" ہو رہی ہے۔۔"عشرت کے آخری جملے پر عالیہ نے ہاتھ باندھتے ایک انداز سے علی کی جانب دیکھا۔۔

ہاں آرہا ہوں۔۔"وہ عالیہ سے نظر چراتا عشرت سے مخاطب تھا اور عشرت" جواب سن کر روانہ ہوئی۔۔

دیر ہو رہی ہے۔۔"اس نے جملہ دہراتے علی کو کچھ شرمندگی محسوس کرانے" کی کوشش کی۔۔

میں تو پہلے ہی ان سب کے حق میں نہیں تھا، یہی چاہتا تھا کہ سب ساتھ چلیں تو" "بہتر ہے۔۔

واقعی؟"عالیہ نے بناوٹی حیرت سے بھونیں اُٹھائے۔۔"

چلو جاؤ اب۔۔ دیر ہو رہی ہے ناں تمھیں۔۔"وہ اس کے قریب ہوتی مدھم" سا بولی۔۔

نہیں جانا چاہتا میں۔۔"اس نے بے بسی سے مدھم آواز میں کہا،"
اور اسکا خوبصورت گلابی رخسار ہاتھ میں لے کر اسے انگوٹھے سے سہلانے لگا۔۔

اینڈ آئی نو۔۔ تم بھی مجھے بھیجنے کے حق میں نہیں ہو اس وقت، اور نہ مجھ سے" الگ ہونا چاہتی ہو۔۔"وہ سرگوشی نما مزید بولا، لہجے میں معصومیت رومانویت اور بے بسی یکساں تھی۔۔

تم سے تو کبھی الگ نہیں ہونا چاہتی۔۔"وہ اس کا کوٹ مٹھیوں میں لے کر" قریب کرتی، اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر محبت سے سرشار لہجے میں کہتی علی کے دل پر ایک اور وار کر گئی۔۔

ایک لمحے کے لیے بھی نہیں۔۔؟"وہ مسکرایا گویا عالیہ کے ردعمل پر خوشی" سے پھولا نہ سمارہا ہو۔۔

اس سے قبل کے عالیہ مزید کوئی جواب دیتی اب علی کا موبائل بجنا شروع ہوا جس پر دونوں نے ایک لمحے کو آنکھیں موند کر بیزاری سے گہری سانس اندر کھینچی۔۔

علی نے موبائل کوٹ کی جیب سے نکال کر دیکھا۔۔
"دانیال کی کال۔۔"

چلے جاؤ ورنہ اب وہ کمرے تک آجائے گا۔۔" وہ برہمی اور شوخی سے بولی۔۔"

نہیں جارہا کہیں بھی۔۔"اس نے بچوں کی طرح ضدی انداز اپنایا اور بجتا فون" خاموش کرا کر کوٹ میں واپس ڈالا۔۔

"تمھاری رگ رگ سے واقف ہوں میرے سامنے ڈرامے مت کرنا۔۔" وہ اب بھی برہم تھی مگر یہ برہمی بناوٹی تھی۔

"تمھیں دیر ہو رہی تھی ناں۔۔! اس جملے کا بدلہ میں تم سے ضرور لوں گی اور آج ہی لوں گی۔۔"

اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ایک عزم سے مزید کہا۔۔ علی کی آنکھوں میں اس کے انتقام کے متعلق اطلاع پر بلا کی حیرت ظاہر ہوئی۔۔

"آرے یہ کیا بات ہوئی؟ تم خوامخواہ برامان رہی ہو میرا ایسا کوئی مقصد۔۔ مقصد تیار ہو کر بھاؤ کھانا تھا۔ ہے ناں۔۔ شام کو تمھیں دکھاؤں گی کہ بھاؤ کھانا آخر کہتے کسے ہیں۔۔" اس نے علی کا جملہ کاٹ کر ایک انداز سے کہا اور کمرے سے روانہ ہونے لگی۔۔

"عالیہ سنو تو یار ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔عالیہ۔۔"

وہ اسے روکتا رہ گیا مگر وہ کوئی رد عمل ظاہر کیے بغیر کمرے سے جا چکی تھی۔۔

اسے اندازہ ہوا کہ اس نے عالیہ کو اپنے قریب آنے سے روک کر اس کی شان میں کتنی بڑی گستاخی کر ڈالی تھی،اس کی برہمی پر وہ نفی میں سر ہلاتا ایک نئی الجھن میں الجھ گیا تھا۔۔

عالیہ اپنی شرارت کے زریعے اسے کھڑے کھڑے گہری پریشانی میں مبتلا کر چکی تھی جس کے باعث اب علی کے ذہن میں پورا دن بس یہی فکر اور الجھن گردش کرنے والی تھی کہ آخر اسکی زوجہ اس سے ایسا کونسا انتقام لینے جا رہی ہے۔۔

-

-

شاہ مینشن کے کشادہ کار پورچ میں ہلکی سی دھوپ بکھری ہوئی تھی، جسے پتوں کی چھاؤں کسی جالی دار پردے کی مانند نرم کر رہی تھی۔ ارسلان، دستور اور دانیال گاڑی میں سوار ہونے لگے، جب کہ علی لان کے ایک گوشے میں کھڑا، بظاہر موبائل پر مصروف تھا، مگر حقیقتاً اُس کا دھیان کہیں اور تھا۔

وہ وقفے وقفے سے نظریں اٹھا کر اوپری منزل کے اپنے کمرے کی گلاس وال کی طرف دیکھ رہا تھا، جہاں اب عالیہ خاموش کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں سرد مہری کا ہلکا سا عکس تھا، ایک بے رخی جو علی کے دل پر بے آواز چوٹ کی طرح لگی۔

آج عالیہ نے اسے ویسے رخصت نہیں کیا تھا جیسے وہ چاہتا تھا، یعنی جیسے وہ ہمیشہ کرتی تھی۔ نہ کوئی مسکراہٹ، نہ ہاتھ ہلانا، نہ نظر میں وہ معمولی سا توقف جس میں محبت چھپی ہوتی ہے۔ علی نے اس خاموشی کو بہت گہرائی سے محسوس کیا۔

"علی، چلیں؟"

دانیال کی آواز نے اس کا دھیان توڑا۔ وہ چونکا، تیزی سے نظریں واپس لان پر لایا، اور اثبات میں سر ہلا کر آہستگی سے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

--------------سونی رائٹس--------------

افتخار ہاؤس کے کشادہ کار پورچ میں گاڑی رکی تو ارسلان، دستور، دانیال اور علی اتر کر ایک وقار بھرے انداز میں اندرونی لاؤنج کی طرف بڑھے۔

گھر کے ماحول میں خوشیوں کی رونق پھیلی ہوئی تھی۔ سجاوٹ کے رنگ، ورکرز کی مصروف چہل پہل اور ہر جانب پھیلتی تیاریاں اس تقریب کی خاص نوعیت کا اعلان کر رہی تھیں۔

چاروں خوش پوش مرد، کسی تقریب کے مہمانانِ خاص کی مانند ہر منظر کا جائزہ لیتے ہوئے اندر داخل ہوئے، تو سامنے ہی عارض کی والدہ ان کی منتظر نظر آئیں۔

"السلام علیکم آنٹی!" دانیال نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا، باقی سب بھی فوراً اس کے ساتھ ہم آواز ہوئے۔

"وعلیکم السلام بیٹا، ویلکم... عارض چینجنگ روم میں ہے، تیار ہو رہا ہے اور آپ سب کا انتظار کر رہا تھا۔"
وہ نرمی سے گویا ہوئیں اور فوراً ایک ملازم کو آواز دی، "انھیں عارض کے کمرے تک لے جاؤ۔"

کچھ ہی لمحوں بعد وہ سب عارض کے کمرے تک جا پہنچے۔ کمرہ خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ آئینے کے سامنے ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھا عارض، میک اپ آرٹسٹ سے اپنا حلیہ درست کروا رہا تھا۔
دروازے کی آہٹ پر اس نے ہاتھ کے اشارے سے آرٹسٹ کو رُکنے کا کہا اور گردن موڑ کر آنے والوں کی طرف دیکھا۔

"!اوہ، اچھا ہوا آپ سب آ گئے"

عارض کے چہرے پر سکون اور آنکھوں میں طمانیت ابھری۔

"ایسی کیا ایمر جنسی تھی کہ سب کو یوں نکاح سے پہلے بلوا لیا؟"

علی آگے بڑھتا، غصے سے بھرا ہوا گویا ہوا، جیسے وہ کب سے اس لمحے کا انتظار کر رہا ہو کہ اپنی جھنجھلاہٹ کسی پر نکال سکے۔

"بتایا تو تھا بھائی... اکیلا فیل کر رہا ہوں، تھوڑا نروس بھی ہوں۔"

عارض کا لہجہ نرم اور معصوم تھا۔

"سیدھا کہو میشل سے ڈر لگ رہا ہے۔"

دانیال نے جھٹ سے چوٹ کی، جس پر ارسلان اور دستور بے ساختہ مسکرا اٹھے۔

"یہ بچگانہ باتیں مت کرو، ڈینی۔ اگر اتنا ڈر تھا تو نہ کرتے محبت۔"
علی نے غصے میں مزید تیکھے لہجے سے کہا، جیسے اس کی اپنی تلخیاں بھی لبوں پر آ گئیں ہوں۔

"تمھاری وجہ سے عالیہ کو بھی ناراض کر دیا میں نے۔"
علی نے یکدم مزید جملہ چُبھایا۔

میں نے کب کہا کہ ڈر رہا ہوں؟ بس اس وقت اپنے بھائیوں کی ضرورت "
" تھی۔
عارض نے وضاحت کی، جس پر دستور نے خاموش اثبات سے اس کی بات کا ساتھ دیا۔

علی نے کرسی تھام کر نفی میں سر ہلایا، اس کے چہرے پر برہمی کی چھاپ تھی اور نگاہیں جھکی ہوئی۔

"بٹ بھائی... آپ کی ٹون سے تو لگتا ہے آپ خود عالیہ سے ڈرتے ہو۔"

عارض نے ہنستے ہوئے شرارت کر دی، جس پر علی نے جھپٹتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور باقی تینوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"تم نے مجھے یہ سنانے کے لیے بلایا ہے؟"

علی کا ماتھا شکن آلود ہوا۔

غصہ نہ کریں بھائی... میں دستور بھائی سے سفارش کر دوں گا، وہ منالیں گے "

"بھابھی کو۔

عارض نے جیسے جان بوجھ کر مزید جلتی پر تیل ڈالا۔

"خاموش ہو جاؤ ورنہ میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔۔"

"چھوڑو علی، یاروں کو کبھی تو ایک ہونا چاہیے۔"

دستور نے فضا کو ہلکا کرنے کی کوشش کی۔

آج عارض کا سب سے خاص دن ہے، واقعی ہمیں اس کے ساتھ ہونا چاہیے "

" تھا۔

"عارض، تم حکم کرو... ہم تمھارے لیے ہر خدمت کو تیار ہیں۔"

دستور نے بات کا رُخ بدلا، جب کہ میک اپ آرٹسٹ خاموشی اور بیزاری سے اپنا کام روکے یہ سب سن رہے تھے۔

اس سے کیا پوچھ رہے ہو؟ آؤ ارسلان، لاؤنج میں چلتے ہیں، شاید آنکل سے ہی "

"کوئی کام مل جائے۔

دانیال نے ارسلان کو اشارہ کیا، جو ہنستے ہوئے اس کے ساتھ باہر نکل گیا۔

"آپ کے لیے ٹھنڈا پانی منگواتا ہوں۔"

عارض نے علی کی طرف مڑ کر بڑی بے نیازی سے کہا، جیسے ایک اور چھیڑ کی کوشش ہو۔

اس سے قبل کے علی کو مزید غصہ آتا داستور نے اسکی پیٹھ تھپتھپاتے مسکرا کر اسے سنبھالا جس پر علی کے بے تاثر چہرہ لیے محض نفی میں سر ہلا دیا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

شاہ انڈسٹریز کا ایونٹ ہال آج شام ایک خواب کی صورت جگمگا رہا تھا۔ جیسے کسی رومانوی دیومالائی داستان کا قصر ہو۔ شاندار، پر وقار، اور محبت کی نرمی سے لبریز۔

سارا ہال سنہری اور آف وائٹ تھیم میں سجا ہوا تھا۔ چھت سے جھولتے کریسٹل کے فانوس اپنی مدھم روشنیوں سے ہال کو ایک طلسمی روشنی میں نہلا رہے تھے۔ ہر گوشہ جیسے خاموشی سے خوش آمدید کہہ رہا ہو۔ دیواروں پر لٹکے

سنہرے پردے اور سفید گلابوں کی بیلیں ہال کے جمالیاتی حسن کو چار چاند لگا رہی تھیں۔

سٹیج ایک شاہی منظر پیش کر رہا تھا۔۔ عمدہ مخملی پردے، نرم روشنیوں سے سجا ہوا پس منظر اور درمیان میں رکھا گولڈن کینٹیڈ صوفہ۔ اس کے اطراف میں تازہ گلاب، ٹیوب روز اور آرکڈز سے بنے فریش فلاور آرکس سجے تھے، جن سے ہلکی ہلکی خوشبو پوری فضا کو معطر کر رہی تھی۔

مہمانوں کے بیٹھنے کے لیے سفید کورز چیئرز ترتیب سے رکھی گئی تھیں، جن پر سنہرے ربن بندھے تھے۔ ہر میز پر چھوٹے شیشے کے جگمگاتے گلدان رکھے تھے، جن میں سفید اور گلابی پھولوں کا گلدستہ، اور ساتھ رکھا ایک ننھا سا کینڈل گلاس مدھم شعلے کے ساتھ روشنی بکھیر رہا تھا۔

ہال کے داخلی راستے پر نصب پھولوں کا آرچ گیٹ جیسے کسی جادوئی دنیا میں داخلے کی دعوت دے رہا تھا۔اسی داخلی راہ سے جب مہمان داخل ہوتے تو ان کا استقبال خوشبودار پھولوں کی مہک، مدھم موسیقی کی دھن اور دل کو چھو لینے والی روشنیوں کے حسین امتزاج سے ہوتا۔

ہال کے ایک طرف لائیو وائلن کی دھن بہت آہستگی سے پس منظر میں بج رہی تھی، جو اس ماحول کو مزید جذباتی اور سحر انگیز بنا رہی تھی۔

سب کچھ بے حد شاندار تھا مگر مصنوعی نہیں۔۔اس ہال کی ہر ایک جھلک میں عالیہ اور اس کی ٹیم کی نفاست، محنت اور جمالیاتی ذوق جھلک رہا تھا۔

یہ ہال ایک تقریب سے بڑھ کر، یادوں کی گواہی بننے جا رہا تھا۔۔جس میں محبت، جدائی، جذبات اور ملاقات کے سارے رنگ سمٹے ہوئے تھے۔

ہال میں روشن فانوسوں کی نرم روشنی اور سنہری تھیم کی جھلک ہر دیوار پر رقص کر رہی تھی۔
مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اور قریبی عزیز و اقارب مختلف گوشوں میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

اس خوبصورت سی تقریب کا وہ اکیلا میزبان فہاد سلمان حقانی اس وقت مہمانوں سے ملاقات اور گفتگو میں مصروف تھا اس کے ہمراہ اس کا اسسٹنٹ حمزہ بھی سیاہ آفس سوٹ پہنے اسکا بازو بنا ہر عمل میں اسکا ساتھ نبھا رہا تھا۔۔

فہاد نے آج سیاہ رنگ کا عمدہ ٹکسیڈو زیب تن کر رکھا تھا، جس کے ساتھ گہرے مرون رنگ کی سلک ٹائی اس کے سینے پر وقار کا نشان بن کر لٹک رہی تھی۔
سفید شرٹ کے ساتھ وہ ٹائی اس کے سنجیدہ مگر پرکشش انداز کو نمایاں کر رہی تھی۔ کالے پالش شدہ جوتے، کف پر چمکتے بٹن، اور ہاتھ میں بندھی مہنگی ترین گھڑی اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔ اس کے گھنے سلیقے سے سیٹ کیے گئے بال،

اور ہلکی سی خوشبو نے اس کی موجودگی کو مزید پراثر بنا دیا تھا اس کی سبز پرکشش آنکھوں میں اعتماد کی چمک اور چہرے پر ہلکی سی سنجیدگی اسے ہجوم سے ممتاز کر رہی تھی۔۔

ہال میں دیگر مہمانوں سمیت شاہ اور زمان خاندان کے تمام افراد بھی موجود تھے ننھی امرحہ بھی سنہری فراک لہراتی اپنے دادا فیصل شاہ کے ہمراہ ہال میں یک کے بعد دیگرے مہمانوں سے ملاقات کے دوران پھر رہی تھی۔۔

دستور عالم اپنی بیگم نرمین، جو ہلکے سبز رنگ کی ایمبرائیڈڈ ساڑھی میں ملبوس تھیں، کے ہمراہ ہال میں موجود تھا۔۔ جبکہ نرمین نے سنہری چوڑیاں اور ہلکی جیولری پہن رکھی تھی، ان کا انداز سادہ مگر باوقار تھا۔

دیکھو تو ہال کس قدر خوبصورت سجا ہے، عالیہ نے واقعی بہت دل لگا کر تیاری کی ہے۔" نرمین نے دھیمے انداز میں دستور سے کہا۔

بالکل! اس میں کوئی شک نہیں۔۔ بس دعا کرو کہ اب دلہن وقت پر آجائے، "ورنہ عارض کی حالت دیکھنے والی ہو گی۔" دستور نے مسکرا کر ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔۔

دوسری جانب، نیا نویلا جوڑا ارسلان اور سارہ بھی ہال کے داخلی دروازے کے کچھ قریب کھڑے تھے۔
سائرہ نے گلابی اور سلور کام والا فراک پہن رکھا تھا، جس پر نفیس گوٹہ کناری کی جھلک ہال کی روشنیوں میں دمک رہی تھی۔ ارسلان سادہ مگر اسٹائلش بلیو واسکٹ سوٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں کے چہرے پر نئی نویلی محبت کی چمک صاف جھلک رہی تھی۔

اتنا تیار ہونے کی ضرورت نہیں تھی، میرا دل تو ویسے ہی تم پر آتا ہے۔""
ارسلان نے آہستہ سے سارہ کے کان میں کہا۔

"اور میرا دل تو تمھاری باتوں پر آجاتا ہے۔"
سارہ نے کر نظریں جھکا کر کہا۔۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرادیے اور مہمانوں کی جانب بڑھ گئے۔ان کے انداز سے واضح تھا کہ ان کی نئ زندگی کی شروعات خوشیوں سے بھرپور ہو رہی ہے۔

----------------سونی رائٹس---------------

شام ڈھلی تو نکاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔۔ مہمانوں کی تعداد سے اندازہ ہو رہا تھا کہ تمام لوگ آچکے ہیں۔۔ شاہ انڈسٹریز کا ایونٹ ہال آج سنہری تھیم کی روشنیوں اور آرائش سے جگمگا رہا تھا۔یہ ہال، عالیہ اور اس کی ٹیم کی دو ہفتوں کی

انتھک محنت کا زندہ ثبوت تھا۔ ہر گوشہ، ہر میز، ہر روشنی ایک خواب سا محسوس ہو رہی تھی۔

علی اسٹیج پر کھڑا، آہستہ آہستہ ہال میں آتے مہمانوں کو دیکھ رہا تھا، مگر اس کے چہرے پر ہلکی فکریہ شکن ابھری ہوئی تھی۔

"...سب آ گئے، عالیہ کہاں ہے؟ فون بھی نہیں اٹھا رہی"

وہ خوبرو پرکشش مرد موبائل کان سے لگائے زیرِ لب بولا۔

"...یار، دلہن بھی نہیں آئی ابھی تک"

عارض نے بے صبری سے کہا، جو آج خود دلہے کے لباس میں، سنہری شیروانی پہنے، اسٹیج پر بیٹھا اپنی میشل کی آمد کا شدت سے منتظر تھا۔

علی نے اس کا جملہ نظرانداز کیا اور یکدم اپنی والدہ شبانہ بیگم کو دیکھ کر اسٹیج سے اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

"امی، آپ سب لوگ آ گئے، تو عالیہ کہاں ہے ؟"
وہ تھوڑا سا پریشان ہو کر بولا۔

"اس نے آنے سے منع کر دیا۔"
شبانہ بیگم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا؟"
علی چونکا۔ اسے فوراً عالیہ کا وہ جملہ یاد آ گیا :
("تمھیں دیر ہو رہی تھی ناں۔۔! اس جملے کا بدلہ میں تم سے ضرور لوں گی اور آج ہی لوں گی۔۔ شام کو تمھیں دکھاؤں گی کہ بھاؤ کھانا آخر کہتے کسے ہیں۔۔")

وہ جملے ذہن میں آتے فوراً پلٹا۔۔

"کیا ہوا، کہاں جارہے ہو علی؟"
شبانہ بیگم نے اس کا بازو تھام کر روک لیا۔

"اگر اس نے منع کیا ہے تو میں خود اسے لینے جاؤں گا۔"
علی نے سنجیدگی سے کہا۔

"ارے نہیں، میری جان، وہ اور سائرہ میشل کے ساتھ ہی آرہی ہیں۔"
شبانہ بیگم نے اس کی نادانی پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وضاحت دی۔
علی خاموش ہو گیا۔ دل میں جیسے ایک انجان سا سکون اتر گیا ہو۔۔

"دیکھو، کتنی خوبصورت تیاری کی ہے تمہاری بیوی نے۔"

شبانہ بیگم نے نظریں ہال پر دوڑاتے کہا، جس پر علی نے بھی ایک نظر پورے ہال پر ڈالی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

تبھی ہال کی مدھم روشنیوں اور گلابی روشنیوں کی لہر میں جب دروازے پر ہلکی سی چہل پہل ہوئی، تو سب کی نظریں بے اختیار اس سمت اٹھ گئیں۔۔

"لو آ گئی عالیہ!"
شبانہ بیگم نے خوشی سے کہا، اور اسی لمحے علی کی نگاہ بھی اسی سمت اُٹھی۔

دروازے سے داخل ہوتی عالیہ کو دیکھ کر علی کی آنکھیں ٹھہر گئیں۔ لمحے کے لیے وقت رک سا گیا۔

جب عالیہ میشل کو تھامے شاہ انڈسٹریز کے ایونٹ ہال میں داخل ہوئی، تب ایک لمحے کو سب کچھ جیسے تھم سا گیا۔ اس نے آج پھر اسی طرز کا سنہری لہنگا زیب تن

کیا تھا۔۔ جس میں وہ برسوں پہلے علی کے دل پر راج کرچکی تھی۔ باریک نفیس زری اور نگینے دار موٹیفز سے آراستہ یہ لباس، شام کے دھندلکے میں سورج کی آخری کرن کی طرح چمک رہا تھا۔اس پر اس طرز کا لباس اور یہ رنگ بے حد جچتا تھا۔۔

علی کی نگاہ جب اس پر پڑی، تو اسے لگا وقت واپس پلٹ آیا ہو۔وہی سنہری چمک، وہی حیا کی چادر میں لپٹی دلربائی۔اس نے آج وہی انداز اپنایا تھا، جو برسوں پہلے علی کے دل میں ہمیشہ کے لیے ثبت ہو چکا تھا۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے تمھاری بیوی۔۔ہے ناں۔؟"
شبانہ بیگم بھی اسکی خوبصورتی کو دیکھ کر تعریف کیے بنا نہ رہ سکی اس نے علی کو اسکی بیوی کہلاتے ایک حق سے کہا۔۔

"...بہت"

علی کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔اس پل وہ صرف عالیہ کو دیکھ رہا تھا۔جیسے دنیا میں سب کچھ ماند پڑ چکا ہو۔اس کی نظریں پلک جھپکنا تک بھول چکی تھیں۔

کھلے براؤن بال عالیہ کے کندھوں پر نرمی سے جھول رہے تھے، ہونٹوں پر گہرے سرخ رنگ کی لپ اسٹک سجی تھی،اور چہرے پر وہی پرکشش حسن کی خوبصورتی تھی جو برسوں پہلے علی کو بے خود کر گئی تھی۔۔

"چلو، میں ذرا میشل کے پاس جاتی ہوں۔"
شبانہ بیگم نے علی کی حالت دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئیں۔

مگر علی اب بھی وہیں کھڑا، نگاہیں جمائے، جیسے کوئی یاد، کوئی احساس، اس کی روح کو چھو کر گزر رہا ہو۔۔

دوسری جانب

عالیہ کے پہلو میں موجود میشل ! آج کی دلہن، نہایت شاندار گہرے سرخ دلہن کے روایتی لہنگے میں سجی، آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہال کے اندر داخل ہوئی۔ اس کے لباس پر سونے کے دھاگوں سے کی گئی کڑھائی، موتیوں، زری، اور نگینوں کی جھلکیاں، ہر روشنی میں چمک کر اس کے وجود کو دیوی سا بنا رہی تھیں۔

اس کا دوپٹہ ماتھے پر احتیاط سے ٹکا ہوا تھا، جس کے کنارے نفیس کام سے بھرے ہوئے تھے اور وہ دوپٹے کو شانوں پر سنبھالے ہوئے تھی، جیسے وقت کی نزاکت اس کے ہر قدم سے بندھی ہو۔

عالیہ اور سائرہ اسے دائیں بائیں سے تھامے ہوئے تھیں، قدموں کی رفتار دھیمی تھی مگر وقار سے لبریز۔ پیچھے خاندان کی دیگر عورتیں اور بچے بھی تھے، مگر ان سب کے درمیان اس وقت صرف میشل کی شان تھی جو سب پر حاوی تھی۔

اسٹیج پر بیٹھے عارض کی نگاہیں جیسے اس کے وجود سے جڑ گئیں۔ وقت ایک لمحے کو رک گیا، شور تھم سا گیا، اور عارض کی نگاہوں میں صرف میشل کا عکس اترنے لگا۔۔

وہ پہلے پہل چونکا، جیسے خواب میں ہو، پھر آہستہ سے سیدھا ہو کر بیٹھا، اس کی آنکھوں میں حیرت، خوشی اور محبت کی لہر بیک وقت تیر گئی۔ سانسیں مدھم پڑ گئیں، اس نے جیسے اپنے ارد گرد سب کچھ بھلا دیا تھا، نہ ہال میں موجود مہمانوں کا شور، نہ گلابوں کی مہک، نہ میوزک کی دھن۔۔ بس ایک ہی وجود تھا، جو روشنی سے زیادہ روشن لگ رہا تھا۔

عارض کی نظریں میشل کے لہنگے کے لہراتے کناروں پر رکتی، پھر اس کے گھونگھٹ سے جھانکتے چہرے پر، اور پھر آہستہ سے اس کے آنکھوں سے آنکھیں ملا بیٹھیں۔ لمحے کے لیے میشل نے بھی نگاہ اٹھائی۔۔ عارض کی نگاہ سے

نگاہ ملی، اور مسکراہٹ کا ہلکا سا رازدارانہ سایہ دونوں کے لبوں پر آیا، جو صرف وہی دونوں سمجھ سکتے تھے۔

وہ صرف دلہن نہیں لگ رہی تھی، وہ آج محبت، خلوص اور قربت کی مکمل تصویر تھی۔ ایک عہد، ایک وعدہ، ایک ان کہی داستان کی مجسم جھلک سی تھی۔۔

اس لمحے میں، ساری جھجک، ساری دوری، اور ساری بے یقینی تحلیل ہو چکی تھی۔ آج عارض کی نظروں میں میثل صرف دلہن نہیں، اس کی زندگی، اس کا یقین، اور اس کا خواب بن چکی تھی۔

جبکہ ایک اور جانب ہال کے ایک کنارے، روشنیوں کی چمک سے کچھ دور، مہمانوں کے قریب کھڑا افہاد، ہاتھ میں پکڑے گلاس میں پانی کے چند گھونٹ لینے کے بعد ہال کے داخلی راہ پر چہل پہل کی جانب متوجہ ہو کر نظریں بے دھیانی میں اسی سمت لے گیا۔ وہ اب کسی سے بات نہیں کر رہا تھا، محض ماحول کو خاموشی سے محسوس کر رہا تھا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہجوم میں وہاں کیا ہو

رہا ہے لوگوں نے کچھ راہ ہموار کی اس کی نظر دلہن پر پڑی اور لمحے میں اس کے لیے جیسے سارا منظر ہی بدل گیا۔

میشل، دلہن کے لباس میں، عالیہ اور سائرہ کے ساتھ ہال میں داخل ہو رہی تھی۔

فہاد کی نظر سب سے پہلے اپنی بہن پر پڑی۔ آج وہ اسے مکمل دلہن کے روپ میں دیکھ کر ایک لمحے کو رک سا گیا۔ میشل کی آنکھوں میں حیا، اور چہرے پر وہ چمک تھی جو شاید وہ برسوں سے اپنی بہن کے لیے چاہتا تھا۔ دل کو اطمینان سا ہوا۔ لیکن پھر۔۔اسی لمحے اس کی نگاہ غیر ارادی طور پر عالیہ پر جا ٹھہری۔

اور اس کی سانس تھم سی گئی۔۔

عالیہ۔۔؟ یہ وہی عالیہ تھی؟

جسے وہ ہمیشہ سادہ شلوار قمیص، یا آفس کے رسمی لباس میں دیکھتا آیا تھا؟ آج وہ سنہری لہنگے میں لپٹی، سرخ لبوں پر خاموشی سجائے، کھلے براؤن بالوں کے ساتھ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ فہاد کا دل دھڑکنا بھول گیا۔

فہاد نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر نہ ہنسی تھی، نہ ناراضی، بس ایک عجیب سی سنجیدگی، ایک ٹھہراو تھا۔ مگر وہ نظر جھکائے میشل کو سنبھالتی چلی آ رہی تھی، جیسے اس لمحے دنیا میں کسی اور چیز کا وجود ہی نہ ہو۔

فہاد کی سانس جیسے کہیں اٹک گئی۔
اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے صوفے کی پشت کو تھام لیا اسے اس وقت اپنی بہن کے قریب لپک کر جانا چاہیے تھا مگر اس قدم تو کھڑے کھڑے ہی لڑ کھڑا گئے۔۔ دل میں بے اختیار ایک ہوک سی اٹھی۔
"... میں نے تو کبھی اسے یوں دیکھا ہی نہیں تھا"

وہ دل ہی دل میں بولا، اس کے چہرے پر حیرت، تعجب اور کچھ ایسا تھا جو وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

عالیہ نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے ایک لمحے کو نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا اور ٹھیک اسی لمحے اس کی نظریں فہاد سے مل گئیں۔
فہاد کی آنکھیں فوراً جھک گئیں، مگر اس ایک لمحے میں جو کچھ بیت گیا، وہ کسی پوری کہانی سے کم نہ تھا۔ عالیہ نے بغیر کوئی تاثر دیے نظریں پھیر لیں، اور میشل کے ساتھ اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

فہاد اب خاموش تھا، مگر اندر سب کچھ عجب سا دھڑکنوں کا شور محسوس ہو رہا تھا۔
آج وہ اس لڑکی کو پہلی بار مکمل سجے سنورے روپ میں دیکھ رہا تھا، اور شاید پہلی بار وہ یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ جس کا انتخاب فہاد کے دل نے کیا ہے وہ کس قدر قیمتی ہے۔

عالیہ نے بڑی نفاست اور احتیاط سے میشل کو اسٹیج تک پہنچایا۔
وہ آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی اُسے عارض کے پہلو میں، صوفے پر مناسب فاصلے سے بٹھا چکی تھی۔
میشل کا دل اب تیز دھڑک رہا تھا، چہرے پر دلہنوں جیسی معصوم ہلکی جھجھک تھی۔۔

"Are you comfortable?"
عالیہ نے اس کا دلکش سرخ لہنگا سلیقے سے پھیلاتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

میشل نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔

گڈ..." عالیہ نے پُر سکون انداز میں کہا۔"
اسی لمحے فوٹو گرافر نے اسے سائیڈ پر ہونے کا اشارہ دیا۔ عالیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس پلٹنے لگی، مگر اچانک میشل نے اس کی ہتھیلی تھام کر روک لیا۔

عالیہ رُک کر سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف مڑی۔

میشل نے دھیرے سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں نمی، دل میں شکر گزاری۔

"تھینک یو سو مچ۔۔"

میشل کے لہجے میں خلوص تھا، آنکھیں پر نم تھیں۔

"بہن کو تھینک یو نہیں کہتے..."

عالیہ نے نرمی سے اس کی ہتھیلی تھامی اور مسکراتے ہوئے کہا،

وہ کچھ مزید لمحے میشل کے ساتھ ٹھہری رہی، پھر کسی کے بلانے پر خاموشی سے اسٹیج سے اتر گئی۔

ادھر عارض، جو صوفے پر بیٹھا تھا، کچھ جھک کر میشل کی طرف مڑا اور سرگوشی کے انداز میں بولا،

"بہت پیاری لگ رہی ہو... بالکل خوابوں کی ملکہ جیسی۔"

"تم بھی اچھے لگ رہے ہو... مگر مجھ سے کم!"

میشل نے شوخی سے مدھم آواز میں جواب دیا۔

دوسری طرف، ہال میں مہمانوں سے رسمی ملاقات کرتے ہوئے بالآخر عالیہ کا سامنا اپنے شوہر، علی سے ہوا۔

"کب سے پریشان تھا میں..."

علی فوراً اُس کے قریب آیا، لہجہ فکر مند تھا۔

"آخر کار نمودار ہو ہی گئے تم!"

عالیہ نے نظریں ملائے بغیر ہلکے طنز سے کہا۔

علی نے پورے استحقاق سے ایک گہری نظر اس پر ڈالی،
"...بہت حسین لگ رہی ہو"

عالیہ نے ایک نظر اسے جواباً دیکھا، پھر فوراً نظریں چرا لیں۔

"اب تک ناراض ہو؟"
وہ نرمی سے پوچھ بیٹھا۔

"میں بہت بزی ہوں، مجھے تنگ مت کرو۔"
اس کا لہجہ سنجیدہ تھا، مگر آنکھوں میں چھپی شرارت چھپ نہ سکی۔

کام تو مجھے بھی بہت ہیں..." علی نے دھیرے سے جھک کر کہا،"

"مگر تمہیں اتنا تیار ہو کر نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"واٹ؟"

عالیہ نے چونک کر اسے پھر دیکھا۔

اب سارا دھیان تم پر رہے گا... کوئی کام نہیں ہو پائے گا مجھ سے۔" علی کی" آنکھوں میں شریر چمک تھی۔

عالیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ دبائی،
"اٹس ناٹ مائی پرابلم مسٹر شاہ۔۔"
وہ کہتی ہوئی مغرورانہ انداز سے آگے بڑھ گئی،اور جاتے جاتے اپنا کندھا ہلکے سے علی سے ٹکرا گئی۔

علی نے پلٹ کر دیکھا اور دل میں ایک خاموش سی مسکراہٹ چھپا لی——وہ جان چکا تھا، اس کی بیوی ابھی بھی ناراض نہیں، بلکہ اُسے نخرے دکھا رہی ہے۔

-------------سونی رائٹس-------------

کچھ دیر گزری کہ اب ہال میں اچانک خاموشی چھا گئی۔
ہر نگاہ اسٹیج کی جانب اٹھنے لگی جہاں دلہا دلہن کی موجودگی کے بعد اب قاضی صاحب نے نکاح کے رسمی الفاظ ادا کرنے شروع کیے۔

"میشل حقانی ولد سلمان حقانی، آپ کا نکاح عارض احمد ولد افتخار احمد سے بحق مہر دس لاکھ سکہ رائج الوقت میں طے کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

قاضی صاحب صوفے پر بیٹھا گود میں نکاح کی فائل رکھے میشل سے مخاطب ہوا۔

اسٹیج پر حقانی اور عارض خاندان کے افراد موجود میشل کے جواب کے اب منتظر ہوئے فہاد بھی میشل کے بالکل قریب کھڑا اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھے اسے اشارہ کر گیا۔۔سب کی نظریں جھکی ہوئی میشل پر مرکوز تھیں۔

"جی... قبول ہے۔"

وہ دلہن کے لباس میں لپٹی، نظریں جھکائے،نرم آواز میں جھجک کر بولی۔۔ تمام اسٹیج پر موجود افراد کے چہرے پر مسکراہٹ اور خوشی کے تاثرات ظاہر ہوئے۔۔

"!شکر ،الحمدللہ"

عارض میشل کا مثبت جواب سن کر خود سے گویا ہوا کیونکہ آج اس کی زندگی کا سب سے اہم خواب اپنی تکمیل کو پہنچا تھا۔۔

ہال میں اب کسی کی آنکھیں نم تھیں، کسی کے چہرے پر مسکراہٹ۔ جبکہ فہاد اب بھی اپنی بہن کی ڈھارس اسکا سہارا بنے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کے قریب کھڑا تھا۔۔

کچھ دیر بعد قاضی نے اپنے الفاظ اب تین دفع عارض کے لیے دہرائے جس کا مثبت جواب حاصل کرنے کے بعد اور دونوں سے نکاح نامے پر دستخط لینے کے بعد دعا کروائی گئی خوشگوار مسکراہٹوں اور مبارکبادی کا تبادلہ شروع ہوا۔۔اس لمحے میں صرف دو دلوں کا نہیں، دو خاندانوں کا بندھن مکمل ہوا تھا۔

-------------سونی رائٹس-------------

ہال میں نکاح کی تقریب جاتی تھی اسکے ہاتھ میں موبائل مسلسل بج رہا تھا جس سے بیزار ہو کر عالیہ شور سے بچنے اور کال اٹینڈ کرنے کے لیے ہال کی بارہ دری میں پہنچی جہاں لوگوں کی چہل پہل نہیں تھی نہ ہی آوازوں کا شور تھا۔۔

وہ کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگانے لگی۔۔

"ہیلو؟ کیا مسلہ ہے۔؟ کیوں فون کر رہے ہو۔۔؟" عالیہ نے قدرے برہمی سے کہا۔۔

"میم آپ نے سیکورٹی کا کہا تھا پولیس آئی نہیں تو ہمیں پرائیویٹ سیکورٹی ارینج کرنی پڑی۔۔" اس نے آفس مینجر نے عالیہ کو مودبانہ لہجے میں مخاطب کرتے کہا۔۔

"یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے وہ بھی اس وقت جب ایونٹ آدھا گزر گیا۔۔"""
عالیہ کا پارہ مزید چڑھ گیا۔۔

میم، پانچ بجے آپ سے اجازت لینی تھی، مگر آپ نے کال ریسیو نہیں کی۔ای" میل بھی بھیجی، لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔"مینجر کا لہجہ ٹھنڈا اور مدھم تھا۔۔

اور یہ پولیس کس خوشی میں نہیں آئی ہمیں کوئی اپنے لیے ذاتی پروٹوکول تو" نہیں چاہیے تھا اتنے سارے مہمان آئے ہوئے ہیں پہلے بھی ہوٹل میں اور دیگر جگہوں پر حادثات ہو چکے ہیں اس لیے میں نے واضح ہدایت کی تھی کہ انہیں "ریکوسٹ لیٹر بھیج دینا۔۔

جی میم لیٹر تیار تھا، لیکن اطلاعات کے مطابق وہ پولیس کو بھیجا ہی نہیں گیا۔" "میجر نے حقیقت سے پردہ اٹھاتے ایک انکشاف کیا۔۔

وٹ۔۔؟میرے آرڈرز کے باوجود بھی اس کام پر عمل نہیں ہوا۔۔"عالیہ کا" غصہ عروج پر پہنچا۔۔

"ان سب اسٹاف والوں سے میں کل آفس میں نمٹ لوں گی۔"

:اس نے کہا، پھر کچھ توقف کے بعد قدرے نرم لہجے میں بولی

خیر، جو ہونا تھا ہو گیا۔ اچھا ہوا کہ تم نے بروقت پرائیویٹ سیکیورٹی کا"

"بندوبست کر لیا۔

"جی میم۔"

اوکے کوئی ایشو ہو تو سنبھل لینا یا مجھے انفارم کر دینا۔۔" اپنا آخری جملہ ادا کرتے"

عالیہ نے کال منقطع کر دی۔۔

اس کی نظر موبائل سے ہٹی ہی تھی کہ اب علی کو اپنی جانب قدم بڑھاتے دیکھا

جو عنابی لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔۔

تم یہاں بھی آ گئے۔۔" وہ بولی۔۔"

"یہ جگہ یاد ہے تمھیں۔۔" علی نے بارہ دری کی چاروں اطراف نظر اٹھا کر دیکھتے کہا۔۔

"کیسے بھول سکتی ہوں۔۔ یہیں کھڑے ہو کر طلاق کی دھمکی دی تھی تم نے مجھے۔۔" عالیہ نے بھی ایک لمحے کو نظر اٹھائی ستون دیکھے اور جملہ ادا کیا۔۔

"میری مجال؟" علی فوراً اسکی جانب دیکھ کر آنکھوں میں بے انتہا محبت چھلک رہی تھی۔۔

"دھمکی نہیں دی تھی۔۔ صرف کہا تھا کہ آگر مجھ سے مزید دور رہی تو میں بھی اپنی مرضی سے چلوں گا۔۔" اس نے عالیہ کی جانب قدم بڑھاتے اسے وضاحت دی، لہجے میں سرگوشی تھی۔۔

ہاں کہا تھا کہ میں بھی اپنا فیصلہ سنا دوں گا۔۔" عالیہ نے اسے شکوہ بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔

"میرے لیے تو وہ دن ایک اچھی یاد بن گیا کیونکہ اس کے بعد ہی تم مجھے حاصل ہو گئی لیکن لگتا ہے تمھارے لیے تلخ لمحہ تھا۔۔" علی نے آخری جملے میں ماتھے پر بل ڈالے سوالیہ لہجہ اختیار کیا۔۔

"ہمم بہت تلخ۔۔" عالیہ نے سرد لہجے میں کہا نگاہیں کہیں اور تھیں۔۔

"تو سب یاد ہے تمھیں۔۔" وہ بولا۔۔

"سب؟" عالیہ نے فوراً نظریں علی پر ٹھہرائی۔۔۔

"ان چھ سالوں کا ایک ایک لمحہ یاد ہے مجھے۔۔" وہ مزید بولی لہجہ وہی سرد تھا۔۔

"مگر میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے صرف تم آج صبح کے لمحات بھول جاؤ اور مجھے معاف کر دو۔۔" علی نے اسکی ملائم گردن میں ہاتھ دیتے چہرہ اسکے قریب کرتے کہا۔۔

وہ علی کو اب خاموشی سے سن رہی تھی۔۔

"دیکھو آدھی تقریب بھی نکل گئی کب سے تمھیں منانے میں لگا ہوں اب تو راضی ہو جاؤ کیا یہ سفاکیت کی انتہا نہیں ہے؟" وہ مزید بولا۔۔

"اووہ۔۔ بہت ظلم ہو رہا ہے تمھارے ساتھ۔۔؟ بہت مظلوم ہو تم۔۔؟" اس نے علی کے معصومیت میں کہے جملے سن کر ماتھے پر بل ڈالتے شوخی سے کہا۔۔

"ایسا ہی ہے۔۔ میری بیوی اتنی تیار ہو کر مجھے ہی نظر انداز کرے تو کیا دل نہیں جلے گا میرا۔۔؟"

اس نے عالیہ کو دیوار سے ملحق کرتے خماری لہجے میں کہا جس کا جملہ وہ خاموشی سے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سن رہی تھی۔۔ علی اسے پیار الگ رہا تھا مگر جتنا پیار الگ رہا تھا اتنا ہی اسے تنگ کرنے میں عالیہ کو مزہ بھی آرہا تھا۔۔

میرے پاس تمھارے لیے کچھ ہے۔۔" علی اسکی خاموشی پر پھر سے گویا ہوتا" بلیزر کوٹ کے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال گیا جسے اب عالیہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

دوسری جانب فہاد نے عالیہ کو اس سمت آتے دیکھا تھا، اور اس کے تعاقب میں وہ بھی بارہ دری کی طرف بڑھا، تاکہ آخر کار اسے چند لمحے عالیہ سے گفتگو کا موقع مل جائے، اور وہ اس کی خوبصورتی کو قریب سے دیکھ کر اپنی نظروں سے سراہ سکے۔

عالیہ اسی طرف آئی ہے... شاید اب تھوڑی بات ہو ہی جائے۔۔۔" فہاد بارہ دری میں قدم رکھتے ہوئے دھیرے سے خود کلامی کرنے لگا، اور ارد گرد نگاہ دوڑاتا مزید آگے بڑھا۔

چند قدم ہی چلا تھا کہ بے دھیانی میں اٹھنے والی ایک نظر ایک جانب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی عالیہ پر جا ٹھہری۔ وہ لمحہ فہاد کی مسکراہٹ میں ایک خوشگوار چمک لے آیا، مگر اسی پل علی بھی نظر آیا جو اس کے بالکل قریب کھڑا بلیزر کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال رہا تھا۔
یہ منظر دیکھ کر فہاد کے چہرے پر ابھری مسکراہٹ ایک پل میں سمٹ گئی، جیسے دل پر کوئی بوجھ اتر آیا ہو۔

یہ دیکھو یہ لایا ہوں تمھارے لیے۔۔" اس نے بلیزر کوٹ سے سونے کا"
بریسلیٹ نکال کر عالیہ کو دکھایا جس پر سفید نگینے
چمک رہے تھے۔۔

"یہ کہاں سے آیا؟" عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالتے، سر جھکائے بریسلیٹ کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ آج جب عارض کے گھر جا رہا تھا، راستے میں ایک جیولری سٹور سے خریدا۔ سوچا، جب تم آؤ گی تقریب میں تو خود پہنا دوں گا۔"
علی نے دونوں ہاتھوں میں بریسلیٹ تھام کر اس پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔

"ہمم، تو جیولری اسٹور نے تمھیں یہ یوں ہی اٹھا کر دے دیا؟"
عالیہ نے شرارت سے کہتے ہوئے پہلے بریسلیٹ کو دیکھا، پھر نظریں اٹھا کر علی کی طرف دیکھا۔ وہ محض بات چیت کو طول دینا چاہتی تھی۔

علی اس کے سوال پر گہرا مسکراتے نفی میں سر ہلانے لگا اف وہ اس وقت اس مسکراہٹ کے ساتھ کس قدر حسین لگتا عالیہ کے دل پر ایک عجب وار کر گیا تھا

جس سے وہ خود بالکل انجان اور بے خبر تھا۔۔ جبکہ فہاد اب بھی کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔ خاموش، مگر اندر سے ٹوٹتا ہوا۔

"اس کی رسید اور باکس سب گاڑی میں ہے... پہنا دوں؟"
علی نے وضاحت دی، اور پھر پوچھا۔

"ہاں، بہت خوبصورت ہے۔ پہنا دو۔"
عالیہ نے شوخی سے مسکراتے ہوئے اپنی کلائی علی کی طرف بڑھا دی۔

وہ نازک، سفید کلائی... علی نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔ صبح تک اس پر کچھ نہ تھا، مگر اب اس پر مہندی لگی ہوئی تھی۔
علی نے نرمی سے اس کی ہتھیلی پر ہاتھ پھیرا، پھر نظریں بلند کیں، اور عالیہ کو بغور دیکھنے لگا۔ جو اس پل بس علی کو ہی دیکھ رہی تھی۔

علی نے چوڑیاں ہلکی سی سرکائیں اور بریسلیٹ اس کی کلائی پر پہنایا۔ جب کلائی کو سیدھا کر کے دیکھا، وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ اسے یوں لگا جیسے یہ ادھوری کلائی اب جا کر مکمل ہوئی ہو۔

...ان دونوں کے درمیان یہ انمول لمحے
فہاد بھی انہیں دیکھ رہا تھا—آنکھوں میں انگارے لیے۔ اس نے پہلی بار ان دونوں کو اس قدر قریب دیکھا تھا، اور یہی منظر اس کے دل پر قیامت بن کر ٹوٹ رہا تھا۔

علی نے اپنی زوجہ کی ہتھیلی تھامی، اور اسے اپنے چہرے کے قریب کرتے ہوئے اس پر نرمی سے بوسہ دے دیا۔
مہندی کی خوشبو سے علی کی سانسیں مہکنے لگیں، اور عالیہ... وہ جواب تک علی کو دیکھ رہی تھی، اس لمس پر نظریں جھکا گئی۔

جبکہ یہ منظر دیکھ کر فہاد کے دل میں ایک اور آگ سی بھڑک اٹھی۔اس کی سبز آنکھوں میں شدید جذبات کی سرخی اتر آئی، جیسے کسی لمحے وہ آنکھیں خون آلود ہو جائیں۔

اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں،اور سانسیں بے قابو ہونے لگیں۔

وہ آج تک کبھی اس قدر اذیت میں نہ تھا۔

کسے خبر تھی کہ یہ مضبوط،خوش شکل مرد — محض ایک منظر کو دیکھ کر اندر سے ٹوٹ رہا ہے۔

"اب تو راضی ہو نا؟"

علی نے عالیہ کی ہتھیلی تھامے ہوئے پوچھا۔

لالچ دے رہے ہو؟" وہ ہنسی دباتے بولی۔"

"نہیں،ریکویسٹ کر رہا ہوں۔"

"ہمم...ویسے میں ناراض تھی بھی نہیں، بس تمھاری ناک میں دم کرنے کو دل چاہ رہا تھا۔"
وہ شرارت سے مسکرائی۔ علی اس کی اس فطرت سے بخوبی واقف تھا۔۔

"اور اگر میں تمھاری ناک میں دم کر دوں تو؟"
علی نے شوخی سے ایک آبرو اٹھایا، پھر دیوار پر ہاتھ رکھ کر چہرہ عالیہ کے مزید قریب لے آیا۔اس کی سرگوشی ذو معنی تھی۔

"اپنی حد میں رہو... ہم ہال میں کھڑے ہیں۔"
عالیہ نے فوراً اپنا ہاتھ علی کے بلیزر پر رکھا اور ہلکی سی قوت سے روکتے ہوئے بولی۔۔

"کیسی حد؟" علی نے ہنستے ہوئے ابرو پھر اٹھائے۔

"تم بھی میری ہو، ہال بھی میرا ہے، تو ڈر کیسا؟"

وہ کہتے مزید قریب ہی ہوا تھا کہ فہاد نے دانت بھینچتے ہوئے غصے میں اپنے قریب رکھے سجاوٹی پھولوں کے گملے کو زور سے دھکیل دیا۔

وہ گملا زمین پر گر کر ٹوٹا، پھول بکھر گئے۔

"یہ آواز کیسی تھی؟"

وہ دونوں چونک گئے۔

علی نے ارد گرد نگاہ دوڑائی، مگر کوئی نظر نہ آیا، کیونکہ فہاد ستون کے پیچھے تھا۔

میں بھی تمھاری ہوں، ہال بھی تمھارا ہے، مگر وقت تمھارا نہیں ہے اور نہ ہی "

"قسمت تمھارا ساتھ دے رہی ہے۔

عالیہ نے شوخ لہجے میں کہا، اور علی کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

اگلے ہی لمحے وہ نرمی سے اس کی گرفت سے نکلی، اور سبک رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

علی اب بھی اسے مسکراتے ہوئے جاتے دیکھ رہا تھا۔

فہاد کا دل چاہا، اسی وقت علی کے پاس جائے اور اسے جان سے مار دے، مگر اسے یاد آیا۔۔ آج اس کی بہن کی زندگی کا سب سے اہم دن ہے۔ اور عالیہ کے سامنے اس کے شوہر کو نقصان پہنچانا اسے خود سے مزید بدگمان کر سکتا ہے۔

یہی سوچیں اس کا ضبط تھیں۔ مگر...

اس کا رک جانا کب تک ممکن تھا؟

یہی وہ سوال تھا... جو خود فہاد سے بھی چھپا ہوا تھا۔

-------------سونی رائٹس-------------

"بیٹا، رخصتی کا وقت آگیا ہے۔۔۔"
عارض کے رشتے داروں کی ہلکی ہلکی سرگوشیاں میشل کے کانوں تک پہنچیں تو اس کے دل میں ایک انجانی سی کپکپی دوڑ گئی۔پل بھر کو اس نے گردن موڑ کر اسٹیج کے کنارے سے دروازے کی سمت دیکھا جیسے کسی مانوس وجود کی تلاش ہو۔

"ہادی کہاں ہے؟"
وہ بے چین لہجے میں بولی،
"!کال کرو اسے فوراً"

ماجد کے بیٹے اور میشل کے کزن نے فوراً فہاد کا نمبر ملایا اور فون میشل کے کہنے پر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

۔

۔

۔

دوسری جانب،

ہال کی چھت پر، تنہائی کی نمی میں بھیگتا فہاد دیوار سے پشت لگائے زمین پر بیٹھا تھا۔اس کے چہرے پر تھکن، آنکھوں میں سرخی و نمی،اور وجود میں بے بسی سی طاری تھی۔

وہ میشل کی رخصتی کے غم سے زیادہ، عالیہ کی سجی سنوری جھلک، علی کے پہلو میں اس کی قربت،اور اپنے دل کی شکست کے نوحے میں گم تھا۔

اس کے جیب میں کمپن کرتی موبائل کی لرزش نے اسے چونکا دیا۔

بے دھیانی میں اس نے اسکرین دیکھے بغیر کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہادی، آخر کہاں چلے گئے تم؟ ہم سب جانے والے ہیں۔۔۔"

میشل کی فکر بھری آواز فضا میں گونجی، جیسے کسی نے ادھورے لمحے کو آواز دے دی ہو۔

"آرہا ہوں۔۔۔"

فہاد نے بمشکل آنسو صاف کرتے، سرد لہجے میں جواب دیا۔

۔

۔

۔

کچھ ہی دیر میں فہاد ہال میں دوبارہ نمودار ہوا۔اسٹیج کی طرف بڑھتے اس کی ڈھیلی ٹائی، بکھرے بال،اور سرخ سوجھی آنکھوں نے سب کو متوجہ کرلیا۔

لوگوں نے ایک دوسرے سے نظریں ملائیں، کچھ نے سرگوشیاں کیں۔

"ماں باپ کے بنا بہن کی رخصتی۔۔۔"

"کتنا بھرا ہوا دل ہوگا اس لڑکے کا۔۔۔"

مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ فہاد کے دل کی زمین آج عالیہ کی قربت دیکھ کر راکھ ہو چکی ہے۔

اس کے چہرے پر نقاہت نہیں، بے آواز چیخ تھی——روح کی۔

میشل اسے دیکھتے ہی فوراً کھڑی ہو گئی، بھائی کے بگڑے حال نے اس کا دل دکھا دیا۔

فہاد نے کچھ نہیں کہا، بس نظریں چرائے، خاموشی سے پاس آیا۔

۔

۔

۔

پھر وہ لمحہ آ پہنچا، جب رخصتی کی تمام رسمیں ادا ہو چکی تھیں۔

قرآن پاک کے سائے تلے میشل نے گھر سے رخصت ہونا تھا۔

سب گیٹ کے باہر قطار در قطار کھڑے تھے، مگر فہاد کی نظریں صرف ایک ہی چہرے پر تھیں——اپنی بہن پر۔

"ہمیشہ خوش رہنا۔۔۔"

فہاد نے میشل کو سینے سے لگا کر کہا۔

آواز میں تھرتھراہٹ تھی، دل میں جیسے کوئی بوجھ رکھ دیا گیا ہو۔

"آئی ول مس یو۔۔۔"

میشل نے بمشکل اپنے آنسو روکتے ہوئے کہا۔

فہاد نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما،

"You’ll never be alone, I’m always here for you, my dear sister."

"تم کبھی تنہا نہیں ہو گی، میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں، میری پیاری بہن!"

وہ میشل کو تسلی دیتا گویا ہوا۔

"اپنا بہت خیال رکھنا ہادی۔۔۔"
میشل کی نم آواز آخری بار ابھری۔

"تم بھی، میری جان۔۔۔"
فہاد نے اثبات میں سر ہلایا، اور چہرہ ایک لمحے کو آسمان کی طرف کر لیا تاکہ آنسو واپس پلکوں میں ٹھہر جائیں۔

قرآن کے سائے میں میشل دلہے کی گاڑی میں بیٹھی، اس کی آنکھیں ابھی تک فہاد کو دیکھ رہی تھیں۔
بارات جیسے جیسے دور ہوتی گئی، فہاد کی نگاہیں وہاں جمی رہیں۔

۔

۔

۔

تمام باراتی رخصت ہو چکے تھے۔

ہال اب تقریباً مہمانوں سے خالی ہو چکا تھا۔

فقط کچھ گھر والے رہ گئے تھے۔

"سب مہمانوں کے جانے کے بعد میرے خیال سے تمھیں ہمارے ساتھ چلنا چاہیے"،

زاہد نے آہستگی سے کہا۔ فہاد کی آنکھوں کی سرخی اور تھکن اس کی نگاہ سے اوجھل نہ رہی۔

فہاد نے گہری سانس لی،

"نہیں۔۔۔ آج رات اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔"

آواز میں کچھ ٹوٹا، اور کچھ دفن سا تھا۔

یہ رات، صرف اس کی تھی۔

خاموش، ویران، اور زخمی سی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

تقریب اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ شاہ انڈسٹریز کے وسیع و عریض ایونٹ ہال کے بیرونی احاطے میں اب شاہ اور زمان خاندان کے افراد اپنی اپنی گاڑیوں کے قریب کھڑے، الوداعی جملوں اور دعاؤں کا تبادلہ کرتے رخصتی کی تیاری کر رہے تھے۔

"چلیں؟"

علی نے نرمی سے کہا، گویا اب سب کچھ ختم ہوا۔

—— مگر عین اسی لمحے عالیہ کی آواز گونجی

"بابا، میں سوچ رہی تھی کہ... آج کی رات آپ کے ساتھ گزار لوں۔"

اس نے اپنے والد، شیر زمان، کو مخاطب کیا، مگر اس کے جملے نے ایک پل میں فضا کو جیسے ساکت کر دیا۔ سب کی نظریں یکایک علی پر جا ٹھہریں، جواب ہونق نگاہوں سے عالیہ کو تک رہا تھا۔ گویا زمین ہل گئی ہو، اور وہ اس پر کھڑا اپنا توازن کھو بیٹھا ہو۔

شیر زمان، ثمینہ بیگم، شبانہ بیگم، نرمین، سارہ... سب علی کی طرف متوجہ تھے۔ اس لمحے فیصلہ اسی کے کندھوں پر تھا، اور عالیہ نے نہایت بے نیازی سے اُسے ایک عجیب کٹھرے میں لا کھڑا کیا تھا۔

"کیا کہتے ہیں آپ بابا؟ دستور بھائی؟"
عالیہ نے موقع پر گرفت رکھتے فوراً دوسرا وار کیا، جیسے ہر رکاوٹ کا پہلے سے توڑ سوچ رکھا ہو۔

"بیٹا، تمھارا اپنا ہی گھر ہے... ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔"
شیر زمان نے مسکرا کر کہا،
"...بس تم علی اور فیصل سے پوچھ لو"

"پوچھنا کیسا؟ بالکل جا سکتی ہے۔"
فیصل شاہ نے درمیان میں آتے ہوئے فوراً کہہ دیا۔ عالیہ کے چہرے پر اطمینان کی سی چمک لہرائی۔

"اوہ تھینک یو بابا۔"
وہ خوشی سے بولی۔

"...مگر، علی سے اجازت نہیں لی تم نے، بیٹا"

شیر زمان نے نرمی سے یاد دلایا۔ عالیہ کی نگاہیں اب علی سے جا ٹکرائیں۔۔ وہ پہلے ہی اس کی طرف متوجہ تھا، چہرے پر الجھن، آنکھوں میں بے یقینی۔

"ہاں، بتاؤ ناں... چلی جاؤں؟"

عالیہ نے دھیرے سے، گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ سوال نہیں، اعلان تھا۔ صبح کے رویے کی خاموش سزا۔۔ جو وہ بڑی مہارت سے تقریب کے اختتام پر دے رہی تھی۔

"...ضرور"

علی کے دانت اندر ہی اندر پیس گئے۔ دل کچھ تپش سی ابھری۔ مگر چہرے پر خاموشی کی چادر تھی۔

تھینک یو سو مچ۔۔" وہ فاتحانہ سا مسکرا کر بولی۔۔"

"! چلیں بابا، امرحہ... مائی بے بی، آپ بھی آئیں"

اس نے اگلے جملے میں قدرے بلند آواز سے زمان خاندان کو مخاطب کیا۔۔

شیر زمان نے اثبات میں سر ہلایا تو عالیہ بھی اپنی بیٹی کا ننھا سا ہاتھ تھامے زمان کی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد تمام افراد ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر، رسمی کلمات کہتے رخصت ہونے لگے۔

علی وہیں کھڑا تھا۔

بس کھڑا۔

اپنی بیوی کو، جو آج رات سب سے زیادہ حسین لگی تھی۔ اپنے سامنے، اپنی نظروں کے سامنے، دوسروں کے ہمراہ جاتا دیکھ رہا تھا۔

اسے کوئی اعتراض نہ تھا کہ عالیہ مائکے جائے،

مگر آج؟

آج جب وہ بات کرنا چاہتا تھا؟

غلط فہمی مٹانا چاہتا تھا؟

آج وہ جا رہی تھی۔

اور وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔

خاموش، خالی ہاتھ، دل میں ادھوری بات۔

اور ایک تنہا خالی رات لیے۔

۔

۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ استقبال اور روایتی رسومات کی ادائیگی کے بعد آخر کار میشل کو عارض کے کمرے میں لے جایا گیا۔

یہ پہلا موقع تھا جب میشل نے عارض کا کمرہ دیکھا۔ پورے بنگلے میں یقیناً یہی سب سے بڑا اور خوبصورت کمرہ تھا۔ وہ دلہنوں کی طرح لہنگا سنبھالتی بستر پر بیٹھی تھی، اور نگاہیں ارد گرد کے ماحول کا باریک بینی سے جائزہ لے رہی تھیں۔ سرخ پھولوں سے آراستہ یہ کمرہ کسی خواب کا سا منظر پیش کر رہا تھا۔

فانوس کی طلائی جھلک اور ٹیبل لیمپ کی مدھم، پرسکون روشنی کمرے کو خاص طرح کی نرمی اور خاموشی بخش رہی تھی۔ دیوار سے لگی بڑی سی بک شیلف، شیشے دار الماری، بیٹھنے کے لیے صوفے، بالکونی کی جانب کھلتی کھڑکیاں، اور ہلکے نیلے پردے۔۔ سب کچھ سلیقے سے ترتیب دیا گیا تھا۔ ہوا کی نرم لہریں ان پردوں کو ہلکے ہلکے جھلا رہی تھیں، جیسے اس کے نئے سفر کو سرگوشیوں میں دعائیں دے رہی ہوں۔

دیوار پر لگی چند تصاویروں میں عارض کی مختلف کیفیات قید تھیں۔ ایک تصویر پر نگاہ ٹھہر گئی۔۔ جس میں اس کا حلیہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا پانچ سال پہلے میشل نے

پہلی بار ایئرپورٹ پر علی کا دیکھا تھا۔ تصویر دیکھتے ہی ماضی کا بند دروازہ جیسے دوبارہ کھل گیا۔ ذہن کے پردے پر علی کی وہ پہلی جھلک ابھری، اور دل کی دھڑکن ایک لمحے کو بے ترتیب ہو گئی۔

میشل کچھ لمحوں کے لیے ماضی میں کھو گئی۔ وہ کہاں سے چلی تھی؟ کس کو چاہتی تھی؟ کیا بننا چاہتی تھی اور قسمت نے اسے کہاں پہنچا دیا۔۔ کیا تھما دیا۔۔ کیا بنا دیا۔۔؟

وہ خود کو بااختیار، بے تاج ملکہ سمجھنے والی لڑکی تھی، جو ہمیشہ آزادی سے ہواؤں میں اڑا کرتی تھی بغیر کسی خسارے اور بغیر کسی خوف کے۔۔ مگر جس دن اسے علی سے محبت ہوئی، وہ محبت کا جذبہ اس کے لیے دیوانگی اور جنون سا بن گیا۔ وہ جنون اُسے ایک ایسی پستی میں لے گیا جہاں وہ اپنی خودی، اپنی عظمت اور اپنا بے انتہا وقت ضائع کر بیٹھی تھی۔۔ اسے احساس ہوا کہ وہ واقعی ایک سراب کے تعاقب میں بھٹک رہی تھی جس کے بدلے میں اسے کچھ حاصل نہ ہوا بلکہ وہ اپنی

اس محبت کی اتنی بھاری قیمت ادا کر چکی تھی کہ یہ اذیت برسوں کی تھکن بن کر اس کی روح میں بس گئی تھی۔۔

اسے پچھتاوا ضرور تھا۔۔اس ماضی پر جو اس نے کبھی سنہرا سمجھا تھا، لیکن درحقیقت وہ ایک تلخ دھوکہ تھا۔

مگر اس ماضی سے نکالنے والا کون تھا؟

عارض احمد۔

وہ شخص جس نے اس کی تلخ حقیقتوں کو قبول کیا۔ جس نے رسوائیوں کے بعد اسے عزت دی، اور آج، سب کے سامنے اپنا نام دے کر اسے اپنا مانا۔ وہ میشل جو کبھی گناہگاروں کی صف میں کھڑی کی گئی تھی، آج ایک معزز رشتہ بن کر عارض کے دل اور خاندان میں جگہ پا چکی تھی۔

عارض، اس کا سہارا بن چکا تھا۔ وہ قیمتی اثاثہ، جسے وہ کسی بھی صورت کھونا نہیں چاہتی تھی۔ نہ کسی غلطی سے، نہ کسی نادانی سے۔

میشل نے خاموشی سے اپنی پلکوں پر جھولتے آنسو صاف کیے۔ دل ہی دل میں عہد کیا۔۔ کہ اب وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھے گی۔ وہ سب یادیں جو آج آخری بار اس کے ذہن میں آئی تھیں، وہ انہیں ہمیشہ کے لیے دفن کر دے گی۔ وہ کبھی عارض کو دھوکہ نہیں دے گی۔ ساری عمر اس کا احترام کرے گی، اس کے احسان کا قرض چکائے گی، اور اس کا سایہ کبھی اپنی زندگی سے دور نہیں جانے دے گی۔

کیونکہ اب وہ عارض ہی تھا۔۔
اس کی آخری اور واحد پناہ۔ اس کی محبت، عزت اور مکمل زندگی۔۔

کچھ لمحے گزرے اب دروازے پر دستک ہوئی اور عارض آہستگی سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔۔عارض کی آمد پر وہ چونکی اور ٹھیک سے بیٹھی۔۔ اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

کمرے کی ہلکی روشنی اور خاموش ماحول میں نرمی سی پھیلی ہوئی تھی۔عارض نے آہستگی سے دروازہ بند کیا،اور پھر پر سکون قدموں سے بستر کی جانب بڑھا۔ میشل خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔

عارض بھی اس کے قریب پہنچ کر بستر پر اس کے روبرو بیٹھ گیا، ہاتھ میں نیوی بلو رنگ کا مخملی نیکلس باکس تھا، جو وہ میشل کی طرف بڑھا گیا۔

تمھارا گفٹ... "اس نے دھیرے سے کہا۔"

تھینک یو..."میشل نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ آواز میں نمی تھی، جیسے "
وہ رونے کے بعد سنبھلی ہو۔

عارض کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹھہر گئی، وہ سفید رنگت، نرمی سے کیا گیا ہلکا میک اپ، سرخ لپ اسٹک، اور ان آنکھوں میں موجود وہ نمی، جو بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

تم رو رہی تھیں؟" عارض نے آہستگی سے پوچھا، لہجے میں فکر مندی تھی۔ "

نہیں۔۔ بس مام ڈیڈ کی یاد آ گئی تھی۔۔ "میشل نے جلدی سے آنکھیں پونچھیں "
اور زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

عارض نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

میری جان۔۔میں تمھارے ماں باپ کی کمی تو پوری نہیں کر سکتا، لیکن تمھیں "

"ہمیشہ خوش رکھنے کا وعدہ ضرور کر سکتا ہوں، ہر لمحہ، ہر دن۔

میشل نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا، اور دھیرے سے بولی،

"مجھے پورا بھروسہ ہے تم پر۔"

"آج تمھیں پا کر لگتا ہے جیسے میری زندگی مکمل ہو گئی ہے۔۔"

وہ جھک کر اس کے ہاتھ پر محبت سے بوسہ دیتا گویا ہوا۔

میشل نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے قریب ہوئی۔

اور مجھے تمھاری صورت میں ایک مستقل سہارا ملا ہے، بہت عرصے بعد دل "

"سے خوشی محسوس ہوئی ہے۔

وہ اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی، جیسے برسوں کی تھکن کے بعد سکون ملا ہو۔

عارض نے نرمی سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"یہ خوشی ہمیشہ قائم رکھوں گا، میرا وعدہ ہے۔"

-------------سونی رائٹس-------------

علی شاہ سادہ سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے اب کمرے میں مدھم روشنی کیے بستر پر آج اکیلا کچھ افسردہ سا مزاج لیے لیٹا تھا کیونکہ اسکی زوجہ اپنے گھر جو جا چکی تھی

۔۔

علی کی آنکھوں میں تھکن واضح تھی مگر نیند اسے پھر بھی نہیں آ رہی تھی وہ سیدھا لیٹا اپنے کمرے میں چھت سے نصب فانوس کو دیکھتا سوچوں کے بھنور میں گم تھا۔۔

دوپہر کو اسکی زوجہ کا یوں قریب آنا پھر اسکا پوری تقریب میں نخرے دکھانا اور آخری میں یوں اپنے گھر چلے جانا۔۔اسے سب یاد آ رہا تھا۔۔

میں بھی تمھاری ہوں اور ہال بھی تمھارا ہے بس وقت تمھارا نہیں ہے اور نہ "
(" ہی قسمت تمھارا ساتھ دے رہی ہے۔۔

وہ عالیہ کا جملہ ذہن میں لاتے خود سے مسکرا گیا۔۔
چلو اسی بہانے تم نے اقرار تو کیا کہ ۔ تم میری ہو۔۔" وہ خود سے گویا ہوا۔۔"

دوسری جانب عالیہ اب گھریلو آرام دہ کپڑوں میں ملبوس امرحہ کے پہلو میں سلائے بستر پر لیٹی وہ بھی جاگ رہی تھی اور جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی تھی اس نے سارے زیور چوڑیاں اتار لی تھی مگر وہ بریسلیٹ۔۔وہ اب بھی اسکی کلائی سے بندھا ہوا اسے اسکی شوہر کی یاد دلا رہا تھا۔۔

عالیہ نے اپنی کلائی ہاتھ میں لیتے بریسلیٹ پر انگوٹھا پھیرا گویا وہ اب اسی لمحے میں جی رہی تھی جس لمحے اسے یہ اپنے محرم کی جانب سے پہنایا گیا تھا۔۔

"یہ دیکھو یہ لایا ہوں تمھارے لیے۔۔"

"یہ کہاں سے آیا؟"

یہ آج جب عارض کے گھر جا رہا تھا، راستے میں ایک جیولری سٹور سے خریدا۔"

"سوچا، جب تم آؤ گی تقریب میں تو خود پہنا دوں گا۔

"ہمم، تو جیولری اسٹور نے تمھیں یہ یوں ہی اٹھا کر دے دیا؟"

عالیہ کے اس سوال پر اسکا گہرا مسکرانا اسے یاد آیا وہ کس قدر حسین لگ رہا تھا۔۔

وہ اپنی شرارتوں پر خود سے مسکرانے لگی۔۔اسی دوران اس کے قریب سائیڈ ٹیبل پر پڑا اسکا فون بجنے لگا امرحہ کی نیند خراب ہونے کے خوف سے اس نے فوراً موبائل اٹھایا جس پر علی کا نام چمکا وہ نام دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی اور اگلے ہی لمحے کال اٹینڈ کر گئی۔۔

ہیلو۔۔؟" وہ موبائل کان سے لگائے بولی اس کی آواز علی کے لیے گویا کوئی" خوشگوار ہوا کا جھونکا تھا۔۔

سو رہی تھی۔۔؟" علی نے سوال کیا۔۔"

ہاں۔۔ تمھاری کال نے جگا دیا۔۔" وہ مسکراہٹ دبائے بولی۔۔"

"اووہو۔۔ائی ایم سوری۔۔میں نے تمھاری نیند خراب کر دی۔۔"
وہ کچھ پشیمانی سے بولا عالیہ نے اسکا جملہ سن کر مسکراتے آنکھیں میچی۔۔
خیر بتاؤ کیوں فون کیا۔۔؟" وہ فوراً خود کو سنبھالتی لاپرواہی سے بولی۔۔"

ظاہر ہے تمھیں مس کر رہا تھا۔۔اتنی بے رخی سے کیوں پوچھ رہی ہو۔۔ایسی"
"کیا گستاخی کر دی ہے میں نے جو اتنی بڑی سزا؟
اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

سزا؟ کیا میں اپنے گھر نہیں آسکتی؟" عالیہ نے مدھم سا چبھتا سوال کیا۔۔"

آسکتی ہو مگر یوں اچانک تمھارے جانے کے لئے میرا ذہن تیار نہیں تھا اگر تم" مجھے پہلے بتا دیتی تو شاید میں شاکڈ نہ ہوتا۔۔" وہ جواباً وضاحت سے بولا۔۔

"اب تو ہو گیا ناں ذہن تیار؟ اب ایک ہفتے بعد لینے آنا۔۔"
اس نے پھر آنکھیں میچ کر لب دانتوں میں دباتے ہنسی روکی۔۔

"یہ شادی گزر جانے دو پھر جتنا رہنا ہے رہ لینا اپنے گھر۔۔"
علی نے کچھ سرد لہجے میں کہا۔۔

رئیلی۔؟ ایک سال کے لیے بھی؟" وہ مسکرائی۔۔ آج وہ اپنے شوہر کو کتنا تنگ" کر چکی تھی گویا چھ سالوں کا بدلہ ایک ہی دن میں لیا جا رہا ہو۔۔

ہاں ایک سال کیلئے بھی۔۔" وہ خود پر ضبط باندھتا گہری سانس کھینچتے گویا ہوا" ساتھ ہی آہستگی سے نفی میں سر بھی ہلا گیا۔۔

رہ لوگے میرے بغیر۔۔ایک سال۔۔؟" وہ علی کے جواب پر شدید حیرت زدہ ہوئی۔۔

ہاں جیسے آج تم نے رہ کر دکھا دیا۔۔تو میں بھی رہ لوں گا۔۔دو گھنٹے ہو گئے شاید" تمھیں گھر آئے ہوئے۔۔مجھے مس کرنا تو دور انفارم کیے بغیر بڑے آرام سے سو گئی۔۔" وہ فون دوسرے کان سے لگا کر برہمی سے شکوہ ظاہر کرتا بولا۔۔

"دل جل رہا ہے تمھارا۔۔غصہ آرہا ہے۔۔؟"
عالیہ اس کے شکوے بھرے احساس پر مدھم ہنسی جیسے اسے چھیڑنے میں مزہ آرہا ہو۔

تم میرے بغیر جینا سیکھ لو۔۔ ایسا میں کبھی ہونے ہی دوں گی۔۔"وہ علی کی" خاموشی پر پھر گویا ہوئی اس بار لہجے میں محبت تھی۔۔

علی نے خاموش رہتے اب بھی کوئی رد عمل نہ دیا۔۔
کیا ہوا۔۔"وہ پھر کہہ اٹھی۔۔"

"تمھاری سانسیں سن رہا ہوں۔۔"
علی کی آواز اب دھیمی اور تھکی تھکی سی محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو، مگر الفاظ ڈھونڈ نہ پا رہا ہو۔ عالیہ نے بھی اس کے لہجے میں بھری محبت اور بے بسی کو محسوس کر لیا تھا۔

سو جاؤ۔۔ صبح ہونے میں بس دو گھنٹے رہ گئے ہیں۔ تھوڑا آرام ضروری ہے۔ کل" "آفس بھی جانا ہے نا تمھیں۔

وہ نرمی سے، دھیرے لہجے میں بولی اس نے اپنے انداز میں بلا آخر مقابل کے لیے فکر مندی ظاہر کر دی۔۔

"ہاں۔۔ جانا تو ہے۔"
علی کی آواز اب بھی بھاری تھی، وہ جیسے زبردستی خود کو سنبھال رہا تھا۔

تو سو جاؤ پلیز۔۔ کل میں بھی یہیں سے آفس جاؤں گی، پھر شام کو گھر آ جاؤں گی۔" اب عالیہ کا لہجہ بھی سنجیدہ تھا۔۔

"ہمم۔۔"
دوسری جانب سے ایک مختصر سا جواب آیا۔ نہ شکایت، نہ تاثر، صرف ایک مدھم سی آواز جو بہت کچھ چھپا رہی تھی۔

عالیہ نے بستر پر کروٹ لی، تکیے میں چہرہ چھپاتے ہوئے، موبائل تھامے دھیرے سے پوچھا،

"بس ہمم؟ اپسیٹ کیوں ہو رہے ہو؟ آجاؤں گی ناں۔"

ایک لمحے کو فون پر خاموشی چھا گئی۔ اس خاموشی میں جیسے دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی ہوں۔

"نہیں، میں اپسیٹ نہیں ہوں میری جان۔۔"

وہ آخرکار بولا،

"بے فکری سے سو جاؤ۔"

اس کے ایک جملے میں کتنے جذبے تھے۔۔ محبت، تنہائی، اداسی، مگر پھر بھی ضبط کا پہرہ۔ وہ عالیہ کو تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ شاید اس لیے، یا شاید اسے بھی اس کی نیند عزیز تھی۔

عالیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر وہ مسکرا دی۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔ گڈ نائٹ۔"

"تم بھی۔۔ گڈ نائٹ۔"

علی کی آواز میں اس وقت صرف محبت نہیں، بلکہ اک خالی پن بھی تھا۔۔ جیسے فون بند ہوتے ہی کوئی شور ختم ہو جائے گا، کوئی جیتی جاگتی سانس بچھڑ جائے گی۔

فون کٹ گیا، مگر دونوں جانب کی اسکرینوں پر چمکتے نام دیر تک دکھائی دیتے رہے۔ان کا عشق اب بھی سانس لے رہا تھا۔۔ مگر دو کمروں اور دو بے چین دلوں کے درمیان۔

رات کے اندھیرے میں یہ دو دل خاموشی سے ایک دوسرے کو چاہ رہے تھے، اور دوری میں بھی ایک عجیب سی قربت محسوس کر رہے تھے۔۔

-------------سونی رائٹس--------------

رات کے اندھیرے میں وہ مدھم روشنی کے ساتھ کھلے آسمان تلے اپنے گھر کے سوئمنگ پول کے کنارے پر بیٹھا شراب کی بوتل ہاتھ میں لیے ہوئے آج اپنے دل لگانے کے پچھتاوے پر ماتم کر رہا تھا۔۔

اسی تقریب کے لباس میں ڈھلی ٹائی کے ساتھ بیٹھا بلیزر کوٹ اتار کر وہیں اپنے قریب رکھے، ماتھے پر بکھرے بال چہرے پر پسنے اور بہتے آنسو۔۔وہ ایک بیچارہ سالا وارث تنہا آج گہرے رنج میں مبتلا تھا۔

آنکھیں سرخ تھیں، دل گویا پھٹ رہا تھا، سانسیں اٹک رہی تھیں، وہ عجیب سی اذیت میں تھا، ایک ایسی اذیت جو اسکی خود کی بنائی گئی تھی یا شاید خدا کی طرف سے سزا تھی۔۔

اس نے نا جانے کتنے لوگوں کی زندگیوں کو اجاڑا تھا اور کتنی لوگوں کی زندگیوں کو ختم کیا تھا آج اسکی خود کی زندگی اس پر تنگ ہوتی محسوس ہو رہی تھی وہ اس پوری بھری دنیا میں خود آج بالکل تنہا بیٹھا تھا۔۔

آج اسے ایک محاذ پر نہیں بلکہ ہر محاذ پر اپنی شکست سی محسوس ہو رہی تھی، وہ جس محبت کے لیے اپنا سب کچھ لٹانے کو تیار تھا وہ کسی اور کے پہلو میں کھڑی تھی یہ لمحہ اسکی زندگی میں تمام اذیت ناک لمحات پر اسے بھاری محسوس ہوا۔۔

ساتھ ہی اسے وہ سارے لمحے بھی اب یاد آنے لگے تھے جب جب اس نے عالیہ کو بچایا تھا یا اپنے قریب پایا تھا۔۔

اسکے خوبصورت بال، حسین چہرہ، پیاری آنکھیں، اسکا ہنسنا، اسکی مسکراہٹ، اسکا سنجیدہ پن، اسکا بے خوف انداز، اسکا بستول تھامے فہاد کی جانب پلٹنا، اسکا آفس

سوٹ میں وقار سے چلنا۔۔اسکا پریزنٹیشن دینے کا طریقہ،اس کی غیروں سے گفتار کا سخت لہجہ،وہ کتنی کامل تھی اور کتنی پرکشش۔۔!

وہ اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر صاف کرتا نیم وا آنکھیں اور مدہوش انداز لیے ہر چیز سے غافل تھا۔۔مگر اسکی یاد سے نہیں۔۔

وہ علی کی قربت میں مسکرا رہی تھی علی کا اس کے ساتھ ہونا فہاد کے تمام خواب توڑ کر اسے حقیقت سے واقف کروا گیا کہ وہ لڑکی علی شاہ کی ملکیت ہے وہ اسکی شرعی بیوی ہی نہیں اسکی محبت اسکا جنون ہے۔۔

یہ خیال اس کے ذہن میں آتے ہی اس نے قریب موجود کانچ کے گلاس میں تھوڑی سی شراب ڈال کر اسے لبوں سے لگا کر کچھ گھونٹ حلق میں اتارتے گلاس خالی کیا اور اسے ہتھیلی میں دبوچا۔۔

مم۔ مجھے ان ن۔ اندازہ نہیں تھا کہ تت۔ تم ایسا کروگی۔۔" وہ چہرہ سرخ کیے خود سے ہمکلام تھا۔۔

تمھیں چھوڑوں گا نہیں میں شاہ۔۔" وہ ایک عزم سے گویا ہوا اس کے لہجے میں جنون سا ظاہر ہونے لگا گویا فہاد نے اس لمحے اپنی شکست تسلیم کرنے سے صاف انکار کردیا ہو۔۔

تمھیں اندازہ ہو جائے گا کہ جب ہادی سے کوئی اسکی سانسیں چھینتا ہے تو ہادی اسکا کیا حال کرتا ہے۔۔"
اس نے دانت بھینچے، اسکے چہرے پر کپکپاہٹ طاری ہوئی، سرخی مزید بڑھی، گلاس پر گرفت بھی مزید سخت ہوئی،

اسی لمحے وہ گلاس فہاد کے بھاری ہتھیلی کی سختی کو برداشت نہ کرتے ہوئے اسکے ہاتھ میں ٹوٹ گیا۔۔

فہاد نے اپنے ہاتھ میں ٹوٹے گلاس پر اپنا وہی زور برقرار رکھا یہاں تک کہ اسکے کانچ فہاد کی ہتھیلی میں چبھ کر اسے زخمی کرنے لگے فہاد کو گویا اس زخم میں راحت سی ملنے لگی اس نے بوتل کو لبوں سے لگایا شراب سے حلق تر کیا اور وہیں آہستہ آہستہ سرکتے ہوئے لیٹ گیا۔۔

اسکی ہتھیلی پہ چبھتے کانچ سے اب ہتھیلی پر خون ظاہر ہونے لگا جبکہ فہاد اپنا ہاتھ سوئمنگ پول کے اوپر پھیلائے ہوئے اس سے مکمل غافل ہو چکا تھا۔۔
وہ سیدھا لیٹا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا اسکی سبز خوبصورت آنکھوں سے بہتے آنسو اسکی کنپٹی سے ہوتے ہوئے زمین پر گر رہے تھے اسکی ایک ہاتھ میں بوتل تھی جبکہ دوسری ہتھیلی سے اب خون رسنا شروع ہوا جس کے قطرے سوئمنگ پول کے پانی میں گر کر تحلیل ہو رہے تھے۔۔

نہیں چھوڑوں گا میں تمھیں شاہ۔۔" وہ خود سے پھر گویا ہوا اسکی آنکھوں میں" اب مدہوشی مزید گہری ہوئی۔۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔" وہ پھر سے کہتا اب کی بار آنکھیں موند گیا۔۔"

--------------سونی رائٹس-------------

صبح کی نرم روشنی شیر زمان ہاؤس کے درو دیوار کو چھو رہی تھی۔ برسوں بعد ماں بیٹی اس گھر کے ایک کمرے میں ایک ساتھ موجود تھیں۔ ننھی امرحہ کو ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنا کر عالیہ نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کرسی پر بٹھایا، اور نرمی سے اس کے سنہری بالوں میں کنگھی کرنے لگی۔

صبح ہوئی تھی شیر زمان ہاؤس میں وہ ماں بیٹی آج طویل عرصے بعد موجود تھے۔۔ امرحہ کو ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنانے کے بعد اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے کرسی پر بیٹھا کر عالیہ اب اس کے سنہری بالوں کی چٹیا بنا رہی تھی۔۔

"آپ کو کل مزہ آیا۔۔؟" عالیہ نے مصروفانہ انداز میں امرحہ سے پوچھا
"یس ماما عرفان اور فاطمہ کے ساتھ تھے ہم۔ بہت مزہ آیا۔۔" اس نے پھر عرفان کا تذکرہ کیا، جسے سن کر عالیہ مسکراتے خاموش ہو گئ۔۔ امرحہ زیادہ تر دانیال کے بچوں کا ہی اپنی گفتگو میں ذکر کیا کرتی تھی۔۔

"ماما آج بھی میری چھٹی ہے۔۔؟" امرحہ نے والدہ کی خاموشی پر ایک سوال داغا۔۔

"جی بابا نے ہی لی تھیں آپ کے لیے۔۔ فوریا آئی تھنک فائیو ڈیز کی چھٹیاں۔۔"" وہ اس کے بالوں میں کنگھی پھیرتے بولی۔۔

"واؤ۔۔ ماما کیا یہاں نانو کے گھر رہنے کے لیے چھٹیاں لی ہیں۔۔؟"

نو بے بی۔۔ یہ چھٹیاں میشل انٹی کی شادی کی وجہ سے لی گئی تھیں مگران کے "
سارے فنکشنز ایوننگ کے ہیں۔۔" عالیہ گویا ہوئی۔۔

میں نے تو منع بھی کیا تھا، بٹ بابا کو اپنی پرنسس کا بہت خیال ہے، کہہ رہے "
تھے کہ اگرامرحہ دن میں اسکول جائے گی اور رات کو فنکشنز میں ساتھ ہو گی تو
"تھک کر بیمار ہو جائے گی۔

عالیہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی پیار سے ننھی ٹھوڑی پکڑتے جھنجوڑی اور آئینے
میں اسکا معصوم چہرہ دیکھا جس کے چہرے پر سنجیدگی تھی کیونکہ وہ اس وقت اپنی
والدہ کی بات نہایت غور سے سن رہی تھی۔۔

میرے بابا ورلڈ کے بیسٹ بابا ہیں۔۔" اس نے ساری بات سن کر پرجوشی "
سے کہا عالیہ کی مسکراہٹ میں ایک دھیمی سی کسک ابھری۔

ہمم وہ تو ہیں مگر ماما کا کیا۔۔؟" وہ گویا ہوئی۔۔"

"ماما بھی بہت اچھی ہیں۔۔بس غصہ کرتی ہیں۔۔"امرحہ نے ننھی خوبصورت آنکھوں میں شکوہ ظاہر کیا۔۔

"ماما آپ کو ہر نقصان سے بچانے کے لیے غصہ کرتی ہیں جب آپ بڑی ہو جائیں گی تب آپ کو یہ بات سمجھ آئے گی۔۔"

"ہمم بٹ ماما مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آئی۔۔بابا کہتے ہیں کہ میں انکاسٹرانگ بچہ ہوں تو پھر وہ کیوں کہہ رہے تھے کہ میں تھک کر بیمار ہو جاؤں گی۔۔"
امرحہ نے ایک اور سوال کیا مگر اس سے قبل کہ عالیہ اسے جواب دیتی، کمرے کے دروازے پر دستک کے بعد ان کی ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔

"کیا ہوا نازو۔۔؟" عالیہ نے ملازمہ سے سوال کیا امرحہ بھی گردن موڑے ملازمہ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

"آپی وہ علی بھائی آئے ہیں۔۔!" ملازمہ نے کہا۔۔

"علی؟؟" عالیہ نے ماتھے پر بل ڈالتے تعجب کا اظہار کیا۔۔اتنی صبح اسکا آنا کیا ممکن تھا؟

"واؤ۔۔بابا بھی آگئے۔۔!" عالیہ کی حیرت بھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ امرحہ نے پر جوشی سے کہتے فوراً کرسی سے پھسلتے اتری اور دروازے کی جانب بھاگ کر کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

"امرحہ آرام سے بیٹا گر جاؤ گے۔۔" عالیہ نے فکریہ لہجے میں کہا، بستر پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا اور کمرے اجلت میں امرحہ کے پیچھے لپکی۔۔

امرحہ نے سیڑھیوں سے اترنے سے قبل اپنے والد کو پینٹ شرٹ میں ملبوس لاؤنج میں کھڑا پایا۔۔

بابا۔۔" وہ خوشی سے چیختے والد کو پکار لگا کر دوڑتی اب سیڑھیاں اترنے لگی جبکہ " علی بھی نظر اٹھا کر اسکی آواز کی جانب متوجہ ہوتا چہرے پر مسکراہٹ سجا گیا۔۔

امرحہ اس کے قریب پہنچی اتنے میں عالیہ بھی اپنے شوہر کو لاؤنج میں کھڑا پا کر سیڑھیاں اترنے لگی۔۔

آرے میرا شہزادہ۔۔" علی کے جھک کر امرحہ کو گود میں اٹھایا"

مجھے مس کیا۔۔؟" والد نے اسے سر پر بوسہ دیتے سوال کیا۔۔"

بہت بابا۔۔ بہت۔۔" وہ اب بھی پرجوش تھی والد کی چوڑی چھاتی سے سر لگا" کر اپنی محبت ظاہر کرنے لگی۔۔

"تم یہاں۔۔؟" وہ دونوں گفتگو میں مصروف تھے عالیہ نے ان کے قریب پہنچ کر سوال کیا۔۔

"تمھیں لینے آیا ہوں۔۔" ایک سے امرحہ کو اٹھائے ہوئے اس نے دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں کھسکایا۔۔ چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ تھی۔۔

"علی۔۔!" شیر زمان نے اسے عقب سے پکارا۔۔

"السلام وعلیکم بابا۔۔" علی بھاری آواز پر متوجہ ہوتا پلٹا اور مودبانہ لہجے میں شیر زمان سے مخاطب ہوا۔۔

"واعلیکم السلام بالکل ٹھیک وقت پر آئے ہو۔۔ ہمارے ساتھ ناشتہ کرو۔۔" شیر زمان نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور اسکی گود میں امرحہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔

"نہیں بابا بس میں نکلوں گا۔۔"

"آرے چلے جانا اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔؟"

نازو میرا بچہ جلدی سے ناشتہ لگادو۔۔"شیر زمان اب ملازمہ سے مخاطب"
ہوا۔۔

لگادیا ہے بابا۔۔"شیر زمان کی بہو نزمین فوراً بولی۔۔"

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔۔"شیر زمان خوش ہوا۔۔"

کیا ہوا علی آؤ چلو۔۔"علی جو اپنی زوجہ کو خاموش نظروں سے دیکھ رہا تھا شیر" زمان کے جملے پر ان کی جانب متوجہ ہوتا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

صبح ہوئی زاہد پینٹ کوٹ میں ملبوس اپنے بھتیجے کی فکر میں سویرے ہی حقانی ہاؤس کارخ کر گیا وہ کئی بار فہاد کو کالز بھی ملا چکا تھا مگر وہ نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

زاہد نے دوڑ کر فہاد کے کمرے کا رخ کیا دروازے کھولا سب کچھ بالکل ترتیب سے موجود تھا گویا یہاں رات کو کوئی آیا ہی نہیں۔۔
ہادی؟" وہ کمرے میں کھڑا اچلا اٹھا کہ شاید فہاد باتھروم میں ہو مگر اسے کوئی" جواب نہ ملا۔۔

ہادی کہا ہو تم۔۔؟" وہ کمرے سے باہر نکل کر چلایا۔۔"
اس نے اب دوڑ کر میشل کے کمرے کا رخ کیا۔۔دروازہ کھولا وہاں بھی سب کچھ ترتیب سے پڑا تھا یعنی وہاں بھی کوئی نہیں آیا نہ فہاد وہاں موجود تھا۔۔
زاہد نے اجلت میں اسٹڈی روم گیسٹ روم جہاں جہاں اسے فہاد کے ہونے کا گمان تھا اس نے وہ ہر جگہ چھانی مگر وہ کہیں نہیں تھا۔۔

ناکام ہو کر زاہد لاؤنج میں پہنچا جہاں اس کے ایک گارڈ کو دروازے پر کھڑا دیکھا اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔ ساتھ ہی موبائل پینٹ کی جیب سے نکال کر اس پر کال ملانے لگا۔۔

"ہادی بیڈ روم میں نہیں ہے۔۔ سرونٹس کہاں ہیں سارے۔؟" وہ گارڈ کے آتے ہی اس پر چیخا۔۔

"پتا نہیں صاحب ہادی صاحب تو گھر ہی آئے تھے رات کو۔۔"

گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا جبکہ زاہد اسکی بات سنتا کال ملائے موبائل بھی کان سے لگائے ہوئے تھا۔۔

"ہیلو؟" کال ریسیو ہوئی زاہد چونکا۔۔

"ہیلو۔ حمزہ کہاں ہو تم۔۔؟" زاہد بولا۔۔

"آنکل میں تو رات سے ہال میں ہوں، ساری رات ایونٹ کے ختم ہونے کے بعد کام کر رہا تھا وہاں۔۔ہادی نے ہی حکم دیا تھا۔۔" حمزہ ہال میں کھڑا تفصیل دیتا گویا ہوا۔۔

"!ہادی اپنے کمرے میں نہیں ہے حمزہ۔۔"

"کیا؟ تو گھر پر کہیں اور ہوں گے۔۔آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟"

حمزہ کو زاہد کا جملہ کچھ انوکھا نہیں لگا مگر ہاں وہ اس کے فکریہ لہجے پر متعجب ضرور ہوا۔۔

"میں نے ہر جگہ دیکھ لیا وہ میشل کے کمرے میں بھی نہیں ہے۔۔! وہ کل بہت ڈسٹرب تھا کہیں کچھ کر نہ دیا ہو اس نے، تم تو جانتے ہو اسے اچھی طرح۔۔"

زاہد کے فکریہ لہجے میں اضافہ ہوا۔۔

جی بالکل جانتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں میں گھر ہی آرہا ہوں۔۔"حمزہ نے" اسے تسلی دی اور زاہد کال منقطع کر گیا۔۔

ملازمین کہاں ہیں سارے؟"زاہد اب اپنے روبرو کھڑے گارڈ سے مخاطب" تھا۔۔

"انہیں چھٹی پر گاؤں بھیج دیا گیا ہے۔۔"

وٹ؟ یہ کیا بے وقوفی کر دی ہادی نے۔۔؟"زاہد پھر چیخا ساتھ ہی اسکے ماتھے" پر بل ابھرے، بیک وقت اب وہ پریشانی اور غصے کا شکار ہوا۔۔

چیخنے چلانے کی آواز سن کر کواٹر سے ایک ملازم برآمد ہوا اور ہولے ہولے قدم اٹھاتے لاؤنج کے دروازے تک پہنچ کر صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے لگا دروازے پر اسے آتے ہوئے زاہد نے دیکھ لیا۔۔

تم۔۔! یہاں آؤ۔۔"زاہد نے اسے پکارا۔۔"

جی صاحب؟"وہ کچھ قدم اٹھاتے لاؤنج میں داخل ہوا۔۔"

یہ تو کہہ رہا تھا ملازمین سارے چلے گئے۔۔تم نہیں گئے۔۔؟"زاہد نے گارڈ کی" جانب اشارہ کرتے ملازم سے سوال کیا۔۔

"آج جانے والا ہوں صاحب۔۔"

کہیں نہیں جاؤ گے تم۔۔مجھے بتاؤ ہادی کہاں ہے۔۔؟"زاہد نے تلخ لہجے میں" فوراً کہا۔۔

گھر پر ہوں گے صاحب وہ رات کو گھر ہی آئے تھے میں نے خود دیکھا تھا۔۔"" ملازم سہمے انداز میں گویا ہوا۔۔

تم نے اسے پھر جاتے ہوئے دیکھا۔۔؟"زاہد اب گارڈ سے مخاطب تھا۔۔"

نہیں صاحب وہ گھر پر ہی ہیں۔۔!!"گارڈ نے نفی میں سر ہلاتے وثوق سے" کہا۔۔

"تو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو پھر۔۔؟ڈھونڈو اسے۔۔"

زاہد چلاتے دونوں کو مخاطب کر گیا جو اس کی آواز پر لرزتے منتشر ہوئے اور گھر میں فہاد کو تلاش کرنے میں لگ گئے۔۔

وہ تینوں مل کر حقانی ہاؤس کا چپہ چپہ چھانتے پھر سے فہاد کو تلاش کرنے لگے۔۔

کچھ ہی دیر میں ملازم گھر میں ڈھونڈتا پھرتا اب سوئمنگ پول کے قریب پہنچا جہاں لاش کی مانند بے سدھ سا فہاد کا بھاری جسم پول کے قریب پڑا تھا۔۔

اسکا زخمی خون آلود کانچ تھامے ہاتھ پول کے اوپر تھا جبکہ وہ خود اجڑے حال میں آنکھیں موندے اسی طرح سیدھا لیٹا تھا۔۔

"ہادی صاحب۔۔!" ملازم اسے دیکھ کر آنکھیں پھاڑے چلا اٹھا اور فوراً اس کے قریب پہنچا۔۔

"زاہد صاحب جلدی آئیں زاہد صاحب۔۔ہادی صاحب مل گئے۔۔" وہ چیختا پکار لگانے لگا اس کے چہرے پر خوف طاری تھا آواز میں لڑکھڑاہٹ اور آنکھوں میں نمی سی ظاہر ہوئی۔۔

"کیوں چلا رہے ہو؟" زاہد دوڑ کر گارڈ کے ہمراہ پہنچا۔۔اگلے لمحے اس کے فہاد کا وجود دیکھا۔۔وہ ہکا بکا رہ گیا۔۔فوراً لپک کر فہاد کے قریب آ بیٹھا۔۔

"ہادی۔۔ہادی آنکھیں کھولو۔۔" اس کے فہاد کے کندھے کو تھام کر اسکے وجود کو جھنجھوڑا اسے خوف لاحق ہوا کہ کہیں فہاد اپنی سانسیں گنوا نہ بیٹھا ہوا۔۔
اگلے لمحے اس نے فہاد کے دل پر ہاتھ رکھا اس کی دھڑکنیں رواں تھی زاہد کی جان میں جان آئی۔۔

ہمیں ہاسپٹل جانا ہو گا۔۔ جلدی سے ڈرائیور کو کہو گاڑی اسٹارٹ کرے۔۔ "
جلدی۔۔" وہ گارڈ سے گویا ہوا اور ملازم کی مدد سے ہادی کا بھاری وجود اٹھانے
لگا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

افتخار ہاؤس میں صبح ہوتے ہی چہل پہل کا آغاز ہو چکا تھا۔ برسوں بعد گھر میں ایسی رونق اور خوشی دیکھی جا رہی تھی۔ آج افتخار خاندان کی اکلوتی بہو، میشل، پہلی بار دلہن بن کر اس گھر کی دہلیز پر قدم رکھ چکی تھی، اور یہی اس کا شوہر کے نام سے جُڑا پہلا دن تھا۔

میشل کمرے میں موجود ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی تھی۔ گلابی رنگ کی نفیس شلوار قمیض، جس میں ہلکی سی سلور کڑھائی تھی، اُس پر بے حد جچ رہی

تھی۔ یہ پہلا موقع تھا جب اس نے شلوار قمیض پہنی تھی۔ گلے میں ہلکا سا دوپٹہ تھا اور بال کھلے تھے، جو اس کے کندھوں پر بکھرے ہوئے کسی نرم ہوا میں جھومتے ہوئے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لگ رہے تھے۔ وہ کانوں میں جھمکا پہن رہی تھی، نگاہیں مرر پر تھیں، مگر حسن کا عکس کمرے کی فضا پر طاری ہو چکا تھا۔

دروازہ آہستگی سے کھلا، اور عارض اندر داخل ہوا۔ لمحہ بھر کو وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔ اس کی نگاہ بے اختیار میشل پر ٹک گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا ہو۔ دل کے نہاں خانوں میں کچھ سرگوشیاں ہونے لگیں۔

رات کیسی رہی؟" عارض نے خود پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر نرمی سے پوچھا، " اور آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔

تمھیں ہی تو بہتر پتا ہے۔" میشل نے آنکھیں نیچی رکھتے ہوئے جھمکا درست کیا" اور ہونٹوں پر ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ سجائی۔

"زندگی کی ایک خوبصورت شروعات ہو گئی ہے... اب ہر دن سنہرا ہوگا، ہر رات خوابوں جیسی۔" عارض نے اس کے قریب آکر سرگوشی کی۔

وہ اس کے عقب میں کھڑا ہو کر آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہا تھا۔ پھر نرمی سے اس کے بازو تھام کر اسے اپنے قریب کیا اور اس کی پشت اپنے سینے سے لگا لی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" اس نے اس کی خوشبو میں سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کل سے زیادہ؟" میشل نے مسکرا کر آئینے میں اس سے نظریں ملائیں۔

"کل سے بھی زیادہ۔" عارض نے اس کی گردن پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے جواب دیا۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ دونوں چونک گئے، جیسے کوئی خوبصورت خواب ادھورا رہ گیا ہو۔

دروازہ کھلا اور عارض کی والدہ اندر داخل ہوئیں۔ ان کی نگاہ سیدھی میشل کے چہرے پر گئی، جہاں شرم وحیا کے ساتھ خوشی بھی جھلک رہی تھی۔

"بیٹا، ناشتہ لگ چکا ہے۔ میں خود تمھیں بلانے آئی ہوں، چلو؟" انہوں نے خوش اخلاقی سے کہا، مگر آنکھوں میں ایک چھپی تلخی موجود تھی۔

"چلو۔" عارض نے میشل کو دیکھ کر محبت سے کہا، جبکہ اس کی ماں کے دل میں کچھ اور ہی سلگ رہا تھا۔ دل ہی دل میں اس نے تپتے لہجے میں خود سے کہا:

ابھی تو شروعات ہے۔۔ تمھارا تو وہ حشر ہو گا کہ یہاں آنے پر پچھتاؤ گی۔۔"وہ" دل میں میشل کو دیکھ کر خود سے گویا ہوئی اسکی دشمنی کی وجہ کیا تھی۔۔یہ صرف اسی کو پتا تھا۔۔

وہ تینوں کمرے سے نکلنے ہی والے تھے کہ سائیڈ ٹیبل پر میشل کا فون بجا۔سب کے قدم رک گئے۔اس نے چونک کر فون اٹھایا۔اسکرین پر "زاہد" کا نام جگمگا رہا تھا۔

میشل نے فوری طور پر کال ریسیو کی۔

"!میشل !ہادی کی طبیعت بہت خراب ہے"
زاہد کی آواز میں شدید پریشانی تھی۔

"وٹ ؟کیا ہوا ہادی کو؟"

میشل کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ عارض اور اس کی ماں حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"ہاسپٹل کی لوکیشن بھیج رہا ہوں۔ اگر آ سکتی ہو تو فوراً آ جاؤ۔"
زاہد نے جلدی سے کہا۔

میشل نے ایک لمحہ کے لیے آنکھیں بند کیں، اور پھر موبائل ہاتھ میں تھامے وہیں ساکت کھڑی رہ گئی۔ خوشی کی صبح یکایک ایک گہری فکر میں بدل گئی تھی...

۔

صبح کا وقت اب دھیرے دھیرے دوپہر میں ڈھلنے لگا تھا۔

فہاد ہاسپٹل کے بستر پر لیٹا تھا، ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی، بکھرے بال، بگڑا ہوا حلیہ، اور تھکی ہوئی آنکھیں۔۔

اس کے قریب کرسی پر میشل بیٹھی تھی، چہرے پر گہری فکر یہ جھلک، نظریں فہاد کے زخمی ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں، اور آنکھوں سے آنسو خاموشی سے بہہ رہے تھے۔

کرسی کے پیچھے عارض بھی خاموش کھڑا تھا، چہرے پر فکر اور اداسی کے گہرے آثار۔

"آج میری میشل کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔"

فہاد نے زخمی ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی تھام کر کہا، نظر عارض کی طرف ڈالی، جو مدھم مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔ وہ واقعی آج اس گلابی شلوار قمیض کو پہلی بار پہنے بے حد حسین لگ رہی تھی فہاد نے اسکا دھیان بھٹکانا چاہا لیکن فہاد کی یہ کوشش میشل کو اس کے غم سے نکال نہ سکی۔۔

میشل نے اس کا زخمی ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا، اور آنسو جیسے رکنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے۔

فہاد نے زاہد کی طرف ایک گہری نظر ڈالی، جو خاموشی سے کمرے میں کھڑا تھا۔

کیوں رو رہی ہو؟ میں بالکل ٹھیک ہوں یار، بس ہاتھ پر ہلکی سی چوٹ ہے۔"""
فہاد نے تسلی دی۔

اسی لیے تو رو رہی ہوں کہ تم ہاسپٹل کے بستر پر ہو اور یہ دوسری بار ہے۔ تم"
"کمزور نہیں تھے، پھر یہ سب کیوں ہو رہا ہے تمھیں؟
اس کے لہجے میں فکر کے ساتھ خفگی بھی شامل تھی۔

کچھ نہیں ہو رہا مجھے۔۔ گھر خالی ہو گیا تھا تو تھوڑا سا اُداس تھا۔"
"تمھارا بھائی کمزور نہیں ہے میشل، اُسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔

فہاد کی آواز میں اب ایک مضبوطی سی ابھری۔

تو پھر کیوں کہا زاہد آنکل نے کہ تمھاری طبیعت بہت خراب ہے۔۔ نظر آ رہا ہے کہ خراب ہے ناں۔۔" وہ چیخی، فہاد نے پھر زاہد کو دیکھا۔۔

آرے میں گھبرا گیا تھا کیونکہ اسے میں نے پول کے قریب بے ہوش پڑا دیکھا۔۔!" زاہد فوراً فہاد کی نظروں کو خود پر پڑتا دیکھ کر گویا ہوا۔۔

بے ہوش۔۔" میشل نے فہاد کو دیکھ کر الفاظ دہرائے۔۔"

نہیں میشل۔۔ زاہد آنکل کیوں پینک کریئٹ کر رہے ہیں؟ آپ جانتے ہیں میشل پہلے سے ڈری ہوئی ہے۔۔ میری جان میں بے ہوش نہیں تھا رات کو وہیں بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تو سو گیا تھا۔۔" فہاد نے پھر وضاحت پیش کی۔۔

عارض اس سے پہلے کہ یہ مزید گھبرا کر اپنی حالت خراب کرے تم اسے گھر" لے جاؤ۔۔" فہاد اگلے جملے میں مخاطب ہوا۔۔

جی بھائی۔۔" عارض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔"

میں کہیں نہیں جا رہی۔۔" وہ فوراً برہمی بھرا لہجہ اپناتے بولی۔۔"

میشل ضدمت کرو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی گھر جانے" والا ہوں۔۔ تم بھی عارض کے ساتھ اپنے گھر جاؤ وہاں۔۔ تم سے ملنے بہت سارے مہمان آ رہے ہوں گے۔۔" فہاد نے اصرار کیا۔۔

"لیکن۔۔"

جاؤ۔۔ عارض۔۔۔ لے جاؤ اسے۔۔" میشل بولی کہ اسکا جملہ فہاد کی جانب سے" کاٹ دیا گیا۔۔

عارض نے میشل کے بازو تھامتے اسے چلنے کے لیے آمادہ کیا میشل افسردگی سے اثبات میں سر ہلا کر کرسی سے اٹھی۔۔

"میں گھر پہنچ کر دوپہر کو کال کروں گا تمھیں۔۔" فہاد اسے کھڑا ہوتا دیکھ اسے ایک تسلی بھرے انداز میں مخاطب ہوا۔۔ جس پر میشل نے سر ہلایا اسکے ہاتھ پر آخری بار ہاتھ پھیرا اور کمرے سے روانہ ہوئی۔۔

۔

۔

۔

میشل عارض کے ہمراہ خاموش ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں آتے اپنی گاڑی تک پہنچے۔۔

"مجھے بہت فکر ہو رہی ہے ہادی کی۔۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھولتی بلا آخر بولی۔۔

فکر مت کرو ہم سب ہیں ناں۔۔" عارض دوسرا دروازہ کھولتے رکا اور میشل کو" تسلی دینے لگا۔۔

وہ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے۔۔

میری زندگی میں کبھی کچھ ٹھیک نہیں ہوتا ذرا سی خوشی آتی نہیں کہ قسمت برا" مان جاتی ہے۔۔اب یہ پریشانی بھی دیکھنی تھی وہ بھی عین شادی کے دنوں میں ۔۔" وہ سیٹ پر ڈھڑم سے آگری اور بیزار لہجہ اپنا گئی۔۔

میشل دل چھوٹا نہیں کرتے فہاد بھائی تنہا ہو گئے ہیں اس لیے انکو شاید صدمہ لگ گیا ہو گا مگر میں ہوں ناں تمھارے ساتھ ہم آہستہ آہستہ فہاد بھائی کو یہ یقین دلائیں گے کہ انکا خاندان کم نہیں ہوا بلکہ بڑھ گیا ہے اور وہ تنہا نہیں ہیں۔۔ یہ بات ہمیں مل کر سمجھانی ہے۔۔" عارض نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پھر تسلی دی۔۔

ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔" وہ بولی اور عارض نے گاڑی چلاتے گھر کا رخ اختیار کیا۔۔

سونی رائٹس--------------

علی اپنی زوجہ کو زمان ہاؤس سے لاکر اپنے گھر پہنچا تھا کمرے میں وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے، علی ہلکی زرد رنگ کی پولو ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا جس سے ابھرتے مسلز نمایاں ہو رہے تھے، اسکے بال بکھرے تھے، حلیہ کیژول سا تھا۔۔لہجے میں برہمی تھی، اپنی کلائی پر ڈالے بلیزر کوٹ کو اب زور اور بے دلی سے صوفے پر پھینکا۔۔

"آرام سے۔۔"

اسکے ساتھ آتی زوجہ یہ منظر دیکھ کر حیرت سے بولی۔۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔؟" علی اس کی جانب پلٹ کر فوراً بولا تو اس نے بھنویں اٹھا کر سوالیہ انداز میں علی کو دیکھا۔۔

"کل سب کے سامنے مجھے چھوڑ کر اچانک جانے کا فیصلہ کر لیا تم نے۔۔" وہ برہم تھا۔۔ عالیہ نے بناوٹی افسردہ انداز اپنایا اور اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

"میں نے تو جو کرنا تھا کر لیا۔۔"
وہ اسکے پاس سے گزر کر کچھ قدم آگے بڑھی۔۔

"اب تم کیا کرنے والے ہو۔۔؟" اس نے اب پلٹ کر علی کی جانب دیکھا جو خود بھی اپنا وجود اسکی جانب موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔۔؟" علی نے نظریں پھیر لی۔۔
"مے بی۔۔ کوئی سزا دینی ہو۔۔؟" وہ بولی ماتھے پر بل ابھرے۔۔"

نہیں دے سکتا۔۔" وہ بے بسی سے بولا جس پر عالیہ نظر جھکا کر مسکرائی۔۔"
تمھیں ترس نہیں آتا مجھ پر۔۔؟" علی نے بھنویں بھینچ کر معصومانہ لہجہ اپنایا۔۔"
عالیہ نے اسکی جانب کشش کھائی قدم اٹھائے اور اسکے قریب بڑھنے لگی کمرے میں گہری خاموشی تھی علی بھی اپنے جواب کا منتظر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اتنے پیارے ہو تم۔۔ کہ ذرا بھی ترس نہیں آتا مجھے۔۔" وہ اسکی گردن میں" ہاتھ ڈالتی محبت سے بھرپور لہجے میں گویا ہوئی وہ جانتی تھی کہ اس کا یہ لہجہ اور یہ انداز علی کو اک لمحے میں سارا جہاں بھلا دینے کے لیے کافی ہے۔۔

عالیہ مجھے مجبور مت کرو کہ یہیں کھڑے ساری حدیں پار کر دوں۔۔"""
اس نے اپنی بیوی کی کمر سختی سے تھام کر اسے محتاط رہنے کا اشارہ کیا۔۔

"تم دھمکی دے رہے ہو۔۔؟" عالیہ ماتھے پر بل ڈالتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔

"جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔۔" علی نے جھٹک کر اسکی کمر کو آزاد کیا۔۔اسکا انداز ذو معنی تھا کچھ لمحے قبل سے بالکل مختلف۔۔

"کک کیا مطلب۔۔؟" علی کے عمل پر اُسکے جملہ لڑکھڑا سے گئے۔۔

"تم نے کہا تھا کہ تم مجھے کوئی سزا نہیں دے سکتے۔۔" وہ فوراً اپنے ہاتھ علی کی گردن سے نکال کر ایک قدم پیچھے ہٹیں متعجب انداز اور ماتھے پر ابھری سلوٹیں مقابل کو اس کی کیفیتوں کا پتا دے رہی تھیں۔۔

"وہ محبت میں کہا تھا۔۔ جنونیت میں تو کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔" علی نے قدم بڑھائے۔۔

"بج۔ جنونیت۔۔؟"

وہ حیرت زدہ ہوئی ساتھ ہی وہ جان چکی تھی کہ اسکا ایک محبت بھرا جملہ اب اس کے گلے پڑنے والا ہے اوپر سے کل سارا دن مقابل کو تنگ کرنے کی کسر بھی الگ سے نگالی جائے گی۔۔اس نے اپنی میٹھی باتوں کے زریعے رات کے ضبط بندھے شیر کو بپھرا دیا تھا۔۔

اس کے چہرے پر سنجید گی تھی وہ قدم بڑھاتا عالیہ کے مزید قریب پہنچ چکا تھا عالیہ نے بھی قدم پیچھے نہ لیے تھے مگر اس سے قبل کہ علی اسے اپنی گرفت میں لیتا یا اپنی جانب سے کوئی اور عمل سرانجام دیتا اسکے سنہری لمحات پر آج بھی پانی پھیرتا اسکا موبائل اسکی پینٹ کی جیب میں بجنا شروع ہوا۔۔

وہ چونکا۔۔اس نے دانت بھیجنے۔۔موبائل نکالا۔۔

جبکہ عالیہ نے سکھ کا سانس اندر اتارا۔۔

علی نے موبائل کو دیکھا اتفاق سے ایک بار پھر اس پر دانیال کا نام چمکا تھا۔۔

"اہھہ دانیال۔۔۔"

وہ خود سے چیخا۔۔عالیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔اس نے ان لمحات میں بجتے فون پر علی کی اتنی برہمی پہلی بار دیکھی تھی۔۔ علی نے کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگایا۔۔

تم کسی دن میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے دانیال۔۔"وہ سخت لہجے میں گویا ہوا" عالیہ بھی موقع دیکھ کر اب کمرے سے فرار اختیار کر گئی۔۔

دانیال آفس کی کرسی پر بیٹھا کافی کا مگ ہونٹوں سے لگا کر حلق میں اتارتا بے نیازی سے بولا۔۔"کیوں کیا ہو گیا۔۔؟"

ہمیشہ سے۔۔بہت بکواس ٹائیمنگ رہی ہے تمھاری۔۔" علی نے پلٹ کر قدم "
گلاس وال کی جانب بڑھائے اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ کسکھایا۔۔

کیا مطلب؟ تم عالیہ کے ساتھ ہو۔۔؟"اس نے مگ ٹیبل پر رکھ کر توجہ سے "
کہا۔۔
"تو اس لیے آفس نہیں آئے۔۔"
مگر عالیہ تو اپنے گھر جا چکی تھی ناں۔۔" علی کے کہنے سے قبل وہ پھر بولا۔۔ "

دانیال!۔۔کیوں فون کیا ہے تم نے۔۔؟" علی نے بیزاری سے سانس لیتے "
آنکھیں موندی۔۔

تم آج آئے نہیں۔۔ساری تمھاری میٹنگز پینڈ نگ میں پڑی ہیں بتاؤ ان کا کیا "
کرنا ہے ماریہ تین دفع پوچھ چکی ہے۔۔!" وہ بولا تو علی سوچ میں مبتلا ہوا۔۔

ان میٹنگز کو آج کینسل کروا دوں یا میں خود اٹینڈ کر لوں۔۔ فہیم بھی کہہ رہا تھا" کہ آج تم نے اسے ملنے کے لیے بلایا تھا۔۔"اس سے قبل کہ علی کوئی فیصلہ لیتا وہ فوراً پھر سے بولا۔۔

اتنے لوگوں کے ساتھ میٹنگ فکس کی ہے تم نے اور اب غافل بیٹھے ہو۔۔؟" کام پر تھوڑا دھیان دے دو۔۔ کوئی اگر یاد دلائے تو اسی پر نہ برس پڑو۔۔ ہمیشہ "تمھاری بھلائی کے لیے کہتا ہوں۔۔

دانیال نے ایک بار پھر جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا مگر اس بار علی نے اسکا جملہ سن کر اسکی معصومیت جان کر اپنے غصے کو ختم کرتے مدھم سا نفی میں سر ہلایا۔۔

آرہا ہوں میری جان۔۔ اب کیا ہی کروں گا گھر پر۔۔"وہ سرد لہجے میں نرمی" سے بلا آخر بولا۔۔۔

اور فہیم کو آن ڈیوٹی زحمت دینے کی ضرورت نہیں ہے میں میٹنگز سے فری ہو" "جاؤں تو کال کر لوں گا اسے۔۔

"ہاں یہ آئیڈیا بہتر رہے گا۔۔"

علی نے دانیال کے جملے پر گفتگو مختصر کی موبائل دوبارہ جیب میں ڈالا اور اپنا بلیزر کوٹ اٹھا کر کمرے سے روانہ ہوا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

پولیس وردی میں اپنی کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا فہیم موبائل ہاتھ میں لیے اس پر کسی پیغام کو بڑی توجہ سے پڑھ رہا تھا اس کے سامنے اسکا جونیئر آفسر جو اسکا بہت خاص اور قابل بھروسہ شخص تھا وہ بھی اسکے سامنے کرسی پر بیٹھا اسکے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

چلو اچھا دانیال کا میسج آگیا اب تھوڑا مطمئن ہوں۔۔"اس نے موبائل ٹیبل پر" رکھ کر اپنے جونئر آفسر کو مخاطب کیا۔۔

دانیال کا کہنا ہے کہ ہمیں شاہ انڈسٹریز جانے کی ضرورت نہیں شاہ جی خود فری" ہو کر ہم سے رابطہ کریں گے۔۔"وہ مزید کہتا مقابل کی تجسّس بھری نگاہ کا جواب دے گیا۔۔

بات کرتے ہوئے ثبوتوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ ہم انہیں بھی مطمئن کر" سکیں۔۔اس لیے میں نے تمھیں یہاں بلایا ہے۔ تمھاری مسٹر ارسلان ناصر سے بات ہوئی۔۔؟"فہیم نے پھر سوال کیا۔۔

کون ارسلان؟"مقابل نے ناسمجھی کا مظاہرہ کیا۔۔"

"!وہ آئی ٹی ایکسپرٹ، شاہ جی کا بہنوئی۔۔"

وہ شاہ جی کا بہنوئی کب سے بن گیا۔۔؟"فہیم کے تعارف پر جونئیر افسر کی" آنکھیں حیرت سے باہر کو آئیں۔۔

ہم یہ کس بحث میں پڑ رہے ہیں؟ تمھارا رابطہ ہوا یا نہیں۔۔"فہیم کی گفتگو میں" نرمی اب ختم ہوئی۔۔

"جی ابھی تک تو نہیں ہوا۔۔"

تو رابطہ کرنا تھاناں۔۔"منفی جواب سے فہیم کے ماتھے پر سلوٹیں ظاہر ہونے" لگی۔۔

"آپ فکر نہ کریں سر میں آج ہی اس سے کانٹیکٹ کرتا۔۔"

"ابھی کرو ہمارے پاس اب مزید وقت نہیں۔۔"

فہیم نے تیزی سے اسکا جملہ کاٹ دیا۔۔

شاہ جی نے ہمیں جتنے دن کا وقت دیا تھا وہ آج ختم ہو گیا ہے ہمیں اسے آج" جواب ہر صورت میں دینا ہے۔۔اور ہاں وہ جن کی تلاش کا کہا تھا میں نے، کیا ان میں سے کوئی ملا۔۔؟" فہیم دوبارہ کچھ تفصیل سے گویا ہوا۔۔

سر میرے پاس اس حوالے سے ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی۔۔" افسر کا ایک" اور منفی نتائج پر مبنی جواب۔۔ فہیم نے دانت بھینچ لیے۔۔

یعنی وہ اب تک پکڑے نہیں گئے۔۔ تو ہمارا ڈپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے اتنے وقت" "سے۔؟ کاروائی تیز کر دو ورنہ تمھاری نااہلی پر تم سے عہدہ چھین لوں گا۔۔

جج۔جی سر۔۔" وہ کرسی سے اٹھا اور جواب دے کر کمرے سے روانہ ہوا۔۔"

-------------سونی رائٹس-------------

فہاد اپنے پیروں سے چل کر اپنے کمرے کے بستر پر لیٹا۔۔ جبکہ زاہد اس کے پیچھے آتا ہاتھ میں اسکا واسکوٹ کچھ ادویات کی تھیلی لیے ہوئے تھا۔۔

بس اب آرام سے لیٹ جاؤ آج پورا دن آرام کر لو گے تو کل کے لیے ٹھیک ہو" جاؤ گے۔۔" زاہد نے ٹیبل پر دوائیاں اور واسکوٹ کو صوفے پر رکھا۔۔

کل۔۔؟" اس نے ماتھے پر بل ڈالے اور سوچ میں مبتلا ہوا اسے یاد آیا کہ کل" اسکی بہن کا ولیمہ ہے یعنی ایک بار پھر شاہ اور اسکی بیوی سے سامنا ہو گا۔۔

زاہد کچھ کرو۔۔ میں اس ولیمے میں نہیں جانا چاہتا۔۔" وہ خیال کے ذہن میں" ابھرتے ہی فوراً بولا۔۔

ہادی تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے تمھاری بہن" "کا ایونٹ ہے۔۔ تم اتنا بڑا فیصلہ کر رہے ہو وہ بھی اس بیکار لڑکی۔۔

"زاہد!!"

وہ طیش میں فہاد سے مخاطب ہو کر قریب پہنچا کہ جملہ مکمل ہونے سے پہلے فہاد انگار نگاہیں اٹھا کر اس پر ٹکاتے چیخا۔۔

"اگر آئندہ کچھ ایسا کہا تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے ڈیڈ کے سگے بھائی ہو۔۔"اس نے سخت لہجے میں سنجیدگی سے کہا۔۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو ہادی۔۔ سلمان حقانی کے خاندان میں صرف تم ہی رہ گئے ہو جو اس ایونٹ کے لیے بہت امپورٹنٹ پرسن ہے۔۔ اگر تم بھی نہیں گئے تو سارا شہر میشل کو لاوارث سمجھ بیٹھے گا۔۔ تم اپنی ہی بہن کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔"

زاہد اس کے قریب بستر پر بیٹھ کر اسے سمجھانے لگا وہ اسکا خیر خواہ نہیں تھا مگر ہاں اسکا دل جلانے کا بندوست کرنے کو تیار تھا تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔۔

"تو کیا کروں۔۔بتاؤ ناں کیا کروں میں ؟اسے شاہ کے ساتھ دیکھتا ہوں تو خون کھولتا ہے میرا۔۔سب کے سامنے کیا جان لے لوں شاہ کی۔۔"وہ غرایا جملوں میں بے بسی بھی جھلک رہی تھی۔۔

"ہوش سے کام لو ہادی۔۔میشل اس وقت تمھاری فرسٹ پرایورٹی ہونی چاہیے ۔۔خود پر ایک دن کے لیے ضبط رکھ لو، تم تو بہت مضبوط آدمی ہو۔۔"زاہد نے اس کے کندھے تھامے آواز اسکی بھی بلند ہوتی کمرے میں گونجی۔۔

کمرے میں زاہد کی گونج کے بعد خاموشی چھاگئی فہاد نے اسے کوئی جواب نہ دیا بلکہ خود ایک گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا۔۔زاہد اس کے بستر سے اٹھا دوبارہ ادویات کی جانب بڑھا۔۔وہاں صوفے پر براجمان ہوتے اس نے ایک ترچھی سی نگاہ فہاد پر ڈالی جواب بھی سوچ میں مبتلا تھا زاہد اسے دیکھ کر خود سے ایک شاطرانہ سی مسکراہٹ ظاہر کر گیا۔۔

"ویسے میں سوچ رہا تھا کہ تمھیں عالیہ سے اتنی محبت ہے کیوں نہ اسے اب تمھارا کر دیا جائے۔۔"اس نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا الفاظ میں خاصا ٹھہراؤ تھا۔۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تمھارے لیے یہ ممکن ہے۔۔"اس نے گردن موڑ کر زاہد کی جانب تعجب سے دیکھا۔۔

"ممکن نہیں بہت آسان ہے۔۔!"وہ مسکرایا۔۔

"کیا۔۔؟"فہاد حیرت زدہ ہوتا اٹھ کر ٹھیک سے بستر پر ٹیک لگا گیا۔۔

"کیسے آسان ہے؟اگر آسان ہے تو کیوں مجھے تڑپتا دیکھ رہے تھے؟پہلے ہی حل کیوں نہیں بتایا۔۔"فہاد کے ماتھے پر تعجب سے بل ظاہر ہوئے اسی دوران زاہد بھی صوفے سے اٹھا اور اس کے بستر کی جانب دوبارہ بڑھا۔۔

"میری جان یہ حل میں نے ابھی سوچا ہے ورنہ میرا خون ہو تم، میرے بیٹے جیسے ہو۔۔ تمھیں اذیت میں کیسے دیکھ سکتا ہوں۔۔"زاہد بستر پر اسکے قریب بیٹھ کر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر نہایت محبت بھرے انداز میں گویا ہوا مگر اسکی یہ محبت جھوٹی تھی۔۔

"مجھے عالیہ کو حاصل کرنے کا اب حل بتاؤ۔۔ میں سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔"فہاد نے فوراً کہا۔۔

"ویری گڈ۔۔ تمھیں صرف اتنا کرنا ہے کہ حقانی کیمیکلز گروپ سے میشل کے تیس پرسنٹ شیئرز جو اسکے نام ہیں وہ تمہیں واپس لینے ہوں گے۔۔"وہ اپنے

ذہن میں چلتے پلان کو بلا آخر زباں پر لے آیا مگر ظاہر ہے فہاد اس کے ذہن میں پوشیدہ سازش سے انجان تھا۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔اس سب میں میشل کا کیا تعلق۔۔وہ شیئرز اسے ڈیڈ نے" دیے تھے کیونکہ میری غیر موجودگی میں میشل نے بھی ڈیڈ کے ساتھ مل کر ہمارا "بزنس سنبھالا ہے۔۔ہمارے بزنس کو اب بھی میشل کی ضرورت ہے۔۔

میری جان اب اسکی شادی ہو چکی ہے۔۔وہ بھی پسند کی۔۔محبت کی شادی۔۔" ممکن ہے کہ بہت جلد اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اسکا شوہر اس سے وہ شئیرز حاصل کر کے ہماری کمپنی میں داخل ہو جائے۔۔جسکا سیدھا سیدھا مطلب ہو گا "شازمان ٹیکسٹائل کا ہمارے بزنس پر قبضہ۔۔

زاہد نے سنجیدگی سے اسے باتیں سمجھاتے اسکی ذہن سازی کی کیونکہ اسکا مقصد حقانی کمپنی کے سارے شئیرز فلحال فہاد کو دلوا کر بعد میں اس سے ایک ہی سائن

کے ذریعے ساری کمپنی لینے کا تھا، جس کے لیے وہ برسوں سے جتن کرتے ہوئے سلمان حقانی کو بھی مار چکا تھا۔۔

"اگر ہم نے عالیہ کو ان سے چھینا تو بدلے میں وہ لوگ ہمارے بزنس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔" زاہد نے مزید کہا۔۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، عالیہ کے آگے بزنس اہم نہیں ہے میرے لیے۔۔"

"مگر میرے لیے اہم ہے۔۔ تمھارے باپ کی برسوں کی محنت ہے یہ بزنس۔۔ ہمیں یہی ترتیب کرنی ہو گی کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔" زاہد نے آخری جملہ میں فہاد ہے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

"میری بات مانو ہادی، اسی میں ہماری بھلائی ہے جب تم میشل سے سارے شئیرز واپس لے لو گے تو میں عالیہ کو تمھاری دسترس میں لانے کی تدبیر بناؤں گا۔۔"

وہ گویا ہوتا فہاد کو پھر سوچ میں مبتلا کر گیا وہ ایک کاٹدار نگاہ سے فہاد کو سوچ میں محو دیکھ کر اندر ہی اندر خوش سے سرشار ہو رہا تھا۔۔

"اور میری جان شیئرز نے کہاں جانا ہے؟ میشل سے لے بھی لو تو کمپنی میں تمھارے پاس ہی رہیں گے۔۔ جب معمالات ٹھیک ہو جائیں تو اسے واپس کر دینا۔۔"

زاہد نے مزید کہا فہاد نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور مدھم سا اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میشل کو شئیرز واپس کرنے سے قبل ہی زاہد سارے بزنس پر قبضہ کر چکا ہو گا۔۔

"بات تو ٹھیک ہے آگر اس زریعے عالیہ مجھے حاصل ہو سکتی ہے تو میں یہ بھی کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔ مگر ہاں اس کے بعد تمھیں اپنا یہ وعدہ پورا کرنا ہو گا۔۔" فہاد اس کی سازشوں سے بے خبر اب زاہد کی چال میں پھنسنے کو ہامی بھر گیا۔۔

ضرور کروں گا۔۔"زاہد نے اس کا کندھا تھپتھپاتے کہا چہرے پر ایک فاتحانہ" مسکراہٹ تھی گویا اسکا مقصد شروع ہونے سے قبل ہی پورا ہو چکا ہو۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

سہ پہر کا وقت ہوا علی شاہ اپنے آفس پہنچ چکا تھا پولو ٹی شرٹ پر وہی سیاہ بلیزر پہنے آفس کی کرسی کی جانب قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہوا اس کے پیچھے ماریہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔۔

گڈ آفٹر نون سر۔۔آج کا شیڈیول۔۔"ماریہ نے کمرے میں پہنچ کر اپنے ہاتھ" میں موجود فائل کھولتے ہوئے کہا۔۔

آج کا ذرا مختصر سا شیڈیول رکھنا۔۔" علی نے اپنا بلیزر اتارتے مصروفانہ لہجے میں "کہا۔۔

یعنی تین گھنٹے کا۔۔؟ سر تین گھنٹے میں زیادہ میٹنگز اٹینڈ نہیں کر پائیں گے آپ" ۔۔اور کافی کام پینڈنگ میں جا رہا ہے بہت سی میٹنگز ہیں، بہت سارے وزٹس "ہیں جو آپ کے ایک ہفتے سے ڈیلے ہو رہے ہیں۔۔
وہ فائل پر نظر ٹکائے کام کی ایک لمبی لسٹ دیکھ کر پریشان کن لہجے گویا ہو رہی تھی جبکہ علی نے اپنا بلیزر ہینگ کرنے کے بعد اب آفس کی کرسی پر براجمان ہوا اور ماریہ کی ساری تفصیل توجہ سے سننے لگا۔۔

ہاں جانتا ہوں مگر گھر کی مصروفیات ہیں اس لیے کام کو زیادہ وقت نہیں دے پا" "رہا ہوں۔۔ آفٹر آل فیملی کمز فرسٹ۔۔

"رائٹ سر"

اس نے خوشگوار انداز میں کہا جس پر ماریہ بھی رسماً مسکرائی مگر اسکی مسکراہٹ کے پیچھے کی پریشانی کو علی دیکھ چکا تھا۔۔

تم کام کی فکر مت کرو۔۔ ہر میٹنگ نوعیت دیکھو جو بہت اہم ہیں وہ آج نبتا لیں" گے جو زیادہ اہم نہیں وہ بینش یا دانیال سے کہہ دینا اٹینڈ کر کے مجھے بریف سمری بھجوا دے۔۔" علی اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر گویا ہوا۔۔

"او کے سر ابھی چار میٹنگز ہیں جو امپورٹنٹ ہیں۔۔"
ماریہ نے لسٹ پر انگلی پھیرتے بڑے غور سے دیکھ کر کہا علی نے اپنے قریب کافی مگ اٹھا کر اسے گھونٹ لیتے حلق تر کیا اسی دوران اب دروازے پر بھی دستک ہوئی۔۔

"آ جاؤ بینش۔۔"

وہ دروازے کی جانب دیکھ کر گویا ہوا وہاں سے واقعی بینش اسکی بھاری آواز سن کر برآمد ہوئی۔۔

ماریہ تم ان چاروں پارٹنر سے بات کرو، میٹنگز فکس کرا وجب وہ پہنچ جائیں تو" مجھے انفارم کر دینا۔۔" علی نے اپنی اسسٹنٹ کو حکم دیتے روانہ کیا۔۔

شیور سر۔۔" وہ فائل بند کر کے پلٹی اسکا سامنا بینش سے ہوا جس پر وہ دونوں" ایک مدھم سی مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے ایک دوسرے کے سامنے سے گزرے۔۔

بینش قدم بڑھا کر علی کے سامنے کرسی پر براجمان ہوئی جبکہ علی کافی کے مگ سے کافی پینے کے بعد اسے ٹیبل پر رکھنے لگا۔۔

تم کل نکاح میں نہیں آئی۔۔؟" علی نے سوال کیا۔۔"

ہارون کی طبعیت کا تو جانتے ہو۔۔" وہ افسردگی سے بولی۔۔"

" جانتا ہوں علاج چل رہا ہے ناں اسکا۔۔پریشانی کس بات کی؟"

چل رہا ہے مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی، فرق پڑ بھی رہا ہے یا نہیں؟ باہر ملک" سے بھی علاج کروالیا۔۔ باہر لے گئی تو اسکی پڑھائی تک چھڑوا دی۔۔اب کیا کروں اسکا وقت بھی ضائع ہو رہا ہے۔۔مجھے تو ہر وقت اسکی فکر لگی رہتی "ہے۔۔

ایک ہی آسرا تھا میرا، اسے بھی اذیت میں دیکھ رہی ہوں۔۔ تم اندازہ نہیں لگا" سکتے جب اپنے بیٹے کے بارے میں سوچتی ہوں تو میرے دل پر کیا گزرتی ہے۔۔"وہ مزید بولی اسکا ضبط جواب دے گیا اپنے اکلوتے بیٹے کے غم میں اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔۔

بینش سنبھالو خود کو، جب سے تم اسے باہر سے لے کر آئی ہو اب تو ہارون کافی بہتر ہو گیا ہے۔۔ تم نے اسکی ہمت بڑھانی تھی خود کیسے ہمت ہار رہی ہو، وہ بھی تب جب سب ٹھیک ہونے جا رہا ہے۔۔" علی اسے تسلی دیتا ٹیبل پر موجود پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھا گیا۔۔

"پانی پی لو۔۔ رونے کی کیا بات ہے اس میں۔۔ وہ جلد بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

علی نے گلاس کی جانب اشارہ کرتے اسے پھر مطمئن کرنے کی کوشش کی بینش نے سر اثبات میں سر ہلا کر اب گلاس تھاما اس سے گھونٹ بھرا اور کچھ پر سکون ہوئی۔۔

کل میں نے اسکے ڈیڈ کو بھی فون ملایا مگر اس نے کال پک نہیں کی۔۔"کچھ "
لمحوں بعد وہ دوبارہ گویا ہوئی۔۔

"!تم نے اسے کال کیوں کی؟بہت غلط کیا تم نے۔۔"

تو کیا کرتی وہ خود لاپرواہی سے آرام کی زندگی جی رہا ہے اور اسکے بیٹے کا سارا"
"علاج کوئی اور۔۔
"کوئی اور۔۔؟"
علی نے فوراً آئی بروا چکا کر اسکا جملہ کاٹتے اسکے الفاظ دہرائے،لہجے میں تعجب تھا
بینش بھی سہم کر خاموش ہوئی۔۔

میں ہارون کے لیے کوئی اور کیسے ہو گیا۔۔جس طرح میرے لیے میری امرحہ "
ہے اسی طرح ہارون بھی ہے۔۔"اس نے برہمی سے کہا بینش نے اپنے بے
دھیانی میں کہے جملے پر پشیمانی ظاہر کرتے نگاہیں جھکالی۔۔

خیر آیندہ ایسی بات مت کرنا۔۔"اس کا لہجہ اب سرد تھا۔۔ بینش کی خاموشی پر" وہ گہری سانس لیتا اب اپنی برہمی کو ختم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

جہاں تک بات ہے اسکی پڑھائی کی تو اسے ہم امرحہ کے سکول میں اسکے ساتھ" ہی داخلہ دلوائیں گے۔۔ مجھے چار پانچ دن کی مہلت دے دو سب ہو جائے گا۔۔"اس نے مزید کہا بینش نے اب اسکی جانب دیکھ کر اطمینان سے اثبات میں سر ہلایا الفاظ کوئی ادا نہ کیے تھے۔۔

۔

۔

اگلے دن شام ڈھلتے ہی افتخار گھرانے کی جانب سے منعقدہ ولیمے کی تقریب میں شرکت کے لیے تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔

شاہ گھرانے کی وہ اکلوتی خوبصورت بہو، جو اپنی دلکش تیاری مکمل کر چکی تھی، اب کمرے میں بے تابی سے اپنا موبائل تلاش کر رہی تھی۔۔

عالیہ نے آج آف وائٹ اور سی گرین کے امتزاج میں تیار کی گئی ایک مہارانی طرز کی میکسی لہنگا ڈریس میں ملبوس تھی۔ لباس کی بیس آف وائٹ تھی، جس پر نفیس سی گرین اور سلور زری، شیفون تھریڈ ورک، موتیوں کی جھالر اور سیکوئنز سے مزین پیچیدہ ڈیزائن بنے تھے۔ لباس کے اندرونی تہہ میں باریک چمکتی لائٹز سی جھلک رہی تھیں، جیسے روشنی اس کے وجود سے پھوٹ رہی ہو۔

دوپٹہ ہلکے نیٹ کا، اس نے کندھے پر جمایا تھا۔ اس کے قدرتی خوبصورت چہرے پر میک اپ بھی نہایت ملائم اور پرفیکشن سے تھا، ہونٹوں پر پیچ پنک لپ اسٹک۔ کانوں میں زمرد سے جڑے جھمکے اور گلے میں ایک باریک مگر قیمتی ہار تھا۔

پیر و میں لباس سے ہم رنگ خو بصورت ہیلز اور بال کھلے رکھے گئے تھے، اس کا چہرہ وقار، شرم، اور دل کی کسی اندرونی کشمکش سے بھرا ہوا تھا، جو اسے ایک منفرد کشش عطا کر رہا تھا۔

اس کی نظریں کمرے کے ایک کونے میں رکھی سائیڈ ٹیبل پر پڑیں، جہاں موبائل چمک رہا تھا۔ اس نے تیزی سے اٹھایا اور فوراً کال ملائی۔
چہرے پر موجود ملائم خدوخال کے ساتھ اس وقت ایک واضح برہمی جھلک رہی تھی۔

"کہاں ہو تم اس وقت؟"
کال ریسیو ہوتے ہی اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"ہال میں ہوں، مہمانوں میں ذرا مصروف ہو گیا تھا۔"
دوسری طرف سے نرمی سے جواب آیا۔

بغیر بتائے آج پھر اکیلے نکل گئے ؟اور مجھے کہتے ہو کہ میں غلط سلوک کرتی "
ہوں ؟" وہ برہمی سے بولی۔

"اتنا غصہ ؟"
وہ مسکرایا، جیسے اس کی خفگی کو سمجھ کر نرمی سے سنبھالنا چاہتا ہو۔

"ہمیں سب کے ساتھ جانا تھانا، تو پھر تم نے کیوں اکیلے جانے کا فیصلہ کیا؟"

پتا ہے، سب کے ساتھ جانا تھا۔ مگر اسلام آباد سے سیٹھی گروپ کے اہم "
مہمان آرہے تھے۔ بینش سب سنبھال لیتی مگر وہ آج اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ
مصروف ہے۔۔نہ آفس آسکی، نہ تقریب میں۔اس لیے پلان بدلنا پڑا۔" اس
نے وضاحت دی۔۔

بینش کے علاوہ اور بھی لوگ تھے، ڈینی سے کہہ دیتے۔" عالیہ اب بھی خفا" تھی۔۔

ڈینی سیٹھی گروپ کے بارے میں زیادہ واقف نہیں، وہ زیادہ تر بابا کے " کلائنٹس کو جانتا ہے۔ اور ویسے بھی اسے ولیمے میں شرکت کے لیے آنا ہے، اسے بھی اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزارنے کا پورا حق ہے۔ میں آف ورکنگ ٹائم کی "ذمہ داری کسی اور پر نہیں ڈال سکتا۔

اس نے علی کی بات سنتے بیزاری سے ایک گہری سانس کھینچی اس کے پاس واقع اب اپنی جانب سے دینے کے لیے کوئی جواب نہیں تھا۔۔

تمھاری دلیلوں کے آگے جیتنا مشکل ہے، جو مناسب لگے، وہی کرو۔" عالیہ" کے لہجے میں اب بھی ناراضی تھی۔ اسنے بات ختم کرتے موبائل کان سے الگ کیا یعنی اب کال منقطع کرنے کا ارادہ تھا۔۔

ساتھ جانہ سکے، مگر ساتھ واپس تو آجائیں گے نا؟اگر تم چاہو،اور اگراس بار تم" "زمان ہاؤس نہ جاؤ تو۔

علی نے فوراً کہا۔۔موبائل سے آتی آواز پر عالیہ نے دوبارہ اسے کان سے لگا کر علی کا جملہ سنا جس میں اس کے حالیہ کیے گئے طرزِ عمل کی طرف ہلکا سا طنزیہ اشارہ تھا۔عالیہ خاموش رہی۔

چلو جلدی سے ہال آجاؤ، میں تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔" علی نے اس کی" خاموشی کو نرمی سے توڑتے ہوئے پھر کہا۔اور جواب کی توقع نہ رکھتے ہوئے کال خود منقطع کر دی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

آج اس خوبصورت حسین شام میں شاہ انڈسٹریز کے ایونٹ ہال کا داخلی راستہ دلکش سفید اور گلابی پردوں سے مزین تھا۔داخل ہوتے ہی آنکھیں روشنی کے ایک طلسمی ہالے میں جیسے کھو سی جاتی تھیں۔ چھت سے جھولتے بڑے بڑے کرسٹل فانوس، جن کی روشنی پورے ہال میں چاندنی کی سی نرماہٹ پھیلا رہی تھی ،ایک شاہانہ ماحول تخلیق کر رہے تھے۔

فرش پر بچھا نرم سفید قالین، روشنیوں کی چمک سے جھلملاتا نظر آرہا تھا۔ہال کی دیواروں کو سفید اور ہلکے گلابی پھولوں سے اس طرح سجایا گیا تھا کہ ہر کونا کسی خوبصورت خواب کا منظر لگتا۔ہال کے درمیان میں ایک کشادہ اسٹیج تھا جو مکمل طور پر سفید و گلابی پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا،اور اسٹیج کے عقبی پردے پر نرم طلائی روشنیوں کی باریک لڑی جھلملا رہی تھی۔

دولہا دلہن کی نشست ایک خوبصورت صوفہ سیٹ تھی ،جو ہلکے گلابی رنگ میں کی روشن "M & A" تیار کیا گیا تھا،اور اس کے عقب میں شیشے کی دیوار پر

الفاظ میں جھلکتی تختی آویزاں تھی، جیسے دو دلوں کا سنگم کسی نشانی میں ڈھل گیا ہو۔

مہمانوں کے بیٹھنے کے لیے گول میزیں سجائی گئی تھیں، جن پر سفید ٹیبل کلاتھ، سنہری رانز، اور گلابی پھولوں سے سجی سنٹر پیسز موجود تھے۔ ہر کرسی کے پیچھے گلابی ربن باندھے گئے تھے، جن پر دولہا دلہن کے نام کے ابتدائی حروف چمک دار انداز میں لکھے گئے تھے۔

کھانے کا انتظام بھی نہایت عمدہ تھا۔ ایک طرف بوفے سسٹم تھا، جہاں پاکستانی و کانٹی نینٹل ڈشز مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں، اور دوسری جانب ڈیزرٹ کارنر میں سجاوٹی کپ کیکس، فریش فروٹ اور چاکلیٹ فاؤنٹین بچوں اور بڑوں کے لیے یکساں کشش رکھتا۔

پورے ہال میں ایک مدھم سار و مانوی میوزک بج رہا تھا جو ماحول کو مزید پر سکون اور دلکش بنا رہا تھا۔ مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے، فضا میں ہنسی، خوشی، اور محبت کی مہک تھی۔

اور پھر۔۔

جیسے ہی عارض اور میشل ہال میں داخل ہوئے، ہر نظریں ان پر جم گئیں۔
کیمرے کی فلیشیں، تالیاں، اور خیر مقدمی مسکراہٹیں، سب ان لمحوں کو عمر بھر کے لیے یادگار بنانے میں مصروف تھیں۔

میشل آج اپنے اس خاص دن پر ہلکے گلابی اور سلور کے امتزاج میں تیار کیے گئے ایک نہایت حسین لہنگے میں ملبوس تھی۔ لہنگے کی بیس گلابی رنگ کی تھی، جس پر چاندی کی زری، دبکہ، موتی اور تھریڈ ورک سے انتہائی باریکی اور نزاکت سے کام کیا گیا تھا۔ باریک نگینے اور سیمی پرل اس طرح جڑے تھے کہ روشنی پڑتے ہی لہنگا چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر دیتا۔

چولی لمبی آستینوں والی تھی، جس پر نفیس تِلّہ ورک اور ہلکی سی نیٹ کی تہہ تھی، جو اس کی شان و وقار کو اور بڑھا رہی تھی۔ دوپٹہ نہایت نفاست سے اس کے سر پر جمائے رکھا گیا تھا، جو ایک طرف سے کندھے پر اور دوسری طرف سے بازو پر اس طرح گر رہا تھا جیسے کوئی نرم خواب ہو جو حقیقت میں ڈھل گیا ہو۔ دوپٹے کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے بیل نما جھمکے لٹک رہے تھے جو ہر حرکت پر مدھم سی چھنک پیدا کرتے۔

اس کا میک اپ بھی خاصا نفیس اور نفاست سے کیا گیا تھا۔۔ ہلکی پنک ٹون بیس، اور قدرتی رنگ کی لپ اسٹک۔ اس کے چہرے پر ہلکی شرم، آنکھوں میں روشنی اور مسکراہٹ میں وقار تھا۔

بالوں کو خوبصورتی سے بن میں سجا کر گلابی اور سفید پھولوں سے مزین کیا گیا تھا۔ ماتھے پر ایک نفیس ماتھا پٹی اور جھومر، کانوں میں لمبے جھمکے اور گلے میں ہلکی سا

زیور، سب کچھ اس انداز سے پہنا گیا تھا کہ وہ واقعی افتخار خاندان کا وقار اور اس شہر کی شہزادی لگ رہی تھی۔۔

اس نے چلتے چلتے اپنے استقبال کا منظر اور خود کی حیثیت دیکھ کر دل میں رب کا شکر ادا کیا جس نے میشل کو اپنی پچھلی زندگی سے زیادہ عزت اور وقار سے نواز دیا تھا۔۔

اس کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتا اس کا یہ نیا اور خوبصورت ہم سفر بھی آج کسی سے کم نہ لگ رہا تھا۔۔

عارض احمد جس نے آج اس موقع کے لیے کریم اور گولڈن شیڈ کی خوبصورت شیروانی کا انتخاب کیا تھا، جس پر نفیس زری اور ریشم کا کام کیا گیا تھا۔ شیروانی کے بٹن موتیوں سے جڑے تھے، اور اس پر ایک کندھے سے لٹکی ہوئی مارون اور گولڈن رنگ کی شال اس کی شخصیت کو مزید باوقار بنا رہی تھی۔

اس نے نیچے سفید چکن دار پاجامہ اور نفیس کھسہ پہنا ہوا تھا، جبکہ ہاتھ میں ایک گولڈن رنگ کی گھڑی اس کے رائل لک کو مکمل کر رہی تھی۔

عارض کی کلین شیو میں چمکتا چہرہ، بال نفاست اور خوبصورتی سے سیٹ تھے، اور اس کی آنکھوں میں وہی دھیما، گہرا وقار جھلک رہا تھا جس نے میشل کو ایک نئی دنیا دی تھی۔اس کی نظریں ہر پل میشل پر تھیں جیسے کہ وہ اس کے لیے اب اس نئی کی دنیا رانی ہو، اور حقیقتاً وہ تھی بھی۔

وہ لوگ اب بلاآخر اسٹیج تک پہنچ کر صوفے پر براجمان ہوئے انکی تصاویر بنوانے کا سلسلہ شروع ہو گا مگر عارض کی نگاہ اب بھی اپنے پہلو میں بیٹھی اس خوبصورت دلہن پر تھیں۔۔

ان کے صوفے کے عقب میں کچھ دیر تک عارض کی والدہ صفیہ بیگم بھی دیگر مہمانوں سمیت کھڑی تھی۔۔

یہ ڈریس تم پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔" وہ میشل کے کان کے قریب کچھ جھک کر آہستہ سے گویا ہوا۔۔ میشل نے کوئی رد عمل یا تاثر نہ دیا مگر یہ جملہ عارض کی والدہ نے سن لیا اور ایک انگارہ نگاہ نظران دونوں پر ڈالی۔۔

خدشہ ہے کہ آج بھی میری شدتوں سے بچ نہیں پاؤ گی تم۔۔" نہایت آہستگی سے میشل کے قریب ہو کر اس نے ایک اور جملہ داغا یہ جملہ سنتے میشل کے تاثرات بلا آخر حیرت میں بدلے اور اسنے عارض کی جانب گردن موڑ کر دیکھا۔۔

کم از کم اس وقت تو ایسی باتیں نہ کرو۔۔" اس نے سامنے دیکھ کر برہمی سے کہا" جس سے عارض کے لبوں پر گہری مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام گہری ہو چکی تھی۔ ولیمہ ہال روشنیوں، پھولوں، اور خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔ ہر جانب خوش پوش مہمانوں کی چہل پہل تھی۔ فوٹو گرافر کیمروں کے فلیش برسا رہے تھے۔ میزوں پر خوش ذائقہ کھانوں کی سجی پلیٹیں، اور ساؤنڈ سسٹم پر ہلکی ہلکی رومانوی دھنیں ماحول کو مزید پر وقار بنا رہی تھیں۔

عارض اور میشل اسٹیج پر بیٹھے تھے، دونوں چمکتے لباسوں اور مکمل اعتماد کے ساتھ مہمانوں کی مبارکبادیں وصول کر رہے تھے۔

فریحہ نے آج کی تقریب کے لیے گہرا جامنی رنگ کا مخملی لہنگا پہنا تھا، جس پر سنہرے دھاگے کی باریک مگر دلکش کڑھائی تھی۔ اس کے گہرے رنگ کا لباس، اس کی ہلکی سی میک اپ شدہ گندمی رنگت کے ساتھ ایک شائستہ مگر پر اثر تاثر دے رہا تھا۔ اس کے کندھوں پر جھکا ہوا نیٹ کا دوپٹہ بار بار سرک رہا تھا جسے وہ بار بار سنبھالتی، کسی انجانے اضطراب میں گھری نظر آتی تھی۔ اس کی نظریں ہال میں کسی مخصوص شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔

افتخار خاندان اور شاہ اور زمان خاندان کے تمام افراد بھی اب ہال میں موجود تھے تمام مہمان بھی آ چکے تھے۔ مرد حضرات آپس میں مصروف گفتگو میں مشغول تھے، اور خواتین میں بچوں کی شرارتوں سے لے کر مہمانوں کی تعریف تک کی باتیں ہو رہی تھیں۔

وہیں، سائرہ بھی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ ایک میز پر موجود تھی، اور آس پاس کی خواتین سے گفتگو میں مصروف تھی۔

دانیال ارسلان، اور دستور، بھی اپنے دوستوں کے ساتھ ایک جانب ہنسی مذاق میں مصروف تھے، جب کہ افتخار صاحب اور شیر زمان چند مہمانوں کا پرتپاک استقبال کر رہے تھے۔۔

بچوں کا ہجوم ہال کے ایک حصے میں شور مچاتا کھیل رہا تھا، جن میں امرحہ بھی اپنی دادی اور خالاؤں نرمین اور سارہ کے ساتھ کھلکھلاتی پھرتی نظر آ رہی تھی۔۔

جبکہ علی کافی دیر سے اپنے بزنس پارٹنرز کے ساتھ گفتگو میں مصروف اب تک دیگر مہمانان سے نہ مل پایا تھا۔۔اپنی بیوی سے بھی نہیں۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

وہ محفل کی جان ہر دل عزیز شاہ گھرانے کا وارث آج سفید کرتے پر ڈارک مہرون زرق برق شیروانی پہنے نظر آیا، جس پر نفیس سفید اور سنہری زری کا باریک کام کیا گیا تھا۔اس کی شیروانی پر بنے مخصوص عربی طرز کے پیٹرنز اس کی شخصیت کو ایک مغرور، خود اعتماد اور باوقار احساس دے رہے تھے۔

نیچے وہ سفید چوڑی دار پاجامہ اور مہرون رنگ کا کھسہ پہنے تھا، جس کی نوک پر ہلکا سا سنہرا نقش تھا۔ ہاتھ میں ایک پرانی طرز کی گھڑی اور انگلی میں سفید پتھر کی انگوٹھی تھی جو غالباً کسی خاص یاد یا شخصیت کی نشانی تھی۔

علی کے بال پیچھے کی طرف سیٹ تھے، ہلکی براؤن داڑھی اور چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔۔ وہ جواد سیٹھی کے روبرو کھڑا خوشگوار انداز میں گفتگو میں مصروف تھا، جواد سیٹھی نے ڈارک نیوی بلیزر کوٹ پہنا ہوا تھا، جس پر کندھوں کی ساخت خاصی نمایاں تھی، جو اس کی شخصیت میں رعب اور وقار کو مزید بڑھا رہا تھا۔

اس کے اندر کی سلک پیٹرن شرٹ ہلکے آف وائٹ اور سلور جیکوارڈ ڈیزائن میں ہے، جس پر باریک سا نقش و نگار ہے جو صرف قریب سے نظر آتا ہے، اور بہت مہذب لگتا ہے۔

گلے میں اس نے ایسکاٹ ٹائی باندھ رکھی ہے جو ڈارک برگنڈی رنگ کی ہے، جس پر ہلکی گولڈن سنہری باریک بوٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ایسکاٹ نہایت نفاست سے گلے کے اندر ترتیب دی گئی ہے اور شرٹ کی کالر کے نیچے مہارت سے بندھی ہوئی ہے۔

جواد سیٹھی جو اپنی پچپن سالہ زندگی میں تجربات کے خزانے کو اکٹھا کیے ہوئے تھا جسکا اظہار وہ اپنی طرزِ گفتگو میں اکثر کیا کرتا تھا،اس کی بات چیت میں ہمیشہ گہرائی، وقار اور تجربہ جھلکتا تھا۔وہ علی کا مشیر بھی ہے اور دوست بھی۔سخت بات بھی کرتا تو لہجے میں نرمی رکھتا تاکہ دوسرے کی عزت مجروح نہ ہو۔

"ویسے دیکھا جائے تو جواد صاحب بہت عرصے بعد آپ سے ملاقات ہورہی ہے۔پراجیکٹ کے بعد تو یاد نہیں رکھا آپ نے۔۔" وہ شکوہ کرتا بولا۔۔

"آرے ایسی بات نہیں ہے علی، تم سے فون پر رابطہ برقرار تھا، باقی تو تم جانتے ہو میری پاکستان سے باہر کی مصروفیات زیادہ ہیں۔۔"جواد پینٹ میں جیب کھسکائے کھڑا ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔۔

"جی اس بات سے تو بخوبی واقف ہوں، خیر آپ یہ بتائیں آپ نے شاہزیب کا سنا ہے۔۔؟ آپ نے کہا تھا کہ آپ نے اس بارے میں کچھ گفتگو کرنی ہیں۔۔؟"

"ہاں میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے ملو، اسے یقین دلاؤ کہ میں بھی ہر طرح سے اسکی مدد کو تیار ہوں اور اسے ضرور سپورٹ کروں گا۔۔"

"یہ تو آپ کا بڑا پن ہے جواد صاحب۔۔ اور اسی دریادلی کے باعث اوپر والے نے آپ کو اتنی عزت بخشی ہے کہ پاکستان کے ٹاپ فائیو بزنس مین میں آپکا نام آتا ہے۔۔"علی نے اسکی تعریف کی تو گہرا مسکراتے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

شاہ صاحب تم بھی تو انہی میں ہو، چاہے پھر ذکر دریادلی کا ہو یا ملکی فخر کا۔۔ آپکا" نام بھی انہی میں سر فہرست ہی رہے گا۔۔"جواد صاحب نے اس کے بازو کو تھپتھپاتے جواب میں اسکی تعریف کی۔۔

جو بھی ہے سب دعاؤں سے ہے۔۔ میں نے کل ہی شاہزیب سے ملاقات کا کہا" ہے، کل میں ضرور اس سے ملنے جاؤں گا۔۔اور پوچھوں گا کہ اتنا بڑا نقصان آخر اسے کیسے ہوا۔۔؟" علی نے موضوع بدلتے آخری الفاظ پر تجسس اور تشویش کا اظہار کیا۔۔

"! یہ نقصان اسے فہاد نے پہنچایا ہے۔۔"

"وٹ۔۔؟جواد صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔"

علی جملہ سن کر ماتھے پر بل ڈالتے شدید حیرت زدہ ہوا کیونکہ جواد نے روانی میں بہت بڑا انکشاف کر ڈالا تھا۔۔

میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں علی، یہاں بھی صرف تمھارے لیے آیا ہوں ورنہ" فہاد سلمان کی کسی تقریب میں کبھی نہ آتا۔۔"جواد سیٹھی کا لہجہ سرد ہوا۔۔

یہ شخص خود کو بزنس میں آگے بڑھانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے،" کوئی بھی غلط کام بہت آرام سے کر سکتا ہے، پولیس سب کچھ جاننے کے باوجود "اس کے آگے خاموش بیٹھی ہے۔۔
اس نے فہاد پر ایک ترچھی نظر ڈالتے کہا جو دور کھڑا افتخار کے گھر والوں سے گفتگو کر رہا تھا۔

آگر ایسا ہے تو اب کی بار اسے میں چھوڑوں گا نہیں، بھلے پولیس سے بچ جائے" یہ۔۔ مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔۔"علی کے ماتھے پر سلوٹیں اب بھی ظاہر تھیں۔۔

"رہنے دو علی! کیچڑ میں پتھر پھینکو گے تو چھینٹیں تم پر بھی آئیں گی۔۔ یاد نہیں ہے اس کے باپ کے ساتھ کیس لڑتے لڑتے تمھاری کاروباری ساخت کو کتنا نقصان پہنچا تھا؟ تمھیں سب کے سامنے بد کردار تک کہلایا گیا۔۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگ اپنے فائدے کے لیے کسی بھی حد کو پار کر سکتے ہیں۔۔"

جواد سیٹھی کو اب اپنے راز کھونے پر پچھتاوا ہوا کیونکہ وہ علی کی آنکھوں میں اب غصہ واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔۔

"لیکن جواد صاحب یہ غلط ہے، میں نے کافی لوگوں سے شاہزیب کی تعریفیں سنی ہیں۔۔ وہ ایک اچھا اور سلجھا ہوا انسان ہے اس کی ساتھ زیادتی تو ہوئی ہے ناں۔۔"

"ہوئی ہے بالکل۔۔ مگر میں نے تمھیں صرف اسکی مالی مدد کرنے کو کہا ہے، اس کے لیے اپنی ذاتی کشتیاں جلانے کا نہیں کہا۔۔" جواد نے اسے دلیل پیش کی جس پر علی نے برہمی سے نظریں پھیر لی مگر خاموش رہا۔۔

"بہت مشکلوں سے تمھارے ازدواجی اور کاروباری معمالات سنبھلے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ایک بار پھر سب کا اعتماد کھو بیٹھو اور یاد رکھو اعتماد بار بار نہیں بنتا۔۔"

جواد نے مزید کہا وہ اسے اپنے ارادے سے پیچھے ہٹنے پر آمادہ کر رہا تھا جس سے فہاد کو ایک بار پھر کھلی آزادی ملنے کے امکانات تھے پچھلی بار اسے عالیہ نے فہاد کے تمام معاملات سے پیچھے ہٹنے کو کہا تھا۔۔

علی اس بار بھی سوچ میں مبتلا ہوتا کچھ مدھم سا اثبات میں سر ہلا گیا مگر اس سے قبل کے وہ اس وقت کوئی فیصلہ کر کے جواد کو سناتا، اس کی نظر جو اس نے جواد سے پھیر رکھی تھی وہ گھومتے ہوئے اب کچھ فاصلے پہ کھڑی اپنی بیوی پر اک لمحے میں ٹک گئی۔۔عالیہ کو ایک ہی نظر میں دیکھ کر وہ آگے پیچھے ساری باتیں بھول چکا تھا اور شاید سانس لینا بھی بھول چکا تھا۔۔

"تمھیں سمجھ آ رہی ہے ناں میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔"

جواد نے اسکا بازو تھام کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا کہ وہ لمحے بھر میں کسی طلسماتی کشش سے باہر نکل کر چونک اٹھا۔۔

جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔میں سوچوں گا اس بارے میں۔۔"اسے کچھ سمجھ نہ آئی مگر ایک معقول سا جواب دے کر گفتگو کا اختتام ذہن میں ضرور آگیا۔۔

"ایک منٹ میں آتا ہوں۔۔"

وہ گویا ہو تا روانہ ہوا جواد نے اثبات میں سر ہلایا اور پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا ساتھ ہی وہ اپنے وفد سے پلٹ کر مخاطب ہوا جو اب آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔۔

دوسری جانب علی تیزی سے قدم لیتا عالیہ کی جانب بڑھتے اس کے قریب پہنچ کر اسکا راستہ روکے کھڑا ہو گیا۔۔

وہ علی کو یوں اچانک دیکھ کر بھنویں اٹھائے چونکی، علی اسے مہرون شیروانی میں بے حد پرکشش لگا گویا اس سے زیادہ حسین مرد اس نے کبھی کہیں نہ دیکھا ہو۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔" وہ قریب پہنچ کر پہل کرتا بے ساختہ بولا۔۔اسکے " بھاری آواز پر عالیہ بھی اسکی محویت سے باہر نکلی۔۔

چلو تمھیں سیٹھی صاحب سے ملواتا ہوں تاکہ تمھیں میرے یہاں جلدی آنے " کا سبب معلوم ہو جائے۔۔"اس نے فوراً عالیہ کا ہاتھ تھام کر کہا جس کی حرکت کو عالیہ نا سمجھی میں دیکھ رہی تھی۔۔

وہ ہاتھ تھامے آگے بڑھا لیکن اس نے محسوس کیا کہ عالیہ اپنی جگہ ٹس سے مس نہ ہوئی، یہ دیکھ کر وہ دوبارہ عالیہ کی جانب پلٹ کر اسے سوالیہ نظروں سے تکنے لگا۔۔

مجھے پروف دینے کی ضرورت نہیں ہے، آئی نو کہ تم اُن کے لیے ہی جلدی" آئے ہو۔۔بس مجھ سے شروع میں یہ بات ایکسپٹ نہیں ہو رہی تھی، غصہ آرہا تھا۔۔"وہ اسکی سوالیہ نظروں پر گویا ہوئی،اسے غصہ اب بھی تھا مگر مقابل کے پرکشش حلیے کو دیکھ کر وہ ساری برہمی بھول گئی تھی۔۔

"ٹھیک ہے یعنی اب ناراض نہیں ہو۔۔؟"

نہیں۔۔"وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔"

اوکے بٹ میرے ساتھ چلو تو صحیح، تمھارا جواد صاحب سے تعارف تو" کروادوں۔۔وہ بہت کم پاکستان آتے ہیں آج بھی صرف میرے اصرار پر آئیں ہیں۔۔جواد صاحب میرے لیے فیملی جیسے ہی ہیں ان کے ساتھ ان کمفرٹ ایبل فیل نہیں ہو گا تمھیں۔۔"اس نے اصرار کیا ہاتھ اب بھی عالیہ کا تھام رکھا تھا۔۔

ان کمفرٹ ایبل کی بات نہیں ہے۔۔ خیر چلو مل لیتے ہیں۔۔"وہ کہتی اس کے ساتھ روانہ ہوئی۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

"جواد صاحب!"وہ لوگ پہنچے ہی تھے کہ علی نے اسے عقب سے مخاطب کرتے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی جس پر وہ موبائل جیب میں دوبارہ ڈالتا چہرے پر نرم سی خوشگوار مسکراہٹ لیے پلٹا۔۔

"میٹ مائی وائف۔۔ عالیہ شاہ۔۔ اونر آف شازمان ٹیکسٹائل ملز۔۔"اس نے اپنی زوجہ کا اسکی شخصیت اور پہچان کے مطابق تعارف کروایا جو رسماً سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ہوئے تھی۔۔

اور عالیہ یہ ہیں ہمارے جواد صاحب۔۔ جواد اختر سیٹھی۔۔ سیٹھی گروپ آف کمپنیز کے چیئر مین اور پاکستان کے ٹاپ بزنس مین۔۔"

ہاہاہا اچھا تعارف تھا۔۔" جواد نے اپنی تعریف پر ایک مختصر سا قہقہہ لگایا۔۔
"نائس میٹنگ یو سر۔۔" عالیہ نے فطرتاً آج بھی ملاقات کے دوران جواد کی طرف مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا وہ کہیں بھی خواتین کے علاؤہ کسی سے مصافحہ نہیں کیا کرتی تھی۔۔

"مجھے بھی آپ سے مل کر اچھا لگا بیٹا۔۔ آئی تھینک یہ ہماری پہلی ملاقات ہے۔۔" جواد نے شفقت سے اس کے سر پر اک لمحے کو ہاتھ ٹھہرایا کر کہا۔۔

"جی سر۔۔ ویسے آپکی علی سے پہلی ملاقات کب ہوئی تھی۔۔؟" وہ گفتگو کا موضوع تلاش کرتی مودبانہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

اسے میں نے تین سال پہلے ایوارڈ سر منی میں دیکھا تھا۔۔ پھر جب اگلے سال" ترکی بزنس ڈیلگیشن سے اسکی دوبارہ انٹر نیشنل بزنس مین آف دی ایئر کا ایوارڈ جیتنے کی خبریں سنی، تو میں مان گیا کہ اس لڑکے کے ساتھ بزنس کرنے کا بہت فائدہ ہوگا تب سے ہمارے تعلقات کا آغاز ہوا اور ایسا ہوا کہ ہم مثال ہی بن گئے۔۔" جواد نے علی کی پیٹھ تھپتھپاتے اپنے جملہ کا اختتام کیا جسے دیکھ کر عالیہ بھی مسکرائی۔۔

مگر مجھے تم سے بہت گلہ ہے عالیہ۔۔" جواد نے فوراً مزید کہا۔۔"

"مجھ سے؟ مگر کیوں سر۔۔؟"

دیکھو بیٹا، تم اچھے سے پاسٹ کی جرنی جانتی ہو، علی نے ہمیشہ ایوارڈ اپنے نام کیا" مگر جب تم نے اسکا ساتھ چھوڑا تو یہ اب دوسری بار ہونے والی ہے کہ علی کوئی ایوارڈ نہیں جیت پایا۔۔" وہ شکوہ کرتا گویا ہوا جس پر عالیہ نے شرمندگی سے نظریں چرائی۔۔

"جواد صاحب وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔۔اور اچھا ہے اس دوران کسی اور کو بھی اپنا لوہا منوانے کا موقع ملا، ورنہ مایوسی کی فضا سی پھیل گئی تھی اس دوڑ میں۔۔" علی نے فوراً جواب دیا جس کے جملوں پر جواد نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔۔

"دیکھو تو ذرا اسے۔۔میں اس کی ہی بات کر رہا ہوں اور یہ تمھارا دفاع کر رہا ہے۔۔"

جواد نے ہاتھ کا رخ علی کی جانب کرتے اسکی زوجہ کو مخاطب کیا جو پھر مسکراہٹ دبائے شرمندہ سی ہوئی کہ اسی دوران جواد کا فون بجتا تینوں کا دھیان بھٹکا گیا۔۔

"ایکسکیوز می فار آ منٹ۔۔"

جواد کال دیکھ کر گویا ہوتا کچھ فاصلے کی جانب گفتگو کی غرض سے روانہ ہوا جس سے اب وہ دونوں اکیلے رہ گئے تھے۔۔

"میری وجہ سے اس ایک سال میں تمھاری بزنس جرنی بہت ایفیکٹ ہوئی ہے۔۔ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں میری سائیڈ لینا ضروری نہیں تھی۔۔" جواد کے جاتے وہ فوراً بولی۔۔

"مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں بس تم میرے پاس رہو۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔" اس نے عالیہ کا کھلے بالوں سے نکلتا لٹ کان کے پیچھے کرتے محبت سے سرشار لہجے میں جواب دیا۔۔

"کیوں؟ تمھیں جیتنے کا شوق نہیں؟" عالیہ نے بھنویں آچکائے۔۔

"مجھے تو وہ ہار بھی عزیز ہے جس میں تم مجھے میسر رہو۔۔" وہ اسے لاجواب کرتا یوں گویا ہوا کہ عالیہ بھی مدھم مسکرا گئی۔۔

مسٹر شاہ اتنی تابعداری ٹھیک نہیں، ورنہ کل یہ بات ساری مین ہیڈ لائینز میں چھپ جائے گی۔ کہ دی فینس بزنس مین علی شاہ اپنی جورو کا غلام بنا پھرتا ہے۔۔"اس نے ہاتھ باندھتے ایک مغرورانہ انداز سے کہا۔۔

"دنیا جو کہتی ہے کہنے دو۔۔میں خوشی خوشی تمھارا غلام کہلوانے کو بھی تیار ہوں۔۔آخر ایسی پرفیکٹ اور خوبصورت بیوی تو قسمت سے ملتی ہے ناں۔۔"
اس نے آخری جملہ کہتے ہوئے اپنی بھاری اُنگلیوں میں عالیہ کی ٹھوڑی تھام کر اوپر اٹھائی۔۔
وہ خاموش اسکی سنہری آنکھوں کی جانب متوجہ ہوئی جسکی گہرائی اسے کسی ان دیکھے سمندر کی مانند اپنی جانب کھینچتی تھی، آج پھر اس نے مقابل کی آنکھوں میں غور سے دیکھنے کی غلطی کی تھی جواب سارا وقت اسکے دل کو بے چینی رکھنے والی تھی۔۔

"اتنا حسین بھی کوئی لگ سکتا ہے کیا؟ تمھیں اندازہ بھی نہیں ہے اس وقت میں نے کتنی مشکل سے ضبط کا سہارا لے رکھا ہے۔۔"

وہ اسکی خاموشی پر اسکے چہرے کے قریب آتا آہستگی سے گویا ہوا۔۔آواز مدھم تھی مگر عالیہ کو چونکا گئی،اسے بھی اندازہ ہوا کہ علی ہر شے سے بے نیاز ہو کر اس کے قریب بڑھ رہا ہے۔۔

"تمھارے حسن کو سراہنے کے لیے بے تاب بیٹھا ہوں۔۔" وہ پھر بولا۔۔

"اتنی جتن کی ضرورت نہیں ہے، تم اِسے لفظوں سے بھی سراہ سکتے ہو۔۔مجھے خوشی ہو گی۔۔"اس نے مقابل کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اسے روکا اور آخر میں بناوٹی مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

"لفظوں سے ؟۔۔تمھارے لیے۔۔"اس نے پیچھے رکھے ہاتھ کو سامنے لاتے،

عالیہ کی جانب سرخ مہکتا گلاب کا پھول پیش کیا۔۔

"ہمم واؤ۔۔ تھینک یو۔۔ ویسے تم بھی اس شیر وانی میں اچھے لگ رہے ہو۔۔ بہت سالوں بعد تمھیں ایسے لباس میں دیکھ کر اچھا لگا۔۔" وہ خوش مزاجی سے پھول تھامتی بولی جس کے جملوں پر وہ مسکرا گیا۔۔

"اس تعریف کا جواب میں تمھیں گھر جا کر دوں گا، فلحال مجھے بتاؤ کہ میری بیٹی کہاں ہے۔۔؟"

"وہ امی کے ساتھ ہے۔۔"
عالیہ نے ایک جانب ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔

"ٹھیک ہے میں اس سے بھی مل کر آتا ہوں۔۔"
وہ کہتا پلٹ کر روانہ ہو گیا۔۔

عالیہ نے ہاتھ میں تھامے سرخ گلاب کو نتھنوں سے لگا کر اس کی مہک کو گہرائی سے محسوس کیا اور نگاہیں علی کی پشت پر اسے جاتے ہوئے تکتے ٹھہری رہیں، اس کے دل میں کئی جذبات جیسے لمحہ بھر کو ایک ساتھ لہرائے۔۔

-----------------سونی رائٹس-----------------

فہاد نے آج سیاہ رنگ کا فٹڈ شیروانی زیب تن کی ہوئی تھی، جس پر سنہری دھاگے سے باریک ایمبرائیڈری کی گئی تھی۔ بازو پر کندن کا ایک ہلکا سا بروچ چمک رہا تھا، اور گلے میں پر وقار سازری کا دوپٹہ جھول رہا تھا۔

مگر لباس کی تمام خوبصورتی کے باوجود، اس کے چہرے پر سناٹا چھایا ہوا تھا، آنکھوں کے نیچے حلقے، اور ہونٹوں پر خاموشی کی ایک سخت پرت۔

ہال کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں، مہمانوں کا شور، موسیقی کی ہلکی دھنیں، اور خوشیوں کا ماحول مگر فہاد کی نگاہیں مسلسل ساکت ہوتی بس ایک ہی چہرے کو دیکھتی ایک ہی وجود کے تعاقب میں بھٹک رہی تھیں۔۔

اسے آج کے دن کی رنگینی، آج کی خوشی، چہل پہل، کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں کوئی غرض نہ تھا سوائے اس ایک لڑکی کے۔۔وہ مہمانوں سے گفتگو تو کرتا مگر نظر اور دھیان اسکا صرف عالیہ پر ہی تھا جو کافی فاصلے پر اس کے سامنے، ہال کے دوسرے کنارے کے ساتھ کھڑی مہمانوں سے خوشگوار لہجے میں گفتگو کر رہی تھی۔۔۔

فہاد مہمانوں سے گفتگو تمام کرتے اب اکیلا کھڑا اسے دیکھنے لگا، دل نے اسے مختلف پیغامات دینا شروع کر دیے گویا اسے اب دل کی جانب سے اکسایا جا رہا ہو۔۔

فہاد نے عالیہ کو دیکھتے ہوئے اب اسکی جانب دو قدم مزید بڑھائے۔۔ وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ جی نے چاہا اسے اسی پل ساری دنیا کے سامنے بزور یا بخوشی اپنا بنانے کا اعلان کر دیا جائے۔۔

دل نے سرگوشی کی، مگر دماغ نے فوراً جھٹک دیا۔۔ اس کے قدم اپنی بہن اور ارد گرد کے ماحول کو دیکھ کر فوراً رکے۔۔ اسکا رکنا ممکن نہ تھا مگر اس نے ضبط کا سہارا لیتے مٹھیاں بھینچیں، آنکھیں سرخ ہوئی اس کے دل کی نہ سننے پر دل میں گہری سی اذیت محسوس ہوئی جو اس لمحے ناقابلِ برداشت تھی۔۔
جیسے کسی نے اس کے دل کے زخم پر نمک بمع تیزاب چھڑک دیا ہو، جیسے کسی نے وہ منظر اس کے دل پر نوکدار کیل سے کھود دیا ہو۔

اس نے نظریں پھیر لی، اس کے لب بھیگنے لگے، مگر اس نے خود کو سنبھالا۔ پیچھے سے کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا، وہ چونک کر پلٹا تو دیکھا کہ چہرے پر مسکراہٹ لیے زاہد کھڑا تھا۔۔

"کیا ہوا اکیلے کیوں کھڑے ہو؟"
زاہد اس کے رُوبرو آتے سوال کر گیا۔۔

"مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا زاہد۔۔"
اس نے اب بھی مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔

تو کر لو میشل سے بات۔"زاہد نے بے نیازی سے کہا۔۔"

"دماغ خراب ہو گیا ہے؟. کیسے بات کر لوں؟اسکی شادی تو ہونے دو۔۔"
فہاد نے ماتھے پر بل ڈالتے تلخی سے کہا۔۔زاہد نے مسکراہٹ دبا کر گردن گھمائے عالیہ کو ایک نظر دیکھا اور پھر فہاد کہ جانب دیکھا۔۔

"!تو پھر صبر کرو۔۔"

وہ فہاد کا کندھا تھپتھپاتے روانہ ہوا، فہاد نے اسے جاتے دیکھ کر اس پر دانت بھینچے۔۔

"دیکھ لوں گا تمھیں بھی۔۔"

اس نے زاہد کے جاتے خود سے ہمکلامی کی، اسے اب زاہد پر بھی غصہ تھا مگر یہ ضبط اس کے اندر کے طلاطم سے کب تک لڑنے والا تھا، اس کا یہ ضبط اور یہ خاموشی کا انداز، کسی طوفان کی آمد سے پہلے کا انداز تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-----

کچھ دیر گزری تھی، تقریب اپنے جوبن پر تھی۔ہال کے شور، روشنیوں اور ہنسی کے درمیان علی ایک لمحہ تنہائی کی تلاش میں ہال سے ذرا فاصلے پر واقع ایک سجے سنورے ڈریسنگ روم میں آیا۔اس کی شیروانی کا ایک سرا کندھے سے ڈھلک رہا تھا۔۔

وہ آئینے کے سامنے رُکا، اور آہستہ آہستہ اپنی شیروانی کے بٹن بند کرنے لگا۔ اس کی پیشانی پر ہلکی سی پسینے کی تہہ تھی، شاید اندر کے جذبات اور باہر کے ماحول دونوں کا ملا جلا اثر۔

اسے معلوم نہ تھا کہ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا، اس کے پیچھے ایک اور سایہ بھی چپ چاپ چلا آیا تھا۔ یعنی فریحہ۔

دروازہ نیم وا تھا۔ وہ دو لمحے وہیں رُکی رہی، سانسوں کی روانی دھیما سا ارتعاش لیے، جیسے کسی فیصلے کا بوجھ اس پر سوار ہو۔ پھر اس نے آہستگی سے دروازے کو دھکیل کر بند کر دیا، گویا خود کو اور علی کو اس کمرے میں قید کر رہی ہو۔۔ کسی ایسے کھیل کے لیے جس میں وہ صرف ایک مہرہ بنے گا، اور وہ چال چلنے والی۔

علی اب بھی بے خبر اپنی شیر وانی کا بٹن درست کر رہا تھا، اس کی پشت فریحہ کی طرف تھی۔۔ وہ چند لمحے وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ وہ کس قدر چوڑی جسامت کا حامل اور کتنا خوبرو تھا۔۔ اسکی خوشبو بھی پورے کمرے میں پھیلی فریحہ کو محسوس ہو رہی تھی جس میں اس نے ایک لمحے کو کھل کر سانس لیتے مقابل کی قربت کو محسوس کیا۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک مشکوک چمک تھی، چہرے پر ایک فیصلہ کن سنجیدگی، جیسے کسی کی کمزوری کا راز اس کے ہاتھ لگنے لگا ہو۔۔

فریحہ نے اپنے چہرے پر ایک مصنوعی نرمی اوڑھی، لیکن اس کے دل میں طوفان برپا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ علی عزت کا بہت خیال رکھتا ہے، خاص طور پر اپنی بیوی عالیہ اور خاندان کے سامنے۔ اور یہی کمزوری آج اسے دباؤ میں لانے کے لیے کافی تھی۔

اس نے سوچ رکھا تھا کہ اگر آج اسے تنہائی میں پالیا، تو وہ اس پر اخلاقی، جذباتی اور سماجی دباؤ ڈال کر وہ سب منوالے گی جس کی وہ خواہش مند ہے۔ علی کی خاموش عزت پسندی، اس کی کمزوری بن سکتی ہے۔

وہ یہی تو چاہتی تھی۔۔ علی کو اس نہج پر لانا، جہاں وہ خاموشی سے اس کے مطالبے مانے، صرف اس لیے کہ وہ بدنام نہ ہو، رسوانہ ہو، اور خاص طور پر عالیہ کے سامنے شرمندہ نہ ہو۔

فریحہ نے چند قدم آہستہ آہستہ اٹھائے، اور اب وہ علی کے بالکل قریب تھی۔ دروازہ بند تھا، کمرہ خاموش، اور اس لمحے کا فائدہ صرف ایک ہی فرد کو ہونا تھا یعنی فریحہ۔۔

اک لمحہ گزرا ہی تھا کہ دروازہ ایک جھٹکے سے دوبارہ کھلا۔۔
عالیہ اندر داخل ہوئی۔۔

اس کی نظر فوراً اس منظر پر پڑی۔
کمرے میں صرف علی اور فریحہ تھے۔

عالیہ چند لمحے ساکت کھڑی رہی۔اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلک تھی، مگر وہ کچھ بولی نہیں۔
علی چونک کر پلٹا،اور فریحہ کو دیکھتے ہی فوراً پیچھے ہٹا۔

تم یہاں؟" وہ حیرت زدہ ہوا۔۔"

تم ہی نے تو بلایا تھا مجھے۔۔"فریحہ مسکرا کر بے نیازی سے کندھے آچکا گئی،"
عالیہ نے اسکے جملے پر آنکھیں چھوٹی کی۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔ کیوں بلاؤں گا تمھیں یہاں۔۔؟" علی کے ماتھے پر بل" ابھرے۔۔

"وہ تو تم جانتے ہو ناں۔۔"

فریحہ دوبارہ گویا ہوئی تھی کہ علی اب بے معنی بحث میں پڑنے کے بجائے اپنی زوجہ کی جانب دیکھتا متوجہ ہوا۔۔

"عالیہ یہ۔۔"

"چلو میرے ساتھ۔۔"

وہ جملہ کاٹ کر حکم دیتے انداز میں بولی لیکن لہجے میں نرمی تھی۔۔

مگر عالیہ یہ جھوٹ بول رہی ہے یار، میں نے اِسے نہیں بلایا میں یہاں اپنا یہ بٹن" ٹھیک کرنے آیا تھا۔۔" وہ اپنی شیروانی کی بٹن کی جانب کا سرا پکڑ کر جھٹکتا سخت لہجے میں قدرے بلند آواز سے بولا۔۔

اسے عالیہ کی جانب سے کسی تاثر کو ظاہر نہ کرنے پر تعجب اور کہیں نہ کہیں دل میں خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔۔

علی۔۔میں نے کہا، میرے ساتھ آؤ۔۔"وہ پھر تحمل سے بولی اور کمرے سے" روانہ ہوئی۔۔ جبکہ علی بھی اسے پُکارتا اسکے پیچھے چل پڑا۔۔

ان دونوں کی ظاہری کیفیت سے فریحہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ظاہر ہوئی اسکا گمان تھا کہ وہ پورے پلان میں نہ سہی مگر کہیں نہ کہیں کافی حد تک کامیاب ہو گئی ہے۔۔

آرے میری بات تو سنو۔۔عالیہ پلیز بات سنو میری۔۔"وہ بارہ دری میں" اسکے پیچھے اسے پکارتا بھاگا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جانب زور سے کھینچا جس سے وہ لڑکھڑاتے علی کے سینے سے جا لگی۔۔

"آخر کہاں بھاگ رہی ہو؟ایک دفع مجھے ایکسپلین کرنے کا موقع۔۔"

کچھ ایکسپلین کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمھیں، اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہو؟۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں بولا ہی تھا کہ ایک بار پھر اسکا جملہ کاٹ دیا گیا۔۔

تم پر میرا اعتماد اتنا کمزور نہیں ہے۔۔"وہ فوراً پھر بولی۔۔"

"تو تم نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں۔۔؟"

وہ خوش ہو رہی تھی بچاری، اگر کسی کو کہیں کوئی خوشی مل رہی ہو تو اس سے" اسکی خوشی چھیننی نہیں چاہیے۔۔"وہ شرارتی لہجے میں اب مسکراہٹ دبا گئی علی نے اسے بازوؤں سے تھام کر مزید اپنے قریب کیا۔۔

عالیہ تم سمجھ کیوں نہیں رہی وہ ہمارے بیچ مس انڈرسٹینڈ نگ پیدا کرنے کی "
"کوشش۔۔

تو پیدا ہوئی کیا مس انڈرسٹینڈ نگ؟"اس نے پھر جملہ کاٹ دیا۔۔"

نہیں ناں۔۔اور کبھی ہو بھی نہیں سکتی۔۔اپنی نادانیوں سے کئی دفع تمھیں "
امتحان میں ڈال چکی ہوں اب مزید کوئی اذیت نہیں دوں گی۔۔بس شرط یہی ہے
"کہ اگر تم بھی بے وفائی نہ کرو۔۔
وہ سنجید گی سے گویا ہوئی اور اس کے ہاتھوں کی ڈھیلی گرفت سے نکلنے لگی۔۔

تمھیں کیسے پتا چلے گا کب میں نے بے وفائی کی ہے اور کب مجھے تم سے سچ مچ "
الگ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔۔"وہ متعجب ہوا۔۔

تمھاری یہ سنہری آنکھیں پڑھنا آگئی ہیں، اب مجھے۔۔"عالیہ نے مسکرا کر کہا "
اور اپنی خوشبو چھوڑتی اسکے سامنے سے گزر گئی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

تقریب ختم ہو چکی تھی۔ہال کی روشنیاں مدھم ہونے لگی تھیں،اور مہمان رخصت ہو رہے تھے۔
شاہ اور افتخار خاندان کے چند قریبی افراد مل کر واپس اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے۔عارض اپنی نئی نویلی دلہن میشل کے ساتھ الگ گاڑی میں آیا تھا۔۔

گھر کے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ دونوں رُکے۔
میشل بھاری سنہری لہنگا سنبھالتی، نازک قدموں سے چلتی ہوئی دروازے کی دہلیز پار کر گئی۔اس کا چہرہ تھکن کے باوجود پرسکون اور مسرور تھا۔
عارض نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

اندر لاؤنج میں پہلے سے موجود عارض کی والدہ صفیہ بیگم نے انہیں آتے دیکھا۔

ان کے ذہن میں ابھی کچھ دیر پہلے کا وہ لمحہ تازہ تھا، جب ہال میں صوفے پر بیٹھے عارض نے بے اختیار کہا تھا۔۔

("یہ ڈریس بہت اچھا لگ رہا ہے تم پر۔۔")

یہ جملہ جیسے کان میں سیسہ بن کر پگھلا تھا۔

اب وہ لمحہ آگیا تھا کہ دل کی جلن کسی عمل میں ظاہر ہو۔

کچھ لمحے گزرے وہ دونوں اپنے کمرے میں پہنچ چکے تھے تھے

میشل کمرے کے بیچ میں دوپٹہ ٹھیک کرتی کھڑی تھی اسی دوران صفیہ بیگم عارض کے لیے ہاتھ میں شربت کا گلاس تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔۔ میشل جو کمرے کھڑا اپنے آپ میں مصروف د دیکھ کر اچانک جلدی بازی اختیار کرتے صفیہ بیگم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا اچھوٹا سا گلابی قِشمش شربت کا گلاس، جس میں سرخ رنگ نمایاں تھا، میشل کے لباس پر گرادیا۔۔

شربت لہنگے کے نچلے کنارے سے ہوتا ہوا اس کی قیمتی کڑھائی پر پھیل گیا۔۔

"!ارے! استغفر اللہ! معاف کرنا بیٹا، ہاتھ سے پھسل گیا"
وہ بظاہر گھبرا کر بولیں، مگر آواز میں کوئی حقیقی پریشانی نہیں تھی۔

"کوئی بات نہیں آنٹی، غلطی سے ہوا ہے۔۔"
میشل چونکی، لیکن فوراً خود پر قابو پا کر بولی۔۔

میں چینج کر لیتی ہوں۔۔" وہ سر جھکائے اپنا لباس دیکھ کر دوبارہ گویا ہوئی۔۔"
"ہاں تم چینج کر لو۔۔"
عارض نے صورتحال دیکھ کر کہا۔۔اس کے حسین منظر پر اسکی ہی والدہ نے پانی پھیر دیا تھا۔۔میشل کے جانے کے بعد عارض نے ماں کی طرف دیکھا۔۔

میری وجہ سے اس کا اتنا خوبصورت اور قیمتی لباس خراب ہو گیا، دل دکھ گیا"

"میرا۔۔

صفیہ بیگم نے مصنوعی فکر اور شرمندگی کے تاثرات ظاہر کیے۔ لیکن آنکھوں کی چمک میں واضح تھا کہ دل در حقیقت خوش ہو رہا تھا۔۔

"امی، آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟ یہ سب تو ہو جاتا ہے۔۔"

اس نے والدہ کو تسلی دی مگر کہیں نہ کہیں اسکے خود کے دل پر بھی ہلکا سایہ واقعہ کچھ ناگوار گزرا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

تقریب سے گھر پہنچے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا گہری رات اور ہر سوں خاموشی تھی، آسمان نے سیاہ گہرے بادل اوڑھ رکھے تھے گویا کچھ لمحوں میں برس پڑیں گے علی شاہ اپنے اسی لباس میں بستر پر عارضی ٹیک لگائے بیٹھا موبائل پر مصروف

اپنے ہوٹل مینجمنٹ کو جواد سیٹھی اور اس کے وفد کی رہائش کے متعلق ای میل بھجوانے میں مصروف تھا۔۔

جبکہ اسکی زوجہ بھی اسی سجے سنورے حلیے میں وارڈروب کے قریب کھڑی کپڑے ٹٹولنے میں مصروف تھی۔۔

"تم رات کے لیے شلوار قمیض پہنو گے یا ٹی شرٹ۔۔؟"

وہ آواز دیتی گویا ہوئی جسے سن کر علی سر اٹھائے چونکا۔۔اس نے اب عالیہ کی پشت کی جانب دیکھا جو ڈریسنگ روم میں وارڈروب کے قریب کھڑی تھی اس نے اب دوپٹہ نہیں پہنا تھا بال بھی کھلے تھے جسے اب وہ باندھنے لگی۔۔

وہ اس وقت اپنی زوجہ کو بڑی فرصت سے دیکھنے لگا گویا اب اس حسین لڑکی کو تکنے سے زیادہ ضروری اس دنیا میں کوئی کام نہ ہو۔۔وہ علی پر ایک عجب سا سحر طاری کرنے لگی تھی جو اپنا موبائل بند کرنے کے بعد بستر سے سرکتے اترا۔۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں کہاں مصروف ہو۔۔بتاؤناں کیا پہنو گے ؟"وہ علی کی خاموشی پر پھر بولی۔۔

"ٹی شرٹ۔۔"اس نے مدھم سا کہا۔۔

"اوکے۔۔"وہ علی کے رات کالباس منتخب کرنے کے بعد ڈریسنگ روم سے باہر نکلی اسی دوران اسکا اچانک علی سے ٹکراؤ ہوا۔۔

"اچھا ہوا تم یہاں آ گئے، یہ لو۔پہلے تم چینج کر لو۔۔مجھے جیولری اتارنے میں وقت لگے گا۔۔"اس نے مقابل کو سیاہ کی شرٹ اور ٹراؤزر تھما کر کہا جو اسے بے تاثر چہرے اور مدہوش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔
وہ اپنا جملہ کہتی انجانے میں اپنا کندھا اس سے ٹکرا کر دوبارہ ڈریسنگ روم کی جانب روانہ ہوئی وہ اسے ساکت کھڑا دیکھتا رہ گیا۔۔

علی ہاتھ میں اپنے رات کا لباس پکڑے ماتھے پر بل لیے اسے تک رہا تھا اسکی سانسیں مدھم پڑ چکی تھیں وہ اپنے قریب صوفے کی جانب بڑھتا براجمان ہوا۔۔ اور وہیں اپنے کپڑے رکھ کر ٹیبل پر موجود کانچ کے پانی سے بھرے جگ سے گلاس میں کچھ پانی ڈالتا اپنے عنابی لبوں سے لگا کر خشک حلق کو تر کرنے لگا نظریں اب بھی وارڈروب پر تھیں پانی میں بھی اسے عجب سا سرور محسوس ہونے لگا۔۔

اس دوران عالیہ دوبارہ اب اپنے رات کے کپڑے لے کر وارڈروب بند کرتی اس کے سامنے سے ڈریسنگ مرر کی جانب بڑھتے ہوئے گزری۔۔
اک لمحے بعد وہ بھی اپنی جگہ سے دوبارہ کھڑا ہوا اور اپنی زوجہ کو ڈریسنگ کے قریب کھڑا دیکھنے لگا جو اب اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔
وہ مدھم انداز میں یک کے بعد دیگرے قدم اٹھاتا اس کے رُوبرو پہنچا۔۔

"تم نے چینج نہیں کیا۔۔؟"

وہ اپنا کام روکتے اسکا حلیہ دیکھ کر حیرت میں بولی۔۔ جبکہ مقابل اسکی بات نظر انداز کیے اسکی آنکھوں میں دیکھتا اس کے دو قدم مزید قریب ہوا اسکی خود کی آنکھوں میں بلا کا خمار تھا جسے دیکھ کر عالیہ کے چہرے پر بھی سنجیدگی چھا گئی۔۔

وہ لمحہ بھر دیر کیے بنا فوراً اسکی کمر کو گرفت میں لیتا اسے خود کے قریب کر گیا اور اب اسکے کانوں کو نرمی سے چھوتا ان سے جھمکے اتارنے لگا۔۔

یہاں تک کی حرکت کو تو عالیہ خاموشی سے تکتی برداشت کر رہی تھی مگر اسکی حلق میں سانس تب اٹکنے لگی جب مقابل نے اپنے چہرے کو اسکی گردن تک رسائی فراہم کر کے اس کے کان پر اپنے لب رکھنے کی جسارت کی۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔" وہ اسے زور دیتی مزاحمت کرنے لگی۔۔"

مقابل نے اسے اب بھی کوئی جواب نہ دیا بس گردن کے پچھلے ہاتھ ڈالتے اسکے گلے کو ہار سے آزادی دلوائی۔۔ وہ ہر زیور اتارتے ٹیبل پر فوراً رکھتا جا رہا تھا۔۔

اس نے آخر میں اب عالیہ کے بالوں کا ڈھیلا ڈھالا بندھا جوڑا بھی کھول دیا، وہ خاموشی سے اسے ساری حرکتیں کرتے دیکھ رہی تھی مگر اسکی سانسیں اب قدرے بے ترتیب ہو چکی تھیں مقابل نے اسکے بالوں کی مسحور کن خوشبو کو اپنی سانسوں کا حصہ بناتے اب اسکے گردن پر لب رکھے جس پر وہ لرز اٹھی، اسکا دل حلق میں آ چکا تھا۔۔

مقابل نے اسکی گردن پر اپنی حماقتوں کو جاری رکھا جس پر اسکی زوجہ نے خود پر ضبط رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے فوراً آنکھیں میچتے اپنی مٹھیوں میں اسکے کرتے کا گریبان بھینچ لیا۔۔

کچھ لمحے یونہی گزرے اسکی سانسیں مزید بے ترتیب ہو چکی تھیں بلا آخر اسکے ضبط نے جواب دیا اور اس نے مقابل کو خود سے دور دھکیل دیا ایک خاموش پیغام دیتے ہوئے کہ وہ اسکے کسی عمل کو سہنے کے لیے اس وقت بالکل تیار نہیں ہے۔۔

آخر کیا کر رہے ہو تم۔۔؟" وہ گہری سانسیں لیتی ماتھے پر بل ڈالے برہمی میں" اس سے گویا ہوئی جواب کچھ فاصلے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔

آج تو میں خود بھی نہیں جانتا کہ کیا کر رہا ہوں۔۔ کیا کرنا چاہتا ہوں اور کیا" کرنے والا ہوں۔۔" اس نے خماری لہجے میں کہتے قدم بڑھائے اور اسکی کمرے دوبارہ گرفت میں لی۔۔

پاگل ہو گئے ہو۔۔ پیچھے ہٹو۔۔" اس نے سینے پر زور دیا مگر خود کو چھڑا نہ" سکی۔۔

"پاگل ہو گیا ہوں۔۔ تم آج مجھے کسی بھی طرح سے نہیں روک پاؤ گی۔۔"

"میں نہیں۔۔ تمھارا فون۔۔"

اسے بند کر دیا ہے میں نے۔۔ آج کوئی تمھارا حامی و مددگار نہیں۔۔" وہ خوش گمان لیے بولی ہی تھی کہ اسکا جملہ کاٹ کر اسے لمحے بھر میں مایوس کر دیا گیا۔۔

سزا تو تمھیں آج مل کر رہے گی۔۔ مجھے چھوڑ کر، مجھ سے دور رہ کر، مجھے کبھی" کسی آزمائش میں مت ڈالا کرو میری جان۔۔ میری ضبط کی تمام حدیں پار ہو چکی ہیں۔۔" وہ گویا ہوتے ایک جھٹکے میں اسکا نازک وجود ہاتھوں میں اٹھا کر بستر کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔

"میں نے تمھیں کسی آزمائش میں نہیں ڈالا۔۔ چھوڑو مجھے۔۔"

"ششششش۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے یقین دلانے کی ناکام کوشش کرتے ساتھ ہی اسکے سینے پر تھپڑیں مارتی مزاحمت کررہی تھی کہ علی کے اسے گھورتے خاموش کرایا۔۔

وہ اسے بستر تک پہنچا کر وہاں احتیاط سے لٹاتا اب اپنے کرتے پر پہنا مہرون اچکن اتارنے لگا جبکہ اسکی زوجہ لعب نگلتے ہوئے اسے خاموشی سے نگاہوں میں کئی خطرات لیے دیکھ رہی تھی۔۔

۔

۔

اگلی صبح ہوئی وہ نیلی پولو ٹی شرٹ اور بلیک پینٹ میں کیژول سا تیار ہو کر کچن میں پہنچا جہاں سفید شلوار قمیض میں ملبوس بال باندھے اسکی بیوی عشرت کے ساتھ صبح کے ناشتے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔۔

اس کے بھاری قدموں کی آہٹ پر وہ دونوں لمحے بھر کو متوجہ ہوئے جبکہ علی باورچی خانے میں پہنچ کر دیوار سے ملحق ہو کر ہاتھ باندھے کھڑا انہیں دیکھنے لگا۔۔

"گڈ مارننگ! نہیں ہوئی تمھاری، شاید۔۔"
عشرت باورچی خانے سے باہر نکلی ہی تھی کہ عالیہ نے اپنے شوہر کی مستقل خاموشی پر اسے طنزیہ مخاطب کیا۔۔ کیونکہ آج اسے دیکھتے ہی ہمیشہ کی طرح گڈ مارننگ وش نہیں کیا گیا تھا۔۔

"ہوئی تو ہے مگر میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ صبح آنکھ کھلتے ہی میں تمھیں دیکھوں۔۔ پر جب بھی آنکھیں کھلتی ہیں تم کمرے میں نہیں ہوتی۔۔ آج بھی وہی ہوا۔۔" اس نے سرد لہجے میں شکوہ کیا اور نظریں برہمی سے پھیر لی۔۔

"جاگ رہی تھی فجر پڑھنے کے بعد سوچا عشرت کی ہیلپ کر دوں۔۔"

توسوئی نہیں تم۔۔؟" وہ پشت دیوار سے الگ کرتا گویا ہوا ماتھے پر حیرت سے "بل ابھرے۔۔

"کچھ خاص نہیں۔۔"
وہ چولہے کے قریب کھڑی مصروفانہ لہجے میں بولی جسے سن کر جوابا علی نے خاموشی اختیار کی کیونکہ اسے اپنے رات کی حرکتوں پر پشیمانی ہوئی۔۔اس دوران عشرت دوبارہ باورچی خانے میں پہنچتے ان دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا گئی۔۔

عشرت اسے ٹیبل پر ترتیب سے رکھنا شروع کردو ابھی بابا آتے ہی ہوں" گے۔۔" عالیہ نے ناشتے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حکم دیتے لہجے میں کہا۔۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی کچن کاؤنٹر سے ناشتے کی کچھ چیزیں اٹھا کر پھر روانہ ہوئی۔۔

مجھ سے ناراض ہو۔۔؟؟"علی نے پیشمان لہجے میں سوال کیا۔۔"

بلاوجہ ؟"وہ تعجب سے ماتھے پر بل ڈالے کام کرتے ہوئے اسکے سامنے سے" گزری۔۔

تو پھر آج کھیر کیوں نہیں بنی۔۔؟"اس نے ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتے کہا،" وہ آتے ساتھ ہی تمام ناشتے کا جائزہ لے چکا تھا۔۔

"تمھیں کھیر کھانی تھی آج۔۔؟"

"ہاں۔۔"

اب تو ناشتہ بن چکا ہے مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔تم پہلے بتادیتے یارات کو بتا" دیتے۔۔"وہ فارغ ہو کر علی کی جانب متوجہ ہوتی اس کے روبرو کھڑی ہوئی۔۔

رات کو۔۔؟"اس نے ایک آئی بر واچکایا،اسکاانداز ذو معنی تھا۔۔"

میرا مطلب ہے کہ تقریب سے گھر آتے ہوئے۔۔"عالیہ نے نظریں چراتے"
کہا۔۔

"!آج دوپہر کو بنالینا۔۔"

ضروری ہے کیا ہے۔۔؟"وہ تعجب میں پڑ گئی۔۔"

فرض ہے۔۔ تمھارے ہاتھ کی ہی بنی ہوئی کھانا پسند کروں گا۔۔"اس نے"
ایک انداز سے کہاآواز دھیمی تھی۔۔

لیکن مجھے آج آفس جانا ہے شادی کی وجہ سے میرا کافی کام پینڈنگ میں چلا گیا"
"ہے۔۔اب تو عارض بھی نہیں ہے آفس میں۔۔

ساری دلیلیں سر آنکھوں پر لیکن آج تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔آج ہم ساتھ "
"وقت گزاریں گے۔۔
اس نے عالیہ کا چہرہ ہاتھ میں لیتے نرمی سے ایک حکم صادر کیا جس پر وہ خاموش رہی اس دوران پھر سے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور دوبارہ عشرت مزید چیزیں ڈائننگ ٹیبل پر رکھنے کے لیے لے جانے لگی۔۔

بڑے شاہ جی آگئے ہیں۔۔" عشرت نے آتے ہی کہا، عالیہ نے اثبات میں سر "
ہلایا اور وہ تینوں باورچی خانے سے روانہ ہوئے۔۔

۔

۔

۔

وہ تینوں باورچی خانے سے نکل کر کچھ فاصلہ طے کرتے ڈائننگ ٹیبل کی جانب پہنچ چکے تھے، جہاں فیصل شاہ سفید شلوار قمیض پر واسکٹ پہنے سربراہی کرسی پر براجمان تھے، جبکہ ثمینہ اور شبانہ بیگم امرحہ سمیت اپنی نشستوں پر موجود تھیں۔

علی اور عالیہ مؤدبانہ سلام کرتے ہوئے اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے، اور ناشتے کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

"آج میری لاسٹ چھٹی ہے نا؟"

کچھ لمحوں بعد، امرحہ نے جوس کا گلاس تھامے اپنی والدہ سے معصومانہ سوال کیا۔ اس کی آواز میں چھپی اداسی نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

"یس بے بی آج لاسٹ ڈے ہے۔"

عالیہ نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"اچھے دن کتنی جلدی گزر جاتے ہیں۔۔"

امرحہ نے افسوس سے سر جھکا لیا تو سب اہلِ خانہ مسکرا دیے۔

"اسکول کے دن بھی بہت اچھے ہوتے ہیں، اس کا اندازہ آپ کو تب ہو گا جب آپ بڑی ہو جائیں گی۔۔"

فیصل شاہ نے تبسم بھرے لہجے میں گفتگو میں حصہ لیا۔

"ویسے اسکول سے متعلق میرے پاس آپ کے لیے ایک چھوٹی سی گڈ نیوز ہے۔"

اس بار علی نے بیٹی سے مخاطب ہو کر بات چھیڑی۔

"وہ کیا بابا؟"

امرحہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

سمجھ لیں کہ آپ کی ایک بھائی کی خواہش پوری ہونے جا رہی ہے۔" اس نے جیسے ہی جملہ مکمل کیا، عالیہ ناشتہ کرتے ہوئے گھبراہٹ میں کھانستی پیچھے ہوئی، سب کی نظریں اس پر جم گئیں۔

"ریلی؟ وہ کیسے بابا؟"

امرحہ خوشی سے بولی مگر اس کی توجہ والدہ کی طرف نہیں گئی، جو بظاہر سنبھلنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ علی نے زرا سا جھک کر عالیہ کو دیکھا اور مسکراہٹ چھپاتے ہوئے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

"پی لو۔"

"نہیں، شکریہ۔"

عالیہ نے خفگی سے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے گلاس لینے سے انکار کر دیا۔

امرحہ، وہ ہارون ہے نا، جس کی برتھ ڈے پارٹی میں ہم گئے تھے، اُسے آپ" کے اسکول میں ایڈمیشن مل گیا ہے۔ کل سے وہ بھی آپ کے ساتھ اسکول جائے "گا۔ اب آپ دونوں مل کر پڑھیں گے، کھیلیں گے اور انجوائے کرو گے۔

یہ سنتے ہی عالیہ کی اٹکی ہوئی سانس جیسے بحال ہو گئی۔

"بابا! وہ جس کے گھر برتھ ڈے پارٹی تھی؟"

"جی، وہی! آپ کو یاد ہے؟"

"!جی! تھینک یو سو مچ بابا"

امرحہ خوشی سے چہک اٹھی۔ اس کی معصوم مسکراہٹ دیکھ کر ناشتہ کی میز پر بیٹھے باقی افراد بھی بے ساختہ مسکرا دیے۔

-------------سونی رائٹس-------------

ناشتہ کرنے کے بعد وہ کمرے آہستگی سے داخل ہوا عالیہ پہلے سے کمرے کے وسط میں موبائل پر نظر جھکائے مصروف کھڑی تھی مگر اسکی دروازے کی جانب پشت تھی اس نے قدموں کی آہٹ سنی مگر مڑ کر نہیں دیکھا۔۔

علی چند قدم اُٹھاتے اسکے رُوبرو آیا اس کے چہرے پر ایک شرارت بھری مسکراہٹ تھی جسے عالیہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ڈائنگ پہ تمھارے حلق میں نوالہ کیوں پھنس گیا تھا۔۔؟" وہ انجان بنتا گویا ہوا" عالیہ نے اس کے جملے پر دانت بھینچ لیے۔۔

"کیونکہ تم سے کچھ بھی ایکسپٹ کیا جا سکتا ہے۔۔مجھے لگا۔۔"
وہ غصے میں کہتے کہتے رکی۔۔

"ہاں ہاں بتاؤ۔۔ کیا لگا۔؟ کہ میں رات کی واردات کا اعلان کرنے والا ہوں۔۔؟" وہ دو قدم مزید اسکے قریب ہوا۔۔

"بہت بے ہودہ ہو تم۔۔" وہ اس کے بے باک جملوں پر اسے پورے زور سے پیچھے کی جانب دھکیل کر روانہ ہوئی۔۔

"وہ تو میں ہوں ہی۔۔" اس نے فخریہ انداز میں مسکرا کر کہا گویا اسے کسی عظیم لقب سے نوازا گیا ہو۔۔

"خیر لیکن میں اُس وقت تو ہارون کی بات کر رہا تھا ناں۔۔ بینش ایک دو دن تک اسکول انوائرمنٹ دیکھنے کے لیے ہارون کو پک اینڈ ڈراپ کرے گی۔۔ تو میں نے امرحہ کا بھی اسے کہہ دیا ہے وہ کل صبح اسے بھی لینے آئے گی۔۔" وہ سنجیدہ موضوع لے کر گویا ہوا تو عالیہ کے قدم بھی باہر جانے سے رکے۔۔

ٹھیک ہے۔۔"اس نے بھی سنجیدگی سے کہا۔۔"

اتنے میں پھر علی اس کے روبرو پہنچ کر اسے لمحے بھر کے لیے خاموشی سے دیکھتا اب ایک جھٹکے میں اسکا وجود ہاتھوں میں اٹھا گیا جس پر عالیہ نے آنکھیں پھاڑ کر شدید حیرت کا اظہار کیا۔۔

کیا کر رہے ہو نیچے اتارو مجھے۔۔"وہ اپنی زوجہ کو اٹھائے بستر کی جانب بڑھنے لگا" جسے دیکھ کر وہ صنفِ نازک مزید خوف زدہ ہوئی۔۔

علی نے بنا ردعمل ظاہر کیے اسے بستر تک پہنچا کر وہیں احتیاط سے لٹا دیا۔۔

"ڈر کیوں رہی ہو۔۔یہاں لیٹ جاؤ اور دوپہر تک ہلنا نہیں یہاں سے۔۔"
اس نے آخر میں حکم دیتا انداز اپنایا وہ خاموش سے آنکھیں پھاڑے اسے سن رہی تھی اسکی دھڑکنوں کی رفتار بے حد بڑھ چکی تھی۔۔

"میری وجہ سے تم نے آرام نہیں کیا،اب چاہتا ہوں کہ تم تھوڑا سو جاؤ۔۔میں سب سے کہہ دوں گا کہ تقریب کی مسلسل مصروفیات میں تم تھک گئی تھی اس لیے اب دوپہر تک کوئی تمھیں ڈسٹرب نہ کرے۔۔"

وہ اس پر کچھ جھک کر اسکے چہرے پر پڑا بالوں کا لٹ ہٹاتا نہایت نرمی سے بولا اسکا جملہ سن کر اب عالیہ کے تاثرات بدل کر پر سکون ہوئے۔۔

وہ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہوتا اب وارڈروب کی جانب روانہ ہوا اور وہاں سے سیاہ بلیزر کوٹ نکال کر پہننے لگا۔۔کوٹ پہنے کے بعد وہ ڈریسنگ مرر کے قریب پہنچا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں سنوارنے لگا جبکہ عالیہ اسے اب بھی مسلسل خاموش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

""تم خود کہاں جارہے ہو۔۔؟ تم نے کہا تھا ہم دونوں آفس نہیں جائیں گے۔۔""

وہ بلا آخر اسے تیار ہوتا دیکھ کر سوال کر گئی۔۔

میں آفس نہیں جا رہا میری جان۔۔ شاہزیب سے ملنے ہاسپٹل جا رہا ہوں۔۔"

"دوپہر تک جب تم اٹھو گی تو آ جاؤں گا۔۔

وہ خود پر پرفیوم چھڑکتے گویا ہوا۔۔

کمرے میں اس کی نرمی اور اسکی محبت کے ساتھ اسکے پرفیوم کی خوشبو بھی ہر سوں پھیل گئی۔۔

وہ اب پلٹ کر عالیہ کی جانب ایک نظر مسکرا کر دیکھتا کمرے سے روانہ ہوا۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ کھلے بالوں میں آف وائٹ شلوار قمیض پر خاکی رنگ شال اوڑھے ہاتھ میں ہینڈ بیگ تھامے اپنے حقانی ہاؤس پہنچی جہاں لاؤنج میں اسکی آمد پر ملازمین اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے۔۔

ہادی کہاں ہے۔۔" وہ لاؤنج میں ملازم سے مخاطب تھی۔۔"

اسٹڈی میں کچھ مہمانوں کے ساتھ ہیں۔۔انھوں نے کہا کہ کوئی انہیں ڈسٹرب "نہ کرے۔۔

"! جاؤ اس سے کہو کہ میشل آئی ہے۔۔"

"کہنے کی ضرورت نہیں۔۔ میں حاضر ہوں۔۔"
وہ سیڑھیوں پر کھڑا پر مسرت لہجے میں گویا ہوا۔۔

میشل بھی نظر اٹھائے اسے دیکھ کر مسکرا گئی، فہاد سیاہ نک ٹورٹل شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے ہوئے اب سیڑھیوں سے اترنے لگا۔۔

فہاد اس کے قریب پہنچتے اسکا استقبال کرنے لگا کہ میشل نے بھی اسکے دل کے مقام پر سر رکھ دیا، اسے ایک سہارے کا اور سکون کا احساس بیک وقت ہوا۔۔

کیسے ہو ہادی۔۔" وہ گویا ہوئی لہجے میں کچھ نم جذبات پوشیدہ تھے۔۔"

ٹھیک ہوں میری جان تمھیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔"اس نے بھاری ہاتھ اپنے" کے سر پر پھیرتے کہا۔۔

ہادی ہم ترکی جا رہے ہیں، سوچا تم سے مل لوں۔۔" وہ اس سے الگ ہوتی اسے" ایک انوکھی خبر سنا گئی۔۔

فہاد نے گیسٹ روم کی جانب اشارہ کیا اور وہ دونوں اسی سمت آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگے۔۔

"کب جا رہے ہو۔۔؟"

" عارض نے اسی ہفتے کا کہا ہے۔۔"

اتنی جلدی۔۔؟" وہ حیران رہ گیا۔۔"

"اسی کی پلاننگ ہے۔۔"
میشل نے کہتے بے بسی سے لب بھینچ کر کندھے اچکائے۔۔
وہ دونوں کچھ قدم ساتھ چلتے گیسٹ روم میں داخل ہو کر صوفے تک پہنچے۔۔

چلو خیر اچھا ہوا آگئی تم۔۔" فہاد نے زاہد کے کہے پلان پر جلد عملدرآمد کا سوچ لیا۔۔

مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔" وہ کچھ ٹھہر کر پھر بولا۔۔"

"ہاں کہو۔۔؟"

وہ سوالیہ نظروں سے دیکھتے بولی تو فہاد نے دروازے کی جانب ایک نظر دیکھا اسکے ذہن نے اسے جھٹکا دیتے فلحال اپنی بات کہنے سے روک دیا۔۔

"بیٹھو تو سہی۔۔عارض نہیں آیا۔۔؟"
فہاد نے مسکرا کر فوراً بات بدلی اور خود بھی صوفے پر بیٹھا جبکہ میشل بھی اسی تھری سیٹر صوفے پر کچھ فاصلے سے فہاد کے پہلو میں بیٹھ گئی۔۔

عارض کو کچھ کام تھا، تو مجھے ڈراپ کر کے چلا گیا۔۔ایک دو گھنٹے میں آجائے "
"گا۔۔تم بتاؤ کیا بات کرنی تھی۔۔
وہ دوبارہ فہاد کے سابقہ موضوع کو زیر بحث لے آئی مگر جب فہاد کو عارض کی دیر سے آمد کا اندازہ ہوا تو اس نے اب اپنی بات کہنے کا ارادہ باندھ لیا۔۔

میشو، میں جو بھی کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں، اسے غور سے سننا اور" میری بات کا برا نہیں ماننا۔۔" وہ سنجیدگی سے بھاری آواز میں گویا ہوا جسے میشل نے غور اور خاموشی سے سننا شروع کیا۔۔

"میں تم سے عارضی طور پر کمپنی کے سارے شئیرز واپس لینا چاہتا ہوں۔۔"

میرے شئیرز تم سے زیادہ اہم نہیں ہیں مگر یہ خیال تمھیں کہاں سے آیا" ۔۔؟" وہ متعجب ہوئی۔۔

تم ساری پاور اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو کیا؟ شادی کے بعد اب میرا کچھ نہیں" رہا۔۔؟" میشل مزید بولی۔۔

نہیں! ایسا نہیں ہے پاؤر ہم دونوں کی ہو گی، زاہد کا کہنا ہے کہ میں تم سے سب" کچھ لے لوں، اسکی چال سمجھ چکا ہوں میں۔۔ وہ سارے شئیرز کے معاملے ادھر

ادھر کر کے ہمیں پھنسانا چاہتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ ہمیں بے وقوف بنا کر ساری کمپنی مجھ سے چھین لے گا۔۔"

اس نے مدھم آواز میں کہا اس کی باتوں سے واضح ہو چکا تھا کہ وہ خود بھی کس قدر شاطر ہے جو زاہد کی چالاکیوں پر اس کے سامنے خود کو بے وقوف اور معصوم ظاہر کرتا ہے وہ بھی صرف اس لیے کہ زاہد کا اصل چہرہ کھل کر دیکھ سکے مگر ابھی تک وہ زاہد مکمل سچ سے ناواقف تھا۔۔

"زاہد آنکل ایسا کیوں کریں گے۔۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل تھوڑی ہے۔۔"

"میری جان تمھارے اسی زاہد آنکل نے مجھ پر حملہ بھی کروایا تھا وہ کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔۔ مجھے اندازہ ہوا کہ اسکی نظر ہمارے بزنس پر ہے۔۔" وہ بولا اسکے انداز میں غرور تھا۔۔

اس نے تم پر حملہ کروایا اور تم نے مجھے آج تک بتایا بھی نہیں؟"میشل کو حیرت "
ہوئی۔۔

میں تمھیں اس فالتو چیزوں میں نہیں الجھانا چاہتا تھا مجھے لگا تھا اسکا مسلہ مجھ سے "
ہے اور ہم آپس میں سلجھالیں گے مگر میں غلط تھا،اس لیے اب میں تم سے سب
"کچھ لینا چاہتا ہوں مگر عارضی۔۔
میشل نے اثبات میں سر ہلایا جس سے ظاہر تھا کہ وہ اسے آمادہ کرنے میں کامیاب
ہوا۔۔

میشل مجھے دولت میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے بس مجھے میری منزل مل جانے دو"
اور زاہد سے نبٹ جانے دو پھر تمھیں سارا بزنس واپس کروں گا اور ہمیشہ کے
"لیے چلا جاؤں گا یہاں سے۔۔

اور تمھیں کس منزل کی تلاش ہے۔۔؟"اس نے ماتھے پر بل ڈالے وہ فہاد" کے اس جملے میں ہی اٹک گئی تھی۔۔

شادی کر کے ابراڈ سیٹل ہونے والا ہوں بہت جلد، یہی منزل ہے اب میری" ۔۔"اس نے سنجیدگی سے کہا میشل کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ظاہر ہوئے۔۔

ہادی میرے بھائی یہ تو خوشی کی خبر ہے یار، تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔" "کوئی پسند آگیا ہے کیا تمھیں؟ یا پھر فریحہ سے۔۔

"نہیں وہ فریحہ نہیں کوئی اور ہے۔۔"

اس نے فوراً فہاد کو بھاری بازوؤں سے پکڑتے مسرت کا اظہار کیا اسکا جملہ فہاد نے کاٹ کر سنجیدگی سے کہا وہ میشل کی آنکھوں میں دیکھ کر انہیں دھیان سے پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"شکر ہے کہ فریحہ نہیں ہے۔۔وہ مجھے اچھی نہیں لگتی۔۔"

تمھیں میری چوائس پر بھروسہ ہے ناں۔۔؟" فہاد نے اُسی طرح میشل کی" آنکھوں میں گہرائی سے دیکھتے ہوئے ایک محو انداز سے کہا۔۔

بالکل ہے! تمھیں آسانی سے کچھ پسند کہاں آتا ہے۔۔مجھے امید ہے جسے تم" نے اپنے لیے پسند کیا ہو گا وہ ایک مثالی لڑکی ہو گی۔۔"اس نے جواباً پرجوشی سے کہا جسے سن کر وہ نظریں جھکائے گہرا مسکرایا۔۔

آچھا بس اب مسکرانا بند کرو اور مجھے جلدی سے اسکا نام بتاؤ۔۔میں سارے" "ٹرپس کینسل کر کے کل ہی اپنے بھائی کا رشتہ مانگنے چلی جاؤں گی۔۔

"عالیہ نام ہے اسکا۔۔"

میشل کی پرجوشی عروج پر تھی جسے فہاد نے ایک مدھم سے انداز میں مختصر جملے سے ہی پل میں مانند کر دیا۔۔

عالیہ ؟کون عالیہ۔۔؟" وہ متعجب ہوئی اسکے چہرے سے ساری مسکراہٹ" سمٹ کر غائب ہونے لگی تھی کیونکہ اسکا گمان اسے خطرناک خدشات کی جانب لے جانے لگا۔۔

وہی جو تمھارے ذہن میں آئی ہے اس وقت۔۔!" فہاد نے اسکے گمان کو" درست کیا،اسکا لہجہ بڑا پرسکون تھا۔۔

"ہادی پلیز وہ مت کہنا جو میں سننا نہیں چاہتی۔۔"
اس کے چہرے پر فکر اور گھبراہٹ کے تاثرات عیاں ہونے لگے جہاں اب سے کچھ لمحے قبل بے حد مسرت اور پرجوشی تھی۔۔

"یہی سچ ہے۔۔! تمھارے عارض کی منہ بولی بہن۔۔عالیہ زمان کی ہی بات کر رہا ہوں میں۔۔"

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا۔۔؟ وہ شادی شدہ ہے، علی شاہ کی بیوی ہے وہ۔۔ تم علی کو کیا سمجھتے ہو۔۔"
فہاد نے نرمی سے اپنا جملہ مکمل کیا ہی تھا کہ میشل بھڑکتے اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر اس پر چلا اٹھی۔۔

"وہ معمولی شخص نہیں ہے۔۔ تمھاری جان لے لے گا وہ۔۔"

"کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ میرا۔۔نہ ہی اب تک کچھ بگاڑ پایا ہے۔۔"
فہاد بھی کھڑا ہوتا اسکا جملہ کاٹ کر گویا ہوا۔۔

"عالیہ میری محبت ہے، میرا جنون ہے۔۔اُسے تواب ہر قیمت پر حاصل کر کے
رہوں گا میں۔۔"

اس نے اگلے لمحے دانت بھینچ کر ایک ضد سے کہا اسکا چہرہ سرخ ہوا واقعی اسکا
انداز جنونی تھا جسے دیکھ کر میشل بھی مزید گھبرا گئی اسکی آنکھوں میں آنسو اترے
دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔۔

"ہہ۔ہہ۔۔ہادی، دد۔دیکھو میری جان، میری بات سنو۔۔ان کی زندگی میں
آگ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔کیونکہ اس آگ کی لپیٹ میں تم بھی آجاؤ
گے، علی کو پتا چلا تو وہ تمھیں نہیں چھوڑے گا۔۔ہم پہلے بھی ان سے بھڑ کر ایک
مرتبہ برباد ہو چکے ہیں پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔"

میشل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اسے اب نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی
مگر وہ شخص اب کسی نرمی اور سختی کو کہاں سمجھنے والا تھا۔۔

"برباد؟ ہاہاہاہا۔۔کون ہوا برباد۔۔؟"

اس نے جنونیت اور تمسخر سے بھرے انداز میں ایک اونچا قہقہہ لگایا جو پورے گیسٹ روم میں گونج اٹھا۔۔

غور سے دیکھو مجھے۔۔میں صحیح سلامت تمھارے سامنے موجود ہوں۔۔!"وہ" میشل کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر کچھ قدم پیچھے لیتا اپنے ہاتھوں سے اپنے بھاری وجود کی جانب اشارہ کرتا گویا ہوا۔۔

میری پیاری بہن۔!وہ تو تم تھی، جس نے علی کے آگے ہار مان لی تھی۔۔میں" تمھاری طرح بزدل نہیں ہوں۔۔اگر وہ میرے روبرو بھی کھڑا ہو جائے تب بھی اپنی محبت کو اسکی نظروں کے سامنے،اس کی گرفت سے چھین کر لے جاؤں "گا میں۔۔

اس نے اب جوابا خود آگے بڑھ کر میشل کا چہرہ تھامتے سرگوشی بھرے انداز میں کہا آخر میں پھر دانت بھینچ لیے۔۔

اگر ایسا ہے تو میں ابھی اسے بتا دیتی ہوں کہ اپنی محبت پر پہر داد گنا کر دے تاکہ " تمھاری جنونیت کی رسائی اسکی محبت تک کبھی نہ ہو۔۔" وہ گویا ہوئی۔۔

اگلے ہی لمحے اس نے فہاد کو دھکیلتے اپنی ہتھیلی کی پشت اپنے چہرے پر رگڑ کر اپنے آنسو پونچھے اور اپنے بیگ سے موبائل نکالا فہاد ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا جب اسے اندازہ ہوا کہ میشل علی کو کال ملا رہی ہے تو اس نے فوراً میشل کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔۔

نہ نہ میری جان! ایسی گستاخی ہر گز نہ کرنا۔۔ ورنہ اپنے نئے نویلے سہاگ سے " ہاتھ دھو بیٹھو گی تم۔۔"

وہ فہاد کا جملہ سن کر دو قدم پیچھے ہٹی قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی گویا ایک ہی لمحے میں کسی نے اس کے پیر وتلے سے زمین ہی کھینچ لی ہو۔۔ وہ تو مقابل کھڑے اس مرد کو اپنا واحد خونی سہارا سمجھ رہی تھی مگر وہ تو اِسے ہی اجاڑنے کی باتیں کرنے لگا۔۔

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔؟میرے بھائی ہوتے ہوئے۔۔ میرے شوہر کو"
مارنے کی دھمکی۔۔؟"میشل نے آنکھیں چھوٹی کیے غیر یقینی انداز میں فہاد کو
دیکھتے کہا۔۔

دیکھو۔۔ سویٹ ہارٹ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں آخر بہن ہو تم میری لیکن"
اگر تم میرے مقصد کے بیچ میں آئی اور میرا مقصد تمھاری وجہ سے متاثر ہوا تو
"میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن ہو۔۔
اس نے میشل کے قریب آکر سختی سے اسکے بازوؤں کو تھام کر اسے ایک اور
دھمکی دی مگر اس بار ذرا مختلف انداز میں۔۔

یہ جنونیت تمھیں برباد کردے گی ہادی۔۔ یاد رکھنا۔۔"اس نے فہاد کے ہاتھ"
اپنے بازوؤں سے جھٹک کر چلاتے کہا اور آنکھوں میں آنسو لیے گیسٹ روم سے
روانہ ہوئی۔۔

جنونیت نہیں۔۔آتشِ جنونیت ! میری اس جنونیت کی آتش میں ابھی تو صرف" میں جل رہا ہوں بعد میں میرے مقابل آنے والا ہر شخص جلے گا۔۔

وہ خود سے گویا ہوا تو یوں لگا جیسے اس کے اندر وہی پرانی آگ دگنی قوت سے دوبارہ بھڑک اٹھی ہو۔۔ایک ایسی آگ جو اُسے ہر حد، ہر سرحد پار کرانے کو تیار تھی۔یہ اضطراب، یہ تپش اُس کی آنکھوں سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

"السلام و علیکم شاہزیب طبیعت کیسی ہے اب تمھاری۔۔"
علی شاہ ہاتھ میں پھولوں کا بکے تھامے ہسپتال کے کمرے کے دروازے پر دستک دیتا داخل ہوتے ہی اسے مخاطب کر گیا۔۔

"وا علیکم السلام شاہ صاحب، آپ کا انتظار کر رہا تھا میں۔۔" شاہزیب اسکی بھاری آواز پر متوجہ ہوتا اب بستر پر ٹھیک سے ٹیک لگانے کی جتن میں اٹھنے لگا۔۔

"لیٹے رہو، تمھیں آرام کی ضرورت ہے۔۔اب کیسے ہو تم۔۔؟"
علی بکے اس کے قریب ٹیبل رکھتے اب اسکی جانب لپکا اور اسکی مدد کرتے گویا ہوا۔۔

"میں ٹھیک ہوں شاہ۔۔ایک ہفتہ ہاسپٹل میں گزار لیا، اب شاید کل گھر شفٹ ہو جاؤں گا۔۔" وہ گویا ہوا جبکہ علی نے اسکے بستر کے قریب کرسی سرکاتے اس پر براجمان ہوا۔۔

"یہ اچھی بات ہے گھر شفٹ ہو جاؤ تو مجھے انفارم کر دینا۔۔"

یوں لگتا ہے کہ جواد سیٹھی صاحب کے بہت خاص ہو تم۔۔ تمھارے لیے بہت" فکر مند ہیں وہ۔۔" علی پھر گویا ہوا جس پر شاہزیب نے مدھم سی مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

"انہوں نے ہمیشہ مجھے اپنا بیٹا سمجھا اور ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔۔"

وہ آج بھی تمھارے ساتھ ہیں۔۔ اور اب سے میں بھی ہوں۔ تمھارا جتنا" نقصان ہوا سب ریکور ہو گا ہم مل کر کام کریں گے تمھیں کسی بھی حوالے سے اسٹریس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" علی نے اسکا ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ میں تھام کر اسکا کندھا تھپتھپاتے اسے مطمئن کیا۔۔

میں ساری زندگی آپ دونوں کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا شاہ۔۔ بس کسی" بھی طرح میری اس فہاد نامی عذاب سے جان چھڑا دیں۔۔" اس نے فوراً کہا

ساتھ ہی اسکے چہرے پر فہاد کے ذکر سے خوف، اضطراب اور پریشانی ظاہر ہونے لگی۔۔

تمھیں فہاد نے نقصان پہنچایا ہے۔۔ مگر کیوں؟" علی نے تعجب سے کہا کیونکہ " وہ ان کے درمیان اصل معاملات اور تنازعات سے بے خبر تھا۔۔

شاہ صاحب یہ بہت لمبی کہانی ہے۔۔ سال پہلے کی بات ہے جب ہائی وے کی " "سب سے قیمتی اور بڑی زمین قسمت سے سستے دامو میرے ہاتھ لگی تھی۔۔ شاہزیب گویا ہوتے علی کو سارے ماجرے سے آگاہ کرنے لگا جو ماتھے پر بل ڈالے اب شاہزیب کی بات غور سے سن رہا تھا۔۔

میں نے مناسب وقت دیکھ کر اسکا آدھا حصہ نیلامی میں لگا دیا تھا، جس پر فہاد " نے قیصر صاحب کے ساتھ بولی لگاتے لگاتے زمین کی قیمت ساٹھ کروڑ تک پہنچا دی تھی۔۔"

"قیصر صاحب بولی ساٹھ کروڑ میں جیت چکے تھے۔۔"

مگر جب زمین خریدنے کا وقت آیا تو فہاد نے اسے دھمکیاں دے کر پیچھے ہٹنے" پر مجبور کر دیا اور یہ اتنی قیمتی زمین محض پچیس کروڑ میں خود خریدنے کے لیے "اس نے مجھ پر بھی دباؤ ڈالا۔۔

جب میں نے اسکی باتیں نہیں مانی تو اس نے مجھے بھی دھمکی آمیز کئی وائس" نوٹس بھیجے اور کچھ ہی دن بعد اپنی دھمکیوں کو سچ کر دکھایا۔۔"شاہزیب نے سرد لہجے اور مختصر سے انداز میں اس سے اپنے اور فہاد کے تنازعے کا پہلو بیان کر دیا۔۔

اگر تمھارے پاس وہ وائس نوٹس ہیں تو کیا تم مجھے سنا سکتے ہو۔۔؟" علی کا ذہن" وائس نوٹس کے لفظ پر ٹھہر گیا تھا۔۔

"وہ فہاد نے فوراً ہی ڈیلیٹ کر دیے تھے لیکن میں نے انہیں ڈیلیٹ سے قبل ہی ڈرائیو میں سیو کر دیا،اس کے علاؤہ بھی کئی ثبوت ہیں میرے پاس۔۔"

شاہزیب نے اس پر ایک خوش کن انکشاف کر ڈالا تھا۔۔

"ویری گڈ۔۔ کل تم گھر شفٹ ہونے والے ہوناں۔۔ تو کل ہی مجھے سارے ثبوت دکھانا۔۔ آگر ثبوت تھوڑے بہت بھی اُسکے خلاف ہوئے تو اسکا بچنا مشکل کر دوں گا میں۔۔"

علی نے ایک عزم سے کہا قدرت نے اسے شاہزیب کے زریعے ایک اور ثبوت اور ایک مزید سہارا دیا تھا فہاد کے کچھے چٹھے تک رسائی فراہم کرنے کے لیے مگر یہ تو اب اس کی اپنی محنت اور سمجھداری پر منحصر تھا کہ آیا وہ فہاد تک پہنچ بھی پاتا ہے یا ایک بار پھر اسے خانم بیگم کی موت جیسا بڑا نقصان دوبارہ ملنے والا ہے۔۔

سہ پہر ہوئی وہ اپنے اس ویران بنگلے پر آج پھر پہنچا تھا جہاں لاؤنج کے صوفے پر وہ اکیلا بیٹھا سگار نوشی کرتے نیم اندھیرے میں ایک گہرا دھواں چھوڑ رہا تھا۔۔ اسے اندھیرا پسند تھا اس لیے وہ ہمیشہ اس بنگلے میں بھی کم روشنی کا انتظام کیا کرتا تھا۔۔

اس کے ارد گرد اس کے کئی اہم کارندے کافی دیر سے موجود تھے جن میں حمزہ بھی ادب سے کھڑا تھا۔۔

"آپ نے ہمیں بلایا تھا سب خیریت ہے۔۔!" ان میں سے ایک باڈی بلڈر چوڑی جسامت والا شخص کھڑا فہاد سے گویا ہو کر گفتگو کا آغاز کر گیا۔۔

"ہاں سیفی تم سب کی اب ضرورت پڑنے والی ہے۔۔" وہ کھڑا ہوا۔۔"

حاضر ہیں ہادی۔۔ حکم کریں۔۔!"ان میں سے ایک دوسرا شخص بھی اب گویا" ہوتا گفتگو میں اپنا حصہ ڈالنے لگا۔۔

فہاد کچھ قدم چل کر حمزہ اور اسکے برابر کھڑے دوسرے شخص کے بیچ میں پہنچ کر کھڑا ہوا اور ان دونوں کے کندھوں پر اپنا ایک ایک ہاتھ رکھا۔۔

جیری اور سیفی۔۔ تم لوگ بہت اہم ہو میرے لیے۔۔ یہ بات جانتے ہو" ناں۔۔" وہ دونوں سے مخاطب ہوا جس پر دونوں نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلائے۔۔

"سیفی تم پڑھے لکھے نہیں ہو مگر مضبوط ہو۔۔ بہت کارآمد چیز ہو تم۔۔"

وہ پھر اسی شخص سے گویا ہوتا اسکی پیٹھ تھپتھپانے لگا جس نے گفتگو کا آغاز کرتے سوال کیا تھا یہ شخص فہاد کے کئیں وارداتوں میں اسکا سارا کام نہایت صفائی کے ساتھ کرتا اور تقریباً گئی مقاصد میں کامیاب ہو کر لوٹتا تھا۔۔

"اپنے لوگوں کو الرٹ کر دو۔۔"
اس نے سیفی کو حکم دیا اور سگار کا کش لیتے دوبارہ اپنے صوفے کی جانب بڑھا۔۔
سیفی نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ کر اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کھرجانا شروع کی۔۔

تم لوگوں کو میں ایک اسکول کا ایڈریس دوں گا جیری نے بھی وہ سکول دیکھ رکھا" ہے، پرسوں وہاں سے تم لوگوں نے ایک بچی کو اٹھانا ہے۔۔" وہ صوفے پر براجمان ہو کر گویا ہوا۔۔

بچی؟؟" سفی متعجب تھا۔۔"

امرحہ۔۔! تم لوگوں کو امرحہ کو کڈنیپ کر کے میرے پاس لانا ہے۔۔" اس نے وضاحت کی تو حمزہ کے چہرے پر بھی تاثرات تعجب میں بدلے۔۔

عالیہ کی سانسیں چلتی ہیں اس سے۔۔ جب اس کی سانسیں میری دسترس میں آ جائیں گی تو اسے بھی میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔" وہ ایک شاطرانہ انداز سے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر صوفے سے پشت لگاتا بولا۔۔

مگر ہادی وہ سکول کوئی عام سکول نہیں ہے وہاں بہت سخت سیکورٹی ہوتی ہے۔۔" حمزہ نے اب فکریہ لہجے میں اپنا پہلا جملہ ادا کیا کیونکہ حمزہ بھی فہاد کے ساتھ وہ سکول دیکھ چکا تھا۔۔

فہاد پر حمزہ کی بات ناگوار گزری اور اسکے ماتھے پر بل ابھرے ساتھ ہی اس نے حمزہ کو سرد نگاہوں سے دیکھا۔۔

"تو اِن لوگوں پر بھی میں خیراتی پیسے خرچ نہیں کرتا میری جان۔۔ معمولی سکول ہوتا تو کسی للو پنجو سڑک کے غنڈوں سے یہ کام کروالیتا۔۔"

وہ نرمی اور بناوٹی پیار بھرے انداز سے اپنے لوگوں کی جانب ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتا بولا۔۔ اس نے نرمی اختیار کی کیونکہ وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"یہ سب تم لوگوں کو پرسوں ہی کرنا ہے اور اس مقصد میں مجھے ہر صورت کامیابی چاہیے۔۔ ٹھیک ہے۔۔"

وہ ایک اور جملہ ادا کر گیا جس پر کئی افراد نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ سیفی کی مشکوک نگاہوں کا مرکز اب بھی فہاد کا چہرہ تھا اسکے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ تو کوئی نہ جانتا تھا۔۔

شام ڈھل چکی تھی۔ آسمان پر اندھیرا گہرا ہونے لگا۔۔

آج وہ بے سبب افتخار ہاؤس کے سنسان لان میں اکیلی کھڑی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا درختوں کی شاخوں کو چھو رہی تھی، جیسے اس کے دل میں اٹھنے والے طوفان کو چپ چاپ سہارا دے رہی ہو۔

وہ لمحہ بہ لمحہ یاد کر رہی تھی وہ تلخ گفتگو جو تھوڑی دیر قبل اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان ہوئی تھی۔ اور وہ انکشاف۔۔

ایک ناقابلِ یقین حقیقت جو اس کے قدموں تلے سے زمین کھینچ چکی تھی۔

"عالیہ میری محبت ہے، میرا جنون ہے۔۔ اُسے تو اب ہر قیمت پر حاصل کر کے رہوں گا میں۔۔"

میں تمھاری طرح بزدل نہیں ہوں۔۔اگر وہ میرے روبرو بھی کھڑا ہو")
جائے تب بھی اپنی محبت کو اسکی نظروں کے سامنے،اس کی گرفت سے چھین کر
("لے جاؤں گا میں۔۔

اگر ایسا ہے تو میں ابھی اسے بتا دیتی ہوں کہ اپنی محبت پر پہر داد گنا کر دے")
("تاکہ تمھاری جنونیت کی رسائی اسکی محبت تک کبھی نہ ہو۔۔

نہ نہ میری جان !ایسی گستاخی ہر گز نہ کرنا۔۔ورنہ اپنے نئے نویلے سہاگ")
("سے ہاتھ دھو بیٹھو گی تم۔۔

(تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔؟)

دیکھو۔۔سویٹ ہارٹ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں آخر بہن ہو تم میری")

لیکن اگر تم میرے مقصد کے بیچ میں آئی اور میرا مقصد تمھاری وجہ سے متاثر ہوا

("تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن ہو۔۔

وہ تمام الفاظ اُس کے ذہن میں گونج رہے تھے، جیسے ہوا میں سرگوشیاں بن کر

چکر لگا رہے ہوں۔

وہ اندر ہی اندر لرز رہی تھی، مگر چہرے پر سرد سکون طاری تھا۔

اسی دوران ایک گاڑی پورچ میں آ کر رکی۔

عارض، جو پینٹ اور ہاف سلیو اسکائے بلو ٹی شرٹ میں ملبوس تھا، گاڑی سے نکل

کر لان میں آتے ہی اپنی نئی نویلی بیوی کو خاموش کھڑا دیکھ کر اس کی جانب

بڑھا۔

"میشل، یہاں اکیلی کیوں کھڑی ہو؟"

اس کی بھاری آواز عقب سے گونجی تو وہ ایک دم چونک گئی۔
پلٹ کر دیکھا تو عارض سامنے کھڑا تھا۔

"تمھارا انتظار کر رہی تھی۔۔"
اس نے ہلکے مگر سرد لہجے میں جواب دیا۔
چہرے کی زردی اور آنکھوں کی نمی دیکھ کر عارض کا دل دھک سے رہ گیا۔

کیا بات ہے؟ تم پریشان لگ رہی ہو۔ گھر بھی جلدی آگئیں، سب خیریت تو"
"ہے نا؟
اس نے فکرمندی سے میشل کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر پوچھا۔

ہمم سب ٹھیک ہے بس دل نہیں چاہ رہا تھا مزید رکنے کا۔۔"اس نے سرد لہجے"
میں کہتے نظریں چرائی۔۔

"مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔۔؟"

عارض اسکا چہرہ تھامے اوپر اٹھا کر پھر سوال کر گیا اس بار وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

تم جانتے تو ہو عارض۔۔ہادی کی حرکتوں سے بہت تنگ ہوں میں جب امید "

"ہوتی ہے کہ وہ سدھر گیا ہے اسی وقت وہ مجھے غلط ثابت کر دیتا ہے۔۔

اس نے گہری سانس کھینچ کر عارض کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے بیزاری سے کہا،اس نے سچ بیان کیا مگر آدھا سچ۔۔

تو تم اسکی وجہ سے پریشان ہو۔۔؟" عارض متعجب ہوا۔۔"

ظاہر ہے بھائی ہے میرا۔۔اسے کیسے میں تباہ ہوتا دیکھ سکتی ہوں۔۔" وہ پھر بولی "لہجہ تلخ ہوا۔۔

اور کیوں تباہ ہونے لگا وہ۔۔؟ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے اپنا نقصان کبھی نہیں"
"ہونے دے گا۔۔ لیکن ہوا کیا ہے یہ بتاؤ۔۔؟
عارض نے ناسمجھی کا اظہار کرتے سوال کیا۔۔ عارض کے سوال پر وہ سوچ میں پڑ گئی دل نے چاہا کہ اب سارا سچ عارض کو فوراً بتا کر دل کو ہلکا کر دیا جائے مگر۔۔

) نہ نہ میری جان! ایسی گستاخی ہر گز نہ کرنا۔۔ ورنہ اپنے نئے نویلے سہاگ"
("سے ہاتھ دھو بیٹھو گی تم۔۔
اسکے ذہن نے جھٹکے سے فہاد کا جملہ یاد دلا کر میشل کو فوراً روک لیا۔۔
کیا ہوا میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔؟" عارض نے اسکی خاموشی اور سوچ میں گم"
چہرے کو دیکھ کر پھر کہا۔۔

میشل اسکی آواز سن کر فوراً چونکتے سوچ سے باہر نکلی۔۔

کچھ خاص نہیں، وہ مجھ سے ہماری کمپنی کے سارے شئیر زواپس لینا چاہتا" ہے۔۔" وہ کچھ توقف کے بعد بولی۔۔

آرے بس اتنی سی بات ؟ دے دو اُسے سارے شئیرز۔۔ تمھیں ضرورت" "ہوئی تو میں شازمان ٹیکسٹائل کے اپنے شئیرز تمھارے نام کردوں گا۔۔ عارض نے فوراً بڑے سکون اور روانی میں کہا تھا گویا یہ اس کے لیے کوئی عام بات ہو مگر یقیناً یہ عام نہیں تھی کیونکہ شازمان ٹیکسٹائل کے شئیرز اسے بہت مشکل سے حاصل ہوئے تھے میشل بھی اسکے پر سکون لہجے پر حیراں ہوئی۔۔

ہرگز نہیں عارض ! وہ تمھاری دن رات کی محنت ہے۔۔"میشل نے سرعت" میں اسکی بات کا انکار کر دیا۔۔

"تم سے اہم نہیں ہے میری جان۔۔میں اور تم اب الگ تھوڑی ہیں۔۔"

عارض نے نرمی سے میشل کے بازو تھام کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا، جیسے اسے اپنے وجود کے زریعے ہر قسم کے تحفظ کا یقین دلانا چاہتا ہو۔

میشل کے کانوں میں ایک بار پھر وہ زہریلا جملہ گونجا:
("اپنے نئے نویلے سہاگ سے ہاتھ دھو بیٹھو گی تم۔۔")
فہاد کی وہ دھمکی دوبارہ ذہن میں تازہ ہو گئی۔

مگر اگلے ہی لمحے، جب اُس نے عارض کی نگاہوں میں اپنی محبت کا عکس دیکھا، تو ایک عجیب سی کیفیت دل میں اتری۔
وہ شخص، جو اس کا ہمسفر تھا۔۔
جس نے ہر لمحے اس کے ساتھ کھڑے رہنے کا وعدہ کیا تھا۔۔
وہ کتنا قیمتی ہو گیا تھا اس کے لیے۔
اس کی اہمیت، اس کی موجودگی،
میشل کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

اس کا دل شدت سے کہہ رہا تھا کہ وہ کبھی عارض کو اس مصیبت کا حصہ نہ بنائے۔۔

کیونکہ جب ایک شخص دل کے اتنے قریب ہو جائے،
تو اس کی زندگی کو خطرے میں ڈالنا گویا خود کو فنا کرنا ہوتا ہے۔
تو پھر وہ کیوں فہاد کا سچ بتا کر اس کے محافظ کو کھونے کی حماقت کرے؟
وہ کیوں اپنے واحد سہارے کو خود سے دور کرے؟

میشل نے کچھ کہنے کے بجائے اسی لمحے عارض کے سینے پر سر رکھ دیا اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو اب عارض کی شرٹ پر گرتے اس میں جذب ہو رہے تھے مگر وہ میشل کے آنسوؤں سے بے خبر، اسکے گرد ہاتھوں کا حصار باندھتے سر پر بوسہ دے گیا۔۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے عارض! بس مجھ سے کبھی دور مت جانا۔۔اس پوری دنیا" میں۔۔ صرف ایک تم پر بھروسہ ہے مجھے۔۔ تمہیں ہی اپنا سمجھتی ہوں۔۔مجھے کبھی دھوکا مت دینا۔۔"وہ مدھم آواز میں التجاء کرتی بولی۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو میشل۔۔ تمہیں چھوڑنے یا دھوکا دینے کے لیے تھوڑی" "اتنی مشکلوں سے اپنا یا ہے۔۔

تمھاری کیفیت سمجھ رہا ہوں کہ تم اس وقت اپنے بھائی کی وجہ سے خود کو تنہا" محسوس کر رہی ہو۔۔ مگر ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ کوئی رہے نہ رہے تمھارا عارض احمد جِسے تم فارغ آدمی کہتی رہتی ہو، یہ ہمیشہ ہر قدم پر تمھارے ساتھ "رہے گا۔۔

وہ گویا ہوتا اپنے جملے میں ہلکا سا شریر انداز شامل کر کے میشل کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

اگلے دن کی صبح کا آغاز نرم دھوپ سے ہوا۔
سورج کی ہلکی کرنیں شیشے سے چھن کر ناصر ہاؤس کے کمروں میں ایک سنہری چمک بکھیر رہی تھیں۔ سارہ، جو ناشتے کے کام سے نمٹ چکی تھی، خاموشی سے کمروں کا جائزہ لیتی اپنے شوہر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ دروازہ کھلتے ہی منظر اس کے اندازوں کے عین مطابق تھا۔

ارسلان، خاکی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، بستر پر نیم دراز دیوار سے ٹیک لگائے سکون سے موبائل پر گیم کھیلنے میں مگن تھا۔ ماتھے پر بکھرے بال اور بازو کی آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں، جیسے آج بالکل سکون میں بالکل فارغ ہو۔۔

سارہ نے ایک نظر ارسلان پر اور دوسری دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی۔ گھڑی کی سوئیاں تقریباً دس بجنے کی خبر دے رہی تھیں۔

"اتنے آرام سے لیٹے ہو، آج آفس نہیں جانا؟"
وہ قدم بڑھاتے بستر کے قریب پہنچی، آواز میں خفیف جھنجھلاہٹ نمایاں تھی۔

"جانا تو ہے، لیکن بھائی کی کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا، کسی ضروری کام سے ساتھ چلنا ہے۔"
ارسلان نے نظریں موبائل اسکرین سے ہٹائے بغیر جواب دیا۔

سارہ نے تھوڑا سا سانس بھرا، پھر وارڈروب کی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔۔
"ٹھیک ہے، میں تمھارے کپڑے نکال دیتی ہوں، جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

کپڑوں کی ضرورت آخر کیوں محترمہ؟ کیا آپ کو میں اس وقت ننگا دکھائی" دے رہا ہوں۔؟"

اسکی نظریں اب بھی موبائل پر تھیں۔۔

سارہ کے قدم وہیں تھم گئے۔اس نے چونک کر پلٹ کر دیکھا، پھر برا سا منہ بنایا۔۔

ننگے نہ سہی، حلیہ ضرور قابل رحم ہے۔آفس جا رہے ہو یا کسی دیسی میلے میں؟" بھائی کے ساتھ جا رہے ہو تو کچھ ڈھنگ کے کپڑے پہن لو۔میری ناک نہ کٹوانا۔۔"

کچھ ڈھنگ کا؟آفس کے لیے آج تک کوئی عالی شان یونیفارم ایجاد نہیں ہوا۔۔ ورنہ میں ضرور پہنتا۔۔!"

ارسلان نے گیم روک کر موبائل سائیڈ پر رکھتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے جواب دیا اور آخر میں شرارت سے مسکرایا۔

"ارسل تمھارا مسلہ کیا ہے۔؟آج کیا بحث کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے تم

نے۔۔؟"

سارہ نے ماتھے پر بل ڈالے، خفگی سے پوچھا۔

"بحث تو نہیں کر رہا، صرف لاجیکل جواب دیا ہے۔"

اس نے کندھے اچکاتے معصومیت سے کہا۔

"اب میں کپڑے نکال رہی ہوں، پلیز فوراً تیار ہو جانا۔"

سارہ دوبارہ وارڈروب کی جانب بڑھی۔

ارسلان فوراً بستر سے اٹھا، قدم سارہ کی جانب بڑھاتے ہوئے اس کے قریب

آیا۔۔

"ٹھیک ہے، مگر شرط یہ ہے کہ کپڑے اگر تم پہناؤ تو پہن لوں گا۔۔"

"کیوں تمھارے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں۔؟"اس نے پھر پلٹتے ارسلان کو اپنے روبرو دیکھ کر سختی سے کہا۔۔

"چلو، فرض کرلو کہ ہیں۔۔تو کیا میری مدد نہیں کرو گی؟"
وہ اب اس کے بالکل قریب تھا، لہجہ نرم اور آنکھوں میں شوخی تھی۔

"!اللہ نہ کرے۔۔"
سارہ نے فوراً سنجیدگی سے کہا۔

"جب اتنی پرواہ ہے تو میری بات کیوں نہیں مانتی؟ کیا محبت اب بھی نہیں ہے؟"ارسلان نے اس کے گال پر نرمی سے انگلی پھیرتے محبت بھرے لہجے میں کہا۔۔

"محبت۔۔!"

سارہ نے اس کے لفظ کو دھیرے سے دہراتے ہوئے انکھیں سکھیڑ لیں، جیسے دل میں کوئی ماضی کا خیال ابھر آیا ہو۔

ارسلان نے اسے دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا اسی لمحے اس کی جیب میں رکھا موبائل بج اٹھا۔۔

ارسلان نے موبائل نکال کر کال اٹینڈ کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

"جی۔۔ارسلان بات کر رہا ہوں۔۔"وہ بولا۔۔

"بھائی کہاں ہیں۔۔؟"اس نے اگلے جملے میں سوال کیا۔۔

اوکے۔میں بھائی کو کال کرتا ہوں۔۔بس میں آدھے گھنٹے میں نکلیں گے۔۔""

اس نے گفتگو مختصر کرتے کال منقطع کی۔۔سارہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

"آفس سے کال تھی شاید بھائی نے تیار ہونے کا کہا ہے۔۔"

ارسلان نے وضاحت دی تو سارہ نے بھی جواباً اثبات میں سر ہلایا۔۔

ارسلان اب تیاری کی غرض سے وارڈروب کی جانب خود روانہ ہوا اور سارہ اسکی پشت دیکھتے ہوئے،ذہن میں وہ ایک لفظ لیے الجھن کا شکار ہو گئی وہ ایک لفظ "محبت" اسکے ذہن میں کہیں اٹک سا گیا تھا وہ گہری سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔کیا واقعی اسے ارسلان سے محبت نہیں تھی،یہ شادی محض حالات کے ساتھ ایک سمجھوتا تھا۔۔؟وہ خود سے سوال کرنے لگی مگر جواب فلحال کہیں نہیں تھا۔۔

----------------سونی رائٹس-------

فہاد اپنے آفس کی گہری سلیٹی دیواروں والے کیبن میں کرسی پر نیم دراز تھا۔ فل آستینوں والا سفید نیک ٹرٹل کے ساتھ سیاہ پینٹ زیب تن کیے ہوئے تھا جس پر اسکا وہ لاکٹ چمک رہا تھا۔۔

گہرائی سبز آنکھیں فائل پر مرکوز تھیں، چہرے ہلکی داڑھی سجائے، بالوں جیل سے سنوارے، ایک ہاتھ پر برانڈڈ گھڑی اور پین تھامے جبکہ دوسرے ہاتھ میں سگریٹ لیے وہ کمپنی کے شیئر ہولڈرز کی فائل کھولے خاموشی سے کسی گہرے خیال میں ڈوبا ہوا تھا۔

کمرے میں پھیلا ہلکا سا دھواں اور خاموشی اس کی شخصیت جیسی سنگین فضا قائم کیے ہوئے تھا۔

اسی دوران آفس کے کمرے پر دستک کے بعد فریحہ داخل ہوئی اس نے آج سرخ آفس سوٹ پہن رکھا تھا فہاد اسکی دستک پر سر اٹھائے متوجہ ہوا اور اگلے ہی

لمحے اسے کمرے میں بڑھتے دیکھ کر فوراً اپنی کرسی سے اٹھا۔۔ جیسے وہ اسی کا انتظار کر رہا ہو۔

تمھاری بہت ضرورت تھی مجھے۔۔"وہ تیزی سے قدم بڑھاتے اسکے نازک" وجود کو بازوؤں میں جکڑ کر گویا ہوا۔۔
فریحہ نے بازو لٹکائے رکھے، جیسے اس کی گرفت سہہ رہی ہو، مگر دل میں ایک طوفان تھا۔۔ برہمی، دکھ اور ناپسندیدگی کا۔۔

"کیا بات ہے؟ ناراض ہو؟"
فہاد نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے بازو تھامے، سبز آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں گاڑ دیا۔

"شادی میں بھی آئی تھی تم، ملی نہیں۔ اور فوراً چلی بھی گئی۔"
وہ نرمی سے گلہ کرتا مسکرا دیا۔

سوچا تھا۔۔وہ رات مل کر خوبصورت بنائیں گے، تم نے موقع ہی نہیں دیا۔"""

وہ پھر گویا ہوا اس کے لبوں پر اب خباثت آمیز، دوغلی مسکراہٹ ابھری۔

"ابھی کیوں بلایا ہے؟" فریحہ نے سرد لہجے میں اسکی ساری باتیں نظرانداز کرتے کہا۔۔

"بس ویسے ہی۔ تمھیں کیبن کے سامنے سے گزرتے دیکھا تو دل کیا کہ بلالوں، ساتھ ایک کپ کافی پیئیں۔"

فہاد نے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ کر کہا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے بھی بیٹھنے کا کہہ گیا۔۔

"مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔۔ بہت کام ہے مجھے۔۔"

اس نے نظریں پھیر لی۔۔

"ناراض کیوں ہو؟"

فہاد کی آواز میں شوخی تھی، جیسے کسی نخرے کرتی محبوبہ سے کھیل رہا ہو۔ اس نے فریحہ کی نظروں کا رخ کہیں اور دیکھ کر شاطرانہ سی مسکراہٹ ظاہر کی۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی خود کی چالاک باتوں میں کتنا زہر چھپا ہے۔

اس کے لیے فریحہ صرف ایک کھلونا تھی، جس سے وہ وقت گزارتا اور جیتنے کا لطف اٹھاتا۔

"تم نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا۔ کیا ہوا اُس بات کا؟"

فریحہ کی آواز تھکی ہوئی تھی، مگر آنکھوں میں سوال زندہ تھا۔

فہاد نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بڑی بے نیازی سے سر اٹھایا، نظروں میں حقارت تھی۔۔

"شادی؟ تم سے؟"

فریحہ کا چہرہ لمحے بھر کو سُن ہو گیا۔

"جلد از جلد، ورنہ۔۔"

"ورنہ کیا؟"
فہاد نے کرسی سے ایک جھٹکے میں اٹھتے ہوئے کہہ کر وحشت ناک قہقہہ لگایا، جس سے فریحہ سہم گئی۔

وہ قریب آتے ہوئے اس کے دونوں بازو مضبوطی سے تھام کر جھک گیا۔۔
میری جان تم شادی والا میٹریل تھوڑی ہو۔۔" اس نے تحقیر آمیز لہجے میں" کہا۔۔

"تم نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے؟"

فریحہ نے اپنے بازو جھٹک کر خود کو آزاد کرتے غراتے ہوئے کہا۔۔

وہ اسکے چہرے پر سر جھکائے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا اسکی مسکراہٹ بھی مکارانہ اور خوفناک تھی۔۔

"!!دل بہلانے کا صرف ایک مہرہ۔۔"

"!ہادی سلمان !اپنی حد میں رہو"

فریحہ کی چیخ بلند ہوئی۔وہ اس ذلت پر ضبط نہ رکھ سکی۔

تمھیں کیا لگتا ہے ؟ساری دنیا کی خبر رکھنے والا ہادی اپنی نام نہاد محبوبہ سے غافل" رہے گا۔۔؟میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمھیں علی شاہ میں دلچسپی ہے۔۔اسکے آگے پیچھے گھومتی رہتی ہو۔کہ وہ تمھاری طرف مائل ہو جائے۔۔جیسے میں ہوا "تھا۔۔

"اپنی بکواس بند کرو اُسے میں اپنے پیر کی جوتی بھی نہیں سمجھتی۔۔"

"میں تمھاری دسترس میں آیا تو تم نے پتا نہیں خود کو کیا سمجھ لیا۔۔ کہ ساری دنیا شاید صرف تمہی پر مرتی ہے۔۔؟" وہ اس کی دلیل نظرانداز کرتا بولا۔۔

"میں بھی تمھاری طرف مائل اس لیے نہیں ہوا تھا کہ تم سے پہلی نظر میں کوئی فلمی محبت ہو گئی تھی۔۔"

"میں تو اس لیے تمھارے پیچھے لگا تھا کہ تم عالیہ کی کمپنی تک میری رسائی ممکن بنا سکو۔۔"

اس نے اپنا ہی بات کا اگلا جملے میں جواب دیتے بات کو مکمل کیا فریحہ اسے حیرت میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اسے یقین ہی نہ آیا کہ اس کے ساتھ کتنا بڑا کھیل کھیلا گیا ہے۔۔

احمقوں کی جنت سے باہر نکلو اور شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دو میری" جان۔۔" فہاد نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے بناوٹی محبت سے کہا جس سے فریحہ گہرے خیال سے باہر نکلی۔۔

تم نے محبت کے نام پر میری زندگی سے کھیلا ہے تمھیں نہیں بخشوں گی" میں۔۔" وہ فہاد کے بلیزر کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتے غرائی۔۔

زندگی سے نہیں عزت سے کھیلا ہے۔۔زندگی سے کھیلا ہوتا تو آج یوں زندہ" میرے سامنے کھڑی نہ ہوتی تم۔۔" فہاد نے سفاکیت سے کہتے اس کے ہاتھ سخت گرفت میں بلیزر سے پکڑ کر جھٹکتے پیچھے کی جانب دھکیلا جس سے وہ لڑکھڑائی، آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

اور تم جیسی لڑکیاں خود تک رسائی حاصل کا خود دوسروں کو موقع دیتی ہو۔۔تو" "تم کوئی پہلی نہیں ہو میرے لیے۔۔

اس نے کھلے الفاظوں میں کہا یہ واقعی سچ تھا ایک سبق کہ وہ لڑکی جو چاہتی ہے کہ اسکے حسن کو سراہا جائے اکثر غلط راہ پر چل کر نقصان کا شکار ہو جایا کرتی ہیں۔۔

جاؤ جو کرنا ہے کرلو۔۔اچھے اچھے بھی ہادی کے سامنے ٹک نہیں پائے تمھاری" کیا اوقات ہے۔۔؟"اس نے گردن اکڑا کر کہا۔۔

فریحہ کی آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ آنسو بھر آئے۔دل، عزت اور خواب، سب ایک پل میں ریزہ ریزہ ہو چکے تھے۔
وہ تیز قدموں سے دروازے کی طرف بڑھی، اور بنا کچھ کہے، روتی ہوئی آفس سے نکل گئی۔۔ فہاد کے ہاتھوں آج ایک اور دل ٹوٹا ایک اور زندگی برباد ہوئی تھی۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہونے کو تھی۔

علی آف وائٹ شرٹ پہنے ،ارسلان اور فہیم کے ہمراہ شاہزیب کے اسٹڈی روم میں بیٹھا فہاد کے خلاف ثبوت اکٹھا کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔

شاہزیب کے بنگلے کا یہ اسٹڈی روم چاروں طرف سے بند، پُر سکون اور محفوظ تھا۔۔نہ باہر کی آواز اندر آتی ،نہ اندر کی آواز باہر جاتی۔دروازہ بھی مکمل بند تھا۔

شاہزیب سے اس نے فہیم اور ارسلان کا تعارف کرواکر اسے مکمل اعتماد میں لے لیا تھا۔۔

چاروں افراد ٹیبل کے گرد کرسیاں لگائے بیٹھے تھے۔ٹیبل پر رکھا لیپ ٹاپ ارسلان کی طرف رخ کیے تھا۔

"پہلے وہ ریکارڈنگ چلاو، پھر تمھارے ثبوت دیکھتے ہیں۔"

علی نے ارسلان سے کہا۔

ارسلان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے شاہزیب کی دی گئی ریکارڈنگز چلانا شروع کیں۔ چاروں متوجہ ہو گئے۔

:ریکارڈنگ میں فہاد کی آواز گونجی

"شاہزیب شاہزیب۔۔ یہ کنجوسی تمھیں زیب نہیں دیتی۔ مان جاؤ، وہ زمین مجھے دے دو۔ اتنے پیار سے کہہ رہا ہوں، مانتے کیوں نہیں؟ میرے غصے کو کیوں دعوت دے رہے ہو؟"

"تمھارا دو دن کا وہ وقت بھی ختم ہو چکا لگتا ہے۔"

"چلو نہ میرا نہ تمھارا ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں جس پر دونوں کی رضامندی ہوئی اسی رقم پر زمین مجھے دے دینا۔۔"

"!مجھے کوئی ڈیل نہیں کرنی، پلیز پیچھا چھوڑ دو میرا"
شاہزیب کی ریکارڈ شدہ آواز آئی۔ علی اور فہیم نے ایک دوسرے کی طرف خاموش نظروں سے دیکھا۔

:اگلی وائس نوٹ میں فہاد کہہ رہا تھا
"آخری بار مان جاؤ، تمھیں کچھ دکھانا بھی ہے۔۔"

علی نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے سنا۔

"اسے ریپیٹ کرو اور بیک گراؤنڈ کی آواز تیز کرو،"
علی نے فوراً ارسلان سے کہا۔

ارسلان نے بٹن دبا کر جملے کو دوبارہ چلایا، اور سب دگنے غور سے سننے لگے۔

"صاحب نے تمھیں بھیجا تھا؟ کیوں نہیں گئے؟"
فہاد کی آواز کے پیچھے ایک اجنبی آواز ابھری تو سب چونک اٹھے۔

"! سٹاپ، سٹاپ، سٹاپ"
فہیم نے بے ساختہ کہا۔ ریکارڈنگ روک دی گئی اور اسی جگہ سے دوبارہ چلائی گئی۔

"تم اس پس منظر کی آواز کو پہچان رہے ہو ناں؟"
علی نے فہیم کی طرف دیکھا۔

"جی شاہ جی، یہ آواز بالکل ویسی ہی ہے جیسی سمیرا کی فوٹیج میں تھی۔۔"
فہیم کے ماتھے پر شکنیں گہری ہو گئیں۔ شاہزیب الجھن میں ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"اور گفتگو کا انداز بھی وہی ہے۔یعنی وہی قاتل، جسے فہاد نے ہائر کیا تھا۔۔"

"بھائی، اگر آپ اجازت دیں تو میں اب اپنی معلومات شئیر کروں؟"
ارسلان نے نرمی سے کہا۔

"ہاں، بتاؤ، پن ڈرائیو میں کیا ملا؟"
علی کے اجازت دینے پر ارسلان تیزی سے لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگا۔

بھائی، مجھے اس میں ایک نامعلوم شخص کے متعلق کچھ ملا ہے۔۔اس کا فون"
نمبر، بینک اکاؤنٹ اور لوکیشن۔ صرف نام غائب ہے،اور رقم وصول کرنے کی
"تفصیل بھی مکمل نہیں ہے۔

اس نے لیپ ٹاپ کا رخ علی اور فہیم کی طرف کر دیا۔ شاہزیب بھی بغور دیکھ رہا تھا۔

"جو نہیں ملا، وہ فہیم تلاش کرے گا۔ مگر تم بتاؤ، اور کیا ملا؟"

بھائی، یہ دیکھیں!، یہ لوکیشن یہ سمیرا میم کے گھر کے اندر ٹھیک اسی وقت کی"
"!ہے جب ان کا قتل ہوا
ارسلان نے ماؤس گھماتے ہوئے اسکرین پر شواہد دکھائے۔

یہ نمبر ہے اور یہ لوکیشن بھی اسی نامعلوم شخص کی تھی، ساتھ ہی نامعلوم" اکاؤنٹ کی بینک ٹرانزیکشن ڈیٹیلز بھی ہیں اور اس پر نام لکھا گیا ہے کہ رائٹ ہینڈ آف ہادی سلمان یعنی اس نامعلوم شخص کا فہاد سے گہرا تعلق ہے۔۔"ارسلان کڑیوں سے کڑیاں ملاتا گویا ہوا۔

"ہمم یعنی تین ثبوت فہاد سے جُڑ چکے ہیں !ایک شاہزیب کی فیکٹری میں آگ کا ثبوت دوسرا اپن ڈرائیواور تیسرا یہ پیچھے کے شخص کی آواز۔۔"

علی نے گہری سوچ میں کہا۔۔

"فہیم، تم لوکیشن دوبارہ ٹریس کرو،اور اس شخص کی شناخت کا بندوبست کرو۔ ہم منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔"

"بھائی،اگر ہم ابھی اس نمبر پر کال کریں تو شاید ہمیں کچھ اور پتا چل جائے؟"""

ارسلان نے پوچھا۔

"نہیں،اگر وہ چوکنا ہو گیا تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔اتنا بڑا رسک صرف ایک کال کے لیے نہیں لے سکتے۔" علی نے فوراً روکتے ہوئے کہا۔۔

"مجھے یقین نہیں آرہا، سمیرا کے ساتھ یہ سب فہاد نے کیا۔۔ مگر کیوں؟" فہیم کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔

"!ہم اِسے کتنا معصوم سمجھتے تھے شاہ جی... یہ تو درندہ نکلا"
فہیم نے پھر کہا، آنکھیں لیپ ٹاپ پر مستقل ٹکی تھیں۔۔

نہیں فہیم، معصوم تو میں نے اُسے کبھی نہیں سمجھا۔ ہمیشہ محتاط رہا، مگر یہ اندازہ"
"نہیں تھا کہ وہ اس حد تک گر جائے گا۔

علی نے گہری سانس لی،
خیر، اب شک یقین میں بدل چکا ہے، مگر ثبوت اب بھی مکمل نہیں۔ ہمیں اس"
پس منظر کی آواز والے شخص کو گرفتار کرنا ہو گا۔ یہ وائس نوٹ نو دن پرانی ہے،
"مطلب وہ ابھی بھی اسی شہر میں ہے۔

حیرت ہے، اتنا بڑا مجرم شہر میں آزاد گھوم رہا ہے، اور کوئی کچھ نہیں کر پایا۔۔""
شاہزیب نے افسوس سے کہا۔

"کیونکہ اس خاص شخص کی حفاظت فہاد خود کر رہا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص فہاد کے کتنے کام کا بندہ ہے۔۔" علی نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر اگر اس کی نگرانی ہو رہی ہے، تو ہم انہیں پکڑیں گے کیسے؟" ارسلان نے فکرمندی سے سوال کیا۔

"یہ مشکل نہیں، بس ان کا خفیہ ٹھکانہ تلاش کرنا ہے۔ وہ جگہ جہاں وہ سکون سے بیٹھ کر سازشیں کرتے ہیں۔" فہیم نے جواب دیا۔۔

اب وہ سب فہاد کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کی حکمت عملی بنانے والے تھے۔ انہیں لگ رہا تھا کہ وہ فہاد تک پہنچنے کے بہت قریب آ چکے ہیں۔۔
مگر دوسری جانب، فہاد بھی اپنی چال چل چکا تھا۔

اب سوال یہ تھا کہ کیا اس بار فتح علی شاہ کی ہو گی؟ یا ایک بار پھر، فہاد کی سازش ناقابلِ تلافی نقصان دے جائے گی؟ یہ بات تو فلحال کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کا وقت ہوا سورج کی تپش دیتی گہری دھوپ اب ہر سوں پھیلی ہوئی تھی بینش اپنی گاڑی سڑک کی دوسری جانب کھڑا کیے، ڈرائیونگ سیٹ پر سوار کھڑکی سے اسکول کے مین گیٹ کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔ آج امرحہ کے ساتھ اسکے بیٹے کے اسکول کا پہلا دن تھا۔۔

بچوں کی چھٹی کا وقت تھا مین گیٹ سے کئی سارے بچے اپنے والدین کے ہمراہ گھروں کو روانہ ہو رہے تھے ایسے میں ہارون سکول یونیفارم پہنے امرحہ کا ہاتھ تھام کر احتیاط سے اسکول گیٹ سے باہر نکلا وہ امرحہ سے بس تین سال بڑا تھا مگر سمجھداری اور زمہ داری اسکی تربیت میں والدہ نے شامل کر رکھی تھی۔۔

بینش سڑک کی دوسری جانب سے گاڑی میں سوار اپنے بچوں کو اسکول سے برآمد ہوتے دیکھ کر چونکی اور گاڑی اسٹارٹ کرتے ان کی جانب گھما گئی۔۔

دوسری طرف وہی سیاہ ہوڈی پہنے ماسک چڑھائے ایک شخص نے بھیڑ امرحہ کو کئی بچوں کے درمیان پہچان لیا اور اسکا ہاتھ تھام کر سکول کی دوسری دیوار کی جانب لے آیا وہ دونوں بچے اس اچانک عمل کو سمجھ ہی نہ پائے کہ بھیڑ میں انکا ہاتھ کس نے کھینچ لیا۔۔

جبکہ وہ ہوڈی والا انہیں دیوار کے دوسری جانب لاکر موقع کا فایدہ اُٹھاتے ان سے مخاطب ہونے کے لیے ان کے قریب آبیٹھا۔۔یہ وہی شخص تھا جو ہمیشہ علی کو جوکر کارڈ کے ذریعے اسے خیر خواہی کا پیغام دیتا اور اسے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔۔

ہیلو بے بی۔۔!" وہ مخاطب ہوا تو امرحہ نے ایک زوردار چیخ لگانے کی غرض سے سانس اندر کھینچی جسے دیکھ کر شخص نے فوراً امرحہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

ششششششش۔۔" وہ اسے اپنی منہ پر انگلی رکھتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کر گیا ہارون نے امرحہ کے ہاتھ پر زور دیتے اسے فلحال خاموش رہنے کا اشارہ کیا وہ اس شخص کا موقف سننا چاہتا تھا اسکے حرکات سمجھنا چاہتا تھا ساتھ ہی اسے اعتماد میں لینا چاہتا تھا۔۔

ساتھ ہی ہارون نے دیوار کے کنارے سے ملحق ہوتے دوسری جانب کے اسکول گیٹ پر نظر رکھنا شروع کی۔۔ وہ گیٹ کے پاس بھیڑ میں ارد گرد اپنی والدہ کو نظروں سے تلاش کرنے میں لگ گیا مگر اسکی والدہ ان دونوں بچوں کے اچانک بھیڑ میں غائب ہو جانے پر اب انہیں اسکول کے گیٹ کے پاس کھڑی ڈھونڈ رہی تھی۔۔

آپ کون ہیں۔۔؟" امرحہ نے اس شخص کو گھورتے سوال کیا۔۔"

میں۔۔آپ کے لیے ایک میسج لایا ہوں امپورٹنٹ میسج۔۔"وہ مدھم سا بولا۔۔"

کیسا میسج۔۔؟"ہارون نے سوال کیا۔۔"

آپکا نام امرحہ ہے ناں۔۔؟"وہ شخص صرف امرحہ اے مخاطب تھا۔۔"

جی آنکل۔۔"امرحہ نے اثبات میں سر ہلاتے اب قدرے نرمی سے کہا وہ اپنے" لہجے سے اس شخص کا اعتماد جتنے میں کامیاب ہوئی یہاں تک کہ اس شخص نے اپنا ماسک اس کے سامنے نیچے سرکا دیا۔۔

بیٹا ایک ریکوسٹ ہے کہ آپ کل سکول نہ آئیں چھٹی کر لیں۔۔"وہ گویا ہوا" کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کل اس ننھی شہزادی کو اغوا کر کے فہاد کی جنونیت کے سبب ایک ہلکان کر دینے والے دن سے گزارا جائے گا۔۔

"بابا نے بہت چھٹیاں کروالی اور پاسبل نہیں ہے۔۔آپ کیوں ایسا کہہ رہے ہیں۔۔"وہ گویا ہوئی۔۔

"کیونکہ آپ کے سکول میں کلینگ کا کام ہو گا۔۔آ گر آپ آئے تو ڈسٹ یا گندگی سے آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی اور کپڑے بھی خراب ہو جائیں گے۔۔ آپ اپنے پیرنٹس کو ریزن نہ بتائیں بس ضد کر کے چھٹی کر لیں۔۔"

وہ اسے اصرار کرنے پر مجبور کر رہا تھا جبکہ ہارون کا دھیان ان کی باتوں پر اب کم اور اپنی والدہ کو نظروں سے تلاش کرنے پر زیادہ تھا مگر ساتھ ہی اس نے امرحہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔

"میں آپ کی بات کیوں سنوں۔۔ ہٹیں میرے راستے سے ورنہ میں نے چلادینا ہے۔۔"امرحہ نے بلند آواز سے کہا اسے اب اس شخص کی بے تکی باتوں پر غصہ آنے لگا۔۔

ساتھ ہی بینش نے بھی امرحہ کی بلند آواز کو دیوار کی دوسری جانب سے سن لیا وہ تیزی سے انہی کی جانب بھاگی۔۔

"پلیز بیٹا میری بات سمجھنے کی کوشش۔۔"

امرحہ۔۔"وہ گویا ہوا ہی تھا کہ اپنے عقب سے اس نے نسوانی آواز سنی وہ چوکنا ہوا اور اپنا ماسک دوبارہ چڑھا کر کھڑا ہوتا ساکت ہو گیا۔۔

اسے لگا کہ وہ پکڑا جا چکا ہے مگر ایسا نہیں تھا بینش اب بھی ان سے کچھ قدم دور تھی بس یہ اندازہ ہونا تھا کہ وہ شخص فوراً وہاں سے بھاگا جسے دیکھ کر بینش مزید خوف زدہ ہوئی۔۔

گارڈز پیچھا کرو اس شخص کا۔۔"بینش نے سکول گارڈ کو مخاطب کیا جس پر ان میں سے دو گارڈ ہوڈی والے کے پیچھے روانہ ہوئے مگر وہ تیز رفتاری میں کافی دور نکل چکا تھا۔۔

اسی دوران بینش بھی ہانپتی ہوئی ان بچوں کے قریب پہنچی اور انکے سامنے بیٹھ گئی۔۔

"بب۔بیٹا کون تھا وہ اور۔۔ کیا کہہ رہا تھا۔۔؟"اس نے گہری سانسیں لیتے اپنی بات مکمل کی ساتھ ہی امرحہ کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے اسکا پسینہ خشک کرتے اسے خوف سے آزاد کیا۔۔

"پتا نہیں آنٹی کوئی ہوڈی والے آنکل تھے میں نے نہیں پہنچانا۔۔"امرحہ آنکھیں چھوٹی کیے اسی جانب دیکھتے بولی جس جانب وہ شخص بھاگا تھا۔۔

"کیا کہہ رہا تھا بیٹا۔۔؟"بینش نے پھر سوال کیا۔۔

وہ کہہ رہے تھے کہ کل ہم ماما بابا سے ضد کر لیں اور اسکول نہ آئیں۔۔اسکول "میں کلینگ کا کام ہو گا۔۔"

"وٹ۔۔"

وہ امرحہ کی بات پر حیرت زدہ ہوئی پھر اس کے ذہن نے سیاہ ہوڈی سے متعلق خیال آتے فوراً جھٹکا دیا اور بابا سے کچھ دن پہلے ہونے والے واقعات کی جانب اسکا دھیان لے گیا۔۔اسے تب اندازہ ہوا کہ شاید یہ وہی خیر خواہ شخص تھا اور اب بھی کسی مصیبت سے شاہ خاندان کو بچانا چاہتا ہے۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

آج کے دن کی شام ڈھلی تھی، شاہزیب کے گھر طویل گفتگو اور پلاننگ کے بعد اب علی اپنے آفس میں فہیم اور اس کے جونیئر آفسر کے ساتھ موجود گفتگو میں

مصروف تھا کہ اسی دوران بینش بھی امرحہ کو لے کر وہیں پہنچی اور اسے آج کے واقعے کے بارے میں آگاہ کرنے لگی۔۔

کیا۔۔؟اس نے یہ سب کیا۔۔؟" علی نے بینش کے منہ سے ساری کہانی سن" کر آنکھیں سکھیڑتے تعجب ظاہر کیا۔۔

ہاں تم خود پوچھ لو۔۔!" بینش نے امرحہ کی جانب اشارہ کیا۔۔"

علی امرحہ کو دیکھنے لگا جو بینش کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی مگر آفس کو محویت سے دیکھ رہی تھی اس معصوم کا دھیان اپنے والد کی جانب نہیں تھا۔۔

علی گھٹنے کے بل امرحہ کے رُوبرو بیٹھتا اس کا چہرہ دیکھنے لگا جس پر امرحہ بھی والد کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"بچے کیاان ہوڈی والے آنکل نے واقعی ایسا کہا کہ کل اسکول مت آنا۔؟" علی نے اسکا چہرہ ہاتھ میں تھام کر سوال کیا۔۔

جی بابا۔۔" وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔"

"سر اسکا مطلب ہے کہ کل سکول میں کچھ غلط ہونے والا ہے اور اس خیر خواہ نے ہمیں وارننگ دی ہے۔۔"

جونئر نے فوراً فہیم کو مخاطب کرتے نشاندھی کی جو کرسی پر براجمان ماتھے پر بل ڈالے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے گلاس ٹیبل پیٹ رہا تھا۔۔

"اگر ایسا ہے بھی، تواُسے مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔ جیسے وہ ہمیشہ بتایا کرتا تھا کسی جوکر کارڈ پر لکھ کر۔۔" علی کھڑا ہوتا سنجیدگی سے بولا جس پر بینش نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔

مگر جو بھی ہے علی ہمیں اب بچوں کو سکول نہیں بھیجنا چاہیے۔۔"بینش نے" خدشات کو پیشِ نظر رکھ کر کہا۔۔

امرحہ کل سکول ضرور جائے گی۔۔"وہ بینش کی جانب پلٹ کر اسے دیکھتا" وثوق سے بولا۔۔ بینش کے چہرے پر خوف کے رنگ ظاہر ہونے لگے۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے کل۔۔؟"اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ" ڈال کر نظریں پھرتے ہوئے کہا۔۔

شاہ جی اس میں خطرہ ہو سکتا ہے، یہ آپکی اکلوتی اولاد ہے۔۔انہیں خطرے میں" "ڈالنا ٹھیک نہیں۔۔عالیہ صاحبہ بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتی۔۔
فہیم نے بلاآخر فکریہ لہجے میں اپنا اظہارِ خیال کیا بینش نے بھی اثبات میں سر ہلایا علی بھی اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

عالیہ کو میں اعتماد میں لے لوں گا۔۔ مگر تم اپنی نفری لے کر اسکول کے قریب" "پہنچ جانا اور مستقل الرٹ رہنا۔۔

ٹھیک ہے شاہ جی۔۔"اس کے حکم پر فہیم نے سر تسلیم خم کیا۔۔"

چونکہ اس نے خبر صرف امرحہ تک پہنچائی تو میں چاہوں گا بینش کہ کل تم" ہارون کو سکول نہ بھیجو۔۔"اس نے اگلے جملے میں بینش کو حکم دیتے لہجے میں مخاطب کیا۔۔

"مگر میں خود ضرور آؤں گی۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔"

میرے ہوتے ہوئے، کوئی میری بیٹی کو کیسے نقصان پہنچانے کا سوچ سکتا ہے؟"

"یقیناً اُس نے اب اپنے انجام کو دعوت دے دی ہے۔۔

وہ پھر گویا ہوا اس کی آنکھوں میں غصّے کے سبب سرخی ظاہر ہونے لگی کیونکہ بات اب اس کی ذات سے بڑھ کر اسکی بیٹی تک جا پہنچی تھی اور اپنی بیٹی پر تو وہ گرم ہوا بھی برداشت نہ کرتا کسی کی سازشوں کے ہتھے چڑھانا تو بہت دور کی بات ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

رات کی تاریکی ہر سوں پھیل گئی ایسے میں وہ اپنے کارندوں سمیت کل کی مضبوط اور ناقابلِ شکست پلاننگ کرنے کے لیے اپنے اسی بنگلے میں موجود تھا جو ہمیشہ شہر سے دور، سیاہ تریک اور سنسان ہوا کرتا تھا۔۔

فہاد پینٹ کی دونوں اطراف جیب میں ہاتھوں کو ڈالے اپنے کارندوں کے سامنے سے مسلسل چکر کاٹ رہا تھا جو قطار در قطار چوکنے کھڑے تھے گویا کوئی بہت بڑی تخریب کاری سرانجام دینے کی پلاننگ میں جا رہی ہو۔۔

تو تیاری مکمل ہے۔۔؟"اس نے گزرتے سوال کیا۔۔"

جی بالکل مکمل ہے۔۔"ان میں سے ایک کا جواب موصول ہوا ان تمام افراد" میں آج بھی سیفی اور حمزہ موجود تھے۔۔

کتنے لوگ جائیں گے۔۔؟"فہاد کی جانب سے ایک اور سوال ہوا۔۔"
دس۔۔"سیفی نے فوراً کہا۔۔"

صرف دس؟"فہاد کے قدم رکے،وہ سیفی کی جانب پلٹا۔۔"

پچاس یا سو لوگ جائیں گے۔۔وہ کوئی معمولی بچی نہیں ہے اور میں کسی صورت "اس پلان میں مات نہیں کھانا چاہتا۔۔"

وہ سیفی کے رُوبرو کھڑے ہو کر حکم دیتا گویا ہوا جس پر سیفی نے نظر جھکائے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"پھیل جانا سکول کے گرد اور کچھ لوگ اسکول سے کچھ فاصلے پر حالات مانیٹر کرنا۔۔اگر ایک گروہ پکڑا بھی جائے تو دوسرا گروہ بچی تک پہنچے اور اسے پکڑ کے گاڑی میں ڈال دے۔۔"

اس نے اپنے ذہن میں پوشیدہ پلان کا سب کے سامنے اظہار کیا وہ ایک نا قابلِ شکست پلان تیار کر چکا تھا جس میں کسی بھی صورت اسے ہار کی گنجائش نظر نہیں آرہی تھی مگر اسکا گمان کتنا درست اور کتنا غلط تھا یہ اس وقت اسے خود نہیں پتا تھا۔۔

"لیکن پکڑے جانا تو خطرناک بات ہے نا۔؟"حمزہ گویا ہوا۔۔

"نہیں جیری، اگر وہاں گارڈ یا پولیس ہوئی تو پکڑے جانا فائدہ مند ہے۔۔اس سے انکا دھیان بھٹک جائے گا وہ سمجھیں گے ہم کامیاب ہو گئے اور ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔۔"

اس نے شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا حمزہ بھی اسکا پلان جان کر دنگ رہ گیا۔۔

مگر وہاں پکڑے جانے کا خوف کئی افراد کے چہروں پر واضح ہونے لگا فہاد نے ان کے چہرے پڑھتے نفی میں سر ہلایا۔۔

"کسی نے خوف زدہ نہیں ہونا۔۔نہ ہی کوئی فکر کرنی ہے۔۔اگر تم لوگ پکڑے بھی گئے تو تین دن کے اندر چھڑا لوں گا تمھیں۔ٹھیک ہے۔۔"

وہ گویا ہوتا اپنے تمام کارندوں کو مطمئن کرنے لگا۔۔

--------------سونی رائٹس-------

رات کا وقت تھا، اور یہی وہ لمحے ہوتے تھے جب دن بھر کی مصروفیات سے فارغ ہو کر وہ دونوں ایک دوسرے سے دل کی باتیں کیا کرتے تھے۔ مگر آج کی گفتگو کا موضوع تلخ تھا۔

علی، پلیز۔۔ ہماری بیٹی کو خطرے میں مت ڈالو،" عالیہ کی آواز میں کپکپاہٹ " تھی، اس کا ہر لفظ اولاد کے لیے بے پناہ فکر سے لبریز تھا۔

وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے،" وہ بے قراری سے بولی، "
اگر کڈنیپرز کو ذرا بھی شک ہوا کہ ان کا پلان فیل ہو رہا ہے، تو وہ امرحہ کی "
"! جان۔۔

"عالیہ، ایسا مت سوچو۔۔ کچھ نہیں ہو گا، "
علی نے فوراً اس کا جملہ کاٹا،

"! بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے میں نے، انہیں پکڑ کر رہیں گے ہم"

"! تو انہیں ویسے بھی پکڑ سکتے ہو نا، امرحہ کو خطرے میں ڈالے بغیر"

تمھیں لگتا ہے کہ وہ لوگ اتنی بڑی پلاننگ اتنی آسانی سے کریں گے؟ سکول" میں وہ امرحہ کی موجودگی کا یقین کرنے کے بعد ہی حرکت میں آئیں گے۔ اگر انہوں نے امرحہ کو آتے جاتے نہ دیکھا، تو خود ہی شک میں پڑ جائیں گے۔ اور اگر ہم امرحہ کو اسکول نہ بھیجیں، تو وہ خود سامنے کیسے آئیں گے؟ پکڑیں گے کیسے؟" علی نے سنجیدگی سے کہا،

عالیہ خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار واضح تھے۔

مگر علی۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، پلیز۔۔جو کرنا ہے کرو، مگر یہ نہ کرو، تم" جانتے ہو، میں امرحہ کے بغیر نہیں رہ سکتی، مجھے اتنے بڑے امتحان میں مت ڈالو۔۔مر جاؤں گی میں!" وہ اس کے ہاتھ تھام کر التجا کرنے لگی۔۔

علی کا دل جیسے مٹھی میں آگیا۔اس نے آہستگی سے عالیہ کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔

میری جان، خطرے کی کوئی بات نہیں ہے،" وہ نرمی سے بولا،"میں صرف" "تمہیں آگاہ کرنا چاہتا تھا، مگر لگتا ہے کہ شاید غلط کر دیا۔

عالیہ نے فوراً اپنے چہرے سے اس کا ہاتھ ہٹا دیا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو؟ مجھے بے خبر رکھ کر تم امرحہ کے ساتھ ایسا کرتے؟" وہ غصے" اور دکھ سے بولی۔

"عالیہ، اتنی خوف زدہ کیوں ہو رہی ہو؟"

کیونکہ میرے پاس تمھارے اور اپنی بیٹی کے سوا کچھ نہیں بچا، پلیز۔۔ سمجھنے کی" کوشش کرو،" وہ روہانسی ہو گئی۔۔
ایک بار امی کو تمھاری غفلت کی وجہ سے کھو چکی ہوں، دوبارہ اسی آزمائش سے" "گزرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔
اس کے پریشانی میں کہے گئے الفاظ علی کے دل پر پہاڑ بن کر گرا اسے وجود میں جھٹکا سا محسوس ہوا کہ اسکی بیوی اب بھی اسکی والدہ کی موت کا زمہ دار اسے ہی سمجھتی ہے۔۔

ہمم جانتا ہوں میری غفلت۔۔" علی نے نظریں جھکا کر کہا اسکے تاثرات سرد" پڑے تو عالیہ کو بھی اپنے کہے پر افسوس ہوا، اس نے نرمی سے کہنا چاہا، "میرا "مطلب وہ نہیں تھا۔۔ میں بس امرحہ کے لیے۔۔

فکر مت کرو،" علی نے اس کا جملہ کاٹ کر سرد لہجے میں کہا۔۔"

تم سے وعدہ کرتا ہوں خود مرنا پڑا تو مر جاؤں گا مگر تمھاری بیٹی کو کچھ نہیں "
"ہونے دوں گا۔۔
اس نے عالیہ کو آہستگی سے سینے سے لگا کر مزید کہا۔ عالیہ کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور دل میں ندامت۔ علی کے چہرے پر خاموشی تھی، مگر اس خاموشی کے پیچھے ایک واضح تلخی چھپی تھی — گویا عالیہ کے ایک جملے نے ان دونوں کے درمیان ایک ان دیکھا فاصلہ پیدا کر دیا ہو۔

مگر ان سب کے باوجود اس نے اپنی بیوی کو مطمئن کرنے کے لیے آج پھر وعدہ کیا تھا اور ساری دنیا واقف تھی کہ علی شاہ اور شاہ خاندان اپنے وعدوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔۔

-

-

صبح کا وقت تھا، مگر یہ کوئی عام صبح نہیں تھی۔

یہ وہ دن تھا جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا،

کچھ کے لیے امید کا، تو کچھ کے لیے انتقام کا دن۔

اور اس دن کا مرکزی کردار؟

!علی شاہ کی اکلوتی بیٹی۔۔امرحہ

اسکول، جو ہمیشہ محفوظ مقام سمجھا جاتا تھا، آج ایک چھپی ہوئی جنگ کا میدان بننے والا تھا۔

یہ جنگ صرف فہاد کی سازش،

علی کی بے قراری یا فہیم کی نگرانی تک محدود نہ تھی۔۔

بلکہ سب کی سانسیں، سب کے ارادے اور سب کے خطرے اسی ایک صبح کے گرد جمع ہو چکے تھے۔

اسکول کے باہر کچھ فاصلے پر حمزہ نے، فہاد کے حکم پر، پوری پلاننگ کے ساتھ دو جیپیں اور ایک سیاہ گاڑی کھڑی کی تھیں۔
ان گاڑیوں میں بیٹھے افراد کی ظاہری حالت عام نہ تھی۔۔

دو جیپوں میں سیکورٹی گارڈز کا لباس پہنے افراد موجود تھے، جو حمزہ کے ماتحت خاص لوگ تھے، جنہیں خاص ہدایات دی گئی تھیں کہ انہیں "حرکت" کا آغاز کب اور کیسے کرنا ہے۔
جبکہ تیسری گاڑی میں موجود لوگ سیفی کے ماتحت تھے، وہ عام شلوار قمیض میں ملبوس تھے تاکہ مشکوک نہ لگیں اور باہر کے ماحول میں گھل مل جائیں۔
تینوں گاڑیاں الگ الگ زاویوں پر اس انداز میں کھڑی تھیں کہ اسکول کا ہر راستہ ان کی گرفت میں ہو۔۔

"ایک سیکنڈ!۔۔تم لوگ یہیں روکو میں دیکھ کر آتا ہوں کہ کیا سچویشن ہے۔۔" حمزہ کہتے جیپ سے اترا، اپنے کپڑوں کو درست کرنے لگا، پستول کمر کے پیچھے چھپایا، ماسک ٹھیک کر کے چہرہ چھپایا اور اسکول کی طرف بڑھنے لگا۔۔

استاد آپ خود کیوں جا رہے ہیں ان میں سے کسی کو کیوں نہیں بھیجتے۔۔؟" حمزہ" کے ساتھی نے اسے روکتے کہا۔۔

نہیں انہیں کسی بات کا پتا نہیں۔۔یہ مجھے خود دیکھنا ہو گا۔۔"اس کے قدم" رکے مگر ارادہ نہیں۔۔حمزہ کا لہجہ مختصر اور بھید بھرا تھا۔اس نے بہانا بناتے پھر سے اپنی منزل کی جانب اپنے بڑھتے قدموں کی تیزی دکھائی۔۔

ادھر اسکول کے اندر چند بچوں کے لیے اسکول میں ہی پیرنٹس میٹنگ کا بہانہ بنایا جا چکا تھا۔ اکثر سارے بچوں کی میٹنگ گارڈن میں ہوا کرتی تھی لیکن آج سکول کے اندر ہی صرف چند کمروں کا منتخاب کیا گیا تھا۔۔
دو روز قبل ایک فرضی "نوٹس" والدین کو بھجوایا گیا تھا جس میں لکھا تھا کہ "بچوں کے رویے اور سیکھنے کے طریقہ کار" پر گفتگو کے لیے پیرنٹس کی فوری حاضری درکار ہے۔

یہ نوٹس اسکول کے اصل انتظامیہ کو دکھائے بغیر اندرونی طور پر ڈرافٹ کیا گیا تھا کیونکہ اسکول کے اسٹاف ممبر میں سے ایک شخص بھی فہاد کے لیے کام کر رہا تھا۔۔ سکول میں میٹنگ کا پلان بھی صرف اس لیے بنایا گیا تھا کہ آج سکول میں چہل پہل معلوم سے زیادہ رہے اور والدین کی آڑ میں غیر متعلقہ شخص بھی آسانی سے سکول کے اندر باہر آ، جا سکے۔۔

بینش، جو معمول کے مطابق امرحہ کو چھوڑنے آئی تھی، اس نوٹس سے بے خبر تھی۔

جب امرحہ اپنی کلاس کی طرف بڑھی تو اسکول کے اندر سے اُس اسٹاف ممبر نے امرحہ کو میٹنگ کی اطلاع دی اور ایک خالی کلاس روم کی جانب اپنے ساتھ لے گیا۔۔

بینش اسکول کے اندر موجود تھی مگر کمروں تک جانے کی اسے اجازت نہ ملی مگر وہ پل پل فہیم سے رابطے میں تھی۔۔ جبکہ سٹاف ممبر نے بھی امرحہ کو بینش کی نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد اپنے ہمراہ روانہ کیا۔۔

امرحہ پر اطمینان انداز میں اس ممبر کے ہمراہ کمرے میں پہنچی اور ڈیسک پر اپنا بیگ اتار کر بیٹھ گئی۔۔

امرحہ کے بعد ممبر کو کمرے کی جانب بڑھتے دیکھ کر فوراً حمزہ بھی اس کے پیچھے بڑھا اور اس ممبر کو ہاتھ کے اشارے سے باہر رک کر انتظار کرنے کو کہا۔۔

ممبر اثبات میں سر ہلاتے باہر رہنے کے لئے پلٹا اور حمزہ نے کمرے میں داخل ہونے کے لیے قدم بڑھائے۔۔

"آنکل آپ۔۔؟

امرحہ اس کمرے میں حمزہ کو سیکورٹی گارڈ کے لباس میں داخل ہوتا دیکھ کر چونک گئی۔۔

وہ دروازے کی جانب خفیہ انداز میں پلٹ کر ایک نظر دیکھتا امرحہ کی جانب بڑھا۔۔

بیٹا آپ آج سکول کیوں آئے؟ آپ سے میں نے کل کہا تھا ناں کہ آج چھٹی " کرنی ہے۔۔"

حمزہ نے سرگوشی کرتے کہا اس کے لہجے میں جھلاہٹ کم، افسوس زیادہ تھا۔۔ یہ وہی تھا جس نے کل امرحہ کو بچانے کی غرض کے لیے سکول آنے سے منع کیا تھا۔۔ ہاں یہ وہی شخص تھا۔۔ سیاہ ہوڈی والا شاہ خاندان کا خیر خواہ۔۔

"آپ نے جھوٹ کہا تھا، کوئی کلینگ کا کام نہیں ہو رہا یہاں۔۔"
وہ برہمی سے گویا ہوئی اسی دوران کمرے میں پیرو کی آہٹ سن کر حمزہ آنکھیں پھاڑے چونکا مگر گردن نہ پھیری، مکمل ساکت رہا۔۔

"! پکڑو اِسے"
عقب سے ایک گرجدار آواز ابھری۔

حمزہ نے افسوس سے گہری سانس کھینچ کر آنکھیں سختی سے بند کر لیں۔۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ امرحہ کو بچاتے خود بھی پھنس چکا ہے۔۔

عقب میں فہیم اپنے دو اہلکاروں اور بینش کے ہمراہ کھڑا تھا۔۔ نظریں سیدھی حمزہ پر تھیں۔۔ان سب کی آمد سے یہی ظاہر ہوا کہ بینش نے امرحہ کو اس کمرے میں آتے دیکھ لیا تھا۔۔

"تو آخر کار... گرفت میں آ ہی گئے تم۔"
فہیم اس کے قریب آیا،اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فاتحانہ مسکراہٹ سے بولا۔

دیگر دو اہلکار آگے بڑھے، حمزہ کی کمر پر جھک کر اسے ہتھکڑی پہنائی جانے لگی۔
امرحہ کنفیوز ہو کر سارا منظر دیکھ رہی تھی، مگر اس کے چہرے پر خوف نہیں بلکہ سوال تھے۔۔

۔

۔

۔

دوسری جانب کمرے کے باہر کھڑا وہی فہاد کی سازش میں ملوث اسٹاف ممبر نے اب پولیس اہلکاروں کو دیکھ کر غیر معمولی صورتحال کو محسوس کیا۔۔
اس موقع پر وہ فوراً پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کمرے سے کچھ فاصلے پر بارہ دری میں کھڑا ہو کر آہستگی سے فون ملانے لگا۔۔

"ہیلو۔!! حمزہ کو تو پولیس نے پکڑ لیا ہے۔۔"
اسٹاف ممبر نے کمرے کا منظر دیکھ کر سیفی کو فون پر اطلاع دی۔۔

کیا۔۔یعنی پلان بگڑ رہا ہے۔۔اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔۔ ہمیں فوراً کچھ کرنا ہو گا۔۔" سیفی نے چونکتے ہوئے فون کاٹ دیا، چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی۔۔

"میری بات غور سے سنو۔۔"

وہ اپنے آدمیوں کی طرف مڑا، جو اسکول سے کچھ فاصلے پر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔

"میں اب سامنے سے فائرنگ کروں گا۔۔تاکہ اسکول کے اندر بھگدڑ مچ جائے، گارڈز منتشر ہوں، اور سیکیورٹی کا دھیان ہٹ جائے۔ تم میں سے جو لوگ پہلے سے گارڈز کا یونیفارم پہنے ہوئے ہیں، وہ سیدھے مین گیٹ سے اندر داخل ہو جانا۔"

وہ ٹھہر کر ایک ایک کے چہرے دیکھتا رہا، جیسے ہر ایک کی تیاری پرکھ رہا ہو۔ سیفی کی آواز میں بے رحمانہ سختی تھی۔۔

"کچھ جیری کو چھڑا کر گاڑی میں بٹھا لینا ساتھ ہی امرحہ کو بھی ڈھونڈ کر گاڑی تک لے آنا۔۔ یاد رہے، پورا آپریشن پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر دیر

ہوئی، تو پولیس خود سنبھل کر ہمیں گھیر لے گی۔" سیفی نے مزید کہا تمام لوگ چوکنے ہو کر سن رہے تھے۔۔

"اتنے سارے بچوں میں ہم اس بچی کو کیسے ڈھونڈیں گے پانچ منٹ میں تو یہ کام بالکل ناممکن ہے۔۔؟" ان میں سے ایک ساتھی نے سوال کیا۔۔

"جس نے مجھے ابھی کال کی وہ تمھاری مدد کرے گا۔۔اگر وہ شخص نہ ملے تو کسی بھی بچی کو اٹھا لینا۔۔"
سیفی نے اجلت میں جواب دے کر گفتگو تمام کی جس کے بعد وہ سارے لوگ اشارے میں سر ہلاتے منتشر ہو گئے۔۔

سیفی نے واقعی اسکول کے قریب گلی میں پہنچ کر لمبی سانس کھینچی، اور اسکول کی دیوار کے ساتھ آ کر پستول تھامے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے۔۔

چند لمحوں بعد۔۔

فضا میں گونجتی گولیوں کی آواز سے سکول میں ہر طرف افرا تفری سی مچ گئ۔

چیخیں، دوڑتے قدم، اور بھاگتے بچے۔

۔

۔

۔

فہیم نے فائرنگ کی آواز سنی تو فوراً چونکا۔

"یہ اتنے قریب سے۔۔؟"

:اس نے فوراً کمرے کا دروازہ بند کیا، اور اندر کھڑے اہلکاروں کو اشارہ کیا

"!دروازے پہ نظر رکھو، کسی کو اندر نہ آنے دینا"

امرحہ، جو سہم چکی تھی، بینش کی جانب دیکھنے لگی۔

بینش نے گھٹنوں کے بل جھک کر اسے اپنے حصار میں لیا۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں، آپ محفوظ ہیں۔"
فہیم نے نرم لہجے میں کہا، مگر چہرے پر پوری سنجیدگی طاری تھی۔

بارہ دری میں کھڑا وہ اسٹاف ممبر۔۔جو فہاد کا آدمی تھا۔۔افراتفری دیکھ کر پھر سے کمرے کا جائزہ لینے دوڑا آیا۔۔
اس نے دروازے کے شیشے سے جھانکا۔۔کمرے میں پولیس اہلکار، بینش، امرحہ،اور ہتھکڑی میں جکڑا ہوا حمزہ دیکھ کر وہ فوراً پیچھے ہٹا۔
:جیب سے موبائل نکالا اور تیزی سے سیفی کو کال کی
وہ سب اب بھی اسی کمرے میں موقع پر موجود ہیں میں تمھیں لینے آرہا ہوں۔۔" وہ مدھم سا موبائل پر کہتے کال منقطع کر کے روانہ ہوا۔۔

۔

۔

۔

دوسری جانب فائرنگ سن کر تمام اصل گارڈز الجھن کا شکار ہو چکے تھے، کچھ پیچھے ہٹ گئے، کچھ فائرنگ کی سمت دوڑ گئے۔

اسی لمحے سیفی کے کارندے، جو پہلے سے گارڈز کا یونیفارم پہنے ہوئے تھے، مین گیٹ سے اندر داخل ہو گئے۔۔ بغیر کسی رکاوٹ کے، نہ ہی کسی کو ان پر کوئی شک ہوا۔۔

اسٹاف ممبر جو بارہ دری سے نکل کر گیٹ کے قریب پہنچا ان نقلی گارڈز کو ایک پل میں پہچان گیا۔۔

"ادھر آؤ۔۔۔اندر چلو۔۔۔"

گیٹ کے قریب موجود اس اسٹاف ممبر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں مخصوص سمت دکھائی۔۔

جبکہ فہیم نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد اسکول کی پچھلی دیوار کے قریب موجود خفیہ راستے سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔۔
وہ امرحہ کو گود میں لیے، اپنے دو اہلکاروں بینش اور ہتھکڑی میں جکڑے حمزہ کے ساتھ، کمرے سے روانہ ہوتا، اسکول کے عقبی دروازے سے باہر نکل گیا۔۔

اسٹاف ممبر بھی اب دوڑ کر ان نکلی گارڈز کے ہمراہ اس کمرے تک پہنچا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہاں اس وقت کوئی موجود نہ تھا۔۔
جبکہ دیگر اصلی گارڈز بھی سنبھل چکے تھے سکول سے کچھ فاصلے پر فہیم کے حکم کی منتظر پولیس نفری بھی فائرنگ کی آواز سن کر اسکول کی جانب بڑھتے ہوئے مین گیٹ پر پوزیشن سنبھال چکی تھی جس کے باعث اب فہاد کے کارندوں کا باہر نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔۔

" فہاد کا پلان ناکام ہو چکا ہے۔۔ مگر ہمیں اب بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ "

فہیم نے خود سے کہا، جیسے ایک جنگ تو جیت لی ہو، مگر اگلی جنگ کے لیے تیار ہو رہا ہو۔۔

سیفی کے کارندے اندر پہنچ گئے،
مگر امرحہ ہاتھ سے نکل چکی تھی۔
حمزہ گرفتار ہو چکا تھا،اور پولیس نے بروقت فیصلہ کر کے اسکول کے سب سے بڑے خطرے کو ناکام بنا دیا تھا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر ہونے کو تھی۔ سڑک پر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد فارم ہاؤس کے لان کی جانب ایک قافلہ بڑھتا دکھائی دیا۔ آگے پولیس وین، اس کے پیچھے سیاہ شیشوں ،اور آخر میں ایک سفید رنگ کی جیپ۔ SUV والی

علی شاہ زرد رنگ شرٹ پر براؤن بلیزر کوٹ اور براؤن پینٹ پہنے لان کے بیچ بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔اس کے چہرے پر بہت گہری فکر کی چھاپ تھی۔۔آنکھیں سرخ،پیشانی پر شکن،اور قدم بے ترتیب۔

گاڑیوں کے رکنے کی آواز پر علی ایک دم ٹھٹھکا۔اس کی نظریں کارپورچ کی سمت اٹھیں۔

دروازہ کھلا۔

"!...بابا"

امرحہ گاڑی سے اترتے ہی بھاگی۔

علی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا،بازو پھیلائے۔۔اور لمحے بھر میں اپنی بیٹی کو بازوؤں میں گھیر لیا۔

"!اوگاڈ...امرحہ۔۔"

اس کی آواز ٹوٹ گئی۔

"شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو۔۔"

وہ اس کے سر کو چومتا رہا جیسے کوئی قیمتی خزانہ پالیا ہو۔۔

کچھ لمحے گزرے تو امرحہ کے پیچھے بینش اور فہیم بھی گاڑی سے نکلے۔

علی نے بیٹی کو آہستہ سے الگ کیا، اور کھڑا ہوتے ان دونوں کی جانب بڑھا۔

"بینش۔۔۔ فہیم۔۔۔؟"

علی کے لبوں پر حیرت اور سوال ایک ساتھ تھے۔

فہیم نے سلام کیا اور سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔

"شاہ جی، اب فکر کی کوئی بات نہیں۔ سب کچھ انڈر کنٹرول ہے۔ وہ شخص جو اس سارے پلان کا ماسٹر مائنڈ تھا، ہماری گرفت میں آچکا ہے۔ اسکول میں آپریشن ابھی جاری ہے۔ باقی کارندے بھی جلد پکڑ لیے جائیں گے۔"

علی نے اطمینان سے اثبات میں سر ہلایا۔۔اسی لمحے۔

"سر۔۔۔"

ایک اہلکار نے آگے بڑھ کر رپورٹ دی،اور ساتھ ہی ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا حمزہ بھی پیش کیا گیا۔

"حمزہ۔۔تم؟"

علی کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ تعجب بھی تھا۔

"یہی ہے وہ ماسٹر مائنڈ، جس نے اسکول میں سارا پلان ترتیب دیا۔۔"

فہیم نے تصدیق کی مگر وہ فلحال سچ سے واقف نہیں تھا۔۔

علی حمزہ کو حیرت سے گھورتا رہا۔۔ جیسے یقین نہ آرہا ہو۔۔اسے ہتھکڑیوں میں جکڑا یہاں دیکھ کر علی کو ایک بات کا تو صاف صاف اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ پلان بھی فہاد کا بنایا گیا تھا۔۔

"سر۔۔مجھے پلیز ایک موقع دیجیے۔۔"
حمزہ نے ایک قدم علی کی جانب بڑھا کر لرزتی آواز میں کہا۔
میں نے جو بھی کیا،امرحہ کو بچانے کے لیے کیا۔میں کمرے میں اس لیے پہلے "
"آیا تھا کیونکہ میرا ارادہ کچھ اور تھا۔۔میں۔۔۔

"!اپنی غلیظ زبان سے میری بیٹی کا نام بھی مت لو"
علی کی دھاڑ سن کر لان میں سناٹا چھا گیا۔۔

"بابا۔۔۔"
امرحہ نے علی کی ہتھیلی تھام کر اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔

"ان آنکل نے ہی کہا تھا کہ اسکول نہ جاؤ۔۔۔یہی وہ ہوڈی والے آنکل ہیں۔۔"

علی کی حیرت بھری نظریں ایک بار پھر حمزہ پر جا ٹھہریں۔۔

"کیا...؟ہوڈی؟یعنی تم وہ جوکر کارڈ۔؟"

یہ علی کے لیے ایک نیا انکشاف تھا، ننھی امرحہ نے ٹھیک موقع پر حمزہ کو بچا کر انجانے میں آج سکول میں اسکی جان بچانے کا قرض ادا کر دیا، ورنہ اگر وہ لاکھ کہتا کہ مجرم نہیں ہے اسکی کوئی نہ سنتا۔۔

پلیز سر۔۔مجھے صرف ایک موقع دیں۔اگر آپ نے ابھی میری بات نہ "

"سنی۔۔تو شاید بہت دیر ہو جائے گی۔۔

حمزہ کی آنکھوں میں التجا تھی، اور آواز میں سچ کی گونج۔۔جس پر علی نے خاموشی اختیار کی۔۔

"سر۔۔آپ تو یہ جان ہی چکے ہیں کہ ہر بار آپ کو جوکر کارڈز کے تھرو میں ہی اطلاعات بھیجتا تھا۔جو کچھ بھی میرے علم میں آتا، میں وہی آپ سے شیئر کرتا تھا۔تو پھر سوچیے، آج میں کیوں چاہوں گا کہ آپ کی بیٹی کو نقصان پہنچے؟"
حمزہ کی آواز تھرّا رہی تھی، لیکن لہجے میں سچ کی ایک ضد بھی تھی۔

یہ بات سن کر فہیم کے ماتھے پر بل پڑے۔ علی نے گہری سانس لی، پھر سوال داغا۔۔
"اگر واقعی تم اسے بچانا چاہتے تھے، تو اس بار مجھ سے خود رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"سر۔۔کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ پہلے کی طرح اب بھی آپ مجھے تلاش کرنے لگ جائیں گے۔اور سچ کہوں۔۔تو اب مجھ میں آپ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔"

حمزہ نے سر جھکا کر کہا، جیسے اپنی کمزوری کا اعتراف کر رہا ہو۔

علی کی آنکھوں میں مایوسی کی چمک ابھر آئی۔

یہ بیوقوفی تھی، حمزہ۔ اگر تم وقت پر آکر سب کچھ بتا دیتے، تو نوبت یہاں تک "

"نہ آتی!۔۔

سر۔۔آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہادی سلمان... وہ بھی مجھ پر "

نظر رکھے ہوئے تھا۔ آپ سے براہ راست ملنا میرے لیے بھی خطرناک تھا۔۔

"آپ کی طرف سے بھی، اور اس کی طرف سے بھی۔

حمزہ کی آواز میں اب دفاعی نرمی تھی۔۔

خیر... اب اگر کچھ سنوں گا تو صرف سچ۔ اور یاد رکھو۔۔ اگر سچ نہیں کہو گے تو "

"جان سے جاؤ گے۔۔

علی نے اب رخ سیدھا کیا، نگاہوں میں سردی اور سختی لیے کہا۔ ان کی گفتگو بینش اور فہیم غور سے سنتے ہوئے تمام معاملات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

حمزہ نے سر اٹھایا، ایک پل علی کو دیکھا، پھر اپنی کلائی چہرے پر پھیرتے ہوئے پسینہ صاف کیا۔۔

سر۔۔سچ یہ ہے کہ ہادی سلمان کے پاکستان آنے کا مقصد صرف بزنس سنبھالنا" نہیں تھا۔ بلکہ اس کا اصل مقصد... آپ کو برباد کرنا تھا۔اور وہ پچھلے ایک سال "سے اسی سازشوں میں لگا ہوا ہے، خانم میم اور سمیرا کا قاتل بھی وہی ہے۔۔
یہ الفاظ حمزہ کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ فہیم اور علی دونوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ علی کے پیروتلے سے زمین کھسک گئی۔۔اس کا تنفس تھما۔۔
فہیم کا ہاتھ لاشعوری طور پر کمر پر گیا جیسے خطرے کی بو محسوس ہوئی ہو۔۔

یہ وہ لمحہ تھا جب ان کے تمام شک یقین میں بدل گئے۔ہادی سلمان، جسے وہ برسوں سے جانتے تھے، اب ان کے سامنے ایک دشمن کے روپ میں کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"مجھے بھی شک تھا مگر یقین اب ہوا ہے۔۔"

علی شاہ نے کہا، آواز میں ضبط کی آگ لپک رہی تھی۔۔

بینش اور فہیم ہمہ تن گوش انکشافات سنتے ہوئے معاملے کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"جی سر، میرے پاس ان دونوں کیسز کے کئی ثبوت بھی موجود ہیں۔۔"

حمزہ نے آہستگی سے سر ہلایا،

لیکن اب صورتحال بہت سنگین ہو چکی ہے سر۔اس نے امرحہ کو اغوا کرنے کے لیے سو سے زائد آدمیوں کو متحرک کیا ہوا ہے۔۔"حمزہ نے ایک نیا انکشاف کیا۔۔

"فہاد کو مجھ سے مسئلہ تھا، یہ تو سمجھ آتا ہے۔۔ مگر اتنی شدت سے؟ مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔"

علی نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور زمین کو گھورتے ہوئے کہا، گویا خود سے ہمکلام ہو۔۔

حمزہ کی آواز مزید مدھم ہوئی:

"سر۔۔اب اس کا واحد مقصد میم عالیہ تک پہنچنا ہے۔۔"

یہ جملہ سنتے ہی فضا میں تناؤ بڑھ گیا۔
بینش کے چہرے پر تشویش چھا گئی،
فہیم کے تاثرات یکدم سرد ہو گئے،
جبکہ علی کے چہرے پر غصے کی سرخی دوڑ گئی۔

"کیا؟ عالیہ سے اس کا کیا لینا دینا؟"

علی نے آنکھیں سکھیڑ کر حمزہ کی جانب دیکھتے حیرانی سے پوچھا۔

"سر۔۔آپ نہیں جانتے، وہ عالیہ سے جنون کی حد تک محبت کرنے لگا ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے ہی اُس نے یہ پورا اکڈنیپنگ کا پلان تیار کیا تھا۔۔"

ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔
علی کی سنہری آنکھوں میں سرخی ظاہر ہوئی اس نے مٹھیاں بھینچ لیں، گویا خود پر بلا کا ضبط رکھ رہا ہو۔۔
اپنی بیوی کے لیے کسی اور کی طرف سے محبت کا اقرار۔۔اگر فہاد اس لمحے علی کے سامنے ہوتا، تو شاید علی کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔۔

"کیا تمھیں معلوم ہے وہ اس وقت کہاں ملے گا؟"
علی نے انگار نگاہیں حمزہ پر جما کر سوال کیا، گویا اب فہاد کو انجام تک پہچانے کے لیے اسکی روح تڑپنے لگی ہو۔۔

سر، یہ تو نہیں پتا، مگر اس نے کہا تھا کہ جیسے ہی امرحہ ہمارے قبضے میں آجائے، "
" اسے اطلاع دی جائے، وہ خود اپنا ایڈریس دے گا۔۔

بہت خوب! "فہیم نے آگے بڑھ کر کہا، "
" اس کا مطلب ہے وہ اب اپنے ہی جال میں پھنسانے والا ہے۔ "

اسے کال کرو۔ کہو کہ امرحہ تمھارے ساتھ ہے، اب ایڈریس بتائے "
تمھیں۔۔ " علی کا لہجہ بے حد سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔

حمزہ نے اثبات میں سر ہلایا، اور اہلکار کو اشارہ کیا کہ موبائل دے۔ اہلکار نے اسے اسکا موبائل تھمایا۔۔

موبائل کان سے لگاتے ہی کال فوراً ریسیو ہوئی۔۔

"ہیلو۔۔ہادی، کہاں ہیں آپ؟"

حمزہ نے مؤدبانہ انداز اپنایا۔

فون کے دوسری جانب سے فہاد کی طنزیہ آواز آئی۔۔

"سفی بتا رہا تھا کہ تم پکڑے گئے ہو؟"

میں بھاگ آیا ہوں۔۔اور اچھی خبر یہ ہے کہ امرحہ بھی میرے ساتھ ہے۔۔"حمزہ نے فہیم کی طرف دیکھ کر اعتماد سے کہا۔

"واقعی؟ تم سچ کہہ رہے ہو؟"

فہاد کی آواز میں چھپی خوشگوار حیرت ظاہر ہوئی۔۔

بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔اب بس آپ ایڈریس بتادیں، میں امرحہ کو لے کر "
" پہنچ جاتا ہوں۔۔

حمزہ کے دوبارہ ایڈریس کے سوال پر فہاد کے ذہن نے ایک جھٹکا کھاتے اسے خوشی اور جوش میں ہوش برقرار رکھنے کی حدایت دی۔۔

میں کیسے مان لوں؟ ہو سکتا ہے تم پولیس کے ہتھے چڑھ چکے ہو اور جھوٹ بول " رہے ہو؟" فہاد نے لمحے بھر کو سوچ کر کہا۔۔

حمزہ نے بھی ایک لمحہ وقفہ لیا کیونکہ فہاد کے جملے سے اسکی آنکھوں میں مدھم سا خوف ظاہر ہوا تھا۔۔

"تو کیسے یقین دلاؤں آپ کو؟"

حمزہ نے فہیم اور علی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ فہاد کو یقین نہیں ہو رہا۔

"اسے اسپیکر پر ڈالو۔"
علی نے فوراً آہستگی سے کہا۔۔

اس لمحے فہاد کی آواز اب سب سن سکتے تھے۔

"مجھے امرحہ کی آواز سننی ہے۔۔"
یہ مطالبہ اب پورے لان میں گونج چکا تھا۔

"بینش۔۔"
علی نے فوراً نظروں سے اشارہ کیا۔۔
بینش سر ہلاتے تیزی سے امرحہ کے پاس گئی جو لان میں بھاگتی دوڑتی مصروف تھی، بیش اسے کان میں کچھ سمجھا کر لے آئی۔۔

"جلدی کرو جیری، اور کتنا وقت لگے گا؟"

فہاد کی آواز اب شک بھری ہو گئی تھی۔

"ایک سیکنڈ ہادی تحمل رکھیں۔۔میں نے اس کے منہ پر رومال باندھ رکھا ہے۔۔"حمزہ نے جلدی سے بہانا بنایا۔

پھر اس نے موبائل امرحہ کے قریب کیا۔

امرحہ نے والد کی جانب دیکھا، جو اسے اشارے سے اعتماد دے رہا تھا کہ اب گفتگو میں تمھارا حصہ ہے۔

"بابا، پلیز بچائیں مجھے۔۔بابا۔۔بابا کے پاس جانا ہے۔۔بابا ! چھوڑو مجھے !"

امرحہ اپنے والد کو دیکھتی چیختی بناوٹی التجاء کرتی فون پر بولی۔اس کی آواز دوسری جانب فہاد کے کانوں میں پڑی تو اس کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔

فہاد کو اب مکمل یقین ہو چکا تھا کہ امرحہ حمزہ کی دسترس میں آگئی ہے اسے خوش فہمی تھی کہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی حمزہ ہی اس کے کام آیا ہے اور کام کو کامیابی سے سرانجام بھی دے گیا ہے۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا سب سے وفادار سپاہی، حمزہ، اب اس کے خلاف ہو کر۔۔اسپر کاری وار کرنے کو کھڑا ہے۔۔

"میری جان، تمہیں ضرور بچاؤں گا میں۔۔ فکر کیوں کرتی ہو؟"
فہاد محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔
اسے گمان ہوا کہ امرحہ اسے ہی اپنا باپ سمجھ کر پکار رہی ہے، جب کہ اصل باپ تو اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔

جیری، سنو۔۔اب میں ایڈریس بھیج رہا ہوں۔ بچی کو وہاں لے کر فوراً پہنچو۔"
"!اور خیال رہے، کوئی گڑبڑ نہ کرنا

فہاداب حمزہ سے مخاطب تھا۔۔

یہ جملہ سنتے ہی فہیم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ آگئی۔

"بے فکر رہیں، کوئی گڑبڑ نہیں ہو گی۔"
حمزہ نے اطمینان دلایا اور کال منقطع کر دی۔

"!گریٹ جاب"
علی گھٹنے کے بل امرحہ کے سامنے بیٹھا اور اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی۔

"!تھینک یو بابا"
امرحہ نے ہنستے ہوئے اس کی ہتھیلی پر چھوٹی سی ہتھیلی ماری اور فوراً والد کے گلے لگ گئی۔۔

علی نے بیٹی کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا، اور مسکرا کر بولا۔۔

بینش، فی الحال تم لوگ یہاں محفوظ ہو، مگر جیسے ہی سب کچھ کلیئر ہو جائے، "
امرحہ کو لے کر گھر چلی جانا۔ زیادہ دیر ہو گئی تو گھر والے بھی پریشان ہو جائیں
" گے۔۔

"ٹھیک ہے، میں موقع دیکھ کر نکل جاؤں گی۔"
بینش نے جواب دیا۔

"نہیں، تم اکیلی نہیں جاؤ گی۔ پولیس تمھارے ساتھ جائے گی۔"
علی نے سنجیدگی سے کہا، اور بینش نے اثبات میں سر ہلایا۔

بینش سے مخاطب ہونے کے بعد وہ فہیم کی جانب مڑا۔۔
"اور فہیم، ہم، حمزہ کے ساتھ فہاد کی طبیعت درست کرنے چلتے ہیں۔۔"

"!جی سر، میں تیار ہوں"
حمزہ نے فوراً پرجوش انداز میں کہا۔

اہلکاروں نے بھی قدم بڑھائے مگر فہیم تھوڑا رُکا، جیسے کسی گہری سوچ میں ہو۔۔

شاہ جی، یہ اتنا آسان نہیں۔۔ وہ بہت خطرناک ہے۔ آپ جانتے ہیں، وہ سال"
"بعد بڑی مشکل سے ہماری گرفت میں آیا، وہ بھی حمزہ کی مدد سے۔
علی اس کی بات خاموشی سے سننے لگا۔۔۔

یہ موقع ہمارے لیے ایک غنیمت ہے، مگر ہمیں مکمل پلاننگ کے ساتھ جانا"
"چاہیے۔۔ ذرا سی غلطی ہمیں فہاد تک پہنچنے سے کوسوں دور کر دے گی۔
فہیم نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔

علی نے سر ہلایا۔۔

"! کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔۔ مگر جو بھی کرنا ہے، آج ہی کرنا ہے"

"جی سر، سب کچھ آج اور ابھی ہی ہو گا۔ بس مجھے لگتا ہے نفری آنے تک تھوڑا
"انتظار کر لینا بہتر ہے۔۔اس دوران ہم بیٹھ کر پلاننگ کر لیتے ہیں۔۔

علی نے ہلکی سی سانس لی اور اثبات میں سر ہلایا۔
وہ فوری جانا چاہتا تھا مگر فہیم کے نفری پہنچنے کے مشورے پر اسے رکنا پڑا۔۔
حالات کی نزاکت اسے صبر پر مجبور کر رہی تھی۔
مگر علی چونکہ امرحہ کو بھی اپنی آنکھوں کے سامنے محفوظ دیکھ چکا تھا، اس لیے اس نے بھی چند لمحوں کی تاخیر کو خطرناک نہ سمجھا۔

اس کے دل میں ایک امید جاگ چکی تھی۔۔
کہ آج کے دن وہ فہاد کا باب ہمیشہ کے لیے بند کر دے گا۔

کہ آج سب کو اس زہر سے، اس خوف سے، ہمیشہ کے لیے نجات ملنے والی ہے۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کا وقت تھا، مگر آفس کی فضا میں پھیلی خاموشی عالیہ کے اندر کی بے چینی کو کم نہ کر سکی۔
لنچ کا وقت ہو چکا تھا، پورا اسٹاف کیفے ٹیریا کی جانب جا چکا تھا، مگر عالیہ اپنے کیبن میں لیپ ٹاپ بند کیے، آنکھیں موندے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

سفید تھری پیس آفس سوٹ میں ملبوس، وہ بالکل بے حرکت تھی۔۔ جیسے وقت اس کے لیے تھم گیا ہو۔

اس کے سامنے میز پر صرف ایک پانی کا گلاس اور موبائل فون رکھا تھا۔ دونوں اس کے ہاتھ کی پہنچ میں تھے، تاکہ کسی بھی لمحے کوئی اطلاع ملے، تو وہ فوراً فون اٹھا سکے۔

مگر کب سے وہ یونہی بیٹھی تھی... اور کچھ نہ ہوا۔
اسے اپنی بیٹی کی فکر کھائے جا رہی تھی۔
نہ کسی کھانے کا ہوش تھا، نہ پانی کا۔
آنکھیں بند تھیں مگر ذہن جاگ رہا تھا۔۔ مکمل طور پر چوکنا، بے چین اور خوفزدہ۔

کل رات علی کے ساتھ ہونے والی گفتگو، اور اس کا امرحہ کو اسکول بھیجنے کا فیصلہ۔۔ ہر بات اس کے دل کو کھائے جا رہی تھی۔
علی کے وعدے پر اسے ایک امید ضرور تھی، مگر ساتھ ہی وہ خدشات جو ایک ماں کا دل محسوس کرتا ہے، اسے مسلسل بے چین کیے ہوئے تھے۔

اچانک اس کے ٹیبل پر پڑے فون نے بجتے ہی احول کا سکوت توڑ دیا۔۔

عالیہ چونک گئی۔

اس نے آنکھیں کھول کر فوراً فون اٹھایا، اسکرین پر نظر ڈالی۔۔ جس پر ایک ایک نامعلوم نمبر سے کال موصول ہو رہی تھی۔۔

اس نے لمحے بھر کی تاخیر بھی نہ کی، اور کال ریسیو کر لی۔

ہیلو؟۔۔" دوسری جانب سے مدھم آواز آتی اسکے سماعتوں سے ٹکرائی مگر وہ" مقابل آواز کو ٹھیک سے سمجھ نہ پائی تھی۔۔

"ہیلو۔ کون؟"

عالیہ کی آواز میں بے چینی تھی۔۔

:اب دوسری جانب سے ایک واضح، بھاری، خمار بھری مردانہ آواز ابھری

"حیرت ہے؟ تمھیں تو میں صرف دھڑکن سے پہچان لیتا ہوں، اور تم اب تک میری آواز نہ پہچان سکی؟"

عالیہ کی آنکھیں تنگ ہوئیں، چہرے پر سنجیدگی اور اضطراب ابھرا، اس نے اب آواز پہچان لی تھی۔۔ پھر وہ ایک لفظ ادا کرتی بولی:

"فہاد؟"

"تمھارے منہ سے یہ نام سن کر جو سکون دل میں اترتا ہے، اس کا اندازہ تم کبھی نہیں لگا سکتی۔۔"

دوسری جانب سے شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔ اس کے لہجے میں واقعی سکون بھی ظاہر تھا۔۔ مگر اسکے الفاظ عالیہ کہ توقع کے برعکس تھے۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ ہوش میں تو ہو؟"

عالیہ کا لہجہ سخت ہو گیا، ماتھے پر بل پڑے۔

"ابھی تو آیا ہوں ہوش میں، میری جان۔۔"

اس کی مسرور آواز نے عالیہ کے بدن میں جھرجھری پیدا کردی۔

"!اپنی حد میں رہو ورنہ حدیں یاد دلانا خوب جانتی ہوں میں"

اس کی آواز میں غصہ جھلکنے لگا۔۔

"فی الحال تو میں تمھیں، تمھاری اولاد، یاد دلانا چاہتا ہوں۔۔"

یہ سنتے ہی عالیہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا،اور سانس کی رفتار بے ترتیب ہونے لگی۔

فہاد کے پاس اب تک حمزہ نہیں پہنچا تھا مگر اسے امید تھی کہ وہ ضرور اور بہت جلد آئے گا لیکن ساتھ ہی اسکا جنون اسے مزید صبر کرنے نہیں دے رہا تھا یہی وجہ تھی کہ اسنے امرحہ کے آنے سے پہلے ہی عالیہ سے رابطہ کرلیا۔۔

"تمھاری بیٹی میرے پاس ہے۔"

یہ تصدیقی جملہ عالیہ کے وجود میں زلزلہ بن کر اترا۔

اس نے فوراً آنکھیں میچ لیں۔

جس بات کا خدشہ دل کے کسی کونے میں کچھ دیر سے دبا ہوا تھا، وہ لمحے بھر میں سچ ہو گیا۔

"...یقین نہ آئے تو ذرا سنو"

فہاد نے کہتے ہوئے فون اسپیکر پر کیا، اور دوسرے موبائل سے ریکارڈڈ آواز سنوائی:

"!چھوڑو مجھے ! بابا کے پاس جانا ہے۔۔ بابا۔۔ بچائیں مجھے۔۔ پلیز بابا"

"!!اَمرَحہ۔۔"

اپنی بیٹی کی لرزتی آواز سن کر عالیہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

وہ فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوتی تڑپ کر چیخی، آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"!تو وہ کڈنیپر تم تھے"

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، جنہیں اس نے تیزی سے صاف کیے۔۔

"خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھدار بھی بہت ہو تم۔۔"

فہاد کی آواز میں عجیب سا سکون اور پاگل پن چھپا تھا۔

کان کھول کر سن لو فہاد، اگر میری بیٹی کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا، تو تمھاری"

"کھال ادھیڑ دوں گی۔۔

وہ دانت بھینچتے ہوئے غرائی، چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔

کاش میں اس وقت تمھیں دیکھ پاتا۔۔غصّے میں بہت پیاری لگتی ہو۔۔میری" جان تم واحد ہو جو مجھ سے کسی صورت نہیں ڈرتی۔۔اسی لیے تو مجھے پسند ہو "تم۔۔مائی آئیڈیل گرل۔۔

وہ بولے جارہا تھا جسے آنکھیں میچے عالیہ ناگواریت سے سن رہی تھی گویا اس کے کان میں کوئی اس وقت سیسہ پگھلا کر ڈال رہا ہو۔۔

"کیا چاہتے ہو؟امرحہ سے کیا ملے گا تمھیں؟"

اس نے تلخی سے کہا۔

پریشان مت ہو۔۔چلو کام کی کرتے ہیں۔۔میں ایک انڈر کنسٹرکشن بلڈنگ" کی بائیسویں منزل پر ہوں۔۔اگلے بیس منٹ میں تم میرے بھیجے گئے اسی "لوکیشن پر پہنچو گی۔۔

فہاد کے لہجے میں اب سنجیدگی ابھری۔۔

اور یاد رہے اگر وقت پر نہ پہنچی یا مجھ سے ہوشیاری کرتے ہوئے پولیس کو "

" اطلاع دی تو تمھاری بیٹی کو اسی بلڈنگ سے نیچے پھینک دوں گا۔۔

"نہیں فہاد۔۔ایسا ہر گز مت کرنا۔۔"

وہ گھبرا گئی، دل دہل گیا۔۔

"تو فوراً میرے پاس آؤ ڈارلنگ۔۔"

اس کے لہجے میں مصنوعی محبت تھی۔۔

"م۔میں آ رہی ہوں۔۔"

عالیہ بمشکل بول پائی۔۔

فہاد مسکرا دیا۔

اس نے کال منقطع کی، اور فون کو سینے سے لگالیا گویا اسے یہ لفظ اور کہنے والی کی آواز بہت عزیز ہو۔۔

دوسری جانب عالیہ کی جان جیسے لبوں پر آگئی۔
اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل میز پر رکھا، دراز سے گاڑی کی چابی نکالی، اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑی۔

مگر وہ جلد بازی میں ایک خوفناک غلطی کر گئی تھی،،
اپنا موبائل آفس ٹیبل پر بھول گئی تھی۔

-------------سونی رائٹس-------------

وہ اجلت میں آفس کے ورک اسپیس تک پہنچی ہی تھی کہ مینجر نے اسے دیکھتے ہی راستہ روک لیا۔

"میم، اختر صاحب کی میٹنگ کی تمام تیاریاں مکمل ہیں۔۔۔"
مینجر نے فوراً گزارش کی، مگر عالیہ اس وقت کسی اور ہی دنیا میں تھی۔

"امرحہ کی جان خطرے میں ہے۔۔ مجھے فوراً جانا ہو گا!"
وہ بے تابی سے کہتی، بغیر رکے مینجر کے پاس سے گزرتی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

مینجر کے چہرے پر حیرت و پریشانی کے تاثرات ابھرے، جیسے اس کے کانوں نے کچھ غلط سن لیا ہو۔

"کیا۔۔۔؟ مگر آپ جا کہاں رہی ہیں، میم؟ پلیز، ایک لمحہ رکیں!"
اس نے فوراً پلٹ کر آواز دی، مگر تب تک عالیہ ایلیویٹر میں داخل ہو چکی تھی، اور دروازے بند ہو چکے تھے۔

مینجر چند لمحے وہیں ساکت کھڑا رہا، پھر جیسے اسے احساس ہوا کہ کچھ بہت بڑا اور غیر معمولی ہو چکا ہے۔
اس نے فوراً اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور بے چینی سے اسکرین پر انگلی گھماتے ہوئے نمبر ڈائل کیا۔

کال فوراً ریسیو ہوئی۔

"ہیلو، عارض سر؟ آپ کہاں ہیں؟"
مینجر کی آواز میں گھبراہٹ اور پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

"میں گھر پر ہوں۔ آفس میں سب خیریت تو ہے؟"
عارض اُس وقت میشل کے ساتھ بیگ کی پیکنگ میں مصروف تھا، مگر کال سنتے ہی اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے، اور وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

"سر، میں ابھی میم کو اختر صاحب کی میٹنگ کے لیے انفارم کرنے گیا تھا، مگر وہ شدید جلدی میں تھیں۔۔اور یہ کہتے ہوئے آفس سے نکل گئیں کہ ان کی صاحبزادی کی جان خطرے میں ہے!"
مینجر نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالا۔

عارض کے قدم ایک دم ساکت ہو گئے۔
تاثرات سرد پڑ گئے۔۔
چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ عالیہ صاحبہ کہاں گئی ہیں؟ فون کرو انہیں فوراً!"
اس کی آواز میں بے چینی تھی، اور وہ موبائل کو زور سے تھام چکا تھا۔

"سر، میں نے سوچا پہلے آپ کو اطلاع دینا زیادہ ضروری ہے۔۔اب فوراً فون کرتا ہوں انہیں!"

مینجر نے اثبات میں جواب دیا۔

عارض نے جیسے ہی مینجر کی بات سنی، ایک لمحے کے لیے سانس لینا بھول گیا۔دل میں خدشات، ذہن میں سوالات، اور ہاتھ میں سختی سے موبائل لیے وہ فوراً بولا:

"بہت اچھا کیا تم نے فوراً اطلاع دی۔۔اگر کوئی بھی نئی انفارمیشن ملے، فوراً مجھے بتانا!"

کال منقطع کرتے ہی اس نے گہری سانس لی اور خود سے گویا ہوا:

"مجھے فوراً بھائی کو اطلاع دے کر ان کے پاس جانا ہو گا!"

اس نے تیزی سے موبائل کی اسکرین پر نمبر تلاش کیا اور علی کو کال ملانے لگا۔۔

۔

شاہ فام ہاؤس کے سجے سنورے مگر سنجیدہ ماحول میں کچھ دیر بیت چکی تھی۔ لاؤنج میں بڑی میز کے گرد حمزہ، فہیم اور دیگر اہم اہلکار بیٹھے تھے۔ فہاد کو مکمل طور پر قابو میں لانے کے لیے ایک فائنل کارروائی کا منصوبہ ترتیب دیا جا رہا تھا۔ ہر زاویے پر غور، ہر قدم کی احتیاط، اور ہر خطرے کی پیش بندی زیرِ غور تھی۔

مگر علی شاہ... وہ اس وقت کسی بھی پلاننگ میں دل نہیں لگا پا رہا تھا۔ وہ مسلسل لاؤنج میں ٹہل رہا تھا— کبھی دیوار پر لگے نقشے کو گھورتا، کبھی کھڑکی کے باہر نظریں دوڑاتا، اور کبھی یوں ہی بے مقصد قدموں سے دائرہ بناتا۔

"اب تک نفری کیوں نہیں پہنچی؟ مزید کتنی دیر لگے گی؟"

وہ اچانک رکا اور فہیم کو براہِ راست مخاطب کیا، آواز میں بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔

فہیم نے فوراً اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"شاہ جی، بیٹھ جائیں۔ سب کچھ کنٹرول میں ہے۔ نفری بھی کسی بھی وقت پہنچ جائے گی۔"

مگر علی کا ذہن جیسے کسی اور ہی طوفان میں گھرا ہوا تھا۔ تبھی، جیب میں رکھے موبائل کی گھنٹی بجی۔ علی نے چونک کر فون نکالا — اسکرین پر عارض کا نام جگمگا رہا تھا۔

یہ کوئی معمولی کال نہیں تھی۔ علی نے لمحے میں فہیم کی بات کو نظرانداز کیا اور موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو عارض؟"

آواز میں اضطراب نمایاں تھا۔

"بھائی، ابھی ابھی آفس سے کال آئی ہے... عالیہ صاحبہ جلد بازی میں کہیں چلی گئی ہیں۔"

عارض کی آواز میں بھی گھبراہٹ تھی، جیسے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو۔

علی کے قدم تھم گئے، اور چہرے پر تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی۔
"کہاں گئیں؟ کچھ بتایا؟"
اس کی آواز تھرتھرا گئی، ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔

"مینجر کا کہنا ہے کہ وہ کہہ رہی تھیں کہ امرحہ کی جان خطرے میں ہے... اور اسی وجہ سے وہ فوراً نکل گئیں۔ بھائی، امرحہ تو خیریت سے ہے نا؟"

یہ جملے سنتے ہی علی کا رنگ فق ہو گیا۔ آنکھوں میں حیرت، دل میں خوف، اور ذہن میں اچانک کئی اندیشے گھوم گئے۔

"ڈیم اٹ!"
اس نے غصے اور گھبراہٹ سے پیر زمین پر مارا اور فوراً کال کاٹی۔

"کیا ہوا شاہ جی؟"
فہیم نے فکرمندی سے پوچھا۔ لاؤنج میں موجود تمام اہلکار اب علی کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"عالیہ کی جان خطرے میں ہے... مجھے فوراً وہاں پہنچنا ہو گا، اسی لوکیشن پر جہاں فہاد موجود ہے۔"
وہ تیزی سے بولتا ہوا جیب میں موبائل رکھ کر دروازے کی جانب بڑھا۔

"شاہ جی! اکیلے جانا خطرناک ہو گا، میں ساتھ چلتا ہوں۔"
فہیم فوراً کھڑا ہو گیا۔

"!فہیم ٹھیک کہہ رہے ہیں، علی۔ کم از کم کسی کو ساتھ تو لے جاؤ"
بینش بھی تیزی سے قدم بڑھاتی ان کے قریب پہنچی۔

"نہیں بینش، تم امرحہ کو لے کر فوراً گھر جاؤ۔ فہیم، تم حمزہ کو لے کر نفری کے
"!ساتھ آؤ۔ میں وقت ضائع نہیں کر سکتا

یہ کہہ کر علی تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا۔
"!علی، سنو تو سہی"
بینش نے پکارا۔

"!شاہ جی! اکیلے مت جایئے"

فہیم بھی پیچھے لپکا مگر علی کارپورچ تک پہنچ چکا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے انجن اسٹارٹ کیا، اور لمحے میں شاہ فام ہاؤس سے نکل گیا۔ وہ پہلے ہی فہاد کی لوکیشن حمزہ سے معلوم کر چکا تھا۔

فہیم اور بینش دروازے پر بے بسی سے اسے جاتا دیکھتے رہے۔

مگر اگلے ہی لمحے فہیم جیسے کسی نتیجے پر پہنچا۔ اس نے فوراً پلٹ کر دوڑتے ہوئے لاؤنج کا رخ کیا۔

"!ہمیں ان کے پیچھے جانا ہوگا، چلو حمزہ"

وہ صوفے کے قریب کھڑے حمزہ سے مخاطب ہوا۔

"اور نفری؟"

حمزہ نے سوال کیا، جبکہ بینش بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔

"وہ بعد میں آجائے گی۔ علی شاہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔"

فہیم نے سخت لہجے میں کہا، پھر پلٹ کر بینش کو دیکھا۔

"بینش صاحبہ، آپ امرحہ کو ان اہلکاروں کے ساتھ فوراً گھر لے جائیں۔"

اس نے اشارے سے سیکیورٹی ٹیم کو متوجہ کیا۔

"ٹھیک ہے!"

بینش نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو حمزہ!"

فہیم نے مطمئن ہو کر ایک بار پھر لان کی طرف دوڑ لگائی، اور دونوں علی کے تعاقب میں نکل پڑے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

دوپہر کی تپتی ہوئی دھوپ جیسے زمین کو جھلسا رہی ہو، سورج سروں پر دہکتا ہوا قہر بن کر برس رہا تھا، مگر علی شاہ کو ان لمحوں میں نہ دھوپ کا ہوش تھا نہ موسم کا۔ وہ گاڑی کو ایک جنون کی سی کیفیت میں تیزی سے سڑک پر دوڑا رہا تھا۔اس کے چہرے پر ایک عجیب وحشت طاری تھی۔بظاہر وہ اسٹیرنگ تھامے گاڑی چلا رہا تھا، مگر درحقیقت وہ اپنے حواس پر قابو کھو چکا تھا——اس کے دل و دماغ میں ایک ہی نام گونج رہا تھا: عالیہ!

عارض کی دی ہوئی خبر، حمزہ کے انکشافات،اور عالیہ کی رات کی وہ آخری باتیں——ساری باتیں اس کے ذہن میں یوں گونج رہی تھیں جیسے گویا ایک ہی لمحے میں سینکڑوں آوازیں اسے کسی وحشت میں کسی پچھتاوے میں کسی گہرے خوف میں مبتلا کر رہی ہوں۔۔

"مگر علی۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، پلیز۔۔جو کرنا ہے کرو، مگر یہ نہ کرو، تم جانتے ہو، میں امرحہ کے بغیر نہیں رہ سکتی، مجھے اتنے بڑے امتحان میں مت ڈالو۔۔مر جاؤں گی میں!"

ان تمام آوازوں میں اب عالیہ کی وہ رات کی تھکی ہوئی، بے بس آواز جیسے اس کے کانوں میں اب بازگشت کرنے لگی۔

وہ گاڑی کو اس قدر تیزی سے چلا رہا تھا کہ ہر گزرتی گاڑی صرف ایک دھندلی لکیر بن کر پیچھے رہ جاتی۔ مصروف شاہراہ پر وہ کسی حد یا اصول کا پابند نہ تھا۔ اس کا ہاتھ اسٹیئرنگ ویل پر سختی سے جما ہوا تھا، جیسے وہ اپنی بے قابو ہوتی زندگی کو کسی طرح تھامے بیٹھا ہو۔ دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا، جس پر وہ بار بار عالیہ کا نمبر ملا رہا تھا۔ مگر اسے علم نہ تھا کہ عالیہ کا فون تو آفس میں بجتا رہ گیا ہے۔

"اہہہ عالیہ فون اٹھاؤ۔۔"

ایک لمحے میں وہ چیخ پڑا، لب تھرتھرا رہے تھے۔ اس کی آواز میں بے بسی کا زہر گھلا ہوا تھا۔

اس کے چہرے پر غصہ اور خوف یکساں تھے۔ آنکھوں میں لالی، ماتھے پر تناؤ، گردن پر ابھرتی نیلی رگیں —— وہ منظر گویا ایک محب، ایک شوہر اور ایک جنگجو کی بیک وقت عکاسی کر رہا تھا۔

گاڑی کے اندر شدید خاموشی تھی مگر علی کی سانسوں کی آواز اس سناٹے کو چیرتی محسوس ہوتی تھی۔ گاڑی کی رفتار کے ساتھ اس کی دھڑکن بھی تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ ہر گزرتا لمحہ، ہر میل کا پتھر اسے یوں لگتا جیسے منزل اب بھی دور ہے، جیسے وقت کم اور خطرہ بہت زیادہ ہو۔

اس کی نگاہیں سڑک پر، دل عالیہ پر، اور دماغ صرف ایک سوال پر مرکوز تھا۔۔

"... کہیں دیر نہ ہو جائے"

--------------سونی رائٹس--------------

اسکول کے باہر سنسان گلی کے کنارے، ایک پرانی گاڑی کی آڑ میں سیفی اپنے ساتھی کے ساتھ چھپا کھڑا تھا۔ پولیس کی گاڑیاں جا چکی تھیں، اور حالات وقتی طور پر پر سکون لگ رہے تھے۔ سیفی نے لمبی سانس لے کر کالر سیدھا کیا، پھر سرگوشی میں بولا:

"افففف... شکر ہے بچ گئے۔"

ساتھی نے گردن گھماتے ہوئے محتاط نظروں سے سڑک کا جائزہ لیا، پھر پوچھا،
"لیکن آخر یہ لوگ گئے کہاں؟"

سیفی نے جھنجھلا کر قدم زمین پر مارا،

"جیری کو کہا بھی تھا کہ اکیلا مت جانا بچی کے پاس! منحوس نے میرا سارا پلان بھی برباد کر دیا۔"

ساتھی حیرت سے بولا،

"پلان؟ آپ کا کیا پلان تھا سیفی صاحب؟"

سیفی کے لبوں پر ایک کجی مسکراہٹ ابھری،

"سوچا تھا بچی کو میں خود کڈنیپ کر لوں گا، اور پھر ہادی سے اس کے بدلے بڑی رقم حاصل کر لوں گا۔ وہ تو اس بچی کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے۔"

"اگر بچی چاہیے تو پھر جیری کو کیوں نہیں ڈھونڈھتے؟" ساتھی نے تعجب سے کہا۔۔

"کیا مطلب؟"

"بھئی، ہادی کو جیری کا فون آیا تھا۔ وہ پولیس سے بچ نکلا ہے اور بچی اب تک اسی کے پاس ہے۔ اور بہت جلد ہادی کو دے آئے گا۔۔"

ساتھی نے حیرت انگیز انکشاف کیا تو سیفی نے آنکھیں تنگ کرتے ہوئے سر ہلایا،

"ہمم یعنی جیری کی نیت بھی خراب ہو چکی ہے بچی پر۔۔"

"تو پھر ہمیں ہادی سے پہلے جیری تک پہنچنا ہو گا، ورنہ بچی ہاتھ سے نکل جائے گی۔" ساتھی نے مشورہ دیا۔۔

سیفی نے ہنکارا بھرا،

"بالکل... اور تبھی ہم اس بچی کو قابو میں کر کے ہادی سے خوب پیسے بٹور سکتے ہیں۔۔"

ساتھی نے آہستگی سے کہا،

لیکن پولیس نے تو ہمارے کافی بندے پکڑ لیے ہیں، اور اب ہمارے پیچھے بھی "
"لگ گئی ہو گی۔

بے وقوف! تمھیں کیا لگا، میں باہر فائرنگ کے لیے کیوں رکا تھا؟ اور اپنے "
"ساتھیوں کو گارڈز کا یونیفارم کیوں پہنا کر نہیں بھیجا تھا؟
سیفی نے غرّا کر جواب دیا، اس کے ذہن میں پہلے سے ایک مکمل پلان تیار تھا
بازی پلٹ کر اپنے حق میں کرنے کا ایک سنہری موقع جو اس کے گمان کے
مطابق بالکل پرفیکٹ تھا۔۔

کیوں؟ "ساتھی الجھ گیا، "

یہ میرا بیک اپ پلان تھا۔ اگر کچھ بھی گڑبڑ ہو، تو پکڑا صرف جیری جائے اور "
اس کے لوگ۔ ہم تو عام کپڑوں میں تھے، کوئی شناخت ہی نہیں کر سکتا۔ "سیفی
نے فخریہ انداز میں اپنا پلان واضح کیا۔۔

"! واہ استاد... ماننا پڑے گا، پلان تو لاجواب تھا"
ساتھی نے سراہتے ہوئے کہا،

اب دیر مت کرو۔اس علاقے سے جلدی سے نکلنا ہو گا،اور جیری کو ڈھونڈنے "
"کے لیے ہر طرف پھیل جاؤ۔
سیفی نے سنجیدہ ہو کر رخ بدلا اور گویا ہوا۔۔

"لیکن جیری تک پہنچیں گے کیسے؟آپ کو اتنا یقین کیسے ہے۔۔؟"
ساتھی نے پھر اسکے اٹل یقین پر تعجب سے سوال کیا۔۔

کال کر کے لوکیشن ٹریس کریں گے... جیری اب مجھ سے نہیں بچ سکتا۔""
سیفی نے موبائل نکالتے ہوئے کہا۔۔

اس نے اپنے طور پر ایک نئی چال سوچ رکھی تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ چال اس کے پر بھی کاٹ سکتی ہے۔۔

---------------سونی رائٹس---------------

دوپہر کے سائے ابھی گہرے نہ ہوئے تھے کہ بینش، امرحہ کو ساتھ لیے علی شاہ کے وسیع وعریض "شاہ مینشن" میں داخل ہوئی۔ علی نے فہاد کے خطرناک ارادوں کے پیشِ نظر، اپنی غیر موجودگی میں مینشن کو امرحہ کے لیے محفوظ ترین پناہ گاہ سمجھا تھا۔ مینشن کے باہر سخت سیکیورٹی کا انتظام تھا درجنوں سیکیورٹی گارڈز اور اب باقاعدہ پولیس اہلکار بھی تعینات کیے جا چکے تھے۔ جس سے گھر کے اندرونی افراد بے خبر تھے۔۔

بینش نے گاڑی کار پورچ میں روکی، ایک ہاتھ سے امرحہ کی ننھی ہتھیلی تھامے، دوسرے ہاتھ میں اس کا اسکول بیگ سنبھالے وہ تیز قدموں سے مینشن کے

اندر داخل ہوئی۔ وسیع و روشن لاؤنج ہمیشہ کی طرح صاف ستھرا اور ترتیب سے آراستہ تھا، مگر آج اس کے سکون اور خاموشی میں ایک عجیب سی بے چینی پوشیدہ تھی۔ کسی کو کیا علم تھا کہ اس گھر کے چشم و چراغ —— علی شاہ اور عالیہ —— آج زندگی کی ایک خونی بازی کھیلنے نکلے ہیں۔

لاؤنج میں موجود شبانہ بیگم نے جیسے ہی انہیں دیکھا، چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ لے آئیں۔ وہ حسبِ معمول امرحہ کی جانب باہیں پھیلائے منتظر تھیں کہ ان کی ننھی پوتی دوڑ کر آ گلے لگے گی —— مگر آج ایسا نہ ہوا۔

شبانہ بیگم نے ان دونوں کی حالت کو بغور دیکھا، پھر نرم لہجے میں کہا: "بیٹا، آ جاؤ، صوفے پر آ کر سکون سے بیٹھو۔ گھبرائی گھبرائی لگ رہی ہو۔"

بینش نے آہستگی سے امرحہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور خود صوفے پر آ بیٹھی۔ اس کی آنکھوں میں وہ کیفیت تھی جو کسی بڑی ذمے داری کو سرانجام دے کر

آدمی محسوس کرتا ہے۔اس نے دل ہی دل میں شکرادا کیا کہ وہ بچی کو بحفاظت یہاں تک لے آئی۔

امرحہ بجھی بجھی سی نگاہوں کے ساتھ، قدم گھسیٹتی ہوئی صوفے تک پہنچی اور خاموشی سے بینش کے ساتھ بیٹھ گئی۔اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور انجانے خوف صاف جھلک رہا تھا، جو اس معصوم سی بچی کے اندر برپا طوفان کی چغلی کھا رہی تھی۔

شبانہ بیگم نے حیرانی سے پوچھا: "سب خیریت ہے نا؟ آج آنے میں دیر بھی "ہو گئی، اور امرحہ بھی کچھ بدلی بدلی لگ رہی ہے۔

انہوں نے گھڑی کی جانب دیکھا، جس کی سوئیاں سہ پہر کے تین بجا رہی تھیں۔

بینش نے فوراً خود کو سنبھالا اور دھیمے لہجے میں مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: "جی وہ... آج اسکول میں پیرنٹس میٹنگ تھی، اسی وجہ سے دیر ہو گئی۔

یہ وہی کہانی تھی جس پر علی نے خاص طور پر زور دیا تھا کہ گھر والوں کو سچائی سے بے خبر رکھا جائے۔

شبانہ بیگم کی نظر بار بار امرحہ کے بجھے چہرے پر جا رکتی۔ وہ سمجھ نہ پا رہی تھیں کہ ان کی چہکتی، شرارتی پوتی آج اتنی خاموش کیوں ہے۔

بینش نے ان کی تشویش بھانپتے ہوئے دھیرے سے کہا: "شاید تھک گئی ہے، اسکول میں بہت ہلچل تھی۔ تھوڑا آرام کرے گی تو بہتر ہو جائے گی۔"

شبانہ بیگم نے محبت سے امرحہ کا ماتھا چوما اور آہستگی سے کہا: "چلو بیٹا، تم تھوڑا آرام کرو۔ دادو کے پاس بیٹھو، میں تمھارے لیے کچھ مزیدار سا بنواتی ہوں۔"

امرحہ نے سر ہلایا مگر اس کے ہونٹ خاموش رہے۔اس کی آنکھوں میں وہ کہانی چھپی تھی جو اس عمر میں کسی بچے کو ہرگز نہیں جاننی چاہیے تھی۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دھوپ کے زرد رنگ نے بلند ویران عمارت کو سنہری چمک دے رکھی تھی،اور فہاد اس کی بائیسویں منزل پر کھڑا تھا، جیسے اندھیرے کا مجسمہ، جیسے خاموش طوفان، شہر کے دھندلے منظر کو دیکھ رہا تھا۔نیچے انسان چیونٹیوں کی طرح بھاگتے نظر آرہے تھے،اور ان کی چہل پہل سے دور، وہ وہاں تنہا کھڑا... خاموش مگر خطرناک۔

عمارت کے کنارے پر کوئی رکاوٹ نہ تھی—اگر کوئی قدم غلط پڑتا تو سیدھا موت کے گھاٹ اترنا طے تھا۔

اس کی چوڑی، بھرپور جسامت پر ایک سیاہ مٹیالا خاکی نک ٹورٹل شرٹ چست انداز میں چپکی ہوئی تھی،
جو اس کے مضبوط بازوؤں، تناؤ سے بھری چھاتی اور ابھرے ہوئے مسلز کو نمایاں کر رہی تھی۔

شرٹ کے دائیں بازو پر ایک چھوٹا خون جیسا دھبہ تھا، شاید کسی پرانی جھڑپ کی باقیات —
یا شاید ایک علامت کہ وہ کب کس کی جان لے چکا ہے، کسی کو معلوم نہیں۔

اس کے گلے میں پہنا لاکٹ اسکی کی شرٹ پر آج بھی ہمیشہ کی طرح چمک رہا تھا۔۔ یہ لاکٹ نہ صرف اس کی شخصیت کا حصہ تھا بلکہ ایک خطرے کی گھنٹی تھا، جو ہر اُس شخص کے لیے تھا جس نے اس کے قریب آنے کی ہمت کی۔

فہاد نے شرٹ کے نیچے سیاہ بلٹ پینٹ پہنی تھی
جس کی جیبوں میں چمکتی میٹل بٹن اور ایک سائیڈ ہولسٹر میں بندوق نمایاں تھی۔

اس کے پاؤں میں کالے بھاری بوٹ تھے جن کے تلوے سے ہر قدم کی دھمک دور تک سنائی دیتی تھی۔

چہرے پر ہلکی سی داڑھی کی تراش، اور ماتھے پر پسینے کی کچھ نمی،
— جو نہ خوف کی نشانی تھی نہ تھکن کی
بس ایک غیر فطری جوش، ایک جنونی بے قراری۔

!اور وہ سبز آنکھیں
ان لمحوں میں وہ آنکھیں جیسے کسی جنگلی درندے کی لگ رہی تھیں۔۔
جن میں نہ رحم تھا، نہ شرم، نہ ہار کا کوئی تصور۔
صرف قبضہ، صرف ملکیت، صرف عالیہ کا جنون۔

اس کی چال دھیمی مگر گونجدار تھی —— جیسے ہر قدم کے ساتھ زمین تھر تھرا جائے۔

آواز میں نرمی کے پردے میں لپٹا زہر،
اور جملے ہمیشہ سرد، مگر دل دہلا دینے والے۔۔

"جو میرا نہیں، وہ کسی کا نہیں۔۔"

فاصلوں پر اس کے گارڈز پوزیشن لیے کھڑے تھے۔ کوئی اپنے ہتھیار کو چمکا رہا تھا، کوئی سگریٹ سلگا رہا، کوئی ایک دوسرے سے دھیمی آواز میں گفتگو کر رہا تھا۔ سناٹا اور سنسنی ماحول پر طاری تھی۔

اچانک پیچھے سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی—— بھاگتے قدم، بے تاب سانسیں اور ایک فریاد بھری چیخ:

"فہاد! میری بیٹی کہاں ہے؟"

فہاد نے گردن موڑی، اور اس کے لبوں پر ایک طمانیت بھری مسکراہٹ ابھری

——

"...آ گئی تم...؟ کب سے تمھارا انتظار کر رہا تھا"

وہ پلٹا۔ آنکھوں میں ایک عجیب چمک تھی، جیسے کسی خواب کی تعبیر کا وقت آ پہنچا ہو۔

عالیہ نے نظریں گھما کر ارد گرد دیکھا—— بچی وہاں کہیں نہ تھی۔ اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"!میں نے پوچھا ہے، میری بیٹی کہاں ہے"

وہ غصے اور اضطراب میں دہاڑی۔

:فہاد نے نرمی سے جواب دیا، جیسے سب کچھ معمول کے مطابق ہو

میرے پاس ہے... ملوادوں گا...اب تم آگئی ہو، بس اب سب کچھ ٹھیک ہونے" والا ہے فکر کیوں کر رہی ہو۔۔" فہاد جانتا تھا کہ امرحہ اسکے پاس نہیں ہے مگر پھر بھی اس نے ایک یقین سے کہا کیونکہ اسے حمزہ پر بھروسہ تھا۔۔

یقین نہیں آرہا، تم صرف میرے لیے یہاں آئی ہو... میرے سامنے کھڑی"

"...ہو

فہاد کے لہجے میں جنونیت سی ظاہر ہوئی وہ پلک جھپکائے بغیر عالیہ کو دیکھ کر اس کے وجود پر اپنی نظروں کو سفر کرواتا بولا۔۔

اس نے سے محویت سے دیکھنا شروع کیا وہ آفس سوٹ میں کتنی خوبصورت اور باوقار لگ رہی تھی۔۔

مجھے تم سے اس چیز کی امید نہیں تھی آخر کیوں کیا تم نے ایسا؟" عالیہ کی نگاہیں سخت ہو گئیں۔۔

مجبور تھا میں۔۔دل کے ہاتھوں مجبور۔۔ تمہاری توجہ کہیں اور،اور تمہارا" وجود کسی اور کی دسترس میں نہیں دیکھ سکتا۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔چہرے کے تاثرات بھی جملوں کا ساتھ دے رہے تھے۔۔

تمہاری دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے اسے علاج کی ضرورت ہے۔۔" عالیہ نے تلخی سے کہا۔۔

"میرے دل و دماغ کو صرف تمہاری ضرورت ہے۔"
وہ بازوؤں سے عالیہ کو تھام کر اپنے قریب کرتا بولا اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جس میں عالیہ نے بھی عجب جنونیت دیکھی۔۔

امرحہ کو میرے حوالے کر دو بہت پچھتاؤ گے تم۔۔" عالیہ نے خود کو چھڑا کر "
اس پر ہاتھ اٹھایا جسے فہاد نے اسکی کلائی تھام کر فوراً روک لیا۔۔

جانِ من اتنی جلدی بھی کیا ہے؟ پہلے اپنی شرائط تو منوالوں۔۔" اس نے عالیہ "
کی کلائی سختی سے تھام کر اپنے قریب کھینچتے کہا۔۔

کیسی شرائط۔۔؟" عالیہ کی آنکھوں میں حیرت ظاہر ہونے لگی ماتھے پر بل "
ابھرے۔۔

فہاد نے اسکی کلائی جھٹکی اور پلٹ کر ٹیبل کی جانب بڑھا جہاں پہلے سے ایک سیاہ فولڈر اور پین موجود تھا۔۔اسے اٹھا کر دوبارہ مدھم انداز میں قدم لیتے عالیہ کے پاس لوٹا۔۔

ان پیپرز پر سائن کرو۔۔ تمھیں بیٹی مل جائے گی۔۔"اس نے پین سمیت "

عالیہ کی جانب وہ فولڈر بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

عالیہ نے فوراً فولڈر اسکے ہاتھوں سے چھین کر فولڈر کھولا تو اس کی نگاہ جیسے ایک لمحے کے لیے منجمد ہو گئی۔

"یہ کیا ہے...؟"

اس کی آواز رُک رُک کر نکلی، جیسے الفاظ بھی خود سے شرمندہ ہوں۔۔ فہاد نے عالیہ کے سامنے جو کاغذ رکھا، وہ کوئی عام دستاویز نہیں تھا۔

فہاد مسکرایا،

...فکر نہ کرو، کوئی جائیداد نہیں مانگ رہا"

"یہ تمھاری اور علی شاہ کی طلاق کے کاغذات ہیں۔

کاغذات پر علی شاہ کے دستخط دیکھ کر اس کی پلکیں ساکت ہو گئیں، جیسے کسی نے اس کے دل کی دھڑکن اچانک روک دی ہو۔

اس کی انگلیاں بے اختیار کپکپانے لگیں، اور ہونٹوں پر ایک سوالی لرزش اتر آئی۔

وہ دراصل تفویضِ طلاق کا قانونی مسودہ تھا، جس میں شوہر علی کے دستخط پہلے سے موجود تھے — گویا کسی وقت عالیہ کو طلاق دینے کا اختیار علی نے خود دے رکھا ہو، وہ دستاویز علی نے نہیں بنوایا تھا بلکہ فہاد کی چال کا حصہ تھا اور علی شاہ کے دستخط بھی چالاکی سے حاصل کیے گئے تھے۔۔

فہاد جانتا تھا کہ اگر عالیہ ایک لمحے کی کمزوری میں، ایک ماں کی بے بسی میں، اس پر دستخط کر دے، تو صرف چند لفظوں سے علی اور عالیہ کا رشتہ قانوناً ٹوٹ جائے گا۔

مگر فہاد کا مقصد صرف طلاق نہیں تھا——وہ تو اس تعلق کو ختم کر کے خود کو اس کا اگلا شوہر ثابت کرنے نکلا تھا۔

اسے اپنے اثر و رسوخ پر، حالات کے جبر پر، اور عالیہ کی مجبوری پر پورا یقین تھا۔

وہ سمجھتا تھا کہ اگر ایک بار رشتہ ٹوٹ جائے، تو اُسے اس بکھری ہوئی عورت کو اپنی طرف مائل کرنے میں دیر نہ لگے گی۔

اس کا گمان تھا کہ جیسے وہ طلاق کی چال میں کامیاب ہوا ہے، ویسے ہی عالیہ سے شادی بھی ایک دن اس کے ہاتھ میں ہو گی——چاہے دباؤ سے، چاہے دھوکے سے۔"

جبکہ دوسری جانب اسکے مقابل کھڑی حیرت سے فائل کو دیکھ رہی تھی اسکی دل کی حالت اس وقت صرف وہی جانتی۔۔اسے اندازہ تو پہلے سے تھا کہ فہاد کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا، مگر طلاق کے کاغذات؟

یہ اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اس کا دل لرز گیا—وہ کاغذات، جن پر اس کے شوہر کے دستخط پہلے سے موجود تھے، گویا وہ خود اپنی بیوی سے دستبردار ہو چکا ہو...!

"نہیں۔۔ علی ایسا کر ہی نہیں سکتا۔۔ یہ دستخط؟ یہ جھوٹ ہیں۔۔ دھوکہ ہے۔۔!"
عالیہ کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے، مگر وہ ضبط کی آخری حد پر کھڑی تھی۔

وہ کاغذات اس کے ہاتھ میں کانپ رہے تھے، مگر اندر ایک ماں کی بے بسی، ایک بیوی کا اعتبار، اور ایک عورت کی غیرت—تینوں مل کر اس کی آنکھوں میں آگ دہکا چکے تھے۔

سائن کرو۔۔" فہاد نے پین اسکے جانب بڑھایا چہرے پر ایک فاتحانہ " مسکراہٹ تھی گویا اگلے چند لمحوں میں وہ اپنی زندگی کی ایک بڑی فتح حاصل کرنے جارہا ہے۔۔

اس نے فولڈر سے نظریں اٹھا کر فہاد کی آنکھوں میں جھانکا، اور غصے، حیرت اور دکھی جذبات کے ملے جلے لہجے میں کہا:

"تم پاگل ہوگئے ہو؟ یہ نہیں ہو سکتا... میں کبھی سائن نہیں کروں گی۔"

یعنی بچی نہیں چاہیے؟" اس نے بناوٹی انداز میں کہتے بھنویں بھینچے۔۔ عالیہ " سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔

میرا گمان تھا کہ تم بچی کے لیے سب کچھ کر سکتی ہو۔۔ ایک سائن ہی تو کرنا ہے " اور کیا مانگ رہا ہوں میں۔؟" فہاد مزید بولا۔۔

"یہ کیسی ضد ہے فہاد، چھوڑ دو یہ ضد۔۔دے دو مجھے میری بیٹی تمھیں کچھ حاصل نہیں ہونے والا اس سے۔۔" وہ سرد لہجے میں ملتی انداز سے بولی گویا اس کا دل تھک گیا ہو۔۔

"آرے ضد نہیں ہے۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹتے چیخا گویا یقین دلا رہا ہو۔۔"

"عشق ہے جنونیت ہے۔۔کیوں نہیں سمجھ رہی تم؟اس بے حس آدمی سے کیا ملے گا تمھیں؟جس نے ہر قدم پر صرف تمھیں تکلیفیں ہی دی ہیں۔۔"

وہ اگلے لمحے میں پھر کہتا عالیہ کے قریب آیا اور اسکے بازوؤں کو پھر سختی سے تھام کر چیخا۔۔اسکے لہجے میں اب بے بسی تھی اور یہ اسکا ایک نیا روپ تھا جو عالیہ دیکھ رہی تھی۔۔

"میری طرف دیکھو۔۔دنیا کی ساری خوشیاں دوں گا تمھیں۔۔سارا جہاں قدموں میں رکھ دوں گا۔۔چھوڑ دو اُسے۔۔وہ تمھیں ڈیزرو نہیں کرتا۔۔اُسے

تمھیں خوش رکھنا تم سے محبت کرنا تمھاری قدر کرنا نہیں آتا۔۔" وہ اب عالیہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیے بولا عالیہ نے فوراً حقارت سے اسکے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر نیچے جھٹکے۔۔

"آرے ایسی لڑکی کے لیے تو لوگ سارا جہاں ٹھکرا دیں اور وہ۔۔ وہ تمہارے ہی آنکھوں میں پل پل آنسوؤں کی وجہ بنتا ہے۔۔ یاد نہیں ہے میرے باپ کے ساتھ ساتھ تمھاری ماں کی جان بھی تو لی تھی اس نے۔۔" وہ اب اسکے زخم کھیر دنے لگا۔۔

"اس کے ساتھ رہ کر تمھیں تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔۔ سائن کرو اس پر۔۔"

"نہیں کروں گی۔۔!" عالیہ بھی مقابل کی بلند آواز پر جواباً غرائی۔۔

میں نے کہا سائن کرو۔۔یہ بہت ضروری ہے عالیہ۔۔ تمھیں اس اذیت ناک"
قید سے رہائی دلانے کے لیے۔۔" وہ پھر بولا۔۔

وہ قید نہیں میری جنت ہے۔۔میرا سکون ہے۔۔وہ میری محبت ہے میرا جنون"
ہے، وہ جس حال میں جیسا رکھے، مجھے نہ کوئی گلا ہے نہ کوئی تکلیف۔۔ تم جیسے
شخص کی باتوں میں ہرگز نہیں آؤں گی میں۔۔" عالیہ نے فوراً اسکا جملہ کاٹ کر
غراتے کہا اسکا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔

: فہاد کا چہرہ غصے سے تن گیا
تو تم ایسے نہیں مانو گی۔۔" وہ اپنی پشت سے پستول نکالنے لگا۔۔"

محبت کی دعوے داری کر رہے ہو؟ پسٹل نکال کر؟" عالیہ نے اسکے ہاتھوں کی"
حرکت دیکھتے فوراً کہا۔۔

: فہاد ہنسا

میری جان! محبت کی خاطر جان لے بھی سکتا ہوں اور دے بھی سکتا "
"ہوں۔۔

:عالیہ کی نظریں چمک اٹھیں
تو پھر تھوڑا انتظار کرو، تمھارا جان دینے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔۔ کچھ ہی"
"دیر میں علی بھی یہاں پہنچ جائے گا اور تمھیں اپنے ہاتھوں سے ختم کرے گا۔۔

تمھیں بہت یقین ہے اس پر؟ فہاد اسکے جملے پر ایک وحشت ناک قہقہہ لگاتے"
کہا۔۔اسے عالیہ کی بات سراسر احمقانہ اور مزاق لگی۔۔

اسے پہنچنے کا راستہ بھی تو کوئی دکھائے ناں؟" فہاد کے مسکرا کر مزید کہا۔۔"

جب بات میری ہو تو وہ پاتال کی گہرائی تک بھی پہنچ جاتا ہے۔۔ تم تک رسائی تو" پھر معمولی بات ہے۔۔"اس کے جملوں میں ایک یقین جھلک رہا تھا اور یہی یقین مقابل کا دل بری طرح جلا رہا تھا۔۔

آنے دو اسے۔۔ یہ تو اور بھی آسانی ہو جائے گی۔۔ تم سے سائن کروانے کی" ضرورت نہیں پڑے گی پھر۔۔ کیونکہ اسے تو اپنے ان ہاتھوں سے تمھاری نظروں کے سامنے ماروں گا۔۔"اس نے دانت بھینچ کر مسکراتے کہا آنکھوں میں پھر جنونیت گہری ہوئی۔۔اسی دوران ایک کارندہ قریب آیا، اور دھیمی آواز میں کہا:

"صاحب! بچی چیخ رہی ہے... کیا حکم ہے، ہاتھ اٹھاؤ اس پر؟"
کارندے نے آخری الفاظ میں مسکرا کر عالیہ کی جانب دیکھا وہ جھوٹ بھی بڑی صفائی سے بول رہا تھا۔۔

جبکہ اپنی بیٹی کا ذکر سن کر عالیہ کا دل حلق میں آگیا،

وٹ؟ کہاں ہے امرحہ۔۔بتاؤ مجھے کہاں ہے وہ۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے سب" کچھ بھول کر فہاد کا گریبان پکڑتے بری طرح چیخی۔۔

سائن کرو۔۔بتاتا ہوں۔۔" فہاد نے مسکرا کر اسے پین دکھایا۔۔عالیہ کو اپنی" بیٹی کی فکر ستانے لگی وہ خاموش پھر سے سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔

ایک سائن کی بات ہے۔۔اگر سائن کر دو گی، تو سب بچ جائیں گے۔۔ورنہ۔۔"
"! یہیں علی اور تمھاری بیٹی۔۔دونوں کی موت کی گواہ بنو گی تم

وہ اسے مزید جذباتی طور پر طیش دلاتا اسکے جذبات کو اپنے فائدے میں استعمال کرنے کی کوشش کرتا گویا ہوا ہو چاہتا تھا کہ عالیہ کو اسی کمزور لمحے میں مجبور کرا کر اب موقع کا مکمل فائدہ اٹھایا جائے۔۔

۔

۔

فہاد کی آواز، اس کا لہجہ، اس کی آنکھوں میں جیت کا غرور... سب کچھ عالیہ کے گرد گونج رہا تھا۔ وہ خاموشی سے، جیسے اپنے اندر ایک طوفان دبا کر، اس کی باتیں سن رہی تھی۔ دھمکیوں کے تیر اس کے ضبط کی دیوار سے ٹکرا کر اندر کہیں چبھ رہے تھے۔

وہ خاموش تھی، مگر اس خاموشی میں احتجاج، بے بسی، اور دل کا ماتم چھپا ہوا تھا۔

پھر اس نے آہستہ سے پین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

فہاد پر مسرت لہجے میں مسکرا کر عالیہ کو پین تھامایا اسے یقین ہوا کہ وہ جیت چکا ہے جبکہ عالیہ کے لیے یہ کس قدر کرب کا لمحہ تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔ وہ

ہمیشہ اپنی محبت کے لیے اسی طرح آزمائی جاتی تھی مگر آج اسے لگا یہ آخری آزمائش ہے جس کے بعد سب کچھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔۔اور اس کے نزدیک اسکی محبت کی کہانی کا یہی اختتام طے ہے۔۔

...عالیہ نے پین تھاما

اس لمحے میں وہ لڑکھڑا گئی۔اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے،دل جیسے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا،اور آنکھیں اندر سے نم تھیں مگر باہر سے خشک۔اس نے پین کو مضبوطی سے تھام کر دستخط کی سطر پر قلم رکھا۔

اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں،

...یہ لمحہ

ایک عورت کی محبت کے تابوت پر آخری کیل کا لمحہ تھا۔

وہ جیسے سوچ چکی تھی...یہ آخری امتحان ہے۔

...اس کے بعد کچھ باقی نہیں بچے گا
نہ وہ...نہ علی...نہ اس کہانی کا کوئی اگلا صفحہ۔
پھر۔۔

...ایک آواز ابھری، ہوا کو چیرتی ہوئی
ایسی آواز جس نے جیسے اس کے جسم میں جان ڈال دی ہو۔

"!عالیہ"
چیخنے کی سی شدت لیے وہ آواز اس کے کانوں میں پڑی اور اس کے وجود کو جھنجھوڑ گئی۔

پین اس کے ہاتھ سے لڑکھڑا کر زمین پر گرا۔۔
سیڑھیوں سے چڑھتے قدموں کی آواز، بھاگتے سانسوں کی ہانپ، اور سرخ چہرہ لیے علی۔۔اب اسکے سامنے کھڑا تھا... جیسے وقت کی قید توڑ کر وہ پلٹ آیا ہو۔

وہ پلٹی... آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، جیسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ وہ جسے کھو چکی تھی، وہی اس کے سامنے تھا۔
اس کی محبت، اس کی امید، اس کی کہانی کا اصل کردار۔

عالیہ ساکت ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو اترنے لگے، جو خوشی، حیرت اور جذبات کی شدت سے بہہ نکلے تھے۔
دل کو یقین آیا، کہ وہ اب اکیلی نہیں تھی۔۔

فہاد، جو لمحہ بھر پہلے خود کو فاتح سمجھ رہا تھا، اب اچانک جیسے زمین پر آ گرا ہو۔ اس کی آنکھوں کی تپش سرد پڑ گئی، چہرہ سپاٹ، قدم جمی ہوئی مٹی جیسے۔
اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ علی یہاں پہنچے گا، اور وہ بھی یوں... وقت پر... سارا منظر بدل دینے کے لیے۔

علی کی آنکھیں فہاد کو گھور رہی تھیں، جیسے وہ ہر ظلم کا حساب مانگ رہی ہوں۔

اس کی سانسیں تیز تھیں، لیکن قدم مضبوط۔

!وہ اپنی محبت کو ہارنے نہیں۔۔اسے آزادی دلانے آیا تھا

یہ کوئی عام لمحہ نہیں تھا۔

یہ محبت کے زندہ ہونے کا اعلان تھا۔

یہ انصاف کے جاگنے، اور برائی کے لرزنے کا لمحہ تھا۔

...اور اب

یہ کہانی دوبارہ لکھے جانے والی تھی—

!محبت سے، حوصلے سے، اور سچائی سے

فہاد نے طنز سے لبریز نگاہ علی پر ڈالی، جیسے وہ اس کی آمد کو ایک کھیل سمجھ رہا ہو۔

اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھری اور آواز میں غرور اور خباثت گھل گئی۔

"خوش آمدید علی شاہ... تم نے خود اپنی موت کو دعوت دی ہے یہاں آکر...
کیونکہ مجھے میرے مقصد سے تم ہر گز نہیں روک سکتے!"

اس کے الفاظ ابھی ہوا میں تیر ہی رہے تھے کہ
علی نے ضبط کا سارا بندھن توڑ ڈالا۔

اس نے بجلی کی سی تیزی سے قدم بڑھایا، اور
"اہھھھہ!"
ایک دھاڑ لگاتے ہوئے ہوئے فہاد کے چہرے پر ایسا زوردار مکا مارا کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرا۔۔
ماحول ساکت ہو گیا۔

عالیہ کے لبوں پر دبی چیخ پھسل گئی، اور وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

فہاد نے گر کر ہتھیلیاں زمین پر جمائی، دانت بھینچ لیے۔۔

اس کے ہونٹ سے خون بہہ نکلا، چہرہ ایک لمحے میں غصے، تکلیف، اور حیرت سے بگڑ گیا۔

ہر سوں خاموشی پھیلی مگر یہ خاموشی پلک جھپکتے میں ٹوٹ گئی۔۔

فہاد کے کارندے جھنجھلا کر حرکت میں آ گئے۔

"پکڑو اسے!"

فہاد چیخا، اور اس کے اشارے پر تین آدمی علی کی جانب لپکے۔

فہاد زمین سے کھڑا ہوتا پیچھے ہٹ کر مسکرا رہا تھا۔

"کیا خیال تھا اسکا؟ کہ ایک اکیلا آدمی میرے پورے گینگ سے لڑ لے گا؟"

مگر علی، علی تھا...

اس کے اندر برسوں کا ضبط، تکلیف، اور محبت کی توہین کا غصہ اُبل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے تھے، ہاتھوں میں بجلی، اور قدموں میں طوفان۔

پہلے آدمی نے اس پر وار کیا، مگر علی نے جھک کر وار بچایا اور پوری طاقت سے اسے سینے پر مکہ دے مارا۔ وہ کراہتا ہوا پیچھے جا گرا۔

دوسرا ابھی جھپٹا ہی تھا کہ علی نے اسے گردن سے دبوچ کر دیوار سے دے مارا۔ دیوار ہل گئی، اور وہ بے ہوش سا نیچے لڑھک گیا۔

تیسرے کو علی نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر فرش پر پٹخا، کہ زمین پر گویا زلزلہ آ گیا ہو۔

علی کو بھی جوابی وار میں چوٹ لگی مگر اس نے اپنے زخمی کندھے کی پرواہ کیے بغیر ایک کے بعد ایک دشمن کو زمین بوس کیا۔ چند لمحوں میں ہی فہاد کے کئی آدمی کراہتے ہوئے زمین پر گرے پڑے تھے۔

علی کے ہر وار میں درد کا حساب، محبت کی توہین کا غصہ، اور عالیہ کے آنسوؤں کا انتقام بول رہا تھا۔

"!! سمجھے کیا تھے تم؟ کہ میں ہار مان لوں گا؟"
علی نے غرا کر کہا۔
فہاد، جواب تک تماشہ دیکھ رہا تھا، ایک دم پیچھے ہٹنے لگا۔ مگر دیر ہو چکی تھی۔
علی نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان جھپٹ لیا،
اور قریب کھینچ کر اتنی زور سے چلاتے ہوئے مکہ مارا کہ فہاد کی گردن ایک طرف جھک گئی۔

اس نے مستقل فہاد کے چہرے پر چار زوردار مکے جڑ دیے۔۔ فہاد پیچھے ہٹا، مگر علی نے اس کا گریبان نہ چھوڑا۔
اسے دھکیل کر لکڑی کی کرسی پر مارا۔۔

کرسی چیخ گئی، لکڑی کے ٹکڑے بکھر گئے۔

فہاد کا چہرہ اب خون آلود، سوجا ہوا، اور آنکھیں خالی ہو چکی تھیں۔

علی نے اسے گردن سے پکڑا، جھکا کر قریب لایا، اور پھنکار کر بولا :

یہ علی شاہ ہے، جو اپنی محبت کی بے عزتی کبھی نہیں برداشت کرتا۔ تُو نے سمجھا" تھا وہ کاغذ کے دستخط تجھے مرد بنا دیں گے؟

"!اب سن۔۔ جس کھیل کو تُو نے شروع کیا تھا ناں! آج اسے ختم میں کروں گا

یہ کہتے بھی علی رکا نہیں اسے لات مار کر خود سے دور کیا اور قریب موجود ایک چھوٹا لکڑی کا میز دیکھ کر اس کی جانب بڑھا۔۔

میز اٹھا کر فوراً اس نے فہاد کی کمر پر دے مارا، جو ٹوٹ گیا۔ علی کی آنکھوں میں فہاد کے تمام جرائم، خانم بیگم کی اذیت، سمیرا کے آنسو، شاہزیب کی ہسپتال میں بے حسی، عالیہ کی خاموش اذیت... سب کچھ ایک ایک تصویر کی طرح لہر رہا تھا۔

علی نے آخری بار اب فہاد کو پکڑ کر دیوار سے دے مارا،

ایک بھاری آواز کے ساتھ فہاد کا ماتھا پتھر کے ستون سے ٹکرایا۔۔ جس سے اسکا سر بری طرح زخمی ہوا اسکے ماتھے سے خون ظاہر ہونا شروع ہوا۔۔اس کی چیخ حلق میں دب گئی،اور وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر کر کراہنے لگا۔۔

عالیہ دیوار کے ساتھ ساکت کھڑی تھی،

اس کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے،

مگر وہ آنسو کمزوری کے نہیں تھے۔۔

یہ آنسو طاقتور لمحے کے گواہ تھے،

اس کے محافظ کی واپسی کے گواہ!

فہاد اب نیچے پڑا تڑپ رہا تھا۔۔

اس کے سارے آدمی یا تو فرش پر بے ہوش تھے،

یا کراہتے ہوئے جان بچا کر بھاگ چکے تھے۔

علی اب اس پر مکمل حاوی ہو چکا تھا۔ فہاد زمین پر پڑا اب کراہ رہا تھا، تڑپ رہا تھا
مگر علی نے اب بھی نہیں رکا۔۔

علی کی آنکھوں میں جلتے شعلے اور ہاتھوں میں بپھرا طوفان تھا۔
اس کے وار اب نہ صرف طاقتور بلکہ انتقامی ہو چکے تھے۔

"!یہ تیرے ہر ظلم کا حساب ہے"
علی گرجتا ہوا پھر اس پر بیٹھ کر ایک اور مکا مارا۔۔

مگر اسی لمحے، ایک زخمی کارندہ جو دیوار کے ساتھ نیم بے ہوش پڑا تھا،
زمین سے بمشکل اٹھا۔
اس کی نظریں ادھر ادھر بھٹکیں، اور پھر

قریب پڑا ایک بھاری لوہے کا راڈ اس کی نگاہوں میں چمکا۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چپکے چپکے علی کی پشت کی طرف بڑھا۔
اس کے چہرے پر وحشیانہ ارادہ نمایاں تھا۔

عالیہ، جو تھوڑی دور کھڑی علی کو دیکھ رہی تھی،
یکایک اس کی نظر پیچھے سے آتے اس کارندے پر پڑی۔۔
اور وہ لمحے بھر کو ساکت ہو گئی۔۔

پھر اس کی روح کو چیر دینے والی ایک دل دہلا دینے والی چیخ سنائی دی۔۔"علی...!!"
اس کی چیخ عمارت کے ستونوں سے ٹکرائی،
مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔

کارندے نے پوری طاقت سے لوہے کا راڈ عقب سے علی کے سر پر دے مارا۔
ایک دردناک، گونجدار آواز کے ساتھ علی کی چیخ ہوا میں گھل گئی۔

اس کا جسم کانپ کر لرز گیا،
آنکھیں ایک لمحے کو کھلیں اور پھر بند ہو گئیں۔

اس نے اپنا سر تھاما، مگر توازن برقرار نہ رکھ سکا۔

اگلے ہی لمحے وہ فہاد کے دائیں جانب،
فرش پر زور سے گرا۔
خون اس کے سر سے نکل کر فرش پر پھیلنے لگا۔

وہ ہلکا سا ہلا، پھر ساکت ہو گیا۔

"!... علی! علی۔۔ آنکھیں کھولو"

عالیہ دیوانہ وار دوڑتی ہوئی اس کے قریب پہنچی۔

زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔

وہ رو رہی تھی،
اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ، سانسوں کی بے ترتیبی،
سب کچھ اس کے دل کے ٹوٹنے کی گواہی دے رہے تھے۔

"...علی، کچھ تو بولو... میری طرف دیکھو... پلیز"
اس کی سسکیاں اس کے لہجے میں پگھل کر نکل رہی تھیں۔

مگر علی کی سانسیں دھیمی ہو چکی تھیں،
اس کا چہرہ ساکت، آنکھیں بند، اور لب خاموش تھے۔

ادھر فہاد بھی پھر سے زمین سے بمشکل سنبھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔اس کے چہرے پر خون، گرد، اور نفرت کی آمیزش تھی۔۔
مگر آنکھوں میں، فتح کی چمک تھی۔

وہ علی کے قریب آیا،
اور بغض سے لبریز لہجے میں کہا:

"یہی انجام ہوتا ہے ہیرو بننے کا!"

پھر اس نے علی کے پاؤں کو حقارت سے
اپنے پیر سے ایک طرف دھکیلا جیسے وہ کوئی بے جان چیز ہو۔

"پکڑ لو اسے!"
اس نے سرد اور سنگدل آواز میں حکم دیا۔

وہ تمام زخمی کارندے اب فوراً آگے بڑھے،
علی کی نیم بے ہوش لاش کی طرف۔

عالیہ نے روتے ہوئے فہاد کا ہاتھ تھاما،

"نہیں نہیں کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔ فہاد روکو انہیں۔۔"

اس کی التجا میں جان تھی،

مگر فہاد کی روح میں رحم کب کا مر چکا تھا۔

وہ زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

"ریلیکس بے بی..."

اور اگلے ہی لمحے اس نے عالیہ کا بازو جھٹکے سے تھام کر اسے اٹھایا۔

عالیہ توازن کھو کر کھڑی ہوئی،

مگر اس کی نظریں علی پر جمی رہیں۔

اس کے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔

وہ چیخنا چاہتی تھی، مگر آواز جیسے گلے میں اٹک گئی تھی۔

فہاد اسے زبردستی علی سے دور لے جانے لگا،

اور عالیہ کی آواز، اس کا دل، اس کا وجود۔۔

...بس علی کے ساکت وجود کے گرد چکرانے لگا

فہاد مسکرایا،

"ریلیکس بے بی۔۔"

وہ بڑے اطمینان سے بولا اور آہستہ آہستہ عالیہ کے عقب میں پہنچ کر اس کے بازوؤں کو جکڑتے ہوئے اسے زمین سے اٹھایا، پھر زور سے علی سے دور لے گیا۔

عالیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

یہ ایک ایسا لمحہ تھا جہاں بازی پل پل بدل رہی تھی — کبھی جیت کا گمان ہوتا، تو اگلے ہی پل ہار کا یقین چھا جاتا۔ ابھی کچھ لمحے قبل وہ دونوں سمجھ رہے تھے کہ فتح

ان کے قدموں میں ہے، مگر اب...ایک ہی جھٹکے میں بازی پلٹ چکی تھی،اور ان کے نصیب کا پلڑا ہار کی سمت جھکنے لگا تھا۔۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کا ہی وقت تھا۔

افتخار گھرانے میں یہ ایک عام سی خاموش دوپہر تھی—نہ کوئی ہلچل،نہ کوئی شور—مگر شاید میشل کے لیے یہ سکون کسی طوفان سے پہلے کی خاموشی جیسا تھا۔وہ اپنے کمرے میں گھریلو شلوار قمیض پہنے،خاموشی سے بیگ پیک کر رہی تھی۔اس کے چہرے پر کسی حد تک سنجیدگی،اور ہاتھوں میں غیر متوقع عجلت تھی۔

وہ کپڑے تہہ کرتی، چیزیں ترتیب سے رکھتی جا رہی تھی، جب اچانک ایک خیال نے اس کے ہاتھ روک دیے۔

"عارض کہاں ہے؟"

اسے یاد آیا کہ وہ کچھ دیر قبل فون پر بات کرنے کا کہہ کر کمرے سے نکلا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس خیال نے بے چینی کو جنم دیا۔ وہ بیگ بند کرتی، تیزی سے باہر نکلی۔

لاؤنج میں پہنچ کر اس نے عارض کو دیکھا—— گلاس وال کے قریب، باہر کے منظر پر نظریں جمائے، ہاتھ میں موبائل تھامے وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر بل، سانسوں میں ہلکی سی بے ترتیبی۔

میشل نے بغیر کسی تاخیر کے قدم بڑھائے۔

"کیا ہوا؟ میں کمرے میں کب سے تمھارا انتظار کر رہی ہوں، اور تم یہاں ٹہل رہے ہو؟ پیکنگ نہیں کرنی کیا؟"

وہ اس کے قریب آ کر بولی، لہجہ فکرمندی لیے۔

عارض ایک دم چونک کر پلٹا۔

"میشل... ایک پرابلم ہو گئی ہے یار۔"

اس کی آواز میں ہچکچاہٹ اور چہرے پر گہری پریشانی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ تم بہت پریشان لگ رہے ہو؟"

میشل کے ماتھے پر بھی اب تشویش کے سائے اُتر آئے۔

آفس سے کال آئی تھی... علی بھائی کی بیٹی کو کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے...اور عالیہ
صاحبہ بھی آفس سے کسی کو بتائے بغیر نکل گئی ہیں، غالباً بچی کی تلاش میں... یعنی
"وہ بھی خطرے میں ہیں۔"

"!او گاڈ"

میشل کے چہرے کا رنگ ایک پل کو اُڑ گیا۔

"تم نے علی کو انفارم کیا؟"

"ہاں، کر دیا... وہ سُن کر بہت پریشان ہو گئے تھے۔"

عارض کا لہجہ نرم مگر بھاری تھا۔

میشل خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ الفاظ نہ سہی، مگر اس کی آنکھیں چیخ چیخ کر
حالات کی نزاکت کو بیان کر رہی تھیں۔

"علی بھائی کا لہجہ سن کر اب میرا بھی یہاں دل نہیں لگ رہا۔"
عارض کی آواز ایک اندرونی بے چینی کو عیاں کر رہی تھی۔

حالات ٹھیک نہیں ہیں میشل... مجھے جانا ہوگا، ہو سکتا ہے انہیں میری مدد کی"
"ضرورت ہو۔
اس نے میشل کے بازو تھام کر نرمی سے، مگر پُر عزم انداز میں کہا۔

میشل نے فوراً فیصلہ لیا:
"میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گی۔"

مگر اگلا سوال اہم تھا:
"مگر ہم جائیں گے کہاں؟ ہمیں تو نہیں پتا کہ علی اور عالیہ کہاں ہیں؟"

"کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکلے گا، بس یہاں سے نکلنا ضروری ہے۔"

عارض کی نگاہ میں بے یقینی کے باوجود امید کی ایک چمک تھی۔

"ٹھیک ہے۔"
میشل نے حتمی لہجے میں کہا۔

"میں گاڑی اسٹارٹ کر رہا ہوں، میرے پیچھے فوراً آ جانا۔"
یہ کہہ کر عارض تیزی سے روانہ ہو گیا۔

میشل نے ایک پل کو ارد گرد دیکھا، آنکھوں میں تیزی سے بدلتے مناظر کی پیش گوئی تھی، وہ بھی اس کے پیچھے بڑھ گئی——ایک نئے سفر، ایک نئے مرحلے کی طرف، جس کا انجام انہیں بھی نہیں معلوم تھا۔۔

--------------سونی رائٹس

دوپہر کی دھوپ اپنے عروج پر تھی۔

ناصر ہاؤس کے لان میں پھیلی سنہری تپش خاموش تھی، مگر کسی ان دیکھے اضطراب کی گواہ لگتی تھی۔ سلمہ بیگم لاؤنج سے باہر قدم رکھتی ہی تھیں کہ ان کی نگاہ لان کے وسط میں رکھی کرسی پر تنہا بیٹھی سارہ پر پڑی۔ وہ دھوپ کی پروا کیے بغیر، ساکت، کسی گہری سوچ میں گم تھی، جیسے وقت سے الگ کوئی سوال اس کی روح سے الجھ رہا ہو۔

سلمہ بیگم کے ماتھے پر فکر مندی کی ایک لہر آئی، وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھیں۔

"کیا ہوا میری جان؟ اتنی دوپہر میں تم یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟ کمرے میں رہنا چاہیے تمھیں۔"

انہوں نے نرمی سے سارہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

سارہ چونک کر حقیقت کی طرف لوٹی، اور دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"کمرے میں رہنے کا دل نہیں چاہ رہا، امی... آج بہت دل گھبرا رہا ہے میرا۔" اس کی آواز میں بوجھ تھا، ایک انجانی سی اداسی، جسے وہ چھپانے میں ناکام رہی۔

سلمہ بیگم کے چہرے پر تشویش گہری ہوئی، وہ سارہ کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

کیوں گھبرا رہا ہے؟ میں ہوں نا تمھارے ساتھ۔ اگر طبیعت ٹھیک نہیں تو"
"ارسلان کو فون کر کے بلا لیتے ہیں، تمھیں اسپتال لے جائے گا۔
ان کا لہجہ تسلی بخش تھا، جیسے ماں کی ممتا بہو کو بیٹی کی طرح گلے لگا رہی ہو۔

طبیعت تو ٹھیک ہے، امی... بس دل بے چین ہے، جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔"

سارہ نے نظر جھکاتے ہوئے دھیرے سے کہا، جیسے خود کو سنانے کے لیے کہہ رہی ہو۔

اس کی نگاہیں کہیں دور علی کی طرف جا رہی تھیں۔ ایک انجانا خوف، ایک غیر واضح سا اندیشہ اس کے دل میں سر سراتا تھا، جس کا وہ خود بھی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

"اللہ نہ کرے، بیٹا... ایسی باتیں نہ سوچو۔ نوافل پڑھو، دل کو سکون ملے گا۔" سلمہ بیگم نے نرمی سے کہا، جیسے ایمان کی چادر اس کے دل پر ڈالنا چاہتی ہوں۔

"جی، امی۔"

سارہ نے دھیرے سے سر ہلایا اور اٹھنے لگی، شاید عبادت کے ذریعے اس بے چینی کا حل ڈھونڈنا چاہتی تھی۔

"اپنے گھر والوں کے لیے بھی دعا کرنا۔ ان شاءاللہ سب بہتر ہو گا۔"
سلمہ بیگم نے اس کے بازو پر ہلکے سے ہاتھ رکھ کر امید دلائی۔

"ان شاءاللہ۔"
سارہ نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر اس کا بجھا بجھا چہرہ سلمہ بیگم سے کچھ چھپ نہ سکا۔

وہ لمحہ بھر اسے تکتے رہیں، پھر گویا ہوئیں:

میں ارسلان کو فون کر لیتی ہوں، کہ وہ تمھیں آج گھر لے جائے۔ شاید تمھیں"
"اپنے گھر والوں کی یاد ستا رہی ہے، اسی لیے دل اداس ہے۔

سارہ خاموش رہی، گویا الفاظ نہیں ملے۔

"بس فکر مت کرو میری جان، میں ابھی کہتی ہوں اُسے۔"
سلمہ بیگم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔

لان کی دوپہر جیسے اور بھاری ہو گئی تھی—— کسی آنے والے طوفان سے پہلے کی خاموشی، جو صرف حساس دلوں پر آشکار ہوتی ہے۔

-------------سونی رائٹس-------------

...کچھ لمحے گزر چکے تھے
اب منظر مکمل بدل چکا تھا۔

علی کو دو ستونوں کے درمیان، لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔۔ زخمی جسم، تھکی سانسیں مگر آنکھوں میں وہی بغاوت کی آگ، وہی شیر جیسا غرور۔ گویا کوئی زخمی مگر زندہ، زندہ مگر خطرناک شیر ...اپنی زنجیروں سے ٹکرا رہا ہو۔

پسینے میں بھیگی پیشانی پر بکھرے بال چپک کر ماتھے سے لپٹ گئے تھے۔۔ بلیزر کوٹ کے نیچے شرٹ کا رنگ بدل چکا تھا—— پسینے، گرد اور خون کے دھبوں سے۔۔ شرٹ کی چند جگہیں چاک ہو چکی تھیں، جن سے اس کی زخمی جلد جھانک رہی تھی۔

اور...اسی کے سامنے کھڑی تھی عالیہ۔

عمارت کی اس منزل کے بیچوں بیچ، مجبوری اور اذیت میں گھری، آنسوؤں سے نم آنکھیں، لرزتا وجود، اور نگاہیں... صرف علی پر۔

فہاد چند قدم آگے بڑھا، ہاتھ میں وہی طلاق کے کاغذات، اور پین۔

میں اب بھی چاہتا ہوں، کہ تم ان پر سائن کر دو... بغیر مزید تماشا کیے..."اس کی آواز میں اب بھی وہی زہر، وہی خمار۔

...عالیہ کے کانپتے ہاتھ نے پین تھامنا چاہا ہی تھا کہ
: زنجیروں کی جھنکار کے ساتھ علی کی چیختی ہوئی، گرجتی آواز سنائی دی
"! عالیہ! اس حرامزادے کی کوئی بات سننے کی ضرورت نہیں ہے"

ماحول گویا گونج اٹھا۔
تمام نظریں یکدم علی کی طرف پلٹیں۔
اس کی آنکھوں میں ایسی شدت تھی جیسے زنجیریں وہ اگلے لمحے توڑ ڈالے گا۔

عالیہ لرز گئی... اس نے بے یقینی سے اپنے شوہر کو دیکھا،

زخموں سے چور، مگر پھر بھی اتنا مضبوط...اتنا باہمت۔

علی نے ایک اور جملہ بلند آواز میں کہا:

"تم آخر کیوں آئی یہاں پر؟"

عالیہ کا لب کانپنے لگا۔

"...ت... تم نہیں جانتے...اس...اس نے امرحہ"

"کچھ نہیں ہوا امرحہ کو!"

علی نے اس کا جملہ کاٹ دیا، آنکھوں میں ایک چمک اور لہجے میں یقین۔

"وہ محفوظ ہے... گھر پر...اور تم بھی محفوظ ہو، جب تک میں زندہ ہوں!"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟" وہ حیرت زدہ ہوتی اب فہاد کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی مگر فہاد کو تو اپنا پول کھلنے پر جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا۔۔وہ عالیہ کو اپنے سامنے دیکھ کر یہ بھول گیا تھا کہ حمزہ نے اسے کال کر جو کچھ بتایا وہ ایک چال تھی۔۔

"یہ ایک انتہائی گھٹیا انسان ہے اس نے ہر ایک کو دھوکا دیا بڑے بڑے جھوٹ بولے ہیں بڑے بڑے جرم کیے ہیں، یہ آدمی ذرہ برابر بھی بھروسے کے لائق نہیں۔۔" علی نے انگار آنکھوں میں فہاد کو دیکھ کر کہا۔۔

"اس نے سکول میں امرحہ کو کڈنیپ کرنے کی سازش رچی۔۔اور سمجھ رہا تھا کہ یہ جیت گیا ہے مگر جیسا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔۔امرحہ کو بچا لیا گیا ہے۔۔"

ماحول میں ایک لمحے کو سکوت چھا گیا۔

فہاد نے ایک پل کو چونک کر علی کو دیکھا...اس کی آنکھوں میں حیرت سی لہر دوڑی...

لیکن اگلے ہی لمحے وہ ہنسا، سرد، بے رحم انداز میں۔

"!واہ...چالاکی دکھائی تم نے... مگر تم شاید مجھے نہیں جانتے علی شاہ"

وہ آہستہ آہستہ علی کی طرف بڑھا، پھر گردن گھما کر عالیہ کی طرف دیکھا...

اور بس اسی لمحے، اس کے چہرے پر وحشت زدہ جنون ابھرا... جیسے وہ سب کچھ بھول گیا ہو۔۔ حمزہ کا جھوٹ، بچی کی بات، ہر چیز!

یہ سب فریب تھا؟"اس نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔"

کوئی بات نہیں...وہ بچی تو صرف ایک بہانہ تھی... میرا اصل انعام تو یہ ہے...""""

اس نے انگلی سے عالیہ کی طرف اشارہ کیا۔

اس کے انداز میں فاتحانہ خباثت جھلک رہی تھی، جیسے کوئی شکاری زخمی شکار کو دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔

"اور اب... وہ تو بچ گئی مگر تم کیسے بچو گے بڈی؟"
اس نے علی کی طرف اشارہ کیا، جس کی آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں۔

عالیہ کا دل پل بھر کو خوشی سے دھڑکا۔
"امرحہ محفوظ ہے؟"
لیکن اگلے ہی لمحے فہاد کی بات نے اس کے چہرے سے رنگ چھین لیا۔

عالیہ، سائن تو میں تم سے لے کر ہی رہوں گا... تمھاری بیٹی کے ذریعے نہ سہی،"
"تو علی شاہ کے ذریعے ہی سہی۔
فہاد کے لفظوں میں زہر تھا، اور علی کے چہرے پر شدید ناگواری چھا گئی۔ وہ اپنی بیوی کو تڑپتا دیکھ رہا تھا اور کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

"!خیر اگر کہو گی تو... میں اسے گولی بھی مار سکتا ہوں"

فہاد نے مسکراتے ہوئے جیب سے پستول نکالی۔

اس کی انگلی ٹریگر پر گئی تو عالیہ کی چیخ نکل گئی،

"!نہیں! ہر گز نہیں... ایسا ہر گز مت کرنا"

علی نے دانت بھینچ لیے، خون کھولنے لگا، مگر زنجیریں اسے باندھے ہوئے تھیں۔

"تو پھر جیسا میں کہوں، ویسا کرو گی ناں، ڈارلنگ؟"

فہاد نے طنزیہ نرمی سے کہا، نظریں عالیہ کے چہرے پر جما دیں۔۔

ایک مکروہ سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

پھر اس نے پلٹ کر علی کی جانب دیکھا۔

"ہاہاہا... غصہ آ رہا ہے؟ مگر کچھ کر نہیں سکتے ناں؟"
اس کے قہقہے کے ساتھ ہی کارندے بھی ہنسنے لگے، جیسے کوئی تماشا دیکھ رہے ہوں۔

علی کی آنکھیں انگارے بنی ہوئی تھیں۔
حرامزادے! اگر ایک بار اور میری بیوی کو مخاطب کیا تو یاد رکھ، اس بلڈنگ "
"! سے تیری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی
اس کی دھاڑ بائیسویں منزل کی کھلی فضا میں گونجی، فضا لرز گئی۔

"...ارے میں تو ڈر گیا"
فہاد نے بناوٹی سہم کر کہا اور پھر زوردار قہقہہ مارا۔

"...ہمت ہے تو کھول مجھے... اور پھر دیکھ کون بچتا ہے"
علی نے زنجیروں کو جھٹکا دے کر گرجتے ہوئے کہا۔

وہ بپھرا ہوا شیر تھا، جس سے لگا تھا کہ گویا اس کی قید صرف وقتی ہو۔

: فہاد اس کے قریب آیا، جھک کر بولا

یہ میری شرافت ہے بڑی کہ نہ تمھیں گولی مار رہا ہوں، نہ ہی اس کے قریب "
" جا کر تمھارا دل جلا رہا ہوں... ورنہ اس لمحے سب کچھ کر سکتا ہوں میں۔۔
مگر پتا ہے کیوں نہیں کر رہا؟"

"... کیونکہ میں ایک 'اچھا انسان' ہوں

: پھر وہ گھوم کر عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"! بس یہی ریلائز کرانا ہے تمھیں، عالیہ"

: علی نے فہاد کی طرف تھوکا اور غرّایا

... تُو ایک بیغیرت انسان ہے! جو ہر بار پیچھے سے وار کرتا ہے"

اس بار بھی بچی کو ڈھال بنا کر مردانگی دکھائی؟

"! یاد رکھ... گیدڑ جتنا بھی شور مچائے، اس کے مقدر میں ناکامی ہی ہوتی ہے

...اس کے لفظ گونجتے چلے گئے

—— اور عالیہ کی بھیگی پلکوں کے درمیان ایک چمک ابھری

...امید کی چمک

"!اپنی بکواس بند کرو...ورنہ جان سے جاؤ گے"

فہاد دھاڑا اور غصے سے لبریز پستول نکال کر علی کے قدموں میں گولی چلائی۔

گولی فرش سے ٹکرائی، چنگاری سی اڑ کر فضاء میں تحلیل ہوئی۔

...مگر علی اپنی جگہ جما رہا

نہ لرزا، نہ جھکا۔

اس کی نگاہیں اب بھی فہاد کی آنکھوں میں ڈٹ کر دیکھ رہی تھیں۔

"میں صرف عالیہ کی وجہ سے تم سے نرمی سے بات کر رہا ہوں... اور تم مجھے انڈر اسٹیمیٹ کر رہے ہو؟"

فہاد کا چہرہ تمتمار ہا تھا، ماتھے پر بل تھے، ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

علی نے زخموں کے باوجود اپنے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ سجالی۔

"میری جان..."

اس نے گردن موڑ کر عالیہ کو دیکھا۔

"تم جانتی ہو، یہ شخص پچھلے ایک سال سے میرے پیچھے لگا ہے... مگر آج تک کچھ نہ اکھاڑ سکا۔"

اس کے لہجے میں فخر بھی تھا، چیلنج بھی...

اور محبت؟ وہ تو ان جملوں میں چھپی چیخ تھی جو صرف عالیہ سن سکتی تھی۔

فہاد کی آنکھوں میں علی کی مسکراہٹ آگ بن کر اتر رہی تھی۔

اس نے ہوٹل میں آگ لگوائی، "

اس نے تمھیں مجھ سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی،

ہماری انڈسٹری کو نقصان پہنچایا،

سمیرا کو قتل کروایا، اور پھر... اسی کے کیس میں مجھے پھنسا کر پولیس اسٹیشن میں

مجھ پر قاتلانہ حملہ کروایا۔

"...اور تو اور

علی کا لہجہ ایک دم گہرا ہوا،

"! خانم امی... وہ بھی اسی کی سازش کا شکار ہوئیں... "

اس ماحول میں جیسے وقت تھم گیا۔

عالیہ کی آنکھیں حیرت سے باہر کو نکلی۔۔

"امی...؟"

اس کے لب کپکپائے، سانس رُکنے لگی۔

علی کے آخری جملے کا انکشاف سن کر فہاد کے چہرے کا رنگ بھی ایک پل میں اُڑ گیا، لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنبھل کر ہنسا۔

!اچھا مذاق ہے"

واہ... جب کوئی مجرم بچنے کے لیے ہاتھ پیر مارتا ہے تو ایسی ہی کہانیاں گھڑتا ہے، ۔۔ سب الزامات موقع دیکھ کر مجھ پر ڈال دیے؟ ویری اسمارٹ، بڑی"!

اس نے طنزیہ انداز میں تالی بجائی۔

فہاد نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے علی کو مخاطب کیا، اور اپنے چہرے کے تاثرات اس مہارت سے چھپا لیے جیسے سچ اور جھوٹ کا فرق مٹ چکا ہو—— جیسے وہ ہمیشہ سے جانتا ہو کہ کب کیا چہرہ پہننا ہے، تاکہ کسی کو یقین نہ آئے کہ اس وقت سچا کون ہے... اور جھوٹا کون۔

علی خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

اب وہ بحث نہیں کر رہا تھا،
اب وہ بس فہاد کی کمینگی کو عیاں ہونے دے رہا تھا۔

"تم نے... تم نے میری امی کی جان لی؟"
عالیہ کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔
اس نے آگے بڑھ کر فہاد کا گریبان جھنجھوڑا،
"!بولو! تم نے مارا ناں انہیں؟"

فہاد نے فوراً خود کو سنبھالا، آواز اونچی کی،
!جھوٹ بول رہا ہے یہ"
!اسی نے قتل کیا تمہاری ماں کا
سارا شہر جانتا ہے، اُس دن تو اِس کے خون آلود لباس میں وہ تصویریں ساری ہیڈ لائنز میں گردش کر رہی تھیں۔
"!ام شور تم نے بھی دیکھی ہو گی، عالیہ

اس کی آواز میں جھوٹ کی لپیٹ تھی،
مگر علی کے چہرے پر اب بھی وہی سرد، پُر تمکنت سکوت تھا۔

"...یہ تو بکواس کرتا ہی رہے گا"
فہاد نے جھنجھلا کر پین آگے بڑھایا،
"!تم ٹائم ویسٹ مت کرو...بس سائن کر دو عالیہ"

فہاد کو خدشہ تھا کہ اس سے پہلے عالیہ مزید بدگمان ہو اسے اپنی چال میں پھنسا کر اپنا کام نکلوایا جائے مگر یہ جملہ سن کر علی پھر سے اسکی بیوقوفی پر مسکراتا نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

۔

۔

تپتی دھوپ، ہوا جیسے روٹھ گئی ہو، فضا میں عجیب سی سنسنی اور خاموشی کا راج تھا۔ سہ پہر اب ہونے کو تھی۔۔

پولیس موبائل گرد اُڑاتی زیرِ تعمیر بلڈنگ کے قریب رکی۔ فہیم، حمزہ اور تین اہلکار گاڑی سے کود کر تیزی سے چاروں سمتوں میں پھیل گئے۔ وہ جگہ سنسان تھی... صرف اینٹیں، بجری، سریا اور کچھ ریت کے ڈھیر۔

عمارت کے اندر ہر منزل، ہر زینہ، ہر گوشہ چھانا جا رہا تھا۔ مگر نہ کوئی آواز، نہ کوئی سایہ... بس ہوا میں تعمیراتی مٹی کی بو اور خاموشی کی چبھن تھی۔

"علی کو یہی لے جایا گیا تھا نا؟"

فہیم کے چہرے پر اضطراب چھایا ہوا تھا۔

"! ہاں، یہی تو کہا تھا اس نے"

حمزہ جھنجھلا کر بولا، جیسے یہ سکوت اس کے ضبط کو بھی توڑنے کے قریب تھا۔

کافی دیر بعد، تمام افراد باہر آ گئے۔ان کے چہروں سے پسینہ ایسے بہہ رہا تھا جیسے وقت ہاتھ سے پھسل رہا ہو۔
فہیم نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر گہرا سانس لیا اور حمزہ کی طرف مڑا۔

"آخر مسئلہ کیا ہے؟ آدھے گھنٹے سے اندر باہر مارے مارے پھر رہے ہیں، اور یہاں تو پرندہ بھی پر تک نہیں مار رہا!"
اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ اور تھکن نمایاں تھی۔

حمزہ نے نگاہیں چرا کر ہچکچاتے ہوئے کہا،
"مجھے لگتا ہے... شاید میں نے ایڈریس بولتے وقت غلط کہہ دیا... ہمیں یہ 'زید بلاک پلاٹ نمبر 55' نہیں بلکہ 'بی بلاک 55 نمبر پلاٹ' پر جانا تھا..."

"کیا؟"

فہیم کی بھنویں تن گئیں،

"تو تم اتنی بڑی غلطی کر کے اب بتا رہے ہو؟"

وہ دانت پیس کر غصے سے بولا،

"!چلو، فوراً نکلو یہاں سے"

اہلکار گاڑی میں سوار ہونے ہی لگے تھے کہ فہیم کا فون بجا۔

اس نے جیب سے نکال کر کال ریسیو کی،

"ہیلو؟"

"...جی سر، میں عارض بات کر رہا ہوں"

دوسری طرف عارض اپنی گاڑی میں، کانوں میں ائیر پوڈز لگائے، فکر مند آواز میں بولا۔

"اب کیا ہوا؟ ہم یہاں علی کو تلاش کر رہے ہیں، کسی اور کام کا وقت نہیں ہے!" فہیم نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر... میں بھی علی بھائی کے لیے پریشان ہوں۔ مگر کیا آپ عالیہ کو بھی تلاش کر رہے ہیں؟"

اس سوال نے فہیم کو لمحہ بھر کو خاموش کر دیا۔

"ہاں... وہ دونوں شاید ساتھ ہی ہیں، ہمیں شبہ ہے کہ انہیں شہر کے کنارے، نئی سوسائٹی کے زیرِ تعمیر بلاکس میں لے جایا گیا ہے۔"

فہیم نے موبائل پر نظریں جمائے، گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائی۔

"کیا میں وہاں آسکتا ہوں؟" عارض نے سوال کیا۔

"ہاں، لوکیشن تمہیں ابھی بھیج دیتا ہوں، مگر جلدی کرو!"

"!اوہ تھینک یو سر"

ادھر سے عارض نے گاڑی فوراً یوٹرن دی، ساتھ بیٹھی میشل کے چہرے پر اک روشنی سی جاگی۔

فہیم نے فوراً سے کال منقطع کرتے ہوئے اب لوکیشن شیئر کی اور گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا۔

وہ مقام اب زیادہ دور نہیں تھا... مگر جو وقت ضائع ہو چکا تھا، وہ کیا کوئی نیا موڑ لے آئے گا؟

کیا وہ لوگ وقت پر پہنچ سکیں گے...؟

کیا میشل اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی کا وہ روپ دیکھنے والی تھی جو کبھی تصور میں بھی نہ تھا...؟

------------سونی رائٹس------------

"!میں نے کہا سائن کرو عالیہ"

فہاد کا غرّاتا ہوا بولا۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا اور پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا—غصہ جیسے کسی آتش فشاں کی طرح پھٹنے کو تیار ہو۔

تم اب بھی اس کی باتوں میں آرہی ہو؟ یہ وہی علی ہے جو تمھیں برسوں سے"
"!بے وقوف بناتا آیا ہے۔ اور تم اندھوں کی طرح اس پر یقین کرتی رہی ہو

فہاد کی چیخوں میں شدت آگئی۔ وہ جیسے خود اپنے ہی الفاظ سے اپنی جنونیت کو مزید بھڑکا رہا تھا۔

عالیہ اس کی باتیں سن کر ساکت کھڑی تھی، مگر نگاہیں علی پر تھیں... زنجیروں میں جکڑا علی... جس کا سکون، خاموشی اور نرمی، فہاد کے جنون کو آئینہ دکھا رہی تھی۔

سارے قتل اس نے کیے ہیں۔۔اس نے تو سمیرا کا ریپ بھی کیا تھا۔۔پہلے" میری بہن کے ساتھ کھیلا۔۔دو سال تک ترکی میں اسکے ساتھ اکیلا رہتا رہا اور جب میشل اِسے دیوانوں کی طرح چاہنے لگی تو اس نے میشل کو بدنام کر کے چھوڑ دیا اور اس کے بعد سمیرا کے ساتھ۔۔"وہ کہتے کہتے رکا۔۔

گھٹیا آدمی تو یہ ہے۔۔جو حقیقت میں ایک گندی ذہنیت کا مالک ہے دوسروں" کے سامنے خود کو پارساد کھاتا ہے۔۔کم از کم اس کی طرح دوغلا نہیں ہوں "میں۔۔

فہاد نے عالیہ کے روبرو پہنچ کر چلاتے ہوئے اپنی جھوٹی پارسائی کا قصہ سنایا اور علی پر الزامات کی بوچھاڑ کر کے عالیہ کو اس سے بدگمان کرنا چاہا مگر اسکی حماقت اور محض غلط فہمی تھی۔۔

علی نے فہاد کی جانب سے الزامات سن کر دھیرے سے سر جھکایا...پھر ایک گہری مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ابھری۔جیسے فہاد کی بکواس سن کر اسے ترس آرہا ہو...یا شاید مزہ۔

"سارے ثبوت میرے پاس ہیں،"

علی نے سر اٹھا کر کہا اسکی مدھم آواز فہاد کے طوفان کے بیچ کسی چٹان جیسی محسوس ہوئی۔

"!بکواس بند کرو"

فہاد نے گفتگو میں علی کی مداخلت پر دوبارہ چیختے اسکی جانب پستول تانی۔۔عالیہ کے چہرے کا رنگ پھر سے اڑھنے لگا۔۔

علی کیا ہو گیا ہے تمھیں، پلیز خاموش ہو جاؤ۔۔" عالیہ اسکی جان کی پرواہ میں" اس سے التجاء کرنے لگی جس پر جواباً علی نے اسے نظروں کے زریعے زمین پر پڑی پستول کی جانب اشارہ کیا جو کسی کارندے سے جھڑپ کے دوران گری تھی۔۔

میری جان اس کی ہار دیکھ رہا ہوں ۔۔ بہت مزہ آرہا ہے ۔۔ "علی نے فوراً جواباً" کہا تاکہ فہاد کا دھیان بھٹکایا جا سکے ۔۔

لگتا ہے تمھارے دماغ پر میرے آدمی نے بہت گہرا وار کیا ہے ۔۔ اپنے ہوش" گنوا بیٹھے ہو ۔۔ "فہاد نے اسکا جملہ سن کر طنز سے کہتے مسکرایا ۔۔

اب تمھیں بھی مزید چین سے سانس نہیں لینے دوں گا ۔۔ "زنجیروں کی جھنکار" سے وہ خود آزاد کرنے کی جتن میں بولا ۔۔

بھولو مت بڈی! تم زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس وقت میری قید میں ہو ۔۔" ڈرو اس وقت سے ۔۔ ابھی جان لے لی تو سارا مزہ تمھاری روح کے ساتھ نکل "جائے گا ۔۔

فہاد نے اسے پھر پستول دکھاتے دھمکانے کی کوشش کی عالیہ ان کی گفتگو سن رہی تھی اور ساتھ ہی زمین پر پڑی پستول کی جانب دیکھ رہی تھی اسکی ایک کلائی

فہاد نے تھام رکھی تھی اور وہ خود اس پستول سے کافی دور بھی تھی اس جانب صرف اچانک بھاگ کر ہی اسے حاصل کرنا ممکن تھا۔۔

تم اگر مجھے مار بھی دو تب بھی تم زیادہ دیر زندہ یا آزاد نہیں رہ پاؤ گے۔۔"اس" نے فہاد کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔اسکی مسکراہٹ فہاد کو طیش دلا رہی تھی۔۔

کیونکہ حمزہ نے سارے ثبوت مجھے دے دیے ہیں۔۔جو اس وقت پولیس کے" پاس ہیں اور وہ تھوڑی ہی دیر میں تم تک پہنچتی ہو گی۔۔" علی نے ایک آخری انکشاف کرتے فہاد کے پیرو تلے سے زمین کھینچی۔۔

کیا۔۔جیری۔۔؟"وہ چہرے پر شدید حیرت لیے کچھ کہنے ہی لگا تھا۔۔"

"مکمل طور پر ہار چکے ہو تم فہاد۔۔"

علی نے اسکا جملہ کاٹا۔۔ علی نے دانت بھینچ کر مسکراتے اسے آئینہ دکھایا فہاد غصے سے سرخ ہوتا گہری سانسیں بھرنے لگا کہ علی نے پھر کہا۔۔

اب چند آزاد سانسیں لے لو۔۔ جیل کی سلاخوں سے باہر۔۔" اسکی آنکھوں" میں انتقام کی چمک تھی اور لہجے میں موت کا سکوت۔

"! میں نے کہاناں...اپنا منہ بند رکھو"

... فہاد اس پر دھاڑا

فہاد نے اس پر پستول تانی

... اور اگلے ہی لمحے، بنا تاخیر کیے

گولی چلی۔

"! آہہ"

علی گھٹنے ٹیکتا زمین پر گر گیا۔اس کی شرٹ پر خون کا داغ ابھرا۔

"علی...!"

عالیہ کا دل پھٹ گیا، وہ بے قابو ہو کر فہاد کا ہاتھ جھٹکتی، زمین پر گری پستول کی طرف لپکی۔

فہاد نے علی پر دوسرا فائر کیا...

مگر...

ٹھاہ... ٹھاہ... ٹھاہ...!

عالیہ کی انگلیاں کانپی تھیں... مگر اس نے تین گولیاں فہاد پر چلا دیں۔

وقت تھم گیا...

دھواں پھیلا...

اور فہاد دھڑام سے زمین پر گرا۔

"اہہہہ۔۔"

اردگرد کھڑے فہاد کے کارندے چونک کر پیچھے ہٹے، مگر کسی میں کچھ کرنے کی ہمت نہ رہی۔ عالیہ کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر وہ جیسے دہشت زدہ ہو گئے، فوراً عمارت سے راہِ فرار اختیار کی — ہر شخص اپنے انجام سے بچنے کی فکر میں منتشر ہو گیا۔۔

...وہ سب جا چکے تھے

مگر تین زندگیاں...ایک لمحے میں بدل چکی تھیں۔

فہاد زمین پر گرا پڑا تھا۔

آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں۔

... جیسے یقین نہ آ رہا ہو

کہ جس کے لیے وہ اپنی پوری دنیا سے لڑ گیا،

اسی نے اس کے خلاف آخری وار کیا۔

...عالیہ

...وہی عالیہ

جس کے لیے اس نے سب کچھ قربان کیا،

وہی اس کی جان لینے والی بنی۔

اس کے ذہن میں وہ پہلی ملاقات سے لے کر آخری لمحے تک ہر صورت میں عالیہ کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کی جھلک گردش کرتی آنکھوں کے پردوں پر لہرا رہی تھی۔۔

وہ عالیہ کے آفس میں اسکی پہلی ملاقات۔۔

میں آج ہی پاکستان آیا ہوں آپ کو خبر تو ہوئی ہو گی اس حوالے سے۔۔ مجھے "))
یہاں ایک کلا تھنگ برینڈ کی اوپننگ کرنی ہے چونکہ آپکا ٹیکسٹائل کا بزنس ہے تو
"آپ کے ساتھ اس پارٹنر شپ کو بلٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔

اوریلی۔؟ مسٹر فہاد آپ نے کیسے سوچ لیا کہ آپ کی آفر میں ایکسیپٹ کر لوں"
گی۔۔؟" کیا آپ مجھے جانتے نہیں؟ میں شاہ خاندان کی بہو ہوں، جن کے ساتھ
"کیس چل رہا ہے آپ کا۔۔؟

جی جی میں آپ کو اچھے سے جانتا ہوں اور وہ کیس اب کلوز ہو جائے گا کیونکہ"
"مجھے دشمنیاں نہیں نبھانی اپنے بزنس پہ فوکس کرنا ہے۔۔

"!! ہماری ٹیم کو آپ کے ساتھ کوئی کام نہیں کرنا۔۔"
"کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے۔۔؟"

))"جی بالکل یہی فیصلہ ہے۔۔آپ جا سکتے ہیں۔۔"

اس کے سینے میں جلن بڑھتی گئی،
مگر دل میں ایک عجیب سا سکون اُترنے لگا۔
جیسے زندگی بھر کی جنونیت کا انجام وہ خود دیکھ رہا ہو۔

دوسری طرف،
عالیہ زمین پر گرا، لہو میں لت پت علی اپنے گود میں لیے بیٹھی تھی۔
اس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا، لبوں پر خون، اور سانسیں بے ترتیب تھیں۔

علی نے بمشکل آنکھیں کھولیں، وہ اپنے درد کی شدت سے بھرپور لمحوں میں بھی عالیہ کی بہادری دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

"... گریٹ جاب"

اس نے بمشکل ہونٹ جنبش دیتے کہا۔

تمھیں کچھ نہیں ہو گا... "عالیہ نے لرزتی آواز میں اس کی پیشانی چومی۔"

"اب اگر کچھ ہو بھی جائے... تو غم نہیں... تم اپنے حصے کی جنگ جیت چکی ہو۔۔" اس نے عالیہ کو تسلی دلانے کی ناکام کوشش کی۔۔اس لمحے بھی اُس دیوانے کو اپنی بیوی کی آنسوؤں کی، اسکی تکلیف کی فکر تھی۔۔

نہیں۔۔ تمھیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔"وہ چیختی اسکا چہرہ مزید قریب" کرتی خود میں چھپانے لگی جیسے کسی قیمتی خزانے کو کھونے سے بچا رہی ہو۔۔

...دوسری جانب فہاد

...اب بھی نیم جان

...اوندھے منہ زمین پر پڑا

...چہرہ خاک سے لگا

مگر آنکھیں اب بھی صرف ایک منظر پر مرکوز تھیں...عالیہ۔

اسکی علی کے لیے فکر دیکھ کر وہ خود سے مسکرایا۔۔وہ خود اکیلا پڑا تھا، بالکل تنہا۔۔

اس کی آنکھ سے آنسو بہہ کر زمین کی خاک میں جذب ہوا۔۔

اسکے جسم سے خون بہتے زمین پر پھیلنے لگا۔۔اس پر غشی طاری ہونے لگی مگر آخری لمحوں میں بھی وہ عالیہ کو جی بھر کر دیکھ رہا تھا۔۔

اسے آخری لمحے اپنی محبت پر اپنی جنونیت پر پچھتاوا ہوا۔۔

اسے اپنی بے وقوفی پر ہنسی آرہی تھی۔۔

...کڑوی، تلخ،اور خالی ہنسی

اور پھر...آہستہ سے اس کے ہونٹ ہلے

زندگی میں سب ہو لیکن،"

کبھی کوئی ایسی ہار نہ ہو۔

ہم جیت کر سلطنت

جس کے نام کریں۔۔

وہیں ہمیں بدنام کرے۔۔

"شکست ہمارے نام کرے!۔۔

...اس کی آنکھوں میں ایک دھندلا عکس اتر آیا

...عالیہ کا عکس

...جسے وہ آخری لمحے تک دیکھتا رہا

...اور پھر اپنی آنکھیں موند لیں

ہمیشہ کے لیے۔

وہ صرف ایک عکس اپنی آنکھوں میں اپنے ساتھ لے گیا۔۔یہی اسکی زندگی کی کمائی تھی۔۔

دوسری جانب علی پر بھی بری طرح غشی طاری ہو رہی تھی اسکے کندھے کے قریب سے مسلسل خون بہہ رہا تھا جس پر عالیہ اپنا رومال رکھے روکنے کی ناکام کوششیں کر رہی تھی اس پوری عمارت کی سنسان منزل پر اب صرف وہ دونوں موجود تھے۔۔

بے بس، لاچار۔۔اور تنہا۔۔

علی... پلیز... آنکھیں بند مت کرنا... علی!" وہ روتی ہوئی اس سے التجاء" کرنے لگی جبکہ علی کی پلکیں لرز رہی تھیں... مگر اس کے ہونٹ ساکت ہو چکے تھے۔

کوئی ہے۔۔۔"
"پلیز ہیلپ۔۔
عالیہ آنکھیں میچتے بے بسی میں بری طرح چیخی۔۔

عالیہ کی چیخیں اب سنّاٹے کو چیرنے لگی اسے لگا گویا یہی سنسان جگہ پر بڑی سی عمارت کے بائیسویں منزل پر وہ اپنے شوہر کو اپنی آنکھوں کے سامنے دم توڑتا دیکھنے والی ہے اور پھر۔۔۔اگر وہ نہ رہا تو اگلی باری اسکی خود کی ہے۔۔

ہیلپ۔۔!!" وہ پھر چلائی۔۔"

یہاں سے آواز آرہی ہے فوراً یہاں بڑھو۔۔"فہیم اپنی نفری کے ساتھ پہنچ چکا" تھا اس نے عالیہ کی چیخ سنی ہی تھی کہ فوراً چونک کر اپنے اہلکاروں کو اشارہ کرتا عمارت کی منزلیں چڑھنے لگا۔۔

جبکہ علی نے آنکھیں موندلی تھیں۔۔عالیہ کی بے بسی انتہا پر پہنچی،اس نے علی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا،

اس کی پلکوں پر لب رکھے۔

اسکے کانوں میں کل رات کیا گیا علی کا وہ وعدہ گونجا۔۔

تم سے وعدہ کرتا ہوں خود مرنا پڑا تو مر جاؤں گا مگر تمھاری بیٹی کو کچھ نہیں "
ہونے دوں گا۔۔"

اسکا وعدہ سچا تھا۔۔وہ خود موت کے منہ میں چلا گیا مگر اس نے امرحہ کے محفوظ ہونے کی خبر عالیہ تک پہنچا دی تھی۔۔یہ جملہ یاد کرتے عالیہ نے کرب سے آنکھیں میچی۔۔کیا اس نے علی کو کھو دیا؟وہ ایسا تو نہیں چاہتی تھی۔۔

اسی دوران پولیس سیڑھیاں چڑھ کر اسی منزل پر پہنچی حیرت سے سارا منظر دیکھنے لگی علی شاہ زمین پر عالیہ کی گود میں سر رکھے بے جان پڑا تھا۔۔
جلدی شاہ جی کو اٹھاؤ۔۔جلدی کرو۔۔"فہیم حیرت میں وقت ضائع کیے بنا"
اہلکاروں کو حکم دیتا بری طرح چیخا۔۔

اہلکار فوراً بھاگے علی شاہ کو اٹھا کر عالیہ کے ہمراہ اب روانہ ہونے لگے اسی دوران عارض اور میشل بھی سیڑھیاں چڑھ کر ہانپتے ہانپتے پہنچے۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔؟" میشل نے پولیس اور خون آلود منظر دیکھ کر گھبراتے ہوئے کہا۔۔ عارض بھی عالیہ اور علی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔۔

جبکہ اگلے لمحے میشل کی نگاہیں زمین پر پڑے اپنے بھائی کے وجود پر ٹھہر گئیں۔۔ وہ اپنے بھائی کو خون میں دیکھ کر لرز اٹھی۔۔

"ہادی۔۔!!!" وہ چیخ کر بھائی کی جانب فوراً بھاگی اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی۔۔ اس کی پکار پر عارض بھی چونکا اور اسکی جانب قدموں کی تیزی دکھائی۔۔

"ہادی آنکھیں کھولو، کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔" وہ اسکے بھاری بے جان وجود کو جھنجھوڑ کر بولی اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے فہاد کے خون آلودہ وجود

کو چھونے سے میشل کے ہاتھ بھی خون سے رنگے گئے جبکہ عارض بھی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فہاد کو حیرت سے ساکت دیکھ رہا تھا۔۔

ہادی۔۔کچھ تو بولو۔۔" وہ اسے ہلانے لگی مگر وجود بالکل بے جان تھا۔۔"

"اسے کہو ناں عارض یہ اٹھتا کیوں نہیں۔۔؟"
اس نے پلٹ کر عارض کو امید بھری نظروں سے دیکھا جو فہاد کے ساکت وجود کا جائزہ لے کر سمجھ چکا تھا کہ اس میں سانسیں ختم ہو چکی ہیں۔۔

میشل وہ زندہ نہیں ہے۔۔" عارض نے ہمت جمع کرتے بمشکل کہا۔۔"

کیا مطلب ہے تمھارا کہ وہ زندہ نہیں ہے۔۔؟"میشل نے بری طرح عارض کو" پیچھے دھکیل کر غراتے کہا۔۔وہ گہرے صدمے کا شکار ہو کر اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے صاف انکاری تھی۔۔

"ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا سنا تم نے، میرا بھائی بہت مضبوط ہے۔۔اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ابھی اِسے پکاروں گی تو میرے لیے سارے جہان سے لڑنے کھڑا ہو جائے گا۔۔ہے ناں ہادی۔۔؟"

عارض میشل کے دھکیلنے پر پیچھے کی جانب گرا تھا اس نے خود کو سنبھالا اور دوبارہ عقب سے میشل کے قریب آیا۔۔

"ہادی اٹھو۔۔بتاؤ اسے کہ تمھیں کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ہادی۔۔"وہ چیخنے لگی اس دوران کچھ اہلکار علی کو گاڑی تک پہنچانے کے بعد اب دیگر اہلکار فہاد کو لینے بائیسویں منزل کی سیڑھیوں سے نمودار ہوئے۔۔

اہلکاروں نے لپکتے فہاد کے جسد کے قریب پہنچے اور ہاتھ اسکی جانب بڑھانے لگے۔۔

"کہاں لے جا رہے ہو میرے بھائی کو۔۔؟" میشل نے اہلکار کا فہاد کی جانب بڑھتا ہاتھ فوراً پکڑ کر اسے گھورتے سوال کیا۔۔

"سر نے کہا ہے انہیں بھی ہاسپٹل لے کے جانا ہو گا۔۔ پوسٹ مارٹم اور تفتیش کے لیے۔۔" اہلکار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا۔۔ زندہ انسان کا پوسٹ مارٹم کرو گے ہاں۔۔؟" وہ غرائی اس نے اہلکار کو بھی دھکیلا یہ دیکھ کر عارض اب میشل کو قابو میں کرنے لگا۔۔

"آپ لوگ لے جائیں اِسے۔۔" عارض نے اہلکار کو مخاطب کیا وہ لوگ اپنے کام کی جانب دوبارہ بڑھے یہ منظر دیکھ کر میشل پھر بپھری اور کھڑی ہو کر اہلکار کا راستہ روکنے لگی۔۔

عارض ان کے درمیان حائل ہو کر میشل کو پکڑنے لگا۔

"عارض یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔ تم سے ایسی امید نہیں تھی مجھے۔۔؟" وہ اپنے شوہر سے مخاطب ہوئی اس موقع کا فایدہ اٹھاتے ہوئے اہلکار فوراً فہاد کا بھاری جسد اٹھا کر کینوس اسٹریچر پر رکھتے اب سیڑھیوں کی جانب واپسی کی راہ لیتے ہوئے بڑھے۔۔

میشل نے انھیں جاتے دیکھا وہ فوراً اہلکاروں کی جانب بھاگی۔۔

"ہیلو رکو!! کہاں لے جا رہے ہو میرے بھائی کو؟۔۔" وہ اہلکاروں سے مخاطب ہوئی جو خاموشی سے رواں تھے جبکہ عارض دوبارہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہوتا اسکا دھیان بھٹکانے لگا۔۔

"آرے رک جاؤ۔۔ عارض روکو انہیں۔۔!" وہ ماتھے پر بل ڈالے پھر وہی ضد کرتی اب سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی ہی تھی کہ عارض نے اسکا بازو تھام کر اپنے قریب کھینچا۔۔

"میشل سنبھالو خود کو۔۔ وہ اب نہیں رہا ہم میں۔۔"

"بکواس بند کرو اُسے کچھ نہیں ہوا ہے۔۔"
وہ چیخی۔۔

"میشل وہ مر چکا ہے۔۔ اس حقیقت کو تسلیم کرو۔۔"
"ہادی مر چکا ہے۔۔"
عارض نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر آواز کو بلند کیا ان دونوں کے سوا اب وہاں کوئی نہ تھا ان کی چیخیں فضاء کو چیرتی ان میں گھل رہی تھیں، تیز ہواؤں میں سورج کے غروب کی جانب سفر جاری تھا۔۔

نہیں۔۔ایسں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ایسا کبھی نہیں ہو سکتا عارض۔۔"وہ کچھ" لمحے خاموش کے بعد آنکھیں حیرت سے پھیلاتی مدھم آواز میں بولی اسکے قدم لڑکھڑانے لگے اسے عارض نے سہارا دیتے سینے سے لگایا۔۔

تمھیں خود کو سنبھالنا ہو گا میری جان۔۔"وہ میشل کے سر پر ٹھوڑی رکھتا بے" بسی سے بولا اسکی آنکھیں بھی سرخ ہو کر بھیگ چکی تھیں وہ اپنی محبت کو یوں تڑپتا دیکھ کر برداشت نہیں پا رہا تھا۔۔

ایک سیکنڈ مجھے نیچے دیکھنے دو تمھیں ہو سکتا ہے کوئی غلط فہیم ہوئی ہو۔۔"وہ" عارض سے الگ ہوتی گویا ہوئی۔۔اسکے دل میں اب بھی ایک امید تھی۔۔

"ہادی۔۔!!ہادی!!۔۔۔"

وہ دیوانہ وار بھاگتی بھاگتی منزل اپنے بھائی کو پکارتی بائیسویں منزل کے آخری کنارے پر پہنچ گئی جسے دیکھتے ہی عارض پھر اسکی جانب بھاگا۔۔اس عمارت میں

جہاں چاروں اطراف پر کوئی دیوار یا سہارا موجود نہ تھا وہاں سے گرنا صرف موت تھا۔۔

میشل رکو۔۔!!" عارض اسے پیچھے سے بازوؤں میں گھیر کر اسکی پشت کو اپنے" سینے سے ملحق کرتا اسے کنارے سے پیچھے لے آیا وہ دیوانوں سا تڑپتی، چیختی، روتی، بلک رہی تھی، وہ واقعی اس دُنیا میں اکیلی رہ گئی تھی اسکے سلمان خاندان کا کوئی فرد نہیں بچا۔۔ صرف اسکا شوہر عارض احمد اسکا سہارا بن کر اس وقت اسے سنبھال رہا تھا۔۔

وہ بلا آخر لڑکھڑا کر زمین پر گرتے بیٹھی۔۔عارض بھی اس کے قریب بیٹھ کر اسے اپنے بھاری بازوؤں کے حصار میں سنبھالے ہوئے تھا۔۔میشل نے زمین پر موجود خون کی جانب دیکھا جو تیز ہوا سے اب خشک ہونے لگا تھا جسے تکتے ہی میشل کو یاد آیا کہ اس نے علی کو بھی زمین پر پڑا دیکھا تھا ان نے ہتھیلی کی پشت

چہرے پر رگڑتے اپنے آنسو پونچھے، اسے سمجھ آیا کہ اسکے بھائی کی جان کیوں اور کس سبب گئی ہے۔۔

"ہہ۔ہہ۔۔ہادی، دد۔دیکھو میری جان، میری بات سنو۔۔ان کی زندگی" ((
میں آگ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔کیونکہ اس آگ کی لپیٹ میں تم بھی آ جاؤ گے، علی کو پتا چلا تو وہ تمھیں نہیں چھوڑے گا۔۔ہم پہلے بھی ان سے بھڑ کر ایک مرتبہ برباد ہو چکے ہیں پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔"

"برباد؟ ہاہاہاہا۔۔کون ہوا برباد۔۔؟"

"!غور سے دیکھو مجھے۔۔میں صحیح سلامت تمھارے سامنے موجود ہوں۔۔"

"میری پیاری بہن۔! وہ تو تم تھی، جس نے علی کے آگے ہار مان لی تھی۔۔میں تمھاری طرح بزدل نہیں ہوں۔۔اگر وہ میرے روبرو بھی کھڑا ہو جائے تب

بھی اپنی محبت کو اسکی نظروں کے سامنے، اس کی گرفت سے چھین کر لے جاؤں

"گا میں۔۔

دیکھو۔۔ سویٹ ہارٹ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں آخر بہن ہو تم میری لیکن"

اگر تم میرے مقصد کے بیچ میں آئی اور میرا مقصد تمھاری وجہ سے متاثر ہوا تو

"میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن ہو۔۔

(("یہ جنونیت تمھیں برباد کر دے گی ہادی۔۔ یاد رکھنا۔۔"

میشل کو وہ آخری ملاقات میں فہاد کو کی گئی تمام نصیحتیں یاد آئی کاش کہ وہ مان

جاتا تو میشل کی باتیں اسکے خدشات اس وقت سچ کی تصویر بنے اس کے سامنے نہ

ہوتے میشل نے پچھتاوے میں اپنا سر پکڑا اپنی انگلیاں اپنے بالوں میں بری طرح

الجھائی۔۔

اسکا بھائی دہرے نام دہری شخصیت کا مالک، اچھائی کے ڈھونگ کے لیے فہاد حقانی اور برائی کی دنیا میں ہادی سلمان۔۔ ذہانت اور چالاکی کے ساتھ غرور کے اعلیٰ درجے پر بھی فائز تھا۔۔ گناہوں بھری اسکی زندگی تھی، کئی لوگوں کی زندگیوں سے کھیل چکا تھا۔۔ کیئوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔۔ مگر جب رب کی پکڑ میں آیا تو پہلے پل پل کی اذیتوں سے گزرا اور آخر میں ایک ہی لمحے بھر کو اپنی اکڑ اور غرور سمیت زمین پر آ گرا۔۔

یقیناً جو جنونیت اور ناجائز قبضے پر اپنا حق جماتا ہے وہ منہ کی کھاتا ہے اور اسکا انجام بھی ایسا ہی ہو جاتا ہے۔۔ جس طرح آج فہاد سلمان حقانی کا ہوا۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام کی گہری سیاہی آسمان پر چھانے لگی تھی، جیسے وقت بھی اس اندوہناک لمحے کے ساتھ سوگوار ہو چلا ہو۔ علی کے زخمی ہونے کی اطلاع جیسے ہی خاندان تک

پہنچی، شاہ، زمان، ناصر اور اکرم خاندان کے تمام افراد ایک ایک کر کے ہسپتال کی راہداری میں پہنچ گئے۔ سب کے چہروں پر ایک ہی رنگ تھا—— دھواں دھواں پریشانی اور بے چینی کا۔

وہ راہداری جہاں عام دنوں میں خاموشی راج کرتی تھی، آج جذبات کا شور بے آواز ہو کر فضا کو بوجھل کر رہا تھا۔

ہر کوئی بے چین تھا، سب کی نظریں آپریشن تھیٹر کے اس بند دروازے پر تھیں جس کے پار ان کی جان، ان کا فخر، ان کی زندگی کا رنگ و رونق—— علی—— زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔

سارہ، جو خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی، سلمہ بیگم اور ارسلان کے کندھوں کا سہارا لیے بیٹھی تھی، مگر اس کی آنکھوں کے کنارے مسلسل

بھیگ رہے تھے۔ شبانہ بیگم، جو برسوں سے اس بیٹے کو اپنی دعاؤں کا مرکز بنائے ہوئے تھیں، اب پھوپھو ثمینہ کے سینے سے لگی سسک رہی تھیں۔

زمین اور بینش گھر پر بچوں کو سنبھالنے کے باوجود لمحہ بہ لمحہ فون پر اطلاع لے رہی تھیں، جبکہ فیصل، شیر زمان اور دانیال ہسپتال کی بھاگ دوڑ میں مصروف تھے — کوئی بلڈ ڈونیشن کا پوچھ رہا تھا، تو کوئی دوائیوں کی لسٹ لے کر کاؤنٹر پر کھڑا تھا۔ ہر ایک کے چہرے پر سوال، بے بسی اور دعا ایک ساتھ لکھی ہوئی تھی۔

یہ لمحے خاموش تھے، مگر ہر دل چیخ رہا تھا۔ وقت جیسے رک سا گیا تھا، اور سب کی سانسیں اُس دروازے کی درزوں میں پھنسی ہوئی تھیں، جہاں زندگی اور موت کی جنگ جاری تھی۔۔

شبانہ بیگم کرسی پر بیٹھیں تھیں، ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل تسبیح کے دانے کی مانند آپس میں الجھی ہوئی تھیں۔ان کی سسکیاں اب آواز سے خالی ہو چکی تھیں۔ مگر سب سے زیادہ خاموش، سب سے زیادہ پتھرائی ہوئی نگاہوں والی، عالیہ تھی۔

جبکہ عالیہ، صدمے سے گم، ایک خالی کرسی پر ساکت بیٹھی تھی۔ سائرہ اور دستور اسے تھامے ہوئے تھے، مگر اس کی بھیگی آنکھیں دروازے پر ٹکی تھیں۔۔ جیسے کسی نے اس کی روح چھین لی ہو۔اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا، مگر اس کے اندر ایک طوفان چل رہا تھا—— وہ لمحہ، جب علی نے گولی کھائی، جب اس کے لبوں سے آخری جملے ادا ہوئے، جب اس کی پلکیں بند ہوئیں۔۔۔ وہ سب لمحے ایک اذیت بن کر اس کے ذہن پر قفل کی طرح جم چکے تھے۔

نہ وہ روئی، نہ بکھری، نہ چیخی۔۔۔ بس پتھر ہو گئی۔

اس کے چہرے پر عجیب سا سکوت طاری تھا، مگر پلکوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔ آنسو، خاموشی سے بہہ رہے تھے... جیسے وہ خود بھی یہ نہ جانتی ہو کہ وہ رو

رہی ہے۔ مگر وہ آنکھیں پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں۔۔ جیسے زندگی خود اس کے وجود سے روٹھ چکی ہو۔

دروازہ اچانک کھلا۔

تمام نگاہیں ایک ساتھ حرکت میں آئیں۔

ڈاکٹر سفید کوٹ میں، چہرے پر تھکن، آنکھوں میں الجھن لیے، باہر نکلا۔

"ڈاکٹر۔۔۔!"

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔ علی کیسا ہے؟"

"کیا وہ ہوش میں آئے گا؟"

"بچ جائے گا ناں؟"

کئی افراد نے بے تابی سے ڈاکٹر کو مخاطب کیا۔۔

ڈاکٹر نے ایک لمحہ سب کی جانب دیکھا، پھر آہستہ سے گہری سانس لے کر بولا:

انہیں دو گولیاں لگی ہیں۔۔۔ دونوں چیسٹ کے قریبی حصے پر۔۔۔ خون کا بہاؤ "
بہت زیادہ ہو چکا ہے حالت نازک ہے۔۔۔ خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے اگلے چند گھنٹے
" بہت اہم ہیں۔۔۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں آپ لوگ دعا کیجیے۔۔

ایک لمحہ کے لیے پورے کوریڈور میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

شبانہ بیگم نے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے۔
سلمہ بیگم کے آنسو بے اختیار بہہ نکلے۔
زمان صاحب نے دیوار کا سہارا لیا۔

اور عالیہ کے لیے ڈاکٹر کی بات جیسے موت کی مہر تھی،
اس نے یہ سنا—اور ایک لمحے کو سب کچھ ساکت ہو گیا۔
ہوا کی رفتار تھم گئی،
لب خاموش ہوئے،

اور آنکھوں کی نمی پلکوں سے ٹوٹ کر بہہ گئی۔

نہیں... "وہ کھڑی ہوتی گھبرا کر بولی۔۔"

بس اتنا ہی کہا اس نے، اور
جیسے کسی نے اس کے وجود کا بوجھ کھینچ لیا ہو۔۔
وہ سائرہ کے بازو پر جھکی، اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔

"!عالیہ"
سائرہ چیخی —— باقی سب تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

"عالیہ۔۔۔ عالیہ ہوش میں آؤ۔۔۔"
کسی نے تھپتھپا کر جگانے کی کوشش کی، مگر عالیہ کی آنکھیں اب بند ہو چکی تھیں۔۔

شام مکمل ڈھل چکی تھی۔ آسمان نے اندھیرے کی چادر اوڑھ لی تھی، اور سرد ہوا جیسے فضا میں پھیلے اضطراب کو اور بھی گہرا کر رہی تھی۔

فہیم پولیس اسٹیشن کے اندر اپنے دفتر میں چکر کاٹ رہا تھا۔ اس کا ذہن بار بار علی کی جانب بھٹک جاتا—وہی علی جو ہمیشہ دوسروں کے لیے ڈھال بنا، آج خود زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا تھا۔

اسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

آیئے۔" فہیم کے لہجے میں تھکن واضح تھی۔"

:جونیئر آفیسر اندر داخل ہوا اور احترام سے کھڑا ہوا

سر، ابھی تک ہاسپٹل سے کوئی تازہ انفارمیشن نہیں آئی۔ ہم سب اچھی خبر کے "
"منتظر ہیں۔

فہیم نے سر ہلایا اور آہستہ سے کہا،
نظر رکھو، ہسپتال کے آس پاس کوئی ناخوشگوار حرکت نہ ہو، خاص طور پر میڈیا"
"سے۔

:جی سر۔۔۔" وہ ٹھٹکا، پھر کچھ سوچ کر بولا"
"سر... کیا آپ کو لگتا ہے کہ فہاد کے قتل میں عالیہ شاہ کو گرفتار کیا جائے گا؟"

فہیم اس سوال پر رک گیا۔ چند لمحے خاموشی چھا گئی۔ پھر وہ مڑا اور آہستگی سے
:کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

نہیں۔ جو کچھ ہوا، وہ سیلف ڈیفنس میں ہوا۔ انھوں نے اپنی جان اور علی کو"
بچانے کے لیے گولی چلائی۔ میرے خیال میں اس پر کوئی مقدمہ نہیں بننا
"چاہیے۔

"لیکن اگر کوئی اسے پھنسائے تو؟"
جونئیر کی آواز دھیمی مگر فکر انگیز تھی۔

فہیم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،
"کون پھنسائے گا؟"

"حقانی خاندان۔"
یہ نام سنتے ہی فہیم کے چہرے پر تناؤ ابھر آیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہاتھ میز پر رکھ کر سنجیدگی سے وہ بولا،
اگر انہوں نے ایسا کیا... تو ہمیں سچائی کے لیے کھڑا ہونا ہوگا۔ عالیہ صاحبہ نے "
"وہی کیا جو اس لمحے ضروری تھا۔

اور وہ پرانے کیسز، جو فہاد سلمان کے زندہ ہونے کی وجہ سے کھلائے جا رہے تھے؟" جونیئر نے ایک اور سوال کیا۔۔

وہ بھی اس کے ساتھ ختم ہو جائیں گے۔۔۔ بس ایک چیز باقی ہے۔" فہیم نے سرد لہجے میں کہا،

"کیا سر؟"

"سیفی۔!!"

وہ لمحہ بھر کو رکا، پھر دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں بولا:

"اس نے دونوں کی جان لی۔ اور جب تک وہ قانون کے کٹہرے میں نہیں آتا... انصاف مکمل نہیں ہو گا۔ اسے آزاد چھوڑنا مطلب ہے دوبارہ خطرے کو دعوت دینا۔"

جونئیر نے اثبات میں سر ہلایا۔
فہیم نے لمحے بھر کو کچھ سوچا اور اگلی ہدایت دی:
"سیفی کی تلاش جاری رکھو... اور ہاں، شاہزیب کے گودام میں جو آگ لگی تھی، اس سلسلے میں انشورنس کی گائیڈ لائنز بھی سمجھاؤ۔ وہ نیا ہے اس فیلڈ میں، شاید کچھ سمجھ نہ پایا ہو۔"

""شاہ جی ہوتے تو وہ بہتر بزنس گائیڈ لائنز دے دیتے شاہزیب صاحب کو..."
جونئیر کی آواز میں دکھ چھپا تھا۔
"مجھے تو بزنس کی کچھ زیادہ سمجھ بھی نہیں..."

فہیم کی نظریں لمحہ بھر کو خلا میں جم گئیں۔
"ہممم... شاہ جی ہوتے تو پھر دکھ کس بات تھا..."
اس کی آواز ہلکی مگر بھیگی ہوئی تھی۔

: پھر خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے بات کا رخ بدلا

خیر ٹھیک ہے، اب تم جاؤ۔ کسی وکیل سے رابطہ کرو، شاہزیب کی مدد کرو۔ یہ "
"ذمہ داری میں تمھیں آفیشلی سونپ رہا ہوں، بطور آف ڈیوٹی۔

"جی سر۔"

جونئیر نے ادب سے سر ہلایا اور اجازت لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی فہیم کرسی کی پشت سے ٹکا۔ ایک تھکی ہوئی سانس اس کے لبوں سے نکلی۔

: چند لمحے وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا، پھر آہستہ سے بولا

آہ شاہ جی... اگر آپ تک وقت پر پہنچ پاتا، شاید آج منظر کچھ اور ہوتا۔ یہ "
"پچھتاوا اب... ساری زندگی ساتھ رہے گا میرے۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں دبائیں، اور دل سے نکلتی ایک سچی دعا لبوں پر آئی:

"یارب... اس لمحے سب کی امیدیں آپ سے جڑی ہیں۔ ہماری دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمایئے... شاہ جی کو زندگی سے نواز دیجیے۔"

-------------سونی رائٹس-------------

رات گہری ہو چکی تھی۔

حقانی ولا کی بالائی منزل پر واقع ذاتی آفس کی کھڑکیوں سے باہر سناٹے میں ڈوبی دنیا دکھائی دے رہی تھی۔ سڑک کے کنارے ایستادہ درختوں کی شاخیں رات کی ٹھنڈی ہوا سے ہل رہی تھیں۔ دور آسمان پر بادلوں کی اوٹ سے کبھی چاند جھلکتا تو کبھی غائب ہو جاتا۔ پورا ماحول ایک ادھوری سازش جیسا محسوس ہو رہا تھا۔

زاہد حقانی اپنی گھومنے والی چمڑے کی کرسی پر پشت ٹکائے نیم اندھیرے میں بیٹھا تھا۔ آفس کی بڑی شیشے کی کھڑکی کے سامنے میز پر جدید لیمپ کی زرد روشنی اس کے چہرے کے سخت خدوخال پر پڑ رہی تھی۔

سایوں میں اس کا چہرہ آدھا روشنی میں اور آدھا اندھیرے میں چھپا ہوا تھا— بالکل اس کی شخصیت کی مانند، آدھا ظاہر، آدھا خفیہ۔

فون کی گھنٹی بجی اور زاہد نے بے ساختہ فون اٹھا لیا۔

چند ثانیے کی خاموش گفتگو کے بعد اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیا بات کر رہے ہو۔۔عالیہ نے فہاد کی جان لے لی۔۔؟"

اس نے چونک کر کرسی سے پشت الگ کی، جیسے کسی نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا دی ہو۔

"کہاں ہے وہ اس وقت؟"

اس کی آواز میں بے یقینی کے ساتھ تجسس بھی جھلک رہا تھا۔

:فون کی دوسری جانب سے پتا ملتے ہی اس نے سنجیدہ انداز میں کہا

"مجھے ہاسپٹل کا ایڈریس بھیجو، میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔"

فون بند کرتے ہی وہ کچھ لمحے خاموش رہا، چہرے پر ہاتھ پھیرا اور آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

:اسی لمحے، دروازے کے قریب کھڑا اس کا ذاتی گارڈ آگے بڑھا

"کیا ہوا، حقانی صاحب؟"

:زاہد نے ایک گہری سانس لی اور نظریں فرش پر گاڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

"فہاد... مر چکا ہے۔"

:گارڈ چونک کر بولا

"!یہ تو ناقابلِ یقین خبر ہے"

زاہد نے آہستہ آہستہ قدم بھرے اور آفس کی کھڑکی کے قریب جا کر پردہ تھوڑا ساہٹایا۔

باہر کی تاریکی کو گھورتے ہوئے کہا :

"آخر کار علی شاہ اس معاملے میں بازی لے گیا... اور فہاد... وہ اتنا شاطر ہو کر بھی مات کھا گیا۔"

گارڈ نے فوراً تائید کی :

"سر، فہاد کو اس کے عشق اور جنونیت نے مروایا ہے... ورنہ اسے مات دینا آسان بات نہیں تھی۔"

زاہد نے پلٹ کر گارڈ کو دیکھا اور مسکرا کر کہا :

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر... جو بھی ہو، جیت تو شاہ کی ہو گئی نا۔"

:گارڈ نے اب سنجیدگی سے سوال کیا

"اب ان سب کے بعد ہمارا اگلا قدم کیا ہو گا؟ سر، اس کی موت تو ہمارے لیے فائدہ مند ہے ناں؟"

:زاہد نے چالاکی سے مسکرا کر کہا

"بالکل... اب حقانی گروپ تک رسائی اور آسان ہو گئی ہے میرے لیے۔ اور میشل؟ وہ میری راہ کا کانٹا ہرگز نہیں بنے گی۔

"لیکن شاہ انڈسٹریز؟ اسکا کیا۔۔"

گارڈ کے سوال پر زاہد کی نظریں پھر سے باہر کی تاریکی میں الجھ گئیں۔

:زاہد نے آہستہ سے کہا

"اس سے محتاط رہیں گے... کم از کم تب تک، جب تک فہاد کی موت کا صدمہ علی کی موت کی صورت میں مجھے نہ مل جائے۔

اس کی نظروں میں اب کوئی غم یا خوف نہ تھا، بس ایک شاطر اطمینان اور خطرناک سکون۔

پھر وہ پلٹا، اپنے میز کے قریب آیا، لیمپ بند کیا، اور آفس مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا۔

۔

۔

آدھی رات تھی اب صبح بھی کچھ گھنٹوں قریب تھی۔۔ ہلکی روشنی میں ڈوبا وہ ہسپتال کا خاموش کمرہ، خاموشی سے چیخ رہا تھا۔ ایک طرف دیوار سے جڑی ڈرپ چڑھی بیڈ پر عالیہ نیم دراز تھی۔ اس کے چہرے پر تھکن، کرب اور خاموشی کی پرچھائیاں تھیں۔ اس کی نگاہ چھت کی طرف گم تھی، اور ذہن علی کے الفاظ میں الجھا ہوا تھا۔

اس نے سکول میں امرحہ کو کڈنیپ کرنے کی سازش رچی۔۔اور سمجھ رہا تھا") کہ یہ جیت گیا ہے، مگر جیسا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا،امرحہ کو بچا لیا گیا ("ہے۔۔

یہ الفاظ اس کے ذہن میں بازگشت بن چکے تھے۔اس کی آنکھ سے بہتا ایک آنسو، آہستہ سے اس کی کنپٹی سے ہوتا ہوا تکیے میں جذب ہو گیا۔

: پھر اسے اپنا وہ جملہ یاد آیا، جب وہ علی پر غصے میں برس پڑی تھی
ایک بار امی کو تمھاری غفلت کی وجہ سے کھو چکی ہوں، دوبارہ اسی آزمائش ") ("سے گزرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔۔

وہ شرمندہ ہوئی، دل میں ایک گھاؤ سا اٹھا۔پلکیں بھینچ کر اس نے آنکھیں میچ لیں۔

("ہمم، جانتا ہوں میری غفلت۔۔")

اب اسے اس کا چہرہ، نظریں جھکائے، خود پر شرمندہ تھا۔۔ یاد آیا۔۔ یہ جملہ پھر سے عالیہ کے لیے کرب بن کر اس کے دل کو جکڑ گیا۔

"ساز شوں سے اچھی طرح واقف ہوں میں۔۔ ہماری زندگی جتنی آسان لگتی ہے اتنی ہے نہیں۔۔ مگر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہم کسی بھی سازش میں آ کر ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے بس تمھیں مجھ پر بھروسہ رکھنا ہو گا۔۔")

اگلے لمحے ہی اسکے وعدوں میں عالیہ کو ایک اور امید بھرا وعدہ یاد آیا۔۔ اسکی آنکھیں چمک گئیں۔۔

تم اپنے سارے وعدے نبھاتے ہو ناں۔۔تو تمھیں یاد دلا دوں کہ میرا ساتھ" نبھانے کا وعدہ کیا تھا تم نے۔۔اس طرح تم مجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے علی۔۔"وہ دل میں خود سے گویا ہوئی مگر نہایت بے بس سا لہجہ بے بس سا انداز تھا۔۔

اسکے دل میں جاری اس سوگ و ماتم کے دوران ہی ایک ہلکی سی دستک کمرے کے دروازے پر سنائی دی جسے سن کر بھی عالیہ نے کوئی رد عمل نہ دیا۔۔

عالیہ۔۔۔!"سائرہ کی نرمی بھری آواز کمرے میں گونجی۔وہ آہستگی سے بیڈ" کے قریب پہنچ کر اس پر بیٹھ گئی،اور خاموشی سے عالیہ کی طرف دیکھنے لگی۔

میں سمجھ سکتی ہوں کہ اس وقت تم پہ کیا گزر رہی ہے۔۔۔مگر تمھیں ہمت" "سے کام لینا ہو گا۔امید تو اب بھی باقی ہے ناں۔۔؟

عالیہ نے جیسے کسی دُور کی دنیا سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں بے رنگ آنسو جھلملا رہے تھے۔

"تم اُسے اپنے رب سے مانگ کر تو دیکھو۔۔۔ وہ تو سب کی سنتا ہے۔۔۔"

عالیہ نے نگاہیں اوپر اٹھائیں، جیسے دل کے نہاں خانے سے ایک دعا نکل کر آسمان کی سمت اُڑ گئی۔ اس کی آنکھیں پھر بھیگ گئیں۔ لب خاموش تھے، لیکن روح کی چیخیں رب کی بارگاہ میں پہنچی تھیں۔

"علی بھائی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے۔۔"
سائرہ نے نرمی سے اس کے آنسو اپنی ہتھیلی سے پونچھے۔ عالیہ نے کچھ نہ کہا، صرف پلکیں جھپکائیں۔

تبھی دوبارہ دروازے پر ایک اور دستک ہوئی۔

"آیئے دستور بھائی۔۔۔" سائرہ نے چونک کر کہا۔"

دستور عالم تیزی سے اندر آیا، چہرے پر روشنی سی پھیلی تھی۔

"علی کو ہوش آ گیا ہے!"

ایک سادہ سا جملہ، لیکن عالیہ کے وجود میں جیسے کرن سی دوڑ گئی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں، جیسے برسوں بعد صبح کی پہلی روشنی دیکھ رہی ہو۔

"یا اللہ تیرا شکر۔۔۔!"

سائرہ نے بے اختیار کہا۔

"ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ کچھ دیر بعد تم اس سے مل سکتی ہو۔۔"

دستور نے مسکراتے ہوئے کہا، مگر عالیہ اب دنیا و الفاظ سے بے نیاز، دل ہی دل میں اپنے رب کے حضور جھکی ہوئی تھی۔

آنسو اب شکر کے تھے، اور دل میں یقین ــــ وہ دعا سچ میں سنی گئی تھی۔۔

ـــــــــــــــــــــــــسونی رائٹس ـــــــــــــــــــــــــ

رات کی خاموشی ہسپتال کی بلند و بالا چھت پر بھی اپنا سایہ ڈال چکی تھی۔ نیچے ہجوم، بھاگ دوڑ، اور اضطراب کی دنیا تھی، اور یہاں اوپر بس تنہائی، ہواؤں کا شور، اور ایک لڑکی کی سسکیاں۔

میشل ہسپتال کے ایک سائیڈ کارنر پر بیٹھی تھی، جہاں حفاظتی دیوار کے کنارے جھک کر اس نے ہادی کا چھوٹا سا بلیک پستول ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ وہ جو چند لمحے پہلے ہادی کے ذاتی سامان کے بیگ سے اسے نکالا تھا، ڈاکٹر کی اجازت سے۔ اس کے چہرے پر دکھ کی گہری سیاہی تھی، آنکھوں سے بہتا نمکین پانی اور لبوں پر لرزتی صرف خاموشی اور مایوسی۔۔ اسکے ہاتھ میں موجود پستول سے ظاہر ہو رہا

تھا کہہ وہ اس مقام کو اپنے لیے بھی آخری مقام بنانا چاہتی ہے۔۔یعنی ہاں وہ اپنی جان لینے والی ہے۔۔

اسے اپنے بھائی کی ہر بات یاد آرہی تھی۔۔اپنی تنہائی اور آزمائشوں پر اسے کس قدر تکلیف ہو رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔

اس نے پستول اٹھا کر اپنے نظروں کے قریب کرتے اسے دیکھا گویا اب اس کی زندگی کے آخری لمحات شروع ہو چکے ہوں اسی دوران عارض احمد اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا چھت پر داخل ہوا۔۔

چھت پر پہنچتے ہی اس نے میشل کو دیکھا——لرزتی ہوئی، پستول تھامے، ہوا کے سامنے کھلی آنکھوں سے روتی۔۔

میشل نے بھی قدموں کی آہٹ پر آہستگی سے پلٹ کر دیکھا، آنکھوں میں درد اور شکست کی گہری لکیریں تھیں۔

"""تم کیا کر رہی ہو یہاں میشل... چلو میرے ساتھ... تمھیں لینے آیا ہوں۔۔" عارض نے اسکے ہاتھ میں پستول دیکھتے ہی اسکی جانب بھاگا اور فوراً اسکے ہاتھوں سے لے کر اسے کھڑا کرنے لگا۔۔

عارض۔۔۔ہادی کیا اب۔۔ کبھی واپس نہیں آئے گا؟" وہ کھڑی ہو کر سوال کرنے لگی۔۔

عارض خاموشی سے اس کے قریب آیا، ایک پل کو خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔۔

"میری جان۔۔۔ میں گزرے ہوئے وقت اور لوگوں کو تو واپس نہیں لا سکتا۔۔۔ لیکن تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی آخری سانس تک تمھارا ساتھ نبھاؤں گا۔"

میشل کی آنکھ سے تازہ آنسو بہہ نکلا۔

"آخری سانس؟ اب تم بھی اختتام کی باتیں کر رہے ہو۔۔۔ قسمت کو مجھ پر ترس کیوں نہیں آتا؟ ہادی جیسا بھی تھا، مجھے بہت پیارا تھا عارض۔۔"

"... جانتا ہوں... آخر بھائی تھا تمھارا"

میشل کے قدم لرزے، وہ ایک لمحے کو دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی اور روتے ہوئے بولی:

"عارض۔۔۔میں بالکل اکیلی ہو گئی ہوں۔۔۔مجھے بھی زندہ رہنے کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔۔۔"

"تم ایک کام کرو۔۔۔یہ۔۔۔یہ گن لو۔۔۔اور مجھے ختم کردو۔۔۔"اس نے لرزتے ہاتھ سے عارض کے ہاتھ میں تھامی پستول کا رخ اپنی جانب کیا اور اس کے ٹریگر پر عارض کی انگلی رکھ دی۔۔

عارض نے حیرت اور دکھ سے اسے دیکھا۔
"میشل کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔"

"مم۔۔۔میں اب کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔۔۔نہ تمھاری زندگی میں اذیت کا باعث بننا چاہتی ہوں۔۔۔تم بھی چلادو گولی۔۔۔میں تمھیں اپنا قتل معاف کرتی ہوں۔۔۔چلاؤ۔۔۔"
اسنے عارض کے ہاتھ کو جھنجھوڑتے اسے ٹریگر دبانے کا اشارہ کیا۔۔

"کیسی اذیت میشل، کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔۔؟"

عارض، مجھے نہیں جینا اب۔۔۔ تم کسی اور لڑکی کو اپنی زندگی میں لے آنا، جو" تمھیں خوش رکھ سکے، جو تمھیں ڈیزرو کرتی ہو۔۔۔" عارض نے فوراً اپنے ہاتھ میشل سے آزاد کراتے پستول پینٹ کے پیچھے بیلٹ میں اڑکا دی۔۔

مجھے نہیں جینا تمھیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔۔؟" وہ چلائی۔۔"

"کیا کہہ رہی ہو میشل؟ ہوش میں آؤ۔۔۔"
عارض نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

میشل۔۔۔ تمھارا بھائی کے لیے غم اپنی جگہ۔۔۔ لیکن تمھیں میری محبت کو"
"اس طرح آزمانے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔

اس کی آواز میں ہلکی کپکپاہٹ تھی۔

"مایوس کن ہے کہ تم مجھے۔۔۔عارض احمد کو،اس طرح کے اقدام پر مجبور کر رہی ہو، جس کی کل کائنات تم ہو۔۔۔ تمھیں کیسے یقین دلاؤں۔۔۔"

مِیشل نے دھیرے سے رخ پھیر لیا۔آواز میں تھکن اور درد تھا:

"عارض احمد۔۔۔میرے ساتھ اس راہ پر چل کر صرف اذیتیں ہی ملیں گی تمھیں۔۔۔دیکھ تو چکے ہو ناں تم۔۔۔"

عارض نے اسکے بازوؤں کو تھاما جس پر لمحے بھر میں گرفت مضبوط ہو گئی۔

"مجھے وہ اذیتیں بھی قبول ہیں میشل۔۔۔اب چپ ہو جاؤ۔۔۔اور آئندہ ایسی بات کرکے میرا دل نہ دکھانا۔۔۔"

وہ پلکیں جھپکائے بغیر اس کی نم آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔اور میشل کا ضبط آخر کار ٹوٹ گیا——وہ اس کے سینے سے لگ کر زار و قطار رو پڑی۔

ہواؤں نے جیسے آج ان کی خاموشی کی گواہی دی تھی،اور چاند، گہرے بادلوں کے پیچھے چھپ کر، بس یہ دعا کر رہا تھا کہ اب کوئی جدائی نہ ہو۔

-------------سونی رائٹس-------------

اگلے دن کی صبح ہوئی تھی۔۔وہ اذیت ناک دن اور رات گزار کر اب اگلا دن چڑھ چکا تھا

اگلی صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔وہ رات جو اذیت، درد، گولیوں کی گونج، اور زندگی و موت کی کشمکش سے بھری ہوئی تھی،ایک ایسا دن گزارا گیا تھا جو قیامت خیز تھا جس دن کے بعد کئی لوگوں کی زندگیاں پہلے جیسی نہیں رہی۔۔

ہسپتال کے کمرے میں، جہاں خاموشی سانس لے رہی تھی، عالیہ بوجھل قدموں کے ساتھ داخل ہوئی۔ اس کے کپڑوں پر خشک ہوتے خون کے دھبے، بالوں کی بکھری لٹیں، اور آنکھوں میں سوجن اس بات کا اعلان تھیں کہ وہ کسی طوفان سے ہو کر آئی ہے۔

اس کی نگاہیں بے اختیار اس وجود پر جم گئیں جو سفید چادر میں لپٹا، آکسیجن ماسک کے پیچھے اپنی سانسوں کی لڑائی لڑ رہا تھا۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، جسم مانیٹرز سے جڑا تھا، اور وہ بے سدھ لیٹا ہوا تھا—— علی۔

عالیہ خاموشی سے اس کے قریب موجود بینچ پر بیٹھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے، مگر پلکیں جھپکنے کا بھی ہوش نہ تھا۔ اسے اپنے شوہر کو اس تکلیف میں دیکھ کر خود بھی بے انتہا اذیت محسوس ہو رہی تھی۔۔

علی..." وہ آہستہ سے پکار اٹھی، جیسے اس ایک لفظ میں اس کا سب کچھ سمٹ آیا"
ہو۔

علی نے اس کی آواز سنی—وہی آواز، جس کے لیے شاید وہ موت کے دہانے سے واپس پلٹا تھا۔ آہستگی سے اس نے آنکھیں کھولیں، اور سنہری نگاہوں میں ایک چمک ابھری، جیسے روشنی نے اندھیرے کو چیر دیا ہو۔

عالیہ بے اختیار رو دی۔ وہ آگے جھکی اور اپنا سر علی کے سینے کے قریب رکھ دیا۔

علی اس لمحے تمہاری یہ سنہری آنکھیں کھلی دیکھ کر مجھ میں جو جان آئی ہے۔۔"
"اور مجھے جو خوشی ملی ہے۔۔ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔

علی کچھ کہنے کے قابل نہیں تھا، مگر اس کی آنکھوں میں سب کچھ تھا۔ اس نے ہمت مجتمع کر کے اپنا ہاتھ اٹھایا، اور عالیہ کے آنسوؤں سے تر گال پر رکھ دیا۔ عالیہ

نے فوراً اس کے ہاتھ کو تھام لیا، چہرے سے لگایا، اور کئی بار اس پر بوسہ دے کر سینے سے لگا لیا۔

تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ گے علی۔۔ بس تم نے ہمت نہیں ہارنی۔۔ میرا ساتھ دینا" ہے۔۔ تمھیں بہت جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے۔۔ میں ہر کوشش کروں گی "تمھیں جلد از جلد ٹھیک کرنے کے لیے۔۔

وہ اسے تسلی دے رہی تھی۔۔

اسی لمحے دروازہ کھلا۔ عالیہ نے چونک کر سر اٹھایا۔۔

عالیہ... "شبانہ بیگم داخل ہوئیں۔"

جی، امی؟" عالیہ نے آنسو پونچھ کر گردن شبانہ بیگم کی جانب گھمائی۔۔"

"پولیس والے تم سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔"

یہ جملہ علی کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھا۔اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا، آنکھوں میں پریشانی کی ایک جھلک دوڑ گئی۔ سانسیں بے ترتیب ہوئیں ماتھے پر بل ابھرے۔۔

آتی ہوں... "عالیہ نے مدھم لہجے میں کہا، لیکن اس کی آواز میں ایک لرزش" تھی۔

علی نے فوراًاس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔اس کے ڈرپ لگی ہتھیلی کی گرفت کمزور سہی، مگرارادے میں شدت تھی۔

ع... عالیہ... "وہ بمشکل بولا، جیسے اسے جانے نہ دیناچاہتا ہو۔"

فکر مت کرو میری جان، میں تھوڑی دیر میں تمھارے پاس واپس آجاؤں گی۔" عالیہ نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اسے اپنے لفظوں سے مطمئن کرنے کی کوشش کی اور ہاتھ نرمی سے چھڑا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

علی نے جیسے ہی اس کے قدموں کی چاپ سنی، آکسیجن ماسک ہٹا کر اپنی ساری ہمت سمیٹی اور چیخا:

"بب۔ بابا۔۔ بابا۔۔!"

فیصل شاہ اور شبانہ بیگم باہر ہی کھڑے تھے۔ آواز سنتے ہی کمرے میں لپکے۔

علی! کیا ہوا بیٹا؟ ٹھیک ہو ناں؟" فیصل شاہ نے تیزی سے اس کا سر تھاما۔"

عع۔ عالیہ... اس... اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے..." علی نے بمشکل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھنے کی کوشش کی۔

"کچھ نہیں ہو گا اُسے۔۔میں اور دانیال فہیم سے رابطے میں ہیں دانیال تو ساتھ گیا بھی ہے عالیہ کے۔۔"فیصل سے اسے لٹاتے مطمئن کیا۔۔

"تم بالکل فکر مت کرو۔۔اپنی بیٹی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔ تھوڑی دیر میں وہ تمھاری آنکھوں کے سامنے ہو گی۔۔"
فیصل شاہ نے اسے آہستہ سے لٹا دیا اور اسکے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پھر سے کہا۔۔لیکن ایک فکر علی کے دل میں گھر کر چکی تھی اور یہ فکر اب اسکے دل و دماغ میں تب تک چلنی تھی جب تک عالیہ دوبارہ اسکی آنکھوں کے سامنے نہ آ جائے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

پولیس اسٹیشن کے اندر کی خاموش فضا میں بس مدھم سی گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ دیواروں پر آویزاں پرانے فریم، کھڑکیوں سے چھنتی مدھم روشنی اور کرسی کی پشت سے جھولتا پولیس کیپ... یہ ماحول کسی تفتیشی کہانی کا مکمل منظر پیش کر رہا تھا۔

عالیہ، سادہ مگر خون آلود کپڑوں میں، سیدھی کمر اور مضبوط نظریں لیے اسٹیشن کے اندر داخل کی گئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا سکون تھا—نہ گھبراہٹ، نہ ندامت—بلکہ جیسے وہ ہر سوال کا جواب پہلے سے لیے آئی ہو۔

انسپکٹر اشرف میز کے پیچھے کرسی پر نیم دراز بیٹھا، گہری نظریں اس پر گاڑے ہوئے اسکے حلیے کا جائزہ لے رہا تھا۔

تو مس عالیہ شاہ... "وہ کرسی پر جھک کر آگے ہوا،"

سنا ہے آپ۔۔ شوٹر رینج میں گن چلانے کی ٹریننگ لیا کرتی تھیں۔۔ وہ ساری"
"محنت، ساری ٹرائینگ، اس دن کے لیے تھی۔۔؟

:عالیہ نے ایک گہری سانس لی اور جواب دیا

جی، یونہی سمجھ لیں! ورنہ تو وہ ہر ہنر پھر فضول ہے ناں، جو عین وقت پر"
"میرے کام نہ آسکے۔

انسپکٹر کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا
:کر ہنسا

ہاہاہا، آپ پر اس وقت یہ سکون بالکل نہیں جچ رہا، مس عالیہ۔ شاید آپ بھول"
"!! رہی ہیں کہ آپ نے ایک انسان کو قتل کیا ہے۔۔ آفلی پلانڈ مرڈر۔

:عالیہ کے چہرے کا سکون ذرا بھی نہ ٹوٹا۔ وہ سرد لہجے میں بولی

"میں نے وہ کام کیا ہے جو شاید آپ لوگوں کی ذمے داری تھی، آپ کا فرض تھا۔ ایک ایسے درندے کو ختم کیا جو معصوم زندگیاں برباد کرتا رہا ہے۔۔ سمیرا، میری بیٹی، میری ماں اور بھی نا جانے کتنے لوگ اسکا شکار بن چکے تھے... بٹ اس حوالے سے آپ نے کیا کیا؟"

:انسپکٹر اشرف تھوڑا آگے جھکا، اس کی آواز میں سختی بڑھ چکی تھی
"بی بی، ہمیں ہمارے فرائض نہ سکھائیں۔ کسی کو بنا مکمل تحقیق مجرم ٹھہرا دینا آپ جیسوں کا کام ہو سکتا ہے، ہمارا نہیں۔ قانون ثبوت مانگتا ہے، جذبات نہیں!"

عالیہ کی آنکھوں میں غصے کی ایک جھلک ابھری۔ اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے
:اور سنجیدگی سے کہا

"ڈیڑھ سال بیت گیا، مسٹر اشرف! ہم نے خود ثبوت ڈھونڈے، کیسز کھنگالے، گواہ تلاش کیے۔ جو کام آپ کو کرنا تھا، وہ ہم نے کیا۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں بنا تحقیق؟ آپ کی خاموشی نے کئی زندگیاں چھینی ہیں۔"

:انسپکٹر نے دانت بھینچے، وہ اب چڑ چکا تھا

"اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ اب یہاں بیٹھی ہیں۔۔"

:انسپکٹر اشرف نے عالیہ کی جانب جھکتے ہوئے سرد لہجے میں پھر کہا

"میں انسپکٹر اشرف! میک شیور کروں گا کہ آپ کو سزا ضرور ملے مس عالیہ۔۔ تاکہ آپ جیسے جذباتی لوگ بندوق اٹھانے سے پہلے دس بار سوچیں!"

:عالیہ اب اپنی نشست سے سیدھی ہوئی، نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں

اگر تمھارا قانون انصاف دینے سے قاصر ہو تو پھر ہر کمزور ہاتھ کو اپنی حفاظت "
" کے لیے ہتھیار اٹھانا ہی پڑتا ہے۔

دونوں کے بیچ کچھ لمحے خاموشی کے گہرے سناٹے میں گزرے— کمرے میں ایک بار پھر صرف گھڑی کی ٹک ٹک گونجی۔

انسپکٹر اشرف نے ایک لمبی سانس لی اور آنکھیں موند کر کچھ سوچا۔عالیہ کے حوصلے، لہجے، اور آنکھوں کے اعتماد نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔ مگر قانون کے دائرے میں وہ اسے تھوڑی دیر کے لیے اور روکنے پر مجبور تھا۔

دلیلیں بےکار ہیں۔۔ سزا کی مستحق ہیں آپ ایک سخت سزا۔۔ جو اس جرم کو کا" انصاف لے سکے۔۔" وہ پھر بولا۔۔

اشرف اسے ڈرانا چاہتا تھا صرف اس بنیاد پر کہ وہ مجرمہ بن چکی ہے لیکن عالیہ بزنس کے ساتھ ساتھ قانون سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔۔

مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کیجیے گا۔۔میں کسی کی ناجائز حرکت برداشت "نہیں کرتی۔۔۔۔اگر میرے سامنے تم بھی ناحق اقدام اٹھاؤ گے تو مجھ سے بچ نہیں "پاؤ گے۔۔

:عالیہ نے بے خوف نظروں سے جواب دیا

حراست میں رہ کر اپنی زبان اور لہجے پر قابو رکھنا سیکھو، مس عالیہ شاہ۔ تمھیں "
"...اب عدالت کا سامنا کرنا ہو گا

کمرے کا ماحول مزید تناؤ کا شکار ہونے ہی والا تھا کہ اچانک دروازے پر ایک دستک ہوئی۔ انسپکٹر اشرف نے چونک کر گردن گھمائی۔ دروازہ کھلا اور فہیم شاہ

نہایت اعتماد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ہاتھ میں ایک موٹی فائل تھی اور چہرے پر مخصوص مسکراہٹ۔

مجھے امید ہے،انسپکٹر اشرف، آپ نے پوچھ گچھ مکمل کرلی ہو گی... کیونکہ " "!میرے ہاتھ میں عدالتی آرڈر ہے—عالیہ شاہ آزاد ہے

کیا مطلب ہے تمھارا۔۔عدالت کا کیا کام یہاں؟ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔"" " اشرف نے فہیم کو کمرے میں ناگواریت سے دیکھ کر کہا ماتھے پر بل بھی ظاہر ہوئے۔۔

انسپکٹر اشرف،عدالت کا حکم نامہ حاضر ہے۔عالیہ شاہ کی گرفتاری کو غیر قانونی" قرار دیتے ہوئے سیشن کورٹ نے فوری رہائی کا حکم دیا ہے۔"فہیم نے پر اعتماد لہجے میں وضاحتی جواب دیا جسے عالیہ بھی سن رہی تھی۔۔

بڑا جلدی فیصلہ آگیا؟" اشرف نے طنزیہ کہا۔۔"

جب جرم کے تمام ثبوت، ویڈیوز، چشم دید گواہ اور مقتول کے کال ریکارڈز "
عدالت کے سامنے موجود ہوں، تو فیصلہ میں دیر نہیں لگتی۔ عدالت نے مانا ہے
کہ یہ سراسر سیلف ڈیفنس کا کیس تھا، اور عالیہ کو محض اپنی جان اور اپنے شوہر کی
" جان بچانے کے لیے مجبوراً فائر کرنا پڑا۔
فہیم نے آگے بڑھ کر فائل اشرف کے سامنے میز پر گرائی۔۔
اشرف نے ابرو چڑھاتے ہوئے فائل کی جانب دیکھا، جیسے یقین نہ آیا ہو۔

اشرف نے فائل کھولی، چند سطریں پڑھیں، اور پھر غصے میں بڑبڑایا: "ہوں۔۔۔
" قانون کے نام پر تماشہ بنا رکھا ہے تم لوگوں نے۔۔

تماشہ وہ بناتے ہیں جو اپنی ذمہ داریاں وقت پر نہیں نبھاتے، انسپکٹر صاحب! ہم "
" نے صرف وہ کیا جو آپ کو کرنا تھا۔

فہیم کے لہجے میں سختی ابھری۔۔

انسپکٹر نے چپ چاپ ڈیسک بیل دبایا۔ایک کانسٹیبل اندر آیا۔

"اشرف کانسٹیبل سے مخاطب ہوا"ملزمہ کو رہا کرو۔
کانسٹیبل نے اثبات میں سر ہلا کر عالیہ کی ہتھکڑیاں کھولی۔۔

انسپکٹر اشرف بھی فائلز بند کرتے اب اپنی کرسی سے کھڑا ہوا دونوں کو دیکھنے لگا اور آہستگی سے بڑبڑائے:
"بہت چالاکی سے کھیلا تم لوگوں نے۔۔۔مگر یہ کھیل ابھی ختم نہیں ہوا۔"

فہیم نے اشرف کی آنکھوں میں انگار نگاہیں گاڑ کر دیکھا مگر اسکی بات کا جواب نہ دیا اسکا یہی نظروں سے خاموش جواب کافی تھا اور اگلے ہی لمحے وہ اشرف کے سامنے سے گزر کر عالیہ کی طرف بڑھا۔۔

"چلیں عالیہ صاحبہ، شاہ جی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔"

عالیہ جو ایک لمحے پہلے تک فولادی اعصاب سے کھڑی تھی، اب جیسے جھک کر زمین پر سجدہ کرنا چاہتی ہو۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو چکی تھیں —— مگر اس بار آنسو کمزوری کے نہیں، فتح کے تھے۔

۔

۔

قبرستان کی فضا سنجیدہ اور ساکت تھی۔ کچی مٹی کی خوشبو ہوا میں رچی ہوئی تھی، جیسے یہ زمین ایک اور بدن کی آغوش کے لیے تیار ہو۔ لوگ خاموشی سے جمع تھے، کچھ آنکھیں اشک بار تھیں، کچھ چہرے سنجیدہ، اور کچھ حیرانی میں گم۔

جنازہ آہستگی سے قبر کے کنارے لایا گیا۔ فہاد کا جسد سفید کفن میں لپٹا آخری سفر کی دہلیز پر تھا۔ سب نظریں جھکائے کھڑے تھے۔

زاہد نے قبر کے اندر جھک کر اپنے ہاتھوں سے کفن کو سنبھالا۔وہی زاہد جس نے فہاد کو بچپن سے جوانی تک بڑی عشرت، خوشی اور ہمیشہ سرور میں دیکھا تھا کہیں نہ کہیں آج خود بھی کسی خالی جگہ کو آج بڑی شدت سے محسوس کر رہا تھا۔۔ہاں وہ جگہ۔۔۔جو فہاد کی تھی۔۔

آہادی۔۔۔"زاہد کے ہونٹوں سے مدھم سی کراہ نکلی،"جو کچھ ہوا،اسے "وقت ہی بہتر سمجھے گا۔ مگر یہ دن، شاید ہم کبھی نہ بھول سکیں گے۔

عارض خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا۔اس کی نگاہ قبر کے دہانے پر تھی، جہاں مٹی کا پہلا پھاؤڑا ڈالا جارہا تھا۔ہر پھاؤڑا گویا کسی احساس، کسی یاد، کسی تعلق کو دفن کر رہا تھا۔

فہاد بھائی۔۔"عارض آہستہ بولا، "آپ کے جانے کے بعد بہت کچھ بدل گیا" ہے۔۔۔شاید آپ نے جو راہ چنی وہ درست نہیں تھی، مگر میں یہ نہیں بھول سکتا کہ آپ میشل کے لیے جینے کی وجہ تھے کاش آپ اتنی جلدی نہ جاتے۔۔" اس نے افسردگی سے اپنا جملہ مکمل کیا ہی تھا کہ والد افتخار نے اسکی پیٹھ تھپتھپاتے اسے تسلی دی۔۔

زاہد نے بھی عارض کے شانے پر ہاتھ رکھا، "چلو عارض، مٹی دینے کا وقت ہو گیا ہے۔"

عارض نے سر اثبات میں ہلایا، اور وہ لوگ اب اپنے ہاتھوں سے فہاد پر مٹی ڈالنے لگے۔ ہر مٹھی مٹی کے ساتھ ایک بوجھ، ایک گناہ، ایک یاد، ایک پچھتاوا نیچے دفن ہوتا جا رہا تھا۔

آخری دعا کے بعد لوگ آہستہ آہستہ لوٹنے لگے۔ مگر عارض، افتخار اور زاہد کچھ لمحوں کے لیے وہیں بیٹھے رہے۔ وہ خاموشی جس میں سینکڑوں باتیں چھپی تھیں، بس وہی رہ گئی تھی۔

"اللہ تمھیں معاف فرمائے، فہاد۔۔۔اور ہمیں بھی، اگر ہم نے کبھی تمھیں سمجھنے میں یا تمھاری مدد کرنے میں کوئی کوتاہی کی ہو۔۔"

افتخار صاحب کے لبوں سے نکلے یہ الفاظ ہوا میں تحلیل ہو گئے، جس کے وہ تینوں خاموشی سے لوٹ گئے۔۔

-------------سونی رائٹس-------------

شام ڈھل چکی تھی۔ فہاد کی تدفین مکمل ہو چکی تھی۔ گھر کی فضا اداسی سے بوجھل تھی۔ آسمان پر ہلکی دھند سی چھائی تھی اور گھر کی ہر در و دیوار گویا سوگوار دکھائی دے رہی تھی۔۔

میشل، سفید کپڑوں میں ملبوس، سر پر دوپٹہ ٹکائے، گیسٹ روم کے کونے میں موجود سنگل سیٹر صوفے پر ساکت بیٹھی تھی۔اس کی نظریں فرش پر جم گئی تھیں، جیسے وقت وہیں ٹھہر چکا ہو۔آنکھوں میں تھکن، چہرے پر خاموشی، اور اندر کہیں بہت گہری ٹوٹ پھوٹ کا طوفان چھپا ہوا تھا۔

کمرے میں زاہد داخل ہوا۔اس کے چہرے پر ہمدردی اور دکھ کا گہرا سایہ تھا۔وہ آہستگی سے میشل کے قریب آیا اور نرم گدے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔چند لمحے خاموشی میں گزرے، پھر وہ نرمی سے گویا ہوا۔

"میشل بیٹی... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، یہ جس نے بھی کیا ہے، میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔"

میشل نے دھیرے سے پلکیں جھپکائیں، مگر چہرے پر تاثر وہی بے حس سا رہا۔

نہیں زاہد انکل، مجھے کسی سے بدلہ نہیں لینا۔ یہ سب... ہادی کا اپنا کیا دھرا"
"تھا۔
اس کی آواز بھاری تھی، جیسے الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکل کر سانسوں میں الجھ گئے ہوں،
"مجھے اس کی جنونیت اور بے جا ضد پر ہمیشہ افسوس رہے گا۔"

زاہد کا دل جیسے چیخ گیا، "کیسی باتیں کر رہی ہو میشل؟ سگا بھائی تھا وہ تمھارا، اس
"کے بارے میں ایسی باتیں...؟

میشل نے اب کی بار نظریں اٹھا کر زاہد کو دیکھا۔ ان آنکھوں میں دکھ تھا، تھکن تھی، مگر سچائی کی چمک بھی تھی۔
"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں، زاہد انکل۔"

زاہد نے گہری سانس لی۔

تم جو بھی کہو میں یہ لڑائی وقت آنے پر ضرور لڑوں گا۔۔" وہ خود سے عزم کرتا" کہہ اٹھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا، کمرے کی دہلیز پر آہستہ سے قدم پڑے اور عارض اندر داخل ہوا۔

آنکل..."اس نے دھیرے سے آواز دی۔۔"

آؤ عارض، ٹھیک وقت پر آئے ہو۔"زاہد نے اسے اشارے سے قریب بلایا۔"
عارض آکر میشل کے پہلو میں الگ صوفے پر زاہد کے سامنے بیٹھ گیا۔

کیسے ہیں آپ؟"عارض نے احترام سے پوچھا۔"

بالکل ٹھیک ہوں۔ لیکن تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" زاہد کا لہجہ سنجیدہ ہو گیا۔

"جی آنکل، فرمایئے۔"

"دیکھو عارض... یہ دو تین دن بہت اذیت ناک گزرے ہیں۔ میشل بہت بڑے صدمے سے گزر رہی ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ وہ یہاں کی فضا سے باہر نکلے۔"

عارض نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا، "میں جانتا ہوں، آنکل۔ اور میں ہر لمحہ میشل کے ساتھ ہوں۔"

زاہد نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، "مجھے تم پر فخر ہے۔میں چاہتا ہوں کہ تم میشل کو لے کر ملک سے باہر چلے جاؤ...تاکہ وہ اس صدمے سے نکل سکے۔"

زاہد نے اسے مشورہ دیا اسکا خیال تھا کہ میشل کو ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹا کر اسکے بزنس کو سنبھالنے کے بہانے اس پر اپنا مکمل قبضہ جما لیا جائے۔۔

"جی انکل، میں نے بھی یہی طے کیا ہے۔ماما بابا تو ویسے بھی کینیڈا جا رہے تھے۔ اس بار میشل کو ساتھ لے کر میں بھی وہیں جاؤں گا۔" عارض نے اپنے مستقبل کے لائحہ عمل سے زاہد کو آگاہ کرا کے اسکی آدھی پریشانی یہیں ختم کر دی۔۔

زاہد چونکا، "کینیڈا؟ تم لوگوں نے تو ترکی جانا تھا نا؟ سب تیاریاں بھی مکمل تھیں؟"

میشل وہیں موجود ہوتے ہوئے بھی اپنے خسارے اور غم کی دنیا میں مبتلا تھی جو ان دونوں کی کسی بات پر کان نہ دھر سکی۔۔

عارض نے نرمی سے کہا، "جی آنکل، تیاریاں تو تھیں، ہم وہیں جانے والے تھے، مگر..."

زاہد نے بات کاٹ دی، "اپنا پلان مت بگاڑو، بیٹا۔ وہیں چلے جاؤ۔ ماحول بدلے گا تو زخم بھی جلدی بھر جائیں گے۔"

عارض نے اثبات میں سر ہلایا، "ہمم، مشورہ ضرور کروں گا بابا سے، کہ کہاں جانا بہتر ہے۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ مگر اس خاموشی میں ایک فیصلہ، ایک نیا آغاز، اور عارض کے لیے ایک پر امید صبح کی آہٹ چھپی تھی۔

-------------سونی رائٹس-------------

سورج ڈھل چکا تھا، شام کی سنہری روشنی اب لان میں بجھتے ہوئے چراغوں کی روشنی سے بدل چکی تھی۔ گھر کے لان میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، صرف درختوں کی پتوں سے سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی، اور ماحول پر ایک بوجھل سوگ کی کیفیت طاری تھی۔

عارض نے آہستگی سے زاہد کو گاڑی میں بیٹھایا۔ زاہد نے جاتے جاتے اس کے ہاتھ پر اعتماد سے ہاتھ رکھا۔ عارض نے گاڑی کا دروازہ بند کیا، ایک لمحے کو ٹھٹھک کر آسمان کی جانب دیکھا اور گہری سانس لیتا ہوا واپس لاونج کی طرف بڑھا۔

لاونج میں داخل ہوا تو سامنے ہی اس کی والدہ کھڑی تھیں۔ چہرے پر بے چینی، آنکھوں میں سوال، اور لبوں پر دبی ہوئی دعا تھی۔ بیٹے کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے اس کی طرف آئیں۔

میشل کیسی ہے؟"انہوں نے فوراً سوال کیا۔"

عارض نے گہری سانس لے کر ایک لمحہ خاموشی سے گزارا، پھر سرد لہجے میں گویا ہوا،
خود کو ٹھیک ظاہر کر رہی ہے، مگر میں واقف ہوں امی...وہ اندر سے کتنی ٹوٹ"
"چکی ہے۔اس کا دکھ...بہت بڑا ہے۔

اس کی آنکھوں میں وہ بے بسی جھلک رہی تھی جو کسی بے حد چاہنے والے کو صرف محسوس ہوتی ہے۔

اس کی والدہ نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا،
"مگر شکر ہے کہ تم نے صحیح وقت پر اس کا ہاتھ تھاما۔"

چند لمحے وہ خاموش رہیں، پھر ان کے لبوں سے ایک اعتراف بہ نکلا،

"میں رب کی مصلحت کو نہیں سمجھ پائی تھی، تمھاری اس کے لیے ضد اور پھر افتخار صاحب کا مجھ سے پوچھے بغیر شادی کا فیصلہ... مجھے سب کچھ بہت برا لگا تھا، نہایت ناپسند تھا۔"

ان کے لہجے میں وہ پچھتاوا صاف جھلک رہا تھا جو وقت گزرنے کے بعد احساس کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

"پتا نہیں کیوں، مگر اُس وقت مجھے اس کے لیے تمھاری اور افتخار صاحب کی ہمدردی دیکھ کر نفرت سی ہونے لگی تھی... جیسے میرا بیٹا مجھ سے دور جا رہا ہو۔ مگر اب... ترس آرہا ہے اُس پر... اور اپنے رویے پر شرمندگی بھی ہو رہی ہے۔"

وہ رکیں، جیسے خود سے لڑ رہی ہوں۔ عارض نے آہستگی سے نظریں ان کی طرف اٹھائیں اور دھیمے لہجے میں کہا:

"امی، میں آپ کو کبھی قصوروار نہیں ٹھہراؤں گا... مگر یہ کہ آپ کو احساس ہو گیا، میرے لیے یہی کافی ہے۔"

ماں کی آنکھیں نم ہوئیں۔ انہوں نے نرمی سے سر ہلایا اور پر عزم لہجے میں کہا،

"میں میشل کو کسی رشتے کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی... اس گھر میں، اس دل میں، وہ میرے لیے بیٹی کی طرح ہے۔"

عارض کی آنکھیں وہ سن کر بھیگ گئیں، مگر ہونٹوں پر تسلی کی سی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے بھی یہی امید ہے، امی... کیونکہ ایک ماں کا دل آخر سمجھ ہی جاتا ہے۔"

لاونج میں خاموشی چھاگئی، مگر وہ خاموشی اب بوجھل نہ تھی، بلکہ اس میں احساس، قبولیت اور ایک نئے رشتے کا آغاز تھا۔

-------------سونی رائٹس-------------

...دو ہفتے گزر چکے تھے

اُس حادثے، اُس قیامت خیز دن کو جس نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا تھا—
جسم، دل، تعلق، اور وقت... سب زخموں سے بوجھل ہو چکے تھے۔

... مگر آج
آج وہ دن تھا جب علی، دو ہفتے کے طویل علاج کے بعد، پہلی بار اپنے گھر واپس آ رہا تھا۔

کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔ خنک ہوا کے جھونکے کمرے میں تازگی بکھیر رہے تھے۔ سجے ہوئے بیڈ کی صاف چادریں، پھولوں کی ہلکی مہک، اور دیوار پر لگی اُن کی ایک ساتھ مسکراتی تصویر... سب کچھ جیسے سانس روک کر اس لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔

دروازے پر آہٹ ہوئی۔

علی نے آہستگی سے دروازے کی چوکھٹ پر قدم رکھا۔ اس کی چال میں اب بھی نقاہت تھی، کندھے پر باندھی گئی پٹی اور دھیمی سانسیں گواہ تھیں اس طویل لڑائی کی جو اس نے زندگی سے لڑی تھی۔ مگر اس کے چہرے پر تھکن نہیں، ایک خاموش سا سکون تھا۔

عالیہ نے اس کا بازو تھام رکھا تھا۔ وہ قدم بہ قدم اس کا سہارا بنی، جیسے ہر درد، ہر کمزوری کو اپنے لمس سے سمیٹ رہی ہو۔

آج عالیہ نے سیاہ رنگ کا خوبصورت شلوار قمیض پہن رکھا تھا۔ سادگی میں لپٹی ہوئی، مگر بے حد دلکش۔ گلے میں دوپٹہ آرام سے رکھا تھا، اور بھورے، کھلے بال اس کی کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں نمی کی جگہ آج ایک روشنی تھی—شکر کی، تسلی کی۔

علی نے سفید پینٹ پر ہاف سلیوز کی خاکی پولو شرٹ پہن رکھی تھی، وہ کبھی عالیہ کو دیکھتا، کبھی اپنے کمرے کو—جہاں وہ دو ہفتے بعد لوٹ رہا تھا، مگر ایک نئ زندگی کے ساتھ۔

عالیہ نے اسے بیڈ کی طرف بڑھایا، اور احتیاط سے بٹھایا۔ خود ایک لمحے کو رک کر اس کے سامنے بیٹھ گئ۔۔

اس نے نرمی سے علی کے قریب ہوتے ہوئے اس کی پشت کے پیچھے رکھا تکیہ سنبھالا۔ آہستگی سے اسے سہارا دیتی وہ پوری احتیاط سے تکیے کو سیدھا کر رہی تھی، اسکی قربت میں علی نے آنکھیں موند لیں۔۔ اور ایک پر سکون سانس اندر کھینچتے اسکی مہک کو اپنی سانسوں کا حصہ بنا رہا تھا۔۔

"آر یو کمفرٹیبل؟"

عالیہ نے اس سے دور ہوتے اب دھیمے اور سنجیدہ آواز میں پوچھا۔

"ویری کمفرٹیبل!۔۔"
علی نے آہستگی سے اس کے بالوں کی ایک لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے خماری سا بولا۔ اس کی نظروں میں شرارت اور محبت کی وہی پرانی چمک لوٹ آئی تھی۔

عالیہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور آہستہ سے مزید پیچھے ہٹنے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

علی نے اس کی ہتھیلی تھام لی، جیسے وہ پل بھر کے لیے بھی اس کی موجودگی سے محروم نہ رہنا چاہتا ہو۔

تمھارے لیے کھانے کا بندوبست کرنا ہے،" عالیہ نے نرمی سے کہا۔"

"کافی مل سکتی ہے؟"

علی نے سوالیہ انداز میں پوچھا، جیسے بچہ کوئی چھوٹی سی ضد کر رہا ہو۔

"!پرہیز"

عالیہ نے فوراً جواب دیا، جیسے کسی شرارتی خواہش کو روک دیا ہو۔

"...ہمم"

علی نے مایوسی سے لب بھینچے۔

"سوپ بنادوں؟"
عالیہ نے نرمی سے پیش کش کی۔

"سوپ؟"
علی نے ناک چڑھا کر بچوں جیسا منہ بنایا، جس پر عالیہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔وہ دوبارہ کھڑی ہو گئی،اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"بھوک نہیں لگی مجھے۔۔اگر کھیر مل جائے تو وہ بہتر رہے گا۔"
اس نے اگلی خواہش ظاہر کی۔۔

"کھیر؟ تمھیں تو پسند ہی نہیں تھی۔۔۔"
عالیہ نے حیرانی سے سوال کیا،ماتھے پر بل ڈالے، جیسے واقعی یقین نہ آرہا ہو۔

علی نے دھیرے سے مسکرا کر کہا،

"صرف تمھارے ہاتھ کی کھالیتا ہوں۔۔۔"

"ٹھیک ہے، میں بنا کر لاتی ہوں۔۔۔"

وہ آہستہ سے بولی اور پھر رخ موڑ کر کمرے سے باہر نکلنے لگی، جب کہ علی کی نظریں اس کے وجود کا تعاقب کرتی اسے پھر روکنے کی کوشش کے لیے سوچ میں پڑ گئی۔۔

عالیہ۔۔۔! "اس نے دروازے کے قریب سے اسے پھر مخاطب کیا۔۔"

ہاں؟" وہ پلٹتے بولی تو اسکے خوبصورت بال ایک جھٹکے سے شانوں کے پار لہرا گئے۔۔ جسے دیکھ کر وہ مسکرایا۔۔

"یہاں آؤ۔۔۔"

وہ بستر پر نیم دراز ٹیک لگائے ہوئے حکم دیتے لہجے میں آہستہ سے بولا۔۔عالیہ پھر اس کے کہنے پر دروازے سے بستر کی جانب بڑھی۔۔

فلحال تمھیں میرے پاس ہونا چاہیے ناں۔۔؟" علی نے شکوہ کیا۔۔"

"تمھارے لیے ہی جا رہی تھی۔۔"

:عالیہ اس کے قریب آ بیٹھی، تو وہ ہلکی شرارت سے بولا
ویسے، جب مجھے گولیاں لگیں تو تمھیں تو خوشی ہوئی ہو گی نا؟ چلو جان چھوٹی، "
" بڑا تنگ کرتا تھا۔۔۔

عالیہ نے فوراً بھنویں چڑھائیں،
"سیریسلی؟ تمھیں ایسی لگتی ہوں میں؟"

علی نے بھاری سانس لیتے ہوئے آنکھیں موند لیں،

"!ہاں، بالکل۔۔ایسی ہی لگتی ہو۔۔۔نہایت ظالم، سنگ دل،اور تلخ مزاج"

عالیہ نے گہری نظر اس پر ڈالی،اسکے ماتھے پر بل ظاہر ہوئے۔۔

ایسا نہیں ہے،اوکے۔۔وہ وقت میں نے کس طرح گزارا تھا، صرف میں جانتی"
"ہوں۔۔۔گولیاں تمھیں لگی تھیں،اور موت کا لمحہ میں نے گزارا ہے۔۔۔

اس کی آواز رندھ گئی،

ہر اس لمحے میں، میں نے موت دیکھی ہے جب تمھاری زندگی کی امید ختم"
ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔میری آنکھوں کے سامنے تمھیں شوٹ کیا جانا، میری
گود میں تمھاری آنکھوں کا بند ہونا،اور ڈاکٹر کی وہ خبر۔۔۔تم کبھی نہیں سمجھ
"سکتے، علی۔۔۔

اس نے جملے کے اختتام پر برہمی سے چہرہ پھیر لیا۔۔

علی نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا،

"رئیلی؟ مگر میں تو اتنی قدردانی کے قابل نہیں ہوں۔۔"

"میں ہمیشہ سے تمھارے لیے تکلیفوں کا باعث بنا ہوں۔۔ میری موجودگی نے ہمیشہ تمھیں عزیز رشتوں سے آزمایا ہے۔۔ تمھیں یاد ہے ناں میری وجہ سے منگنی توڑنے کے بعد تمھیں اپنا گھر بھی چھوڑنا پڑا تھا۔۔"

عالیہ کو محسوس ہوا کہ اس نے شرمندہ ہوتے اپنا جملہ ادا کیا ہے وہ دوبارہ اسے دیکھنے لگی جو واقعی اب سنجیدہ اور شرمندہ سا تھا۔۔

عالیہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا،

"نہیں، تم نے مجھے ہمیشہ مان دیا، محبت دی۔۔۔ خود کو کسی بھی حالات کا زمہ دار ٹھہرانے کی ضرورت نہیں۔۔ تکلیفیں آنا میرے نصیب کا حصہ تھا۔۔ مگر تمھارا ساتھ ہو تو ہر تکلیف سہنے کے لیے تیار ہوں۔۔"

علی نے نظریں چرا کر کہا،

"میں نے کہا نا، مجھے اتنی قدردانی راس نہیں۔۔"

عادت ڈال لو اب۔۔۔ جتنا میں نے تمہیں پریشان کیا ہے، اس کے بدلے میں" یہ قدردانی تو کچھ بھی نہیں۔۔۔" عالیہ اپنے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی اٹھا کر مسکرائی۔۔

میں تم سے اپنے تمام تلخ لفظوں کی، اپنے تلخ رویے اور ہر کوتاہی کی معافی مانگتی" ہوں۔۔ اور وعدہ کرتی ہوں تمھیں دوبارہ کبھی تنگ نہیں کروں گی۔۔ آج سے "جیسا تم کہو گے سب کچھ ویسا ہی ہو گا۔۔

علی نے شوخ انداز میں آنکھیں تریں،

"سوچ لو۔ یہ وعدہ تمھیں مہنگا بھی پڑ سکتا ہے۔۔"

اگلے لمحے اپنی ہتھیلی میں موجود اسکا ہاتھ جھٹکے سے کھینچ کر اسے مزید اپنے قریب کیا۔۔

عالیہ نے بھی نظریں اس کی سنہری آنکھوں میں گاڑ دیں،
"جب بات تمھاری ہو تو سوچنا کیسا؟"

علی نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے چہرہ اسکے قریب کیا اسکے حسین عنابی لبوں پر اپنی چھاپ چھوڑنے کو آگے بڑھا ہی تھا کہ عالیہ کی دھڑکنیں اپنی رفتار سے زیادہ تیز ہونے لگی، اس نے آنکھیں موندلی، ساتھ ہی قربت مزید بڑھنے لگی اور اگلے ہی لمحے اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔۔

دونوں چونک کر ایک دوسرے سے فاصلے پر بیٹھ گئے۔ دروازہ کھلا اور دستور عالم اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم۔۔۔"

عالیہ نے فوری سنبھل کر بھائی کو مخاطب کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی،

وعلیکم السلام!" دستور نے کمرے میں قدم بڑھائے وہ سفید شلوار قمیض پر بلو"

واسکوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔

آئیں دستور بھائی!" علی نے زبردستی ہنسی چھپاتے ہوئے خوش مزاجی سے کہا۔"

سنا کہ تم گھر آ گئے ہو، تو سوچا مل آؤں۔۔۔" دستور نے سادگی سے کہا، اور"

کمرے میں آ بیٹھا۔ علی اور عالیہ نے ایک دوسرے کی طرف ایک نظر ڈالی—— جیسے کسی چوری کے پکڑے جانے سے بال بال بچے ہوں، مگر زبان خاموش تھی، اور آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"...بہت...اچھا کیا آپ نے"

علی نے بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا، مگر اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی کمرے کے دروازے سے دانیال، سائرہ، اور بینش اندر داخل ہو چکے تھے۔

"بلکہ آپ سب نے۔"
علی نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے اپنی بات نئے انداز میں مکمل کی، اور ان کی آمد پر آنکھوں میں حیرت کے ساتھ مسکراہٹ بھی در آئی۔

"بھئی ہمیں امی نے بتایا کہ آج کمپلیٹ فیملی لنچ کا پروگرام ہے، تو سوچا سرپرائز دے دیا جائے۔"
دانیال ہنستے ہوئے بولا اور آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اچھا آئیڈیا ہے۔"
علی نے خوشدلی سے کہا اور ایک نظر عالیہ کو دیکھا، جو اب چپ چاپ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"نرمین کہاں ہے، وہ آئی نہیں؟"

عالیہ نے نظر علی سے ہٹاتے ہوئے دستور سے سوال کیا۔

"کچن میں ہے، سارہ کے ساتھ ہیلپ کر رہی ہے۔"

دستور نے نرمی سے جواب دیا۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟"

بینش نے سنجیدہ لہجے میں علی سے پوچھا۔

"کافی بہتر ہے۔"

علی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا،

"یہ بتاؤ، ہارون کیسا ہے اب؟"

بہتر ہو رہا ہے۔ تم نے جو حوصلہ دیا تھا وہ بالکل درست ثابت ہوا۔ بہت شکریہ، "
" علی۔

بینش دھیرے سے بولی، اس کی آنکھیں ایک پل کو علی اور عالیہ کے درمیان نگاہوں کا لمحاتی تبادلہ دیکھ چکی تھیں۔

اُس لمحے، وہ صرف مسکرا دی، مگر دل کے کسی کونے میں ایک سرد ہوا سی چل گئی۔

اس لمحے اس نے عالیہ کی تقدیر پر رشک کیا تھا۔۔ وہ علی کو پسند کرتی تھی ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتی تھی کہ یہ جذبہ اسکے لئے ٹھیک نہیں مگر یہ بھی سچ تھا کہ دل پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا۔۔

دل میں ایک خاموش التجا تھی، شکوہ تھا، جو شاید اس کی تقدیر سے تھا۔۔

علی نہ سہی اس جیسا ہی کوئی بہترین شخص اسکی زندگی کا ہم سفر بھی تو بن سکتا تھا ناں۔۔

جو اسکا دکھ سکھ بانٹ لیتا،

جو اسکے حصے کی تھکان سہہ لیتا،

جو اسکے حصے کا بوجھ اٹھا لیتا،

کوئی تو ہوتا جس کے کندھے پر سر رکھ کر وہ رو سکتی،

کوئی ہوتا جس کے سینے سے لگ کر وہ سکون اور بے فکری کے لمحات جی سکتی۔۔

کاش وہ بھی مکمل ہوتی۔۔

جس کمی کو آج اس نے شدت سے محسوس کیا۔۔

کاش وہ کمی اسکی زندگی میں نہ ہوتی۔۔

وہ ان تمام افراد میں واحد تھی جسکی اپنی زندگی میں نہ کوئی منزل تھی اور نہ ہی کوئی راستہ۔۔ سب کو ساتھی میسر آئے۔۔ بس وہی رہ گئی تنہا۔۔ ایک خاموش چاہت اور ان کہے جذبات کے ساتھ۔۔

دنیا میں کہیں نہ کہیں بینش جیسے جیتے جاگتے ادھورے اور نامکمل کردار ضرور ہوتے جن پر کسی کا دھیان نہیں ہوتا مگر وہ دل میں تنہائی سے اکتائے ہوئے ارمانوں کا ایک طوفان لیے ہوتے ہیں۔۔

کمرے میں موجود وہ لوگ گفتگو میں مصروف تھے اگلے لمحے اچانک دروازہ کھلا، اور چھوٹی سی امرحہ دوڑتی ہوئی اندر آئی۔

"بابا!"
اس کی آواز میں خوشی اور بے صبری تھی۔

میری جان! کیسی ہے میری شہزادی؟ ہم تو گھر آ گئے لیکن آپ تو ملنے ہی نہیں آئی مجھ سے!"
علی نے محبت سے اسے گود میں اٹھایا اور بستر پر اپنے قریب بٹھایا۔

بابا... دادو مجھے تیار کر رہی تھیں، اور نیچے میرے سب فرینڈز بھی آچکے ہیں"

"!___فاطمہ، عرفان، ہارون بھی

امرُحہ نے پرجوش انداز میں بتایا۔

"تو دادو سب کو نیچے بلا رہی ہیں لنچ کے لیے۔"

وہ بات مکمل کرتے ہوئے اپنی انگلی علی کے ہاتھ میں پھنسا کر اشارہ کرنے لگی۔

"میرا خیال ہے تمھیں بھی نیچے چلنا چاہیے،"

دستور نے خوشگوار انداز میں کہا۔

"ہاں، ٹھیک ہے... اب تو جانا ہی پڑے گا،"

علی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عالیہ کی جانب دیکھ کر گہری سانس بھری۔

--------------سونی رائٹس--------------

دوپہر کی روشنی شاہ مینشن کے دالانوں پر اپنا سحر بکھیر رہی تھی۔ کئی دنوں بعد یہاں ایسی چہل پہل دیکھنے کو ملی تھی۔

ڈائننگ ہال کی میز کے گرد سب کرسیوں پر براجمان تھے۔ لنچ کا وقت تھا، اور علی کی صحتیابی کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب شاہ خاندان کے تمام افراد ایک ساتھ موجود تھے۔ اکرم، زمان، ناصر، اور شاہ خاندان——سب چہروں پر طمانیت کی ہلکی سی جھلک لیے خوشگوار ماحول میں شریک تھے۔

وہ خاندان، جو کبھی چار افراد پر مشتمل تھا، آج چار خاندانوں کی رونق سے جگمگا رہا تھا۔

مجھے خوشی ہے کہ اب تمھاری طبیعت میں بہتری آرہی ہے، "سلمہ بیگم نے" مسکراہٹ کے ساتھ علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جی، اب کافی بہتر محسوس ہو رہا ہوں،" علی نے نرمی سے جواب دیا۔"

اچانک دانیال نے موبائل اسکرین پر نظریں گاڑ دیں، پھر حیرت سے علی کی طرف موبائل بڑھایا۔

یہ دیکھو، نیوز میں فہاد کی خبر آئی ہے،"اس کی آواز میں سنجیدگی تھی۔"

تمام افراد کی نظریں ان دونوں پر مرکوز ہو گئیں۔ عالیہ کا چہرہ سخت ہو گیا، جبکہ باقیوں کے تاثرات بھی سنجیدہ ہو چکے تھے۔

یہ خبر کب کی ہے؟" بینش نے بے چینی سے سوال کیا۔"

دو دن پرانی ہے، مگر سوشل میڈیا اب اسی گفتگو سے بھرا پڑا ہے۔" دانیال نے موبائل جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

علی نے سنجیدہ نگاہوں سے سب کو دیکھا، پھر دھیرے سے بولا،
"تو کیا انہوں نے اتنے دن فہاد کی موت کو خفیہ رکھا؟"

لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے،" دانیال بول اٹھا۔"

دستور نے بے چینی سے پہلو بدلا۔
چنگاری پھر سے بھڑک اٹھی ہے۔مجھے خدشہ ہے کہیں وہ لوگ دوبارہ عالیہ "
"کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔

کیا واقعی گرفتاری کا خطرہ اب بھی باقی ہے؟" شیر زمان نے تشویش سے "
پوچھا۔

:عالیہ نے خاموشی توڑتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا

"مجھے کسی بات کا خوف نہیں۔ اگر وہ آج بھی مجھے گرفتار کرنا چاہیں تو میرا وہی موقف رہے گا— میں نے وہی کیا جو ضروری تھا۔"

:دانیال فوراً بولا

"کوئی تمھیں گرفتار نہیں کر سکتا عالیہ۔ فہیم کے پاس سارے ثبوت موجود ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں، دستور بھائی،"

دانیال نے مطمئن کرتے ہوئے کہا،

"قانون بھی اب سچائی کے ساتھ کھڑا ہے۔"

ڈائننگ ٹیبل پر گہری خاموشی چھا گئی—— مگر یہ خاموشی کمزوری کی نہیں، حوصلے اور سچائی کی تھی۔

"بھائی، خبر تو یہ بھی ہے کہ حقانی اور افتخار خاندان ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں۔" ڈائننگ ٹیبل پر پر سکون سا ماحول قائم ہی ہوا تھا کہ ارسلان نے ایک سنسنی خیز خبر سنائی،

ایک لمحے کو جیسے سب نے سانس روک لی۔

کیا؟ کون کون گیا ہے؟ سبھی چلے گئے؟" عالیہ نے چونک کر سوال کیا، اس کی" آواز میں حیرت اور اضطراب نمایاں تھا۔

علی نے نگاہ دانیال کی طرف گھمائی،

"یہ خبر سچ ہے؟"

دانیال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اطمینان سے جواب دیا،
"بالکل سچ ہے۔عارض اپنی بیوی اور فیملی کے ساتھ کینیڈا جا چکا ہے،اور زاہد حقانی کا رخ شاید ترکی کی طرف ہے۔دونوں خاندانوں نے خاموشی سے ملک چھوڑ دیا ہے۔"

"زاہد بھاگ گیا؟"فیصل شاہ نے تلخی سے کہا،ان کے ماتھے پر گہرے بل پڑ گئے تھے۔

"یہ اچھی خبر نہیں ہے،"
بینش نے ناپسندیدگی سے کہا۔۔

دستور نے بھی سنجیدگی سے کہا،

تواس نے اپنے پھیلائے ہوئے راستے سے خود کو بچا کر، ہمیں اس میں پھنسانے "
" کی کوشش کی۔ بہت چالاک نکلا۔

علی کی نظریں جھک گئیں، مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ بولا،
" مجھے زاہد کو گرفتار کروانا تھا... لیکن وہ بچ نکلا۔ "

ارسلان نے قدرے متوازن لہجے میں وضاحت دی،
ہم ویسے بھی اسے فوری گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔ جتنے ثبوت ہمارے پاس "
تھے وہ سب صرف فہاد کے خلاف تھے۔ زاہد کے خلاف کوئی مضبوط شہادت
" نہیں تھی۔

مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ جیسے فہاد کے خلاف ہمیں سب کچھ "
ملا، زاہد کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ہم اس کے پیچھے لگے، تو اس کے جرائم
" بھی بے نقاب ہوں گے۔

دانیال کی نظروں میں ایک خاص چمک ابھری،

علی نے اسے تنبیہ کی،

دانیال، یہ نہ بھولو کہ وہ پلٹ کر وار بھی ضرور کرے گا۔ ہمیں چوکنا رہنا" ہو گا۔۔"

تمام افراد نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا، گویا سب ایک اندرونی جنگ کے لیے تیار ہو رہے ہوں۔

:اسی لمحے شبانہ بیگم نے برہمی سے کہا

"!ارے بچوں، تم لوگ کھانے کی میز پر یہ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو۔۔"

ان کی بات پر سارہ اور فیصل شاہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ فضا ہلکی پھلکی ہوئی، مگر ذہنوں میں سنجیدہ معاملات کا بوجھ اب بھی موجود تھا— جیسے طوفان گزر چکا ہو، لیکن اس کی بازگشت ابھی باقی ہو۔

دوپہر کے کھانے کا یہ دستر خوان صرف خوراک کا نہیں بلکہ جذبات، تجربات اور امیدوں کا مرکز بن چکا تھا۔ سجے ہوئے ڈائننگ ہال میں جب سب اپنے اپنے دل کی باتیں بانٹ چکے، تو فیصل شاہ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے دھیمے مگر گہرے لہجے میں کہا:

"زندگی کبھی آسان نہیں رہی... اور نہ ہو گی۔ جب دنیا کی کوئی بھی چیز پرفیکٹ نہیں، تو زندگی کیسے ہو سکتی ہے؟"

وہ ایک لمحے کو رک کر سب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا ہوئے،

"اتار چڑھاؤ، غم اور خوشی، سب اس کا حصہ ہیں۔ مگر اصل طاقت یہ ہے کہ ہم ان حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ کیسے کھڑے رہتے ہیں۔"

ٹیبل پر ایک خاموشی سی چھا گئی، ہر شخص گویا ماضی کی کسی یاد میں کھو گیا۔

"یہ بات تم سب اپنے دل میں اچھی طرح بٹھا لو کہ اس مقام پر پہنچ کر بھی آزمائش کا اختتام نہیں ہوا ہے۔۔ کہیں نہ کہیں زندگی تمھیں پھر آزمائے گی لیکن ایسے حالات میں ہمیں صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے—صبر... اور اتفاق۔ انہی کے زریعے ہی تمھیں ہر امتحان میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔۔"

"تو ہمیشہ اسی طرح اتفاق سے ساتھ رہنا تم سب۔۔"

وہ بات مکمل کر چکے تو ماحول میں ایک خاص گمبھیر سکون سا چھا گیا۔ سب کے چہروں پر ایک نیا حوصلہ، ایک نیا عزم ابھرتا دکھائی دیا۔

:تب شیر زمان نے نرمی سے کہا

فیصل ٹھیک کہہ رہا ہے۔جب تک ہم سب ساتھ ہیں، کوئی بھی آزمائش ہمیں "

"شکست نہیں دے سکتی۔اللہ کرے ہمارا یہ اتحاد ہمیشہ قائم رہے۔

"آمین،"

سب کے لبوں سے بیک وقت نکلا، جیسے ان کی آوازیں نہیں، دعائیں ایک ہو گئی ہوں۔

...اور اسی دعا کے ساتھ

آتشِ جنونیت "کا وہ طوفانی سفر اختتام کو پہنچا، جس نے کئی دلوں کو جلایا، جوڑ" توڑ کا منظر پیش کیا، محبت، قربانی، وفا، بدگمانی، سازش اور نجات کے سب رنگ دکھائے...اور آخر کار اتحاد، سچائی اور محبت کو فتح دلائی۔۔

۔

۔

۔

ہر جذبہ اپنے اندر خیر و شر دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے... جنونیت بھی انہی میں سے ایک ہے۔۔!

یہ وہ آگ ہے جو اگر منفی سمت میں بھڑکے تو انسان کو راکھ کر دیتی ہے، رشتوں کو جلا دیتی ہے، اور زندگی کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔

مگر اگر یہی آتشِ جنونیت کسی کی حفاظت، کسی کی کامیابی، یا کسی کے لیے بے غرض محبت کی صورت میں سلگے تو یہ اندھیروں میں روشنی بن جاتی ہے۔

یہی فرق ہے ایک تباہ کن جنون اور نفع بخش جنون میں۔

اصل دانائی یہی ہے کہ ہم اپنے جذبات اور جنون کو اس رخ پر ڈالیں جہاں وہ نہ صرف ہمیں بہتر بنائیں بلکہ کسی اور کی زندگی میں امید کی کرن بھی بنیں۔

پس، آتشِ جنونیت کو راکھ بننے نہ دیں—اسے روشنی بنائیں۔

ختم شده